تحفۂ دستگیر

تازہ و بامحاورہ اردو ترجمہ غُنیۃ الطالبین

تصنیفِ لطیف

امام العارفین حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ

معہ تذکرہ زندگی آنحضرت قدس سرہ العزیز

حسب فرمائش

کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور

اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں باہتمام کاربردازان مطبع چھپا گیا

مختصر تذکرہ زندگی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

آپ کی جائے پیدائش

طبرستان جسے اب گیلان کہتے ہیں جھیل کیسپین یا بحیرہ خضر کے مغربی کنارے پر ایران کا ایک صوبہ ہے اس میں ایک خاص علاقہ گیلان یا جیلان کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے مقام نیف میں حسنی سادات کا خاندان بسا تھا۔ جس کے ایک درخشاں محل سے اس نور کا ظہور ہوا۔ جس سے تمام عالم منور ہو گیا۔

جس زمانہ میں ایران کا سلطان معزالدین ابوالفتح ملک شاہ خاندان سلجوقی کا تیسرا بادشاہ اور الپ ارسلان کا بیٹا بڑی شان و شوکت سے حکومت کر رہا تھا۔ اور بغداد میں المقتدی بامر اللہ خلیفہ وقت احکام اسلام کی پابندی کراتا بدعات کو ہٹاتا اور سنت نبوی کو رواج دیتا تھا۔

اسی خیر و برکت کے وقت ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ مطابق ۱۰۷۸ء میں گیلان کے حسنی سید ابوصالح موسیٰ جنگی کے گھر میں جبکہ ان کی بیوی کی عمر ساٹھ برس کی تھی اس چشمہ ہدایت کا ظہور ہوا جس سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ رباعی آنکہ ہژدہ ہزار بندہ او ست ✤ غوث اعظم شہ محمد نہاد

چوں ریاض حسن چو گل بشگفت ✤ چار صد و نود و لدہ ایں شہ راد

والدین نے آپ کا نام عبدالقادر رکھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہوئی اور محی الدین۔ سلطان الاولیاء۔ غوث اعظم محبوب سبحانی وغیرہ بہت سے القاب ہیں۔

آپ کی نسب پدری

شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ بن عبداللہ الجیلی ابن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امیر المومنین حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کی نسب مادری

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ ہے اور کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار بنت عبداللہ صومعی بن ابی جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابی عطا بن عبداللہ بن ابی کمال بن عیسیٰ بن ابی علاء الدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی کرم اللہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے:-

آپ کے والد بزرگوار کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا جو امام محمد کی صاحبزادی تھیں۔ اور امام محمد کا سلسلہ نسب امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ عبداللہ محض کی والدہ ماجدہ نے عبداللہ سے نکاح ثانی کر لیا تھا جن کا سلسلہ نسب

تحفۂ دستگیر

خالص اُردو ترجمہ غنیۃ الطالبین

مصنّفہ

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ

اس کتاب کا بالکل تازہ۔ عام فہم۔ نہایت سلیس اور نہایت عمدہ اُردو ترجمہ کیا گیا۔ اور اُردو زبان کے ایسے پیرائے میں چھاپ دیا گیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ کتاب تصنیف ہی اُردو زبان میں کی گئی تھی۔ یہی خصوصیت اس کی اہمیت و خوبی پر دیکھنے اور مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی تصنیف و اشاعت سے حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ العزیز نے خلق خدا کی وہ دستگیری کی ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ اس کی تصدیق خود اس کو پڑھ کر کی جا سکتی ہے۔ دینِ اسلام کی کوئی بات۔ کوئی مسئلہ کوئی حکم۔ کوئی نصیحت ایسی نہیں جس کو نہایت فصاحت و عمدگی سے نہایت صحیح اور نہایت پر اثر پیرایہ میں بیان نہ فرمایا ہو قرآن و حدیث کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے۔ انسان کو اپنے مالک کی طرف کھینچے اور اس کو اس سے ملا دے اور اس کو دونوں جہان میں خوشحال و بامراد بنانے کے لئے کمال درجہ کی توجہ و شوق محبت و محنت سے کام لیا ہے افسوس اکثر اہلِ اسلام اس قسم کی ضروری کتابوں کے نہایت نادر و مفید مضامین سے ناآگاہ ہیں اور اس لئے برکات کے فوائد سے محروم ہیں۔

وہ لوگ جو حضرت پیر قدس سرہٗ کا مبارک نام سن کر صرف تعظیم ہی کر چھوڑتے ہیں اس کتاب کو خرید کر ایک دفعہ ضرور شروع سے آخیر تک اس کا مطالعہ کریں اور دونوں جہان کے بہا خزانوں کے مالک بنیں۔

اس کتاب کے شروع میں حضرت کا مفصل تذکرہ زندگی بھی چھاپ دیا گیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے طبیعت بہت ہی متاثر ہوتی ہے قیمت بلحاظ اس کی چھپائی لکھائی کم رکھی ہے یعنی صرف دو روپے [illegible]

ملنے کا پتہ

مہتمم کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہوری دروازہ

ابوالحسن محمد بن قاضی ابو یعلےٰ رح محمد بن الحسن بن محمد الفراء الحنبلی رح قاضی ابو سعید مبارک بن علی المخرمی رح علم ادب آپ نے ابو زکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے سیکھا اور علم حدیث آپ نے مشائخ ذیل سے پڑھا۔ محمد بن الحسن باقلانی رح ابو سعید محمد بن عبدالکریم رح ابو الغنائم محمد بن محمد علی بن میمون الفرسی رح، ابوبکر احمد بن المظفر رح ابو جعفر بن احمد بن الحسن القاری رح ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رح، ابو طالب عبدالقادر بن محمد یوسف رح عبدالرحمن بن احمد ابو البرکات ہبۃ اللہ بن المبارک رح ابو العز محمد بن المختار رح ابو نصر محمد رح ابو غالب احمد رح ابو عبداللہ اولاد علی البنا رح ابو الحسن المبارک بن الطیوری رح ابو منصور عبدالرحمن القزاز رح ابو البرکات طلحہ رح وغیرہ ۔

آپ کا مہتمم مدرسہ قرار پانا

جب آپ فارغ التحصیل علوم دینیہ ہو چکے تو آپ کے استاد ابو سعید المبارک المخرمی رح نے اپنا مدرسہ واقع محلہ باب الازج شہر بغداد آپ کے سپرد کر دیا۔ جس میں آپ نے تعلیم دینے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے وعظ فرمانا شروع کی کہ تمام بغداد میں آپ کی شہرت ہو گئی۔ اور اس کثرت سے طلبا اور سامعین آپ کے مدرسہ میں آنے لگے کہ جگہ تنگ ہو گئی۔ آپ دن بھر تفسیر و حدیث علم نحو و صرف اور اصول پڑھاتے۔ اور بعد ظہر ترجمہ قرآن مجید پڑھاتے جن لوگوں کو مدرسہ میں جگہ نہ ملتی وہ لوگ مدرسہ کے متصل بازار و سڑک پر بیٹھ کر آپ کے وعظ سنتے۔ بہت سے امراء نے مدرسہ کے اردگرد کے مکانات خرید کر مدرسہ کی عمارت میں شامل کر دئے ۔

آپ کا مدرسہ کو وسعت دینا

امراء نے مدرسہ کی وسعت کے لئے اپنا بہت مال خرچ کیا اور غربا اپنے ہاتھوں سے مدرسہ میں کام کرتے تھے بعض عورتیں بھی تھوڑی سی اجرت لیکر ایک معمار کی بیوی اپنے شوہر کو آپ کے پاس لائی۔ اور بیان کیا کہ میرا مہر ۲۰ دینار اس میرے شوہر کے ذمہ ہے دس دینار اس میں سے میں اس کو اس شرط پر چھوڑتی ہوں کہ باقی نصف ۱۰ دینار کے بدلے یہ آپ کے مدرسہ کا کام معماری مفت کرے۔ اس کے شوہر نے بھی یہ شرط قبول کر لی چنانچہ اس کی بیوی نے مہر کی وصولی کی رسید لکھ کر آپ کے حوالے کر دی۔ آپ اس کو غریب آدمی خیال کر کے ایک روز اسے اجرت دیتے اور دوسرے روز کچھ نہ دیتے تھے۔ جب وہ پانچ دینار کا کام کر چکا تو آپ نے اس کو مہر کی رسید نکال کر دے دی۔ اور باقی پانچ دینار اس کو معاف کر دئے ۔

۵۲۸ھ میں یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی شکل میں بن کر تیار ہوا۔ اور آپ کی ہی طرف منسوب ہو گیا۔ اب اس کی تعلیم نے ایسی شہرت حاصل کی کہ دور دور کے ملکوں سے لوگ یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ اور بڑے بڑے علماء ودیعلا بعد حصول تعلیم ظاہری و باطنی باہر جاتے تھے اور مختلف ملکوں میں مختلف ناموں اور القابوں سے آپ کو مشہور کرتے تھے۔ کوئی آپ کو قطب الصالحین کہتا۔ کوئی کریم الدین والطالبین پکارتا۔ کوئی صاحب الشریعت سے یاد کرتا۔ کسی نے آپ کا لقب امام الفریقین والطریقین رکھا اور کسی نے دو آسراحین والمنہاجین لقب رکھا۔ غرض خلق کثیر نے آپ سے علوم فیوض حاصل کئے منجملہ اُن کے ایک امام القدوہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامۃ القرشی نزیل مصر تھے ۔

بغداد کے خلفاء وقت بھی آپ کے تابع تھے۔ چنانچہ جب خلیفہ المقتفی لامر اللہ ابو الوفا یحییٰ بن سعید المشہور ابن المزحم الظالم کو قاضی مقرر کیا۔ تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفۃ المومنین سے کہدیا کہ تم نے بڑے ظالم کو منصب قضا پر مقرر کیا ہے۔ رب العالمین ارحم الراحمین کو قیامت کے دن کیا جواب دو گے۔ اس پر

ہے۔ عبداللہ بن مطیع بن عمرو بن امیرالمومنین حضرت عثمان رضہ عبداللہ بن مطیع کی والدہ کا نام حفصہ تھا جو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی بیٹی تھیں۔

آپ کی تعلیم

قرآن مجید حفظ کیا اور چند درسی کتب آپ نے اپنے وطن ہی میں پڑھیں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ایک روز آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا۔ کہ آپ مجھے راہ خدا میں وقف کریں اور اجازت فرما دیں تاکہ میں بغداد جا کر علوم الٰہی یعنی تفسیر و فقہ اور حدیث کا حفظ حاصل کروں۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ آپ کی والدہ نے اجازت دی اور کُل ۸۰ دیناروں میں سے جو آپ کے والد بزرگوار نے چھوڑے تھے ۴۰ دینار آپ کی گدڑی میں سی دیئے۔ اور باقی چالیس اپنے چھوٹے بیٹے کے واسطے رکھ لئے آپ فرماتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ مجھے شہر کے باہر تک رخصت کرنے آئیں اور فرمانے لگیں کہ بیٹا ہر حال میں سچ بولنا۔ رسول کریم فرماتے ہیں۔ الصِّدقُ یُنجی والکِذبُ یُھلِک۔ سچ سے نجات ہے اور جھوٹ سے ہلاکت۔ میں تمہیں خالصًا لوجہ اللہ اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں۔ اب شاید مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہو۔ والدہ صاحبہ سے رخصت ہو کر میں ایک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جا رہا تھا چل پڑا جب ہمارا قافلہ ہمدان سے گذرا۔ تو دلدل کے قریب ۶۰ راہزن سواروں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ مجھ سے بھی ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ کیا تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں ۴۰ دینار ہیں۔ اس نے پوچھا کہاں ہیں میں نے جواب دیا۔ گدڑی میں میری بغل کے نیچے۔ اس نے میری بات کو ہنسی خیال کیا اور چلا گیا۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا۔ اس نے بھی وہی سوال کیا۔ اور میں نے وہی جواب دیا۔ جو پہلے کو دیا تھا۔ وہ بھی مجھے چھوڑ گیا اور مجھ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ مگر ان ہر دو نے اس واقعہ کی خبر اپنے سردار کو دی۔ جو ایک ٹیلہ پر بیٹھا قافلہ کا مال تقسیم کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے میں نے کہا ۴۰ دینار اس نے پوچھا کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سے ہوئے ہیں۔ اس نے میری گدڑی ادھیڑنے کا حکم دیا۔ جو ادھیڑی گئی۔ جس میں سے ۴۰ دینار نکلے۔ اس پر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں ان کا اقرار کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا۔ میں نے کہا کہ بوقت رخصت میری والدہ ماجدہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی تھی۔ اور چونکہ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم۔ جنت کہ رضائے مادراں است۔ زیر کف پائے مادراں است۔ لہذا میں اپنے عہد کو پورا کر رہا ہوں۔ یہ سن کر احمد راہزنوں کا سردار زار زار رونے لگا۔ اور کہا تم اپنی والدہ سے عہد نہیں توڑ سکتے۔ افسوس میں سالہا سال سے اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں۔ غرض پہلے اس کے سردار نے پھر سب ان لٹیروں نے جو اس کے ماتحت تھے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور ہمارے قافلہ کا سارا مال واپس دلایا۔ یہ بھی روایت ہے کہ احمد نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کر دیا۔

آپ کا بغداد تشریف لانا

۴۸۸ھ میں جبکہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی آپ بغداد تشریف لائے اسی سال میں اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا انتقال ہوا جس کے بعد ابو العباس احمد خلیفہ المستظہر باللہ مسند نشین ہوا۔ یہ خلیفہ کریم الاخلاق سخی بہادر عالم فاضل محب علماء و فقراء تھا اس خلیفہ کا سن پیدائش وہی ۴۷۰ھ تھا۔ جو سیدنا حضرت شیخ صاحب کا تھا بغداد میں تشریف لا کر شیخ صاحب نے اکابر علماء ذیل سے تحصیل علم فقہ کی۔ ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی ابو الخطاب محفوظ

جس طرف گیا وہاں پہلے ہی سینکڑوں آدمی ایسی چیزوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے نظر آئے۔ اور انہوں نے وہاں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ میں مایوس ہو کر پھر شہر بغداد کو واپس آ گیا۔ اور بھوک سے بے تاب ہو کر سوق الریحانین کی ایک مسجد میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت میری حالت ایک مُردہ کی سی ہو رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک فارسی نوجوان کچھ روٹی اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور بیٹھ کر کھانے لگا۔ چونکہ بھوک سے میری یہ حالت تھی۔ کہ جب وہ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے کے لئے اُٹھاتا تو بے اختیار میرا منہ کھل جاتا۔ بار بار ایسا کرنے پر میں نے اپنے نفس کو سخت ملامت کی اور کہا کہ یہ کیسی نادیدہ حرکت تو کرتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور مرنا بھی ایک امر یقینی ہے پھر ایسی بے صبری کس واسطے؟ اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ بھائی آؤ۔ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے انکار کیا۔ اُس نے مجھے زبردستی اپنے کھانے میں شریک کر لیا۔ میں نے ابھی تھوڑا سا ہی کھایا کہ اُس نے مجھ سے میرے حالات دریافت کرنا شروع کئے۔ میں نے کہا کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں شغل طلب علم ہے۔ اُس نے کہا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ اور کہا بھلا آپ ایک نوجوان کا پتہ دے سکتے ہیں جو جیلان کا رہنے والا اور جس کا نام عبد القادر ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ یہی خاکسار ہے۔ وہ جوان اتنا سُن کر بے چین ہو گیا۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور اُس نے کہا کہ خدا کی قسم میں تمہیں کئی دن سے تلاش کر رہا ہوں۔ جب میں بغداد میں آیا میرے پاس میرا اپنا خرچ بھی تھا اور میں آپ کو اتنی دیر تک تلاش کرتا رہا کہ سارا خرچ ختم ہو گیا۔ اور اس کے بعد میں تین دن تک بھوکا رہا آج جو چوتھے دن بحالت اضطراری میں نے کھانا آپ کی امانت میں سے خرید کر لایا ہوں۔ اب آپ کو بسم اللہ تناول فرمائیے یہ آپ ہی کا کھانا ہے۔ اور میں آپ کا مہمان ہوں۔ میں نے اُس سے اس اجمال کی تفصیل دریافت کی۔ تو اُس نے کہا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے لئے مجھے آٹھ دینار دئے تھے۔ اُس میں سے میں یہ کھانا خرید کر لایا ہوں۔ میں آپ سے اس خیانت کی معافی کا خواستگار ہوں میں نے کہا۔ کہ کوئی خیانت نہیں اور اُسے تسلیاں دلایا۔ اور جو کھانا ہم دونوں سے بچ رہا۔ وہ اور کچھ نقدی بھی اُس کو دیکر رخصت کیا ؛

آپ کی ریاضت

آپ اکثر زمانہ طالب علمی میں اور اُس کے بعد بھی اپنا بہت سا وقت جنگل اور ویران مقامات میں گزارا کرتے تھے۔ اور اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتے تھے۔ جنگلوں میں ایسا شور و غل مچایا کرتے کہ لوگ انہیں دیوانہ خیال کر کے شفاخانہ میں لے جایا کرتے وہاں ان کی حالت زیادہ خراب ہو جاتی اور آپ بالکل مردہ معلوم ہوتے۔ لوگ کفن تیار کر کے غسل دینے لگتے تو پھر حالت درست ہو جاتی۔ آپ ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں پھرتے رہے۔ کئی دفعہ شیطان لعین نے آپ کو دھوکا دیا۔ چنانچہ آپ ایک روز کسی ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔ جس میں آب و دانہ کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ کئی روز آپ یادِ الٰہی میں مصروف رہے مگر آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اُس وقت آپ کے سر پر ایک بادل نمودار ہوا۔ اور کچھ تھوڑی سی بارش ہوئی جس سے آپ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اُس تاریک بادل میں سے آپ کو ایک روشنی نظر آئی۔ جو آسمان کے کناروں تک پھیل گئی۔ اور اُس روشنی سے ایک آواز آئی کہ اے عبد القادر میں تمہارا رب ہوں۔ اور میں نے تم پر تمام حرام باتیں حلال کر دیں۔ یہ آواز سنتے ہی آپ نے اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ پڑھا۔ اس پر وہ روشنی غائب ہو گئی۔ اور تمام دھواں سا ہو گیا۔ پھر اُس میں سے آواز آئی کہ اے عبد القادر تجھ کو تیرے علم نے میرے مکر سے بچا لیا۔ ورنہ میں ستر تیرے جیسے مد گار لِ خدا

حلیمہ کانپ گیا اور زار زار رونے لگا اور اسی وقت ابوالوعادات نے بچے کو عہدہ قضاء سے موقوف کر دیا ۔

آپ کا حلیہ شریف

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نحیف البدن میانہ قد تھے۔ آپ کے ابرو باریک اور ملے ہوئے تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ ریش مبارک آپ کی لمبی اور چوڑی تھی۔ آپ کی آواز بلند تھی۔ آپ کا سکوت زیادہ اور کلام کم ہوا کرتی تھی ۔

آپ کا سلسلۂ طریقت

آپ کا سلسلہ طریقت و خرقہ پوشی حسب ذیل ہے۔ آپ نے قاضی ابوسعید المبارک کے ہاتھ پر بیعت کی و خرقہ پہنا۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی سے بیعت کی و خرقہ پہنا۔ ابوالفرح الطرطوسی قدس سرہ، ابوالفضل عبدالواحد التمیمی قدس سرہ، خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی قدس سرہ، خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس سرہ، خواجہ سری سقطی قدس سرہ۔ خواجہ معروف کرخی قدس سرہ۔ سید امام علی موسیٰ رضا رہ۔ سید امام موسیٰ کاظم رہ۔ سید امام جعفر صادق رہ۔ سید امام محمد باقر رہ۔ سید امام زین العابدین رہ۔ شہید کربلا سید امام حسین رہ۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ایک دوسری صحیح روایت کے رو سے سلسلۂ خواجہ معروف کرخی سے اوپر خواجہ داؤد طائی قدس سرہ۔ حبیب عجمی رہ۔ حضرت حسن بصری رہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام علم الاولیاء تاج الاصفیاء محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجیلی الحسنی شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ آپ حسن و نظیف و نحیف الطرفین تھے۔ اپنے جد محمد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے (از سید البغداد) شیخ عبدالقادر ابن ابی صالح شیخ بغداد شیخ وقت قدوۃ العارفین صاحب کرامات و مقامات تھے اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا (از کتاب العبر) آپ سردار اہل طریقہ تھے۔ آپ کو خلق اللہ میں قبول عام حاصل ہوا۔ اہل سنت نے آپ کی ذات بابرکات سے تقویت پائی۔ اہل بدعت اور شیطان خواہش نے ذلت اٹھائی۔ آپ کے اقوال و افعال۔ آپ کے مکاشفات آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہوئی۔ علماء و زہاد امراء و غرباء سب کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی (از کتاب طبقات) کتاب غنیۃ الطالبین و کتاب فتوح الغیب آپ ہی کی تصنیفات سے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح بغداد میں حنابلہ و شافعیہ کے فقیہ اور ان کے شیخ تھے۔ آپ صاحب الاحوال اور صاحب خرق القلب علم دوست نہایت خلیق اور سخی تھے۔ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ ہمیشہ آپ ذکر و فکر میں مشغول رہتے (از کتاب البہجۃ البغدادیہ) ۔

آپ کے متفرق حالات و کرامات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے زمانہ کے ایک قحط کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے بھی کئی دن تک کھانا نہ ملا۔ آخر جب بھوک نے مجھے بہت ستایا تو میں دریائے دجلہ کے کنارہ پر گیا اس غرض سے کہ لوگ جو ترکاری وغیرہ اشیاء خوردنی دریا میں پھینک دیتے ان میں سے ہی کچھ لیکر اپنی آتش گرسنگی بجھاؤں۔ لیکن دریا کنارے پر

مثل شمع ہو تاکہ مخلوق اُس کے نور سے فیضیاب ہو ۔

آپ کے ازواج مطہرات

بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس وجہ سے میں عرصہ تک نکاح کرنے سے رُکا رہا۔ کہ میری اوقات میں خلل واقع ہوگا۔ مگر کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا (ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے) جب وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے چار بیبیاں عنایت فرمائیں۔ اور سب حکم نبوی پورا کرنے کی توفیق بخشی جو یہ ہے النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ۔

آپ کے ازواج اور آپ کی اولاد

(۱) حضرت بی بی مدینہ صاحبہ بنت میر محمدؒ ان سے ۴ لڑکے پیدا ہوئے سید سیف الدینؒ سید شرف الدینؒ سید عیسیٰؒ سید عبدالرزاقؒ ۔

(۲) حضرت بی بی صادقہ صاحبہ بنت محمد شفیعؒ ان سے ۶ لڑکے پیدا ہوئے سید عبدالعزیزؒ سید عبدالوہابؒ سید سراج الدینؒ۔ سید عبدالجبارؒ سید شمس الدینؒ سید تاج الدینؒ ۔

(۳) حضرت بی بی مومنہ صاحبہ ان سے ۷ بیٹے ہوئے۔ سید عبداللہؒ۔ سید ابراہیمؒ۔ سید ابوالفضلؒ۔ سید محمد زاہدؒ۔ سید ابوبکر زکریاؒ۔ سید عبدالرحمنؒ۔ سید محمدؒ ۔

(۴) حضرت بی بی محبوبہ صاحبہ سے ۱۰ فرزند تولد ہوئے۔ سید یحییٰؒ۔ سید ضیاء الدینؒ۔ سید یوسفؒ۔ سید عبدالخالقؒ۔ سید سیف الرحمنؒ۔ سید محمد صالحؒ۔ سید حبیب اللہؒ۔ سید منصورؒ۔ سید عبدالغفارؒ۔ سید ابوالنصر موسیٰؒ

یہ سب ستائیس صاحبزادے ہوئے۔ آپ کی صاحبزادیاں بھی ۱۸ ہیں جن کے اسماء مبارک درج ذیل ہیں۔
عائشہ بی بی۔ زینب بی بی۔ حلیمہ بی بی۔ تاج بی بی۔ زاہدہ بی بی۔ ذاکرہ بی بی۔ ام الفضل بی بی۔ شریفہ بی بی۔ عابدہ بی بی۔ خدیجہ بی بی۔ رحمی بی بی۔ ام الفتح بی بی۔ سہرانی بی۔ جمال بی بی۔ خیر النساء۔ شاہ خاتم۔ شاہ بی بی۔ فاکرہ بی بی ۔

(۱)۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب بغداد میں ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۵ شعبان ۵۹۳ھ ہجری میں وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں دفن ہوئے۔ آپ نے فقہ اور حدیث اپنے والد ماجد سے پڑھی اور طلب علم کے لئے دور و دراز شہروں کا سفر بھی کیا۔ اپنے والد کی جگہ درس و تدریس و وعظ کہے اور فتوے بھی دیئے۔ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی فریاد رسی کیلئے مامور کیا۔ آپ سخی اور ادیب کامل تھے ۔

(۲)۔ شیخ عیسیٰ نے بھی فقہ اور حدیث اپنے والد ماجد سے سیکھی۔ درس و تدریس کے وعظ کئے۔ تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار لکھیں۔ آپ مصر چلے گئے۔ پھر ملک شام و دمشق میں گئے۔ اور درس و تدریس علم حدیث کرتے رہے۔ ۵۷۳ھ ہجری میں مصر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے ہی خاطر آپکے والد ماجد نے کتاب فتوح الغیب بھی لکھی تھی۔ آپ کو شعر و سخن کا بھی مذاق تھا ۔

(۳) شیخ عبدالعزیز کا تولد ۲۷ شوال ۵۳۲ھ ہجری میں اور وفات ۲۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ بھی اپنے والد ماجد سے تمام علوم پڑھے ۔

(۴)۔ شیخ عبدالجبار نے بھی اپنے والد ماجد سے فقہ و حدیث پڑھی۔ آپ خوشنویس بھی تھے۔ آپ کا انتقال ذی الحجہ ۵۷۵ھ میں ہوا ۔

اور صاحب طریقت کو اس جنگل میں گمراہ کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ہرگز اپنے علم سے نہیں بچا۔ بلکہ محض اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے بچا ہوں جو ہر وقت میرے شامل حال ہے ٭

آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کیونکر پہچانا کہ وہ شیطان تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے اس قول سے کہ میں نے تم پر سب حرام باتیں حلال کر دیں۔ حالانکہ اللہ تعالے نے حرام اور فحش باتوں کا کبھی حکم نہیں کرتا اور نہ پسند کرتا ہے ٭

حکایت ۔ شیخ ابو التقی محمد بن الازہر بیان کرتے ہیں کہ میں تمام سال اللہ جلشانہ سے دعا مانگتا رہا کہ یا اللہ مجھے کسی اپنے مقبول بندے کی زیارت کرا۔ چنانچہ سال کے بعد ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور ایک اور بزرگ حضرت امام احمد بن حنبل رح کی مزار شریف کی زیارت کر رہے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو میں دن کے وقت حضرت امام صاحب موصوف کی مزار پر گیا۔ تو وہاں مجھے وہی بزرگ نظر آئے۔ جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ لیکن وہ مجھے دور سے دیکھتے ہی دریا دجلہ کی طرف چل پڑے میں بھی ان کی پیچھے ہو گیا جب وہ دریا پر پہونچے تو دریا کے دونوں کنارے بہت قریب ہو گئے تھے کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارے پر اور دوسرا اس کنارے پر رکھ کر پار ہو گئے۔ تب میں نے اُن کو خدا کی قسم دیکر ٹھیرایا اور سوال کیا۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں۔ چنانچہ جب میں حضرت شیخ عبد القادر کے مدرسہ میں آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے محمد اس وقت روئے زمین پر یہی ایک بزرگ ولی اللہ ہیں جن کا مذہب حنفی ہے ٭

حکایت ۔ ایک دفعہ خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن مقتفی لامر اللہ حضرت شیخ صاحب کے مدرسہ میں آپ سے کچھ نصیحت سننے کی غرض سے حاضر ہوا اور دس تھیلیاں روپیہ کی ہمراہ لایا اور حضرت کے پیش کیں۔ مگر آپ نے اُنکے لینے سے انکار کر دیا۔ جب خلیفہ نے بہت اصرار کیا۔ تو آپ نے دو تھیلیاں دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر دبائیں۔ تو ان سے خون نکلا۔ اس پر حضرت نے خلیفہ سے فرمایا۔ کہ تم کو شرم نہیں آتی۔ کہ لوگوں کا خون کرتے ہو اور اسے پھر میرے پاس لاتے ہو کہ راہ خدا میں صرف کروں۔ اللہ تعالے غنی ہے۔ وہ ناپاک مال قبول نہیں کرتا۔ پھر حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ اُس کو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت نہ ہوتی۔ تو یہ خون میں اس کے محلوں تک بہا دیتا ٭

حضرت شیخ صاحب سلطان سنجر کے ہمعصر تھے۔ سلطان نے آپ کو دولت کی طمع دیکر نیمروز میں آپ کو بلا بھیجا۔ جواب میں آپ نے لکھا۔ قطعہ

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ۔۔۔ ما فقر گر بود ہوس ملک سنجرم
تا یافت جان من خبر از ملک نیم شب ۔۔۔ صد ملک نیمروز بہ یک جو نمے خرم

حکایت ۔ شیخ عبد اللہ جبائی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں کتاب حلیۃ الاولیاء پڑھ رہا تھا۔ کہ مجھ پر رقت طاری ہوئی۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ مخلوق سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشین ہو کر خدا تعالے کی عبادت کروں چنانچہ میں اسی غرض سے حضرت شیخ عبد القادر رح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ تم مخلوق خدا سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو۔ لیکن ابھی وقت نہیں پہلے علم کلام وغیرہ سیکھو پھر پیران طریقت کی خدمت میں رہ کر علم ادب و سلوک حاصل کرو۔ تب تمہارے لئے مخلوق خدا سے انقطاع جائز ہوگا۔ اگر تم نے پہلے ہی گوشہ نشینی اختیار کی۔ تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی سی ہوگی جب تم کو کوئی دینی مشکل پیش آئیگی۔ گوشہ تنہائی ترک کر کے باہر جانا پڑے گا۔ گوشہ نشیں ایسے شخص کا ہونا مناسب ہے جو علوم میں

زیادہ حکمت والا ہے۔ وہ دیکھتا ہی سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ زندہ ہے وہ نہ خود کسی سے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ کوئی شئے اُس کی مثل نہیں وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے نہ اس کی کوئی شبیہ و نظیر ہے نہ اُس کو کسی مددگار یا وزیر یا نائب کی حاجت ہے وہ ظاہر و حاکم ہے۔ ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہیگا اُسے موت و فنا نہیں۔ وہ حاکم۔ عادل رحیم۔ کریم قادر۔ غفار۔ ستار خالق اور رازق ہے۔ اُس کی بادشاہت ابدی اور اُس کی عظمت و جلال دائمی ہے۔ وہ کسی کے وہم و خیال اور فہم و قیاس میں نہ آسکتا اور نہ سما سکتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

عقلیں اس کی حقیقت کے دریافت کرنے میں عاجز اور ادراک اس کی کنہ معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ سب کو روزی دیتا ہے۔ اور خود اس کو اس کی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہتا کرتا ہے کوئی دم نہیں مار سکتا اس نے بغیر کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال کے محض اپنے ارادہ سے تمام مخلوق پیدا کی نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کسی ضرر دُور کرنے کی نیت سے بلکہ اس واسطے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو کچھ اُس نے مقدر کر دیا ہے اُسے وہ وقت مقررہ پر جاری کرتا ہے۔ اُس کی تدبیر ملک میں اس کا کوئی مدد و معاون نہیں وہ عالم الغیب ہے۔ قادر مطلق ہے اُس کی قدرت بے حد ہے تدبیر ہے اور اُس کا ارادہ ناقص نہیں وہ سب کچھ یاد رکھتا ہے۔ اُسے کچھ بھولتا نہیں حلیم و بردبار ہے۔ جلدی نہیں کرتا جس کو پکڑتا ہے پھر اُسے مہلت نہیں دیتا۔ وہی کشائش کرتا ہے۔ وہی تنگی لاتا ہے غصہ کرتا ہے اور رحم بھی کرتا ہے۔ وہی پیدا کرتا وہی فنا کرتا ہے۔ اُس کی ذات میں کوئی اُس کا مشابہ ہے اور نہ اُس کی صفات میں جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جو کچھ زمینوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتے اور تمام کنکروں اور ذروں کی تعداد کو پہاڑوں کے ذروں اور سمندروں کے پانی کی مقدار اور بندوں کے اعمال ان کے سانسوں کی تعداد کو غرض سب چیز پر اس کا علم محیط ہے۔ کوئی شے بھی اُس کے علم سے باہر نہیں وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے مگر اس کی ذات و صفات سب سے پوشیدہ ہیں وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

فی الحقیقت اللہ ہی اسم اعظم ہے۔ لیکن اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے کہ اس کے ذاکر کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔ اور تمام غموں اور دکھوں کو دور کر دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے اللہ ہر غالب پر غالب اور مظاہر العجائب والغرائب ہے اللہ کی سلطنت سب سلطنتوں سے زبردست ہے۔ وہ بندوں کے حالات اور ان کے دلوں کے ارادوں سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست اور زبردستوں کو زیر دست کر دیتا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں۔ جو کوئی اللہ کے راہ میں قدم رکھتا ہے۔ وہ اُس تک پہنچ جاتا ہے۔ جو غیروں کو چھوڑ کر اپنی اوقات خدا تعالیٰ کے ساتھ گزارتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ہی دروازہ پہ اپنی التجا کرتا ہے ؎

خدا کا نام بھی نام خدا کیا طرفہ جادو ہے — عصائے پیر ہے تیغ جواں ہے حرز طفلاں ہے

طلب علم کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے علم پڑھو پھر گوشہ نشینی اختیار کرو کیونکہ جو شخص بغیر علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے وہ سنورتا نہیں بلکہ بگڑتا ہے پہلے علم شریعت کا چراغ لیے پھر اس کے بعد عبادت الٰہی میں مشغول ہو جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا

اسی طرح آپ کی بہت سی اولاد اور اولاد کی اولاد نے آپ سے تمام علوم ظاہری اور باطنی حاصل کئے۔ اور تمام بلادِ عرب میں پھیلایا ✦

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ بغداد میں گذار کر بروز شنبہ تاریخ ۸ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بعمر ۹۱ سال وہیں وفات پائی۔ اور اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا دفن ہوئے۔ بعض نے جمعہ کا دن آپ کی وفات کا لکھا ہے۔ اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی العباسی تھا جو خلیفہ ۵۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۵۵۵ھ میں مسند خلافت پر بیٹھا تھا اور ۱۱ سال خلافت کر کے بعمر ۸۴ سال ۵۶۶ھ میں راہی ملکِ بقا ہوا۔ حضرت شیخ صاحب کا سن ولادت و عمر شریف اور سن وفات اس شعر سے نکلتا ہے ؎

سنش کامل و عاشق تولد   وصالش دان تو معشوق الٰہی

جب آپ اپنے بیٹے احمد کے لئے وصیت فرمانے لگے تو آپ کی بی بی صاحبہ نے اصرار کیا کہ آپ اپنے فرزند کے لئے وصیت کیجئے۔ اس پر آپ نے اپنے صاحبزادے اور بھتیجے کو حکم دیا کہ تم جا کر درخت کا ایک ایک پتہ توڑ لاؤ۔ آپ کے صاحبزادے صاحب تو بہت سے پتے توڑ لائے۔ مگر آپ کا بھتیجا یونہی بالکل خالی واپس آگیا۔ ایک پتہ بھی توڑ کر نہ لایا۔ آپ نے اپنے بھتیجے سے پتہ توڑ کر نہ لانے کا سبب دریافت کیا۔ تو اس نے کہا میں جس پتے کو توڑنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو اس کو اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتے پاتا۔ لہٰذا میں نے پسند نہیں کیا کہ اللہ کی جو مخلوق اس کی تسبیح میں مصروف ہے میں اسے ضائع کروں۔ تب آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا۔ کہ میں نے کئی بار اپنے بیٹے کے حق میں وصیت کرنے کی اجازت رب العزت سے چاہی۔ مگر مجھے یہی حکم ہوتا رہا کہ بس اپنے بھتیجے کے لئے وصیت کر۔ جس کا نام احمد ہے ✦

آپ کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَ بِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَ بِقَبُوْلِكَ مِنْ رَدِّكَ وَ اجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَ وُدِّكَ وَ اَهِّلْنَا لِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ✦

(ترجمہ) اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ تیرے وصل کے بعد روکے جاویں تیرے قرب کے بعد نکالے جاویں۔ اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہو جائیں۔ ہم کو اپنی عبادت کرنے والوں اور محبوں میں داخل کر لے اور ہم کو اپنے شکر اور حمد کی توفیق عنایت فرما یا ارحم الراحمین ✦

آپ کا کلام

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا رب اور خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دئے ہیں۔ اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ سوا اس کے کوئی معبود نہیں۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر خیال کرتے ہیں یا کسی کو اس کا شریک یقین کرتے ہیں یا کسی کو اس کا شبیہ و نظیر ٹھہراتے ہیں۔ وہ ان تمام باتوں سے پاک و بالاتر ہے۔ ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے برابر [illegible] اور اس کے کلمات اس کے منتہائے علم کے برابر اور جس قدر وہ اپنے لئے پسند کرے۔ وہ ظاہر [illegible] جاننے اور مہربانی کرنے والا ہے تمام عیبوں سے پاک سب پر غالب اور سب سے

من نگویم کہ طاعتم بپذیر — قلم عفو در گناہم کش

نواب صاحب اسی کتاب تذکار صوفیۃ الابرار میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیخ سعدی کے مراد سائل سے جناب حضرت محی الدین قدس سرہ العزیز ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر بارگاہ الٰہی سے کسی کو قرب زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر اُس کو خوف زیادہ ہوتا ہے ۔

وعظ میں آپ فرماتے ۔ خدا اور رسول کا اتباع و اطاعت کرو۔ نئی نئی باتیں دین میں نہ نکالو۔ نافرمانی نہ کرو۔ سرکردہ سے بے صبری نہ کرو۔ سختی کے بعد کشائش اور مراد حاصل ہونے کا انتظار کرو۔ نا امید مت ہوؤ۔ متفق ہو کر رہا کرو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ گناہوں سے توبہ کر کے پاک ہو جاؤ۔ اپنے مولا کے دروازے سے نہ ہٹو ۔

جناب پیران پیر محبوب ربانی شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موحد اور متبع سنت ہونا ان کی تصانیف غنیۃ الطالبین فتوح الغیب وغیرہ خطبات و وعظ سے پایا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف میں توحید باری تعالےٰ و اتباع سنت نبوی کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ آپ کی ظاہری اور باطنی تعلیم نے کروڑوں بندگانِ خدا کو اپنا گرویدہ اور مشتاق بنالیا۔ اور آپ کی بیشمار کرامات کے ذریعہ ایک دنیا راہ راست پر آگئی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت سے لوگ جن کو آپ کی مریدی کا دعوےٰ ہے۔ اُن کے اعمال آپ کی تعلیم کے مطابق نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت کرے۔ آمین ۔

آپ کا مذہب

کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ نے کئی جگہ حضرت امام احمد حنبل رح سے ان الفاظ میں روایتیں کی ہیں۔ ہمارے امام احمد رح یوں فرماتے ہیں (یعنی امامنا احمد رح) چونکہ آپ امام احمد حنبل۔ امام شافعی۔ امام مالک رضی اللہ عنہم کے اہلسنت کے متعلق اکثر فتوے دیا کرتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ صحیح حدیث کے دلدادہ تھے

آپ کا کلام

آپ نے اپنے فرزندوں اور شاگردوں کو بہت وصیتیں بھی کی ہیں۔ چنانچہ آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے آپ سے عرض کیا۔ کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ علیک بتقوی اللہ ولا تخف احدًا سوی اللہ ولا ترج احدًا سوی اللہ وکل الحوائج الی اللہ ولا تعتمد الا الیہ واطلبہا جمیعًا منہ ولا تثق باحد غیر اللہ التوحید التوحید اجماع الکل (ترجمہ) تجھے لازم ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرے خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور نہ کسی پر کوئی امید رکھے۔ اور اپنی تمام حاجات اللہ کے سپرد کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ کی جناب پر ہی بھروسہ رکھے۔ اور جو کچھ تو مانگے اُسی سے مانگ۔ اور اللہ کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کر۔ توحید کو لازم پکڑ۔ وہ سب باتوں کی جامع ہے ۔

آپ فرماتے تھے۔ اذا صح القلب مع اللہ لا یخلو منہ شیئ ولا یخرج منہ شیئ۔ جب دل اللہ کی طرف صحیح طور پر لگ جاوے تو اُسے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی۔ اور نہ کوئی شے اُس سے باہر جاتی ہے ۔

فتوح الغیب میں تحریر فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اُس کی بے واسطہ نعمتوں سے اس واسطے رہ گیا ہے کہ تو خلقت اسباب صنعت اور کسب پر بھروسہ کرتا ہے۔ خلقت تجھ کو مسنون طریق سے کھانے سے روکتی ہے۔ جب تک تو خلقت کے فضل و بخشش کا امیدوار اور اُن کے دروازوں پر سوال

(دلدنی) جو اس کو حاصل ہوتا ہے اس کو سکھلاتا ہے۔ چراغ شریعت کے گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ ماسوا اللہ سے
جدا رہو۔ خدا تعالےٰ سے نیک نیتی رکھو۔ سعدی فرماتا ہے ؎

چو شمع از پئے علم باید گداخت　　کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

ایک اور بزرگ کہتے ہیں ؎

پے حسن علم دادہ صفا　　ولو کان بالصین رسول خدا
اگر علم دین را کنی اختیار　　شوی مسکن تو دار القرار

زہد اور ورع کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔ بندے کو چاہئے۔ کہ تمام کاموں اور اشیاء سے بیزار رہے
سوائے شریعت جس چیز کی اجازت دے وہ اختیار کرے۔ باقی سب کچھ چھوڑ دے۔ آپ ورع و زہد کے
تین مراتب بیان فرماتے ہیں (۱) زہد و ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے بچا رہے۔ (۲) ورع
خواص یہ ہے کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے بچا رہے (۳) ورع خواص الخواص یہ ہے۔ کہ بندہ جس
چیز کا ارادہ کرتا ہے اس سے رکا رہے زہد کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک دس باتیں اپنے نفس پر لازم
نہ کر لی جائیں:۔

(۱) زبان کو قابو رکھنا۔ (۲) غیبت سے بچنا (۳) کسی کو حقیر نہ جانے۔ کسی کی ہنسی نہ اڑائے۔ (۴) محارم پر نظر
نہ ڈالے (۵) راستی و راستبازی اختیار کرے (۶) انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ
نفس تکبر و غرور میں نہ پھنسے۔ (۷) اپنا مال راہ حق میں صرف کرے نہ نفس کی خواہش میں (۸) اپنے نفس کے
لئے بہتری اور بھلائی نہ چاہے۔ (۹) نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے (۱۰) سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم
رہے۔

توکل کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اکیلی ذات باری پر بھروسہ کرنا اور ماسوا اللہ سے بے پرواہ
ہوجانا آپ اپنے مریدوں کو فرماتے ہیں۔ کہ تم کو اکثر کہا جاتا ہے۔ مگر تم نہیں سنتے۔ اگر سنتے ہو۔ تو اکثر سمجھتے نہیں۔
کچھ سمجھ لیتے ہو۔ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ افسوس تمہارے بہت سے اعمال اخلاص سے خالی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں تکبر یہ ہے کہ عزت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل کی جاوے اور اللہ تعالےٰ کی راہ ہی میں صرف
کی جاوے نہیں تو نفس ذلیل ہوتا ہے اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور تکبر یہ ہے کہ عزت اپنی نفس کے لئے
حاصل اور اپنی خواہشات میں صرف کی جاوے اس طرح تکبر بڑھتا ہے اور غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔
صبر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ صبر یہ ہے کہ مصیبت و بلا میں استقلال سے رہے اور آپ شریعت کو ہاتھ
سے نہ دے۔ بلکہ نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم رہے۔

محبت الٰہی میں بڑھنا اور علم الٰہی کو کافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا رضائے الٰہی ہے۔
فنا یہ ہے کہ ولی کا سترا دنے تجلے سے حق کا مشاہدہ کرے۔ اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے
اشارے سے فنا ہوجائے اور یہی اس کا فنا ہوجانا اس کی بقا ہے۔

شیخ سعدی شیرازی جو ساتویں صدی ہجری میں گذرے ہیں۔ اور جو ایک کامل فاضل صوفی تھے اپنی کتاب
گلستان کے باب دوم میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ عبدالقادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم
کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود و میگفت اے خداوند ببخشائے و اگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز
تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم۔ پھر شیخ صاحب نے اسی جگہ ایک قطعہ تحریر فرمایا ہے۔ قطعہ

بسروئے کعبہ سائے دیدم　　کہ میگفت و میگرستی خوش

آپ کی کلام میں سے جو لکھا گیا یہ نسخے نمونہ از خروارے ہے۔ خدا توفیق دے تو اُن کی تصانیف کا
مطالعہ فرمائیے۔ اور دعائے خیر سے اُن کو یاد فرمائیے

حضرت ابو المعالی محمد علیہ الرحمۃ متخلص بہ مسلمی فرماتے ہیں

شد عیاں ملک ولایت ز جناب گیلانی　　این چہ قدر است رہے قادری و سلطانی

خوش خوش از فضل و ز لا و بحا　　ہست استادہ بر آں در ز پئے دربانی

سر و سلسلہ اش بالعلیٰ الا علیٰ　　وائے بر او جو ازیں قافلہ گردانی

ہر کہ دیوانہ این سلسلۂ باشد باشد　　مست و ہشیار مئے عاشقی و عرفانی

دست جود و کرم حضرت فیاض توئی　　ہر چہ باید ہمہ داری و بداری مالی

گر ز لطف تو شود طبع حسن ہمراہم　　ار مئے مدح تو خواہم کہ کنم حسّانی

مسلمی از دل و جاں بندہ درگاہ تو شد　　ارحم ارحم لمساکینک یا جیلانی

آپ اپنے وعظ و نصائح کے وقت علی العموم یہ خطبہ پڑھا کرتے تھے

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے (اُسکی تعریف)
س قدر جس قدر اس کی مخلوقات ہے اُس کے عرش کے برابر۔ جس قدر وہ پسند کرے۔ اُسکے
کلمات کے برابر۔ اور جتنا کہ اُس کا علم ہے۔ اور جس قدر کہ وہ اپنے لیے چاہے اور جس قدر کہ
س نے پیدا کیا اور پھیلایا اور بنایا۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ نہایت رحم والا مہربان
دشاہ پاک ذات۔ سب جہان کا رب سب سے بڑھ کر حکمت والا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ
س کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اُسی کی بادشاہت ہے۔ اور وہی سب تعریفوں کے
ئق ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے اُسے موت نہیں سب بھلائی اُس کے اختیار
یں اور اُس کو ہر ایک چیز پر قدرت ہے۔ اور نہ اُس کا کوئی ہمسر اور نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون
مددگار۔ ایک اکیلا بے نیاز ہے۔ نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے۔ اور نہ کوئی اُس
کے برابر ہے۔ نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے۔ اور نہ جوہر کہ حلد قبول کرے اور نہ وہ عرض ہے کہ
نقصان قبول کرسکے اور نہ اس کا کوئی وزیر اور نہ شریک۔ وہ اس سے بالاتر ہے کہ اُس کی بنائی
ئی اشیاء سے اُسے تشبیہ دی جائے یا اُس کی اختراعات کی طرف اُسے منسوب کیا جاوے اُس
سی کوئی شے نہیں اور وہی سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا
وں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اُس کے پیارے اور دوست اُس
کے پسندیدہ اور چیدہ ہیں۔ اور اُس کی تمام مخلوقات سے بہتر اُس نے آپ کو کامل ہدایت اور دین حق کے
ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر غالب ہو اور گو مشرکین اسے پسند نہ کریں۔ یا اللہ تو راضی ہو اُس اور اُس کے گھرانے

کرتا رہیگا۔ تو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلقت کو شریک ماننے والا ہے۔ اور اپنے کسب اور حلال کمائی سے نہ کما کر
کھانے کے باعث اللہ تعالےٰ تجھ کو عذاب کرے گا پھر جب تو طلب کی طرف متوجہ ہونے سے توبہ کر لیگا اور
اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہ بنائیگا۔ اور کسی کسب کو اختیار کر لیگا اور اسی سے کما کر کھائیگا۔ اور اس
کسب پر بھروسہ کریگا اور اس پر مطمئن ہو جائیگا۔ اور اللہ کے فضل و کرم کو بھولا دیگا۔ تو پھر بھی تو مشرک ہوگا
فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ شرک پہلے کی نسبت اخفیٰ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ تجھ کو عذاب کرے گا۔
اور اپنے فضل و کرم اور بے واسطہ رزق پہنچانے سے تجھ کو محروم کر دے گا۔ جب تو اس سے بھی
توبہ کر لیگا اور واسطے کے شرک کو اٹھا دیگا۔ اور کسب اور حیلہ اور قوت پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیگا اور
خدا تعالےٰ کو رازق مطلق جانے گا۔ کیونکہ وہی سبب بنانے والا۔ آسان کرنے والا اور کسب کی طاقت بخشنے والا
اور ہر بھلائی کی توفیق دینے والا ہے اور بندوں کی روزی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی تو تجھے لوگوں سے سوال
کرنے پر روزی دیتا ہے۔ اور یہ حالت ابتلا اور ریاضت میں ہوتا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالےٰ بے سوال
کرنے پر تجھے رزق دیتا ہے۔ اور کبھی کسب کے معاوضہ میں روزی پہنچاتا ہے اور کبھی اپنے فضل سے
بغیر سوال اور واسطہ اور سبب کے روزی پہنچاتا ہے۔ پس تجھے چاہئیے۔ کہ تمام واسطوں اور اسبابوں
سے اعراض کر کے خدا کی طرف ہی متوجہ ہو۔ اور اپنے آپ کو اس کے سامنے پھینکے۔ جب تو ایسا
کریگا۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل اور تیرے درمیان جو پردہ ہے وہ اٹھ جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے
فضل و کرم سے تجھے ہر وقت اندازہ حال کے موافق بے واسطہ رزق پہنچائیگا ۔

آپ فرماتے ہیں۔ شرک دو قسم ہے۔ ایک ظاہر دوسرا پوشیدہ۔ شرک ظاہر تو بتوں کی
پوجا ہے۔ اور پوشیدہ (خفی) خلقت پر بھروسہ کرنا اور ان سے نفع و نقصان کی امید رکھنا ۔

عَلَيْكَ بِمَذْهَبِ السَّلَفِ ۔ سلف صالحین کے مذہب پر چلنا لازم پکڑ۔ رباعی

راہ ان لوگوں کی چل اے ہوشیار　　جو ہیں مقبول خدائے ذو اقتدار
پیروؤں کے پیچھے چل کبھی　　ورنہ اندھوں کی طرح ہوگا خوار

مَنْ جَعَلَ لِنَفْسِهٖ قَدْرًا فَلَا قَدْرَ لَهٗ ۔ یعنی جو شخص اپنے نفس کا کچھ وزن و قدر سمجھتا ہے۔ اس
کی کوئی عزت و قدر نہیں ہوتی ۔

يَا طَالِبَ الْأَشْيَاءِ مِنْ غَيْرِهٖ مَا أَنْتَ عَاقِلًا هَلْ شَيْءٌ هُوَ لَيْسَ فِي خَزَائِنِ اللّٰهِ یعنی اے خدا کے
ماسوا سے اشیا کے طالب۔ تجھ کو کوئی عقل نہیں۔ کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہیں۔

وَيْحَكَ تَقْعُدُ فِي صَوْمَعَتِكَ وَقَلْبُكَ فِي بُيُوتِ الْخَلْقِ وَجُيُوبِهِمْ وَ هٰذَا اِبَاهُمْ ۔ یعنی تجھ پر افسوس ہے
کہ تو اپنی عبادت گاہ میں اس طرح بیٹھا ہے۔ کہ تیرا دل لوگوں کے گھروں، ان کی آمد و رفت اور ان کے
فضول میں لگا ہوا ہے مولانا روم نے خوب کہا ہے ؎

زباں در ذکر و دل در گاؤ خر　　ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اے لڑکے اگر تو سینہ کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتا ہے۔ تو جو خلقت کہتی ہے اسے مت سن اور
ان کی طرف مطلق توجہ بھی نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اپنے خالق سے بھی راضی نہیں۔ تو تجھ سے کیوں
راضی ہونگے ۔

اے بیٹے! ان لوگوں کی پیروی کر جو حق تعالےٰ کے ہی ہو رہے ہیں اور اس کے سوا کسی کی نہیں سنتے ؎

ہم غلام ان کے جو ہوں اہل صفا　　ذکر حق سے جو نہ ہوں غافل ذرا

فہرست مضامین کتاب

کے بڑے پسند والے ہیں جن جن کا موند بھائی کی کتب عشق بھی یعنی جن کا اصل پاک سے بھائی کا
نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ ہے۔ اور جن کا جسم مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
جسم پاک کے پاس مدفون ہے یعنی امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اور اُس پر جو کم حرص والے اور بہت عدل
والے تھے وہ جن کو کسی کا خوف نہ تھا نہ اُن سے لغزش سرزد ہوتی۔ اور نہ اُن کی طبیعت میں کبھی ملال آتا
حق جن کی تائید پر تھا جو الہام سے فیصلے کرتے راہ راست پر قائم تھے جن کا حکم مطابق وحی اور قرآن کے
ہوتا تھا یعنی امام ابوحفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر۔ اور اُن پر جو اسلامی لشکر کی سالاری میں بہت سرگرم
تھے عشرہ مبشرہ سے تھے۔ جنہوں نے ایمان کی جڑ کو مضبوط کیا (یعنی اختلاف قرأت کا انسداد کیا) اور
کلام الٰہی کو یک جا جمع کیا (اور ہر جگہ قرآن کے نسخے لکھوا کر بھیجے) جنہوں نے لشکر پھیلائے اور سرکشی
مٹائی۔ جنہوں نے محرابوں کو اپنی امامت سے اور قرآن کو تلاوت سے زینت بخشی جو سب شہیدوں سے
افضل اور اکرم السعداء ہیں۔ جن کی شرم و حیا سے فرشتے بھی شرماتے تھے۔ ذی النورین ابوعمرو عثمان
بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر۔ یا اللہ ان چاروں سے راضی ہو۔ جو پیشوائے دلیراں قوم تھے۔ خاوند حضرت
فاطمہ الزہرا۔ رسول اللہ کے چچا کے بیٹے اللہ تعالیٰ کی برہنہ تلوار۔ قلعوں کے دروازوں کو توڑنے والے دشمن
کے لشکروں کو شکست دینے والے۔ دین کے امام اور اس کے عالم۔ قاضی و حاکم شرع محمدی کو کما حقہ ادا کرنے والے
رسول اللہ پر اپنی جان فدا کرنے والے۔ مظہر العجائب یعنی امام ابی الحسن علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب پر۔
اور رسول اللہ کے نواسوں ہر دو شہیدوں حسن اور حسین پر راضی ہو۔ اور آپ کے ہر دو شریف چچے۔ حمزہ
اور عباس پر اور تمام انصار اور مہاجرین پر۔ اور ان سب پر جو تا قیامت آپ کے پیرو کامل ہوتے رہیں
اے رب العالمین امام اور امت اور حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر۔ اُن کے دلوں میں
ایک دوسرے کی محبت ڈال۔ اس نیکی کی توفیق دے۔ اور ہر ایک کو دوسرے کے شر سے بچا لے
اللہ تو ہمارے مخفی رازوں سے واقف ہے۔ اور تو ان کی اصلاح کر اور تو ہمارے گناہوں سے آگاہ ہے
وہ معاف کر۔ اور تجھ کو ہمارے عیب معلوم ہیں۔ انہیں چھپا دے۔ تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے۔
تو ہی انہیں پورا کر دے۔ جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا اُن کے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے۔ اور ہمیں
اپنے احکام کی پابندی کی توفیق عطا کر۔ اور ہمیں اپنی عبادت کی عزت نصیب کر۔ ہمیں گناہوں کی ذلت
میں نہ ڈال۔ اپنے ماسوا سے ہمیں چھڑا کر اپنی طرف لگا لے۔ جو چیز ہم کو تجھ سے دور کرنے والی ہے ہم سے دور
کر دے ہمیں اپنے ذکر اور شکر کا طریقہ سکھا اور اپنی عبادت میں خلوص عطا فرما۔ کوئی لائق عبادت نہیں
مگر اللہ تعالیٰ جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو چاہے اللہ تعالیٰ۔ کسی کو کوئی
طاقت نہیں مگر اسی اللہ کی اعانت سے جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول
جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو (اُس کے وبال میں) نہ پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے
ہیں جس طرح اُن پر تو نے (اُن کے گناہوں کی پاداش میں احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال۔ اے ہمارے
پروردگار اتنا بوجھ جس کے اُٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اُٹھوا۔ اور ہمارے قصوروں سے
درگذر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مددگار ہے۔ تو ان لوگوں کے
مقابلہ میں جو کافر ہیں۔ ہماری مدد کر۔ آمین ❖

اللہ جل شانہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر اس کا شکر ہے وہی اپنے بندوں کو پالتا ہے اور وہی ان کو بخشنے والا ہے اور مہربان۔ کوئی کام ہو اُس کو آسان کرنے والا اور اُس میں مدد دینے والا خدا ہی ہے اس لئے اسی سے درخواست کرنی چاہئے کہ پروردگار تو کام کو آسان کر۔ اور اس میں مدد عطا کر اپنے کرم سے۔ اے اللہ تیری مدد اور تیرے لطف پر ہی ہمارا بھروسہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کامل صفت اور ثناء کے لائق اللہ ہی ہے۔ ہر ایک کتاب کا شروع اسی کی تعریف سے ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کلام کی ابتدا اُس کے ذکر سے کی جاتی ہے اور اُسی کی حمد کے ساتھ اہل بہشت جزا و ثواب کے گھر میں نعمتیں حاصل کرینگے اور اُسی کے نام سے ہر بیماری کو شفا ہے اور اُسی کے ساتھ کھولا جاتا ہے ہر ایک غم اور بلا کو سختی ہو یا نرمی۔ خوشی ہو یا ناخوشی ہر حال میں دعا کے واسطے اسی کی طرف ہی ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں ہر طرح کے خطاؤں سے جو آوازیں مختلف زبانوں پر صادر ہوتی ہیں وہ انہیں کو سنتا ہے اور عاجزوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ پس اس کے لئے حمد ہے اس چیز پر کہ اس نے عطا کی ہے اور مقصود تک پہنچائی ہے اور اس پر اسی کا ہی شکر ہے۔ اُس نے اپنے فراخ راستے کو روشن کیا ہے اور اس کو کھول کر دکھلا دیا ہے اور اس کے برگزیدہ اور رسول پر اس کی رحمت ہو جس کے سبب سے گمراہی سے ہدایت کی۔ اور ہمارے سردار جن کا نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور ان کی اولاد اور اُن کے اصحابوں اور بھائیوں پر جو پیغمبر ہوئے اور اُس کے مقرب فرشتوں پر سلام ہو۔ حمد اور صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ میرے بعض دوستوں نے جن کے خیال میں اس کام کے کرنے کی صلاحیت تھی مجھے اس کتاب کی تصنیف کے لئے بہت اصرار کیا۔ اللہ ہی ہماری باتوں اور کاموں کو لغزش سے بچانے والا ہے۔ اور اللہ ہی ہمارے دل کی باتوں اور بھیدوں سے واقف ہے۔ اور وہی ان دوستوں کی آرزو کو اپنے کرم و فضل سے آسان کرنے والا ہے اور امید ہے کہ وہی واجب ہمارے دلوں کو ریا اور دکھاوے سے پاک اور ہماری بدیوں کو نیکیوں سے بدلے وہی اللہ ہماری خطاؤں اور گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ پورا خواہشمند شرعی آداب کی پہچان یعنی فرضوں اور سنتوں اور بزرگوں کے طریقوں کا ہے اور خالق عز وجل کی نشانیاں دلائل اور علامات سے جاننا چاہتا ہے اور بیچ قرآن اور حدیث کو محدثوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے جس کا بیان آگے آئیگا۔ اور نیک بندوں کے اخلاق کی طرف راغب ہے جن کا بیان ہم اس کتاب میں کرینگے تاکہ وہ خدا کے راستہ پر چلنے میں مددگار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے فرمانبردار اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے ہٹنے والا دیکھا اور جب ان کی سچی نیت مجھے کشف سے معلوم ہوئی تب میں نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ اور ثواب اور نجات اخروی کی امید اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جو بیشک سیدھا رستہ بتانے والا ہے۔ میں نے اس کتاب کی تصنیف کے لئے مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اس کا نام غنیۃ الطالبین (یعنی خدا عز وجل کے رستے کی کافی رہنما) رکھا ۔

باب۔ پس ہم ان امور کا بیان کرتے ہیں جو ہمارے دین میں آنے والے پر واجب ہیں۔ جب کوئی اسلام میں داخل

سروں کا مسح کرو۔ اور اپنے پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھوؤ۔ اور دسواں فرض موالات ہے اور وہ پہلے عضو کے بعد
جلدی دوسرے کا دھونا ہے یہاں تک کہ پہلا خشک نہ ہونے پائے۔

وضو کی سنتیں یہ بھی دس ہیں۔ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پہل دونوں ہاتھوں کا دھونا اور مسواک کرنا
اور کلی کرنی اور ناک کے سوراخوں میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا مگر جب روزہ دار ہو اس وقت مبالغہ نہ کرے۔ داڑھی
کا انگلیوں سے خلال کرنا۔ اس میں دو راویوں کا اختلاف ہے۔ اور دونوں آنکھوں کے اندر کی طرف کا دھونا۔ اور
دائیں طرف سے شروع کرنا اور دونوں کانوں کے مسح کے واسطے تازہ پانی کا لینا اور گردن کا مسح کرنا اور ہاتھ اور پاؤں
کی انگلیوں کا خلال کرنا اور وضو کے اعضاؤں کا دوسری اور تیسری دفعہ دھونا۔

تیمم۔ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارے اور اس میں ایسی گرد ہو کہ وہ ہاتھوں کو چمٹ جائے اور اس وقت اس
تیمم سے نماز فرض کی حلال ہونے کی نیت کرے۔ اور تسمیہ پڑھے اور ایک ہی دفعہ ہاتھ مارے۔ اور ہاتھ مارتے ہوئے
ہاتھوں کی انگلیوں کو درمیان سے کھلا رکھے اس کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں کی اندر کی طرف سے اپنے منہ کا مسح کرے
اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت کا مسح انکے باطن سے کرے اور ترتیب بجا لائے۔ جو غسل ہے اگر خدا نے چاہا تو اس کو ہم آداب غسل
کے باب میں ذکر کرینگے۔

ستر عورت یہ ہے کہ کپڑا پاک ہو اس سے اپنی ننگی اور دونوں کندھوں کو ڈھانپ لے۔ اور نہ کپڑا ابریشم کے
سوا چاہیے کسی قسم کا ہو کیونکہ ابریشمی کپڑے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی اگرچہ پاک ہی ہو اور اسی طرح اس کپڑے میں بھی نماز
پڑھنی جائز نہیں جو کسی سے چھین لیا ہو۔

نماز پڑھنے کی جگہ کا یہ حکم ہے کہ سب پلیدیوں سے پاک ہو۔ اور اگر اس پر پلیدی پڑ گئی ہو اور آفتاب کی گرمی اور ہوا
نے اسکو خشک کر دیا ہو تو اس جگہ پر پاک فرش بچھا دے اور پھر اس پر نماز ادا کرے تو دو روایتوں میں سے ایک کے موافق
اس کی نماز درست ہے اور اسی طرح ایک ضعیف روایت سے معلوم ہوتا ہے جیسے غصب کی گئی زمین پر بھی نماز جائز ہے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا یہ ہے کہ اگر مکہ میں ہو یا اس جگہ میں جو مکہ کے نزدیک ہے تو عین کعبہ کی طرف ہی متوجہ ہو اور اگر مکہ سے دور
ہو تو پھر کعبہ کی طرف ہی منہ ہو اور یہ طرف شواہد اور دلیلوں میں اسی کوشش اور طاقت خرچ کرنے سے اختیار کرے جو ستاروں
اور آفتاب اور ہوا کے رخ سے ظاہر ہوں۔

نیت۔ اس کی جگہ دل ہے اور نیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جو چیز اس پر فرض کی ہے۔ اس کے ادا کرنے کا قصد
کرے اور وہ چیز نماز معین ہے اور امر حق کا بجا لانا جو واجب ہے اور اس کا ادا کرنا بلا ریاکاری اور لوگوں کے سامنے
اور جتلانے کے سوا ہو پس اپنے دل کو حاضر کرے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
میں آیا ہے اِنَّهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ لَكِ مِنْ صَلٰوتِكِ اِلَّا مَا حَضَرَتْ فِيْهِ قَلْبُكِ
تحقیق فرمایا ہے پیغمبر نے عائشہ کو تیری نماز نہیں ہے مگر وہ کہ جس میں تیرا دل حاضر رہے۔

وقت میں آنا۔ یہ ہے کہ دن صاف ہو تو یقین سے معلوم کرلے کہ وقت ہو گیا۔ اور اگر ابر ہو اور ہوا کی شورش اور
موانع ہوں تو علم گمان سے پہچان لے اور سب جان لے تو پھر اذان کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ۔ خدا تعالیٰ بزرگ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کا پیغمبر ہے نماز پر آؤ رستگاری پر آؤ اللہ تعالیٰ بزرگ ہے
اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے بعد اقامت کہے اور وہ اس طرح پڑھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہونا چاہیئے وہ سب سے پہلے وہ کلمہ شہادت پڑھے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہے اور دین اسلام کے سوا
دوسرے مذہبوں سے بیزار ہو اور دل میں یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ
چونکہ سچا دین خدا کے نزدیک اسلام ہے لہذا اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام تحقیق دین اللہ
کے نزدیک اسلام ہے اور ارشاد کیا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ جو آدمی اسلام کے
سوا دوسرے دین کو چاہیگا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ پس جب کسی نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور دل سے
یقین کر لیا تو وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کا قتل کرنا اور اسکی اولاد کو قید کرنا اور اس کے مال کو لوٹ لینا حرام ہو گیا
اور خدا کے حقوق میں اس نے جو کوتاہی پہلے کی ہے وہ معاف کی جائیگی جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے قل للذین
کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف اے پیغمبر کافروں کو کہدے کہ کفر سے باز رہیں جو قصور وہ پہلے کر چکے
ہیں وہ ان کو بخشدی جائیگی اور جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا
لا الہ الا اللہ میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کیلئے امر کیا گیا ہوں یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پس جب انہوں
نے کلمہ توحید پڑھا مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال کو بچا لیا سوا ان واجبی حقوق کے جو ان پر عائد ہوتے ہوں۔
اور حساب ان کا اللہ تعالیٰ لے گا اور جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الاسلام یجب ما قبلہ اسلام
اسکے پہلے گناہوں کو دور کر دیتا ہے پس اس پر اسلام کے لئے غسل واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ یہ روایت کی گئی ہے۔ کہ
تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال اور قیس بن عاصم کو فرمایا کہ جس وقت اسلام لائیں غسل کریں۔ اور ایک
روایت میں یہ آیا ہے کہ اپنے سے کفر کی باتوں کو دور کر اور غسل کر۔ اس کے بعد اس پر نماز واجب ہو جاتی ہے کیونکہ
ایمان قول اور عمل ہے کیونکہ قول دعویٰ ہے اور عمل اس کا گواہ ہے اور قول صورت ہے اور عمل اس کا روح ہے اور نماز کے
واسطے کئی شرطیں ہیں جو نماز سے پہلے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ پاک پانی سے بدن کا پاک کرنا یا پانی نہ ہونے کے وقت تیمم
کرنا۔ پاک کپڑے سے بدن کا ڈھانپنا۔ پاک جگہ پر کھڑا ہونا۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نماز کی نیت کرنی۔ وقت کا پہچاننا
پس طہارت یعنی بدن کی پاکی کرنے میں فرض اور سنتیں ہیں اور مشہور مذہب اسلام میں فرض دس چیزیں ہیں پہلی نیت ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی طہارت میں ناپاکی
کے دور کرنے کا ارادہ کرے اور اگر تیمم ہو تو نماز کے مباح کرنے کا قصد کرے کیونکہ تیمم حدث کو دور نہیں کرتا اور نیت کا محل دل ہے پس اگر نیت کا زبان سے
مذکور کیا اور ساتھ ہی دل میں اس کا اعتقاد نہیں کیا تو اصل بات کو بجا لایا اور اگر دل کے اعتقاد ہی کیا جاوے تو نیکی کامل ہوئی اسکے بعد بسم اللہ پڑھے اور
وہ سبب ہے کہ جس وقت پانی لینے کا ارادہ کرے اور اس وقت حق تعالیٰ کو یاد کرے۔ اس کے بعد مضمضہ سنت ہے اور
وہ منہ میں پانی کا پھیرنا ہے۔ اور اس کا ڈالنا اور نکالنا استنشاق ہے اور وہ ناک کے دونوں سوراخوں میں پانی
کا داخل کرنا ہے پھر منہ کا دھونا ہے اور اس کی حد طول میں سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لیکر اس جگہ تک
ہے جو ڈاڑھی اور ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور عرض میں ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک۔ پھر دونوں کہنیوں
تک دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے پھر سر کا مسح کرنا ہے اور مسح کا طریق یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی سے
خالی اٹھائے اور پھر انہیں اپنے سر کی اگلی طرف سے پچھلی طرف کو گردن تک کھینچے اور پھر ان دونوں کو وہاں تک
لوٹائے جہاں سے مسح سر شروع کیا تھا اور دونوں انگوٹھے کانوں کے سوراخ میں داخل رہیں۔ پس ان دونوں انگوٹھوں
سے کانوں کے دونوں کناروں اور سوراخوں کا مسح کرے اس کے بعد دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھوئے
اور دونوں ٹخنے ان دو ابھری ہوئی ہڈیوں سے مراد ہیں جو پاؤں کے جوڑ میں ہیں تمام چیزیں جو مذکور ہوئی ہیں ایک دفعہ
کرنی فرض ہیں۔ اور دسواں فرض ان بیان کیے گئے اعضاؤں کے دھونے میں ترتیب کا نگاہ رکھنا ہے جیسا کہ اس ترتیب
پر قرآن ناطق ہے خدا بزرگ اور بلند کے قول میں ہے یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الخ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت تم نماز کی طرف اٹھو اس وقت اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے

ترک کر دیگا۔ تو اسکی نماز مسجد میں ہوگی یعنی نفسہ نہیں ہوگی اور اگر جان بوجھ کر یا سہو سے کسی رکن کو چھوڑ
صورت میں اسکی نماز باطل ہو جائیگی۔ اور اگر واجب کو سہو سے ترک کر دے تو اس نقصان کو سجدہ
سے۔ اور اگر جان کر واجب کو چھوڑے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر سنت یا نماز کی ہیئت یعنی ... چھوڑ
تو اس صورت میں نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی سجدہ سہو کا لازم آتا ہے ۔

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ اُس مسلمان پر واجب ہے جسکے پاس مال زکوٰۃ والا ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ بیس مثقال وزن سونے کا مالک ہو یا
دوسو درم چاندی کا یا اسباب تجارت کے ذریعہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک کی قیمت کے برابر رکھتا ہو یا پانچ اونٹ
کا مالک ہو یا تیس گائے اُسکے ملک میں ہوں یا چالیس بکریاں جو سال بھر جنگل میں چرتی رہیں۔ اگر شخص جس کے
پاس یہ مال ہو غلام یا مکاتب نہ ہو تو ان دونوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ پس جس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ سونے اور
چاندی سے دسویں حصہ کی چوتھائی دے۔ اس لئے بیس دینار سے آدھا دینار دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ بیس دینار
کا دسواں حصہ دو دینار ہیں۔ اور دو دیناروں کی چوتھائی آدھا دینار ہے اور دوسو درم سے پانچ درم دے کیونکہ
دوسو کا دسواں حصہ بیس ہے۔ اور بیس کی چوتھائی پانچ۔ اور پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ میں سے ایک بھیڑ دے جو ثنیہ دار
اور چھ مہینے کی ہو یا بکری دینی واجب ہے جو عمر میں ایک سال کی ہو۔ اور دس اونٹوں میں سے دو بکریاں دے اور
پندرہ اونٹوں کی زکوٰۃ تین بکریاں دینی پڑتی ہیں اور بیس اونٹوں سے چار۔ اور جو پچیس اونٹوں کا مالک ہوگا اس کو
ان میں سے ایک اونٹنی دینی پڑتی ہے جو اپنی عمر کا ایک سال طے کر چکی ہو اور دوسرے میں داخل ہو۔ اور اگر اس
پر قدرت نہیں رکھتا تو ایک اونٹ دے جس کی عمر کے دو برس گذر چکے ہوں اور تیسرا شروع ہو۔ اور جس کے پاس
چھتیس اونٹ ہوں وہ ان میں سے دو سال کی ایک اونٹنی نکال لے۔ اور چھیالیس اونٹ ہوں تو اُن کی زکوٰۃ
ایک اونٹ دینا پڑتا ہے جسکی عمر کے تین سال گذر چکے ہوں اور چوتھا سال شروع ہو۔ اور اکسٹھ اونٹ ہوں
تو ان سے ایک اونٹ دے جو اپنی عمر کے چار برس پورے کر کے پانچویں میں آ گیا ہو اور جس کے پاس چھہتّر
اونٹ ہوں وہ دو برس کی دو اونٹنیاں دے۔ اور اکانوے اونٹوں سے لیکر ایک سو بیس اونٹوں تک تین
تین برس کے دو اونٹ دینے پڑتے ہیں۔ پس اس تعداد سے زائد ہوں تو ہر چالیس میں سے دو برس کی ایک اونٹنی دے
اور ہر پچاس پر تین سال کا ایک اونٹ دے اور جو تیس گائے کا مالک ہو وہ ایک سال کی عمر کا ایک بچہ خواہ
چاہے نر ہو اور چاہے مادہ۔ اور چالیس میں سے دو برس کا ایک بچہ نکالے۔ اور جس کے پاس ساٹھ گائے
ہوں۔ اسکو ایک سال کے دو بچے دینے پڑیں گے۔ اور ستر میں سے ایک بچہ ایک سال کا دیگا اور ایک دو
سال کا۔ اور اسی طرح ہر تیس گائے کی زیادتی پر ایک سال کا ایک بچہ دے۔ اور ہر چالیس کی زیادتی پر دو سال
کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دے۔ اور جس کے پاس چالیس بکریوں میں سے ایک سو بیس تک موجود ہوں وہ ایک بکری
نکالے۔ اور اگر اس تعداد سے زیادہ ہوں تو ایک سے دو سو کی زیادتی پر دو بکریاں دے۔ اور اگر دو سو سے زیادہ
بڑھیں چاہے ایک ہی ہو تو تین سو تک تین بکریاں دینی پڑیں گی۔ اور جس قدر تین سو سے زیادہ ہوں اُنکی زکوٰۃ
ہر سینکڑہ میں سے ایک بکری نکال دے جو مال زکوٰۃ اس طرح نکالا جائے۔ اس کے مستحق آٹھ آدمی ہیں جن
کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ فقیر لوگ جو اپنی روزی کمانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ غریب آدمی جو اچھی طرح اپنی
روزی کا سامان میسر نہ آنے سے تنگی اور مصیبت میں بسر کرتے ہوں۔ اور جو مال زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر ہوتے اور
حفاظت کرتے ہیں۔ اور اسکو وقت کے خلیفہ کے پاس پہنچاتے ہیں۔ وہ جن کو دین اسلام قبول کرنے کی طرف
راغب کیا جاتا ہے یعنی کافروں کا وہ فرقہ جسے یہ امید ہوتی ہے کہ یہ کسی وقت دین اسلام قبول کر لیں گے۔ یا

حی علی الصلٰوۃ حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح قد قامت الصلٰوۃ قد قامت الصلٰوۃ
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ بزرگ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد خدا تعالیٰ کا رسول ہے نماز
پر آؤ بہتری پر آؤ۔ یہ مخصوص ہے کہ نماز قائم ہو گئی ہے یعنے کھڑی ہو گئی ہے اللہ بزرگ ہے اس کے سوا کوئی دوسرا
معبود نہیں ✽

فصل۔ پس جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں تو اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو اور اس کلمہ تکبیر کے سوا دوسرا کوئی تعظیم کا
لفظ نہ کہے اور نماز کے رکن ہیں۔ واجب ہیں سنتیں ہیں اور ہیئتیں ہیں۔ نماز کے رکن پندرہ ہیں کھڑا ہونا۔ تکبیر تحریمہ پڑھنی
سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔ رکوع کرنا۔ رکوع میں آرام کرنا۔ رکوع سے سیدھا ہونا اور اس میں آرام کرنا اور سجدہ کرنا۔ اور
سجدہ میں آرام کرنا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور پھر اس بیٹھنے میں آرام کرنا اور آخری تشہد اور پھر اس
تشہد میں بیٹھنا اور پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجنا اور سلام کہنا ✽

نماز کے واجب تو ہیں تکبیریں کہنی جو تکبیر تحریمہ کے سوا ہیں اور سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور ربنا لک الحمد کہنا رکوع سے سر اٹھانے
کے وقت اور رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا ایک بار۔ اور سجدہ میں ایک دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان
بیٹھنے میں ایک دفعہ یہ کہنا ربّ اغفرلی اور پہلا تحیات اور پہلے تشہد کے واسطے بیٹھنا اور سلام میں نماز سے باہر آنے کی نیت کرنی ✽

نماز کی سنتیں یہ چودہ ہیں انی وجہت آخر تک پڑھنا۔ اعوذ آخر تک پڑھنا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا اور آمین
کہنی۔ اور سورتوں میں سے ایک سورۃ کا پڑھنا اور ربنا لک الحمد کے بعد لفظ ملاء السمٰوٰت والارض کہنا۔ اور رکوع اور
سجود میں اور جلسہ میں رب اغفرلی کہنے میں جو چیز ایک تسبیح سے زیادہ ہو پڑھنی اور دو روایتوں میں سے ایک کے موافق
ناک پر سجدہ کرنا۔ اور دو سجدوں کے ادا کرنے کے بعد راحت کے واسطے بیٹھنا۔ اور چار چیزوں سے پناہ مانگنی
یہ کہہ کر اعوذ باللہ من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المسیح الدجال ومن
فتنۃ المحیا والممات۔ میں خدا کے ہاں پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے قبر کے عذاب سے مسیح دجال
کے عذاب سے۔ زندگی اور موت کے فتنہ سے اور آخری تشہد بیٹھنے میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے
بعد اس دعا کا پڑھنا جو حدیثوں میں مذکور ہے اور وتروں میں دعائے قنوت پڑھنی اور دوسری طرف میں سلام کہنا یہ ضعیف
روایت سے ہے ✽

نماز کی ہیئتیں پچیس شکلیں ہیں نماز شروع کرنے کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے۔ اور رکوع کرنے کے وقت
اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا۔ اور یہ اس طرح اٹھائے جاتے ہیں کہ دونوں ہتھیلیاں
نمازی کے دونوں کندھوں کے برابر ہوں اور دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر اور انگلیوں کے سرے دونوں کانوں کے اطراف کے برابر۔ اور اٹھانے کے بعد دونوں
ہاتھوں کو سیدھا چھوڑ دینا۔ اور بائیں ہاتھ کا دائیں پر ناف کے اوپر رکھنا اور سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرنی اور قرأت
کو اونچی پڑھنا اور آمین اونچی کہنی اور قرأت اور آمین کا آہستہ کہنا۔ اور رکوع میں دونوں ہاتھوں کا دونوں گھٹنوں
پر رکھنا۔ اور پیٹھ کا برابر سیدھا کرنا اور سجدہ میں اپنے دونوں پہلوؤں سے اپنے دونوں بازوؤں کو دور رکھنا۔
اور سجدہ کرتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے اور اس کے بعد ہاتھ اور سجدہ میں دونوں رانوں کا پیٹ سے اور پہلوؤں
سے دور رکھنا۔ اور سجدہ میں دونوں گھٹنوں میں فرق رکھنا اور سجدہ میں دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے برابر رکھنے
اور سجدے کے درمیان بیٹھنے کے وقت دونوں پاؤں کو بچھا دینا۔ اور پہلے تشہد میں دونوں پاؤں بچھا دینا۔ اور دوسرے
تشہد میں چوتڑوں پر بیٹھنا۔ اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھنا۔ اس حال میں کہ اس ہاتھ کو قبض کیا ہوا ہو۔ اور انگشت
شہادت سے اشارہ کرنے والا ہو اور انگوٹھے کا درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ کرنے والا ہو۔ اور بائیں ہاتھ کا بائیں
ران پر رکھنا اس حالت میں کہ وہ کھلا ہو پس ان شرطوں میں سے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہیں۔ اگر کوئی شرط عذر کے سوا

پے در پے روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو ساٹھ فقیر ملا کر ان کو کھانا کھلائے اور ہر ایک فقیر کو
سے جو ایک سو تہتر درم اور درم کا تیسرا حصہ ہوں یعنی ۱۷۳ درم اور یا خرما یا جو دے جو درن میں
ہوں اور ان چیزوں کے دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو جن چیزوں کا ذکر صدقہ فطر میں ہوا ہے وہ دے
اتوں میں سے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کسی کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو اس صورت میں اس سے کفارہ ساقط
تعالیٰ سے بخشش کی درخواست کرے اور توبہ کرے اور دوسرے سال میں روزے رکھے تو ان میں
کرے اور رمضان میں جب روزے سے ہو اکیلا جوان عورت کے پاس نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کے
چاہے وہ عورت اس پر حلال ہی ہو یا حرام اور جب زوال کا وقت گذر جائے تو مسواک کرنے سے پرہیز
میں مصطگی نہ چبائے اور ایسا بھی نہ کرے کہ منہ میں لعاب جمع کر کے اس کو حلق سے نیچے اتار لے اور
کا مزہ چکھے۔ اور ان باتوں سے پرہیز کرے کسی کا گلہ کرنا سخن چینی کرنی۔ جھوٹ بولنا۔ گالی گلوچ
طرح کے دوسرے افعال قبیحہ سے دور رہے اور اول وقت میں روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔
قت کرے یہ افضل ہے۔ اور اسی طرح اخیر رات تو قف کر کے سحری کھانا افضل کہا گیا ہے مگر جو آدمی
ع ہونے کی حالت سے واقف نہیں کہ مبادہ فاجر کرکے نہ کھائے۔ اس کو جلد کھا لینا چاہئے۔ اور کھجور
روزہ کا افطار کرنا بہتر ہے اور پیغمبر صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے روزہ کھولنے کے وقت یہ دعا
، بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ
، اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں - اے اللہ میں نے روزہ تیرے واسطے
تیرے رزق سے ہی اس کو کھولا ہے تو پاک ہے اور تیرے لئے ہی حمد ہے اے اللہ تو ہم سے قبول
کوئی شک نہیں کہ سننے والا اور جاننے والا تو ہی ہے ۔

اعتکاف کا بیان

ں کے واسطے اعتکاف کرنا مستحب ہے اور اعتکاف کرنے کا حکم اس مسجد میں ہے جس میں جماعت
نماز ادا کی جاتی ہو اور اس کے واسطے سب مسجدوں سے افضل مسجد جامع مسجد ہے۔ مگر اس میں شرط
ف کے دنوں میں جمعہ آ جائے اور روزہ رکھنے کے سوا بھی اعتکاف کرنا درست ہے مگر اعتکاف
رکھنا بہتر ہے جو شخص اعتکاف کرنے والا ہو اس کی مطلب براری کے واسطے روزہ اس کا مددگار ہو ا
نفس امارہ کی خواہشوں کو توڑ دیتا ہے اور جو اعتکاف کرنے والا ہو اس کے مقاصد کے حاصل ہونے میں مدد
ہے ۔
ف یہ ہے کہ اپنے دل کو ایک خاص جگہ پر جما لے اور ہمیشہ وہیں اپنے دل کو باندھے رکھے حق تعالیٰ فرماتا
، مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ - یہ صورتیں کیا ہیں جن پر تم جمے ہوئے ہو اور اعتکاف سنت طریق ہے
گئی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آخری دس روزوں میں اعتکاف کیا ہے اور پھر
پانے تک ہمیشہ اسی طرح اعتکاف کرتے رہے۔ آپ نے اصحابوں کو بھی اعتکاف کی طرف رغبت دلائی ہے
کیا ہے کہ اگر کوئی اعتکاف کرنا چاہے تو وہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کرے اور جب اعتکاف
ہیئت ایسے کاموں میں مشغول رہے جو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں نزدیک ہونے کا باعث ہوں جیسے
سا ہے یا سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہنا۔ اور حق تعالیٰ کے فعلوں اور اس کی صفتوں میں غوص اور تفکر
ذکر الٰہی اور اپنے اشغال ذکر کرنے کے سوا باقی جتنے خلاف کام ہیں ان سے پرہیز رکھے اور اعتکاف کرنے والے
لس کے ذریعہ کسی کو دینی علم کا سکھا دینا روا ہے اور قرآن پڑھانا جائز ہے کیونکہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے

مسلمانوں کو امداد دینے سے باز آئینگے۔ غلاموں کے آزاد کرنے میں جنکے حق میں مالک نے یہ وعدہ کیا ہو کہ اگر اسقدر روپیہ
ادا کر دو گے تو تم کو آزاد کر دیا جائیگا۔ اور اگر زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید لیا جائے اور اس کو پھر آزاد کر دیں تو یہ درست ہے ۔
ایک روایت ہے کہ جو قرضدار اپنا قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ساری لوگ جو جہاد پر ہوتے ہیں اور وقت
کے حاکم یا خلیفہ سے اُن کی کچھ تنخواہ مقرر نہیں ہوتی چاہے وہ مالدار ہی ہوں۔ یہی اس مال کے لینے کا حق رکھتے ہیں۔
مسافر لوگ جو سفر میں ہوں اور ان کے پاس خرچ نہیں رہا۔ ان کو بھی دیا جائے۔ جو آدمی اپنے شہر سے دوسری جگہ جانے
کا ارادہ کرے۔ اس کو یہ ارادہ پورا کرنے کے واسطے زکوٰۃ کا مال دینا واجب نہیں۔ اور جب کوئی زکوٰۃ دے چکے جو
فرض ہے تو پھر اس پر صدقہ نفل کا ادا کرنا مستحب ہے۔ اس میں چھوٹا جتنا مقدور ہو سکے دیتا رہے۔ متبرک مہینوں میں بالخصوص
دے جیسے رجب۔ شعبان رمضان کے مہینے میں اور عید اور عاشورہ کے دن ہیں اور قحط سالی کے دن ہیں۔ جو آدمی صدقہ
نفل دیتا ہے اس کے مال میں برکت آجاتی ہے اور اس کے مال بچے اور اس کی جورو خوش اور آرام میں رہتی ہیں اور
عاقبت میں اُس کو بڑا ثواب ملے گا ۔

صدقۂ فطر

جب کسی کے پاس بال بچوں اور بیبیوں کی روزمرہ خوراک سے زیادہ ہو تو اس کو صدقۂ فطر مثلاً عید کے دن اور اسکی
رات اپنے نفس اور اپنی بی بی اور اپنے غلام اور اپنی اولاد اور اپنے ماں اور باپ اور اپنے بھائیوں اور بہنوں اور اپنے چچوں
اور چچازادوں بترتیب وار جسقدر کوئی قریب ہو بشرطیکہ ان کا نان نفقہ اسکے ذمہ ہو اور دینا اس کا ایک صاع ہے۔ جو
وزن میں ۵ رطل عراقی ہے یعنے ہندوستان میں جو انگریزی سیر مروج ہے اُسکے اڑھائی سیر کھجوریں ہوں یا منقے یا گیہوں یا
جو یا گیہوں اور جو کا آٹا یا ان کے ستوں اور پنیر کے واسطے بھی ایسا ہی حکم دیا گیا ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے پس اگر
یہ اقسام غلہ نایاب ہوں تو جو چیز اُس شہر کی خوراک ہے اُسے دے تو پھر چاول صدقہ میں دے یا چینا یا کنگنی اور اسی
قسم کے دیگر اناج سے صدقہ دے ۔

روزوں کا بیان

مسلمان پر رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے واجب ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ تم میں سے جو آدمی ماہ رمضان میں حاضر ہو وہ روزے رکھے پس جب رمضان کا مہینہ آجائے اور خود چاند دیکھ لے
یا ایک مرد عادل کی گواہی سے چاند کا نکلنا ثابت ہو جائے یا شعبان کے پورے تیس دن گذر جائیں تو اُس وقت جان لینا
چاہیئے کہ بیشک رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے چاہے انتیسویں تاریخ میں آسمان پر ابر غلیظ ہی ہو یا غبار اُٹھا ہوا ہو۔ پس
جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جائے تو صبح صادق کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ نیت کرے کہ میں کل کے دن روزہ رکھوں گا
اور اسی طرح رات کو بھی نیت کیا کرے اور ماہ رمضان کے پورا ہونے تک ایسا ہی کرتا ہے اور ایک ضعیف روایت
میں آیا ہے کہ اگر ایک ہی دفعہ ماہ رمضان کے سارے روزے رکھنے کی نیت کر لے تو یہی کافی ہے۔ مگر پہلی روایت صحیح
ہے اور جب صبح صادق ہو جائے تو ان باتوں سے دور رہے۔ کھانا۔ پینا۔ جماع کرنا۔ باہر کی طرف سے کوئی چیز بھی
کسی راستے سے پیٹ کے اندر داخل نہ ہو اور نہ ہی اپنے بدن سے خون نکالے اور نہ ہی غیر کے بدن سے۔ اور قے
کرنے اور ایسی حرکت کرنے سے جس سے انزال ہو جائے پرہیز کرے۔ جو امور اوپر ذکر کئے گئے ہیں یعنے قے اور
حرکت انزال کے خلاف کریگا یعنے ان میں سے کسی کا ارتکاب کریگا تو اس صورت میں روزہ باطل ہو جائیگا۔ لیکن اگر
ان سے روزہ باطل ہو جائے تو آخر وقت تک کھانے پینے سے پرہیز رکھے اور اس پر قضا کا روزہ رکھنا واجب آتا ہے
اور جو آدمی روزہ میں جماع کرے اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے
مگر وہ صحیح سالم ہو تندرست ہو کوئی ایسا عیب نہ رکھتا ہو جو اس کو خدمت کرنے کے ناقابل کرتا ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو

پر درود بھیجے اور جس وقت تلبیہ سے فارغ ہو جائے اُس وقت اپنی ذات کے لئے اُس چیز کی دُعا کرے جس کو وہ چاہتا ہے اور جس سے محبت رکھتا ہے ۔

بیان احکام احرام

بس جب احرام باندھے تو اپنے سر کو نہ ڈھانپے۔ اور سیا ہوا کپڑا اور موزے نہ پہنے۔ اگر ان ممنوع چیزوں میں سے کسی کا مرتکب ہوگا۔ تو اُس پر بکری کی قربانی لازم ہوگی مگر جب سے سیا ہوا تہ بند نہ ملے اور نہ نعلین تو پھر سیا ہوا کپڑا اور موزے پہنے جائز ہیں اور اپنے بدن اور کپڑوں میں طرح طرح کی خوشبوئیں نہ لگائے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس پر کپڑوں کو دھونا بکری کو ذبح کرنا واجب ہے۔ اور اپنے ناخن نہ اُتروائے اور نہ ہی حجامت کرائے۔ پس اگر تین ناخن تراشیگا یا سر یا بدن کے تین بال مونڈے گا۔ تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔ پس اگر ان کی تعداد تین سے کم (ایک یا دو) ہو تو اس کو ہر ناخن اور بال کے بدلے ایک مُد[1] دینا لازم آئیگا۔ اور اس حالت میں نہ ہی اپنا نکاح کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کا لیکن عورت کے پاس آمد و رفت رکھنی روا ہے اور عورت یا لونڈی کے ساتھ اُسکی فرج یا غیر فرج میں جماع نہ کرے ورنہ اس کا حج باطل ہو جائیگا مگر یہ شرط ہے کہ یہ مباشرت عقد کے گرہ ڈالنے سے پہلے وقوع میں آئی ہو اور قصداً ایسی حاجت نہ کرے اور عورت کی طرف بار بار نہ دیکھے اگر دیکھے اور اس سے اس کی منی نکل پڑے تو اس حالت میں اُسے کفارہ دینا پڑے گا اور وہ کفارہ یہ ہے کہ ایک بکری کو ذبح کرے اور کسی اُس جانور کو جو کھایا جاتا ہے اور جو چیز کھائے جانے والے جانور سے پیدا ہوتی ہے اور جو جانور نہیں کھایا جاتا شکار نہ کرے اور اس چیز کو نہ کھائے جو اُس کے واسطے شکار کی گئی ہو اور نہ ہی وہ شکار کھائے جسکی طرف اس نے اشارہ کیا ہو یا اسکی جانب بتائی کی ہو یا اُس کے ذبح کرنے پر اعانت کی ہو جیسے ذبح کرنیکے واسطے شکار کو نگاہ رکھے یا اُس کے واسطے چاقو یا چھری دے اور ایسی ہی دوسری چیزیں بھی نہ کھائے پھر اگر ایسا کیا تو اُس شخص پر اُس شکار کی مانند چوپایہ جانوروں میں سے کفارہ دینا واجب ہے یعنی اگر شتر مرغ شکار کیا تو اُس پر اونٹ یا گائے دینی واجب ہے اور اگر گورخر شکار کیا تو اُس کے عوض میں گائے دے۔ اور اگر جنگلی گائے یعنی نیل گائے اور اس قسم کے دوسرے جانوروں کا شکار کیا۔ تو کفارہ میں گائے دے اور ہرنی یا لومڑی کے شکار کے عوض ہرنی یا پہاڑی بھیڑ دے اور کفتار کے بدلہ میں بکری۔ اور خرگوش شکار کیا ہے تو اُسکے کفارہ میں مادہ بھیڑ دے۔ اور جنگلی چوہے کے عوض بکری کا بچہ چار مہینے کا دے اور اگر سوسمار شکار کرے تو بکری کا بچہ دے بڑے کے عوض بڑا اور چھوٹے کے عوض چھوٹا جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ساری صحیح ہیں اور کبوتر کے شکار کے عوض میں بکری دے اور اگر عوض میں چوپایہ جانور دینے کی قدرت نہ ہو تو پھر اسکی قیمت دلوائے مگر قیمت دو مسلمان اور عادل گواہوں سے مشخص کرائے۔ اور محرم شخص کو آدمی سے الفت رکھنے والے یعنی پالتو حیوانوں کا ذبح کرنا اور کھانا روا ہے اور ضرر پہنچانے والے جانوروں کا مارنا بھی جائز ہے جیسے سانپ - بچھو - کاٹنے والا کتا - شیر - پلنگ - بھیڑیا - چیتا - چوہا - ابلق کوا - چیل - مار اور اسکی قسمیں جیسے کہ بھڑ - جھینگر - پسو - سدر - کرگٹ - مکھی اور اسی قسم کے جیسے زمین کے اندر گھسنے والے جانور ہیں - اور جب چیونٹی ایذا دے تو اس کا مارنا درست ہے اور اسی طرح جوں اور لیکھ کا مارنا بھی ایک روایت میں درست لکھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اپنی طاقت کے موافق صدقہ کرے اور حرم کے جانوروں کو نہ مارے اور اگر ماریگا تو جیسا ذکر کیا گیا ہے شرع کے موافق اس کو کفارہ دینا لازم آئے گا - اور حرم کے درختوں بوٹوں کو جڑ ہی سے نہ اکھاڑے اور نہ ہی اوپر سے کاٹے اور اگر کسی کو اُکھاڑیگا یا کاٹیگا تو بڑے درخت کے بدلہ میں گائے دینی پڑیگی اور چھوٹے درخت کے عوض بھیڑ اور یہی حکم مدینہ کے جانوروں اور درختوں کی نسبت ہے - کہ وہ دونوں محرم آدمی پر حرام ہیں مگر جو شخص مدینہ میں ایسا کرے اس کا تاوان صرف یہ ہے کہ اس کے کپڑے چھین لیں

[1] مُد وزن میں دس چھٹانک گیہوں ہیں ۱۲

اور دوسرے کو اس سے فائدہ حاصل ہو تا ہے۔ جو عبادت خاص اپنے واسطے کرتا ہے اُس سے اس میں زیادہ ثواب ملتا ہے اور اگر ضروری حاجت کے دور کرنے کے واسطے معتکف حجرے سے باہر آ جائے تو یہ بھی روا ہے اور ضروری حاجتیں یہ ہیں غسل جنابت۔ کھانا پینا۔ بول و براز کرنا۔ اور جب کوئی ایسا خوف لاحق ہو جو اس کی ذات کو ضرر دینے والا ہو جیسے سخت بیماری وغیرہ ہے تو اس وقت بھی حجرہ سے باہر آنا جائز ہے ❊

حج کا بیان

جب کسی مسلمان پر حج کی شرطیں پوری ہو جائیں تو اس پر حج اور عمرہ واجب ہو جاتا ہے۔ وہ شرطیں یہ ہیں اسلام لانے کے بعد آزاد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ حج کے سفر میں جو خرچ درکار ہو وہ موجود ہو سواری رکھتا ہو۔ اور یہ طاقت بھی ہو کہ اگر سواری پر سوار ہو گا تو اس پر دائم اور بدستور رہ سکیگا اور راستہ میں دشمنوں کا خطرہ نہ ہو اس سے پاک ہو۔ اپنے پس ماندہ اہل و عیال کو بھی اسقدر خرچ دے سکتا ہو کہ وہ واپس آنے تک ان کو کفایت کرے۔ ان شرطوں کے پورا ہونے کے بعد مسلمان پر حج اور عمرہ ادا کرنا فوراً واجب ہو جاتا ہے اور اگر ان شرطوں کے خلاف کرے اہل و عیال کے حق میں کوتاہی روا رکھے اور قرضدار کا قرض ادا کر کے نہ جائے۔ تو اس صورت میں گنہگار ہو گا اور ثواب کی بجائے اس پر خدا و ند تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ۔ آدمی کے واسطے یہی گناہ کافی ہے کہ جسکو وہ کسی روزی دیتا تھا ان کو ضائع کر دے۔ اور اگر حاجی آدمی شرع کے خلاف کوئی بات نہ کرے اور اسی حالت میں حج اور عمرہ سے فراغت پالے تو اس سے یہ فرض ادا ہو جائے گا ❊

احرام کا بیان

جب شرعی میقات پر احرام کی جگہ میں پہنچے تو احرام باندھے اگر اہل مشرق سے ہے تو اسکو ذات عرق سے احرام باندھنا چاہیئے اور اگر اہل مغرب سے ہے تو جحفہ سے باندھے۔ اور اگر اہل مدینہ سے ہے تو حلیفہ سے۔ یمنی ہے تو یلیلم سے باندھے اہل نجد سے ہے تو قرن سے باندھے احرام باندھنے سے پہلے غسل کرے۔ اپنے بدن کو میل کچیل سے پاک کر کے خوب صاف کرے۔ اور اگر غسل کے واسطے پانی دستیاب نہ ہو تو پھر تیمم کرے۔ ازار بند باندھے اور اوپر سے چادر اوڑھ لے۔ اور یہ دونوں کپڑے سفید اور پاکیزہ ہوں اور خوشبو سے انہیں معطر کرے۔ دو رکعت نماز گذارے اور دل سے احرام باندھنے کی نیت کرے اور اگر متمتع ہے یعنے اپنے شہر کے میقات سے عمرہ میں احرام باندھے۔ تو عمرہ کے لئے تلبیہ پڑھے ایسا کرنا افضل ہے یا صرف حج یا حج اور عمرہ دونوں کے واسطے تلبیہ پڑھے تو یہ بھی فضیلت میں داخل ہے اور احرام سے باہر آنے کے واسطے شرط کرلے۔ پس یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ اَوِ الْحَجَّ اَوْ اِيَّاهُمَا جَمِيْعًا فَيَسِّرْ ذٰلِكَ لِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَمَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ۔ اے اللہ میں عمرہ یا حج یا دونوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں تو مجھ پر ان کو آسان کر اور ان کا عمل مجھ سے قبول فرما۔ اور میں اُس جگہ احرام سے باہر آنا چاہتا ہوں جہاں تو نے مجھ کو بند کیا ہے یعنے جو شرط کی گئی ہے اور تلبیہ پڑھے اور تلبیہ کی صیغہ یہ ہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ اے اللہ میں تیری خدمت اور فرمانبرداری میں حاضر ہوں بار بار خدایا میں خدمت میں حاضر کھڑا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں حمد اور نعمت تیرے واسطے ہے اور تیرا ہی ملک ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔ ان کلموں کو جو مذکور ہوئے ہیں بلند آواز سے کہے اور ان جگہوں اور وقتوں میں کہے احرام کے بعد۔ پانچوں وقت کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد۔ دن اور رات کے شروع ہونے کے وقت اور جب ہمراہیوں میں سے کسی سے ملاقات کرے اور جب کسی بلندی پر چڑھے یا اس سے نیچے اُترے یا کسی تلبیہ پڑھنے والے کی آواز کو سُنے۔ اور عزت والی مسجدوں میں اور عزت والی جگہوں میں سا و پیغمبر صلعم

طوافِ قدوم کی سنت کرے وہ شرعی پلیدی یعنی دنیا کی نجاست سے پاک ہو اور ستر عورت کو ڈھانپے رکھے بیہودہ
بے اعتقادی فرمایا ہے خانہ کعبہ کا طواف کرنا نماز ہے مگر نماز میں گفتگو منع ہے اور اس طواف میں خدا وند تعالیٰ نے بات
کرنی مباح کر دی ہے۔ جب طوافِ قدوم سے فراغت پالے تو پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مکان کے پیچھے دو
رکعت نماز گذارے جنکی قرأت مختصر ہو۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ
اخلاص پڑھے اسکے بعد حجرِ اسود کے پاس آئے اور اس کو ہاتھ سے چھوئے۔ پھر اُس دروازہ سے جو صفا کی جانب
ہے کوہِ صفا کی طرف آئے اور اُس پر چڑھ جائے۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آ جائے۔ اور جب خانہ کعبہ نظر آ جائے
تو اُس وقت پہلے تین دفعہ تکبیر کہے اور پھر یہ دُعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا
نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ تعریف اور ثناء حق تعالیٰ کے واسطے ہے۔
کیونکہ اُس نے ہم کو ہدایت اور راستی کی طرف راہ دکھلائی ہے۔ کوئی برحق معبود نہیں ہے مگر سوا اللہ کے۔ اس
کی ذات اور اُسکی صفتوں میں کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اس نے اسے وعدہ کو سچا کیا ہے اور اپنے بندے
کو مدد دی ہے اور کافروں کو شکست دی ہے وہ تنہا ہے اور اسکے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ جب ہم اُس کے
واسطے دین کو خالص کرنیوالے ہیں اس حال میں ہم اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اگرچہ کافروں کو اس میں
سے کراہت ہے۔ اس کے بعد کوہ صفا سے نیچے اُتر آئے اور تلبیہ پڑھے اور دوسری اور تیسری دفعہ دُعا مانگے۔ اور
اس سبز میل تک جو مسجد سے چھ ہاتھ کی دوری پر نصب کیا ہوا ہے پیادہ چلے اور جب میل سبز کی طرف جانے لگے۔
تو جلدی سے جائے اور جس وقت وہاں پہنچ جائے پھر اپنی رفتار کو آہستہ کر دے اور ایسی آہستہ رفتار سے کوہ مروہ تک
جائے۔ اور جا کر اس کے اوپر چڑھ جائے اور اس جگہ بھی وہی عمل کرے جو کوہ صفا پر کیا تھا اُس کے بعد کوہ مروہ
سے اُتر آئے اور اُترنے کے بعد آہستہ چلنے کی جگہ میں آہستہ چلے اور جو دوڑ کی جگہ ہے وہاں دوڑے یہاں تک
کہ پھر کوہ صفا کے پاس پہنچ جائے اور اسی طرح جیسا کہ بیان ہوا ہے سات دفعہ آئے اور جائے اور یہ شمار صفا سے
شروع کر کے مروہ پر تمام کرے اور حدث اور دوسری ناپاکی سے پاک ہو جیسا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں ذکر
کیا گیا ہے۔ جب اِن بیان کئے گئے کاموں سے فارغ ہو جائے تو اپنا سر منڈوائے اور اگر متمتع ہو تو کٹوائے
اور جو ہدی ہمراہ لے گیا ہے وہ نہ ہو تو وہ کام کرے جو حلال ہے اور احرام نہ رکھے اور جب ترویہ کا دن آ جائے۔ جو
ذی الحج مہینے کا آٹھواں دن ہے اس روز مکہ سے حج کے واسطے احرام باندھے اور منیٰ میں آئے اور ان نمازوں کو
اسی جگہ ادا کرے ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور اسی جگہ ہی رات بسر کرے اور وہیں اگلے روز فجر کی نماز ادا کرے۔
دوسرے دن جب آفتاب نکل آئے وہاں سے اور آدمیوں کے ساتھ چلکر اُس جگہ آئے جہاں عرفہ کے دن
لوگ آکر کھڑے ہوتے ہیں ان کے ساتھ وہاں کھڑا ہو اور جب زوال کے وقت امام خطبہ پڑھے اور جو کچھ کرنا پڑتا ہے
اُس کو بیان کرے تو اس کو نزدیک ہو کر سُنے۔ وہ بیان کرنیوالے امور یہ ہیں۔ کھڑے ہونے کی ہیئت۔ کھڑے
ہونے کی جگہ۔ وقت غروب سے جانا۔ مزدلفہ میں نماز کا ادا کرنا۔ مزدلفہ میں رات کا بسر کرنا اور اس کے سوا وہاں
کنکروں کا ڈالنا۔ قربانی کرنا۔ سر منڈانا۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ جب امام اِن امور کو بیان کرے تو جہاں تک
ہو سکے نزدیک ہو کر پوری توجہ سے سُنے۔ اُس کے بعد امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے اور دونوں کو ہر
نماز کی اقامت سے اُس وقت میں جمع کرے پھر کوہ رحمت اور صخرات کی طرف امام کے نزدیک جائے یہاں تک
کہ قبلہ کے روبرو ہو اور جب اس جگہ پہنچے تو وہاں کھڑا ہو جائے اور دُعا مانگے اور حمد و ثنا کر سکے خداوند تعالیٰ کی
تعریف کرے اور اس وقت میں اکثر اس دعا کو پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

اور یہ کپڑے پہننے والے پر حلال ہیں۔

وقت کی گنجائش کا میسر آنا

اگر حج کرنے والے کو وقت کی گنجائش ہو یعنے زیادہ وقت حاصل ہوسکے تو وہ عرفہ کے دن سے چند روز پہلے مکہ میں داخل ہو
اور اسکے واسطے یہ مستحب ہے کہ پہلے پہل تو غسل کرے اور مکہ میں داخل ہوتے وقت بلندی کی طرف سے داخل ہو اور جب مسجد حرام آجائے تو بنی شیبہ کے دروازے
سے داخل ہو اور جس وقت خانہ کعبہ دکھائی دے اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اٹھا کر یہ دعاء
پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ الخ (ترجمہ) اے اللہ تو ہی ہے
جو سب نقصانوں سے پاک ہے اور سب کے لئے سلامتی تجھ سے ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو سلامتی سے
زندہ رکھ۔ بار خدایا اس گھر کی بزرگی اور شرافت اور خوبی اور ہیبت اور نیکی کو زیادہ کر۔ اور جو شخص خانہ کعبہ میں
حاضر ہوا اور حج کیا ہے اور تو نے اسکو بزرگی اور عزت دی ہے تو اسکی تعظیم اور بزرگی اور عزت اور ہیبت کو اور
بھی زیادہ کر۔ حقتعالی کی ثواب اور عزت اور اس کے جلال کی بزرگی کے باعث جیسا کہ چاہئے ویسا بہت حمد
اسی کے لائق۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو اپنے گھر میں پہنچایا اور اس کے واسطے مجھ کو لائق جانا۔
ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔ خداوندا تو نے مجھے اپنے گھر کی زیارت کے واسطے بلایا ہے میں زیارت کے
واسطے اس گھر میں تیرے پاس حاضر ہوا ہوں۔ خداوندا مجھ سے میرا عمل قبول کر اور میرے گناہوں کو بخشدے
اور میرے حال کی اصلاح کر۔ تیرے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے)۔ اس دعا کو جو اوپر مذکور ہوئی ہے بلند
آواز سے پڑھے۔ اور پھر آنے کے واسطے طواف کرے اور اپنی چادر سے اضطباع کرے اور اضطباع کی صورت
یہ ہے کہ اپنے داہنے کندھے سے چادر الگ کر کے اس کو ننگا کر دے اور اسکو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے۔ اور
الٹ کر بائیں کندھے پر پہنچائے کہ وہ ڈھنپ جائے۔ اس کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور آکر ہاتھ سے اس کو
چھوئے اور چومے اور اگر حجر اسود کو بوسہ نہیں دے سکتا تو ہاتھوں سے مس کر کے پھر ہاتھوں کو ہی چوم لے۔ اور
اگر لوگوں کا اجتماع بہت ہو اور لوگوں کی کثرت کے باعث وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ تو اس صورت میں دور سے
ہی حجر اسود کی جانب اشارہ کرے اور یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ
وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔
خداوند تعالی بزرگ ہے۔ خداوندا میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تیری کتاب کی دل سے تصدیق کی ہے اور تیرے
عہد پر وفا کیا ہے اور تیرے پیغمبر کے طریق کی پیروی کی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جب طواف شروع
کرے تو اپنی داہنی طرف سے کرے یہاں تک کہ گرد پھرے اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف لوٹے اور پھر
اس پتھر کی جانب جائے جسکے اوپر خانہ کعبہ کا پرنالہ رکھا ہوا ہے اور اسکی طرف جاتے ہوئے جلدی جلدی چلئے
اور وہ تیزی سے دوڑنا ہے اور جو نزدیک ہوتے قدموں سے۔ جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو ہاتھ سے اسکو چھوئے
اور بوسہ نہ دے پس جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو شمار کر لے کہ اب ایک طواف پورا ہو گیا۔ اور اسی طرح دوسری
اور تیسری دفعہ طواف کرے اور طواف کرتا ہوا اسمیں یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا
مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ خداوندا اس حج کو قبول کر اور اس کی کوشش کے عوض میں مجھ کو اس کی جزا دی جائے۔
اور میرے گناہ بخشدے اسکے بعد آہستہ آہستہ چلے اور اسی رفتار سے باقی چار طواف پورے کرے اور یہ طواف
کرتا ہوا اس دعا کو پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ عَمَّا تَعْلَمُ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا
اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے خدا اے ہمارے پروردگار دنیا اور آخرت
[illegible] اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اور دنیا اور آخرت کی نیکی سے جو چاہے وہ مانگے۔ اور جو

اور ہر روز اکیس اکیس سنگریزے پھینکے پہلے جمرہ سے شروع کرے اور پہلے جمرہ ہیں اس سب کی نسبت مکہ سے نہ زیادہ دوری پر ہے اور مسجد خیف کے پاس ہے اس جمرہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی جانب پر رکھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے سنگریزے پھینکے اور پھینکنے کی جگہ سے آگے کو بڑھ جائے تاکہ دوسرے آدمیوں کے سنگریزے اسکو صدمہ نہ پہنچائیں اور آگے بڑھ کر کھڑا ہو جائے اور وہاں خدا وند تعالیٰ کی درگاہ میں اتنی دیر تک کھڑا ہو کر دعا پڑھے جتنے میں سورہ بقر پڑھی جاتی ہے اُسکے بعد درمیانی جمرہ کو داہنی طرف کر کے اس پر سنگریزے ڈالے اور جس طرح پہلے جمرہ پر دعا پڑھی تھی اُسی طرح یہاں بھی قبلہ کی جانب منہ کر کے دعا پڑھے اسکے بعد جمرہ عقبہ پر جو آخری ہے داہنے طرف کر کے سنگریزے پھینکے اور قبلہ کی جانب منہ کئے ہوئے وادی عقبہ کی طرف آوے اور اس جگہ کھڑا نہ ہو اور پھر دوسرے تیسرے دن بھی ایسا ہی کرے جیسا کہ پہلے دن کیا ہے اور اگر جلد فارغ ہونا چاہئے اور تیسرے دن سنگریزے نہ پھینکے تو جسقدر اُسکے پاس باقی رہیں اُنکو رمیں میں دفن کر دے اور اس کے بعد اس جگہ سے مکہ کی جانب روانہ ہو اور وادی ابطح میں پہنچکر ظہر عصر مغرب اور عشا کی نماز گذارے اور تھوڑی دیر سو کر مکہ میں آئے اور مکہ میں یا دوسری جگہ اس طرح ٹھہرے جیسا کہ راہ اور ابطح میں ٹھیرا ہے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو تو پاؤں سے ننگا ہو کر داخل ہو اور پھر کعبہ کے اندر نماز نفل ادا کرے۔ اور آسودہ ہو کر آب زمزم پیئے اور اس سے خوب سیر ہوے اور پانی پینے کے وقت علم اور خدا وند تعالیٰ کی بخشش اور اسکی عطا اور دوسری چیز کی جس کو دوست رکھتا ہے نیت کرے کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ آب زمزم اس چیز کے واسطے ہے جسکی نیت پر پیا گیا ہے اور خانہ کعبہ کی طرف اپنی توجہ اور نظر بہت رکھے ایک روایت میں وارد ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنی عبادت ہے اور جب تک خانہ کعبہ کو وداع نہ کر لے اس سے باہر نہ آئے اور وداع کرنیکے واسطے سات دفعہ طواف کرے اور رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے دروازہ کے درمیان کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اے اللہ یہ تیرا ہی گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری لونڈی کا لڑکا ہوں جس چیز پر تو نے مجھ کو قابو اور قدرت دی اُس پر تو نے مجھ کو سوار کرایا۔ اور اپنے شہروں کے بیچ تو نے مجھے سیر کرائی یہاں تک کہ اپنی نعمت کے اوپر پہنچا دیا۔ اور جو عبادت میرے اوپر فرض تھی اُسکے ادا کرنے پر تو نے میری مدد کی اگر تو مجھ پر راضی ہوا ہے تو اور بھی اپنی رضامندی میرے اوپر زیادہ کر۔ اور اگر کسی کوتاہی کے سبب راضی نہیں ہوا تو اس سے پہلے کہ میں تیرے گھر سے الگ ہوں اپنی رضامندی سے مجھ پر احسان ہی کر دے یہ میری رخصت کا وقت ہے اگر تو مجھے اس حالت میں اجازت دیدے کہ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو اختیار نہ کروں اور نہ ہی تیرے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر کی خواہش رکھوں اور نہ ہی تجھ سے اور تیری درگاہ سے اور طرف منہ پھیروں خداوندا مجھے تندرستی اور جسم کی صحت عطا فرما اور میرے دین میں پارسائی زیادہ کر اور میری بازگشت کو نیک کر۔ اور جب تک میں زندہ ہوں مجھ کو اپنی فرمانبرداری عطا فرما اور دونوں جہان کی نیکی مجھ میں جمع کر دے تو ہر ایک چیز کے اوپر قدرت رکھتا ہے اور قادر ہے اور جب اس مضمون کی دعا مانگ چکے تو اس کے بعد اگر دنیا اور آخرت کی نیکی کی اور بھی زیادہ دعا مانگے تو بہتر ہے اور یہ سب کچھ کر چکے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ اور اسکے بعد مکہ میں نہ ٹھیرے اور اگر ٹھیرے تو ایک طواف شروع کر دے ٭

وقت کی تنگی کا بیان

اگر وقت کی گنجائش نہیں تنگ ہے اور یہ خوف ہے کہ عرفات میں وقوف ہاتھ سے جاتا رہیگا تو اس صورت میں اگر احرام میقات سے باندھے تو عرفات سے شروع کرے اور اس جگہ کھڑا ہو اور جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس کے بعد اس جگہ سے روانہ ہو اور جب مزدلفہ میں رات بسر کرے تو وہاں اس پر عمل کرے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے اور

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَّفِي بَصَرِي نُوْرًا وَّفِي سَمْعِي نُوْرًا وَّيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کے واسطے ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور زندہ وہی ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور اُس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر اور توانا ہے اے اللہ میرے دل میں نور بڑھا اور میری آنکھ کو منور کر اور میرے کانوں میں نور زیادہ کر اور میرے کام کو میرے واسطے آسان کر۔ اگر دن میں امام کے ساتھ کھڑا نہیں ہو سکا اور اگلے دن فجر کے وقت اس کے ساتھ شامل ہوا ہے جبکہ امام کھڑا ہونے کی جگہ سے قربانی کی رات واپس آیا ہے تو اس صورت میں وقوف اس سے فوت ہو گیا اور اگر اس وقت میں بھی امام کے پاس نہیں پہنچ سکا تو پھر اس سے حج فوت ہو گیا اور جب مزدلفہ کے راستے میں امام کے ہمراہ ہو تو آرام اور احتیاط کے ساتھ جائے اور جب مزدلفہ میں پہنچ جائے تو امام کے پیچھے کھڑا ہو کر مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرے اور اگر امام کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکا فوت ہو گئی ہے تو پھر اکیلا ادا کرے اور اسی جگہ اپنا اسباب کھولے اور وہیں رات گزارے اور سنگریزے جس جگہ سے آسانی کے ساتھ مل سکیں وہاں سے لے اور ان کی تعداد ستر ہے یعنی ستر سنگریزے لے اور وہ چنے سے بڑے ہوں اور فندق سے چھوٹے ہوں اور سنگریزوں کو دھو ڈالے یہ مستحب ہے۔ اور جب صبح ہو تو فجر کی نماز پڑھے اور اس میں کوشش کرے کہ تاریکی میں ہی نماز ادا ہو جائے۔ پھر مشعر حرام میں آئے اور وہاں اس کے پاس کھڑا ہو۔ اور کثرت سے حمد و ثنا کہے اور تہلیل اور تکبیر اور دعا پڑھے۔ اور بہتر ہے کہ اپنی دعا میں یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ كَمَا أَوْقَفْتَنَا فِيهِ وَأَرَيْتَنَا إِيَّاهُ فَوَفِّقْنَا لِذِكْرِكَ كَمَا هَدَيْتَنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا بِقَوْلِكَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ۔ اے اللہ تو نے اس جگہ ہم کو کھڑا کیا ہے اور تو نے ہی یہ جگہ ہم کو دکھلائی ہے پس جس طرح تو نے ہم کو سیدھا راستہ دکھلایا ہے اسی طرح ہم کو توفیق دے اور ہمیں بخش دے جیسا کہ تو نے ہم سے اپنے فرمان کے موافق وعدہ کیا ہے اور تیرا فرمان اور وعدہ سچا ہے پس جس وقت دن روشن ہو اس وقت منی کی طرف جائے اور وادی محسر کو جلدی جلدی طے کرے اور منی کی وادی میں پہنچ جائے تو عقبہ کے سات سنگریزے ڈالنے کے وقت ہر ایک کے بعد تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک اٹھائے رکھے کہ بغل کی سفیدی دکھائی دے کیونکہ پیغمبر ﷺ نے اسی طرح سنگریزے ڈالے ہیں۔ اور جب سنگریزے پھینکنے لگے تو اس سے پہلے تکبیر کہے اور جمرہ اور عقبہ دونوں کو دن میں جب سنگریزے ڈالے تو وہ آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد اور زوال سے پہلے ڈالنے چاہئیں اور تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد پھینکے اور جب سنگریزے پھینکنے سے فارغ ہو جائے تو پھر قربانی کرے مگر اس صورت میں ہے کہ قربانی اس کے ہمراہ ہو اور اپنے سر کو منڈوائے یا سر کے بالوں کو کتروا دے۔ اگر عورت ہے تو اس کے واسطے یہ حکم ہے۔ کہ تین انگلیوں کی مقدار سر کے بالوں کو کتروا دے اس کے بعد مکہ کی طرف جائے اور غسل اور وضو کر کے زیارت کا طواف کرے اور اُس طواف کی نیت بھی کرے اور ابراہیم کے مقام کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرے اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے مگر مکی ہو تو دوڑے کیونکہ یہ کام پہلے طواف قدوم میں کر چکا ہے۔ پس جب یہ کام کر چکے گا تو جو چیزیں احرام باندھنے کے بعد اس کو منع تھیں وہ سب اس کے بعد اس پر حلال ہو گئیں اور جس طرح احرام سے پہلے سب کام کرنے کا مجاز تھا اسی طرح پھر ہو گیا۔ اس کے بعد چاہ زمزم پر آئے اور اس میں سے پانی پئے اور جب پانی پینے لگے تو اس وقت یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَرِيًّا وَشِبَعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَاغْسِلْ بِهِ قَلْبِي وَامْلَأْهُ مِنْ خَشْيَتِكَ۔ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ اس پانی کو میرے واسطے فائدہ دینے والا علم اور فراخ روزی اور سیرابی اور سیری کر۔ اور ہر ایک بیماری سے اس کے سبب تندرستی دے اور اس سے میرے دل کو دھو ڈال اور میرے دل کو اپنے خوف سے بھر دے۔ اس کے بعد منی کو واپس آ جائے اور یہاں ایام تشریق کی تین راتیں اور تین دنوں میں تینوں جمروں پر سنگریزے ڈالے اور ان کا طریق بھی وہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔

مدینہ میں داخل ہونے کا بیان

مدکریم انسان کو تندرستی عطا کرے اور حرمت کے ساتھ مدینہ میں پہنچ جائے تو یہ امر مستحب ہے کہ نبی صلعم
اور اس میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّافْتَحْ
بَابَكَ وَكُفَّ عَنِّی الْاٰفَاتِ بِحَمِیْدِکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اے اللہ ہمارے سردار پر
کا پاک نام محمدؐ ہے اور ہمارے محمدؐ کی بزرگ آل پر درود پہنچا۔ اور میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے
سے عذاب کے دروازے مجھ سے اور بند کر دے تمام تعریف تیرے واسطے ہی ہے کہ تو سب جہانوں کا
ں کے بعد رسول صلعم کی قبر کے پاس آجائے اور منبر کے نزدیک ہو کر اس طرح کھڑا ہو کہ وہ بائیں طرف پر ہو
ف کرے اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہو اور پھر یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اَلٰہُ نَبِیَّ وَاصْطَفَا
اعْتِنِهِ بَاك (ترجمہ) اے پیغمبر خدا تیرے اوپر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔ اے اللہ محمدؐ پر
درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم پر درود بھیجا ہے تو تعریف کیا گیا اور بزرگ تو ہی ہے۔ اے اللہ تو ہمارے
سے سردار کو جو محمدؐ ہے ہمارے واسطے وسیلہ سا اور وسیلہ آخرت میں محمد صلعم کو بزرگی اور بلند درجہ
کو مقام محمود نصیب کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ خداوندا روحوں میں تو محمد صلعم کی روح پر
ول میں سے ان کے جسم پر درود بھیج تاکہ اس لئے پیغمبر سب لوگوں کو پہنچا تا ہے اور تیری
گیا ہے اور تیرے حکم کے موافق باطل سے حق کو جدا کیا ہے اور تیرے راستہ میں جہاد کیا ہے۔ اور
ماعت کرنے کے لئے امر کیا ہے اور گناہوں سے ان کو منع کیا ہے اور تیرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے
متوں کے ساتھ دوستی اور وفات پانے تک تیری عبادت کی ہے۔ خداوندا تحقیق تو نے اپنی کتاب
لو فرمایا ہے کہ اگر لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم بھی کیا ہے اور پھر وہ تیرے پاس آجائیں۔ اور اللہ سے بخشش
ول ان کے واسطے بخشش کی درخواست کرے تو وہ خداوند تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے۔ اور اس
ں ہے کہ میں تیرے پیغمبر کے پاس اپنے گناہوں سے توبہ کر کے آیا ہوں اور تیری بخشش کا طالب ہوں
ہ تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے واسطے [illegible] واجب کر جیسی کہ تو نے اس
سطے واجب کی ہے جو حیاتی میں پیغمبر کے پاس آتا تھا۔ اور اپنے گناہ لئے ہوئے اس کے پاس کھڑا
لے اس کے واسطے دعا کی اور تو نے اس کو بخش دیا۔ اے اللہ میں تیرے پیغمبر کے وسیلہ سے تیری طرف
ں ان پر تیرا سلام ہو کیونکہ نبی صاحب تیری رحمت ہے۔ اے خدا کے پیغمبر اس میں کوئی شک نہیں
سلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ میں
سیل محمد سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت کرے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ
عت کرنے والوں سے پہلا شفاعت کرنے والا اور تیری درگاہ کے سائلوں سے جیسے مقصود کو پہنچے
ہیں سے پہلا کر اور پہلے اور پچھلوں سے زیادہ بزرگ بنا خداوندا جیسا کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں
ہیں اور اسکی اطاعت کی ہے حالانکہ ان کی ملاقات نہیں کی اسی طرح ہم کو انکی جگہ میں داخل کرنے اور
وہیں اٹھا اور ہم کو ان کے حوض پر وارد کر اور ان کے پیالہ میں ہم کو بھی شراب طہور پلا جو صاف ہو
الا ہو اور ایسا خوشگوار ہو کہ اسکو پی کر پھر پیاسے نہ ہوں اور نہ ہی اسکے بعد خوار ہوں اور نہ عہد کو توڑیں
اسلام سے باہر آویں نہ اس سے انکار کریں اور نہ اس میں شک لائیں اور نہ ہی ہم پر غصہ وارد ہو
ے۔ اور مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا جو پیغمبر کی شفاعت کے لائق ہیں اور پھر اس جگہ سے داہنی طرف
بڑھے اور یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

پھر اس سنگریزے ڈالے اور اسکے بعد مکہ میں آئے اور آکر دو طواف کرے سب سے پہلے طواف میں تو قدوم کی سبب کرے اور دوسرے میں زیارت کی۔ اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور جب یہ عمل کر چکے گا۔ تو پھر ہر ایک چیز اس پر حلال ہو جائیگی۔ اسکے بعد سنگریزے پھینکنے کے واسطے منی کی طرف لوٹ آئے اور تین دن میں اسی طرح کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے ؞

عمرہ کا بیان

عمرہ یہ ہے کہ پہلے عمرہ کے واسطے غسل کرے اور خوشبو لگائے پھر شرعی میقات سے احرام باندھے اور اس میں ایسا ہی کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور اس کے بعد سر کے بال کٹوائے یا منڈوائے اور جب یہ کر چکے تو عمرہ سے باہر آجائے اگر اس کے ہمراہ ہدی نہ ہو اور اگر مکہ میں ہو تو یہاں سے عمرہ کے واسطے تنعیم میں جائے جو ایک جگہ کا نام ہے اور اس جگہ سے احرام باندھے اور آگے ویسا ہی عمل کرے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے ؞

حج میں جماع کرنے کا بیان

اگر حج میں عورت کے ساتھ جماع کرے یا کسی دوسرے طریق میں کوئی بات کر ڈالے جس سے انزال ہو جائے تو اس صورت میں حج باطل ہو جاتا ہے۔ حج کے ارکان چار ہیں احرام باندھنا۔ عرفات میں کھڑا ہونا۔ طواف زیارت۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اور شیخ کی ایک روایت میں ہے کہ حج کے ارکان دو ہیں عرفات میں ٹھہرنا اور کعبہ کا طواف کرنا لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ اگر ان بیان کئے گئے چاروں رکنوں میں سے کوئی رہجائیگا تو اس کا حج ناقص ہوگا۔ اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسی سال یا دوسرے سال دوبارہ حج کرے احرام باندھ کر۔ اگر ان ارکان میں سے کوئی ادا نہ ہو تو دم دینا اس کا معاوضہ کافی نہیں۔ اور حج کے واجبات پانچ ہیں آدھی رات سے زیادہ مزدلفہ میں رہنا۔ ایک رات منی میں بسر کرنا سنگریزے پھینکنے۔ سر منڈانا۔ طوافِ وداع۔ اگر ان واجبوں میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو اس کی عوض دم دینا ہے یعنی بکری ذبح کرے اس سے نقصان کا ایسا ہی عوض ہو جاتا ہے جیسا کہ واجبات نماز میں کسی واجب کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو بجالانے سے اس کا نقصان پورا ہو جاتا ہے۔ اور حج کی سنتیں پندرہ[۱۵] ہیں۔ احرام کے واسطے غسل کرنا۔ مکہ میں آنے کے واسطے غسل کرنا۔ عرفات میں کھڑا ہونیکے واسطے غسل کرنا۔ مزدلفہ میں رات بسر کرنے کے واسطے غسل کرنا۔ منی میں سنگریزے ڈالنے کے دن غسل کرنا۔ طواف زیارت کے واسطے غسل کرنا۔ طوافِ وداع کے واسطے غسل کرنا۔ یہ سب ایک سنت کے شمار میں ہیں۔ دوسری طوافِ قدوم ہے۔ تیسری صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ چوتھی نعل کے پیچھے سے چادر نکالکر بائیں کندھے پر ڈالنی۔ پانچویں طواف کے وقت سعی کرنی چھٹی حجر اسود کو بوسہ دینا۔ ساتویں دونوں رکنوں کو مس کرنا۔ آٹھویں صفا اور مروہ پر چڑھنا۔ نویں منی میں راتوں کا بسر کرنا۔ دسویں تینوں جمروں کے پاس سنگریزے ڈالنے کے وقت کھڑے ہونا۔ گیارھویں مشعر حرام کے اوپر کھڑا ہونا۔ بارھویں خطبہ اور خدا کے ذکر کا سننا۔ تیرھویں یہ ہے کہ جن مقاموں پر سعی کرنے کا حکم ہے وہاں سخت کوشش کرے۔ چودھویں یہ ہے کہ چلنے کے مقاموں میں چلے۔ پندرھویں طواف کی ہے دو رکعتوں کا پڑھنا۔ پس اگر یہ سنتیں یا ان سنتوں میں سے کوئی سنت ترک ہو جائے تو یہ ایک فضل کا ترک ہے اور اس کا عوض واجب نہیں آتا ؞

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے رکن تین ہیں احرام باندھنا خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی اور عمرہ کا واجب صرف سر منڈانا ہے اور عمرہ کی سنتیں یہ ہیں احرام کے وقت غسل کرنا۔ طواف میں ان دعاؤں اور ذکروں کا پڑھنا جو مشروع ہیں اور سعی کرنی۔ اور اگر کوئی سنت ترک ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو حج میں ترکِ سنت کا حکم بیان ہوا ہے ؞

کے بعد واپس آئے تو پھر بھی اسی طرح سلام علیکم کہے۔ اور اگر مجلس کے آدمیوں اور اسکے درمیان درخت یا دیوار کا پردہ واقع ہو تو پھر بھی السلام علیکم کہے۔ اور جب دو بارہ ہو تو سلام کا دوبارہ اعادہ کیا جائے اور اس قسم کے گناہگار لوگوں پر سلام کہنا جائز نہیں جو شطرنج یا نرد کھیل رہے ہوں یا داؤں سے کھیل رہے ہوں یا جوئے میں مشغول ہوں یا شراب پی رہے ہوں اور اگر اس قسم کے لوگ سلام علیک کہیں تو ان کو جواب دیدیا جائے اور اگر یہ خیال کرے کہ اگر میں ان کو سلام کا جواب نہ دوں گا تو اس سے وہ ایسی حرکت سے پشیمان ہونگے۔ اور اس گناہ سے باز آئینگے تو اس صورت میں جواب نہ دے۔ اور کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ملنا ترک کلام نہ کرے مگر جو لوگ اہل بدعت اور گمراہ اور گنہگار ہیں ایسے لوگوں سے ہمیشہ الگ رہے اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کہدے تو وہ جدائی کے گناہ سے خلاصی پالیتا ہے مسلمان کے ساتھ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ اور جب سلام کی ابتدا کر چکا ہے تو جب تک دوسرا آدمی اپنے ہاتھ کو مصافحہ سے نہ ہٹائے تب تک جو اس سے ہاتھ الگ نہ کرے۔ اور اگر آپس میں بغلگیر ہوں یا برکت اور دینداری کے واسطے ایک ان میں سے دوسرے کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیوے تو بہتر ہے مگر ایک دوسرے کے منہ کا بوسہ لینا مکروہ ہے۔

تعظیم کا بیان

مسئلہ دل لوگوں کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا مستحب ہے عادل بادشاہ ماں باپ دیندار آدمی پرہیزگار اور بزرگ آدمی اس شان کی بنا اس روایت پر ہے کہ پیغمبر صلعم نے ایک آدمی کو بھیجا سعد رض کو بلانے کو جب سعد گدھے پر سوار ہوئے اور تشریف لائے جب آئے تو پیغمبر صلعم نے جو لوگ مجلس میں حاضر تھے ان کو فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے واسطے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ جب پیغمبر صلعم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ حضرت کی تعظیم کے واسطے اٹھ کر کھڑی ہو جاتی تھیں اور پیغمبر صلعم کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتی تھیں اور پھر ان کو اپنی نشستگاہ میں بٹھلا دیتی تھیں اور جب فاطمہ رض آپ کی خدمت میں تشریف لاتی تھیں تو ان کے آنے پر آپ بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ان کے ہاتھ کو چومتے تھے اور اپنی نشستگاہ میں ان کو بٹھلاتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے پاس کسی قوم کا بزرگ آدمی آئے تو تم اس کی بزرگی اور تعظیم بجا لاؤ اس طرح کی تعظیم دل کی محبت اور دوستی دلوں میں پیدا کرتی ہے اور سمجھے کہ جو لوگ نیکوکار ہیں ان کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا بھی اسکو ایک عبادت سا ہے۔ اور گنہگار آدمیوں کے واسطے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور چھینکنے کے وقت اپنے منہ کو ڈھانپ لے اور آہستگی سے چھینکے اور بعد میں یہ کہے الحمد للہ رب العالمین اور بلند آواز سے کہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اس وقت فرشتہ بھی اسکے ساتھ یہ کہتا ہے رب العالمین اور اگر بندہ یہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو فرشتہ یہ کہتا ہے رحمک ربک جب چھینکنے لگے تو اس وقت داہنی اور بائیں اپنا منہ نہ پھیرے اور جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے کو چاہیئے یہ کہنا اور کہے۔ رحمک اللہ اور چھینکنے والا اس کو سن کر پھر یہ جواب دے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم۔ اور اگر چھینکنے والا جواب میں یہ کہے یغفر اللہ لکم تو یہ بھی درست ہے اور اگر کسی کو تین دفعہ سے زیادہ چھینک آئیں تو اس حالت میں دعا کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ مرض میں داخل ہے مرطوبہ ریاح اور زکام سے آتی ہیں سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو چھینکنے وہ تین دفعہ دعا کرے اور اگر زیادہ چھینکیں آئیں تو اس کو زکام لاحق ہے اگر کوئی آدمی جمائی لیوے تو جہاں تک ہوسکے اپنے ہاتھ یا آستین سے منہ کو چھپا لے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ چھپایے تو منہ میں شیطان گھس آتا ہے۔ ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ چھینک شیطان سے ہے اور خدا کریم خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی جمائی لے تو اس سے ناخوش ہوتا ہے اسلئے جمائی لینے والے کو چاہیئے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے منہ کو بند رکھے۔ اور کوئی آدمی ہا ہا کی آواز اپنے منہ سے نہ نکالے یہ شیطان کی آواز ہے اور اس سے وہ ہنستا ہے۔ بوڑھی بے نقاب عورت اگر چھینکے تو مرد کو اسکی چھینک کی دعا روا ہے اور جوان عورت کے واسطے مکروہ ہے لیکن لڑکے کی چھینک کے واسطے دعا جائز نہیں تاکہ وہ خوش ہو

وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ اَللّٰھُمَّ اَجْزِھِمَا عَنْ نَبِیِّھِمَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرًا وَاغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ اے خدا کے رسول کے دونوں یارو تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ اے ابا بکر صدیق تیرے اوپر سلام ہو۔ اے عمر فاروق تیرے اوپر سلام ہو۔ خداوندا تو ان دونوں کو انکے پیغمبر اور دین اسلام کی طرف سے نیکی کی جزا دے اور ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے ہیں بخشدے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں کینہ نہ ڈال۔ اے ہمارے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بخشنے والا ہے اور بہت ہی بخشنے والا ہے۔" اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور بیٹھ جائے اور مستحب یہ امر ہے کہ نماز روضہ کے اندر منبر اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مرقد کے درمیان گذارے۔ اگر چاہے تبرک اور تیمن کے طور پر آپ کے منبر شریف کا مسح بھی کر لے اور مسجد قبا میں نماز پڑھنی بھی مستحب ہے شہیدوں کی قبروں پر اگر ان کی زیارت کرنی چاہے تو کرے اور یہاں پر بہت سی دعا پڑھے اور جب مدینہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آئے اور آگے قبر کی طرف بڑھے اور رسول صلعم پر سلام کہے جیسا کہ پہلے کہا ہے اور پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنِّیْ بِزِیَارَۃِ قَبْرِ نَبِیِّکَ وَاِذَا تَوَفَّیْتَنِیْ فَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ اٰمِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ خداوندا آخر عہد میں اپنے نبی کی زیارت گاہ کا رخ مجھ سے نہ پھیر جو اس کی قبر ہے اور جب تو مجھ کو مارے تو ان کی محبت اور انکی سنت میں مار۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالے اس دعا کو قبول کر۔

آداب کا بیان

ابتداء کرنا ساتھ سلام کے سنت ہے اور سلام کا جواب دینا زیادہ تاکید والا ہے۔ اور اگر الف لام تعریف کے ساتھ سلام کرے تو اس میں اختیار ہے اور سلام معہ تعریف کے اس طرح ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یا اس الف لام کو ترک کرے اور اسطرح کہے سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہے۔ اس میں ایک حدیث وارد ہے حصین کے بیٹے عمران رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص جنگل کا رہنے والا آیا اور اس نے السلام علیکم کہا۔ آپ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور جب وہ آدمی بیٹھ گیا تو آپ نے اس کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو دس نیکیوں کا ثواب عطا ہو اس کے بعد ایک اور آدمی آیا اور اس نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پیغمبر ص نے اسکو سلام کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو اسکو آپ نے فرمایا تم کو تیس نیکیوں کا ثواب ملا ہے۔ اور سنت طریق یہ ہے کہ جو آدمی آرہا ہو وہ بیٹھے ہوئے آدمیوں کو سلام کہے اور جو سوار ہو وہ پیادہ بیٹھے ہوئے دونوں کو پہلے کہے اور اگر جماعت ہو اور ان میں سے ایک ہی آدمی سلام کہدے تو یہی کفایت کرتا ہے۔ اور اسی طرح یہ کافی ہے کہ جماعت میں سے ایک ہی آدمی سلام کا جواب دیدے اور اگر کافر ہو تو اسکو پہلے سلام کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی مشرک آدمی کسی مسلمان کو سلام کہے تو مسلمان اس کے جواب میں صرف علیک کہدے اور اس کے ساتھ کوئی اور زیادہ لفظ نہ ملائے اور مسلمانوں کے سلام کے جواب میں علیکم السلام کہے جیسا کہ اس نے کہا ہے السلام علیکم۔ اور اگر برکات کا لفظ اس پر زیادہ بڑھا دے تو بہتر ہے اور اگر کوئی مسلمان آدمی کسی دوسرے مسلمان کو صرف یہ لفظ کہے سلام تو اسکو جواب نہیں دینا چاہیئے اور اسکو بتلا بھی دے کہ اکیلا لفظ سلام کہنا دین اسلام میں درست نہیں ہے۔ اور اگر عورتیں ایک دوسری کو سلام کہیں تو یہ بہتر ہے۔ اور یہ بہت ہی مکروہ بات ہے کہ مرد جوان عورت کو سلام کہے۔ اور اگر عورت کا چہرہ کھلا ہوا ہو اور اس حالت میں اسکو سلام کہدے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اور لڑکوں کے واسطے سلام کرنا بہتر امر ہے کیونکہ ان کو سلام کہنے پر آمادہ کرنا اسکی عادت ڈالنی ہے اور اگر کوئی آدمی مجلس سے اٹھ کر باہر جائے تو جاتے ہوئے وہ اہل مجلس کو سلام کہے یہ مستحب ہے اور جب کچھ عرصہ

کی حدیث سے پایا جاتا ہے کہ پیغمبر صلعم اندام نہانی پر اپنے ہاتھ سے نورہ لگا لیتے تھے اور اس کے سوا باقی بال غیر سے صاف کرواتے
تھے لیکن بعض نے منڈواتے تھے۔ اصل میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خاص اندام نہانی کے بال چاہئے استرے سے
صاف کرے اور چاہے نورہ سے اپنے ہاتھ سے صاف کرے۔ اور رانوں اور پنڈلیوں کے بال دوسرے سے صاف
کرائے خواہ استرے سے ہوں اور خواہ نورہ سے۔ اور اندام نہانی کے سوا رانوں اور پنڈلیوں وغیرہ پر اگر نورہ لگانا منع ہے
تو اس واسطے کہ جو عورتوں کی طرح اپنی زینت اور خوبصورتی کے واسطے لگاتے ہیں تاکہ عورتوں کی مانند خوبصورت
ہو جائیں اور مردوں سے محبت اور رغبت کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

سفید بالوں کے اکھاڑنے کا بیان

سفید بالوں کا اکھاڑنا مکروہ ہے عمرو بن شعیب اپنے باپ کی دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے ارشاد
فرمایا ہے کہ سفید بال مت اکھاڑو کیونکہ یہ مسلمانی کا نور ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ سفید بالوں کو مت اکھاڑو کیونکہ قیامت کے روز مسلمان کے سفید بال اس کے واسطے نور کا سبب ہونگے
اور بیہقی کی روایت میں اس طرح آیا ہے کہ قیامت کے روز بالوں کی سفیدی مسلمانوں کی نیکی اور اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب
ہوگی۔ اور بعض تفسیروں میں حق تعالیٰ کے قول کو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہے وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ قَالَ
هُوَ الشَّيْبُ۔ اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا اور محقق وہ ڈرانے والا بڑھاپا ہے پس ایسی چیز کا دور کرنا کیونکر روا
اور جائز ہو سکتا ہے۔ جو آدمی کو موت سے ڈرانے والی ہو اور اس کو یاد دلانے والی اور جو دنیا کی لذتوں اور آرزوؤں
کو قطع کرتی ہے اور آخرت کے سامان کے واسطے آمادہ کرتی ہے اور ہمیشہ کی سرائے کی آبادی کا باعث ہے۔ سفید بالوں کا اکھاڑنا
قدرت سے مقابلہ کرنا ہے اور خدا کے کاموں میں دخل دینا اس کو ناخوش کرنا اور ہمیشہ کی [illegible] اور جوانی لے اور برائی جہل وغیرہ جوانی
کو ترجیح دینی ہے اور بردباری اور بزرگی کی ترک کرنی۔ سفید بال مسلمانی کے نور کا پیراہن ہے۔ اور ابراہیم خلیل اللہ کی علامت
ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ مسلمانی کی حالت میں سب سے پہلے بوڑھا ہوا ہے۔ وہ حضرت ابراہیم خلیل ہیں خدا کے
مقبول رسول صلعم کی حدیث میں وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِي مِنْ ذِي الشَّيْبَةِ حق تعالیٰ سفید داڑھی والے بوڑھے
آدمی سے شرم کرتا ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کو عذاب دینے سے شرم کرتا ہے

ناخن کاٹنے کا بیان

جمعہ کے دن بہ ترتیب ناخن کاٹنے مستحب ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ مُخَالِفًا
لَمْ يَرَ فِي عَيْنَيْهِ رَمَدًا۔ جو شخص مقررہ ترتیب کے خلاف اپنے ناخن کاٹتا ہے وہ اپنی آنکھ میں رمد کی بیماری نہیں
دیکھتا یعنی اس سے بچا رہتا ہے۔ حمید بن عبد الرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی
جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹتا ہے وہ تندرست رہتا ہے اور اس سے بیماری دور ہو جاتی ہے۔ پنجشنبہ کے دن
عصر کی نماز کے بعد ناخن کاٹنے میں بہت ہی ثواب اور استحباب ہے اور ناخنوں کی بہتر ترتیب کاٹنا اس طرح ہے
کہ پہلے داہنے ہاتھ کی چھنگلی کے ناخن لے۔ اس کے بعد بیچ کی انگلی کے اور پھر انگوٹھے کے۔ اور اس کے بعد اس
انگلی کے جو چھنگلی کے پاس ہے۔ پھر انگشت شہادت کے۔ اور جب بائیں ہاتھ کے ناخن لے تو انگوٹھے سے شروع
کرے۔ پھر درمیان کی انگلی کے پھر چھنگلی کے اور اس کے بعد شہادت کی انگلی کا پھر اس کا ناخن اتارے جو چھنگلی کے
پاس ہے۔ عبد اللہ بن بطہ بھی اسی طرح اپنے باپ دادوں سے روایت کرتے ہیں وہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی
ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ اے عائشہ جب تو اپنے ناخن کاٹے تو پہلے بیچ کی انگلی سے شروع کر پھر چھنگلی پھر انگوٹھے
پھر چھنگلی کے پاس کی انگلی کا ناخن اتار اور اس کے بعد انگشت شہادت کا۔ ناخن کاٹنے میں اس طرح عمل کیا جائے
تو اس سے فلاحیت حاصل ہوتی ہے اور ناخنوں کو ناخن گیر یا چھری سے کاٹیں دانتوں سے کاٹنے مکروہ ہیں اور

چاہیے۔ بُوْرِكَ فِيْكَ اَوْ جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ خَيَّرَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى (ترجمہ) خدا تجھے برکت دے۔ خدا بھلی تجھے جزا دے۔ خدا تعالیٰ تجھے نیکی دے۔

خصلتوں کا بیان

انسان کو دس خصلتیں اختیار کرنی ضروری ہیں۔ ان میں سے پانچ کا سر سے تعلق ہے اور پانچ تمام جسم سے۔ جو سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کلی کرنی۔ ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرنا۔ مسواک کرنی۔ مونچھیں کتروانی۔ داڑھی کا چھوڑنا۔ جن کا جسم سے علاقہ ہے وہ یہ ہیں۔ اندام نہانی کے بال مونڈنا۔ بغلوں کے بال اُکھاڑنے۔ ناخن کٹوانے۔ پانی سے استنجا کرنا۔ ختنہ کرنا۔ اور مونچھوں کے کاٹنے کے واسطے دلیل یہ ہے کہ عمر رضہ کے بیٹے آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی کو چھوڑ دو اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے آپ نے ارشاد کیا ہے۔ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی چھوڑو ان دونوں روایتوں کے الفاظ ایک ہی ہیں اور ان کے معنے یہ ہیں کہ بالوں کو قینچی کے ساتھ ہونٹوں کے پاس سے کترواؤ اور ان کو استرے سے منڈوانا مکروہ ہے کیونکہ عبداللہ بن عمر رضہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے جو اپنی مونچھوں کو منڈواتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے مونچھوں کے مونڈ ڈالنے سے خلقت میں تبدیلی ہو جاتی ہے منہ کی آبرو اور حسن کھویا جاتا ہے اور اگر بالوں کی جڑوں کو نمایاں رکھا جائے تو اس سے منہ کا حسن اور اسکی زینت بنی رہتی ہے۔ یہ معتبر روایت ہے کہ صحابہ کرام اپنی مونچھیں کاٹا کرتے تھے اور داڑھی چھوڑنے سے داڑھی کا وافر اور زیادہ کرنا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے حَتّٰى عَفَوْا اَیْ كَثُرُوْا یعنی یہاں تک کہ زیادہ ہو گئے۔ اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتا کتر ڈالتے تھے اور عمر رضہ فرماتے تھے اپنی داڑھی کو مٹھی کے پیچھے سے کترا دو۔

شرمگاہ کے منڈانے اور بغلوں کے بالوں کے اکھاڑنے اور ناخنوں کے کٹوانے کے دلائل

روایت ہے جو انس بن مالک نے آنحضرت سے روایت کی ہے [illegible] سے پہلے مونچھوں کو کتروانے۔ ناخنوں کو کٹوانے اور بغلوں کے بالوں کو اکھاڑنے اور شرمگاہ کے بال مونڈنے کا حکم دیا ہے ہمارے بعض اصحابوں نے کہا ہے کہ یہ حکم مسافر کے واسطے ہے اور اگر مقیم ہو تو چالیس دن سے زیادہ نہ گذرنے دے ورنہ تارک مستحب ہوگا۔ اور جو حدیث انس بن مالک نے بیان کی ہے اس کی صحت میں امام احمد رح کا مذہب مختلف ہے آپ اس کا انکار کرتے ہیں اور اس انکار کو [illegible] امام احمد کی حدیث کو ہی سند میں لیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ دن گذارنے سے خلاف مستحب ہے۔ غرض یہ ثابت ہے۔ کہ ہر صورت میں ان بالوں کا دور کرنا مستحب ہے پس انہیں اختیار ہے چاہے تو استرے سے مونڈ ڈالے اور چاہے تو چونہ سے صاف کرے اور امام احمد رح سے روایت ہے کہ آپ چونہ لگایا کرتے تھے اور اسی طرح معتمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ان بالوں کے صاف کرنے کے واسطے ابو بکر نے ہم کو چونہ لگایا تھا اور اندام نہانی پر پیغمبر صلعم نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ اور انس رض اس کے خلاف کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر نے کبھی نورہ نہیں لگایا بلکہ آپ استرے سے مونڈا کرتے تھے۔ غرض نورہ لگانا ثابت تو ہے اور جب ثابت ہے تو اگر آپ لگانا جانتا ہو تو اندام نہانی کے سوا دوسرے آدمی سے نورہ جسم پر ملوالے یہ جائز ہے اور اندام نہانی پر آپ اپنے ہاتھ سے لگائے اور اسکی دلیل یہ ہے حضرت ام سلمہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم اپنے ہاتھ سے اندام نہانی پر نورہ لگایا کرتے تھے۔ اور احمد بن حنبل اس حدیث سے نورہ لگانے کو [illegible] ہیں کہ نسائی نے کہا ہے کہ ابا عبداللہ کو اپنے نورہ لگایا ہے اور جب اندام نہانی پر لگانے کی باری آئی۔ تو وہاں انہوں نے آپ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اور جب ثابت ہے کہ بالوں اور پنڈلیوں اور اندام نہانی کے بالوں کو نورہ سے صاف کرنا درست ہے تو ان بالوں کو استرے سے مونڈ لینا بھی جائز ہے کیونکہ استرہ سے بھی ایسی ہی صفائی ہو جاتی ہے جیسی کہ نورہ سے ہوتی ہے۔ انس رض کی روایت اس قول کی تائید کرتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں آنحضرت صلعم نے کبھی نورے کا استعمال نہیں کیا۔ [illegible] مونڈا کرتے تھے۔ اور کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ نورہ اور استرہ اندام نہانی سے مخصوص نہیں جیسا کہ ام سلمہ رض

زلفوں کا بیان

دہ ہے کہ وہ اپنے رخساروں پر زلفیں چھوڑیں جیسا کہ اس گروہ کے لوگوں کی عادت ہوگی
علی سے منسوب کرتے ہیں۔ ابو بکر حلاد اپنے یاروں کے واسطہ سے حضرت علی سے
یلے ہے مرد کو بعض رکھنی مکروہ ہیں مگر عورتوں کے واسطے جائز ہیں۔ اور مرد اور عورت دونوں
ہے کہ موچنے سے منہ کے بال نوچیں۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس
موچنے سے بال نوچتی ہیں۔ عورت کے لئے یہ بھی مکروہ ہے کہ داڑھ دار سے یا ہاتھ سے
تراشے مگر ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عورت سے خاوند اس کا اکھاڑ دینا یسند
وہر کی رضامندی کے واسطے ایسا کرنا جائز ہے اور یہ اس خوف سے ہے کہ وہ پھر جائے
پھر جاؤں گی۔ تو اس صورت میں میری طرف رغبت نہ ہوگی اور کسی دوسری خوبصورت
ح عورتوں کو یہ فعل بھی جائز نہیں۔ طرح طرح کے کپڑے پہنیں۔ خوشبو لگائیں۔ مار
ں کو لبھائیں اور ان کو اپنی طرف رغبت دلائیں۔ اور اس قسم کی عورتوں پر پیغمبر صلعم
اسطے اپنے منہ کے بال موچنے وغیرہ سے صاف کرکے اس کو خوبصورت بناتی ہیں۔
کے خلاف غیروں کے ساتھ اپنی نفسانی خواہش پوری کریں اور مزے لیں ؂

بالوں کے سیاہ کرنے کا بیان

ں کو سیاہ رنگ میں رنگنا مکروہ ہے۔ حضرت حسن رض روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم کے لوگ
ہے تھے آنحضرت صلعم نے ان کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ قیامت کے دن ناہ
ی ہیں کہ آپ نے ان کے لئے یہ فرمایا ہے کہ لوگ جنت کی بو تک نہ سونگھیں گے۔ مگر ایسے آدمی کو
ں اجازت ہے جو یہ چاہتا ہے کہ دشمن کو لڑائی میں ڈرا دوں یا اپنی منکوحہ عورت سے خوش کر دوں
ں روایت میں ردعہ کا ذکر بالطبع ہے یا قصداً ؂

خضاب یعنے وسمہ لگانا

ہے کہ بالوں کا سیاہ کرنا مکروہ ہے تو پھر مستحب یہ امر ہے کہ مہندی اور نیل سے خضاب کرے
ں برس کی عمر کے ہوئے تو اس وقت آپ نے بالوں کو رنگدار کیا۔ جب آپ کے چچا نے
ضاب لگانے میں جلدی کی ہے۔ امام نے جواب دیا کہ یہ رنگت پیغمبر صلعم کی سنت ہے۔ اور
ہ کہ جو چیزیں بڑھاپے کو بدل کرتی ہیں۔ ان میں سے بہت بہتر مہندی اور نیل ہے اور پیغمبر صلعم
ں کا اختلاف ہے۔ انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم بوڑھے نہ تھے مگر تھوڑے سے
ے بعد حضرت ابوبکر اور عمر رض نے مہندی اور نیل سے خضاب کیا ہے۔ روایت کرتے
یت کے موئے مبارک لوگوں کو نیل سے رنگے ہوئے دکھلاتے تھے پس آپ کو بیان
دل صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے۔ اور امام احمد رہ کے قول سے زعفران اور
اس سے خضاب کرنا روا ہے۔ اور اسکی دلیل یہ لی ہے کہ ابی مالک اشعری سے روایت ہے
ان سے خضاب کیا کرتے تھے پس سر کے بالوں میں خضاب کرنا ثواب ہے اور اسی طرح
میں بھی خضاب کا لگانا درست ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بڑھاپے کو بدل کرو مگر
یہودی سا نہ کرو۔ ابی ذر رض پیغمبر ص سے روایت کرتے ہیں کہ جن چیزوں سے بڑھاپا
سے بہتر چیز مہندی اور نیل ہے۔ اور اس روایت کا مضمون داڑھی اور سر کے بالوں

جب ناخن کٹ جائیں تو بعد میں انگلیوں کے سروں کو دھو ڈالے اور جو ناخن کاٹے گئے ہیں وہ دفن کرنے چاہئیں ایسے ہی سر
اور بغل کے بالوں کو تراشا جائے فصد کرنے یا پچھنے لگانے سے جو خون انسان کے بدن سے نکلتا ہے وہ زمین میں
دبا دیا جائے کیونکہ پیغمبر صلعم نے خون اور بال اور ناخنوں کو دفن کرنے کے واسطے حکم فرمایا ہے ۔

سر منڈانے کا بیان

اگر کوئی حج اور عمرہ اور ضرورت کے سوا سر منڈوائے تو امام احمد کے نزدیک بہت برا ہے ۔ اور ابو موسیٰ
اور عبید بن عمیر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے جس نے سر منڈوایا وہ شخص مجھ سے نہیں
ہے ۔ عمار بن عبد اللہ سے دار قطنی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ کے سوا کوئی بال منڈوانے
اور جو آدمی سر کے بال منڈواتا ہے اس میں خارجیوں کی علامت پائی جاتی ہے اور حضرت عمر رض نے صبیغ کو فرمایا ہے ۔
کہ اگر میں تم کو دیکھوں گا کہ تم نے سر کے بال منڈوائے ہوئے ہیں تو میں تم کو پیشانی پر ماروں گا ۔ ابن عباس روایت
کرتے ہیں ۔ اگر کسی کے سر کو منڈا ہوا دیکھو تو جان لو کہ اس میں شیطان کی خاصیت ہے کیونکہ جو سر منڈواتا ہے وہ
اپنے آپ کو عجم کا ہم صورت بناتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنی صورت کو دوسری قوم کے
مشابہ بناتا ہے وہ اسی قوم میں سے ہے پس جو روایتیں بیان کی گئی ہیں ان سے سر منڈوانے کی ممانعت
ثابت ہے تو پھر بالوں کو کتروانا چاہیے ۔ چاہے ان کو حجاموں کے پاس سے کتروا لے اور چاہے ان کو سر کے
کتروا ڈالے قینچی کے ساتھ ۔ اور ایک دوسری روایت میں امام احمد سے آیا ہے کہ اگر کوئی سر منڈا دے تو یہ مکروہ
نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ لی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر رض سے ابو داود نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے
حضرت بلال کو جعفر کی اولاد کے پاس بھیجا اور اس کو ارشاد فرمایا کہ ان کے قاصد کو ہمراہ لے آؤ ۔ جب ابن جعفر
کے ساتھ قاصد حاضر ہوا ۔ تو پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد میرے بھائی جعفر پر زاری نہ کرو ۔ اور اس کے
لڑکوں کو میرے پاس بلا لاؤ ۔ جب جعفر کے لڑکے آنحضرت صلعم کے پاس آئے ۔ تو آپ نے حجام کو بلوایا ۔ اور ان
کا سر منڈوا دیا ۔ اور ایک معتبر روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر صلعم نے اپنی زندگی کے اخیر میں اپنے سر کے بال
منڈوائے ہیں ۔ اس وقت آپ کے سر کے بال آپ کے دونوں کندھوں تک لٹکتے تھے ۔ حضرت علی رض نے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کانوں کی لو تک ہوتے تھے ۔ اور بعض آدمی کبھی کبھی سر بھی
منڈواتے تھے اور کوئی ان پر اعتراض نہیں کرتا تھا ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بال رکھنے میں گرانی اور رنج ہے ۔ اس
واسطے ان لوگوں کا یہ فعل معاف کیا گیا ہے جیسے کسی نے اعتراض نہیں کیا ۔ اور یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ بلی اور
زمین میں چلنے والے جانوروں کا جوٹھا معاف کیا گیا ہے ۔

تالو کے بالوں کا منڈوانا

بعض لوگ ایک حصہ سر کے بال منڈوا دیتے ہیں پیغمبر صلعم کے قول کے موافق ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے
آپ نے منع فرمایا ہے ۔ اور گردن کے بال منڈوانے بھی مکروہ ہیں ۔ کیونکہ یہ مجوسیوں کا کام ہے ۔ ہاں اگر خون
نکلوانے کی ضرورت ہو اور اس کے واسطے منڈوائے تو اس کا مضائقہ نہیں ۔ ابو عبد اللہ احمد جب پچھنے لگوانے
لگتے تھے ۔ تو اس وقت اس جگہ سے بال منڈوا دیا کرتے تھے اور یہ مجبوری کے باعث سے ہے ۔ جو لوگ سارے
سر پر بال رکھتے ہیں اور مانگ نکالتے ہیں وہ پیغمبر صلعم کے طریق کے موافق کرتے ہیں ۔ کیونکہ آنحضرت صلعم خود مانگ
بھی نکالا کرتے تھے اور اپنے اصحابوں کو بھی مانگ نکالنے کے واسطے حکم دیا ہے ۔ بیس سے زیادہ اصحابوں کی بابت
ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلعم کے سارے سر پر بال تھے ۔ حضرت ابو عبیدہ اور عمار اور ابن مسعود بھی ان میں
سے ہیں ۔

کو بھی خضاب کرنے میں شامل ہے جب مکہ فتح ہوگیا تو اس کے بعد حضرت ابوبکر اپنے باپ ابو قحافہ کو لے کر
آنحضرت صلعم کے پاس آئے جب پہنچے تو ابوبکر کی طرف سے حضرت صلعم نے فرمایا اگر تم ان بڑے
میاں کو گھر میں ہی چھوڑ آتے تو میں خود وہاں آتا۔ اس پر وہ آپ کا یہ کلمہ سن کر مسلمان ہوگئے۔ اور ان کے سر اور
ڈاڑھی کے بال سفید پھول کی مانند تھے جن کو دیکھ کر حضور صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان کی داڑھی کے سر اور داڑھی کے
بالوں کا رنگ بدل دو۔ مگر اس کو سیاہ رنگ سے بچاؤ۔ اور بعض سے ڈاڑھی کے سفید ہوئے ہیں۔ اور
بالوں کے سیاہ کرتے ہیں۔ اور ابو عبیدہ کہتا ہے کہ ثغامہ ایک گھاس ہے جس کے پھول اور پھل سفید ہوتے ہیں
اور بڑھاپے کی سفیدی کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور ابن اعرابی نے کہا کہ وہ ایک درخت ہے جو ایسا
سفید ہو جاتا ہے جیسا کہ برف ہے۔

سرمہ لگانے کا بیان

سرمہ طاق سلائیوں سے لگانا مستحب ہے کیونکہ انس بن مالک سے بہ تحقیق روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنی
آنکھوں میں طاق سلائیوں سے سرمہ ڈالا کرتے تھے اور اکثروں نے طاق سلائیوں کی تعریف میں اختلاف
کیا ہے۔ اس بات میں انس رض کا تو یہ قول ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ معمول تھا کہ آپ اپنی داہنی آنکھ میں تین سلائیاں
ڈالا کرتے تھے۔ اور بائیں آنکھ میں دو سلائیاں ڈالتے تھے۔ اور ابن عباس رض اعتقاد کرتے ہیں کہ رسول مقبول دونوں
آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالا کرتے تھے۔

بالوں میں روغن لگانے کا بیان

جب بالوں کو تیل لگائے تو ایک دن درمیان میں چھوڑ کر لگائے کیونکہ ابوہریرہ رض آنحضرت سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ نے روز مرہ تیل لگانے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ آدمی ایک دن درمیان چھوڑنے کے سوا
تیل نہ لگائے اور نہ ہی کنگھی کرے یعنی ایک دن درمیان میں چھوڑ کر کرے۔ اور اگر روغن بنفشہ سے بالوں کو چرب
کرے تو یہ افضل ہے۔ ابوہریرہ رض آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ روغن بنفشہ کو
دوسرے روغنوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ مجھ کو دوسرے آدمیوں پر ہے۔

سفر اور حضر کا بیان

خوف خدا اور اس پر توکل کرنے کے بعد ہر شخص کے واسطے خواہ وہ سفر میں ہو یا مقیم مستحب ہے کہ ان سات چیزوں
سے اپنے آپ کو خالی نہ رکھے۔ پہلی یہ کہ اپنے آپ کو پاک اور آراستہ رکھے۔ دوسری سرمہ لگاتے۔ تیسری کنگھی کرے
چوتھی مسواک کرے۔ پانچویں اپنے پاس مقراض رکھے۔ چھٹی یہ کہ اپنے ہمراہ مدری رکھے اور مدری ایک چیز کا نام ہے
جس کو عرب کے صوفی اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ اور مچھر وغیرہ تکلیف دینے والی چیزوں کو اس سے دفع کرتے
ہیں۔ اور ضرورت کے وقت اس سے بدن کو بھی کھجلا لیتے ہیں تاکہ ہاتھ سے کچھ ... نہ پہنچے ... نہ ہو سکے تو
روغن کا شیشہ ہے اور اس کے رکھنے کا باعث آنحضرت کے فعل سے موافقت کرنا ہے۔ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ایسا
کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر اور قیام میں اپنے پاس سے روغن کے شیشے کو الگ کیا ہو۔

مکروہ عادتوں کا بیان

یہ عادتیں مکروہ ہیں سیٹی بجانا۔ تالی مارنی۔ نماز میں انگلیوں کا چٹخانا اور کانا ... کے وقت تکلف سے وجد
میں آکر کپڑے پھاڑنے اور جو واقعی وجد کی حالت میں ہو۔ اس کو روکنا نہ چاہیئے۔ اور انسان کو بے پرواہ کھانا کھانا مکروہ ہے
اور ایسا ہی یہ امر مکروہ ہے یعنی ہمنشینوں کے درمیان پاؤں پھیلانے اور ان میں تکیہ لگا کر بیٹھنا۔ کیونکہ اس حیثیت
میں اپنے آپ کو بزرگ جانتا اور دوسروں کو شاگرد سمجھا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی عذر سے ایسا کرے تو درست ہے۔

حاضر تھے اسی اثنا میں ایک اعرابی آیا اور اس حالت میں آیا جیسے کوئی دشمن کو ہٹاتا ہوا آتا ہے اور آتے ہی اس نے
چاہا کہ کھانے میں ہاتھ ڈالے جونہی اس نے طعام کی طرف ہاتھ بڑھایا آنحضرت صلعم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد
اسی حالت میں ایک لڑکی آئی اور اس نے بھی کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ اس کا ہاتھ بھی پیغمبر صلعم نے پکڑ لیا اور زبان
مبارک سے فرمایا کہ جس کھانے پر خدا پاک کا نام نہ لیا جائے اس کو شیطان اپنے واسطے حلال سمجھتا ہے اور شیطان اس
اعرابی کو لایا تاکہ اسکے ساتھ ملکر کھانا کھائے۔ اس واسطے میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا ہے اور اس لڑکی کو لایا تھا
کہ اسکے ہمراہ کھانا کھائے۔ اسی واسطے اس کا ہاتھ بھی میں نے پکڑ لیا ہے اور اس کے بعد فرمایا جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے مجھے اسی ذات کی قسم ہے کہ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ اور
ارشاد کیا کہ اگر کوئی کھانے سے پہلے خدا کا نام لینا بھول جائے تو وہ یہ کہے۔ بسم اللہ اولہ و آخرہ *

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ کھانا نمک سے شروع کرے اور نمک پر ہی ختم کرے اور نوالہ داہنے ہاتھ
سے لے اور چھوٹا نوالہ اٹھائے۔ اور اس کو اچھی طرح چبائے اور حلق سے اتارے تو تھوڑا تھوڑا کرکے اتارے
اور اگر کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے قریب سے کھائے جو اس کے سامنے ہو اور اگر طرح طرح کا کھانا ہو تو اس صورت
میں دوسرے پیالوں سے کھانے کا بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر کئی ایک قسم کے پھل اور میوے ہوں تو
ہر ایک طرف سے ان کے اٹھا لینے کا بھی مضائقہ نہیں ہے اور کھانے کو اسکی چوٹی اور درمیان سے نہ کھائے
بلکہ ایک کنارے سے کھانا شروع کرے۔ اگر ترید ہے یعنی روٹی شوربے میں بھگوئی ہوئی ہے تو اسے انگلیوں سے
کھائے اور کھانے کے برتن اور پانی کے برتن میں پھونک نہ مارے۔ اور اگر کھانے یا پینے میں سانس رک جائے۔
تو اس حالت میں منہ سے پیالہ ہٹا کر سانس لے لے اور پھر بعد میں کھائے اور پئے۔ تکیہ لگا کر کھانا یا پینا نہ چاہئے کیونکہ
مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی کھڑا ہو کر کھائے یا پئے تو یہ درست ہے اور اس کو مکروہ بھی بیان کیا ہے۔ اور بہتر یہ ہے
کہ بیٹھ کر کھائے۔ اگر یہ چاہے کہ اپنے ہمنشینوں کو پیالہ وغیرہ دوں تو پہلے داہنی طرف سے دینا شروع کرے اور
چاندی یا سونے کی پیالیوں میں کھانا اور پینا ناجائز ہے۔ اور جو برتن چاندی اور سونے سے گلٹ کئے ہوئے ہوں
ان میں بھی نہ کھائے اگر گلٹ زیادہ ہو اور اگر اتفاق سے ایسے برتنوں میں کھانا آ جائے۔ تو اس کو دوسرے
برتن میں جو گلٹ والا نہ ہو الگ کرے یا روٹی پر علیحدہ رکھ لے اور جو آدمی ایسے برتنوں میں ڈال کر لاتا ہے اس
کو ملامت کرے ایسے برتنوں میں دھونی لینی بھی ناجائز ہے اگر چاندی اور سونے کا گلاب پاش ہو تو اس کے
استعمال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ جس جگہ اس قسم کی چیزیں جمع کی گئی ہوں وہاں جانا منع ہے نہ جائے اور اگر اتفاق
سے وہاں جا پہنچا ہے تو لوٹ آئے۔ اور نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے کہ ہماری درستی اور جو بھلائی اس میں ہے کہ
اپنے مکان ایسے آرائش سے آراستہ کرو اور سجاؤ جس کی شریعت نے اجازت دی ہے اور ہمارے لئے اس کو زیب
اور زینت بنایا ہے۔ جو چیزیں حرام اور ممنوع ہیں ان سے آراستہ نہ کرو۔ ایسی بدعت اور زینت خوشگوار نہیں
ہوتی جو گناہ پر پہنچائے اور ان کے حق میں دعا کرے کہ خداوند کریم ہم پر رحمت فرمائے اور ان کو تلقین کرو کہ پیغمبر صاحب
کے قول کو یاد کرو اور اس کو عمل میں لاؤ۔ اور آنحضرت صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی سونے یا چاندی
کے پیالہ میں پیتا ہے یا ایسے پیالہ میں جس میں یہ چیزیں مرکب ہوں تو اس کا یا اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ وہ شخص
اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کو بھرتا ہے۔ اور جب لقمہ منہ میں ڈال لے تو پھر اس کو منہ سے نہ نکالے مگر اس حالت میں
کہ جب اس کے گلے میں پھنس جاوے یا زیادہ گرم ہے اور منہ کو جلاتا ہے۔ اور اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر
کھانا کھاتے ہوئے کسی کو چھینک آئے تو اس وقت اپنا منہ ڈھانپ لے اور اس بات کی کوشش کرے کہ کھانے
سے الگ چھینکے۔ اور اگر کوئی آدمی اسکے پاس کھڑا ہوا ہو تو اسکو بیٹھنے کی اجازت دے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کا

وقت گھر میں نہ داخل ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے وقت اپنے اہل کے پاس جانے سے پیغمبر صلعم نے منع کیا
ہے اور منع کرنے کا باعث یہ ہے کہ دو آدمی جب رات کے وقت اپنے گھر میں آئے۔ تو اس وقت انہوں نے اپنے
اہل کے پاس وہ چیز دیکھی جس کو مکروہ سمجھے۔ اور جب دوسرے کے گھر میں جائے تو جب اس سے اجازت ملے
تب اندر جائے۔ اور گھر کا مالک جس جگہ بٹھلا دے وہیں بیٹھے۔ اگرچہ صاحب خانہ کا فرزند ہی ہو اور اگر اتفاق سے
کسی صاحب کے پاس پہنچے جو کھانا کھا رہی ہو تو خود اس کے کھانے میں شریک نہ ہو۔ اور اگر صاحب طعام اپنی خوشدلی
اور جوانمردی کی عادت سے کھانا کھلائے تو اس صورت میں مضائقہ نہیں کھانے میں شریک ہو جائے ؎

دائیں اور بائیں ہاتھ سے کام کرنیکا بیان

داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے پانی پئے۔ مصافحہ کرے۔ وضو شروع کرے اور دائیں پاؤں سے جوتا اور کپڑا پہنے
متبرک جگہوں اور مسجدوں اور مجلسوں اور سسرال اور گھروں میں جب داخل ہو تو ان میں پہلے داہنا پاؤں آگے بڑھائے
اور جب خلاف طلب درج کرے تو اسکو بائیں ہاتھ سے کرے مثلاً ناک چھنکنا۔ استنجا کرنا۔ ناک کا پاک کرنا۔ غلاظتوں کا
دھونا اور اسی طرح کے دوسرے امور اور اگر کوئی مجبوری کی ضرورت ہو کہ اس میں دائیں ہاتھ کے سوا کام کا ہونا
مشکل ہے یا بایاں ہاتھ بیکار ہو چکا ہے یا کٹ گیا ہے تو پھر دائیں ہاتھ سے یہ کام کرے۔ اور ایک ہی جوتا پہنکر
نہ چلے۔ ہاں اگر تھوڑی دور تک ایک ہی جوتا اس واسطے پہنکر جانا پڑے۔ کہ دوسرے جوتے کو بھی سیدھا کرکے
پہنے تو اس صورت میں روا ہے۔ اگر کسی آدمی کو کوئی مرہاں یا خط دے تو دائیں ہاتھ سے دے۔ اور جب کسی ایسے
آدمی کے ساتھ چلے جو اس سے عزت اور مرتبہ میں بزرگی رکھتا ہے تو اس کی دائیں طرف بر اس طرح چلے جیسے
کوئی امام کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اگر وہ رتبہ میں کم ہے تو اسکی بائیں طرف پر ہو جائے۔ اور اس کو اپنے دائیں ہاتھ
پر رکھے۔ اور بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر حال میں دائیں ہاتھ پر چلنا مستحب ہے تاکہ بائیں جانب تھوک وغیرہ پھینکنے
کے واسطے خالی رہے ؎

کھانے اور پینے کے آداب

جب کوئی آدمی کھانے پر بیٹھے تو وہ پہلے خدا رازق کا نام لے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اور طعام سے فارغ ہونے
کے بعد خدا کا شکر کرے اور ایسا ہی پانی پینے کے وقت کرے کیونکہ جب خدا وند کریم کی حمد اور ثنا اور اس کا نام مبارک یاد
کرکے کھایا جائے تو اس سے برکت آجاتی ہے اور شیطان دور رہتا ہے ؎ روایت ہے کہ صحابہ رضہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم لوگ کھاتے تو ہیں مگر ہمارے پیٹ نہیں بھرتے۔ جواب میں ارشاد فرمایا
کہ تم الگ الگ ہو کر کھانا کھاتے ہوگے۔ اصحابوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ سب اکٹھے ہو کر
کھانا کھایا کرو اور اس رحمت خدا پاک کا نام لیا کرو ایسا کرنے سے برکت آجائے گی۔ اور تم سیر بھی ہو جاؤ گے ؎

جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں آنے
کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت خداوند کریم کا نام لیتا ہے تو اس وقت شیطان اپنی اولاد کو کہتا ہے کہ اے میرے
بیٹے اس گھر میں نہ تو راست رہنے کے واسطے جگہ رہی ہے اور نہ ہی رات کے وقت کھانے میں شریک ہو سکو گے یہاں
سے بھاگ جاؤ۔ اور اگر کوئی آدمی گھر میں آنے اور کھانا کھانے کے وقت خدا کا نام نہیں لیتا تو اس وقت شیطان
اپنی اولاد کو کہتا ہے کہ اب تم نے اس گھر میں رات رہنے کی جگہ پالی ہے اور رات کے وقت کھانے میں بھی شریک ہو گئے ؎

حضرت حذیفہ رضہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کھانے کے وقت ہم پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا
کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور جب تک آنحضرت کھانے کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔
تب تک کوئی آدمی ہم میں سے پیش دستی نہیں کرتا تھا۔ ایک دن کھانا کھانے کے وقت ہم لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت میں

کرے اور جو کھانا اس کے سامنے آئے اس کی حقارت نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو بے ادبی میں داخل ہوگا۔ اور نہ ہی
کھانے والے کے منہ کی طرف بار بار دیکھے کیونکہ اس سے وہ لوگ اپنے دل میں شرمندہ ہونے میں اور کھانا نہ کھا
سکیں گے ایسی باتیں نہ کرے جن کو لوگ برا سمجھیں اور نہ ایسے کلام کرے جسے دوسروں کو ہنسی آوے۔ کیونکہ اس سے
خوف ہوتا ہے کہ ہنسی کے سبب گلا گھونٹ جائے۔ ایسی باتیں بھی نہ کی جائیں جو لوگوں کے رنجیدہ کرنے والی ہیں
اور اس کھانے والوں کو کھانا دشوار ہو جائے اور کھانے سے پہلے اور پیچھے ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے۔ اور بعض
نے یہ کہا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے مکروہ ہیں اور فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے۔ پیاز اور لہسن
اور کچا وغیرہ نہ کھائے کیونکہ بری بو ہونے کے سبب سے ان کا کچا کھانا مکروہ ہے پیغمبر صلعم سے روایت
ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو ان بدبودار سبزیوں کو کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے۔ اتنا زیادہ کھانا کہ
جسے بدہضمی کا خوف ہو مکروہ ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان نے کوئی ایسا برتن نہیں بھرا جو اس
کے پیٹ سے زیادہ برا ہو۔ جب کوئی کسی کے ہاں مہمان ہو تو اسکو یہ واجب نہیں کہ صاحب دعوت کی اجازت
کے بغیر دوسرے آدمی کو جو اس کے ہمراہ کھا رہا ہے کوئی نوالہ دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی دعوت
کھاتا ہے وہ اس کو اپنے پر مباح ہونے کے سبب سے کھاتا ہے۔ اس کا مالک ہو کر اس کو نہیں کھاتا۔
کیونکہ صرف دعوت اس کو کھانے کا مالک نہیں بنا سکتی۔ اس قول میں کہ طعام کھانے والے آدمی کے
ملک میں آجاتا ہے اکثروں نے اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ جس قدر کھانے والے کے منہ میں چلا
جاتا ہے اور جاکر غائب ہو جاتا ہے اسی قدر اس کے ملک میں ہو جاتا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ کھانے والا
طعام کا مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ کھانا تو خدا تعالیٰ کا ملک ہے اور اسی کی نعمت ہے اور جب کھانا
لاکر رکھا جائے تو پھر اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر اس شہر میں یہ دستور
ہے کہ مہمان اجازت لیکر کھانا کھاتے ہیں تو اس صورت میں اجازت لے لینی چاہئے۔ کوئی چیز منہ سے نکال کر
پھر پیالے میں نہ ڈالے اور کھاتے وقت خلال بھی نہ کرے۔ یہ دونوں امر مکروہ ہیں۔ دانتوں کو زبان سے صاف
نہ کرے۔ اور نہ اسکو خراب کرے۔ ایک کھانے کو دوسرے کے ساتھ نہ ملائے یعنی مختلف کھانوں کو آپس میں
نہ ملائے کیونکہ بہت لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ اور اگر کسی کو کھانوں کے ملانے کی خواہش پیدا ہو تو وہ دوسروں
کے واسطے ایسا نہ کرے یعنی ملانا ترک کرے مہمان کو یہ روا نہیں ہے کہ طعام کی برائی بیان کرے اور نہ ہی صاحب
دعوت کو یہ روا ہے کہ وہ اپنے کھانے کی تعریف کرے اور جتائے اور اس کی قیمت ظاہر کرے کیونکہ اس میں سبکی اور
کم ظرفی پائی جاتی ہے ٭

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے نہ تو کبھی کھانے کی تعریف کی تھی اور نہ ہی مذمت کی تھی۔ جب دوسرے
آدمی طعام سے فارغ ہو کر اپنا ہاتھ نہ ہٹا لیں تب تک اپنا ہاتھ نہ ہٹائے چاہے سیر ہی ہو چکا ہو ہاں اگر دوسرے
آدمی کشادہ پیشانی سے اجازت دیدیں تو اس وقت ہاتھ ہٹانا اور بس کرنا جائز ہے۔ ہاتھوں کو ایک ہی طشت
میں دھوئیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے تم تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کروگے تو تمہاری جمعیت بھی پراگندہ اور پریشان
ہو جائیگی۔ اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تک طشت پانی سے بھر نہ جائے اس کو
اٹھایا نہ جائے۔ اور کھانے کی چیزوں سے ہاتھ نہ دھوئے جائیں جیسے آٹا لوبیا اور مسور اور سرطان وغیرہ کا۔ اور
ایک روایت میں ہے کہ کھوسے سے ہاتھ ملکر دھوئیں۔ دو چیزیں ایک ہی دفعہ منہ میں نہ رکھی جائیں۔ کیونکہ
پیغمبر صلعم نے ایسا کرنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ مگر یہ اس حالت میں ہے کہ جب دوسروں کے ساتھ ملکر کھا رہا ہو۔ اور
اگر اکیلا کھاتا ہے یا خود صاحب طعام ہے تو اس صورت میں جائز ہے مہمان کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میرے واسطے

لڑکا یا خدمتگار کھانا کھلانے یا پانی پلانے کے واسطے کھڑا ہوا ہو تو اس صورت میں اس کو کھانے میں سے بہت عمدہ و لذیذ دو
ایک لقمہ کھلا دے۔ اور مستحب ہے کہ برتن میں جو پس خوردہ بچ جاوے اسکو کھا کر برتن صاف کر دے۔ اور اگر برتن اور پیالے
کے ارد گرد سر سے لگے ہوئے ہوں انکو پونچھ کر کھالے اور مستحب ہے کہ جو لوگ کھانے میں شریک ہوں۔ ان کے ساتھ
خوش کلامی سے حسب حال باتیں کرے۔ اگر وہ ملول ہوں۔ اور اگر دنیاداروں کے ساتھ کھائے تو ان کے ساتھ ادب
سے کھانا مناسب ہے۔ اور اگر فقیروں کے ساتھ کھانا کھائے تو ان کو وہ چیز کھانے کو دے جس کو وہ پسند کریں اور اپنے
اوپر ان کو ترجیح دے۔ اور اگر بھائی ہوں تو ان کے ساتھ کشادہ پیشانی سے کھائے۔ اور عالموں کے ساتھ ان سے
ادب سیکھنے اور ان کی پیروی کرنے کے ارادہ پر۔ اور جب اندھوں کے ساتھ کھائے تو ان کو طعام کی ہر ایک
قسم اور اس کی ارد سے آگاہ کرتا جائے تاکہ وہ اپنے اندھا ہونے کے سبب سے کسی خوش ذائقہ اور مزہ دار
کھانے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور اگر کوئی شادی کی دعوت ولیمہ پر بلائے تو اس کا قبول کرنا مستحب ہے۔ اگر کھانا
چاہے تو کھالے نہیں تو ان کے حق میں دعا کرے اور لوٹ آئے کیونکہ جابر بن عبداللہ رض کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے
فرمایا ہے کہ اگر کوئی دعوت میں بلایا جاوے اور اس کو قبول نہ کرے تو وہ خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے
اور اگر کوئی بن بلائے دعوت میں چلا جائے تو وہ چور ہے لٹیرا بنکر نکلتا ہے۔ احکام مذکورہ بالا اُس حالت میں ہیں کہ
وہاں ممنوع اور غیر شرع حاجتیں نہ ہوں اور اگر دعوت میں جائے اور اس جگہ وہ چیزیں موجود ہوں جو شرع میں ممنوع ہیں
تو وہاں نہ بیٹھے اور واپس چلا آئے۔ اور ممنوع چیزیں یہ ہیں ڈھول۔ بانسری۔ سارنگی۔ شہنائی۔ مشرقوں۔ ستار۔
رباب۔ اہل سرود طنبورے۔ اور ناچنے والا یا وہ جس کے ساتھ لڑکے کھیلتے ہوں مذکورہ بالا سب چیزیں حرام ہیں
اور اگر نکاح کے وقت صرف دف بجائیں تو جائز ہے۔ اور گانا ساتھ نے کے اور باجا مکروہ ہے۔ اللہ تعالےٰ
کے اس قول میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (اور بعض لوگ وہ ہیں جو بیہودہ سخن کو مول لیتے
ہیں) یہ تفسیر کی ہے کہ یہاں بیہودہ سخن سے مراد سرود اور اشعار ہیں اور آنحضرت صلعم کی بعض حدیثوں میں وارد
ہے۔ سرود نفاق کے درخت کا بیج دل میں اس طرح اُگاتا ہے جیسے سبزہ کو سیلاب اُگاتا ہے۔ لوگوں نے حضرت
علی سے سوال کیا کہ گانا سننا درست ہے جواب میں فرمایا کہ گانا ایسی چیز ہے جو راستی سے گمراہی کی طرف لاتی ہے سرود
کا مکروہ ہونا تو ان امور کے سبب سے ہے کہ اس سے طبیعت میں سوزش اور نفسانی شہوت اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور
عورات کی طرف رغبت ہوتی ہے اور کئی طرح کی نفسانی خواہشیں بے عقلی۔ سبکی۔ خوشحالی۔ کمینہ پن سیاس سے
پیدا ہوتی ہیں پس جو آدمی خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے واسطے سب سے زیادہ یہی بہتر ہے اور
اسی میں اس کی سلامتی ہے کہ وہ یاد الٰہی میں ہی مصروف رہے حتٰے بر دعوت کرنی مستحب نہیں۔ اور جس کو بلایا جائے
اس کو واجب نہیں کہ وہ دعوت کو قبول کرے۔ اور گری ہوئی چیز کا اٹھا لینا مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل بھی مثل لوٹنے
کے ہے۔ اور اس میں سبکی اور کمینہ پن پائی جاتی ہے۔ ایسی خوشحالی کی دعوتوں میں شریک ہونا مکروہ ہے۔ جن میں
وہ صفت پائی جاوے جو رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائی ہے یعنے جن سے محتاجوں کو روکا جائے اور غنی ہی بلائے
جائیں۔ مگر دعوت شادی میں شریک ہونا مکروہ نہیں اور ایک بزرگ اور اہل علم کے واسطے مکروہ ہے کہ جھٹ دعوت
کو قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا یہ انتظار ہی میں بیٹھا تھا۔ اور اس میں کمینگی اور حرص اور ذلت ثابت
ہوتی ہے خاص کر اس وقت کہ دعوت کرنیوالا حاکم ہو۔ کہا گیا ہے کہ جس نے دوسرے کے برتن میں ہاتھ ڈالا وہ ذلیل ہوا
اگر کوئی ناخواندہ اور طفیلی بنکر کسی کے ساتھ دعوت میں جائے تو اسکو کھانا کھانا حرام ہے اور یہ ایک قسم کی بے شرمی اور
غصب ہے۔ کیونکہ اس میں دو گناہ پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ اس چیز سے کھانا جس کی طرف بلایا نہیں گیا۔ دوسرا
صاحب خانہ کے حضور میں بلا اجازت گیا۔ میزبان کے گھر کی پوشیدہ باتوں یا چیزوں کو تاکے اور حاضرین کو تنگ کرے

بَرَكَتُهَا عَلَيْهِمَا فَاجْمَعْ شَمْلَ أَهْلِ الدَّارِ وَأَدِرَّ أَرْزَاقَهُمْ وَاجْعَلْ دُعَاءَنَا لَهُمْ وَدُعَاءَهُمْ لَنَا
مَغْفِرَةً وَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ۔ اے خدا تمہارے ہاں یعنی تمہارے گھروں میں روزہ دار روزہ کھولیں۔ اور نیکوکار آدمی تمہارے طعام کو
کھائیں۔ تم پر رحمت نازل ہو۔ اور فرشتے تم پر درود بھیجیں۔ اور خداوند تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو طعام دیا ہے اور
پانی عطا فرمایا ہے اور ہم کو مسلمان کیا ہے اور گمراہی سے پھیر کر ہم کو سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور ایسی بہت سی
مخلوقات پر ہم کو ایسی بزرگی دی ہے جیسا کہ بزرگی دینے کا حق ہے۔ اے خداوندا اپنے پیغمبر کی امت کے بھوکے لوگوں
کو سیر کر دے اور اپنی امت کے ننگے لوگوں کو کپڑے پہنا دے اور اپنی امت کو جو آدمی تو نے سفر میں عطا کر اور جو لوگ امت سے غائب ہو گئے
ہیں ان کو واپس لے آ۔ اور صاحب خانہ کی پریشانی کو دُور کر دے اور اس یہاں کی روزی نازل کر۔ اور ہمارے آنے
میں برکت ڈال اور ہمارے دخول یعنی ہمارے اندر آنے کے سبب اس کے گھر میں برکت داخل کر اور ہمارے جانے
میں مغفرت ہو اور دنیا اور آخرت میں ہم کو نیکی عطا فرما۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اپنی رحمت سے ہم کو
دوزخ کے عذاب سے نگاہ اور محفوظ رکھ۔

حمام کے آداب

حمام کا بنانا۔ اس کا بیچنا۔ اس کا مول لینا اس کو کرایہ پر دینا یہ سب امور مکروہ ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ
اس میں لوگوں کی برہنگی کا ستر نہیں رہتا ستر عورتیں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی گئی ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حمام برا گھر ہے کیونکہ یہ لوگوں کی شرم کو دُور کرتا ہے اور قرآن اس میں نہیں پڑھا جاتا اس لئے
بہتر ہے کہ حمام میں جہاں تک ممکن ہو نہ جائیں۔ اگر جائیں تو اس وقت جائیں جب جانے کے لئے لاچار ہو جائیں۔
روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضہ حمام میں جانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور آپ کا مقولہ تھا کہ حمام میں جانا ایسی عیش کی
نازکی ہے۔ اور حسن اور ابن سیرین کا بھی یہ دستور تھا کہ حمام میں نہیں جایا کرتے تھے۔ ابن احمد رحمہ کہتے ہیں کہ
میں نے اپنے باپ کو حمام میں جاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ اگر کبھی کو ایسی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ حمام میں جانے
کے سوا اس کا کوئی اور چارہ نہیں تو اس کو پاجامہ پہن کر جانا چاہئے۔ اور وہاں لوگوں کے جسم کی طرف جس کا ڈھانپنا
فرض ہے۔ دیکھنے اور اس سے پرہیز کرے۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرے آدمیوں سے حمام خالی کرائے۔ اور اگر ان سے
خالی نہ کرا سکے تو رات کے وقت حمام میں جائے یا اس وقت جائے جب نہانے والے کم ہوں۔ لوگوں نے حمام
میں جانے کی بابت میں امام احمد رحمہ سے پوچھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص حمام میں ہے۔ اگر اس کی نسبت یہ
معلوم ہو جائے کہ اس نے کپڑا باندھا ہوا ہے۔ تو حمام میں چلا جائے نہیں تو نہ جائے۔ عائشہ رضہ سے روایت ہے
کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ حمام برا گھر ہے نہ تو اس میں کپڑا اٹھایا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا پانی طاہر ہے ایک ہے
عائشہ رضہ کہتی ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ حمام میں چلو اور کوہ احد کے برابر سونا لو تو اس صورت میں بھی مجھ کو حمام میں جانا
اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جابر بن عبداللہ رضہ رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو
آدمی خداوند تعالیٰ اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو حمام میں نہیں جانا چاہئے مگر کپڑا باندھ کر۔ اور اگر عورتیں
حمام میں جانا چاہیں تو ان کو بھی ان شرطوں کے ساتھ جانا روا ہے جو مردوں کے حق میں بیان ہوئی ہیں یا کوئی عذر
ہو جس کے باعث سے جانا ضروری ہو مثلاً کوئی بیماری ہے یا حیض اور نفاس کے دن ہیں۔ ابن عمر رضہ پیغمبر صلعم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ اے میری امت کے لوگو تمہارے واسطے عجم کا ملک فتح ہوگا۔ اور
اس ملک میں ایک قسم کے گھر پاؤ گے جس کا نام حمام ہے پس تم میں سے کوئی آدمی آزار باندھے بغیر ان گھروں میں نہ
جائے۔ اور عورتیں بیماری اور نفاس کے عذر کے سوا نہ جانا پائیں۔ اور جب کوئی حمام میں جائے تو پہلے سلام علیک

فلاں قسم کا کھانا تیار کرو جو کچھ وہ سامنے لا رکھے اسی پر قناعت کی جائے۔ فرمائش کرنی میزبان پر بوجھ ڈالنا ہوتا ہے اور اس کو تردد میں مبتلا کرنا۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ میں خود اور میری امت کے پرہیزگار تکلف سے بیزار ہیں۔ اور اگر میزبان خود مہمان سے درخواست کرے کہ کس قسم کی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہے تو اس صورت میں مہمان اپنی خواہش سے مطلع کر دے۔ اور جب کوئی تحفہ وجہ حلال سے پیش کیا جاوے تو اس کا رد کرنا مکروہ ہے۔ خواہ تھوڑی سی چیز ہی ہو اور مناسب ہے کہ اس ہدیہ کا عوض دینے کی کوشش کرے۔ ورنہ اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کے حق میں دعائے خیر تو ضرور کر دے اور اگر کھانے کی چیز میں کوئی دوسری ایسی چیز جا پڑے جس سے خون جاری ہو اور وہ کھانے والی چیز مائع یعنی تر اور بہنے والی ہے تو وہ طعام ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اگر کھانا خشک ہے اس میں پانی کی ملاوٹ نہیں تو اس صورت میں ایسا کرے کہ جو ناپاک چیز کھانے میں پڑی ہے اس کو نکال کر پھینک دے اور اس کے آس پاس جو کھانا ہو اسکو بھی الگ کر کے پھینک دے اور باقی ماندہ کھا لے۔ اور اگر ایسا ہو کہ کھانے میں گری ہوئی چیز سے خون تو جاری نہیں مگر ہر ملی چیزوں میں سے ہے جیسے سانپ اور بچھو ہے تو اس صورت میں اس کا کھانا حرام ہے اور یہ ضرر پہنچے گے۔ ہاں یہ ہے اگر کھانے میں مکھی جا پڑے تو مکھی کو اس میں غوطہ دیدے اور اس کے بعد نکال کر پھینک دے۔ اگر مکھی مر بھی جائے تو کھانا ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کا کھالینا درست ہے ✤

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی مکھی تمہارے کھانے کے برتن میں گر جائے تو تم اسکو غوطہ دیکر نکال دو اور غوطہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور وہ اپنے آپ کو اسی کے بل گراتی ہے۔ اور اس کے دوسرے پر میں شفا ہے۔ اور جب غوطہ دیا جاتا ہے تو اس کا زہر دور ہو جاتا ہے کیونکہ تریاق کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ آدمی جب پانی پیئے تو اس کا چوس کر پینا مستحب ہے اور چارپایوں کی طرح نہ پیئے۔ جب انسان پانی پی رہا ہو۔ تو اس وقت تین دفعہ اپنے منہ سے الگ کر کے سانس لے کیونکہ الگ نہ کیا جائے تو پانی کے پیالے میں سانس جائیگا اور اس میں سانس جانا اور پھونک مارنا مکروہ ہے کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیئے اور فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے۔ الغرض کھانے اور پینے کے بارہ آداب ہیں ان میں سے چار تو فرض ہیں اور چار سنت اور چار مستحب ہیں۔ فرض یہ ہیں ؎۔

پہلا یہ جاننا کہ جو کچھ کھایا جاتا ہے وہ کہاں سے ہے یعنی وجہ حلال سے ہے دوسرا بسم اللہ پڑھنی۔ تیسرا خوش ہونا۔ چوتھا خداوند تعالیٰ کا شکر بجالانا ✤

چار سنتیں یہ ہیں۔ پہلی بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔ دوسری تین انگلیوں سے کھانا تیسری اپنے سامنے سے کھانا۔ چوتھی یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ان انگلیوں کو جو کھانے سے لتھڑی ہوئی ہوتی ہیں چاٹ لے ✤

چار مستحب یہ ہیں۔ منہ میں لقمہ چھوٹا ڈالنا اور اس کو اچھی طرح سے چبا کر کھانا دوسرا لوگوں کے منہ کی طرف کم دیکھنا۔ تیسرا روٹیوں کو دسترخوان پر بچھا کر ان پر سالن ڈالنا۔ چوتھا یہ کہ تکیہ لگا کر یا پیٹ کے بل لیٹ کر نہ کھائے ✤

روزہ کے افطار کرنے کا بیان

جب کوئی روزہ دار کسی دوسرے کے ہاں روزہ کھولے تو اس وقت یہ دعا پڑھے أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الرَّحْمَةُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَا مِنَ الصَّلَاةِ وَفَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔ اَللّٰهُمَّ اشْكُرْ ... مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ ... عَاقِبَتِهَا وَ

ابوداؤد نافع سے اور وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے اپنی انگوٹھی سونے کی بنوائی تھی اور اس میں نگینہ چاندی کا اور نگینہ پر یہ کندہ کروایا تھا محمدؐ رسول اللہ۔ اور آپ کا یہ معمول تھا کہ نگینہ کا رخ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے اور آپ کے وقت میں دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں۔ اور جب آپ نے دوسرے آدمیوں کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیوں کو دیکھا تو اپنی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ اور اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہنی اور اس پر یہ کندہ کروایا تھا محمدؐ رسول اللہ آنحضرت صلعم کے بعد اس انگوٹھی کو حضرت ابوبکرؓ نے پہنا اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے اور آخر کو یہ انگوٹھی چاہ ارلیس میں گر گئی اور پھر اسی میں رہی ✦

لوہے کی انگوٹھی کا ذکر

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی کا پہننا مکروہ ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ابوداؤد عبداللہ بن بریدہ رضہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس کو فرمایا کہ مجھ سے مجھ کو بتوں کی بو آتی ہے۔ اس کا کیا باعث ہے اس نے جواب دیا کہ اور تو کچھ میرے پاس نہیں ہے۔ پیتل کی ایک انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اس کو بھی پھینک دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی وہ شخص پھر آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا۔ اور وہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے اس انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھ پر دوزخیوں کا لباس دکھائی دیتا ہے اس نے سنتے ہی وہ لوہے کی انگوٹھی بھی پھینک دی۔ اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں کس چیز کی انگوٹھی بنوا کر پہنوں۔ آپ نے فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہن اور وہ وزن میں پوری ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ نہ ہو ✦

انگوٹھی کے پہننے کا طریق

درمیانی انگلی اور شہادت میں انگوٹھی پہننے ان میں پہننی مکروہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے حضرت علی کو ان انگلیوں میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے اور بہتر یہ ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے۔ کیونکہ ابوداؤد ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔ اور پہلے وقت کے اکثر صالح لوگوں نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور اس کے خلاف کو بدعتیوں کا طریق بیان کیا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ادب اور مستحب امر ہے کہ چیزوں کو داہنے ہاتھ سے پکڑ کر بائیں میں رکھیں۔ اور اس کے سوا یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا انگوٹھی کو نگاہ رکھنا ہے اور اس کی حفاظت ہے۔ خواہ اس پر خدا کے ناموں اور حرفوں سے کچھ لکھا ہوا ہو یا نہ ہو۔ اور حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے پس اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ انگوٹھی چاہے بائیں ہاتھ میں پہنے اور چاہے داہنے میں۔ دونوں میں جائز ہے مگر بہتر بائیں ہاتھ میں پہننی ہے ✦

بیت الخلا میں جانے اور اندام نہانی کے پاک کرنے کا بیان

اگر کوئی رفع حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے اور اس وقت انگوٹھی یا کوئی تعویذ پہنا ہوا ہے جس پر خداوند کریم کا نام لکھا ہے تو اس کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور پہلے بایاں پاؤں آگے بڑھائے اور اس کے بعد دایاں۔ اور پھر یہ کہے بسم اللہ یعنی خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میں غلاظت اور ناپاک گھسے ہوئے شیطان سے خدا کی پناہ میں ہوتا ہوں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اور ناپاک جگہیں ہیں ان میں شیطان گھسے رہتے ہیں۔ اسلئے شیطانوں سے خدا کے ہاں پناہ مانگے بلکہ شیطانوں اور گندگی اور میل کچیل اور پلیدی ان سب چیزوں سے خدا کی پناہ میں ہونے کی درخواست کرے۔ اور ننگے سر نہ جائے اور پردہ کرنے والا ہو

اور نہ ہی وہاں قرآن پڑھے۔ جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

برہنگی کا بیان

غسل کرنے کے وقت یا کسی دوسری جگہ میں ننگا ہونا منع ہے۔ ابوداؤد بہز بن حکیم اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر صلعم سے پوچھا۔ کہ اگر کوئی ننگا ہو تو کس کے سامنے ہو اور کس سے اپنی برہنگی کو چھپالے فرمایا کہ سب سے چھپائے مگر اپنی عورت اور لونڈی سے۔ چھپائے ان کے سامنے کردے۔ اس کے بعد پھر پوچھا کہ اگر ایک گروہ کے آدمی اس حال میں ہوں کہ ان میں سے کسی کے پاس تو کپڑا ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو وہ کیا کریں جواب دیا کہ جو ننگے ہیں جہاں تک ہو سکے وہ اپنے ستر عورت کو دوسروں کے کپڑے سے ڈھانپ لیں۔ پھر پوچھا اگر سب میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جس کے پاس کپڑا ہے تو پھر باقی کیا کریں۔ فرمایا اس صورت میں خداوند کریم سے شرم کریں۔ جس سے شرم کیا جاتا ہے۔ اس کے زیادہ لایق وہی ہے۔ ابوداؤد ابوسعید خدری رض سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے۔ اور نہ ہی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے۔ اور نہ ہی دو مرد ایک ہی کپڑے میں جمع ہوں اور نہ ہی دو عورتیں ایسا کریں کہ وہ ایک ہی کپڑے میں ایک جگہ ہو جائیں۔ اگر نہانے کی جگہ ہو تو وہاں بھی تہ بند باندھے کے سوا نہ نہائیں۔ ننگا نہانا مکروہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ابوداؤد رض عطا بن یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ بغیر تہ بند باندھے کے ننگا نہا رہا تھا پس آنحضرت صلعم منبر پر گئے۔ اور آپ نے کھڑے ہو کر پہلے حقتعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ اللہ پوشیدہ ہے اور اس میں حیا ہے اور پوشیدگی اور حیا کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ جب کوئی غسل کرے تو تہ بند باندھ کر نہائے۔ اور جو آدمی دریا یا تالاب میں نہانا چاہے یا دوسرے کے واسطے اس جگہ سے پانی لیے جائے تو اس کو بھی تہ بند باندھ کر نہانا چاہئے۔ اس واسطے کہ خدا کی مخلوقات پانی کے اندر بھی رہتی ہے۔ جس سے شرم کرنا لازم ہے۔ جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ پانی کے اندر تہ بند باندھے کے سوا نہ جاؤ۔ اور حضرت حسن رض کہتے ہیں کہ پانی کے اندر بھی رہنے والے ہیں۔ اور لائق آدمی وہ ہے جو پانی کے اندر رہنے والوں سے بھی اپنا ستر عورت ڈھانپ لے۔

پانی میں ننگا داخل ہونے کا بیان

امام احمد رض سے ایک روایت میں وارد ہے۔ کہ پانی میں برہنگی کی حالت میں گھسنا جائز ہے۔ مکروہ نہیں۔ ایک آدمی نے امام موصوف سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نہر میں ننگا نہا رہا ہو۔ اور اس کو کوئی دیکھتا نہیں۔ تو ایسے آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کو اس طرح نہانے میں کوئی خوف نہیں ہے۔ اور بہتر امر یہ ہے کہ پانی میں جائے تو لنگی باندھ کر جائے۔ لنگی باندھے کے بغیر نہ جائے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

انگوٹھی پہننے کا ذکر

ابوداؤد انس بن مالک رض سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیغمبر صلعم نے عجمیوں کو خط لکھنا چاہا تو اکثر آدمیوں نے اس وقت آپ سے یہ کہا کہ عجمی لوگ اسی خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو۔ اس کے سوا دوسرے خط کو نہیں پڑھتے اسلئے آنحضرت صلعم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ اور اس پر یہ کندہ کروایا محمد رسول اللہ۔ انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی انگوٹھی معہ نگینہ کے چاندی کی تھی اور جیسا انس رض سے ہی ایک دوسری روایت میں یہ وارد ہے کہ آنحضرت صلعم کی انگوٹھی تو چاندی کی تھی۔ اور اس کا نگینہ جس پر آپ کا نام مبارک کندہ تھا وہ مہرہ یا حبشی عقیق کا تھا۔

یہ ہے کہ پاک کرنے اور کھانسے سے پہلے میں قدم زمین پر مارتا ہوا چل لے تاکہ ذکر کے سوراخ میں پیشاب کا کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے۔
پاخانہ کا مقام یعنے مقعد کے صاف اور پاک کرنے کا یہ طریق ہے کہ بائیں ہاتھ میں پتھر کا ایک ٹکڑا پکڑ لے
اور اس کو لیکر مقام مخصوص پر آگے سے پیچھے تک ملے اور اس کے بعد دوسرا ٹکڑا لے اور اس کو پیچھے سے آگے تک
لے آئے اور پھر تیسرا لیکر اس کو اس مقام کے اردگرد یعنے آس پاس ملے۔ اور اگر ان سے طہارت کامل نہ ہو۔ اور
پتھر کے ٹکڑوں پر تری دکھائی دے تو اسی طرح پانچ ٹکڑوں سے رگڑے اور اگر اس قدر عمل کرنے سے بھی صاف نہ ہو
تو سات اور نو ٹکڑوں تک لیکر ایسا ہی کرے جیسا کہ مذکور ہوا ہے مگر مقعد صاف کرنے کے واسطے جو پتھر لئے جائیں
وہ طاق ہوں اور پتھر کے ٹکڑوں سے پاک کرنے کا ایک اور طریق بھی ہے وہ یہ ہے کہ پتھر کے ٹکڑے کو پہلے
بائیں ہاتھ میں پکڑے اور پاخانہ کے خاص مقام سے اوپر کو رکھ کر دائیں طرف کو رگڑنا شروع کرے۔ یہاں تک
کہ چاروں طرف سے پھر کر اسی جگہ پر لے آئے جہاں سے رگڑنا شروع کیا تھا۔ اور اس کے بعد دوسرا ٹکڑا لے
اس کو وہیں سے بائیں طرف کو رگڑنا شروع کرے اور رگڑتا ہوا پھر شروع کرنے کی جگہ پر آجائے۔ اور اس کے
بعد تیسرا ٹکڑا لے اور اس کو پاخانہ کے خاص مقام پر رگڑے۔ یہ جتنے طریق بیان ہوئے درست ہیں۔ اور
حدیث میں وارد ہے کہ ایک اعرابی یعنے صحرانشیں بعض اصحابوں کے پاس آیا۔ اور اگر اس سے تکرار کی۔ کہ میں
نہ گمان نہیں کرتا کہ تو پاخانہ کے طریق کو اچھی طرح جانتا ہو۔ پس اس نے جواب دیا تیرے باپ کی قسم میں اس
طریق کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اعرابی نے کہا اگر اچھی طرح جانتا ہے تو اس کو مجھ سے بیان کر۔ صحابی نے فرمایا
جب مجھ کو پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے تو میں آبادی سے دور چلا جاتا ہوں اور ڈھیلے مہیا کرتا ہوں اور لیکر بیٹھ جاتا
ہوں اور پیٹھ اس طرف کرتا ہوں جس طرف سے ہوا آرہی ہو۔ اور ایک قسم کے گھاس کی طرف ہوتا ہے
اس گھاس کو عربی میں شیح بولتے ہیں اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اور جب بیٹھتا ہوں تو اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے
ہرن بیٹھتا ہے اور اپنے چوتڑوں کو شتر مرغ کے چوتڑوں کی طرح زمین سے بلند رکھتا ہوں ٭

پانی سے استنجا کرنے کا بیان

اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے ذکر (یعنے پیشاب کی جگہ) کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اس کے اوپر پانی
ڈالے اور سات دفعہ دھوئے۔ اور جیسا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پاک کرے اور کھنگارے اور رہا سہا قطرہ نکال ڈالے ٭
مذہب کے داناؤں نے مرد کے آلہ تناسل کو عورت کے پستان کے ساتھ مشابہت دی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح ڈہے
سے پستان سے کچھ نہ کچھ دودھ نکلتا ہے اس طرح جب تک آدمی آلہ پیشاب کو کھینچتا اور دباتا رہے تو اس سے بھی کچھ
نہ کچھ تری خارج ہوتی رہتی ہے اور جب اس پر پانی پڑتا ہے تو قطروں کا نکلنا بند ہو جاتا ہے اور جس وقت پاخانہ کے مقام کو
دھوئے اس وقت دائیں ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتا جائے اور بائیں سے برابر ملے اور چاہیئے کہ مقام مذکور کو سست
رکھے اور اچھی طرح ملے یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ اب بخوبی پاک و صاف ہو گیا ہے۔ اور دونوں اندامون
کو اندر سے دھونا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شرعاً معاف ہے۔ اور ہوا کے خارج ہونے پر استنجا کی ضرورت نہیں۔ اور بہتر
یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے پاک کرے اور اس کے بعد پانی سے اور اگر صرف ڈھیلوں سے ہی پاک کر ڈالے تو کافی
ہے مگر پانی سے طہارت کرے تو یہ ہر حال میں بہتر اور افضل ہے کیونکہ جو آدمی اپنے اندام نہانی کو پانی سے پاک نہیں کرتا
اس کو وسواس ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ شاعروں کا ایک گروہ ہے جس کے آدمی چرکیں اور ناپاک سخن کہتے
ہیں یہ پانی سے استنجا نہیں کرتا کیونکہ اس سے گندے اور فحش آمیز سخن پیدا ہوتے ہیں جو ان کے مقصود کے موافق ہیں ہم ایسی کلام
سے جو گندی اور ناپاک ہو اور جسم کو پاکی سے باز رکھے خدا سے پناہ مانگتے ہیں ٭

اور تہ سے اس وقت اٹھائے جب زمین کے نزدیک ہو جائے اس سے پہلے نہ اٹھائے اور جب بیٹھے تو اپنے
بائیں پاؤں پر زور ڈالے رکھے کیونکہ ایسا کرنے سے رفع حاجت آسانی کے ساتھ ہو جاتی ہے اور جب تک فارغ
نہ ہوئے کسی سے بات نہ کرے۔ اور اگر کوئی اس وقت سلام دے تو اسکو سلام کا جواب نہ دے اور بات کرنیوالے
کو جواب نہ دے۔ اور اگر چھینک آئے تو خدا پاک کی ثنا اور صفت دل میں کہے اور اس وقت آسمان پر نہ تاکے
اور اسی غلاظت اور بو کے ملاحظہ اور دوسرے آدمی کی غلاظت اور بو کے مانع ہونے پر ہنسی نہ کرے اور حاجت کے رفع کرنیکے واسطے جائے
تو آدمیوں سے دور جائے اور تنہائی کے واسطے جو خاص جگہ تجویز کرے وہ نرم جگہ ہو تاکہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ
پڑیں اور اپنا ستر عورت کسی کو نہ دکھائے پس اگر تنہائی کی خاص جگہ سخت ہو یا ہوا نے اس جگہ کو گرد اور غبار
سے صاف کر دیا ہے اور ذکر کے سرے کے صاف کرنے کے واسطے گرد نہ ہو تو اس کو زمین سے رگڑ کر صاف
کر لے۔ اور اگر کہیں جنگل میں ہے تو اس وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہی قبلہ کی جانب پیٹھ کرے اور
سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا نہیں چاہیئے۔ اور کسی سوراخ میں بھی پیشاب نہ کرے اور اگر کوئی
میوہ دار درخت یا غیر میوہ دار سایہ والا درخت ہے تو اسکے نیچے بھی پیشاب کرنا ناجائز ہے کیونکہ اگر کوئی مسافر کسی وقت سایہ میں بیٹھا تو اسکے
کپڑے خراب ہو جائینگے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر میوہ دار درخت کے نیچے نجاست ہو تو اوپر سے میوہ گر کر نجاست
میں آلودہ ہو جاتا ہے اور رستے اور نہر کے گھاٹ میں بھی پیشاب نہ کیا جائے۔ نہ دیوار کے سایہ میں۔ کیونکہ ان
کا ملعون ہے لعنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اور اس جگہ قرآن نہ پڑھے اور نہ مخالفت خداوند
کی کلام کی پاکی اور تعظیم کے سبب سے ہے بسم اللہ اور اعوذ باللہ کے سوا زیادہ نہ کہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
اور جب فارغ ہو تو اس وقت یہ کہے اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذھَبَ عَنِّی الاَذٰی وَعَافَانِی غُفرَانَکَ حمد اور
تعریف خدا کے لئے ہے جس نے مجھے غلاظت اور گندگی کو دور کیا اور مجھے آرام دیا ہے میں تیری بخشش چاہتا ہوں اس کے بعد
اس جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور پاک جگہ میں چلا جائے۔ اور وہاں جا کر طہارت کرے اور غلاظت کے مقام میں
طہارت نہ کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ پھر اسکے ہاتھ بھی غلاظت سے نہ بھر جائیں اور کپڑوں اور بدن پر پلید چھینٹیں
نہ پڑیں۔ اور اگر پیشاب معمول کے موافق راستے سے سیدھا خارج ہوا ہے اور اطراف میں نہیں چھٹا اور چھینٹیں
بھی ملوث نہیں ہیں تو اس صورت میں اختیار ہے کہ چاہے خشک چیز سے پاک کرے اور چاہے پانی سے اگر خشک
چیز سے پاک کرنے کا ارادہ کرے پس پتھر کے تین پاک ٹکڑے لے۔ اور وہ ایسے ہوں کہ ان سے کسی نے استنجا
پاک نہ کیا ہو۔ پھر ایک ٹکڑے کو داہنے ہاتھ سے پکڑے اور غلاظت کے خارج ہونے کا جو مقام ہے اس پتھر
سے اس جگہ کو رگڑے اور پاک کرے مگر اس سے پہلے اپنے ذکر کو جڑ سے لیکر آخیر تک کھینچ لے اور یہ عمل کھانستا ہوا
کرے تاکہ تحقیق ہو جائے کہ کوئی قطرہ اندر نہیں رہا خارج ہو گیا ہے۔ اس کو استبرا کہتے ہیں۔ پس اپنے ذکر
کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور اس کو اس پتھر پر رگڑے جو داہنے ہاتھ سے پکڑا ہوا ہے یہاں تک کہ جگہ خشک
ہوتی ہوئی دیکھ لے اور اسی طرح تین پتھروں سے تین دفعہ کرے۔ اور اگر پتھر کے ٹکڑے ہاتھ نہ آئیں
تو تین لے لے یا تین ٹھیکریاں یا تین ڈھیلے اور ان سے باری باری خشک کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے
اور یا تین دفعہ مٹی لیکر ہتھیلی پر رکھے اور اس سے خشک کرے۔ اور اگر یہ چیزیں بھی میسر نہ آئیں تو زمین یا دیوار
سے تین دفعہ رگڑ لے اور ہر ایک دفعہ دیکھا جائے کہ خشک ہو گیا ہے یا نہیں۔ جب یہ عمل کر چکے اور خشک
ہو جائے تو جان لے کہ استنجا پاک کرنے کا جو حکم تھا اسکو بجا لایا۔ اور جب پاک کر لے کے بعد وضو کرے تو اس
سے فارغ ہونے کے بعد ذکر کو نیچے سے پھیر کرے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سوراخ ذکر کے کنارے میں کوئی
قطرہ رہ جاتا ہے اور کھینچنے سے وہ نکل پڑتا ہے اور پھر وضو فاسد ہو جاتا ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ حق

اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے پھر آپ تین دفعہ کلی کیا کرتے تھے اور پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالتے تھے اور بعد میں تین دفعہ منہ دھوتے تھے اور اس کے بعد تین بار اپنے دونوں بازو دھویا کرتے تھے اور تین دفعہ سر پر پانی ڈالتے اور اس کے بعد آپ غسل فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آپ غسل سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو اس وقت آپ اپنے دونوں پاؤں دھویا کرتے تھے۔ اور کوئی صرف غسل ہی کرنا چاہے یعنی غسل جنابت نہ ہو۔ تو وہ پہلے اپنا بدن دھوئے۔ اور نیت کرے اور بسم اللہ پڑھے۔ اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ کیونکہ وضو اور غسل دونوں میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے۔ مگر دوسری روایت یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا وضو میں واجب ہے۔ اور اگر اس غسل سے نماز پڑھنا چاہے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر وضو اور غسل دونو کی نیت کرے تو اس صورت میں نماز پڑھ لینے کا مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر نیت نہ کریگا تو اس صورت میں دونوں باتیں نہیں ہوتا اور نہیں نماز روا ہوتی ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو غسل کے علاوہ وضو کامل نہیں کرتا اس کو اس غسل سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ غسل میں وضو کامل کرنا چاہیئے اور پانی کا زیادہ خرچ کرنا ادب سے خارج ہے بہتر یہ ہے کہ پانی اعتدال کے ساتھ خرچ کیا جائے اگر کوئی غسل اور وضو میں کم پانی خرچ کرے تو زیادہ پسندیدہ ہے روایت کی گئی ہے کہ آپ ایک مُد پانی سے وضو کرتے تھے اور مُد ایک رطل اور رطل کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اور جب غسل کرتے تھے تو ایک صاع سے کیا کرتے تھے اور صاع چار مُد پانی کے وزن کے برابر ہوتا ہے ٭

اعضاء دھونے کے وقت مستحب ذکر

جب استنجا سے فراغت پالے تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الشَّكِّ وَالنِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِي مِنَ الْفَوَاحِشِ اے اللہ میرا دل گمان اور نفاق سے پاک کر اور میرے اندام نہانی کو بدیوں سے نگاہ رکھ اور بسم اللہ کہنے کے وقت یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَحْضُرُوْنِ۔ خداوندا اس شیطان کے وسوسوں اور حملوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے پروردگار اپنے پاس شیطانوں کے آنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دونوں ہاتھوں کے دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْيُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ۔ خداوندا میں تجھ سے یمن اور برکت چاہتا ہوں اور شامت اور ہلاکت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور کلی کرنے کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ كِتَابِكَ وَكَثْرَةِ الذِّكْرِ لَكَ۔ خداوندا مجھ کو قرآن کے پڑھنے پر جو تیری کتاب ہے مدد دے اور اپنے ذکر کی کثرت پر طاقت عطا فرما۔ اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اَوْجِدْ لِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ عَنِّي رَاضٍ۔ بارِ الٰہا مجھ کو بہشت کی خوشبو دے اور مجھ سے راضی ہو۔ اور ناک چھڑکنے کے وقت کہے اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَوَائِحِ النَّارِ وَمِنْ سُوْءِ الدَّارِ۔ پروردگار میں دوزخ کی بُری بُوؤں اور بُرے گھر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور منہ دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِيَائِكَ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِي يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْهُ اَعْدَائِكَ۔ خداوندا جس دن تیرے دوستوں کے منہ سفید ہونگے اس دن تو میرے منہ کو بھی سفید کر اور جس دن میرے دشمنوں کے منہ سیاہ ہونگے اس روز تو میرے منہ کو سیاہ نہ کر۔ اور جب داہنے ہاتھ کو دھونے لگے تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اٰتِنِي كِتَابِي بِيَمِيْنِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيْرًا بارِ الٰہا میرا اعمال نامہ میرے داہنے ہاتھ میں دے اور میرے حساب کو آسانی سے لے۔ اور بایاں ہاتھ دھونے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُؤْتِيَنِي كِتَابِي بِشِمَالِي اَوْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔ خداوندا میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو میرے اعمال نامہ کو میرے بائیں ہاتھ میں دے یا پیٹھ کے پیچھے سے مجھ کو دے۔ اور سر کا مسح کرنے کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِي بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ خداوندا مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور اپنی برکتیں میرے اوپر نازل کر اور اپنے عرش کے نیچے اس دن مجھ کو سایہ عطا

خاص مقام میں نجاست کا چھٹنا اور آلودہ ہونا

اگر کوئی قطرہ کی موٹی جا سمیں یا مقعد کی دونوں طرفوں میں نجاست لگ جائے اور چمٹ جائے تو یہ مقام پانی سے دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتا کیونکہ یہ نجاست ہی خاص مقام سے خارج ہوتی ہے اس لئے اس نجاست کی ناسمجھی ہو جاتی ہے جو ران اور پنڈلی وغیرہ پر لگ جاتی ہے وہ پانی سے دھوئے کے بغیر دور نہیں ہوتی۔

کن چیزوں سے ڈھیلا کرنا روا ہے

ہر چیز خشک اور پاک اور صاف کرنے والی ہو اس سے ڈھیلا کرنا جائز ہے مگر کھانے کی چیز یا کسی ایسی چیز سے جو کسی قسم کی بزرگی رکھتی ہو استنجا کرنا روا ہے نہ کسی جاندار کا عضو۔ ہڈی یا گوبر سے کیونکہ یہ جنوں کی خوراک ہے اور ایسی چیزوں سے استنجا روا نہیں جو پھسلنے والی اور چیرنے والی ہیں۔ مثل کوئلہ اور شیشہ اور صاف کنکریں۔

وہ حالتیں جن میں استنجا کرنا واجب ہے

ان حالتوں میں انسان کو استنجا کرنا لازم آتا ہے۔ جب عورت مرد کے اگلے اور پچھلے راستہ سے یہ چیزیں خارج ہوں۔ نجاست۔ کیڑے۔ سنگریزے۔ خون۔ پیپ۔ مال اور مرد کے آلہ تناسل سے پانچ چیزوں کا خارج ہوتا ہے۔ پہلی پیشاب ہے۔ دوسری مذی یہ سفید پانی کی مانند ایک رقیق چیز ہوتی ہے۔ اور جب شہوت پیدا ہو لے اور لذت آمیز خیالات اٹھتے ہیں تو اس وقت نکل پڑتی ہے اور پیشاب کا حکم رکھتی ہے اس کے نکلنے پر اس خاص مقام کو اچھی طرح دھویا جائے۔ اور حصوں کو بھی خوب طرح سے دھونا چاہیئے حضرت علی رضہ روایت کرتے ہیں کہ ہر ایک جوان آدمی سے یہ پانی نکلتا ہے اور جب نکلے تو اس مقام اور خصیوں کو اچھی طرح دھونا چاہیئے تیسری ودی ہے پیشاب کے بعد سفید رنگ کا گاڑھا سا پانی نکلتا ہے اور یہ بھی پیشاب کا حکم رکھتی ہے چوتھی منی ہے اور یہ وہ سفید اور گاڑھا پانی ہے جو جماع سے لذت پانے یا احتلام کے وقت نکلتا ہے اور کودتا ہوا خارج ہوتا ہے اور جب مرد طاقتور اور جوانی کے عالم میں ہوتا ہے تو یہ زرد رنگ کا ہوتا ہے اور اگر جماع کی کثرت ہو تو اس حالت میں سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے اور ناتوانی یعنی کمزوری میں رقیق اور پتلی ہوتی ہے اور اسکی بو ایسی آتی ہے جیسی کہ خرما کے شگوفے اور خمیرے آٹے کی ہوتی ہے۔ اور مشہور روایت میں ہے کہ منی پاک ہوتی ہے مگر جب یہ نکل آئے تو سارے بدن کا دھونا واجب ہو جاتا ہے اور عورت کی منی پتلی زرد رنگ کی ہوتی ہے پانچویں ہوا ہے جو کبھی کبھی آگے سے نکلتی ہے جیسے پچھلے راستے سے

طہارت کبریٰ

یہ دو قسم پر ہے ایک تو کامل ہے اور دوسری کفایت کرنے والی جب طہارت کامل کرنے لگے تو اس میں سب کی نیت ہوتی ہے اور وہ سب حدث بزرگ کے دور کرنے یا غسل جنابت کے واسطے ارادہ کرتا ہے پس اگر زبان سے بھی کہے اور دل میں بھی اس کا ارادہ کرے تو یہ افضل ہے۔ اور پانی لینے کے وقت بسم اللہ پڑھے اور پہلے تین دفعہ دونوں ہاتھ دھوئے اور اس کے بعد نجاست کو دھوئے اور پھر کامل وضو کرے اور پاؤں کو بعد میں دھوئے۔ تین دفعہ سر پر پانی ڈالے اور سر کے بالوں کی جڑوں کو تر کرے اس کے بعد سارے بدن پر تین دفعہ پانی ڈالے اور اپنے بدن کو اچھی طرح سے ملے اور تمام بدن کے شکنوں اور سلوٹوں میں پانی ڈال کر اس کو خوب صاف کرے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنے بالوں اور بدن کو خوب صاف اور پاک کرو کیونکہ ہر ایک بال کے نیچے پلیدی ہے اور جب بدن پر پانی ڈالنے لگے تو اپنے داہنے پہلو سے ڈالنا شروع کرے۔ اور جب غسل کر چکے تو غسل کے مقام سے الگ ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اور اگر غسل کرنے کے درمیان وضو ٹوٹ نہ گیا ہو۔ تو اس طہارت سے نماز کا پڑھنا درست ہے کیونکہ ایسے غسل سے ہر ایک طرح کی نجاست دور ہو جاتی ہے اور اگر وضو قائم نہ رہا ہو غسل کے درمیان ٹوٹ گیا ہو۔ تو اس صورت میں نماز کے واسطے دوبارہ وضو کرے اور غسل کا اصل طریق وہ ہے جو عائشہ رضہ کی روایت میں ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلعم غسل جنابت کرتے تھے تو پہلے وہ تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے اور اس کے بعد

اور دوسری کو حق الناس کہتے ہیں یہ خاص شخص کی ذات سے متعلق ہوتی ہے۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ ستر عورت یعنی اپنی ننگی
کو لوگوں کی آنکھوں سے اس طرح چھپانے جیسا کہ چھپانے کا حق ہے اور برہنگی کے فصل میں مذکور ہوا ہے۔ اور حق الناس
پوشاک سکھلاتی ہے کہ گرمی اور سردی کی مصیبت سے بچے اور اپنی حفاظت کے واسطے پہنے اس قسم کی پوشاک آدمی
کو بھی واجب ہے۔ اور یہ روا نہیں ہے کہ ایسی پوشاک سے درگزر کرے۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا جان کے تلف
ہونے کا موجب ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ دوسری قسم مستحب اور داخل ادب ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ ہے
یہ تو چادر ہے۔ اگر کسی جماعت یا لوگوں کے مجمع میں ہو جیسا کہ عید اور جمعہ وغیرہ کے شریک ہیں۔ تو ان میں ایسے کپڑے ہوں
کو ننگا نہ کر دے۔ اور دوسری قسم حق الناس ہے یہ وہ ہے کہ جو عمدہ اور نفیس لباس کپڑے ہیں پہنے۔ ان کا پہننا زینت
کا باعث ہے اور آدمی کی آبرو بڑھتی ہے اور لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں اور ان سے بے مروتی نہ کرے اور جب
پگڑی باندھنے لگے تو پہلے اس کا سر اکٹھا کرے یا ٹوپی یا دائیں میں دبانے ایسا کرنا مستحب ہے۔ دبانے کی پگڑی کو سر
پر لپیٹے اور عرب کے لباس کے خلاف نہ پہنے۔ اور عجم کی پوشش کے مشابہ نہ کرے۔ یہ خلاف اور مشابہت مکروہ ہے
اور دامن کو لمبا نہ رکھے کیونکہ پیغمبر صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے لیے پاجامہ کی لمبائی کی حد
یہ ہے کہ وہ نصف پنڈلی تک ہو اور اگر ٹخنوں تک نیچا ہو تو اس میں بھی کوئی گناہ اور حرج واقع نہیں ہوتا۔ اور
جس قدر پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہوگا تو وہ دوزخ میں ہے۔ اگر کوئی متکبروں کی مانند لمبا پاجامہ پہنے تو خداوند کریم اس کی طرف
نگاہ نہیں کرے گا۔ ابو داؤد ابو سعید خدری کے واسطہ سے آنحضرت صلعم سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں جیسی کہ مذکور ہوئی ہے اور
جتنا مکروہ ہے جب نماز پڑھنے لگے تو اس وقت اپنے آپ کو کپڑے سے ایسا نہ لپیٹے کہ چادر اپنی دونوں کندھوں پر
اس طرح اوڑھ لے کہ کسی طرف سے اپنے ہاتھ باہر نہ نکال سکے اور ایسا ہی لال مکروہ ہے چادر لٹکا کر نماز پڑھنی اس طرح کہ چادر
کا وسط صرف سر پر ڈال کر اس کے دونوں طرف بیٹھے پر لٹکائے جائیں اور نہ سمودوں کا پہننا واجب ہے اور اسی طرح احتبا
مکروہ ہے۔ احتبا یہ ہے کہ اپنے دونوں رانوں سینے سے لگا کر بیٹھ جائے اور پشت کی طرف سے چادر لا کر دونوں گھٹنوں
پر لپیٹ لے اس طرح کرنے سے پشت کی چادر تکیہ کا کام دیتی ہے مگر اس کی کراہت اس وقت ہے جب چادر کے سوا کوئی اور کپڑا
موجود نہ ہو کیونکہ اس وقت ایسا کرنا برہنہ ہونا ہے۔ اور اگر نیچے کوئی اور کپڑا پہنا ہوا ہو تو پھر ایسا کرنا کچھ مضائقہ نہیں کھانا
اور ایسا ہی نماز میں ڈھاٹا باندھنا اور ناک چھپانا مکروہ ہے۔ اور مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کی سی پوشاک نہ پہنیں اور عورتیں ایسے
کپڑے نہ پہنیں جو مردوں کے پہناوے کے مشابہ ہوں کیونکہ پیغمبر صلعم نے ایسا کرنے والے آدمیوں پر لعنت کی ہے اور ان کو عذاب
کا خوف دلایا ہے اور نماز میں چوتڑوں کے بل نہ بیٹھے اس طرح کہ دونوں پاؤں لمبے کر لے اور دونوں چوتڑوں پر بیٹھ جائے
یا چوتڑوں کے بل بیٹھ کر دونوں پاؤں کھڑے کر دے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس طرح کا بیٹھنا ہے اور
کتے کی طرح بیٹھنا منع ہے اور پھٹا ہوا کپڑا نہ پہنے کیونکہ اس سے بدن دکھائی دیتا ہے اور اگر اندام نہانی کی جگہ پر سے پھٹا ہوا ہوگا تو
ایسا کرنے والا آدمی گنہگار ہوگا اور اگر کوئی جان بوجھ کر نماز کی حالت میں پھٹا ہوا کپڑا پہنے اور اندام نہانی اس سے دکھائی دے
تو اس صورت میں نماز درست نہیں ہوتی اور شارع نے پاجامہ کی تعریف کی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پاجامہ آدھی پنڈلی
ہے اور مردوں کے واسطے اس کے پہننے کی تاکید ہے۔ اور پائینچے کشادہ رکھنا مکروہ ہیں اور تنگ رکھنا بہت بہتر اور مناسب
کیونکہ اس سے پردہ زیادہ رہتا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی کہ خداوندا پاجامہ پہننے والی عورتوں کو بخش دے
کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ راستے میں جا رہے تھے جاتے ہوئے ایک عورت پاس سے گذری جو بلندی پر چڑھ رہی تھی اور گر پڑی۔
رسول مقبول نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی جس عورت کی طرف سے آپ نے اپنا منہ
پھیر لیا ہے وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے اس وقت آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ اور بعض حدیثوں
میں وارد ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ لمبے پاجامے پہننے مکروہ ہیں جو لمبے اور کشادہ ہوں اس قدر کہ دونوں پائینچے دونوں

فرما صرف تیرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اور دونوں کانوں کا مسح کرنے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ اَسْمِعْنِيْ مُنَادِيَ الْجَنَّةِ مَعَ الْاَبْرَارِ ۔
خداوندا مجھے قرآن کے سننے والوں اور اس کی اچھی طرح سے پیروی کرنیوالوں میں سے بنا اے اللہ جو لوگ نیکوکاروں کے ساتھ
جنت کی طرف جانے کے واسطے پکارتے ہیں ان کی پکار مجھ کو سنا دے۔ اور جب گردن کا مسح کرنے لگے تو اس وقت یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ
فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ خداوندا دوزخ سے میری گردن کو آزاد کر دے
میں زنجیروں اور طوقوں سے تیرے ہاں پناہ مانگتا ہوں۔ اور اپنا داہنا پاؤں دھونے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ
قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ مَعَ اَقْدَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ خداوندا مومنوں کے پاؤں کے ساتھ میرے پاؤں کو پل صراط پر قائم اور
ثابت رکھ۔ اور بایاں پاؤں دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ
يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِيْنَ۔ خداوندا میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس دن جبکہ منافقوں کے پاؤں پل صراط پر سے میرا پاؤں
پھسلے اور جب اپنے وضو سے فارغ ہو جائے تو اس وقت اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَسْاَلُكَ التَّوْبَةَ فَاغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا
شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ اَذْكُرُكَ وَاُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ جو اکیلا اور یکتا
ہے دوسرا کوئی معبود نہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا بھیجا ہوا ہے پاکی تیرے واسطے ہی ہے
تیرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے میں نے برا کام کیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے توبہ
کی درخواست کرتا ہوں پس تو مجھ کو بخش دے اور میری توبہ پر رحمت کر اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا
ہے اے اللہ تو مجھ کو اسی طرف لوٹنے والوں میں سے بنا اور مجھ کو پاکیزہ لوگوں میں سے کر اور مجھ کو صابر اور شاکر کر دے
اور ایسا کر دے کہ صبح اور شام سراسر تیرا ذکر کیا کروں اور تیری ہی تسبیح کروں ۞

پوشاک کے بیان میں

کپڑے پہننے پانچ قسم پر ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا پہننا عاقل اور بالغ آدمی کے واسطے حرام ہے۔ دوسری قسم کے وہ ہیں
جو ایک کے لئے تو حرام ہیں مگر دوسرے کے واسطے حرام نہیں تیسری قسم کے وہ ہیں جن کا پہننا مکروہ ہے۔ چوتھی قسم میں وہ ہیں
جو مباح ہیں۔ پانچویں قسم کے کپڑے پاک ہیں۔ (۱) جو کپڑے کسی کے چھین کر پہنے جائیں وہ حرام مطلق ہیں۔ (۲) جو کپڑے
ایک پر حرام ہیں اور دوسرے پر حلال وہ ریشمی ہیں مردوں کا پہننا حرام ہے اور عورت کو حلال اور لڑکوں کو ریشمی کپڑا پہنانے
میں دو روایتیں ہیں اور اسی طرح کافروں کی لڑائی میں مردوں کو حریر پہننے کے لئے بھی دو روایتیں آئی ہیں جن میں سے
ایک میں مباح لکھا ہے جو چوتھی قسم ہے (۳) جو کپڑا بہت لمبا اور نیچا پہنا جائے وہ مکروہ ہوتا ہے اس سے تکبر ثابت
ہوتا ہے اور ایسا ہی اس کپڑے کا پہننا مکروہ ہے جس میں ریشم اور سوت اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون
زیادہ ہے اور کون کم ہے ۞ (۵) پاک کپڑا وہ ہے جس کو ہر ایک خاص اور عام آدمی پہن سکتا ہے اور پہنتا ہے اور ایسے
کپڑے اس شہر اور شہر کے لوگوں کی روش کے خلاف کپڑا پہننا منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ لوگوں کی روش کے برخلاف کپڑا پہنے تو وہ
انگشت نما کرتے ہیں اور اس کو پسند نہیں کرتے اور پیچھے برا کہتے ہیں۔ پس اس قسم کا پہننا ایک تو اوروں کی تکلیف کا باعث ہوتا
ہے اور دوسرے اس کی غیبت کا۔ اس صورت میں روش کے خلاف کپڑا پہننے والا ایک گناہ کا باعث ہوا اور دوسرا گناہ جس کا مرتکب ہوا

پوشاک کی قسمیں

ایک طرح کی پوشاک تو واجب ہے اور دوسری مستحب ہے پھر واجب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حق اللہ کہلاتی ہے

مگر اسکی بجائے نیک خواب رہجائینگے۔ عبادہ بن صامت رض کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مومن آدمی کو جو خواب آتا ہے
وہ پیغمبری کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے اور جب کوئی گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرے تو اس وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ۔ خداوندا
میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا پھسلوں یا پھسلایا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں
یا ناداں ہوں یا ناداں بنایا جاؤں۔ شعبی حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے جب محمد صلعم میرے
گھر سے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے اور دیکھ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے جو اوپر
مذکور ہوئی ہے اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور صبح و شام رسول مقبول یہ دعا
پڑھا کرتے جو یہ ہے اَللّٰھُمَّ بِکَ نُصْبِحُ وَبِکَ نُمْسِیْ وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ۔ خداوندا میں تیرے ساتھ صبح کرتا
ہوں اور تیرے ساتھ ہی رات بسر کرتا ہوں اور تیرے فضل سے ہی زندہ رہتا ہوں اور تیرے حکم سے مرتا ہوں اور دن کے وقت
دعا میں یہ الفاظ زیادہ کرتے والیک النشور اور تیری طرف ہی زندہ ہو کر اٹھنا ہے اور رات کے وقت یہ الفاظ بڑھاتے۔
والیک المصیر اور تیری طرف ہی بازگشت ہے اور اس دعا کے ساتھ یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِکَ
عِنْدَکَ نَصِیْبًا فِیْ کُلِّ خَیْرٍ تَقْسِمُہٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ فِیْمَا تَقْسِمُ مِنْ نُوْرٍ تَھْدِیْ بِہٖ اَوْ رَحْمَۃٍ
تَنْشُرُھَا اَوْ رِزْقٍ تَبْسُطُہٗ اَوْ ضُرٍّ تَکْشِفُہٗ اَوْ ذَنْبٍ تَغْفِرُہٗ اَوْ شِدَّۃٍ تَدْفَعُھَا اَوْ فِتْنَۃٍ تَصْرِفُھَا
اَوْ مُعَافَاۃٍ تَمُنُّ بِھَا بِرَحْمَتِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پروردگارا مجھ کو ایسے بندوں میں سے جو تیرے
پاس ہیں زیادہ بزرگ کر۔ اور ہر ایک نیکی میں سے جو تو دنیا اور آخرت میں عطا کرتا ہے بہتر نیکی عطا کر اور وہ نیکی نور ہے
جس سے تو راستہ دکھلاتا ہے اور یا وہ رحمت ہے جو تو لوگوں پر نازل کرتا ہے اور یا وہ روزی ہے جس کو تو کشادہ کرتا ہے اور
یا وہ ضرر ہے جس کو تو دور کرتا ہے اور یا وہ گناہ ہے جسے تو بخشتا ہے یا سختی ہے جو دفع کرتا ہے یا بلا ہے جو تو لوٹا
دیتا ہے اور یا وہ تندرستی ہے جو اپنے فضل سے عنایت کرتا ہے اور تو ہی ہر ایک چیز پر قادر ہے اور جب مسجد میں
داخل ہونے کا ارادہ کرے اس وقت پہلے اپنا دایاں پاؤں آگے بڑھائے اور اس کے بعد بایاں پاؤں رکھے اور
یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں خدا کے رسول
پر سلام ہو خداوندا محمد صلعم پر رحمت بھیج اور اس کی اولاد پر رحمت نازل کر اور میرے گناہوں کو بخشدے اور میرے واسطے
اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جو پہلے مسجد میں موجود ہو اس پر سلام کہے

اگر مسجد میں کوئی آدمی پہلے نہ ہو تو یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ۔ پروردگار کی طرف سے
جو بزرگ اور برتر ہے ہم پر سلام ہو اور جب مسجد میں داخل ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر بیٹھے۔ اس کے بعد
اگر چاہے نفل پڑھے اور چاہے تو بیٹھ جائے اور خداوند کریم کی یاد میں مشغول ہو جائے اور بااس طرح چپ چاپ ہو کر
بیٹھے کہ گویا دنیا کے کام اس کو یاد ہی نہیں اور مسجد میں بیٹھکر بہت باتیں نہ کریں مگر ضروری بات کرنی جائز ہے اور جب
نماز کا وقت آئے تو پہلے سنتیں پڑھے اور پھر جماعت کے ساتھ فرض ادا کرے اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے
اور مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے تو بایاں پاؤں پہلے باہر نکالے اور اس کے بعد دایاں۔ اور اس وقت یہ دعا پڑھے
بِسْمِ اللّٰہِ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْلِیْ
ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ۔ خدا کے نام پر اب نکلنا شروع کرتا ہوں خدا کے پیغمبر پر سلام ہو اے خداوندا محمد پر
رحمت بھیج اور محمد صلعم کی اولاد پر رحمت بھیج اور میرے گناہوں کو بخشدے اور میرے واسطے اپنے فضل کے دروازے
کھول دے اور ہر ایک نماز کے بعد یہ مستحب ہے کہ تینتیس ۳۳ دفعہ تسبیح پڑھے اور اسی دفعہ ہی حمد پڑھے اور اسی دفعہ ہی

دونوں پاؤں کی پیٹھ پر پڑے ہوں اور اصل یہ کہ فراخ ہو یہ مستحب ہے [illegible] اِذَا کَانَ وَاسِعًا جس طرح
ہو تو رہنی مکروہ ہے۔ اور بہتر لباس وہ ہے جو عیب کو ڈھانپ دینے والا ہو اور سب رنگ کے کپڑے سفید ہیں۔ کیونکہ
آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے واسطے سب سے بہتر سفید جامہ ہے اور دوسری روایت میں اس طرح آیا
ہے تمہیں لازم ہے کہ اپنے زندوں کو سفید کپڑے پہناؤ اور مردوں کو کفن بھی سفید دو۔ اور ابن عباس رضہ روایت کرتے ہیں کہ
پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کپڑوں میں سے تم سفید جامہ پہنو کیونکہ یہ تمہارے لباسوں میں سے بہتر لباس ہے اور مردوں کو
دفناؤ تو سفید کپڑوں میں دفناؤ اور تمہارے واسطے سب سے اچھا سرمہ اثمد ہے "جو سرمہ اصفہانی کہلاتا ہے" بینائی
زیادہ کرتا ہے اور پلکوں کو بڑھاتا ہے ۔

خواب کا بیان

جب آدمی سونے کا ارادہ کرے تو پانی کے برتن کو ڈھانپ دے اور مشک کا منہ باندھ دے اور چراغ کو گل کر دے اور
دروازہ کو بند کرے ۔ اور اگر کوئی بو دار چیز کھائی ہو۔ تو منہ دھو کر سوئے تاکہ کوئی موذی جانور ضرر نہ دے ۔ اور بسم اللہ پڑھے اور
اس روایت پر عمل کرے جو ابوداؤد نے سعد بن عبیدہ سے بیان کی ہے اور انہوں نے عازب کے بیٹے براء سے کہ
آنحضرت صلعم نے براء سے فرمایا کہ جب تو خوابگاہ میں جائے تو نماز کے وضو کی طرح پہلے وضو کر اور پھر دائیں پہلو پر لیٹ
جا اور یہ پڑھ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً
وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ
اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ (ترجمہ) خداوندا میں نے اپنے منہ کو تیرے سپرد
کیا اور اپنے کام کو تجھ پر چھوڑا اور اپنی مدد کے لئے تجھ پر تکیہ کیا اور تیری پناہ میں ہوتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں
اور تجھ ہی سے خوف کرتا ہوں تیرے سوا اور کوئی پناہ نہیں اور یہ ہی تیری پرہیزگاری کی جگہ ہے میں تیری کتاب پر جو تو نے نازل
کی ہے ایمان لایا اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا ہے پس اگر تو اس حال میں مر جائیگا تو مسلمان مریگا اور فرمایا کہ اس کے
بعد اس دعا کو پڑھا کر۔ براء نے کہا کہ میں اس دعا کو یاد کرنے لگا یاد کرنے کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ۔ کہ اب
آپ کو سناؤں فرمایا پڑھو میں نے دعا میں یہ پڑھا برسولک الذی ارسلت تیرے رسول پر جو تو نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا
اس طرح نہیں بلکہ یوں کہہ ونبیک الذی ارسلت اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا ہے ۔

پس حدیث کے موافق قبلہ کی طرف منہ کر کے دائیں کروٹ پر سونا اس طرح جیسا کہ آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور
اگر اس مطلب کے واسطے چت پیٹھ پر لیٹے کہ آسمان اور زمین کی بادشاہت میں غور کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اوندھا
لیٹ کر سونا مکروہ ہے اور اگر خواب میں کوئی ڈرانے والی چیز دکھائی دے اور خداوند کریم سے اس چیز کے ضرر سے پناہ مانگے
اور تین دفعہ بائیں جانب تھوکے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیْ شَرَّ رُؤْیَایَ وَاَحْمِنِیْ مِنْ شَرِّهَا خداوندا میرے
لئے اس خواب کا نتیجہ نیک کر اور اس کے شر سے بچا۔ اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
پڑھے اور اگر نجس ہو اور ناپاکی کی حالت میں ہو تو پھر نہ پڑھے اور اپنی خواب کو بیان نہ کرے مگر ایسے لوگوں کے پاس جو نیک
اور عقلمند اور سمجھنے والے ہوں ۔ اور اگر خواب میں شیطانی خیالات دیکھے تو ان کو بیان نہ کرے کیونکہ ان کا باعث شیطان
ہے جو بری شکل میں آتا ہے ۔ ابی قتادہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبر سے سنا ہے کہ خواب تو خدا کی طرف سے
ہوتے ہیں اور خیالات شیطان کی جانب سے سرزد ہوتے ہیں پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اپنی بائیں
جانب تین دفعہ تھوکے اور خدا سے اس کی برائی سے پناہ مانگے۔ اگر ایسا کرے تو برے خواب اسکو نقصان نہیں پہنچائے
ابو ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول مقبول صلعم صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے تو جو لوگ حاضر ہوتے تھے ان
سے پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے اور پھر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہوگی

کربلا اختیار کریگا تو خداوند کریم اس پر فقر کا دروازہ کھول دیگا اور جو سوال کرنے سے پرہیز رکھیگا تو اس حالت میں خداوند کریم اس کو سوال
کرنے سے بچائے رکھیگا اور جو یہ خواہش کرتا ہے کہ میں بے نیاز ہو جاؤں اس کو خداوند بے نیاز کر دیتا ہے البتہ اگر کوئی آدمی
رسی لیکر جنگل میں جائے اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ لائے اور ایک مد کھجور کے عوض ان کو بازار میں بیچے تو یہ اس سے کئی
درجے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرکے کچھ لے اور سوال کرنے میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاید دیں یا نہ دیں۔ روایت کی گئی
ہے کہ جو آدمی ایک دروازے پر سوال کرتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ فقر کے ستر دروازے کھول دیتا ہے اور رسول مقبول سے
روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان صاحب عیال درویش ہو خداوند تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اور ایسے آدمی
کو دوست نہیں رکھتا جو بیمار نہ ہو اور باوجود تندرست ہونے کے نہ تو دنیا کے کام میں مشغول ہو اور نہ ہی دین کے کام میں
روایت کی گئی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے خداوند کریم کے حضور حق تعالیٰ سے دعا مانگی۔ کہ اے اللہ میرے لئے
کوئی معاش کا ذریعہ تجویز کردے جس کے وسیلے سے میں اپنے ہاتھ سے محنت کروں اور اس کمائی سے کھاؤں خداوند تعالیٰ
نے آپ کے ہاتھ میں لوہے کو ایسا نرم کر دیا تھا کہ وہ خمیر اور موم کی مانند ہو جاتا تھا۔ آپ اس لوہے سے زرہیں بنایا کرتے
تھے اور جو کچھ ان کی قیمت سے وصول ہوتا تھا اس سے آپ مع اپنے اہل و عیال کے زندگی بسر کیا کرتے تھے حضرت
سلیمان ابن داؤد نے حق تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار تو نے مجھے بادشاہی عطا کی اور وہ بھی ایسی کہ ویسی مجھ
سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی اور میں نے یہ خواہش کی تھی کہ ایسی بادشاہت میرے بعد بھی کسی اور کو نہ دی جائے۔ آپ نے
میری یہ دعا بھی قبول فرمائی اور جو کچھ میں نے مانگا تو نے وہ مجھے عطا کر دیا اگر تیرا شکر ادا کرنے میں مجھ سے کچھ کوتاہی ہوئی
ہے تو میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو اپنے ایسے بندے دکھا دے جو میری شکرگزاری میں مجھ سے زیادہ ہیں اس لئے
خداوند تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے سلیمان میرا ایک بندہ اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اور اس کمائی سے اپنا پیٹ پالتا ہے
اور اسی سے اپنا تن ڈھانپتا ہے اور یہ ہی بندگی میں مصروف رہتا ہے میرا وہ بندہ تجھ سے زیادہ شکرگزار ہے اس کے بعد حضرت
سلیمان نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ مجھے بھی اپنے ہاتھ سے کسب کرنا سکھلا پس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور
کھجور کے پتے لئے اور ان سے آپ کو زنبیل بنانی سکھلائی جس نے سب سے پہلے زنبیل بنائی ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام
ہی ہیں اور بعض حکماء نے کہا ہے کہ چار قسم کے آدمیوں سے دین اور دنیا قائم ہے علماء۔ امیر۔ غازی اور چوتھا گروہ کسب
کرنیوالوں کا ہے۔ امیر تو چرواہے کی مانند ہیں جو اپنے بندوں کو اسی طرح چرا لیتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ چرواہا
اپنے ریوڑ کو۔ اور جو عالم لوگ ہیں وہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔ وہ گمراہوں کو آخرت کا راستہ بتلاتے ہیں اور لوگ ان کی نیک
عادت کے پیرو ہوتے ہیں اور جو غازی ہیں۔ یہ خدا کا لشکر ہے جو کافروں کی بیخ کنی کرتا ہے اور کسب کرنیوالے خدا کے
امانتدار ہیں اور لوگوں کی مصلحت اور دنیا کی آبادی ان سے ہے اور اگر چرواہے ہی بھیڑئیے ہو جاویں تو بکریوں کی کون نگہبانی
کرے۔ اور اگر علماء علم کو چھوڑ کر دنیا کے کاموں میں لگ جائیں اور لوگوں کو تعلیم نہ دیں تو اس صورت میں خدا کے بندے کس کی
پیروی کریں۔ اور اگر غازی اپنے فرائض کو ترک کریں مکہ اور شہر کے واسطے سوار ہوں اور لوگوں کو لوٹنے کے طمع پر نکلیں۔ تو
اس حال میں دشمن پر کیونکر فتح پا سکتے ہیں۔ اور اگر کسب کرنیوالے خیانت کرنے لگ جائیں تو ان سے لوگوں کا اعتبار جاتا
رہیگا اور پھر کسب نہیں ہو سکیگا اور اس میں خلل آ جائیگا اور اگر کوئی آدمی سوداگری کرتا ہے اور اس میں یہ تین خصلتیں نہیں
ہیں تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں محتاج رہیگا۔ اس لئے اس کو واجب ہے کہ زبان کو ان تین چیزوں سے نگاہ رکھے
پہلی یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولے۔ اور بیہودہ بکواس نہ کرے جھوٹی قسم نہ کھائے۔ دوسری اپنے دل کو اپنے ہمسائیوں
اور اپنے قریبیوں کی طرف سے دھوکے اور حسد سے پاک صاف رکھے۔ تیسری ان تین عادتوں کا اپنے آپ کو عادی بنائے
یعنی نماز جمعہ اور جماعت کا۔ اور رات اور دن کے کسی حصہ میں علم حاصل کرنے میں مشغول ہوا کرے اور اس بات کو ہمیشہ
مقدم جانے کہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ اور کسب حرام سے بچتا رہے روا نہیں ہے کہ جس نے کسب پلید کے ذریعہ کچھ کمایا

مکمل کیے اور آخر کار اس دعا سے یہ سلسلہ پورا کر کے ختم کرے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور کوئی اس کا شریک
نہیں اسی کے واسطے ملک ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور ہمیشہ پاک رہنا مستحب
ہے انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ زندگی میں ہمیشہ پاک رہ اور حسب مقدور تیری طاقت
ہے اس کے موافق رات اور دن میں نماز ادا کر یارہ۔ کیونکہ اس صورت میں تیرے نگہبان فرشتے تجھے دوست رکھینگے
اور چاشت کے وقت کی نماز کو ادا کر کیونکہ یہ پرہیزگار لوگوں کی نماز ہے اور جس وقت اپنے گھر میں آئے اس وقت اپنے
گھر کے آدمیوں کو سلام علیکم کہا کر اس سے نیکی بڑھ جاتی ہے اور جو مسلمان بزرگ ہوں ان کی عزت اور توقیر کرو۔ اور
چھوٹوں پر مہربانی کرو تاکہ بہشت میں تو میرا رفیق ہو۔ یہ حدیث بڑی جامع ہے اس میں بہت سے آداب اکٹھے کر کے
بھر دیئے گئے ہیں۔

منزل میں داخل ہونے کا سامان اور کسب حلال اور تنہائی کی حالت کا ذکر

جب آدمی اپنے گھر میں آئے اور اس میں داخل ہونا چاہئے تو دروازہ پر کھڑا ہو کر کھانسے اور یہ کہے السلام علینا
من ربنا میرے رب کی طرف سے مجھ پر سلام ہو کیونکہ بعض حدیثوں میں آتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے گھر سے باہر جاتا
ہے تو اس کے گھر کے دروازہ پر حق تعالی دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے یہ فرشتے اس کے گھر کے مال اور اہل اور عیال کی
نگاہبانی کرتے رہتے ہیں اور شیطان لعین اس کے گھر کے دروازہ پر سرسرکش اہلکار کھڑے کر دیتا ہے اور جب مسلمان
واپس اپنے گھر کے دروازہ کے نزدیک پہنچتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں خداوندا اگر یہ وجہ حلال سے کما کر لاتا ہے تو اس کو تو
زیادہ توفیق دے اور دروازہ پر پہنچکر جب یہ کھانستا ہے فرشتے تو اس کے نزدیک آجاتے ہیں اور شیطان بھاگ جاتے
ہیں اور جس وقت یہ کہتا ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلام ہو۔ تو اس وقت شیطان چھپ جاتے ہیں اور دو تو
فرشتے اس کے داہنے بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب وہ دروازہ کھولتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس وقت شیطان
تو چلے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے ساتھ گھر میں گھس جاتے ہیں اور اس کے گھر کی تمام اشیاء کو درست اور اچھا کر دیتے
ہیں اور وہ اس کا دن رات آسائش سے گذرتا ہے اور بڑے آرام میں رہتا ہے اور جب اپنے گھر میں بیٹھتا ہے تو فرشتے
اس کے سر کے اوپر رہتے ہیں پس جو کچھ یہ کھاتا پیتا ہے وہ پاک اور طیب اور طاہر ہوتا ہے۔ اور جب تک یہ اپنے
گھر میں رہتا ہے رات ہو یا دن اس کی جان بھی پاک رہتی ہے اور اگر کوئی مسلمان ان باتوں پر عمل نہیں کرتا تو فرشتے
وہاں سے کھسک جاتے ہیں اور اس کے ساتھ شیطان گھر میں گھس جاتے ہیں اور پھر اس کو گھر میں بری اور نالائق
چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور گھر کے آدمیوں سے بھی وہ باتیں سنتا ہے جو سننے کے لائق نہیں ہوتیں اور دیر میں اسکی
اور جلد لڑنے والی ہوتی ہیں اور اگر وہ بعض عورتیں کے ہو تو انکی بداخلقی اور ترشی وارد ہوتی ہے اور سوتا ہے تو ایسا سوتا
ہے جیسا مردار۔ اور اٹھتا ہے تو ایسی چیز کی آرزو میں اٹھتا ہے جو اس کو کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس کا نفس نحس رہتا ہے
اور اس کی نجاست کے سبب اس کا کھانا پینا اور سونا حرام اور نکمہ ہوتا ہے اور تعاش حاصل کر سکے بات میں ابوہریرہ
پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اس واسطے وجہ حلال سے کماتا ہے کہ خود سوال کرنے سے
بچا رہے اور اپنے اہل پر خرچ کرے اور ہمسایہ پر مہربانی کر سکے۔ تو قیامت کے دن خداوند کریم اس کو اس طرح اٹھائے گا کہ
اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ اور جو شخص دنیا کو وجہ حلال کماوے لیکن اسکی غرض اسے بہت جمع
کرنے اور فخر کرنے دکھلاوا کرنے کی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں خداوند کریم سے ملیگا کہ وہ اس سے ناخوش ہوگا۔
ابن مسعود انصاری رض روایت کرتے ہیں۔ کہ آسائش دس چیزوں میں ہے ان میں سے نو تو معیشت کی تلاش کرنے میں ہیں اور
ایک خدا کی بندگی میں ہے۔ اور جابر بن عبداللہ رض پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی حلال

نہ اگر تم خداوند کریم کی دوستی چاہتے ہو تو گنہگاروں کے دشمن ہو اور اگر خدا کی رضا کی مطلوب ہو تو اُس کے دشمنوں سے دور رہو اور
خداوند تعالیٰ کی رضا اُس کے دشمنوں کی ناراضی میں ہے۔ اور اگر لوگوں کے ساتھ میل جول کے بغیر چارہ نہیں تو بہتر ہو کہ علماء کے
ساتھ میل جول رکھو۔ کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ علماء کے پاس بیٹھنا عبادت ہے۔ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کو
لازم ہے کہ دل کو فکر میں اور تن کو صبر میں اور آنکھوں کو گریہ وزاری میں لگائے رکھے۔ اور کل کی روزی کے واسطے غم نہ کھا
کیونکہ یہ ایک گناہ ہے جو تیرے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا اور مسجدوں میں جانا اپنے اوپر لازم رکھ کیونکہ اس میں مسجدوں کی آبادی
ہے اور جو لوگ مسجدوں کو آباد کرتے ہیں وہ اہل اللہ ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مسجد میں بہت آمد و رفت کرتا ہے
وہ بخشے ہوئے بھائی سے ملتا ہے اور اس کو وہ رحمت جس کا انتظار کر رہا ہے حاصل ہوتی ہے اور ایسی باتیں حاصل ہوتی ہیں
جو ہدایت پر دلالت کرتی ہیں اور ہلاکت سے بچاتی ہیں اور ایسا علم پاتا ہے جو عمدہ ہوتا ہے اور محبت اور خدا کے خوف کے سبب
سے گناہوں کو چھوڑتا ہے اور اگر کوئی گوشہ نشینی اختیار کرے تو اس کو ہرگز جائز نہیں کہ جمعہ اور نماز باجماعت کو ترک کرے کیونکہ
ہمیشہ کے واسطے جمعہ کی نماز چھوڑ دیگا تو اس صورت میں کافر ہو جائیگا۔ پیغمبر صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے
جو شخص بغیر عذر کے تین دفعہ نماز جمعہ ترک کرے اس کے دل پر خداوند کریم مہر لگا دیتا ہے۔ جابر رضہ روایت کرتے ہیں کہ خداوند
تعالیٰ نے جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں میرے اس مہینے میں میرے اس سال میں قیامت تک۔ پس اگر کوئی شخص باوجود
ہونے امام عادل یا ظالم کے نماز جمعہ کو حقارت یا انکار سے ترک کرے تو اللہ جل شانہ اس کی پریشانی کو دور اور اس کے کاموں
کو پورا نہ کریگا اور اس کی کوئی نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ قبول نہیں ہوتا سوا اس کے کہ وہ توبہ کرے اور اگر وہ توبہ کرے
تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور مذکورہ سزا اس واسطے بھی ہے کہ جو آدمی نماز جمعہ کو ترک کرتا ہے وہ کلام الٰہی کی
تحقیر کرتا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کو جمعہ کی نماز کے واسطے بلایا جائے تو اس وقت
خدا کی یاد کرنے کے واسطے دوڑو اور جو آدمی خدا کی کلام کی اہانت کرتا ہے (خدا اس سے پناہ میں رکھے) اور اس کے بلانے
کو حقیر سمجھتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور جو ایسا کرتا ہے خداوند کریم اس
کی توبہ قبول کرتا ہے پس جمعہ کی نماز کا ترک کرنا جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ کسی کو ایسا عذر جو از روئے شرع جائز ہے
اور تنہائی اختیار کرنی بھی اس حال میں جائز ہے کہ لوگ اس میں طعنہ نہ کریں اور جماعت کی نماز کو نہ چھوڑا جائے اور ایسے لوگوں
سے میل جول رکھے جو دین کے کاموں میں مدد دینے والے ہوں۔ کیونکہ تنہائی اس واسطے اختیار کرتے ہیں کہ اگر دو آدمی مل کر
بیٹھینگے تو بیہودہ بکواس کرینگے جھوٹ بولینگے یا کوئی گناہ بار بار کر بیٹھینگے یا دوسرے کے ہاتھ سے ایک کا خون ہو جائیگا۔
یا ایک دوسرے کا مال چرالیگا اور تنہائی اور جدا رہنے میں ان باتوں سے سلامت رہتا ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو پھر
مذکورہ بالا غرض کے واسطے ملنا درست ہے۔

سفر کے آداب

جب کوئی آدمی سفر پر جانے لگے یا حج کے سفر کا ارادہ کرے یا جہاد کا یا ایک گھر سے دوسرے کے گھر کو جانے کا یا کسی
اور حاجت کے طلب کرنے کے واسطے کہیں سفر کرے تو اس کو چاہئے کہ پہلے نماز کی دو رکعتیں ادا کرے اور اس کے بعد یہ
دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنَا بَلَاغًا یَبْلُغُ خَیْرًا وَّمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ "خداوندا مجھ کو نیکی اور اپنی خوشنودی کی جگہ میں
پہنچا دے اور اپنی بخشش عطا فرما سکی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور ہر ایک چیز پر تو قادر ہے خداوندا سفر میں میرا ساتھی تو
ہی ہے اور میری اہل اور اولاد اور میرے مال پر تو ہی خلیفہ اور نگہبان ہے یا خداوند کریم تو ہم پر سفر کو آسان کر دے اور
سفر کی مسافت یعنے دوری کو کم کر دے خداوندا سفر کی سختیوں سے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں [illegible] سے پناہ مانگتا
ہوں اور اپنے اہل و اولاد اور مال پر نظر بد سے پناہ چاہتا ہوں۔ [illegible] کی صبح کو شروع کرنا مناسب ہے۔ اور [illegible]

ہے اور اُسنے کھانے کا ارادہ کرکے بسم اللہ پڑھا ہے تو شیطان اُس کو کہتا ہے کہ تو بھی کھا اور میں بھی کھاتا ہوں کیونکہ
تیرے اس کسب کرنے میں بھی میرے ساتھ شریک تھا اور اب بھی تیرے ساتھ شریک ہوں اور تجھ سے جدا نہیں ہونگا۔
پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آدمی کسب حرام کرتا ہے شیطان اسکے ساتھ شریک ہوتا ہے جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے
وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنے شیطان تو انکے مالوں اور اولادوں میں شریک ہو۔ پس مالوں میں تو شیطان
کی شرکت حرام مال میں ہے اور اولاد میں شیطان کی شرکت اس اولاد میں ہوتی ہے جو زنا کی اولاد ہو ایسا ہی تفسیروں
میں بیان کیا گیا ہے۔ ابن مسعود رض روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی کوئی مال کسب حرام سے پیدا کرتا ہے اور اس سے صدقہ کرتا ہے
تو اُسے اُسکو کوئی ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوتا ہے۔ اور جو کچھ اس میں سے وہ خرچ کرتا ہے تو اس کو اُسی سے کوئی برکت
نہیں ہوتی یعنے اور جسقدر ایسا حرام مال چھوڑ جاتا ہے وہ دوزخ کی طرف جانے کے واسطے اس کا توشہ ہوتا ہے۔
غرض حرام ہے وہی شخص سچا رہتا ہے جو اپنے گوشت اور خون پر رحم کرتا اور ڈرتا ہے کہ حرام سے نہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ انسان
کی خوبصورتی اسی گوشت اور خون سے ہے اس لئے حرام سے اور اہل حرام سے پرہیز کرتا کہ تیری تندرستی اور خوبصورتی
جاتی نہ رہے اور تو حرام خوروں کے پاس بھی نہ بیٹھ اور نہ حرام کسب کرنیوالوں کا کھانا کھا۔ اور نہ کسی شخص کو کسب حرام کرنے
یا حرام کھانے پر کسی قسم کی رغبت دے کیونکہ اگر تو ایسا کریگا تو تو بھی ان کا شریک سمجھا جائیگا۔ پس پرہیزگاری ہی کا دیندا
ری اور عبادت کے قائم رکھنے والی اور آخرت کے کام کی تکمیل کرنیوالی ہے لیکن تنہائی اور گوشہ نشینی کی نسبت رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھنا ہی عبادت ہے پس اس کو لازم پکڑو اور آپ نے فرمایا ہے کہ مومن وہ ہے جو اپنے گھر
میں بیٹھتا ہے اور فرمایا ہے جو آدمی اس واسطے گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے کہ خدا کے بندے اُس کے شر سے بچے رہیں۔ وہ
سب آدمیوں سے افضل ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے دین کو لیکر بھاگتا ہے۔
وہ غریب ہے اور بشر حافی نے جو علمائے سلف کے ہے فرمایا ہے یہ زمانہ گھروں میں خاموش بیٹھے رہنے کا ہے اسکو لازم پکڑو
سعد بن ابی وقاص جب اپنے گھر میں گوشہ نشین ہوئے جو عقیق میں تھا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے بازار میں بیٹھنا اور
لوگوں سے ملنا اور بھائیوں کی مجلس میں جانا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بازار میں لوگ بیہودہ بکتے ہیں اور مجلسوں
میں بھی واہیات کھیل کود کے تماشے ہی ہوتے ہیں۔ اس واسطے میں نے گوشہ میں بیٹھنا مناسب سمجھا ہے کیونکہ آرام اور بہتری
اسی میں معلوم ہوتی ہے۔ وہیب بن ورد رح کہتے ہیں کہ میں نے پچاس سال تک لوگوں سے میل جول رکھا ہے اتنے عرصہ میں مجھ
کو ایسا کوئی آدمی نہیں ملا جو میری تقصیر کو معاف کرنے والا ہوتا اور جو میرے عیب کو چھپا دیتا یا غصہ کی حالت میں مجھ سے
درگذر کر جاتا اور نہ ہی میں نے اس عرصہ میں کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ شبلی رح کہتے ہیں۔ کہ
ایک مدت تک تو لوگوں نے دین پر زندگی بسر کی اور بعد میں دین جاتا رہا۔ اس کے بعد جوانمردی سے زندگی بسر کی اور پھر جوانمردی
بھی جاتی رہی۔ اس کے بعد شرم سے زندگی بسر کی آخر کار شرم بھی نہ رہی وہ بھی چلی ہوئی۔ اس کے بعد رغبت اور خوف سے زندگی
بسر کرتے ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ آیندہ کو اس سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز پیش آنے والی ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ
عبادت کی دس چیزیں ہیں ان میں سے نو تو خاموشی میں ہیں اور باقی ایک گوشہ نشینی میں ہے۔ اس لئے میں نے خاموشی
اختیار کی اور اپنے نفس کو اس طرف رجوع کیا مگر اس پر قادر نہ رہ سکا آخر میں نے خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کی تو عبادت کی
وہ دس چیزیں بھی مجھ کو اس میں حاصل ہو گئیں۔ اسی حکیم کا یہ قول بھی ہے کہ قبر سے بڑھکر کوئی چیز وعظ کرنیوالی نہیں ہے۔ اور قرآن مجید
سے بڑھکر کوئی چیز دل لگانیوالی نہیں۔ اور تنہائی سے زیادہ کسی جگہ سلامتی نہیں پائی گئی۔ بشر بن حارث رض کہتے ہیں کہ علم
اس واسطے سکھایا جاتا ہے کہ دنیا سے نفرت ہو۔ اس واسطے نہیں کہ دنیا ہاتھ آئے۔ عائشہ رض سے روایت ہے کہ کسی نے
رسول مقبول سے پوچھا کہ کس آدمی کی ہمنشینی بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا جس کے دیکھنے سے خدا یاد آوے اور اس کی واقفیت آخرت
کو یاد دلاتی ہے۔ اور اس کی باتوں اور اس کی کلام کے سننے سے علم میں ترقی ہو۔ حضرت عیسے علیہ السلام اپنے حواریوں کو فرمایا کرتے تھے۔

مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ مِنْكَ بِخَيْرٍ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَمِنْ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّي آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ " میں خدا کی اور خدا کی کلام کی پناہ مانگتا ہوں اور وہ خدا کی کلام کامل ہو اور کوئی نیک اور بد آدمی اُس سے تجاوز نہیں کرسکتا اور میں خدا وند کریم کے ناموں کی پناہ چاہتا ہوں اور میں خدا کے ناموں کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ جس کو جان لیا ہے اور جس کو نہیں جانتا اور اس چیز کی بُرائی سے اس جانتا ہوں جو پیدا اور پراگندہ اور ظاہر کی ہے اور اس کی بدی کہ جو آسمان سے نازل کی گئی ہے اور آسمان پر چڑھتی ہے۔ اور زمین سے نکلنے والی چیز کی بدی سے پناہ چاہتا ہوں اور رات اور دن کی بدی سے اس کی درخواست کرتا ہوں اور رات اور دن میں چلنے والی چیزوں کی بدی سے اس چاہتا ہوں۔ مگر جو لوگ نیکی سے چلتے ہیں ان سے دوری نہیں چاہتا اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالے ان باتوں سے مجھ کو اس دے اور ہر ایک چیز سے جو زمین پر حرکت کرتی ہے اور پروردگار کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہو کہ میرا پروردگار سیدھے راستہ پر ہے"۔ اور سواریوں میں گھنٹے نہ رکھے جائیں کیونکہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک گھنٹے کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس جماعت میں گھنٹہ ہوتا ہے اس کے پاس فرشتہ نہیں آتا۔ اور مستحب ہے کہ سفر میں اپنے ساتھ لاٹھی رکھے۔ جہاں تک ممکن ہو اس سے خالی نہ رہے۔ میمون بن مہران نے ابن عباس رض سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اپنے پاس لاٹھی کا رکھنا پیغمبروں کی سنت اور مومنوں کا نشان ہے حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ لاٹھی میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو پیغمبروں کی سنت ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اس میں صالح لوگوں کی عزت اور آرائش پائی جاتی ہے تیسری دشمنوں سے مقابلہ کرنیکے واسطے وقت پر ایک ہتھیار ہے جیسے سانپ اور کیسے اور دوسرے ضرر دینے والے جانوروں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ چوتھی کمزور آدمی کے واسطے لاٹھی عصا کا کام دیتی ہے جیسے مددگار ہوتی ہے۔ پانچویں منافقوں کے واسطے غم اور اندوہ کا باعث ہے۔ چھٹی نیک کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ جب کسی مسلمان کے پاس لاٹھی ہوتی ہے تو اس کے پاس شیطان نہیں آنے پاتا اور منافق اور گنہگار اس سے خوف کھاتا ہے اور جس کے پاس لاٹھی ہوتی ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کو سامنے رکھ لیتا ہے۔ اسوقت وہ اس کو قبلہ کا کام دیتی ہے۔ اور جب تھک جائے تو اس پر سہارا لیتا ہے اور طاقت پاتا ہے۔ اس کے سوا اور بھی لاٹھی میں بہت سے فائدے موجود ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ یہ میرا عصا ہے میں اس پر سہارا لیتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

خصی کرنے کا بیان

امام احمد رح حرب اور ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے یہ روا نہیں ہے کہ کسی غلام یا جانور کو خصی کیا جائے اور اسی طرح کسی جانور کے منہ پر داغ دینا بھی ناجائز ہے۔ ابو طالب رض رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی چوپایہ جانور کو خصی نہ کرو۔ اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جانوروں کے منہ پر داغ دینے سے منع کیا ہے اور ضرورت کے واسطے کانوں پر داغ دینے کی اجازت دی ہے۔ اور اگر کسی کو ضرورت ہے کہ میرا جانور گلے میں مل جائیگا اور مل گیا تو پھر پہچاننا محال ہوگا اور اس کے واسطے داغ دینا چاہیے۔ تو وہ چوتڑوں اور کوہان پر داغ دے۔ اس کے منہ پر داغ نہ لگائے۔

❖

ہو تو یہ دعا پڑھے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وہ ذات
پاک ہے جس نے اس کو ہمارے تابع فرمان کیا ہم میں تو طاقت نہ تھی کہ اسکو قابو رکھتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے
ہیں۔ اور جب سفر سے واپس آوے تو اس وقت بھی نماز کی دو رکعت ادا کرے اور بعد میں یہ دعا پڑھے آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ہم واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد کرنے والے
کیونکہ حدیث میں آیا ہے جب پیغمبر صلعم سفر پر جاتے اور لوٹتے تھے تو آپ اسی طرح عمل کیا کرتے تھے اور جب سفر کے واسطے نکلے
اور کوئی رہبر یا کوئی سردار موجود ہو تو خود لوگوں کا رہبر بنے یہی اُترنے کی جگہ لوگوں کو اشارہ سے بتلائے۔ اگر کوئی دوسرا واقف راہ
موجود ہو اور اپنے اوپر امور ذیل لازم کرے۔ خاموش رہنا۔ اچھی صحبت رکھنا۔ اپنے بھائیوں کو بہت فائدہ پہنچانا۔ بہت
لوگوں سے بچنا اور عام راہ کی جگہ پڑاؤ نہ لگائے کیونکہ یہ درندوں اور سانپوں کی آمد و رفت کی جگہ ہیں۔ بلکہ اس سے الگ
ایک کنارہ پر ہو کر ٹھیرے اور رات کو سر راہ ٹھیرنا مکروہ ہے۔ اور مناسب ہے کہ سفر سے غرض اصلی ہو کہ اپنی اوصاف
ناپسندیدہ اور عیبوں میں تمیز حاصل کر سکے اور اپنی نفسانی خواہشوں کو ترک کر کے رضاء خدا کا طالب ہو اور پرہیزگاری اور خوف خدا
کا سبق سیکھے۔ اور جب اپنے شہر سے سفر کرنے لگے تو مسافر پر واجب ہے کہ سفر کرنے سے پہلے اپنے دشمنوں کو خوش
کر لے اور ماں باپ کو اور بزرگوں کو جو ماں باپ کے مرتبہ کے برابر ہوں۔ ان سب کی رضامندی حاصل کرے اور چچاؤں
اور خالاؤں کو بھی اپنے پر خوش کرے اور اپنے اہل اور عیال کے واسطے ایسا کوئی قائم مقام مقرر کرے جو کہ اس کے پیچھے اس
کے کاروبار کو سرانجام دیتا رہے اور ان کی خور و پرداخت میں اچھی طرح مصروف رہے۔ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجائے
اور مناسب تر کہ اس کا سفر امور عبادت کے واسطے ہو جیسا حج۔ مکہ معظمہ یا زیارت مدینہ منورہ یا زیارت شیخ یا زیارت مقامات
متبرکہ یا مباح امور کے واسطے سفر کرے جیسے سوداگری یا علم کا حاصل کرنا یا پنجگانہ فرائض کے احکام کے سیکھنے جن کا جاننا
مسلمان پر فرض ہے اور اس کے سوا دوسرے علموں کا سیکھنا بھی جن میں بزرگی ہے مباح ہے اور بعض کے نزدیک فرض
کفایہ ہے اور جب سفر میں ہو تو اپنے رفیقوں سے خلق اور مدارات سے پیش آئے۔ اور ہر طرح کی مخالفت اور سختی ترک
کردے۔ اور ہر وقت رفیقوں کی خدمت کے واسطے آمادہ رہے اور کسی دوسرے سے اپنی خدمت نہ کرائے مگر جب ضرورت
اور لاچاری ہو تو اس وقت مضائقہ نہیں ہے اور سفر میں ہمیشہ پاک رہنے کی کوشش کرے اور اپنے یاروں کا ساتھ دے اور
مستحب ہے کہ جب دوسرا یار تھک جائے تو اپنی طاقت کے موافق اس کے واسطے سہارا دے اور اس سے مواضعت کرے
اور اگر وہ پیاسا ہو تو اسکو پانی پلائے اور خوش کلامی سے پیش آئے۔ اور جب دوسرا یار غصہ ہو تو اس کے ساتھ نرمی اور
مدارا اختیار کیا جائے اور جب وہ سوئے تو اس کی نگہبانی اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور جب دیکھے کہ اس کے
پاس خرچ نہیں رہا تو اپنے پاس سے اس کو خرچ دے۔ اور رزق جو دستیاب ہو اس میں سے اپنے یار کو بھی برابر حصہ دے
اور جو راز کی بات ہو وہ اس سے نہ چھپائے۔ اور اگر کوئی یار کا راز ہو تو اسکو پوشیدہ رکھے اور موجود نہ ہو تو اس کے پیچھے
اس کی بدی بیان نہ کرے بلکہ نیکی سے ہی اس کی یاد کرے۔ اور اگر یار میں کوئی عیب ہو تو دوسرے دوستوں کے آگے
اس کا عیب ظاہر نہ کرے اور چاہے اس کی ذات سے آزار ہی پہنچے اس کی شکایت نہ بیان کرے اور اگر وہ اپنے مشورہ
کرے تو اس کی خیرخواہی کرے۔ اگر مرتبہ میں زیادہ ہے تو اس صورت میں بھی وقت پر نصیحت سے خاموش نہ رہے۔ اور اس
کے شہر کا نام اور اس کا نام اور اس کا حسب و نسب دریافت کرے۔ اور یاروں میں یہ ظاہر کرے کہ میں اسکے حکم اور فرمان
کا مطیع ہوں چاہے آپ اس کا پیشرو اور پیشوا ہی ہو۔ اور جو آدمی پیرو ہو اس کو اس طرح کے عملوں سے مطلع کرے۔
جیسے کوئی مانع مشفق کرتا ہے اور اس پاس ملامت اور سختی نہ کرے اور جن چیزوں سے خوف رکھتا ہے ان سے اس کی
درخواست کا اظہار نہ کرے اور جب کسی منزل پر اترے یا کسی گھر یا جگہ میں نازل ہو تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ
الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ

راگ میں ڈال کر پڑھا جائے تو یہ سب باتیں جو مذکور ہوئی ہیں ساقط ہو جاتی ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَّ
عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وَقَالَ تَعَالَىٰ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَقَوْلُهُ جَلَّ وَعَلَا لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا
مِنَ الْحَقِّ وَالْأَلْحَانُ الْمُطْرِبَةُ تَحُولُ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَكُرِهَ۔ یعنی مومن وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا کلام ان
کے پاس پڑھا جاتا ہے تو ان کے دل خوف کھاتے ہیں اور جب ربانی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ تو ان کو سنکر ان کا ایمان
زیادہ تر ہوتا ہے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا تم قرآن میں فکر نہیں
کرتے اور فرمایا ہے کہ اسکی نشانیوں میں فکر کرو اور فرماتا ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جب قرآن کو سنتے ہیں جو ان کے رسول
پر اتارا گیا ہے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑتی ہیں کیونکہ انہوں نے اس کو حق جانا ہے اور اگر سریلی آواز سے پڑھا جائے
تو یہ آواز خدا کے خوف اور اس آدمی کے درمیان پردہ ہو جاتی ہے اور اسی واسطے راگنی میں ڈالکر پڑھنا مکروہ ہے۔ اور حربی کفار
کے مقابلہ میں سفر میں ہو تو اس حالت میں قرآن کو اپنے ساتھ نہ رکھے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے
اور وہ اسکی بے وقری اور بے عزتی کریں۔ اور اگر کوئی بیگانہ جوان عورت بول رہی ہو تو اسکی آواز کی طرف کان نہ لگایا جائے
کیونکہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔ اس وقت کہ جب نماز میں کوئی حادثہ پیش
آوے۔ پس اس شخص کا کیا حال ہو گا جو ایسے اشعار اور غزلیں گائے یا ان کا گانا سنیں جو طبیعت کو برانگیختہ کریں یا
ان میں عاشق اور معشوق کی صفت بیان کیجاتی اور دوستی اور محبت اور شوق کا اظہار ہو۔ اور راگ اور راگنیوں کی رنگینیاں
کام آئے تو اس سے انسانی نفس جاگ اٹھتا ہے اور اس کے اٹھ کھڑا ہونے سے شورش اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اور
اشتیاق بڑھتا ہے اور پھر یہ شوق اسکو حرام کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اس واسطے اس قسم کا گانا بجانا کسی کو نہیں سننا
چاہیے اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں راگ اور گانے کو اس واسطے سنتا ہوں کہ اس سے یاد الٰہی میں زیادہ رغبت ہوتی ہے
جو اسکی بخشش کا باعث ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ شارع نے راگ سننے کے باب میں کوئی استثنا نہیں بتلایا۔
جس سے ثابت ہو کہ فلاں شخص کے واسطے جائز ہے اگر جائز ہوتا تو البتہ یا اس شخص کو ملتے جسکو اس کے سننے میں کوئی لذت
نہ آتی ہو۔ اور اسی طرح اس کو شراب پینا جائز ہو جاتا جو یہ ثابت کرتا کہ اس کے پینے سے مجھ کو مستی لاحق نہیں ہوتی اور
جب شراب پی لیتا ہوں تو حرام سے بچا رہتا ہوں اور اگر کوئی خوبصورت لڑکوں اور بیگانہ عورتوں کے ساتھ خلوت میں
بیٹھتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں ان کے ساتھ خلوت میں اسواسطے بیٹھتا ہوں کہ ان کی خوبصورتی اور ان کے حسن
سے عبرت پکڑوں تو یہ کہنا بھی ایک حیلہ ہو گا ان کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا ناجائز ہے کیونکہ ان کے ساتھ اکیلا بیٹھنے
سے فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور حرام پیدا کرتا ہے اس واسطے اس قسم کی برائی کو ترک کرنا واجب ہے اور جو آدمی حرام
چیز کے استعمال سے عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہو تو اس کا یہ فعل حرامکاری سے بھی زیادہ ہے اور اصل میں ایسا آدمی خدا کی
راہ میں حرامکاری اور حرام خوری ہی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنی خواہش کے موافق چلنے والے ہوتے ہیں
یہ قبولیت اور توجہ کے لائق نہیں خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ۔ اسے محمد مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھوں کو نگاہ غیر سے پوشیدہ رکھیں اور اپنے
اندام نہانی کی حفاظت کریں۔ ان کے واسطے یہ امر زیادہ پاکیزہ ہے پس جو آدمی یہ کہتا ہے کہ میں پاک نظر سے دیکھتا
ہوں وہ قرآن کو جھٹلاتا ہے۔ اور مردے پر فریاد اور نوحہ بھی نہ کیا جائے یہ بھی مکروہ ہے مگر خالی رونا مکروہ نہیں ہے۔

جانوروں کے مارنے کا ذکر

اس سے معلوم ہو گا کہ کس جانور کا مار ڈالنا جائز ہے اور کس کا مارنا منع ہے اگر کوئی آدمی اپنے گھر میں سانپ دیکھے۔

مسجد کی صفائی کا ذکر

مسجدوں میں کسی ناپاکی کا کرنا نا جائز ہے اور ان میں کوئی کام مثلاً درزی اور موچی کا کام کرنا جائز ہے اور خرید و فروخت
اور ایسے ہی لین دین کے کام بھی نہ کئے جائیں۔ مسجد میں ان کاموں کا کرنا مکروہ ہے اور مسجد میں اونچی آواز بھی نہ کرے مگر
یاد الٰہی میں آواز بلند کرنا جائز ہے اور مسجد میں تھوکنے میں بڑا گناہ ہے اور اگر تھوکے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو
دفن کر دے اور مسجد کو نقش و نگار سے آراستہ کرنا بھی مکروہ ہے اس پر پختہ گچ کرنا اور اس کو مٹی سے لیپنا جائز ہے اور
مسجد کو گھر اور جائے سکونت نہ بنانا چاہیئے مگر دو آدمیوں کو مسجد میں رہنا درست ہے ایک مسافر اور دوسرا اعتکاف
میں بیٹھنے والا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صلعم نے بنی عبد قیس کی ایک جماعت کو مسجد میں ٹھیرایا ہے
اور ایک روایت میں یہ آیا ہے آپ نے جماعت ثقیف کو مسجد میں ٹھیرایا تھا۔ اور اگر مسجدوں میں اس قسم کے
قصیدے اور اشعار پڑھے جائیں جنمیں مسلمانوں کی ہجو نہ ہو بیہودہ گوئی نہ ہو تو ان کا پڑھنا جائز ہے اور کوئی مضائقہ
نہیں۔ اور اگر مسجد میں ایسی باتوں کے کہنے سے بھی پرہیز کیا جاوے تو بہتر ہے اور بہتر ان قصیدوں اور شعروں
کا پڑھنا ہے جن کے سننے سے دنیا کے ترک کرنے کا حال پیدا ہو اور سوز اور گداز بڑھے اور گریہ اور زاری کو بڑھائیں اور
عشق الٰہی اور اس کی محبت کی طرف مائل کریں۔ اس قسم کے شعروں کو کثرت سے پڑھنا جائز ہے۔ اور سب سے بہتر یہ
ہے کہ قرآن اور تسبیح پڑھیں۔ کیونکہ مسجدیں اسی واسطے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں خدا کی یاد ہو اور نماز پڑھی جائے پس
اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد میں جائیں تو یاد الٰہی اور نماز پڑھنے کے واسطے جائیں۔ اس کے سوا
کوئی اور کام کرنیکے واسطے مسجد میں نہ جائیں۔ کوئی مسجد کی مٹی اٹھا کر نہ لیجائے یہ مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد میں کوڑا
اور ملبہ وغیرہ اسی قسم کی کوئی چیز گری ہوئی ہے تو اس کو اٹھا کر پھینک دیں یہ ثواب میں داخل ہو اور اس سے بزرگی
حاصل ہوتی ہے پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہے وہ حوروں کا حق مہر ادا کرتا ہے اور لڑکوں
اور دیوانوں کو بھی مسجد میں جانے دینا مکروہ ہو۔ اگر جنبی مسجد سے گذر جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر
کوئی جنابت کی حالت میں ہے اور اس کو مسجد میں جانے کی ضرورت پڑے تو وہ وضو کر کے مسجد میں جائے اور وہاں ٹھیرے
جب تک غسل پر قادر نہ ہو۔ اور تیمم اور وضو واسطے جنابت کے دونوں کرنے بہتر ہیں۔ اور اگر مسجد کے باہر غسل کے
واسطے پانی دستیاب نہیں ہو سکا اور مسجد کے کوئیں پر جانے کے واسطے مجبور ہوا ہے تو اس صورت میں پہلے تیمم کرے۔
اور جب مسجد کے کوئیں پر پہنچے تو وہاں غسل کرے اور کوئی عورت حیض سے ہو تو اسکو مسجد میں جانا منع ہے۔ کیونکہ
اس صورت میں آلودہ ہوتی ہے اور مسجد کو آلودہ کرنا گناہ ہے۔

اشعار اور آوازوں کا بیان

جو شعر بیہودہ مضمونوں سے پاک ہوں اُن کا پڑھنا جائز ہے۔ اور اس کے خلاف جو اشعار بیہودہ ہوں اُن کا
پڑھنا ممنوع۔ اور جن میں حماقت بھری ہو یا ان سے حماقت اور سستی کا اثر پیدا ہوتا ہو ان کا پڑھنا درست نہیں ہے
اور جو اشعار لہو و لعب اور کھیل پر مبنی ہوں چاہیے ان میں حماقت اور سستی نہ بھی ہو ان کا پڑھنا نا جائز ہے ان کی تمام
کا باعث ایک تو یہی ہے اور دوسری لہو و لعب ہے یہ دونوں مکروہ ہیں۔ اور قرآن کو راگنی کی مانند گونے کی آواز سے
پڑھنا مکروہ ہے۔ کلام کی پاکی اور بزرگی اور توقیر کے سبب اس طرح پڑھنا منع ہے اور اس واسطے بھی پڑھنا منع
ہے کہ سرود سے پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے نکل جاتی ہے یعنے مدّ اور جزم ساقط ہو جاتے ہیں اور جن حروف
کو لمبا کرنا چاہیئے وہ چھوٹے اور جنکو چھوٹا کرنا مناسب ہے لمبے ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر حروف مدغم پڑھے جاتے ہیں
قرآن پڑھنے کا نتیجہ یہ ہو کہ اس سے خوف خدا پیدا ہو اور اسکی پند اور نصائح سے سبق پکڑے اور رسولوں اور اُن کے
قصوں اور اسکی مثالوں سے عبرت حاصل کرے اور اللہ جلشانہ کے وعدوں کا مشتاق اور امیدوار ہو اور اگر قرآن کو

روایت کرتے ہیں کہ پہلے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو کسی چیونٹی نے کاٹا تھا۔ اس پیغمبر نے حکم دیا کہ چیونٹیوں کے تمام گھر جلا دئے جائیں۔ چنانچہ جلا دئے گئے۔ اللہ جلشانہ نے پیغمبر کے پاس وحی بھیجی اور عتاب نازل کیا کہ ایک چیونٹی نے تم کو کاٹا تھا اور اس کے عوض میں تم نے چیونٹیوں کی ایک جماعت کو ہی برباد اور ہلاک کر دیا جو میری تسبیح پڑھا کرتی تھی۔ اور مینڈک کو بھی مارنا مکروہ ہے عبدالرحمٰن بن عثمان رض روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ مینڈک کو مار کر دوا میں ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مینڈک کو نہ ماریں اور جن جانوروں کا مارنا مباح ہے انکو آگ ہی نہ جلائیں مثلاً جوں۔ مچھر۔ پسو۔ چیونٹیاں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ کے ساتھ کوئی کسی جاندار کو عذاب نہ دے مگر وہ اللہ ہی جو آگ کا پروردگار ہے۔ ہر موذی جانور کا مارنا جائز ہے اگرچہ اس سے ایذا سرزد بھی نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ شرط ہے کہ اسکی سرشت ایذا پہنچانے والی ہو۔ اور آزار پہنچانے سے پہلے اس کا مارنا اس واسطے ہو کہ وہ موقع پائے گا تو ضرور ایذا پہنچائیگا۔ کیونکہ اس کی طبیعت کا تقاضا یہی ہے جیسے کہ سانپ جس کا اوپر بیان ہوا۔ بچھو۔ کاٹنے والا کتا۔ چوہا وغیرہ اور اسی طرح کالے کتے کو بھی مار ڈالیں کیونکہ وہ شیطان ہے۔ اور اگر کوئی جانور پیاسا ہو تو اس کو پانی پلا دیا جائے اس سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک گرم جگر میں ثواب ہے مگر پانی پلانیکا یہ ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ جانور درندہ نہ ہو اور نہ ہی گزندہ۔ اور اگر ان قسموں میں سے کوئی جانور ہو تو اس کو ہرگز پانی نہ پلایا جائے کیونکہ ایسا کرنے میں اس جانور کو آدمیوں کی ایذا رسانی پر مدد دینی ہوتی ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور کتے کو پالنا اور اس کو گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور اگر کوئی زراعت کی نگاہبانی یا ریوڑ کی نگاہبانی یا اپنی حفاظت اور شکار کے واسطے پالے تو اسکو جائز ہے اور ایک قول کے موافق کاٹنے والے کتے کو گھر میں رکھنا یا چھوڑنا حرام ہے اور دوسرے قول میں یہ ہے کہ ایسے کتے کو مار ڈالے تاکہ خدا کے بندوں کو اس کے آزار سے نجات ملے۔ بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر کوئی آدمی شکار کی بیت اور جانوروں کی حفاظت کے سوا پرورش کرے تو ہر روز اس آدمی کے ثواب سے دو قیراط کم ہو جاتے ہیں اور باربرداری کے جانور پر زراعت یا سفر میں اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ رکھنا نا جائز ہے اور جس جانور کو گھاس کے علاوہ دانہ وغیرہ بھی دیا جاتا ہے اگر وہ اس کو نہ دیگا تو گنہگار ہو جائیگا۔ اور جس قدر جانوروں کی خواہش ہو اس سے زیادہ ان کو نہ کھلائے زیادہ کھلانا مکروہ ہے اور جبر سے کھلانا بھی نہ چاہئے یہ بھی مکروہ کہا گیا ہے اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ جانور کو موٹا کر بیچنے واسطے زیادہ کھلاتے ہیں۔ اور پچھنے لگانے کا پیشہ اور اس کی روزی کمائی بھی مکروہ لکھی ہے کیونکہ اس میں کمینہ پن پایا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حجام کا کسب نجس ہے اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ یہ پیشہ حرام ہے اور اس کی دلیل میں کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ایسی ہی روایت کی ہے +

ماں باپ کی فرماں برداری

ماں باپ کی فرمانبرداری کرنی واجب ہے جیسا کہ خداوند جلشانہ ارشاد فرماتا ہے اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ اگر ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اُف مت کہہ۔ اور نہ ان کو جھڑک اور عزت سے بات کرو۔ اس میں ان کی عزت کا لحاظ رکھ اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔ دنیا میں ان کا اچھی طرح ساتھ دو۔ اور دوسری جگہ حقتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر۔ اور تیری بازگشت میری طرف ہے۔ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ اگر کوئی آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس سے ماں باپ اسکے ناراض ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں اس کے واسطے دوزخ کے دو دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور جو کوئی ماں باپ کو ناراض کرنیکی حالت میں شام کرتا ہے تو اس کے واسطے بھی دوزخ کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر خشمناک کرے۔ تو اسکے واسطے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اگرچہ

تو اسکی طرف مخاطب ہو کر تین دفعہ اسکو یہ کہے کہ تو یہاں سے چلا جا۔ اگر اسکے بعد وہ سانپ اس جگہ سے نہ جائے تو پھر اسکو مار ڈالے۔ اور اگر جنگل میں سانپ ہو تو اسکو آواز دینے کے سوا ہی مار دے جنگلی سانپ کو آواز دینے کے سوا ہی مار ڈالنا جائز لکھا ہے اور اگر کوئی ایسا سانپ ہو جسکی دم کٹی ہوئی ہے اور اصل میں اسکی دم چھوٹی ہوتی ہے اور یا اسکو دیکھے کہ اسکی پیٹھ پر دو سیاہ خط ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ ایسے سانپ کی آنکھوں میں سیاہ بال بھی ہوتے ہیں ان سانپوں کو اعلان کے سوا ہی مار ڈالنا چاہیئے اور ان کے اعلان کا طریق یہ ہے کہ اگر ان کو دیکھے تو خطاب کرکے کہے کہ اس جگہ سے سلامتی کے ساتھ چلا جا اور ہم کو آزار نہ دے پیغمبر صلعم سے لوگوں نے پوچھا کہ خانگی سانپوں کے بارہ میں کیا حکم ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ جس وقت تم اپنے گھروں میں کوئی سانپ دیکھو تو تم اس کو یہ کہو کہ میں تم کو اس قول کی قسم دیتا ہوں جو نوح پیغمبر علیہ السلام نے تم سے لیا ہے اور تم کو اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تم سے لیا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ہم کو آزار نہ پہنچاؤ۔ اور اگر اس کے بعد پھر آئیں تو اس صورت میں ان کو مار ڈالو۔ اور ابن مسعود رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جتنے سانپ نظر آئیں ان سب کو مار دو اور جو آدمی سانپوں کے مارنے سے اس واسطے ڈرتا ہے کہ وہ میرے دشمن ہو جاوینگے وہ میری امت سے نہیں اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ سانپوں کو مار دو اور دو خط والا سانپ اور دُم بریدہ سانپ یہ دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل کو بھی گرا دیتے ہیں۔ اور سالم رحہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ رضہ کا یہ معمول تھا کہ وہ جس سانپ کو پاتے تھے اسی کو مار ڈالتے تھے۔ اور ابو لبابہ رضہ نے ایک دفعہ عبد اللہ رضہ کو ایک سانپ کے مارنے کے واسطے گھات میں بیٹھے ہوئے دیکھا آپ نے عبد اللہ کو کہا کہ رسول مقبول نے خانگی سانپوں کے مارنے سے منع کیا ہے اور اس کے واسطے دلیل یہ دی کہ ابی سائب رضہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور آپ کے پاس جا کر بیٹھ گیا جس تخت پر ہم بیٹھے ہوئے تھے اس کے نیچے سے ایک حرکت معلوم ہوئی۔ دیکھا تو سانپ نظر آیا۔ میں اس کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ ابو سعید نے پوچھا کہ کیا ہے میں نے جواب دیا کہ سانپ ہے پھر پوچھا اگر سانپ ہے تو اسکی نسبت اب کیا ارادہ رکھتے ہو میں نے جواب دیا اس کو مارتا ہوں۔ ابو سعید نے اس وقت اپنے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں میرا بھتیجا رہتا تھا اور جنگ احزاب پر جانے سے پہلے اس نے اپنے گھر میں جانے کی اجازت مانگی اور اس وقت اس کی شادی نئی ہی ہوئی تھی۔ آپ نے میرے بھتیجے کو یہ بھی فرمایا کہ جاتے ہوئے اپنے ہتھیار بھی ہمراہ لیتے جاو۔ اس لئے وہ ہتھیار بھی ساتھ لیتا گیا اور جب گھر میں پہنچا تو اپنی عورت کو دیکھا کہ دروازہ پر کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی عورت کی طرف نیزہ سیدھا کیا۔ عورت نے کہا کہ جلدی نہ کر پہلے یہ معلوم کر لے کہ کونسی چیز گھر سے میرے نکلنے کا باعث ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی گھر کے اندر چلا گیا اور جاتے ہی ایک ہیکل سانپ کو دیکھا بس اسکو نیزہ سے چھید لیا اور چھید کر باہر لایا اس وقت وہ سانپ نیزہ میں چھدا ہوا بیقرار اور مضطرب تھا۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ ان دونوں میں سے جلدی کون مر گیا مرد یا سانپ اس کے بعد میرے بھتیجے کی قوم کے لوگ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپ خدا کی درگاہ میں دعا مانگیں کہ وہ ہمارے صاحب کو پھر ہمیں واپس دلا دے پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگو اس کے بعد فرمایا کہ مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی ہے اور ان کو تم سانپ کی صورت میں دیکھو گے جب ان کو اپنے گھروں میں دیکھو تو ان کو تم تین دفعہ ڈراؤ اگر اسقدر ڈرانے کے بعد وہ پھر بھی دکھلائی دیں تو ان کو مار ڈالو اور بعض حدیثوں میں اس طرح آیا ہے کہ تین دفعہ اعلان کرو جیسا کہ اوپر گذرا ہے اور اگر اس کے بعد پھر بھی ظاہر ہوں تو ان کو مار ڈالو کیونکہ وہ سانپ شیطان ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی گرگٹ کو مار ڈالے تو اس کا مار ڈالنا جائز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عامر رحم اپنے باپ سعد سے روایت کرتے ہیں۔ پیغمبر صلعم نے گرگٹ کا نام نافرمان رکھا ہے اور اس کے مار ڈالنے کے واسطے اجازت دیدی ہے۔ ابی ہریرہ رضہ رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی پہلی ہی ضرب میں مار ڈالے تو اس کو ستر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ اور جبتک آزار نہ پہنچائیں چیونٹیوں کو مارنا مکروہ ہے۔ ابو ہریرہ رضہ پیغمبر صلعم سے

میں جدائی ڈالتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر مجھ کو کچھ کھانے پینے کی چیزیں دستیاب ہوں تو تم کو لازم ہے کہ ان میں سے جو وہ پسند کریں اور جو خوش ذائقہ اور بہت عمدہ ہوں اُن کے حوالہ کرے کیونکہ وہ ایک مدت تک آپ بھوکے رہے ہیں اور مجھے دعا کر کھلایا ہے اور وہ دعا مانگتے رہے ہیں اور مجھ کو سُلایا ہے اگر تو ایسا کریگا تو انشاء اللہ تعالیٰ سیدھا رستہ پاویگا ❊

نام اور کنیت کا بیان

کونسے نام اور کنیت مستحب ہیں اور کونسے مکروہ ہیں کسی شخص کو اپنے لڑکے کا نام پیغمبر صلعم کے نام پر مع اُن کی کنیت کے رکھنا منع ہے۔ اگر صرف نام پیغمبر صلعم کے نام پر رکھے یا صرف اُن کی کنیت رکھے تو جائز ہے۔ امام احمد رح فرماتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر نام اور کنیت کو جمع کرے یا ایک نام پیغمبر کے نام پر ہو اور کنیت دُوسری رکھے تو یہ دونو مکروہ ہیں اور پھر امام احمد روایت کرتے ہیں کہ نام اور کنیت دونوں طرح سے جائز ہے اور نام کو پیغمبر کے نام پر رکھنے اور کنیت دوسری رکھنے کے جائز ہونے میں آپ یہ دلیل دیتے ہیں کہ انس بن مالک اور ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد کیا ہے کہ تم میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔ اور پیغمبر کے نام پر نام اور کنیت دونوں کے جمع کرنے پر یہ دلیل دی گئی ہے۔ کہ عائشہ رضہ نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبر صلعم کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے آکر بیان کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے لڑکا جنا ہے اور میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے اور اس کی کنیت ابوالقاسم ہے اور لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسا نام رکھنا مکروہ ہے یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے میرے نام کو حلال کیا ہے اور میری کنیت کو حرام اور کون چیز ہے جس نے میری کنیت حلال کی ہے اور میرا نام حرام۔ اور اگر کوئی ابویحییٰ اور ابوعیسیٰ کنیت رکھے تو یہ مکروہ ہے اور لڑکوں کے یہ نام رکھنے بھی مکروہ ہیں۔ رستگاری۔ فیروزی۔ تونگری۔ سود مند۔ سود۔ ابی یحییٰ۔ برکت۔ پارسا۔ اندوہ۔ نافرمانی۔ عمر بن خطاب رضہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا۔ تو لوگوں کو لڑکوں کے ایسے نام رکھنے سے منع کروں گا جیسے تونگری۔ برکت۔ سود۔ نجات۔ رستگاری اور خداوند جلشانہ کے ناموں کے موافق نام رکھنے بھی مکروہ ہیں جیسے ملک الملوک شاہنشاہ۔ اور جو اُس کی نامزد ہیں۔ کیونکہ یہ اہل فارس کی عادت ہے اور جو نام خدا کے ہی لائق ہیں اس کے سوا دوسرے کے سزاوار نہیں۔ ان ناموں کا رکھنا بھی مکروہ ہے جیسے قدوس۔ الہ۔ خالق۔ نگہبان۔ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَکَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ اور خدا کے شریک ٹھیراتے ہیں کہ اے محمد ان کے نام مقرر کرو۔ بعض مفسروں نے اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ اے محمد ان کو کہدے کہ میرے نام یہاں کے نام رکھو۔ پس انسان کو جو عاجز اور ضعیف ہے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنا نام خداوند کریم کے نام پر رکھے اور اپنے بھائی یا اپنے غلام کا ایسا لقب رکھنا جس کو وہ خود مکروہ اور بُرا جانتا ہے ہر ایک پر حرام ہے۔ خداوند کریم ایسا کرنے کے واسطے ہر ایک کو منع فرماتا ہے ارشاد کیا ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ وَلَا تُسَمُّوْا فَاسِقًا جن لقبوں میں گناہ ہے ان سے نہ پکارو اپنے بھائی کو اچھے اور خوب ناموں سے پکارنا مستحب ہے ❊

غصہ کا بیان

جب آدمی کو غصہ آئے تو اس وقت اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو اس کو لیٹ جانا لازم ہے اور اگر سرد پانی سے اپنے ہاتھ دھووے تو اس سے غصہ اُتر جاتا ہے۔ حضرت امام حسن رح آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے غصہ ایک چنگاری ہے جو آدمی کے دل میں روشن ہوتی ہے۔ پس جس وقت تم میں سے کسی کو غصہ آئے اگر اس وقت کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ اور اگر بیٹھے ہوئے ہو تو تکیہ لگا لو۔ اگر کچھ آدمی آپس میں پوشیدہ مشورہ کر رہے ہوں تو اجازت کے بغیر ان کے پاس نہ بیٹھنا چاہیئے کیونکہ پیغمبر صلعم نے بغیر اجازت کے اُن میں بیٹھنا منع کیا ہے۔ اور سایہ اور دھوپ کے درمیان بیٹھنا مکروہ ہے اور اپنے بائیں ہاتھ پر تکیہ نہ لگاؤ اور مجلس میں لیٹنا مکروہ ہے۔ اور جب مجلس سے اُٹھے تو مجلس کے کفارہ کے واسطے یہ پڑھنا مستحب ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

ماں باپ نے اس پر ظلم ہی کیا ہو تین بار فرمایا۔ عبداللہ بن عمر رضہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کی رضامندی ماں باپ کے راضی کرنے میں ہے۔ اور ماں باپ کو غصے کرنے میں خدا غصے ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میرا ارادہ جہاد کا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ ہاں ہیں فرمایا کہ ان کے حق میں اپنے نفس سے جہاد کر یعنے نفس کو مار اور ان کے ساتھ نیکی کر۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی اس طرح ہوتی ہے کہ جو چیز ان کو درکار ہو وہ بہم پہنچا دی جائے۔ اور ان کو آزار۔ نہ پہنچنے دے۔ اور ان سے صلح اور محبت کی ایسی باتیں کرے جیسی بچوں سے۔ اور اپنے ماں باپ سے کشادہ خاطر رہے اور انکی حاجت روائی کرنی پڑے تو اس سے تنگ دل نہ ہو اور دلی محبت سے انکی خدمت بجالائے۔ زیادہ نفلوں کے پڑھنے سے جو معمولی نماز روزہ کے علاوہ ہوتے ہیں بہتر ہے اور ہر نماز کے بعد خدا سے ان کے واسطے بخشش کی درخواست کرے اور ماں باپ کو کوئی رنج نہ پہنچنے دے۔ اور اگر ان کو کوئی دکھ اور درد لاحق ہو تو اس کے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند نہ کرے یعنی جب ان کی کلام کا جواب دے تو سختی سے نہ دے۔ اور کسی بات میں اپنے ماں باپ کی مرضی کے خلاف نہ کرے لیکن اگر وہ شرع کے خلاف کوئی کام کرنے کے واسطے کہیں تو اس کو نہ مانے مثلاً فرائض کی ترک کرنے کے واسطے امر کریں جیسے اسلامی حج اور پانچوں وقتوں کی نماز اور زکوٰۃ اور کفارہ اور حق تعالےٰ کی نذر۔ اور ماں باپ حرام کام کرنے کے واسطے کہیں تو اس صورت میں بھی ان کی رائے کی مخالفت کرے یعنے شرع کے رو سے جو چیزیں ممنوع ہیں۔ ان کے کرنے میں ان سے اتفاق کرنا جائز نہیں مثلاً زنا یا شراب خوری۔ کسی انسان کا قتل۔ کسی پر زنا کی تہمت۔ کسی کا مال چھین لینا یا لوٹ لینا۔ چوری کرنی۔ ان سب چیزوں میں ماں باپ کے شریک ہونے یا ان کی پیروی کرنے سے پرہیز کرے جیسا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی تابعداری ان باتوں میں یا ایسے طور سے نہ کرو جن میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو یا اس کی تابعداری نہیں ہو۔ اور خداوند کریم اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔ اگر تیرے ماں باپ تجھے اس واسطے رنج اور تکلیف دیں کہ تو اس چیز کو میرا شریک گردانے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ مان۔ اور دنیا میں ان کا نیکی سے ساتھ دے پس رسول مقبول کی یہ حدیث اور قرآن مجید کی آیت مذکورہ بالا عام ہیں یعنے جو کوئی ایسے کام کرنے کا حکم کرے جس سے خدا منع کرتا ہے یا اسکی عبادت مفروضہ سے روکے تو اس کی بات کو نہ مانے۔ امام احمد ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ نماز جماعت میں شریک ہونے سے ایک آدمی کو اس کے ماں باپ منع کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ فرائض کی ترک میں تم کو ماں باپ کے حکم کی اطاعت کرنی منع ہے۔ اور اگر ماں باپ کی فرمانبرداری کی خاطر نفلوں کو ترک کرے تو جائز ہے بلکہ افضل یہ ہے۔ کہ نفلوں کو ترک کرے اور ماں باپ کا حکم مان لے۔ اور یہ بھی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے کہ تو اس شخص کے ساتھ میل جول رکھے جس کو تیرے والدین کے ساتھ میل جول رکھا اور اس شخص کو چھوڑ دے جس نے ان کو چھوڑا۔ اور جب ان کے واسطے کسی پر غصہ کرے تو ایسا غصہ کر جیسا اپنے نفس کے واسطے موت اور زندگی کی حالت میں تو کرتا ہے۔ اور جب ماں باپ پر تم کو غصہ آوے تو اس صورت میں انکی تربیت کا حق یاد کر۔ اور ماں کی شفقت اور باپ کی محنت اور انکی شب بیداری اور جفاکشی کو خیال میں لا۔ اور یہ آیت کریمہ کو یاد کر وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا الخ اور تو ان سے نیک بات کہہ۔ اور اگر ان کی رحمت جو تجھ پر تھی سو اپنا رحم تیرے غصہ کو کم نہ کرے تو یہ جان لے کہ تو خدا کی رحمت سے محروم ہے۔ اور تجھ پر غضب الٰہی آنے والا ہے پس اگر تو نے ماں باپ کے واسطے خداوند کریم کے حکم کے خلاف کیا ہے تو جب تیرا غصہ جاتا رہے اس وقت تو دعا لیے ہاں تو نہ کر۔ اور جو سفر تجھے پڑا جس نہ ہو اس کو بغیر ماں باپ کی رضامندی کے نہ کر۔ اور اگر وہ حکم دیویں تو سفر کر۔ اور بغیر ان کی اجازت کے اس لڑائی میں نہ جا جو تیرے لئے مقرر ہو چکی ہے۔ اور تو اپنی ذات سے ان کو دکھ نہ دے۔ اور اس حکم کا خیال رکھ کہ کوئی غیر آدمی بھی تیرے ماں باپ کو تیرے سبب تکلیف نہ پہنچائے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ماں

صبح کے پروردگار کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور ابراہیم و محمد پر آدمیوں کے پروردگار کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم کو جس وقت کبھی کوئی بیماری ہوتی تھی۔ تو اس وقت آپ یہ پڑھا کرتے تھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور یہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے۔ اور پیغمبر صلعم کا یہ معمول تھا کہ اکثر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اعوذ بوجہ الکریم وکلمات اللہ التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر کل دابۃ ربی آخذ بناصیتہا۔ میں خدا کی بزرگ ذات اور اس کے پاک کلموں کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر ایک چیز کی بدی سے جس کو کہ اس نے پیدا کیا ہے اور پراگندہ اور ظاہر کیا ہے اور ہر ایک حرکت کرنے والے جانور کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور میرا پروردگار اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لینے والا ہے۔ اور ایسا ہی قرآن اور اسمائے حسنی الٰہی سے دم کرنا جائز ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین۔ ہم نے قرآن سے اس چیز کو نازل کیا ہے جو مسلمانوں کے واسطے شفا اور رحمت ہے اور فرمایا ہے وہذا کتاب انزلناہ مبارک یہ کتاب وہ ہے جو اتارا ہم نے اس کو مبارک۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے بری نظر کے واسطے دعا کرو۔ اگر تقدیر الٰہی پر کوئی چیز سبقت لیجاتی تو وہ انسان کی نظر ہوتی۔ اس حدیث کو آپ نے امام حسن رض اور امام حسین رض کے حق میں فرمایا ہے۔

تپ کے تعویذ

امام احمد حنبل رح روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا اس وقت میرے لئے یہ دعا لکھ کر اس کا تعویذ بنایا گیا اور میرے گلے میں لٹکا دیا خداوند کریم نے شفا کر دی۔ وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم وباللہ محمد رسول اللہ یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم واردوا بہ کیدا فجعلناہم الاخسرین اللہم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب ہذا الکتاب بحولک وقوتک وجبروتک یا ارحم الراحمین۔ اللہ کے نام سے محمد اللہ کا رسول ہے اے آگ ابراہیم کے اوپر سلامتی والی اور سرد ہو اور کافروں نے حضرت ابراہیم سے فریب کرنا چاہا۔ اس لئے ہم نے ان کو ہی نقصان پہنچایا۔ اے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کے پروردگار جس مریض کے پاس یہ تعویذ ہے اس کو اپنی قوت اور طاقت سے شفا بخش اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

دردزہ کا تعویذ

بعض عالموں نے روایت کی ہے کہ اگر کسی عورت کو دردزہ لاحق ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے میں توقف ہو جائے۔ تو اس تعویذ کو کسی پیالہ میں یا مٹی کے برتن میں جو پاک ہو لکھے اور پھر اس کو دھو کر اس عورت کو پلا دے جسے دردزہ عارض ہو اور اس کے سینے پر بھی کچھ پانی چھڑک دے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العلمین کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحٰہا کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار بلاغ فہل یہلک الا القوم الفسقون۔ خدا پاک کے نام سے جو بخشنے والا اور مہربان ہے شروع کرتا ہوں اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے وہ دانا ہے۔ پاک ہے اور بزرگ ہے اور اس خدائے پاک کے لئے حمد اور ثنا ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ کافر جس دن قیامت کے دن کو دیکھیں گے وہ کہیں گے ہم قبروں میں ایک رات سے زیادہ نہیں ٹھہرے ہم کو پھر دنیا میں بھیج دو۔ اور اسی طرح جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے تو اس وقت بھی کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک ساعت ہی رہے ہیں اس سے زیادہ نہیں رہے۔ قرآن کا پہنچانا خدا کا حکم ہے پس کافروں کی قوم کے سوا کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کسی آدمی کو چیونٹی۔ بچھو۔ سانپ۔ پسو۔ بھڑ اور دوسری اسی قسم کی چیزیں کاٹیں تو اس کو بھی ان کے زہر کے دور کرنے کے واسطے قرآن کی آیتوں سے دم کرنا جائز ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک زہریلی چیز کے واسطے دم کرنا چاہیئے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رات کو سونے کے وقت اس درود کو تین دفعہ پڑھے تو اس رات اس کو کچھ نہیں کاٹتا اور وہ درود یہ ہے صلی اللہ علی نوح

أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ۔ اے خداوند کریم پاکی تیرے واسطے ہی ہے اور تعریف بھی تیرے واسطے ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے میں تیری بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور جوتا پہن کر قبروں میں پھرنا مکروہ ہے اور جب قبروں پر جائے تو اس وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِیَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنِّیْ ۔ اے خداوند کریم ۔ اے پرانی ہڈیوں اور پرانے جسموں کے پالنے والے جو دنیا سے کوچ کر گئے ہیں اور مسلمان تھے تو محمد اور محمد کی اولاد پر درود بھیج اور ان پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی جناب میں میرا سلام پہنچا۔ اور اس کے بعد یہ پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ اے قبرستان کے مومن لوگو تم پر سلام ہو۔ اور اگر خدا نے چاہا تو میں بھی تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں ۔ روایت کی گئی ہے کہ جب کوئی کسی قبر کی زیارت کے واسطے جائے تو قبر کے اوپر ہاتھ نہ رکھے اور نہ ہی قبر کو بوسہ دے ۔ کیونکہ ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا یہودیوں کی عادت ہے اور قبر پر نہ بیٹھے اور نہ ہی تکیہ لگائے اور نہ ہی قبر کو پاؤں کی ٹھوکر مارے ۔ اور اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ اس کے لحاظ سوائے چارہ کے کرنے کے واسطے لاچار ہو جائے تو اس صورت میں ایسے کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب قبر کے پاس کھڑا ہو تو ایسے کھڑا ہو جیسے کہ اہل قبر کی زندگی کی حالت میں اسکے پاس کھڑا ہوتا اور ویسے ہی انکی حرمت اور تعظیم کرے جیسی کہ اس کی زندگی میں کرتا اور گیارہ دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور قرآن مجید کی آیتیں پڑھے اور جو ان کا ثواب ہے وہ بطور تحفہ کے اہل قبر کی روح کو بخش دے اور وہ تحفہ اس طرح پہنچائے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَدْ اَثَبْتَنِیْ عَلٰی قِرَاءَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَاِنِّیْ قَدْ اَهْدَيْتُ ثَوَابَهَا لِصَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ اے خداوند کریم اگر ان آیتوں کے پڑھنے سے تو نے مجھ کو ثواب دیا ہے تو میں نے اس قبر والے کو بطور تحفہ کے بخش دیا اس کے بعد خداوند سے اپنے مطلب کے پورا ہونے کے واسطے دعا مانگے ۔ اور اگر کسی شخص ان کو کھانا چاہئے تو اس کو بوٹے نہیں اور نہ ہی اس کو پاؤں کے نیچے روندے اور اگر توڑلے اور روندنے پر مجبور ہو تو بعد میں خداوند قہار کے واسطے استغفار پڑھے جیسے اس کے واسطے شگون کی دعا کرے اور بدشگونی منع ہیں اور نیک فال منع نہیں اور کوئی ہو ہر ایک کے ساتھ عاجزی اور انکساری کرے اور اپنے بزرگوں سے تعظیم اور تکریم کے ساتھ پیش آئے اور ان کی توقیر کرے اور جو اپنے سے چھوٹے ہوں ان کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کرے اور ان کی تقصیروں کو عفو کرے ۔ اور لڑکوں کو تعلیم دے اور ان کو ادب سکھانے میں کبھی غفلت نہ کرے

درود بھیجنا

اگر کوئی کسی کے حق میں یہ کہے کہ خداوند کریم تیرے اوپر درود بھیجے یا یہ کہے کہ فلاں بن فلاں پر خداوند تعالیٰ کا درود ہو تو یہ کہنا جائز ہے حضرت علی رض نے حضرت عمر رض کو یہ کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ تیرے اوپر درود بھیجے ۔ اور رسول مقبول نے فرمایا کہ خداوندا ابی اوفیٰ کی اولاد پر درود بھیج ۔

مصافحہ کرنا

کافر ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ ذمی کافروں سے مصافحہ نہ کرو ۔

دعا مانگنی

دعا کے ادب یہ ہیں جب دعا مانگنے لگے تو اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دے اور پھیلا کر خداوند کریم کی حمد اور ثنا بیان کرے اور رسول مقبول پر درود بھیجے اور اس کے بعد اپنی حاجت مانگے اور جب دعا مانگ رہا ہو تو اس وقت آسمان کی طرف نظر نہ کرے اور جب دعا مانگ چکے تو بعد میں اپنے دونوں ہاتھ منہ پر مل لے کیونکہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا سے دعا مانگو اور ہاتھوں کی پیٹھ

خداوند کریم سے پناہ مانگنے کا بیان

قرآن سے پناہ لینی جائز ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مردود اور دھکے گئے شیطان سے خدا کے ساتھ پناہ مانگ اور فرمایا ہے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ کہہ اے محمد کہ میں

شفا نہیں رکھی گئی اور حقنہ کرنا بھی مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت اس کا استعمال کر لینا روا ہے۔ اور اگر کہیں وبا آتی ہے اور جو بھی وہاں رہتا ہے تو اس سے نہ بھاگے اور اگر شہر میں وبا ہے اور جو شہر سے باہر ہے تو اس صورت میں اس شہر کے اندر نہ آئے۔ کیونکہ اگر ایسی حالت میں شہر کے اندر آئیگا۔ تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال کر گنہگار ہوگا ✤

عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا

جو عورت غیر محرم ہو اس کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے کیونکہ رسول مقبول نے منع کیا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر اکیلے بیٹھیں تو شیطان اُن میں تیسرا ہو جاتا ہے۔ اور ان دونوں کو گناہ کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اور جوان عورت ہو تو اس کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا جائے۔ اور اگر کوئی معقول عذر ہو۔ تو اس صورت میں دیکھ لے۔ مثلاً گواہی دینی ہے یا دوا کرنا ہے اور اگر کوئی عورت بوڑھی ہے اور اس کا چہرہ بھی کھلا ہوا ہے۔ تو اس کی طرف دیکھ لینا جائز ہے۔ کیونکہ اسکی طرف دیکھنے سے کوئی فتنہ نہیں اُٹھتا۔ اور جائز نہیں کہ دو مرد یا دو عورتیں ننگے ایک لحاف اور ایک ہی چادر میں اکٹھے سوئیں۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے اس سے منع کیا ہے۔ اور اس کی ممانعت اس واسطے ہے کہ اس صورت میں ایک دوسرے کے اندام نہانی کو دیکھیں گے اور ایسا کرنا گناہ ہے۔ اور شیطان گناہ کی طرف مائل کرتا ہے ✤

غلاموں اور لونڈیوں سے سلوک

اگر کسی کے پاس کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسکے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور اُس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لے اور اس کو کھانا کھلائے اور کپڑا پہنائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی نکاح کرنا چاہے۔ تو اس کا نکاح کر دیا جائے۔ مگر نکاح کرنے پر خود اس کو مجبور نہ کرے۔ اگر ان فرمانوں میں تقصیر اور کوتاہی کرے گا۔ تو خدا کی نافرمانی کرنے والا ہوگا اور چاہے تو بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کر دے۔ اس میں اختیار رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی غلام یا لونڈی اپنی مزدوری کے ذریعہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہونا چاہتا ہے تو مالک کو چاہیے کہ اسکو مزدوری کر لے اور آزادی حاصل کرنے کی اجازت دیدے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر خدا کی آخری وصیت یہ تھی۔ کہ نماز کو نگاہ رکھنا اور اس کو نگاہ رکھنا جس کے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ ✤

سفر میں قرآن رکھنا

اگر کوئی آدمی دشمنوں کی زمین کی طرف جا رہا ہو تو اس صورت میں قرآن کا ساتھ رکھنا مکروہ ہے۔ اور یہ اس واسطے ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے۔ اور وہ اس کی بے حرمتی کریں۔ اگر مسلمانوں کو دشمنوں پر طاقت اور غلبہ ہو تو اس حالت میں قرآن کا ساتھ رکھنا جائز ہے۔ اور قرآن کی تلاوت کرتا رہے تاکہ قرآن بھول نہ جائے ✤

آئینہ دیکھنا

جب کوئی شخص آئینہ دیکھے تو اس وقت یہ کہنا مستحب ہے۔ حمد اور ثنا خدا کے واسطے جس نے مجھے درست پیدا کیا اور مجھے زیبا صورت عطا کی ہے اور اس طرح خوبصورت اعضاء مجھ کو عطا کئے ہیں جو غیر دار اعضاؤں کے مقابلہ میں بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ اس روایت کو پیغمبر صلعم سے بیان کیا گیا ہے ✤

کان کی آواز

رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی آدمی کے کان سے آواز نکلتی ہوئی سنائی دے تو وہ پیغمبر پر درود بھیجے اور زبان سے کہے جس نے مجھ کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے اس کو خداوند تعالیٰ یاد کرے ✤

اعضاؤں کا درد

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خود یا اس کا کوئی بھائی بیمار ہو تو وہ یہ کہکر درد کی جگہ پر دم کر دے میرا خدا پروردگار ہے۔ جو آسمانوں میں ہے تیرا نام پاک ہے۔ آسمان اور زمین میں تیرا ہی حکم ہے جیسے کہ تیری رحمت ہر-

وَعَلٰی نُوْحٍ السَّلَام خدا نوح پر صلوات بھیجے اور نوح پر سلام ہو۔ اور پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رات کے وقت تین دفعہ اس دعا کو پڑھے تو اس رات میں اس آدمی پر کوئی زہر اثر نہیں کرے گی (دعا) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ ہر ایک چیز کی بدی سے جو پیدا کی گئی ہے میں خدا تعالیٰ کے کلمات تامہ جو پورے اور کامل ہیں پناہ مانگتا ہوں اور مریضوں پر دم کا کرنا جائز ہے۔ مگر تھوکنا نہیں چاہیئے یہ مکروہ ہے ✤

بُری نظر کے بیان میں

اگر کسی کی بُری نظر اثر کر گئی ہو اور اس سے وہ بیمار پڑ گیا ہے تو اسکو لازم ہے کہ جس آدمی کو نظر لگی ہے اس کے واسطے اپنا منہ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں زانوں اور پسلیوں تک دونوں پاؤں اور اندام نہانی دھو ڈالے اور جو پانی استعمال کرے اور اس کو ایک برتن میں جمع کرلے اور بعد میں بیمار آدمی بھی اس پانی سے نہالے اس سے اس شخص کو صحت حاصل ہو جائیگی۔ جیسا کہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف رہ روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نہا رہا تھا عامر بن ربیعہ رہ نے اس حال میں مجھ کو دیکھا اور دیکھ کر تعجب سے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم ہے جیسا آپ کا بدن خوبصورت ہے میں نے ایسا خوبصورت اور عمدہ جسم کسی پردہ نشین عورت کا بھی نہیں دیکھا۔ اس کے بعد مجھ کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی اور میں اس سے سر تک نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ میں نے اس واقعہ کو رسول مقبول صلعم سے عرض کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ تم ابو امامہ کو متہم کرتے ہو۔ میں نے گذارش کی۔ کہ میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ اس لئے پیغمبر صلعم نے ابو امامہ اور عامر دونوں کو بُلایا۔ اور فرمایا کہ خدا یاک ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے۔ جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو تم کو تعجب میں لائے تو اسکے واسطے زیادہ برکت کی دُعا کرو۔ اس کے بعد آپ نے عامر کو حکم دیا۔ کہ تم ابو امامہ کے واسطے غسل کرو۔ اس لئے عامر نے غسل کیا جو یہ تھا۔ اپنا منہ دھویا پیٹھ دھوئی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ کہنیوں کو دھویا۔ اپنے اندام نہانی کو دھویا۔ دونوں زانوں اور مع پسلیوں کے دونوں پاؤں دھوئے۔ اور یہ سب اعضا ایک ہی برتن میں دھوئے اور وہ پانی اس میں جمع ہوا تو رسول مقبول نے فرمایا کہ اس پانی کو ابو امامہ کے سر پر ڈال دو۔ اس لئے اس برتن کا پانی آپ کے سر پر ڈالا گیا اور کچھ باقی رہ گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جو پانی باقی رہ گیا ہے اس کو اس کے بدن پر مل دو۔ پس ایسا ہی کیا گیا اور بعد میں ابو امامہ اچھے ہو گئے اور چلنے پھرنے لگ پڑے۔ اور زیادہ مناسب یہ ہے۔ کہ جس کی نظر لگی ہے وہ کامل غسل کرے اور جس کو نظر بد نے اثر کیا ہے غسل کا پانی اس کے سر پر ڈال دے ✤

بیماروں میں علاج کا بیان

اگر کوئی بیماری کی حالت میں ہو تو اس کے واسطے علاج کرنا درست ہے مثلاً فصد کرانا۔ پچھنے لگوانے داغ دینا۔ اور دواوں اور شربتوں کا پینا اور جسم کی اصلاح کیواسطے یہ امور درست اور روا ہیں کسی رگ کا کاٹنا پھوڑوں کا چیرنا کسی عضو کا کاٹنا جبکہ باقی بدن اسکے اثر کا خوف یا کڑے پڑجاویں تو اسکا کاٹنا اور ایسی ہی دوسری چیزیں جن میں جسم کی اصلاح ہو۔ اور صحیح دلیل کے کاٹنے سے جواز کرنا چاہیئے تو اس سبب سے کہ آنحضرت صلعم نے پچھنے لگوائے ہیں اور طبیبوں سے مشورہ بھی کیا ہے اور طبیبوں کو فرمایا ہے کہ تمہاری بنائے طب ہے۔ طبیبوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے خدا کے رسول مقبول طبابت میں کچھ خوبی ہے۔ پیغمبر صلعم نے جواب میں فرمایا کہ جس نے رحمت بھیجی ہے دوا بھی اسی نے بھیجی ہے۔ امام احمد رہ سے لوگوں نے پوچھا کہ داغ کرنے کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ جواب دیا عرب کے لوگ داغ کرتے تھے۔ اور حضرت پیغمبر صلعم نے داغ دلوایا ہے اور صحابہ نے بھی ایسا کیا ہے۔ اور دوسری جگہ امام احمد رہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ عمران بن حصین رہ نے اپنی عرق النسا کی رگ کو کاٹا ہے۔ اور امام احمد رہ سے ایک دوسری روایت میں آیا ہے۔ کہ رگ کا کاٹنا مکروہ ہے اور جو چیزیں حرام ہیں علاج میں ان کا استعمال کرنا مطلق ناجائز ہے مثلاً شراب اور زہر اور مردہ اور دوسری ناپاک چیزیں۔ اور ایسا ہی دوا میں گدھی کا دودھ استعمال کرنا بھی روا نہیں۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام کی گئی ہیں۔ ان میں میری اُمت کے واسطے

پاس نیکوکاروں میں لکھے اور اس کا نامۂ اعمال علیین میں کر اور تو اس کے باقی متعلقوں پر خلیفہ ہو۔ اور آخرت میں اُسکے اجر سے ہم کو نا اُمید نہ کر۔ اور اس کے بعد بلا اور فتنہ سے ہم کو نگاہ رکھ اور جب مرنے لگے تو اس کو تلقین کی جائے۔ کہ اسے گناہوں سے توبہ کرے اور ظلم سے بار آئے چاہے زبان سے ہو اور چاہے اشارہ سے مستحب ہے اور اپنے مال کا تیسرا حصہ ان مردیکوں اور فقیروں کو دینے کے واسطے جو وارث نہیں ہیں وصیت سے ترغیب دے اور اگر مردیگی نہ ہوں تو پھر بیان دے کر واسطے وصیت کرے۔ فقرا اور محتاج۔ مسجدیں۔ پُل اور کار خیر ⁂

مُردے کو قبر میں اُتارنے کا ذکر

پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب مردہ کو قبر میں اُتارا جائے تو اُسوقت یہ کہیں ہم نے خدا کے نام اور رسول کی ملت پر اس کو رکھا ہے اور جب قبر میں مٹی ڈالنے لگے تو اس وقت یہ کہے میں تیرے اوپر ایمان لایا اور میں نے تیرے پیغمبر کی تصدیق کی اور تیں تیرے اُٹھانے پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس کا خدا اور خدا کے پیغمبر نے وعدہ کیا ہے۔ حضرت علی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ جو آدمی ایسا کریگا اسکو اتنی نیکیاں عطا ہونگی جتنے کہ خاک کے ذرّے ہیں ⁂

نکاح کے آداب

نکاح کرنیوالے کی یہ نیت ہو کہ میں خداوند کریم کا حکم بجالاتا ہوں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اپنی بیوہ عورتوں کا نکاح کردو اور نیک بخت لونڈیوں اور غلاموں کا بھی نکاح کرو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو۔ جو تم کو پسندیدہ اور اچھی معلوم ہوں۔ دو دو اور تین تین اور چار چار تک رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور اپنی اولاد کی تعداد بڑھاؤ۔ خواہ اسقاط ہی کیسے ہی ہوں۔ کیونکہ مجھ کو اور امتوں پر تمہاری کثرت کا فخر ہے۔ ان دونوں آیتوں اور حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے خواہ خوف زنا ہو یا نہ ہو اور ابو داؤد اور امام احمد نکاح کو واجب بتاتے ہیں چاہے زنا کا خوف ہو اور چاہے نہ ہو کیونکہ جو آدمی نکاح کریگا وہ خدا کا حکم بجالائیگا۔ اور حکم کے بجالانے میں دین کی مضبوطی ہے اور اسی طرح رسول مقبول کا زمانہ میں دین کا استحکام ہے جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا ہے جو شخص نکاح کرتا ہے وہ اپنے آدھے دین کو نگاہ رکھتا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ جس نے نکاح کیا اُس نے دین کے نصف حصہ کی تکمیل کی۔ اور مناسب یہ ہے کہ عاقل بالغ بیگانہ باکرہ لڑکی سے شادی کرے۔ اور وہ ایسی عورتوں میں سے ہو جو سب سے زیادہ حسین ہیں۔ کیونکہ جابر بن عبداللہ رض نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ جب پیغمبر صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر تو نے باکرہ لڑکی کے ساتھ نکاح کیوں نہ کیا اگر تو باکرہ سے نکاح کرتا تو اس کے ساتھ کھیلتا کودتا اور وہ تیرے ساتھ کھیل کود کرتی۔ اور جو یہ شرط لگائی گئی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بچہ جننے والی ہو۔ تو یہ بھی آنحضرت کے ارشاد کے موافق ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہ نکاح کرو اور اپنی اولاد کو بڑھاؤ۔ چاہے ان میں اسقاط حمل ہی ہو۔ کیونکہ میں تمہاری کثرت کے سبب اگلی اُمتوں پر فخر کرنیوالا ہوں۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو جننے والی اور محبت والی ہو۔ کیونکہ میں تمہاری کثرت میں فخر کرنے والا ہوں۔ اور جو یہ شرط لگائی ہے کہ عورت بیگانہ ہو اپنے عزیزوں اور قریبیوں سے نہ ہو۔ یہ اس واسطے لگائی ہے کہ اپس میں لڑائی اور دشمنی پیدا نہ ہو اور اگر جدائی ہو تو سوند ارحام نہ ٹوٹ جائے۔ کیونکہ پیوند ارحام کے ملائے رکھنے کا حکم ہے۔ قطع ارحام سے منع کیا گیا ہے۔ اور اسی جدائی اور قطعیت کے سبب ایک ہی ساتھ دو بہنوں سے نکاح کرنا منع ہوا ہے۔ اور زناں بدکار اور طلاق طلب کرنے والی یا مطلقہ اور نیک چلن سے بدکار کرنیوالی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور جب نیک عورت کو اپنے نکاح میں لے آئے تو اُسے حسن اخلاق سے پیش آئے اور اُس کو ایذا نہ دے اور نہ اُس پر ظلم کرے۔ اور اس پر اسکی مہر کی زیادتی یا طلبی پر جبر نہ کرے تاکہ وہ طلاق لینے پر آمادہ نہ ہو جائے اور اپنی عورت کو ماں باپ کی گالی نہ دے۔ اگر گالی دیگا تو خدا اور رسول مقبول اس آدمی سے بیزار ہو جائینگے۔ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عورتوں کو نصیحت کرو۔ کہ وہ نیکی سیکھیں اور تم اُنہیں نصیحت کرسکتے ہو کیونکہ وہ تمہاری قید میں ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر کردے اور پھر اس کو ادا نہ کرے تو وہ آدمی قیامت

اے پاک آدمیوں کے پروردگار ہمارے گناہ بخشدے میرے اوپر اپنی رحمت نازل کر اور اپنی شفاؤں سے اس درد پر جو مجھ کو لاحق ہے شفا دے ۔

شگون بد کا دفعیہ

پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برا شگون دیکھے۔ تو اس وقت یہ کہے خداوندا نیکیوں کو تو ہی لاتا ہے اور برائیوں کو بھی تیرے سوا اور کوئی دفع نہیں کرتا اور مجھے عبادت کی طاقت حاصل نہیں ہے اگر ہے تو تیری مدد سے ہی ہے ۔

مکروہات کا پیش آنا اور ان کا دفعیہ

جب کوئی مسلمان نصاریٰ کا گرجا دیکھے یا یہودیوں کے عبادت خانہ کو دیکھے یا تری یا سکھ کی آواز سنے یا مشرکوں یا آتش پرستوں یا یہودیوں کے گروہ کو دیکھے تو اس وقت اس آدمی کو یہ کہنا مستحب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہ واحد ہے میں اس کے سوا اور کسی کی بندگی نہیں کرتا۔ پیغمبر صلعم نے روایت کی ہے کہ جو آدمی یہ کلمات کہتا ہے خداوند کریم کافروں کی تعداد کے موافق اس کے گناہوں کو بخشدیتا ہے اور جب کوئی بادل یا بجلی کی کڑک کی آواز سنے تو اس وقت یہ کہے۔ خداوندا مجھ کو اپنے غضب کے ساتھ نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور عذاب دینے سے پہلے پہل مجھ کو بخشدے۔ اور جس وقت آندھی آئے اس وقت یہ کہے۔ خداوندا میں اس کی نیکی چاہتا ہوں۔ اور اس چیز سے نیکی چاہتا ہوں جو اسکے ساتھ بھیجی گئی ہے۔ اور میں ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے ۔

بازار جانے کا بیان

جب کوئی بازار میں جائے تو اس وقت رسول مقبول کی سنت کو ملحوظ رکھے جب آپ بازار میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ تو اس وقت یہ فرمایا کرتے تھے خداوندا میں تجھ سے اس بازار کی نیکی چاہتا ہوں اور جو چیزیں اس بازار میں ہیں انکی نیکی مانگتا ہوں۔ اور بازار کی بدی سے اور اس چیز کی بدی سے جو بازار میں ہے پناہ چاہتا ہوں۔ خداوندا میں تجھ سے اس امر کی نسبت پناہ مانگتا ہوں کہ میں بازار میں جھوٹی قسم کھاؤں یا وہاں خرید و فروخت میں نقصان اٹھاؤں۔ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ ملک اسی کے واسطے اور اس کے لئے حمد اور ثنا ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اس کو موت نہیں ہے۔ نیکی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔ اور جب چاند دیکھے تو یہ کہے۔ خداوندا میرے اوپر برکت نازل کر اور ایمان اور سلامتی اور اسلام عطا فرما۔ میرا اور تیرا سب کا رب وہی ہے اور اللہ غالب اور بزرگ ہے ۔

مصیبت کا بیان

اگر کسی آدمی کو مصیبت میں گرفتار دیکھے تو اس وقت یہ کہے۔ تعریف کے لائق وہی خدا ہے جس نے مجھے اس چیز سے بچا لیا ہے جس میں تم کو گرفتار کیا ہے۔ اور تیرے اور اکثر آدمیوں پر جن کو اس نے پیدا کیا ہے بزرگی دی ہے پس جو ایسا کہیگا وہ خداوند تعالیٰ کے فضل سے جب تک وہ زندہ رہیگا بچا رہیگا ۔

حاجی سے کلام کرنیکا بیان

جب کوئی حاجی سفر سے واپس آئے تو اسے یہ کہے کہ خداوند کریم تیرے اس حج کو قبول کرے اور تیرا ثواب زیادہ کرے اور جو تیرا خرچ ہوا ہے اس کا تم کو عوض دے۔ عمر بن خطابؓ سے روایت کی گئی کہ آپ حاجی سے ایسے کلمات فرمایا کرتے تھے ۔

عیادت کا ذکر

اگر تم کسی مسلمان مریض کے پاس اسکے پوچھنے کے واسطے جاؤ اور اس کو حالت نزع میں پاؤ یا اس کو مرا ہوا دیکھو تو اس وقت پیغمبر صلعم کے ارشاد کے موافق عمل کرو۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارے یاروں میں سے اگر کوئی مر جائے تو تم یہ دعا پڑھو ہم اللہ کے واسطے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور ہم سب خداوند کریم کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ خداوندا اس کو اپنے

اور تم نے اس سے کچھ خریدا ہے۔
عائشہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ہم نے تو اس سے کچھ نہیں خریدا۔ اس کے بعد حولاء نے قصہ کو بیان کیا۔ جسے سن کر رسول مقبول نے حولا کو فرمایا کہ تو جا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کر اور جو کچھ وہ کہے اس کو سن۔ حولاء نے عرض کی کہ اے خدا کے پیغمبر مجھ کو اس سے کچھ ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو عورت آراستگی اور خانگی اصلاح کے واسطے اپنے شوہر کے گھر میں کوئی چیز رکھتی یا اٹھاتی ہے۔ اس کے عوض میں اس کے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ اور اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اس کو اس قدر اجر دیا جاتا ہے جیسا کہ رات کی عبادت کرنے والے اور دن کے روزے رکھنے والے اور خداوند تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے کو ملتا ہے۔ اور جب اس کو درد زہ لاحق ہوتا ہے تو اس کو ہر ایک درد میں اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ بندہ کے آزاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب لڑکا اپنی ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر ایک دفعہ کے چوسنے میں عورت کو اس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ غلام کے آزاد کرنے سے ہوتا ہے۔ اور جب شیر خوارگی کے دن پورے کر کے چیز بیسے لڑکا دودھ چھوڑ دیتا ہے۔ تو اس وقت آسمان سے آواز کرنے والا آواز کرتا ہے۔ کہ اے عورت تو نے گذشتہ زمانہ کا اپنا کام پورا کر لیا ہے۔ اب جو باقی زمانہ ہے اس کا کام شروع کر۔ عائشہ رض نے عرض کی۔ کہ عورتوں کو تو بہت سا ثواب مل گیا ہے۔ پس اے گروہ مرداں آپ کا کیا حال۔ یہ سن کر حضرت صلعم ہنس پڑے اور فرمایا کہ جو مرد اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلتا ہے خداوند کریم اس کے واسطے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جو پیار کے ساتھ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے۔ تو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہو جاتا ہے۔ اور جب غسل کرنے کے واسطے اٹھتا ہے۔ تو اس کے بدن کے جس بال پر سے پانی گذرتا ہے اس کے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ اور اس کا ایک درجہ بھی بلند کیا جاتا ہے۔ اور غسل کرنے کے ثواب میں جو چیز دی جاتی ہے وہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے اور تحقیق خداوند تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس ٹھنڈی رات میں غسل جنابت کرنے کے لئے کھڑا ہے۔ اور میرے پروردگار ہونے کا اس کو یقین ہے۔ تم اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔ اس مبارک بن فضالہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم عورتوں کے حق میں میری نصیحت قبول کرو۔ کیونکہ عورتیں تمہاری بندی یعنی قیدی ہیں اور اپنے نفس کی بابت وہ کسی چیز کی مالک نہیں۔ عورتیں تمہارے پاس صرف خداوند تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اور خدا کے کلام کے موافق تمہارے لئے ان کا جسم حلال کیا گیا ہے۔ عبادہ بن کثیر عبد اللہ سے اور وہ پیغمبر صلعم کی روح سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے مردوں میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے۔ اور میری امت کی عورتوں میں سے وہ عورت بہتر ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ بہتر سلوک کرتی ہے۔ ایسی عورت کو رات اور دن میں ایسے ایک ہزار شہید کا ثواب دیا جاتا ہے جو خدا کے راستے میں ایسی حالت میں مارے جاتے ہیں۔ کہ صابر ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ سے اجر کے طالب۔ اور ان عورتوں میں سے ہر ایک عورت حور جنت کی موٹی آنکھوں والی حور پر ایسی ہی بزرگی رکھتی ہے جیسی کہ محمد صلعم کو تم میں سے ادنیٰ مرد پر ہے اور میری امت کی عورتوں میں سے وہ عورت بہتر ہے جو ہر ایک کام میں جو اس کا خاوند چاہے آسانی کے ساتھ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہے سوائے معصیت خداوند تعالیٰ کے اور میری امت کے مردوں میں سے وہ مرد بہتر ہے جو اپنے اہل کے ساتھ ایسی ہی مہربانی کرتا ہے جیسی ماں اپنے بچے کے ساتھ۔ اس کے واسطے ہر دن رات میں ایسے سو شہیدوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ جو اس وقت خدا کے راستے میں مارے گئے ہیں۔ جب کہ وہ ثواب کے طالب اور صبر کرنے والے تھے۔ پس حضرت عمر بن خطاب نے

سے رو اس طرح اُٹھیگا۔ کہ اس عورت کے ساتھ اُس نے زنا کیا ہوا ہے۔ اور اگر عورت زبان دراز ہے اور اپنی بدخلقی
سے مرد کو دکھ پہنچاتی ہو اور دین میں فساد ڈالتی ہے تو مرد کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو اس عورت سے الگ کر دے۔ اور اگر
ایسا نہیں کر سکتا تو خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگے اور اسکی درگاہ میں دعا اور زاری کرے اگر ایسا کرے گا تو بھی اس کی نجات
کے واسطے کفایت کریگا اور اگر عورت مرد کو دُکھ اور آزار پہنچائے اور مرد اس پر صبر کرے۔ تو اس آدمی کو خداوند کریم کے
راستے میں جہاد کا مرتبہ عطا کیا جائیگا اور اگر عورت کے پاس مال ہے اور وہ بلا اکراہ و اجبار اپنی خوشی سے اپنے مال میں
سے مرد کو کچھ دے دے تو اس کو اس کا خوشی لینا اور کھانا جائز ہے اور مناسب ہے کہ جس عورت سے آدمی نکاح
کرنا چاہتا ہے۔ نکاح کرنے سے پہلے اُس کے مُنہ اور ہاتھوں کو اچھی طرح دیکھ لے۔ اور پسند کر لے۔ مگر نکاح
سے پہلے خلوت نہ کرے اور مُنہ اور جسم کو دیکھ کر پسند کرنے کی اجازت اس واسطے دی گئی ہے کہ نکاح کرنے کے بعد
کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو عورت سے دل کی نفرت کا باعث ہو۔ اور پھر وہ نفرت عورت کو طلاق دے اور اس
سے جدا ہونے کا سبب ٹھہرے اور خداوند کریم طلاق کو نہایت مکروہ رکھتا ہے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ
کے نزدیک کوئی مباح طلاق سے زیادہ دشمن نہیں ہے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ جب خداوند تعالیٰ تمہارے دل میں
کسی عورت کی نکاح کی خواہش ڈالے تو تم اُس عورت کے مُنہ اور ہاتھوں کو دیکھ لو۔ یہ دیکھنا نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اس
سے دونوں کے درمیان موافقت پیدا ہوتی ہے اور جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں
سے جو آدمی کسی عورت کی درخواست کرے تو اگر اس چیز کی طرف دیکھ سکتا ہے جو اُسکو نکاح کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ تو
اس کو دیکھ لے۔ جابر رض نے فرمایا ہے کہ ایک لڑکی کی طرف میرے دل نے خواہش کی۔ اس لئے میں چھپ کر اُس کے
پاس گیا اور میں نے اس کو دیکھا اور اس طرح سے دیکھا کہ اس کے نکاح کی رغبت میرے دل میں اور بھی زیادہ ہوگئی ابو داؤد
نے اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اور عورت دیندار اور صاحب عقل ہونی چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رض روایت
کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ چار چیزوں کے واسطے عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے۔ ایک مالدار ہونے
کے واسطے دوسری صاحب حسن اور جمال ہونے کے لئے تیسری عالی نسب ہونے کے باعث۔ چوتھی دینداری کے سبب
اور ضروری اور محمودی اس کے لئے ہے جو دینداری کے واسطے نکاح کرتا ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو عورت
دیندار ہوتی ہے وہ زندگی میں اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے۔ اور تھوڑی سی چیز پر قناعت کرتی ہے باقی بد دین
عورتیں اپنے شوہر کو گمراہ اور غم میں ڈالتی ہیں۔ ایسی عورتوں سے جس کو خداوند کریم سلامت رکھے۔ وہی بچتا ہے اللہ
جلشانہ فرماتا ہے کہ تم اپنی عورتوں سے ہمبستری کرو۔ اور اس سے وہ چیز طلب کرو جو خداوند تعالیٰ نے تمہارے واسطے
رکھی ہے یہاں مباشرت سے مراد جماع ہے اور ابتغوا سے اولاد مراد ہے اور ایسا ہی عورت کو چاہئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو
زنا سے بچانے اور اولاد حاصل کرنے کی سبب سے نکاح کرے اور ثواب عظمیٰ کی امیدوار رہے۔ خدا کے ہاں سے
اور شوہر کے ساتھ رہنے اور حمل اور جننے کی تکلیف پر صبر کرنے اور اولاد کی ترتیب کرنے کی نیت ہو۔ زیاد بن میمون رض
انس بن مالک رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حولا نام ایک عورت جو مدینہ میں عطر فروشی کا کام کرتی تھی۔ عائشہ رض کی
خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی کہ اے ام المومنین فلاں آدمی میرا شوہر ہے اور میرا معمول ہے۔ کہ میں ہر رات اسکے
واسطے اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہوں اور اپنے بدن اور لباس پر خوشبو ملتی ہوں۔ اور ایسی جمالی ہو جیسی کہ اسی رات
کی بیاہی ہوئی دُلہن ہوتی ہے۔ اور جب وہ اپنی خوابگاہ میں آتا ہے۔ تو میں اسکے لحاف میں اسکے پاس جاتی ہوں
تاکہ خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کر دوں۔ تو اس وقت میرا شوہر میری طرف سے اپنا منہ پھیر لیتا ہے۔ گویا کہ اس نے
مجھ کو اپنا دشمن سمجھا ہے۔ یہ سنکر حضرت عائشہ رض نے اسکو فرمایا۔ کہ رسول مقبول کے تشریف لانے تک بیٹھی رہ۔
ابھی اتنا ہی [illegible] پیغمبر صلعم تشریف لے آئے۔ اور آتے ہی فرمایا کہ یہ خوشبو کیسی آتی ہے کیا خولا تمہارے پاس آئی ہے

تو اس حالت میں بھی صبر ہی بہتر ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو عورت شوہر نہیں رکھتی وہ مسکینہ ہے وہ مسکینہ ہے۔
لوگوں نے گزارش کی کہ چاہے وہ تونگر اور مالدار ہی ہو۔ جواب دیا چاہے مالدار ہی ہو پھر بھی مسکینہ ہے۔ اور جمعہ یا چہارشنبہ کے دن
نکاح کرنا مستحب ہے اور دن کی نسبت رات کے وقت نکاح کرنا بہتر ہے۔ اور نکاح کا خطبہ ایجاب اور قبول سے پہلے پڑھنا
سنت ہے۔ اور اگر بعد میں پڑھا جائے تو بھی روا ہے۔ اور اس بات میں اختیار رکھتا ہے کہ چاہے خود نکاح کرے۔ اور
چاہے اپنی طرف سے کوئی مختار یا وکیل مقرر کردے۔ اور جب نکاح ہو جائے تو اسکے بعد حاضرین مجلس مبارکباد دیں اور
کہیں کہ خداوند کریم تم کو برکت دے اور تم پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اور خداوند تعالیٰ تم دونوں کو نیکی اور بہتری کے ساتھ
اکٹھا رکھے۔ پھر اگر عورت یا عورت کے گھر والے مہلت طلب کریں تو مستحب ہے کہ ان کو مہلت دی جائے تاکہ اس مدت میں
وہ اپنا سامان درست کرلیں اور اپنی ضرورت کو پورا کرلیں جو جہیز کا جزو ہے اور دلہن کی آرائش کے واسطے زیور وغیرہ
کا بنوانا ہے اور جب وہ عورت مرد کے گھر میں آجائے تو پھر اس روایت پر عمل کرے جو عبداللہ بن مسعود رض سے بیان
کی گئی ہے کہ ایک مرد ان کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا ہے اور مجھے یہ خوف ہے کہ
کہیں وہ مجھ سے ناخوش نہ ہو جائے اور مجھ کو دشمن تصور کرنے لگے۔ عبداللہ رض نے کہا کہ محبت تو خدا کی طرف سے ہے اور
دشمنی شیطان کا فعل ہے جب عورت تیرے گھر میں آجائے تو تو اس سے یہ کہہ کہ تیرے پیچھے کھڑی ہو جائے اور کھڑی ہوکر
نماز کی دو رکعت ادا کرے اور پھر یہ دعا پڑھے خداوندا میرے لئے میرے اہل میں برکت دے۔ اور مجھ میں میرے اہل کے
واسطے برکت کر۔ اے اللہ مجھ کو اس سے روزی نصیب کر اور اس کو مجھ سے۔ خداوندا جس وقت تو ہمکو اکٹھا کرے یا جدا کرے
تو نیکی اور بھلائی کے واسطے ہی ہو۔ پس جب جماع کا ارادہ کرے اس وقت یہ دعا پڑھے۔ خدا کے نام سے شروع
کرتا ہوں جو بلند اور بزرگ ہے۔ خداوندا اگر تو نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میرے نطفہ سے کچھ پیدا ہو تو تو پاک اولاد پیدا
کرے۔ خداوندا تو شیطان کو مجھ سے اور اس چیز سے جو تو نے مجھ کو عطا کی ہے دور رکھ۔ اور جب اپنی حاجت
پوری کرلے۔ تو دل میں بغیر لب ہلانے کے یہ دعا پڑھے۔ شروع اللہ کے نام سے سب تعریف اس خدا کو جس نے پانی
سے انسان کو پیدا اور اس کے رشتے اور سسرال بنائے اور تیرا پروردگار ہر بات پر قادر ہے۔ اور اس کا اصل وہ روایت
ہے جو کہ ابن عباس رض سے بیان کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستر ہونے کا
ارادہ کرے تو کہے یا اللہ ہم کو اور اس بچہ کو جو ہم کو عطا کر شیطان سے دور رکھ پھر اگر ان کی تقدیر میں اس جماع سے بچہ کا
پیدا ہونا ہے تو شیطان اس سے دور رہتا ہے اور کبھی اسکو ضرر نہیں پہنچا۔ اور جب حمل نمودار ہو تو پھر عورت کو اچھی خوراک
دی جائے جو حرام شبہ سے خالی ہو۔ ایسا کرنے سے فرزند ایسی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو اس پر کسی طرح ہاتھ ڈالنے
کی قدرت نہیں رہتی اور اگر زفاف کے دن سے لیکر ولادت کے دن تک برابر پاک اور طاہر خوراک کھلائی جائے
تو یہ اور بھی بہتر ہے اس سے مرد اور عورت اور فرزند دنیا میں شیطان کی شیطنت سے اور آخرت میں آگ سے
نجات پاجاتے ہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے
بچائے رکھو اور پاک خدا کی برکت سے ایسا فرزند سعادتمند پیدا ہوتا ہے جو ماں اور باپ کا فرمانبردار ہوتا ہے اور اپنے پروردگار
کی اطاعت کرنیوالا۔ اور جب جماع سے فارغ ہو تو اس وقت عورت سے علیحدہ ہو جائے اور بدن کی نجاست کو دھو کر
صاف کرے اور وضو کرے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ دوبارہ عورت کے پاس جانا چاہتا ہے اور نہیں تو غسل کرے
اور بغیر نہانے کے سونا مکروہ ہے۔ اور ایسا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر بہت سردی کے سبب نہانا بہت مشکل ہو
یا حمام اور پانی بہت فاصلہ پر ہے یا کسی قسم کا کوئی خوف اور مانع ہے تو اس وقت بدن کے دور ہونے تک سوئے رہنا
جائز ہے۔ اور جب جماع کرنے لگے تو اس وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے۔ اور جماع کرتے ہوئے اپنے سر کو ڈھانپے
رکھے۔ اور لوگوں سے ایسا پردہ کرے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ یہاں تک کہ کچھ بھی نہ دیکھے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے

عرض کی کہ اے اللہ کے رسول عورت کو نو ہزار شہید کا ثواب ملے اور مرد کو سو شہید کا یہ کیونکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے معلوم نہیں ہے کہ عورت ثواب دلوانے میں مرد سے بہت زیادہ ہے۔ خداوند کریم جو مرد کو بہشت میں مرتبہ پر مرتبہ عطا فرماتا ہے تو اس واسطے عطا فرماتا ہے کہ عورت اس سے خوش ہے اور اپنے شوہر کے حق میں دعا مانگتی ہے اور تو نہ جانتا ہے کہ شرک کے بعد اللہ کے نزدیک عورت کا بہت بڑا گناہ ایسے خاوند کی نافرمانی ہے۔ بس تم خبردار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم سے ان دونوں ناتوانوں کی نسبت پوچھنے والا ہے۔ اور وہ دونوں ناتواں ایک تو یتیم ہے اور دوسری عورت ہے۔ جو آدمی ان دونوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ خدا کی خوشنودی کے ساتھ اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور جو آدمی ان سے بدی کریگا وہ قہر الٰہی کا مورد ہوگا اور شوہر کا حق ایسا ہے جیسا کہ تمہارے اوپر میرا حق ہے اور جو آدمی میرے حق کو ضائع کریگا وہ خداوند تعالیٰ کے حق کو ضائع کریگا اور جو خداوند تعالیٰ کا حق ضائع کرتا ہے وہ اس لائق ہوتا ہے۔ کہ اس پر غضب الٰہی نازل ہو اور دوزخ کی طرف اسکی بازگشت ہے۔ ابی جعفر بن محمد بن علی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھا اور چند اور بھی بزرگ اصحاب آپ کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک عورت آگئی اور پیغمبر صلعم کے پاس آکر کھڑی ہوگئی اور سلام کہکر یہ عرض کی کہ میں ایلچی بنکر آپکے پاس آئی ہوں۔ اور عورتوں کی طرف سے آپ کے پاس ایک پیغام لائی ہوں۔ وہ عورتیں آپ سے دور ہیں یہانتک کہ مسافت کی دوری کے باعث کوئی آپکی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ان کو یہاں میرے بھیجنے میں بھی تعجب تھا۔ اے پیغمبر صلعم میں انکی طرف سے یہ پوچھتی ہوں کہ مردوں میں عورتوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور مردوں اور عورتوں کا باپ آدم ہے ان میں جو اہیں۔ اور جب آدمی خدا کے رستے میں نکلتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ تو وہ خدا کے پاس زندہ رہتے ہیں۔ اور ان کو وہاں روزی دی جاتی ہے اور جب وہ زخمی ہوتے ہیں۔ تو ان کو ویسی ہی مزدوری ملتی ہے۔ جیسی کہ آپ جانتے ہو۔ اور ہم ان کے واسطے منتظر ہو کر انکی خدمت کرتی ہیں۔ کیا ہمارے واسطے بھی کچھ اجر ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں ان عورتوں کو میری طرف سے سلام پہنچا اور ان کو کہدے کہ تم جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہو۔ اور ان کے حق کو نگاہ رکھتی ہو۔ اس کے عوض میں جو ثواب تم کو ملیگا وہ ان مردوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اور تم میں سے تھوڑی عورتیں ہیں جو ایسا کام کرتی ہیں۔ ثابت رض انس رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب عورتوں نے مجھ کو رسول مقبول کی خدمت میں بھیجا میں نے انکی طرف سے آپ کی خدمت میں کہا کہ اے اللہ کے رسول مرد تو نسبت فضیلت اور جہاد کے ثواب میں ہم سے بڑھ گئے۔ ہمارے واسطے بھی کوئی ایسا کام ہے کہ ہم بھی غازیوں کے برابر ثواب حاصل کریں آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی اپنی گھر کی خدمت غازیوں کے ثواب کے برابر ہے۔ عمران بن حصین رض لکھتے ہیں پیغمبر صلعم سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول عورتوں کو بھی جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عورتوں کی غیرت ہی جہاد ہے اور وہ ان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو وہ جہاد کرنیوالی ہیں اور اگر راضی ہوں تو وہ جہاد کے لئے تیاری کرنیوالی ہیں۔ اور ان کے لئے دو ثواب ہیں۔ اس لئے مرد اور عورت دونوں کو مناسب ہے کہ وہ ثواب کے ملنے کا اعتقاد رکھیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں اور اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اور نکاح کرنے اور جماع کرنے اور ہر حق کے بجا لانے پر ویسا ہی عمل کریں۔ جیسا کہ ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جسے نیک عورت اور مرد خداوند تعالیٰ کے فرمانبردار رہیں۔ عورتوں کا حق مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر ہے۔ اور عورت کو اس بات کا یقین کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے واسطے کافروں کے ساتھ جنگ کرنے سے اپنے نفس پر جہاد کرنا بہتر ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آغوش شوہر اور قبر کے سوا عورت کے واسطے کوئی اور چیز بہتر نہیں ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکی جورو نہیں ہے۔ وہ مفلس ہے۔ فقیر ہے۔ فقیر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ چاہے تو نگر اور مالدار ہو اور جورو نہ رکھتا ہو تو اس پر فرمایا ہاں وہ فقیر ہے۔ فرمایا ہاں چاہے مالدار ہی ہو۔ اگر جورو نہیں

رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے جو اسکو پیاری لگی تو اپنے گھر میں آکر اپنی جورو سے صحبت کرے کیونکہ شیطان عورت کے بھیس میں اس مرد کے روبرو آنے جانے لگ جاتا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس عورت نہ ہو تو وہ خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگے اور گناہوں سے سلامتی کی درخواست کرے اور شیطان رجیم سے ہوتے ہوئے خداوند کے ہاں پناہ چاہے۔ اور مرد کو جائز نہیں کہ عورت کے ساتھ جماع کے بارے میں جو راز کی باتیں ہوئی ہوں وہ کسی دوسرے کے پاس کہے۔ اسی طرح عورت کے واسطے بھی جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے ساتھ جماع کے بارے میں جو معاملہ اور راز داری کی بات ہوئی ہو اس کو کسی دوسری عورت کے پاس بیان کرے کیونکہ یہ بے وقوفی اور کمینہ پن ہے اور شرع اور عقل اس کو بُرا کہتی ہے۔ کیونکہ ابوہریرہ رض ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک جلسہ میں مردوں سے جو اس جلسہ میں حاضر تھے پوچھا۔ کہ تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جب وہ اپنی جورو کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔ تو دروازہ بند کر لیتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے اور خدا کے پردہ سے اس فعل کو چھپاتا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ ہاں ایسے ہیں۔ اس کے بعد پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ کہ پھر تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو دوسرے کے پاس بیٹھکر بیان کرتا ہو۔ کہ میں نے ایسا کیا میں نے ویسا کیا۔ یہ سُنکر وہ سب خاموش ہو رہے اسکے بعد رسول مقبول عورتوں کی طرف مخاطب ہوئے اور اُن سے پوچھا۔ کہ تم میں سے کوئی ایسی عورت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خاص باتیں دوسری عورتوں کے پاس بیان کرتی ہو۔ یہ سُنکر عورتیں بھی سب خاموش ہو گئیں۔ مگر ان میں سے ایک جوان عورت اپنے ایک زانوں کے بل کھڑی ہوئی اور رسول مقبول کی طرف آگے بڑھی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسُول اس قسم کی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی کرتی ہیں اسکے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرد یا عورت اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ شیطان ایک شیطانہ سے کوچہ یا بازار میں ملتا ہے اور اپنی حاجت پوری کرکے چل دیتا ہے حالانکہ آدمی اسکی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں تم اس بات سے خبردار ہو کہ مردوں کی خوشبو تو وہ ہے کہ اسکی بُو ظاہر ہے اور اس کا رنگ ظاہر نہیں اور عورتوں کی خوشبو ایک ایسی چیز ہے کہ اس کا رنگ ظاہر ہے اور اسکی بُو ظاہر نہیں +

عورتوں کی فرماں برداری

اگر کوئی مرد اپنی عورت کو جماع کے واسطے بلائے اور وہ انکار کرے تو وہ نافرمان اور گنہگار رہے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو حاجت پوری کرنے سے روکے تو اس پر دو قیراط گناہ ہوتا ہے۔ اور جب کوئی مرد عورت کی حاجت پوری نہ کرے تو مرد پر ایک قیراط گناہ ہوتا ہے۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی عورت کو اس واسطے بلاتا ہے کہ اسکے ساتھ ہمبستری کرے تو اس عورت کو فوراً حاضر ہو جانا چاہیئے۔ چاہے وہ عورت تنور پر ہی ہو۔ اور ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو ہمبستر ہونے کے واسطے بلاتا ہے اور وہ اسکی طرف نہیں آتی۔ اور مرد اس سبب سے غصہ اور رنج میں رات بسر کرتا ہے۔ تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ قیس بن سعد رض کہتے ہیں کہ میں شہر حیرہ میں گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس میں نے رسولِ مقبول کی خدمت میں آکر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول شہر حیرہ میں لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور زیادہ لائق یہ ہے کہ لوگ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر تو میری قبر کو دیکھیگا اور اُس پر سے گذرے گا۔ تو کیا تو سجدہ کریگا۔ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب بھی مجھے سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ اگر میں چاہتا کہ کسی کو سجدہ کیا جائے تو میں عورتوں کو حکم دیتا۔ کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ کیونکہ خداوند کریم نے عورتوں پر مردوں کے بڑے حقوق رکھے ہیں۔ حکیم بن معاویہ قشیری کہتے ہیں کہ میرے باپ رسولِ مقبول کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور عرض کی مردوں پر عورتوں کا کیا حق ہے۔ آپ نے

کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے اہل کے ساتھ ہم بستر ہو تو وہ چھپا کر کرے اور جو آدمی چھپا کر نہیں کرتا اس کے پاس سے فرشتے چلے جاتے ہیں کیونکہ ان کو شرم آتی ہے اور شیطان اسکے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جب چھپا کر نہ کرنے والے کے ہاں فرزند پیدا ہوتا ہے۔ تو اسکی پیدائش میں شیطان شریک ہوتا ہے۔ علماء سلف سے روایت ہے۔ کہ جب کوئی انسان عورت کے ساتھ جماع کرتا ہے اور جماع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اس صورت میں شیطان اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے یعنے وہ ساتھ ہی مباشرت کرتا ہے اور جماع کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ کھیلنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ عورت کی خواہش پوری ہونے کی انتظار کرے ایسا نہ کرے کہ اپنی ہی خواہش پوری کرکے علیحدہ ہو جائے۔ عورت کی خواہش بھی پوری ہو لینے دے۔ اگر ایسا نہ کرے اور عورت کی خواہش پوری نہ ہو تو اس سے اس کو رنج پہنچتا ہے اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ رنج عورت کے دشمن بنانے اور اسکی جدائی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ عورت کے پیٹ میں نطفہ نہ جائے اور باہر رہے تو آزاد عورت کی مرضی کے بغیر ایسا نہ کرے۔ اور اگر کسی کی لونڈی ہے۔ تو اس کے مالک کی اجازت سے اور اگر اسکی اپنی لونڈی ہے تو اس حالت میں اسکو کسی کی اجازت لینے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ مختار ہے۔ مرد حق رکھتا ہے لونڈی کا حق نہیں ہے۔ ایک آدمی نے جناب رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں اس سے اپنی حاجت بھی پوری کر لیا کرتا ہوں لیکن اس بات کو برا جانتا ہوں۔ کہ اس کو حمل رہ جائے۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ کہ اگر تو یہ چاہتا ہے تو انزال کے وقت اس سے دور ہو جایا کر۔ اور اگر اس کی تقدیر میں لکھا ہے تو اس سے آخر کار لڑکا پیدا ہو جائے گا حیض اور نفاس کی حالت میں جماع سے پرہیز کرے اور جب تک حیض اور نفاس کے غسل سے عورت فارغ نہ ہو جائے اسکے ساتھ مباشرت نہ کی جائے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ نفاس میں چالیس روز تک عورت سے پرہیز کرنا مستحب ہے۔ اور اگر پانی ہاتھ نہ آئے تو تیمم کرلے۔ اور اگر اس کے خلاف کریگا تو اس صورت میں اسکو صدقہ دینا پڑیگا۔ اور وہ ایک دینار ہے۔ اور ایک روایت میں آدھی دینار آیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ خداوند کریم سے آمرزش کی درخواست کرے اور توبہ کرے اور یہ کہے کہ میں پھر کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ اور عورت کے غیر مخصوص مقام میں جماع نہ کرے کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو خلاف طرف سے عورتوں کی نزدیکی کرتا ہے یعنی پچھلی طرف سے جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے۔ اور اگر کسی مرد کو جماع کی خواہش نہ ہو تو اس صورت میں مرد کو جماع کا ترک کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جماع کے باب میں عورت مرد پر حق رکھتی ہے اور اگر جماع کو ترک کر دیا جائے تو اس میں عورت کو ضرر پہنچتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مرد کی نسبت عورت کو زیادہ شہوت ہوتی ہے۔ ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ مردوں سے عورتوں کی شہوت ستانوے حصے زیادہ ہے مگر خداوند کریم نے ان پر شرم کا پردہ ڈال دیا ہوا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ کل شہوت دس حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ان میں سے نو حصے تو عورتوں کی قسمت میں آئے ہیں اور ایک حصہ مردوں کو دیا گیا ہے اور جائز نہیں ہے کہ بغیر عذر کے چار مہینے تک عورت سے علیحدہ رہے۔ اور اگر چار مہینے گذر جائیں۔ تو اس صورت میں یہ جائز ہے کہ عورت مرد سے جدائی کی درخواست کرے۔ اور اگر مرد سفر میں ہے۔ اور اگر مرد کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک سفر میں رہنا پڑ گیا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ مرد کو واپس بلائے۔ اور اگر عورت مرد کو بلائے اور باوجود اختیار رکھنے کے وہ نہ آئے۔ اور اس سے ناراض ہو کر عورت حاکم کے پاس جدائی کی درخواست کرے تو حاکم کو چاہیئے کہ عورت کی خواہش کے موافق عورت مرد دونوں میں جدائی کرادے۔ اور حضرت عمر بن خطاب نے ہر چار ماہ کو جہاد کے کام کے بعد ایک ماہ کی رخصت اپنے اہل کے پاس اپنے گھر میں ٹھہرنے کی مقرر کی ہے۔ اور اگر اپنی بیوی کے سوا کسی دوسری عورت پر نظر پڑے اور وہ اسکو اچھی لگے تو لازم ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے تاکہ وہ اسکی شوقی شہوت فرو ہو جائے

اور اس کو یہ کہے کہ میں نے اپنی فلانی لڑکی یا بہن تیرے نکاح میں دی ہے۔ اور اس کا نام یہ ہے اور مہر کی مقدار جو شوہر اور ولی کے درمیان قرار پا چکی ہو اس کا ذکر کردے۔ اور شوہر یہ کہے کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا۔ اور اگر آدمی عربی زبان کو اچھی طرح جانتا ہے تو اس کا نکاح عربی زبان میں پڑھا جائے۔ اور اگر عربی زبان کو نہیں جانتا تو وہ اپنی مادری زبان میں نکاح پڑھے اور اس بارے میں دو روایتیں ہیں کہ نکاح پڑھنے کے واسطے آدمی کو عربی زبان کا سیکھنا لازم ہے یا نہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ نکاح پڑھنے کے واسطے عربی زبان کا سیکھنا لازم ہے۔ اور دوسری میں یہ ہے کہ لازم نہیں ہے۔ خطبہ عبد اللہ بن مسعود کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رہ نکاح کی مجلس میں جاتے تھے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود کا خطبہ نہیں پڑھا جاتا تھا تو آپ وہاں سے چلے آیا کرتے تھے۔ اور نکاح کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے تھے۔

اور اس خطبہ کی خبر مجھ کو شیخ الامام ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی نے بغداد میں دی ہے۔ اور انہوں نے قاضی ابو المظفر ہناد بن ابراہیم بن محمد بن نصر النسفی سے سنا ہے اور انہوں نے قاضی ابی عمر قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی بصری سے اور انہوں نے محمد بن احمد لولوی سے سنا ہے۔ اور ان کے ہاں ابو داود نے روایت کی اور ابو داؤد کے پاس محمد بن انباری اسنتی نے اور انہوں نے وکیع سے سنا اور انہوں نے اسرائیل سے اور انہوں نے ابو اسحٰق سے اور انہوں نے ابی الاحوص سے اور انہوں نے ابو عبیدہ سے اور ابو عبیدہ کے پاس عبد اللہ بن مسعود رض نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلعم نے مجھ کو خطبہ پڑھایا تھا جو حاجت کے وقت پڑھا جاتا ہے اور وہ خطبہ یہ ہے الحمد للہ نحمدہ الخ یعنے سارا اور اعلیٰ ایک سب تعریف اللہ کے واسطے ہے ہم اُسکی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے بخشش کی درخواست کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی بدیوں اور اپنے عملوں کی برائیوں سے ہم خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگتے ہیں اور جس کو خدا رستہ دکھلائے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اسکو کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر اس جوڑے سے بہت سے آدمی اور عورتیں پیدا کیں۔ اور اس خدا سے ڈرو جس کے نام کے ذریعہ تم سوال کرتے ہو اور ارحام کے قطع کرنے سے خوف کرو۔ تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم خدا سے ڈرو اور نیک اور سچی بات کہو خدا تعالیٰ تمہارے اعمال درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور جو خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے وہ اچھی طرح اپنے مقصود کو پالیتا ہے اور اس خطبہ پر خداوند تعالیٰ کی اس کلام کا زیادہ کرنا مستحب ہے وانکحوا۔ اور جو تم میں بیوہ ہیں ان کا نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کا نکاح کردو جو صالح ہیں اگر فقیر ہونگے تو انکو خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے مالدار کردیگا اور اللہ کشائش والا اور علیم ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے روزی عطا کرتا ہے اور اگر اس خطبہ کے سوا ایسا ہی یہ خطبہ پڑھے تو جائز ہے الحمد للہ المعروف الخ واللہ واسع علیم تک۔ وہ خدا جو اپنی نعمتوں میں یگانہ ہے تعریف اسی کے واسطے ہے اور وہ جواد ہے یعنے اس جیسا کوئی بخشش کرنے والا نہیں۔ خداوند تعالیٰ کا جلال اسکے ناموں سے ظاہر ہے وہ اپنی بزرگی میں یگانہ ہے تعریف کرنے والے اُسکی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ اس خدا کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے اور بے نیاز ہے اور کوئی چیز اُس کی مانند نہیں۔ وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ بزرگ ہے کیونکہ سب پر غالب ہے اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اس نے محمد صلعم کو پیغمبری عطا کرکے سچے دین پر بھیجا ہے جو ظاہری باطنی عیبوں سے صاف ہے اور جس چیز کے واسطے بھیجے گئے تھے۔ اس کو انہوں نے پہنچایا ہے اور وہ چراغ روشن اور تاباں ہے اور بلند نور اور روشن دلیل ہے ان کے اوپر اور ان کی اولاد پر اور سب پر اللہ کا درود ہو پس سب کام خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کاموں کو اپنے طریقوں میں لگاتا ہے۔ اور جس جگہ ان کا جاری ہونا لائق ہے وہاں ان کو جاری کرتا ہے جس چیز کو کہ اس نے پیچھے کر دیا ہے اسکو کوئی مقدم کرنے والا نہیں ہے اور جس چیز کو اس نے پہلے کر دیا ہے اس کو

فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو عورت کو بھی اپنے ساتھ کھلائے۔ اور جب کپڑے پہنے تو عورت کو بھی پہنائے اور تجھے لازم ہے کہ عورت کے منہ پر طمانچہ نہ مارے اور اپنی عورت سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔ اور اگر علیحدگی اختیار کرے تو گھر کے اندر کرے۔ اور اگر دیکھے کہ عورت اپنی سرکشی پر دلیر ہے اور حکم نہیں مانتی اور نافرمانی پر مصر ہے۔ اور آگے سے تڑتڑاتی رہتی ہے تو اس صورت میں اسکو نصیحت کر اور خدا وند تعالیٰ کا اس کو خوف دلا۔ اگر پھر بھی سرکشی اور نافرمانی کرے تو اس سے ہمبستر ہونا اور کلام کرنا چھوڑ دے اور تین روز تک ایسا ہی کر۔ اگر اسکے بعد اپنی نالائق حرکت سے باز آجائے تو بہتر ہے اور اگر باز نہ آئے تو اسکو مارنے سے سمجھا۔ مگر اسطرح مار کہ اسکے بدن پر نشان ظاہر نہ ہو۔ اور درّے اور کوڑے سے نہ مارا جائے کیونکہ عورت کے مارنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ سیدھے راستے پر آجائے اسکو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اور اگر مارنے سے بھی عورت باز نہ آئے تو پھر عورت اور مرد اپنے عزیزوں میں سے دو مسلمان آدمیوں کو جو آزاد اور عادل ہوں مناقشہ کے دور کرنے کے واسطے بطور پنچ اور وکیل کے مقرر کریں۔ اور وہ دونوں غور کریں کہ مرد عورت دونوں میں صلح ہوسکتی ہے یا نہیں اور جدائی کا ہونا ضروری ہے۔ پس غور کرنیکے بعد دونوں سرپنچ جو رائے قائم کریں اور جو حکم دیں مرد عورت دونوں کو لازم ہے کہ اس پر عمل کریں ۔

دعوت کتخدائی

ولیمہ یعنے شادی کی دعوت مستحب ہے اور سنت طریق یہ ہے کہ اس دعوت میں ایک بکری سے کم ذبح نہ کرے اور کھانیکی چیزوں میں سے کسی چیز کی خصوصیت نہیں ہر چیز جائز ہے اور پہلے دن مسلمان پر اس دعوت کا قبول کرنا واجب ہے اور دوسرے دن سنت ہے اور تیسرے دن مباح ہے بلکہ تیسرے دن قبول کرنے میں ایک طرح کی سُستی ہے اور اس دعوت میں جو ایک بکری کے ذبح کرنیکے واسطے کہا گیا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول نے عبدالرحمٰن رض کو فرمایا ہے کہ چاہے تیرے پاس ایک ہی بکری ہے مہمانی کر۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پہلے دن دعوت ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن شہرت اور اس کے بعد سکی ہے۔ اور ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ میں بلایا جائے تو اس کو دعوت کا قبول کرنا لازم ہے اور اگر روزہ دار نہیں تو کھالے اور اگر روزہ دار ہے تو وہاں جاکر واپس لوٹ آئے اور یہ مکروہ ہے نکاح کے بعد چھوہارے وغیرہ لٹانا۔ اور اس بات میں دو روایتیں آئی ہیں ایک میں تو میوہ وغیرہ کا لوٹنا مکروہ ہے اور اسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں کم ظرفی اور حرص اور کمینہ پن پایا جاتا ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ اور دوسری روایت میں مکروہ نہیں ہے اور اُس میں یہ دلیل دی ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر صلعم نے ایک اونٹ کو ذبح کیا اور ذبح کرنیکے بعد فقیروں اور مسکینوں کو بلاکر فرمایا کہ جو چاہے اس کا گوشت کاٹ لیجائے۔ اور پیغمبر صلعم کے اس حکم میں اور نثار کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور لوٹانے سے یہ بہتر ہے کہ جو لوگ حاضر ہوں ان میں بانٹ دیا جائے اسطرح بانٹنا بہت پسندیدہ اور حلال ہے اور نہ بیہودہ کاری میں داخل ۔

نکاح کی شرطیں اور اُسکی تکمیل

جب نکاح کی شرطیں پوری ہوجائیں۔ تو ان کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور نکاح کی شرطوں کا پورا ہونا یہ ہے کہ ایک تو ولی عادل ہو۔ اور عادل گواہ ہوں اور آپس کی ذات کے آدمی ہوں اور عورت میں کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو مانع نکاح ہو مثلاً مرتد نہ ہو۔ عدت کے دنوں میں نہ ہو وہ پورے ہوچکے ہوں۔ اور اسی طرح کوئی اور امر بھی مانع نکاح نہ ہو۔ نکاح کرنیوالا عورت سے نکاح کرنے کی رضامندی حاصل کرے۔ مگر اس رضامندی حاصل کرنیکے واسطے عورت پر جبر نہ کیا گیا ہو۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت بیوہ ہو یا باکرہ جس کا باپ نہ ہو۔ اور مرد کو لازم ہے کہ پہلے عورت کو مہر کی مقدار اچھی طرح سمجھا دے۔ اور اس کے بعد خطبہ پڑھے اور خدا وند کریم سے مغفرت کا خواستگار ہو۔ اور عورت کا جو ولی ہو اس سے خطبہ پڑھائے کیونکہ ولی سے خطبہ پڑھانا مستحب ہے اور اس کے بعد ولی کو چاہیئے کہ عورت کے شوہر سے گفتگو کرے

نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے امر معروف کے واسطے قدرت کے حاصل ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اور یہ قدرت اس وقت
حاصل ہوتی ہے جب نیک لوگوں کا غلبہ ہو اور بادشاہ بھی عادل ہو اور نیکوکاروں کا مددگار ہو اور اگر امر معروف اور نہی منکر کے
بجا لانے میں ہلاک کا خوف ہو اور یہ ڈر ہو کہ جسم اور مال کو ضرر پہنچیگا۔ تو اس صورت میں واجب نہیں ہے اور اس کا ثبوت
خداوند تعالیٰ جل شانہ کے قول میں موجود ہے جو فرماتا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور دوسری جگہ یہ ارشاد
ہے کہ اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔
لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مسلمان کس طرح اپنے نفس کو ذلیل اور خوار کرتا ہے فرمایا اس طرح کہ جس کے
مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا مقابلہ کرے اور آپ نے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے کہ اس کام کے بدلنے کی مجھ میں طاقت
نہیں ہے تو صبر کرے اور اس کا امیدوار رہے کہ خداوند کریم کوئی دوسری صورت پیدا کر دے۔ پس جب کسی کو یہ ثابت
ہو جائے کہ میں منع کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کی قدرت نہیں رکھتا تو اسکو منع کرنا واجب نہیں ہے۔ اور خوف کے
غالب ہونے پر یہ سوچنا کہ منع کرنا جائز ہے یا نہیں ہمارے نزدیک منع کرنا جائز ہے بلکہ اگر اولو العزم اور صابر لوگوں میں سے
ہے تو بہتر ہے۔ کیونکہ یہ منع کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی مانند ہے۔ خداوند کریم نے حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں
فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو یہ نصیحت کی ہے کہ شرع کا حکم کر اور جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے منع کر اور اس کام کے
کرنے میں تجھے جو تکلیف اور مصیبت پہنچے اس پر صبر کر۔ پیغمبر صلعم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ شرع کا
حکم کر اور ممنوعات سے منع کر اور اس سے جو کچھ تجھ پر تکلیف وارد ہو اس پر صبر کر۔ اور اگر ایسے وقت میں منع کرنے کا اتفاق
پڑے کہ بادشاہ اور حاکم ظالم ہے یا کلمہ کفر کے ظاہر ہونے کے وقت تو ان دونوں موقعوں پر فقیہوں کا اس بات پر
اتفاق ہے کہ منع کرنا روا ہے۔ اور ان کے سوا باقی موقعوں پر ہمارے اور دوسرے علماء کا اختلاف ہے ✦

منع کرنے والے لوگوں کے اقسام

ممنوعات سے منع کرنا تو بات ہی ہے۔ منع کرنے والے لوگوں کے تین گروہ ہیں پہلے گروہ کے لوگ تو بادشاہ اور
حاکم ہیں یہ تو منع کرنے پر قدرت اور طاقت رکھتے ہیں اور دوسرا گروہ عالموں کا ہے یہ زبان سے منع کرتے ہیں ہاتھوں
سے منع نہیں کرتے۔ اور تیسرے عوام الناس ہیں۔ اس گروہ کے لوگ صرف دل سے ہی منع کرتے ہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی خلاف شرع دیکھے۔ تو اس کو اپنے
ہاتھ سے الٹ دے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے کہے۔ اور اگر زبان سے کہنے کی قدرت نہیں ہے۔ تو
پھر اپنے دل میں ہی اسکو برا سمجھے۔ مگر یہ ان لوگوں کا مرتبہ ہے جن کا ایمان بہت سست ہوتا ہے بعض اصحابوں
سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی شرع کے خلاف کوئی کام دیکھے اور اس کے
منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسکو تین دفعہ یہ پڑھنی چاہیئے یا اللہ یہ کام شرع کے خلاف ہے اس شخص کو بھی
ویسا ہی ثواب پہنچیگا جیسا کہ اسکو ملتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے ✦

گمان کا ذکر

اگر یہ گمان غالب ہو کہ خلاف شرع کرنے والا آدمی باز نہیں آئیگا اور ممنوع امر پر ثابت رہیگا۔ تو اس صورت میں
منع کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام احمد رح سے اس بات میں دو روایتیں وارد ہیں ایک
روایت میں تو واجب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے برے فعل سے باز آجائے اور خدا کی توفیق اور اسکی ہدایت
سے اور ناصح کی گفتار کے صدق سے اس کے دل میں اثر ہو۔ اور نرم ہو جائے اور ممنوع چیز سے باز رہے۔
اس لئے گمان منع کرنے کا مانع نہیں ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ جب تک یہ قوی امید نہ ہو جائے کہ میرے
منع کرنے سے باز رہیگا تب تک منع نہ کرے کیونکہ منع کرنے سے مقصود ممنوعات کا دور ہونا ہے اور گمان غالب ہو کہ منع کرنے سے فائدہ نہیں تو ترک اولیٰ ہے ✦

کوئی تجھے کرنے والا نہیں۔ اگر دو آدمی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو وہ خدا کے حکم اور اُس کی مرضی سے ہی جمع ہوتے ہیں اس کے
حکم کے سوا نہیں ہوتے۔ ہر ایک حکم کے واسطے وقت مقرر ہے اور وقت مقرر پر جس کام کا کرنا خدا کے ارادہ میں ہے وہ پہلے
ہی لکھا جا چکا ہے جن کو وہ چاہتا ہے اس کو دور کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسکو قائم رکھتا ہے اور ام الکتاب اس کے
پاس ہے اور یہ اُسی کی قضا و قدر ہو کہ فلاں بن فلاں بن فلاں تمہاری دختر سے جو نیک اختر ہے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ
فلاں سب فلاں ہے۔ اور تم کو معلوم ہو گیا ہے وہ مرد رغبت رکھتا ہے اور تمہاری مرضی سے یہ چاہتا ہے۔ کہ اس لڑکی کے
ساتھ شادی کرے اور دونوں طرفوں کی رضا اور خوشی سے جو مہر مقرر ہوا ہے وہ اس نے خرچ کیا ہے پس تم اس کے
ساتھ جو نکاح کا طالب ہے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تم اپنے رانڈوں اور غلاموں اور لونڈیوں
میں سے جو صالح ہیں نکاح کر دو اگر وہ محتاج ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دیگا تحقیق اللہ
کشائش والا جاننے والا ہے۔ اور جب خطبہ سے فراغت ہو جائے تو بعد میں نکاح باندھا جائے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں اور خدا کی حدوں کو نگاہ
رکھتے ہیں اور پھر فرمایا ہے کہ تم امت میں سے بہتر ہو اور لوگوں کے فائدہ کے واسطے پیدا کئے گئے ہو شرع کے موافق
حکم کرتے ہو۔ اور جو امور خلاف شرع ہیں ان سے منع کرتے ہیں اور اللہ جلشانہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور دوسری جگہ فرمایا
ہے کہ تم میں سے بعض مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض کے دوست ہیں جو چیز شرع میں درست ہے اس پر حکم کرتے
ہیں اور جو چیز شرع میں منع ہے اس سے منع کرتے ہیں۔ اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم نیکی کا حکم دو۔ اور جو چیزیں
منع کی گئی ہیں ان سے منع کرو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو خداوند تعالیٰ تم میں سے بُرے آدمیوں کو تمہارے نیکوں پر مقرر
کر دیگا اور پھر نیک آدمی چاہے کیسی ہی دعائیں کریں وہ قبول نہیں ہونگی۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ دعا کرنے سے پہلے تم نیکی کا حکم کرو اور بُری چیزوں سے منع کرو جو منع کی گئی ہیں
ورنہ تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائیگی۔ اور بعض روایتوں میں وارد ہے کہ تم بخشش کی درخواست کرنے سے پہلے
نیکی کرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا قبول نہ ہو اور خبردار رہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تمہاری روزی کو بند نہیں کرتا
اور تمہاری مقررہ عمر کو کم نہیں کرتا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے پرہیزگار لوگوں
اور عابدوں نے نیکی کا حکم اور بدی سے منع چھوڑ دیا تو خداوند کریم نے ان کے رسولوں کی زبانوں کے ذریعہ ان پر لعنت
بھیجی اور ان سب کو بلا میں گرفتار کر دیا جو شخص مسلمان اور آزاد اور عاقل بالغ اور عالم ہو اس پر واجب ہے کہ لوگوں کو نیک
باتوں کا حکم دے اور بُری باتوں سے منع کرے بشرطیکہ اسکو منع کرنے کی طاقت ہو اور اس سے اسقدر فساد عظیم نہ اُٹھے
جس سے اس کو یا اُسکے مال اور اہل و عیال کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ ان احکام کے بجالانے میں بادشاہ یا عالم یا قاضی یا
رئیس کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کوئی ہو اور ہم نے عالم ہونے اور مفتی کی شرط اس واسطے لگائی ہے کہ ایسے ہی گمان سے
کوئی ایسا فعل نہ کر بیٹھے جو شریعت کے خلاف ہو۔ خداوند کریم فرماتا ہے کہ اے مسلمانو بہت گمانوں سے بچو بیشک
بعض گمان گناہ ہیں۔ اور اگر کسی کا کوئی عیب پوشیدہ ہو تو اسکو ظاہر نہ کیا جائے کیونکہ اس سے حقتعالیٰ نے منع کیا ہے
کہ تم جستجو نہ کرو۔ اور اگر کوئی ظاہر عیب بھی ہو تو اس کا چھپا دینا ہی واجب ہے جو چیز پوشیدہ ہوتی ہے اسکی جستجو کرنی
پوشیدہ راز کا ظاہر کرنا ہوتا ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔

امر معروف کے واسطے طاقت کا ہونا

امر معروف کے واسطے لازم ہے کہ طاقت بھی ہو چنانچہ پیغمبر صلعم نے فرماتا ہے کہ اگر کسی گروہ میں کوئی آدمی
ایسا ہے کہ وہ گناہ کرتا ہے اور باوجود قدرت کے ہونے کے لوگ اس کو منع نہیں کرتے۔ تو پہلے اسکے کہ وہ مریں اُن پر عذاب الٰہی

منع کرے۔ قتادہ رح کہتے ہیں کہ ایک فقیہ لوگوں نے مجھے کہا کہ توریت میں لکھا ہے فرزند آدم تو مجھ کو یاد کرتا ہے اور
جاتا ہے تو دوسرے لوگوں کو تو میری طرف بلاتا ہے اور خود مجھ سے بھاگتا ہے تیرا یہ ڈرانا بیفائدہ ہے۔ جو آدمی
اور نہی عن المنکر کرتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ خداوند کریم اسکے حال کو اچھی طرح جانتا ہے ؛

تنہائی میں نصیحت کرنی

طلوب اور علیحدگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرسکتا ہے تو ایسا کرنا بہتر ہے کیونکہ جو نصیحت اور پند تنہائی میں کیجاتی
زیادہ اثر کرتی ہے اور بُرے عملوں سے تو خاص باز رکھتی ہے ریا اور قبولیت کا باعث ہوتی ہے۔ ابو داؤد رح کہتے ہیں
کے روبرو اپنے بھائی کو نصیحت کرتا ہے وہ اس کا عیب بیان کرتا ہے اور جو کسی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے۔ وہ
کرتا ہے۔ اور اگر علیحدگی میں کسی کو نیک کام کی نصیحت کی جائے اور اسکو کوئی فائدہ نہ دے تو پھر اسکو ظاہر میں
ائے اور نیک لوگوں سے اسکے واسطے مدد مانگے اور اگر یہ تدبیر بھی مفید نہ پڑے تو پھر اہل سلطنت سے
کرے۔ اور نامشروع امور سے منع کرنا ترک نہ کرے کیونکہ جنہوں نے ترک کیا ہے۔ خداوند کریم نے انکی
اور فرمایا ہے کہ جو لوگ بُرے عمل کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے ایسے آدمی جو
تے وہ بہت بُرا تھا۔ اور الله تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کیوں درویشوں اور علماء نے لوگوں کو جھوٹ بولنے اور حرام کھانے
کا منع کرنا بہت بُرا تھا یعنے ان کے عالموں فقیہوں اور قاریوں نے ایسے لوگوں کو بے حیائی کی کلام اور
ور گناہ کرنے سے کیوں نہ روکا۔ روایت ہے کہ خداوند کریم نے یوشع ابن نون کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا کہ میں
چالیس ہزار نیکوں کو اور ساٹھ ہزار بدوں کو ہلاک کرنے والا ہوں حضرت یوشع نے جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا
اپنے عملوں کی سزا پاوینگے اور جو نیک آدمی ہیں ان کا کیا قصور ہے۔ الله جلشانہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نیکوں کا قصور
ہے کہ بدوں پر غصہ کیا تو اُنہوں نے اُن پر غصہ نہیں کیا اور انکے ساتھ ملکر کھاتے پیتے رہتے ہیں ؛

پانچویں شرط کا بیان

شرط میں ہم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص کسی نیک کام کرنے کا حکم کرتا ہے خود بھی وہ کام کرتا ہو اور جس بُرے کام سے
منع کرتا ہے خود بھی اُس سے پاک ہو۔ لیکن ہمارے شیخوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اگر فاسق آدمی بھی ہو تو اس پر بھی واجب
وں کا حکم کرے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور اس پر ایسا ہی واجب ہے کہ جیسا کہ عادل آدمی پر واجب
مسئلہ کی طرف اس واسطے اشارہ کیا ہے کہ آیات اور احادیث میں فاسق اور عادل میں اس بارہ میں کوئی فرق
ا۔ اور بعض پہلے بزرگ اس حکم کے ثبوت میں اس ایت کو بیان کرتے ہیں کہ بعض آدمی وہ ہیں جو الله تعالےٰ کی
سطے اپنی جانوں کو بیچڈالتے ہیں یعنے نیک کاموں کا حکم کرتے اور بُرے کاموں سے منع کرنے میں۔ حضرت عمر رضی الله عنہ
ا کہ ایک آدمی اس آیت کو پڑھ رہا تھا تب انہوں نے کہا کہ ہم سب الله کے واسطے ہیں اور سب اسی کی طرف رجوع کرنیوالے
می کھڑا ہوا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے لگا پس وہ مار ڈالا گیا۔ اور ابو امامہ رض کہتے ہیں کہ رسُول مقبول
ہے کہ سب سے بہتر جہاد ظالم بادشاہ کے پاس کلمہ حق کا بیان کرنا ہے اور جابر بن عبدالله روایت کرتے ہیں۔ کہ
فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام شہیدوں میں سے بہتر شہید حمزہ بن عبدالمطلب ہو اور وہ آدمی ہے جو امر بالمعروف
رنیکے واسطے ظالم بادشاہ کے پاس جائے اور وہ اس کو مرواڈالے جس آدمی کو بُرے کام سے منع کیا جاتا ہو
سے یاد نہیں آتا خداوند کریم نے اسکی نسبت فرمایا ہے کہ جب اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو اس کو عزت گناہ
الم۔ عبدالله بن مسعود رضنے فرمایا ہے کہ خداوند کریم کے نزدیک بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ
اور جو بُرے کام ہیں ان سے دور رہ تو وہ آگے سے یہ جواب دے کہ تو اس سے اپنے آپ کو تو پاک کر غرض
حدیثوں سے ثابت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بدحکم کر سکے۔ اسلئے نیک کار اور بدکار آدمی برابر ہیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرطیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واسطے پانچ شرطیں ہیں۔ پہلی جس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم کرتا ہے اُسکا عالم ہو۔ دوسری اس سے خداوند تعالیٰ کی خوشنودی اور دین اسلام کی تقویت مقصود ہو اور کلام الٰہی کا اظہار و تشہیر ہو اور اس سے دکھاوا اور شہرت اور اپنی نفسانی خواہشات کا پورا کرنا نہ پایا جاوے۔ پس جو شخص اخلاص اور سچے دل سے اس کام کو کرتا ہے خدا اسکی مدد کرتا ہے اور اسکو توفیق دیتا ہے اور ہر طرح کی تکلیفوں سے اُس کو بچاتا ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کریگا اور تم کو ثابت قدم رکھیگا۔ فرماتا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار اور احسان کرنے والے ہیں۔ پس جو آدمی شرک سے بچے اور لوگوں کو اسے ہٹائے اور دکھاوا نہ کرے اور اخلاص سے نیک عمل کرے تو خداتعالیٰ اسکو ثواب کریگا۔ اور جو آدمی اس کے خلاف کریگا وہ بے عزت خوار اور ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اور اس سے ممنوعات سرزد ہوتے رہینگے۔ بلکہ اس میں ترقی ہی کرتا جائیگا اور گنہگاروں اور گناہوں کے پیچھے کتے کی مانند دوڑے گا۔ اور آدمیوں اور جنوں کے شیطانوں سے موافقت رکھیگا۔ خداتعالیٰ کا نافرمان سردار ہوگا۔ اور شیطان کا فرمانبردار اور جرائم کاری میں مبتلا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا نرمی اور آہستگی سے ہو۔ درشتی اور سختی سے نہ ہو بلکہ اپنے بھائی کو نصیحت اور شفقت سے نیکی کا حکم کرے اور بدی سے روکے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ اس کا دشمن شیطان مردود کس طرح انسان سے موافقت کر لیتا ہے اور اس کی عقل پر غالب آکر اس کو گناہگاری اور خدا کی نافرمانی کی طرف راغب کرتا ہے اور اس طرح ہلاک کر کے اس کو دوزخ میں لیجانا چاہتا ہے جیساکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے شیطان اپنے گروہ کو طلب کرتا ہے کہ وہ اُسکو دوزخ میں لیجاوے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو فرماتا ہے کہ تو خداتعالیٰ کی رحمت سے نرم دل ہوا ہے اور اگر تو سخت دل ہوتا تو لوگ تجھ سے بھاگ جاتے اور اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور ہارون کو فرعون کی طرف روانہ کیا۔ تو ان کو یہ فرمان دیا کہ تم اس سے نرمی کے ساتھ بات کرو۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے نصیحت کو قبول کرے یا میرے عذاب سے خوف کرے۔ اسامہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک آدمی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کرنا لائق نہیں جب تک وہ تین خصلتیں نہ رکھتا ہو جس بات کا حکم کرتا ہے اس کا عالم ہو جس بُری بات سے منع کرتا ہے اسکو اچھی طرح جانتا ہو اور جو کچھ کہے وہ نرمی اور آہستگی سے کہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ صابر حلیم۔ بردبار۔ متواضع۔ نفسانی خواہشات کا روکنے والا۔ صاحب حوصلہ اور نرم مزاج طبیب ہو تاکہ اس کا دوا دارو کرے۔ حکیم ہو کہ اسکے دیوانہ پن دور کر سکے۔ اور ان کا پیشوا اور رہنما ہو۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک جماعت بنائی ہے جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اور خدا کے دین کی مددگاری اور اس کی تقویت اور قیام کے واسطے اپنی قوم سے جو ان کو آزار پہنچتا ہے اس پر صبر کرتے ہیں۔ ان کو ہم نے ہدایت پیشوا اور دین کے طبیب اور مومنوں کے سردار بنایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان ؑ کو قصہ میں نیکی کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جو چیزیں نامشروع ہیں ان سے منع کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو یہ سب کاموں سے بہتر کام ہے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ جس نیک کام کرنیکا حکم کرتا ہے آپ بھی اس پر عمل کرنیوالا ہو اور جن ممنوعات شرعی سے دوسرے آدمیوں کو روکتا ہے اس سے آپ بھی پاک ہو اور اس میں آلودہ ہو ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو اُس کے قول کی تردید کے واسطے دلیل ملجائے اور حقتعالیٰ کے نزدیک ذلیل اور قابل ملامت ہو۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو۔ اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میں نے دیکھا۔ کہ کئی ایک آدمیوں کے ہونٹ مقراض سے کترے جاتے ہیں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اُس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی اُمت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب پڑھتے تھے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے جو بری خصلت تجھ میں موجود ہے اُس سے اوروں کو منع نہ کر یہ بڑی بے حیائی ہے کہ تو بڑے شرم گناہوں میں مبتلا ہو

اور جب دوسرے کو لیتا ہے تو پھر تیسرے کی فکر میں ہوتا ہے اور محافظوں کی غفلت کے باعث درجہ بدرجہ سب قلعوں پر قبضہ پالیتا ہے اور اسی طرح ایمان کیلئے بھی پانچ قلعے ہیں۔ پہلا یقین۔ دوسرا اخلاص اور ترک ریا تیسرا فرضوں کا ادا کرنا چوتھا تمام سنتوں کا کامل طور پر ادا کرنا پانچواں آداب اور مستحب امور کا نگاہ رکھنا۔ جب تک انسان آداب کو مدنظر رکھتا اور ان کو لازم پکڑتا ہے تب تک شیطان اس بندہ میں طمع نہیں کرتا اور جب آداب کو چھوڑ دیتا ہے تو شیطان پہلے اس کے فرائض میں پھر سنتوں میں پھر اخلاص اور پھر یقین میں طمع کرتا ہے پس انسان کو اپنے سب کاموں میں آداب کا نگاہ رکھنا واجب ہے مثلاً وضو۔ نماز۔ خرید و فروخت وغیرہ کاموں میں۔ غرض جو امور بیان ہوئے ہیں۔ خداوند کریم کی پانچوں عبادت بجالانے کے واسطے شریعت میں داخل ہیں۔ اور زوائد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جو مسلمان انکو بجالاتا ہے وہ علم ادب میں آراستہ ہوتا ہے اور سنت رسول کا ادا کرنے والا اور بزرگان سلف کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے مگر ابھی اس کی یہ معرفت تھوڑی ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ کے پہچانے اور جاننے کا حق اس پر باقی رہتا ہے اور اسکے جاننے کا تعلق دل سے ہے اس واسطے اب بعد میں اسکا بیان بھی کیا جاتا ہے تاکہ طالب کو دین میں آسانی ہو۔ اور جب اسلام کا ظاہری پیراہن انسان پہن لے تو اس کو باطنی ایمان کے نور کا زیور پہننا بھی لازم ہے ✦

حق جل شانہ کی معرفت کا بیان آیات قرآنی اور دلائل سے

پروردگار کو پہچاننے کا خلاصہ یہ ہے کہ سمجھے اور یقین کرے کہ خداوند کریم اکیلا ایک تنہا بے پرواہ ہے نہ وہ جنتا ہے اور نہ خود کسی سے جنا گیا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کی مانند ہے وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اسی صفات اور ذات میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی مددگار اور شریک یا وزیر نہیں۔ کوئی اسکو قوت نہیں دے سکتا۔ نہ کوئی اس کا ہمتا اور مشیر ہے اس کا جسم نہیں جو ٹٹولا جاسکے وہ جوہر (ایسی چیز جسم دار) نہیں جو محسوس ہو سکے۔ نہ وہ عرضی (عارضی) ہے جسم جدا ہے جو دور ہو سکے۔ اسکی ترکیب نہ محسوسہ جز سے ہے نہ معقولہ سے نہ کوئی اسکی ماہیت ہے اور نہ حد ہے۔ سچا اور برحق معبود وہی ہے اسی نے آسمانوں کو بلند کیا ہے اور اسی نے زمین کو لپیٹ کیا ہے اور بچھایا ہے۔ اسکی طبیعت ایسی نہیں ہے جیسی کل مخلوقات کی طبائع ہیں۔ اور طالعوں کے موافق وہ طالع نہیں وہ ایسا اندھیرا نہیں کہ ظاہر ہو اور نہ وہ ایسی روشنی ہے جو چمکتی ہے وہ سب چیزوں کے پاس حاضر ہے اپنے علم سے سب چیزوں کو دیکھتا ہے بغیر چھونے کے وہ عزیز اور غالب ہے اور سب پر حاکم اور قادر ہے۔ وہ رحمت کرنے والا ہے اور گناہوں کے بخشنے والا اور انکے چھپانے والا۔ وہی عزت دیتا ہے اور وہی مدد کرتا ہے اور بہت مہربان ہے۔ وہی ہے جس نے مخلوقات کو بغیر نمونہ کے پیدا کیا ہے اور کرتا ہے وہ سب سے پہلے تھا اور سب سے پیچھے رہیگا۔ وہ ظاہر ہے اور پوشیدہ بھی اکیلا ہے۔ وہی معبود ہے۔ زندہ ہے کبھی نہیں مریگا۔ وہ ہمیشہ سے ہر وقت نہیں ہوتا۔ اسکی بادشاہت ایسی ہے کہ وہ ہمیشہ قائم ہے وہ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہیگا اس کا دوام نہ اپنی ذات سے ہی قائم ہے وہ سوتا نہیں۔ وہ ایسا غالب ہے کہ کوئی اسکو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا اس قدر بلند رتبہ ہے کہ کسی کی اس تک رسائی نہیں ہے اسکے نام بزرگ ہیں اور اس کی بخشش عظیم ہے جتنی مخلوقات ہے سب اسکے حکم سے ہی فنا ہونیوالی ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے کہ جو چیز پیدا کی گئی ہے وہ فنا ہونیوالی ہے اور باقی رہنے والی وہی ذات ہے جو بزرگ اور صاحب انعام ہے وہ بلند ہے اور اس کا قیام عرش معظم پر ہے۔ اسکی ذات نے سب عالم کو اپنے میں سمالیا ہے۔ اور سب چیزوں کو اس کے علم نے اپنے گھیرے میں کر لیا ہے۔ پاک لوگوں کی کلام اور نیک عمل اسکی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہ اپنی حکمت کے موافق سب کاموں کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین کی طرف حکم نازل کرتا ہے اور پھر حکم کی تعمیل کے واسطے فرشتے اسکی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ اور وہاں جاکر عرض و معروض کرتے ہیں اور ایک دن میں ہی پہنچ جاتے ہیں اور اس مسافت کا اندازہ دنیا کے روزوں سے ایک ہزار سال کا اندازہ ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ خداوند کریم کے ننانوے نام ہیں جو آدمی ان کو یاد کرلے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور یہ ننانوے نام حضرت

ہیں۔ ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہو کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم نیک کام کرنیکے واسطے حکم کرو۔ اگرچہ تم آپ اس پر عمل نہیں کرتے ہو اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرو اگرچہ تم خود اس سے باز نہیں رہتے ہو۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو ظاہر اور باطن میں بالکل گناہ سے خالی ہو پس اس صورت میں اگرچہ کہا جائے کہ پاکباز آدمی کے سوا اور کوئی آدمی بُرے کاموں سے منع نہ کرے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بجا لانا محال ہو جائیگا اور یہ مسئلہ بُرا ما ہوکر مٹ جائے گا ؞

نیک اور بُرے کاموں کی تفصیل

جس امر کے کرنے کے واسطے حکم کیا جاتا ہے اور جس سے منع کیا جاتا ہے وہ دو قسم ہے جو بات کتاب اللہ اور سنت نبوی اور عقل کے مطابق ہے وہ تو نیک ہے اور جو اس کے مخالف ہے وہ بُرا ہے۔ پس ان دونوں کی پھر دو قسمیں ہیں ایک ظاہر ہے اور دوسری باطن ظاہر تو وہ ہے جسکو خاص اور عام سب جانتے ہیں جیسے پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے۔ زکوٰۃ اور حج کا فرض ہونا وغیرہ اور بُرے کام جن کا کرنا حرام ہے وہ یہ ہیں زنا شراب پینی۔ اور چوری کرنی۔ لوٹ مار کرنی۔ سود کا کھانا اور لوگوں کا مال ناحق چھین لینا اور ان کے سوا اور بھی ایسے ہی امور ہیں۔ پس اس قسم کے کاموں سے عام لوگوں اور خاص علما کا فرض ہے کہ لوگوں کو منع کریں۔ اور دوسری قسم باطنی ہے۔ کہ اسکو خاص آدمیوں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا مثلاً جو چیز خداوند کریم کی شان کے لائق ہے اس کا اعتقاد کرنا اور انکا اعتقاد کرنا جو اسکی شان کے خلاف ہے اور قسم میں امر بالمعروف خاص علما کا کام ہے اور اس قسم میں جو ممنوعات ہیں۔ اگر کوئی عالم انکی نسبت عوام میں سے کسی کو منع کرے تو عالم پر واجب ہو کہ اسکو اچھی طرح خبردار کر دے اور عام آدمی کو واجب ہے کہ اگر وہ قدرت رکھتا ہو تو اس بُرے کام سے باز رہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور عام آدمی کو یہ جائز نہیں ہے کہ عالم کے خبر کرنے سے پہلے ان باتوں کا رد اور انکار کرے اور جس میں علماء اور فقیہہ لوگوں کا اختلاف ہے ان میں بھی رد اور انکار کرنا جائز نہیں ہے مثلاً کوئی عالم آدمی امام ابوحنیفہ رح کی پیروی میں ایک عورت سے نکاح کرتا ہے جس کا کوئی ولی نہیں ہے اور نبیذ انگور اور خرما پیتا ہے تو اس صورت میں جو آدمی حضرت امام شافعی اور امام احمد کے مذہب میں ہیں۔ ان پر واجب نہیں ہے کہ اس شخص کا رد اور انکار کریں امام احمد رح سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا ہے کہ فقیہہ آدمی کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو مسلمان دوسرے امام کے پیرو ہوں۔ انکو اپنے مذہب میں لانیکے واسطے ان پر سختی کرے اور جو امر اجماع کے خلاف کیا جاتا ہو اس سے منع کرنا واجب ہے اور اس سے منع کرنا واجب نہیں جس میں علماء کا اختلاف ہو۔ اور امام احمد رح کہتے ہیں کہ جس امر میں علماء کا اختلاف ہو اس سے منع کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ روایت میمونی میں مذکور ہے ایک آدمی نے کئی ایک آدمیوں کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نے ان کو منع کیا اور اس سے باز رہنے کی نصیحت کی حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں شطرنج کا کھیلنا جائز اور روا ہے ؞

منع کرنے والوں کے آداب

جو آداب اوپر بیان کئے گئے ہیں ہر ایک مسلمان کو ان پر عمل کرنا لازم ہو حضرت عمر رض ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ادب سیکھو اور اسکے بعد علم حاصل کرو۔ ابوعبداللہ بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ادب علم پر مقدم ہے۔ اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ جب کسی وقت یہ مذکور ہوتا ہے کہ فلاں آدمی ایسا بڑا عالم ہے کہ جسقدر پہلے اور پچھلے لوگوں کے پاس علم تھا۔ وہ سب اسکے پاس موجود ہے تو اگر ایسے آدمی کی ملاقات نہ ہو تو اس سے مجھے افسوس نہیں ہوتا اور جب یہ سن لیتا ہوں کہ فلاں آدمی ادیب ہے تو اسکے دیکھنے کی آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی ملاقات نہ ہو تو اس سے افسوس کرتا ہوں۔ اور جو ایسا آدمی ہوتا ہے اسکے واسطے کہا گیا ہو کہ وہ پانچ قلعوں کا مالک ہوتا ہے۔ ایک سونے کا قلعہ ہے اور دوسرا چاندی کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا پکی اینٹوں کا اور پانچواں کچی اینٹوں کا ہے پس جب تک کچی اینٹوں کے قلعہ کی حفاظت رہتی ہے اور محافظ اس سے غافل نہیں ہوتے تب تک دشمن دوسرے قلعہ کی طمع نہیں کرتا یعنے اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اور جب خام قلعہ کی حفاظت میں سستی ہوتی ہو تو دشمن اس پر اپنا حصہ پالیتا ہے اور اس پر تسلط پانیکے بعد پھر دوسرے قلعہ کے لینے کی فکر کرتا ہے

بڑھنے گھٹنے سے انکار کیا ہے لغت عرب میں ایمان کے معنے ہیں دل کا یقین اور جس چیز پر دل کا یقین ہے اس کا حاصل کرنا اور جاننا۔ اور
شریعت میں ایمان کے معنے خدا کے وجود کا یقین رکھنا۔ اور اسکی نعمتوں اور صفتوں کا پہچاننا۔ اور ان پر یقین کرنا اور فرضوں و احوال
اور نفلوں کا ادا کرنا۔ اور بُرے کاموں اور گناہوں سے پرہیز رکھنا۔ اور اگر ایمان کو شریعت اور مذہب اور ملت کہا جائے تو
جائز ہے کیونکہ ایمان سے خداوند کریم کی بندگی اور اطاعت میں گردن جھکائی جاتی ہے اور بُرے کاموں اور حرام سے پرہیز
کیا جاتا ہے اور یہی ایمان کی تعریف ہے ایمان اسلام کی ایک جزو ہے کیونکہ ہر ایمان اسلام ہے اور ہر اسلام ایمان نہیں ہے
اسکی دلیل یہ ہے کہ اسلام کے معنے ہیں قبول کرنا اور نقش کرنا اور ہر ایک مومن احکام الٰہی کا فرمانبردار اور ان کا قبول کرنے والا ہوتا ہے
اور ہر ایک مسلم یعنے اسلام لانیوالا اللہ کا یقین کرنیوالا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تلوار کے زور اور اس کے خوف کے
سبب سے اسلام کو قبول کرتا ہے پس لفظ ایمان حاوی ہے سب سے قولی اور فعلوں معنوں کو اور اسمیں خداوند کریم کی تمام عبادتیں
شامل ہیں اور لفظ اسلام سے مراد ہے کلمہ شہادت زبان سے کہنا اور دل سے اسکی تصدیق کرنی اور پانچوں وقت کی عبادت کرنی۔
امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ ایمان اور اسلام دو چیزیں الگ الگ ہیں اور اسکی سند میں عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو بیان کیا ہے۔
عبداللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھا۔
اسی اثناء میں ایک آدمی آگیا اس نے بہت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اسکے بال بہت سیاہ تھے اس پر سفر کا کوئی نشان نہ پایا
جاتا تھا اور ہم میں سے اسکو کوئی پہچانتا بھی نہ تھا پس وہ آتا ہی رسول مقبول کے پاس آمنے سامنے ہو کر بیٹھ گیا اس طرح کہ اپنے گھٹنے
آنحضرت صلعم کے گھٹنوں سے ملائے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور پوچھا کہ اے محمد خدا کے رسول اسلام کیا
ہے آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو کلمہ شہادت پڑھے۔ یعنے یہ کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اور پانچوں
وقتوں کی نماز پڑھتا ہے زکوٰۃ دیوے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اگر حج کی طاقت ہو تو حج کرے یہ سنکر اس نے کہا اے محمد صلعم
تو نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ آدمی آپ ہی تو سوال کرتا ہے اور پھر آپ ہی اسکی تصدیق کرتا ہے
اس کے بعد اس نے پھر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول اب مجھ کو ایمان سے بھی ماہر کر دیجئے۔ کہ ایمان کیا چیز ہے پیغمبر
صلعم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوے خداوند تعالیٰ پر اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں۔ اسکے پیغمبروں اور قیامت
اور نیکی اور بدی کی تقدیر پر اس نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا ہے۔ پھر پوچھا یا رسول اللہ احسان کیا چیز ہے آنحضرت صلعم
نے فرمایا۔ کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو دل میں یقین ہو کہ خداوند کریم
تجھے دیکھ رہا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ قیامت کے دن کا حال بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کا حال سوال کرنیوالے
سے زیادہ مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ اس آدمی نے پھر کہا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ لونڈیاں
اپنے آقاؤں کو جنیں گی۔ اور مفلس پاؤں برہنہ ننگے بدن ہونگے بکریوں کے چرواہے عالیشان عمارتوں میں فخر کرینگے حضرت عمرؓ
فرماتے ہیں کہ بعد میں تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا تو مجھے رسول مقبول نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا میں نے کہا کہ خدا
اور خدا کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور تم لوگوں کو دین سکھانے کے واسطے
آئے تھے۔ اور ایک لفظ یوں ہے کہ یہ جبرئیل ہم کو دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے اور پھر فرمایا کہ جس صورت میں جبرئیل علیہ السلام
تشریف لاتے رہے ہیں میں انکو پہچانتا رہا ہوں۔ مگر اس دفعہ اس صورت میں میں انکو نہ پہچان سکا پس تحقیق ہوا کہ
جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی صلعم سے دو سوال کئے اور آپ نے دو جواب دیکر اسلام اور ایمان میں فرق دکھلا دیا امام احمد اس کے علاوہ ایک
اعرابی کی روایت بیان کرتے ہیں جسکو آنحضرت صلعم نے تلقین کی تھی۔ آپ لکھتے ہیں کہ رسول مقبول کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا
اور آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول فلاں آدمی کو تو نے اسقدر دیا ہے اور مجھ کو اس کے برابر نہیں فرمایا آپ نے اس کو
جواب دیا کہ وہ آدمی مومن تھا اعرابی نے عرض کی کہ میں بھی تو مومن ہوں۔ آپ نے اسکو فرمایا کہ تو مسلم ہے اور اس مسئلہ میں
خداوند تعالیٰ کا قول بھی سند ایمان کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ الخ

ابوہریرہ رضہ کی روایت سے ثابت ہیں آپ نے روایت کی ہو کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں یعنے ایک کم ایک سو جس نے ان کو یاد کیا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور یہ جتنے نام ہیں سب کے سب وقتاً و فوقتاً قرآن شریف کی متفرق آیتوں میں نازل ہوئے ہیں پانچ تو ان میں سورہ فاتحہ میں ہیں اور وہ یہ ہیں یا اللہ۔ یا ربّ۔ یا رحمٰن۔ یا رحیم۔ یا مالک۔ اور سورہ بقر میں اسماء الٰہی چھبیس ہیں یا محیط یا قدیر۔ یا علیم۔ یا حلیم۔ یا توّاب۔ یا بصیر۔ یا واسع۔ یا بدیع۔ یا رؤف۔ یا شاکر۔ یا الٰہ۔ یا واحد۔ یا غفور۔ یا حکیم۔ یا قابض یا باسط۔ یا ہو۔ یا حیّ یا قیوم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ یا ولی یا غنی۔ یا حمید۔ اور چار نام سورہ آل عمران میں ہیں جو یہ ہیں یا قائم۔ یا وہّاب۔ یا سریع۔ یا خبیر۔ اور چھ نام سورہ نساء میں ہیں یا رقیب۔ یا حسیب۔ یا شہید۔ یا عفوّ۔ یا مقیت۔ یا وکیل۔ اور سورہ انعام میں پانچ نام ہیں یا فاطر۔ یا قاہر۔ یا قادر۔ یا لطیف۔ یا خبیر۔ اور ۲ سورہ اعراف میں ہیں یا محیی۔ یا ممیت۔ اور ۲ ہی سورہ انفال میں ہیں یا نعم المولیٰ یا نعم النصیر اور سورہ ہود میں سات نام ہیں یا حفیظ۔ یا رقیب۔ یا مجیب۔ یا قوی۔ یا مجید۔ یا ودود۔ یا فعال۔ اور ۲ سورہ رعد میں ہیں یا کبیر۔ یا متعال۔ اور ایک نام سورہ ابراہیم میں ہے یا منّان۔ اور ایک ہی سورہ حجر میں ہے یا خلّاق اور ایک ہی نام سورہ نحل میں ہے یا باعث۔ اور سورہ مریم میں ۲ ہیں یا صادق۔ یا وارث اور ایک نام سورہ مومنوں میں ہے یا کریم۔ اور تین نام سورہ نور میں ہے یا حق۔ یا مبین۔ یا نور اور ایک نام سورہ فرقان میں ہے یا ہادی اور ایک ہی سورہ سبا میں ہے یا فتاح۔ اور چار نام سورہ مومن میں ہیں یا غافر۔ یا قابل۔ یا شدید۔ یا ذوالطول۔ اور تین نام سورہ والذاریات میں ہیں۔ یا رزّاق۔ یا ذوالقوۃ۔ یا متین۔ اور سورہ طور میں ایک نام ہے یا برّ اور ایک ہی سورہ اقتربت الساعۃ میں ہے یا مقتدر۔ اور تین سورہ الرحمٰن میں ہیں یا باقی۔ یا ذوالجلال۔ یا ذوالاکرام۔ اور چار نام سورہ حدید میں ہیں یا اوّل۔ یا آخر۔ یا ظاہر۔ یا باطن۔ اور سورہ حشر میں دس نام ہیں۔ یا قدوس۔ یا سلام۔ یا مومن۔ یا مہیمن۔ یا عزیز۔ یا جبار۔ یا متکبر۔ یا خالق۔ یا باری۔ یا مصوّر اور دو نام سورہ بروج میں ہیں۔ یا مبدی۔ یا معید۔ اور دو نام سورہ قل ہو اللہ میں ہیں یا احد۔ یا صمد۔ اسی طرح سفیان بن عیینہ کا بیان ہے اور عبداللہ بن احمد ان ناموں سے زائد نام بھی بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ یا مجیب۔ یا قاہر۔ یا فاصل۔ یا فالق۔ یا رفیع۔ یا ماجد۔ یا جواد۔ یا احکم الحاکمین۔ اور ابوبکر نقاش کتاب تفسیر الاسماء والصفات سے الٰہی میں روایت کرتے ہیں۔ کہ امام جعفر صادق رح فرماتے ہیں۔ کہ خداوند کریم کے تین سو ساٹھ نام ہیں۔ اور ان کے سوا دوسرے آدمیوں نے یہ لکھا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے ایکسو چودہ نام ہیں۔ اور یہ جتنے آدمی روایت کرنیوالے ہیں۔ ان سب نے قرآن مجید سے ہی نام شمار کئے ہیں۔ اور اکثر لوگوں نے مکرر ناموں کو بھی گن لیا ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضہ نے بیان کی ہے ؏

ایمان کا بیان

ہمارا اعتقاد ہے کہ تحقیق ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت دل سے اور اسکے رکنوں پر عمل کرنا اور نیک کام کرنے ایمان کو زیادہ کرتے ہیں۔ اور اگر برے کام کیئے جائیں تو ان سے ایمان میں ضعف آجاتا ہے۔ اور علم کا حاصل کرنا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہے اور اگر جاہل ہو تو اس سے ایمان سست ہو جاتا ہے اور جو سدے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں خداوند تعالیٰ ایمان کے نور کو زیادہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اس سے ان کا ایمان بڑھتا ہے اور خوش ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جس چیز میں زیادتی کو دخل ہے۔ اس میں کمی کا ہونا بھی ممکن ہے۔ اس لئے ایمان نقصان کو بھی قبول کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ جس وقت ان پر قرآن کی آئتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس وقت ان کا ایمان زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کریں کہ جو اس پر ایمان لائے ہیں وہ ایمان میں زیادہ ہوئے ہیں۔ اور ابن عباس اور ابی ہریرہ رضہ اور ابی درداؓ روایت کرتے ہیں کہ ایمان میں زیادتی بھی ہوتی ہے اور کمی بھی ہوتی ہے۔ اور ابوالحسن اشعری کے پیرووں نے ایمان کے

اور نہ ہی اس میں کوئی سختی واقع ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس میں نرمی کی گنجائش ہے اور جو روزی کل کے واسطے مقرر ہے
اسکو کوئی انسان آج نہیں کھا سکتا۔ اور ایک آدمی کا جو حصہ ہے وہ دُوسرے آدمی کے پاس منتقل ہو کر نہیں جا سکتا
چاہے کوئی حرام خور ہے اور چاہے کوئی حلال خور وہ ہر ایک کو برابر روزی دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے دن پورے
کر جائیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرام کھانا مباح ہے اور اسی طرح یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کو مار ڈالے
تو جان لینا چاہیئے کہ اسکی عمر اسی قدر تھی ایسا نہ سمجھیں کہ ابھی اس کی عمر باقی تھی۔ کوئی پانی میں ڈوب کر مر گیا ہے یا دیوار
کے نیچے دب کر مر رہا ہے یا کسی پہاڑ سے گر کر مر گیا ہے یا کوئی درندہ جانور اسکو آکر کھا گیا ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں
یہی جاننا لازم ہے کہ اسکی دُنیاوی زندگی اسی قدر ہی تھی اور قادر مطلق نے اسکی تقدیر میں یہی لکھا تھا مسلمانوں
کے دلوں میں جو ایمان کا نور داخل ہوتا ہے اور کافر لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو یہ باتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اس
میں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور یہ جتنے عمل ہیں سب اسی پاک پروردگار کے ہیں۔ اور اسی کی صنعت کردگاری میں
داخل ہیں جو اس کا مالک ہے اس میں کوئی غیر شریک نہیں ہے۔ اور بندوں کو نیک کسب کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اور
احکام الٰہی کے موافق بیان کیا گیا ہے کہ یہ کام تو نیک ہیں اور یہ بُرے ہیں اگر ایسا کرو گے تو اس میں ثواب پاؤ گے
اور ایسا کرو گے تو اس میں عذاب ہوگا جیسا کہ خداوند تعالیٰ بھی اپنے پاک کلام میں وعدہ فرماتا ہے جیسا تم کرتے ہو ویسا ہی
تم کو اس کا بدلا ملیگا۔ اور فرمایا ہے کہ جیسا صبر کرو گے ویسا ہی ثواب پاؤ گے۔ اور دوزخیوں کو ارشاد کیا ہے کہ
تم کو دوزخ میں کونسی چیز لائی ہے۔ دوزخیوں نے جواب میں عرض کی۔ کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی فقیروں کو
کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ یہ آگ ہی ہے جسکو تم نہ مانتے تھے اور جھٹلاتے تھے۔ اور نہ تم کو
اس چیز کا بدلا ملا ہے جسکو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ اور اس بات میں ایسی ہی اور آیتیں بھی وارد ہیں۔ اس سے
ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جزا کا ملنا اعمال پر موقوف رکھا ہے یعنے جیسا کوئی کریگا ویسا ہی پائیگا۔ اور اسی سے
بندہ کے واسطے کسب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور فرقہ جہمیہ کے لوگ اس کے برخلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بندوں
کے واسطے کسب کرنا لازمی نہیں ہے کیونکہ ایک دروازہ کی مانند ہے کہ جب کوئی اسکو کھولتا ہے تو اس وقت کھل پڑتا ہے
اور جب کوئی اسکو بند کرتا ہے تو اس وقت بند ہو جاتا ہے اور ایک درخت کی مانند ہے کہ جب ہوا اس کو ہلاتی ہے
تو اس وقت ہلنے لگ جاتا ہے اور جب نہیں ہلاتی تو اس وقت ساکن رہتا ہے اس فرقہ کے لوگ خداوند کریم کے منکر ہیں۔ اور
خدا کی کتاب اور رسُول مقبول کی سنت کو رد کرتے ہیں اور فرقہ قدریہ کہتا ہے کہ جتنے افعال اور کسب ہیں۔ ان کے
پیدا کرنے والے بندے ہیں نہ کہ خدا نے پیدا نہیں کیا۔ خداوند کریم ان کو ہلاک کرے یہ رسول مقبول کی اُمت کے مجوس ہیں
یہ خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں اور خدا کو عاجزی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ کہ اس کے ملک میں وہ کام جاری ہوں۔ جو
اُس کی قدرت اور ارادہ میں نہیں ہیں۔ اور اس سے خداوند تعالیٰ بہت بلند ہے اور بہت بزرگ ہے خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے کہ تم کو اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے اور اسکے بعد فرمایا ہے کہ جیسا تم کرو گے ویسا ہی
تم کو اس کا بدلہ ملیگا پس جب جزا عملوں پر ہوتی ہے تو لوگ بھی اپنے عملوں پر ہی ہیں یعنے جیسے ان کے عمل ہوتے ہیں ویسی
ہی انکی حالت ہوتی ہے۔ اور یہ کہنا جائز نہیں کہ جو وہ پتھروں سے بُت بناتے ہیں کیونکہ پتھر جسم ہیں اور بندے ان کو نہیں
بناتے اور جو کام ان پر بندے کرتے ہیں وہ واقعی بندوں کے ہیں۔ اسلئے لوگوں کو واجب ہے کہ اپنے اعمال کی حرکات اور
سکنات کی طرف توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگوں کا ہمیشہ اختلاف رہیگا۔ اگر اختلاف سے بچینگے تو وہی بچینگے
جن پر خدا کی رحمت ہوگی اور رحمت کے واسطے ہی ان کو پیدا کیا ہے خداوند کریم فرماتا ہے کہ انہوں نے خدا کے شریک پیدا
کر لئے ہیں۔ کیا ان شریکوں نے اس سے پہلے ایسی پیدائش پیدا کی ہے جو خدا کی مخلوق سے مشابہ ہو۔ کہو اے محمدؐ ہر شے
کا خالق خداوند تعالیٰ ہے اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے اللہ کے سوائے کوئی اور پیدا کرنے والا ہے۔ جو آسمان اور زمین میں نہیں

پیغمبر تو ان کو کہدے کہ تم ایمان نہیں لائے ہو لیکن کہو ہم اسلام لائے ہیں ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اسکو
جان لینا چاہیئے کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خداوند کریم کا یقین کرے اسکے حکموں کو بجا لائے۔ اسکی منع کی گئی چیزوں سے باز رہے اور
اپنے آپ کو تقدیر الٰہی کے سپرد کر دے۔ خداوند کریم پر کوئی اعتراض نہ کرے جو اس نے وعدے کئے ہیں ان پر کوئی شک اور شبہ نہ
لائے۔ خدا پر اعتبار رکھے اور اس پر شاکر رہے۔ اور اپنی قوت پر بھروسہ نہ کرے اور نہ ہی تردد کرے۔ خدا کی بلاؤں پر
صابر رہے اللہ جلشانہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان کا شکر کرے اور خداوند کریم کی ذات کو پاک جانے اور کسی حال
میں اُس پر کوئی تہمت نہ لگائے۔ اور صرف اس سے ہی ایمان میں زیادتی نہیں ہوتی۔ کہ صرف روزہ ہی رکھے اور نماز
ہی پڑھ لیا کرے۔ لوگوں نے امام احمد رح سے سوال کیا۔ کہ کیا ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ آپ نے فرمایا۔ کہ
جو آدمی ایمان کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ ایسا کہنے سے لوگوں کو وہم میں ڈالنا ہوتا ہے اور اس طرف اشارہ
ہوتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور ایمان میں قرآن کی تصدیق بھی شامل ہے پس جو ایمان کو مخلوق کہیگا۔ اسکے قول سے
یہ بھی بات ہوگی کہ قرآن بھی مخلوق ہے۔ اور جو آدمی یہ کہتا ہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے وہ دین میں ایک نئی بات پیدا
کرتا ہے کیونکہ قول میں ابہام ہے اور وہ یہ ہے کہ راستہ سے ایذا کا دور کرنا اور اعضائے کے افعال مخلوق نہیں پس اس
بیان سے ظاہر ہے کہ جو ایمان کو مخلوق کہتے ہیں اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں۔ ان دونوں کو رد کیا ہے۔ اور امام احمد رح روایت
کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان کی چند اوپر ستر خصلتیں ہیں۔ اور ان سب سے بہتر کلمۂ توحید ہے
اور سب سے ادنیٰ درجہ کی خصلت راستہ سے ایذا کا دُور کرنا ہے۔ اور جو آدمی قرآن کو مخلوق کہتا ہے۔ اُسکو کافر کہا
ہے اور جو غیر مخلوق کہتا ہے اسکو بدعتی کہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رح کا مذہب اس میں یہی ہے کہ جس امر کا قرآن میں
کوئی ذکر نہ ہو اور نہ ہی رسول مقبول نے اس کے بارے میں کوئی حدیث بیان کی ہو اور صحابہ نے بھی اُس کے بارہ میں کچھ نہ
فرمایا ہو۔ تو اس میں رائے لگانی بدعت اور دین میں ایک نئی بات کا پیدا کرنا ہے۔ اور کسی مومن کو یہ کہنا جائز نہیں
کہ میں یقیناً مومن ہوں بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں۔ اور فرقہ معتزلہ اسکے مخالف ہے۔ اُن کے
نزدیک یہ کہنا جائز ہے کہ میں سچا مومن ہوں اور جو یہ کہتا ہے کہ مسلمان کو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ میں یقیناً مومن ہوں۔ یہ
اس واسطے ہو کہ حضرت عمر رض نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی یقینی طور پر یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں وہ کافر ہوتا ہے حسن بصریؒ
روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی عبداللہ بن مسعود رض کے پاس آیا اور کہا کہ میں مومن ہوں۔ عبداللہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ
اس آدمی کا یہ اعتقاد ہے کہ میں مومن ہوں آپ نے فرمایا کہ اس آدمی سے دریافت کرو کہ یہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں
پس لوگوں نے اس سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ اس بات کو تو خدا ہی جانتا ہے۔ یہ سنکر عبداللہ نے اسکو کہا کہ جیسا
تو نے دوسری بات کو اللہ کے سپرد کیا پہلی کو کیوں اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ کیا۔ اور یقیناً سچا مومن وہی ہے جو خداوند تعالیٰ کے
نزدیک مومن ہے اور وہی بلاشبہ بہشتی ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ میں یقیناً بہشتی ہوں وہ ایسا اُس صورت میں ہوتا ہے۔
کہ اللہ ایمان کو انجام تک پہنچا دے اور اس بات کا کسی کو علم نہیں ہے۔ کہ میرا ایمان انجام تک پہنچیگا۔ اس لئے انسان
کو لازم ہے کہ خداوند تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اس کا منتظر اور امیدوار رہے اور سمجھتا رہے کہ انجام بہ خیر ہو۔ اور جس
طریق پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت پر وہ مرتے ہیں اور جس حالت پر مرتے ہیں اسی پر ان کا حشر ہوگا۔ جیسا کہ
حدیث شریف میں وارد ہے فرمایا ہے کہ جس طرح تم زندگانی بسر کرتے ہو اسی پر ہی مروگے۔ اور اسی پر ہی تمہارا حشر ہوگا
ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ بندے کے جتنے افعال ہیں نیک اور بد کسب۔ اچھا اور بُرا کام ان سب کا خالق خداوند تعالیٰ
ہی ہے چاہے وہ اطاعت ہے اور چاہے وہ گناہ ہے۔ مگر یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے کے واسطے
تم کو خود کہتا ہے اگر معصیت پیدا کی ہے تو اسکے ساتھ تقدیر بھی پیدا کر دی ہے۔ اور ہر ایک کی مقدار میں جسقدر روزی
ہے اسکو بھی خداوند تعالیٰ نے تقسیم کر دیا ہے۔ اور کوئی اس سے کم و بیش نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی اسکو منع کر سکتا ہے

اپنا فضل اور بخشش کرتا ہے۔ زید بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے مجھے فرمایا۔ کہ انسان کی
پیدائش کے وقت چالیس روز تک تو نطفہ اسکی ماں کے پیٹ میں قائم رہتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چالیس
رات تک رہتا ہے اس کے بعد وہ نطفہ ایک جما ہوا خون بنا رہتا ہے چالیس روز تک۔ اور اسکے بعد وہ ایک گوشت
کا ٹکڑا ہو جاتا ہے اور پھر چالیس روز تک اپنی اس صورت پر ٹھہرا رہتا ہے اور اسکے بعد خداوند کریم کے حکم سے اس کی
پیدائش کے ساتھ چار چیزیں یعنے اسکی صورت اور روزی اور عمل اور نیک بختی یا بدبختی لیکر فرشتہ آسمان سے اُترتا
ہے۔ روز ازل میں جس آدمی کے مقدر میں بہشت لکھا ہے چاہے وہ دُنیا میں اہل دوزخ کے کام ہی کرے۔
یہاں تک کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان صرف دو ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جائے تو اچانک تقدیر الٰہی جیسا کہ لوح محفوظ
میں اسکے واسطے لکھا گیا ہے سبقت لیجاتی ہے اور وہ جھٹ بہشتی لوگوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے یہاں تک کہ کرتے
کرتے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس آدمی کی تقدیر میں دوزخ لکھا ہوا ہے گو وہ بہشتی لوگوں کے کام کرتا رہے اور
اس میں اور بہشت کے درمیان صرف دو ہاتھ کا فاصلہ رہجائے تو اچانک تقدیر الٰہی پیش دستی کرتی ہے۔ اور وہ
دوزخیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے والد عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی بہشت کے کام کرتا ہے اور لوح محفوظ پر اسکی قسمت
میں دوزخ لکھا ہوا ہے تو جب وہ موت کے نزدیک پہنچتا ہے تو اس وقت ان کاموں سے پھر جاتا ہے اور وہ کام
کرنے لگ جاتا ہے جو دوزخیوں کے ہوتے ہیں یہاں تک کہ اس حال میں مر جاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے
اور کسی کے مقدر میں یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اہل بہشت ہیں اور وہ دوزخیوں کے کام
کرتا ہے تو جب مرنے کے نزدیک پہنچتا ہے تو اس وقت ان کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور مسلمانوں کے کام کرنے لگ جاتا
ہے۔ یہاں تک کہ اسی حال میں مر جاتا ہے اور مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ عبدالرحمن سلمی روایت کرتے
ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ایک دفعہ ہم رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت صلعم
کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی پکڑی ہوئی تھی اور اس کے سرے سے زمین کو کرید رہے تھے اچانک آپنے اپنے سر کو
اوپر اُٹھایا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ایسا کوئی آدمی نہیں ہے کہ دوزخ یا بہشت میں اسکی جگہ مقرر نہیں ہو چکی۔ یہ سنکر
حاضرین مجلس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر ایسا حال ہے تو سب کے سب تقدیر کے لکھے پر بھروسا کیوں نہ کریں اور
جو عمل کرتے ہیں اسکو ترک کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ عمل کئے جاؤ اور یہ بھی یاد رہے کہ تقدیر الٰہی کے موافق جو عمل کسی کے
واسطے پیدا کیا گیا ہے وہی اُسکے واسطے کرنا آسان ہے۔ سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ اے رسول مقبول جو کچھ میں کرتا ہوں مجھ کو اسکی نسبت
خبر دو کہ جس چیز کے واسطے میں عمل کرتا ہوں وہ وہی ہے جو پہلے میرے مقصد میں لکھی گئی ہے یا وہ میرے عمل کرنے
کے بعد لکھی جاتی ہے اسکے جواب میں آپنے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ اس سے اول روز ہی فارغ
ہو چکا ہے عرض کی کہ اگر ایسا ہے تو ہم اسی چیز پر ہی قناعت کیوں نہ کریں اسکے جواب میں انہوں نے فرمایا۔ کہ اے
ابن خطاب تم عمل کرو کیونکہ جو چیز کسی کے واسطے پیدا کی گئی ہے وہ اس کے واسطے آسان کی گئی ہے اور جو آدمی نیک
کام کرنیوالا ہوتا ہے وہ اہل سعادت میں سے ہوتا ہے اور جو آدمی اہل شقاوت یعنے بدبخت ہوتے ہیں وہ وہی کام کرتے
ہیں جو بدبختی لانیوالے ہوتے ہیں۔ اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ رسول مقبول نے معراج کی رات میں اپنے پروردگار کو
اپنی سر کی انہیں دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نہ ان آنکھوں سے جو دل میں ہیں۔ اور یہ جو اسلیے کیونکہ جابر بن
عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے اس قول کی تفسیر میں کہ پیغمبر صلعم نے خدا کو دوسری مرتبہ دیکھا آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو روبرو بالمشافہ دیکھا اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے اس قول کی

روزی دیتا ہے۔ اور اسکے بعد مشرکوں کو یہ ارشاد کیا ہے کہ اگر انہیں بھلائی پہنچی ہے تو اسکی نسبت تو یہ کہتے ہیں کہ یہ
خدا کی طرف سے ہوئی ہے اور اگر بُرائی پہنچی ہے تو اسکو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ اے محمدؐ ان کو کہدے کہ نیکی اور
بدی سب خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس جس قوم کے لوگ بات کو نہیں سمجھے اس کا کیا حال ہوگا۔ حذیفہ رض روایت
کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کاریگر خدا نے پیدا کیا ہے اور اسی نے ہی اس کے کام کو پیدا کیا ہے
یہاں تک کہ خدا نے اونٹ کے ذبح کرنے والے کو اسکے ذبح کرنیکو پیدا کیا ہے۔ اور ابن عباس رض روایت کرتے ہیں
کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ حق جل شانہ کہتا ہے کہ نیکی اور بدی کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھوں سے میں نے
نیکی کا ہونا مقدر کیا ہے اس کے لئے خوشخبری ہے اور جس کے ہاتھوں سے بدی کا ہونا مقدر کیا ہے وہ ہلاک ہوا۔
امام احمد رح سے لوگوں نے پوچھا بندوں کے اُن کاموں کی نسبت سوال کیا جن کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کے غصے یا
رضامندی کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور یہ بھی پوچھا کہ خدا کی طرف سے ان میں سے کونسی چیز ہے اور بندہ کی طرف
سے کونسی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا پیدا کرنیوالا تو خدا ہے اور عمل کرنیوالے بندے ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو
آدمی مومن ہوتا ہے چاہے وہ صغیرے اور کبیرے گناہ بہت ہی کرے وہ پھر بھی کافر نہیں ہوتا۔ اور اگرچہ وہ بغیر توبہ
کرنیکے دُنیا سے چلدے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر خدا کی توحید اور اخلاص سے مرے تو اُس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اگر
چاہے تو بخشدے اور جنت میں داخل کرے اور اگر چاہے عذاب کرے اور دوزخ میں لیجائے۔ اور ہمیں یہ لازم
نہیں ہے کہ تو خداوند تعالیٰ اور اُسکی مخلوقات کے معاملہ میں دخل دے بیٹھے جب تک جزا اور سزا کا خاتمہ نہ ہولے۔
اس وقت تک اس بات میں اپنی طرف سے رائے زنی کرنی نہیں چاہیئے ❊

عذاب کا بیان

ہمارا عقیدہ ہے کہ گناہ کے سبب سے خواہ وہ صغیرہ ہو اور خواہ کبیرہ جو مومن دوزخ میں داخل کیا جائیگا اسکو ہمیشہ کے
واسطے اللہ تعالیٰ دوزخ میں نہیں رکھیگا۔ اسکے واسطے دوزخ ایسا ہوگا جیسا کہ دُنیا میں قیدخانہ۔ اسی میں وہ آدمی
اپنے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کی مقدار کے موافق جلیگا۔ اور خداوند کریم کی رحمت سے دوزخ سے نکالا جائیگا۔ ہمیشہ آگ میں
نہیں جلیگا۔ اور مومن کے منہ اور سجدہ کے اعضاء کو آگ نہیں جلائیگی کیونکہ دوزخ کی آگ پر ان اعضاء کا جلانا حرام
ہے اور جب تک وہ آگ میں رہیگا وہ کسی حال میں اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید نہیں ہوگا۔ یہاں تک
کہ دوزخ کی آگ سے نکلکر بہشت میں داخل ہوجائیگا۔ اور جب بہشت میں جاویگا تو جتنا جتنا اس نے خدا کی
عبادت اور بندگی کی ہوگی اُسکے موافق اسکو درجے عطا ہونگے اور فرقہ قدریہ اسکے مخالف ہے ان کا قول ہے کہ
اگر مومن کبیرہ گناہ کرے تو اس کی عبادتوں کا تمام ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور خارجی بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔
خداوند تعالیٰ ان کو ہلاک کرے جو خیر اور شر مقدر کی گئی ہے اور حکم الٰہی کی جو تلخی اور شیرینی ہے مسلمان کو ان پر
ایمان لانا واجب ہے اور دنیاوی نعمت کے جو اسباب عطا کئے گئے ہیں انکو خداوند کریم کی بہت بڑی بخشش سمجھے اور
یہ ہرگز خیال نہ کرے کہ اسباب مجھکو اپنی کوشش سے ملے ہیں۔ اور اس بات پر ایمان لائے کہ گذشتہ زمانہ میں جو کچھ ہوا ہے اور
آخری دور تک جو کچھ ہوگا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے اور اس کے حکم سے ہوگا۔ اور یہ کہ تحقیق خداوند تعالیٰ
کی تقدیر سے جو اُس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھی ہے۔ کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ اور تحقیق اگر تمام مخلوقات چاہے
کہ جو کچھ کسی کے مقدر میں لکھا ہے اُس سے اس کو زیادہ فائدہ پہنچائے ہرگز نہیں پہنچا سکیگی۔ اور اس طرح اگر
خدا کی مرضی کے خلاف کسی کو کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو ضرر بھی نہیں پہنچا سکتی۔ ابن عباس رض کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ تم کو کوئی ضرر پہنچائے۔ تو اسکو کوئی دُور نہیں کرسکتا۔ اگر چاہے تو خدا ہی اسکو دُور کرے۔ اور
اگر وہ تیرے واسطے نیکی نازل کرے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے اس پر

عذاب میں گرفتار رہتا ہے یہانتک کہ خداوند تعالیٰ اسکو اُسکی اس خوابگاہ سے اُٹھاتا ہے اور اس مسئلہ کے اثبات میں عطا
بن یسار روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے حضرت عمر رضہ سے فرمایا کہ اے عمر رضہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا۔
جبکہ تیرے واسطے زمین طول میں تو صرف تین گز اور ایک ثلث اور عرض میں صرف ایک گز اور ایک ثلث
تجویز ہوگی۔ اور تیرے خویش تجھے نہلا کر کفن دینگے اور خوشبو لگائینگے اور پھر تیرا جنازہ اُٹھائینگے یہانتک کہ تجھے
دفن کرینگے۔ اور دفن کرنیکے بعد واپس آجائینگے۔ اور پھر دو شخص آکر سوال کرینگے۔ ان میں سے ایک کا نام منکر ہے
اور دوسرے کا نکیر ہے۔ انکی آواز رعد کی سی اور آنکھیں اُچک لیجانیوالی بجلی کی مانند چمکتی ہونگی۔ اور اُن کے بال لٹکتے
ہونگے۔ وہ تجھ کو گھبرائینگے اور ڈرائینگے اور وہ تجھ سے پوچھیں گے۔ کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے
عمر رضہ نے عرض کی۔ کہ اے خدا کے پیغمبر اس وقت میرا وہی دل اسکے ساتھ ہوگا جو آج میرے ساتھ ہے۔ آپ نے
فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضہ نے کہا کہ بس یہی میرے واسطے کافی ہوگا۔ اور یہ اس بات کے ثبوت کے واسطے صریح اور
کافی دلیل ہے کہ سوال و جواب جان ڈالنے کے بعد ہی ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمر رضہ نے سوال کیا۔ کہ میرے ساتھ
میرا دل ہوگا۔ پس پیغمبر صلعم نے جواب دیا۔ کہ ہاں۔ اور منہال بن عمرو رضہ اور براء بن عازب رضہ روایت کرتے ہیں ہم
رسول مقبول کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ کے ساتھ اسکی قبر پر پہنچے۔ مگر ابھی اسوقت تک قبر تیار نہیں ہوئی
تھی پس رسول مقبول بیٹھ گئے اور ہم سب آنحضرت صلعم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اُسوقت ہم لوگوں پر آپ کی ہیبت ایسی
طاری تھی کہ ہم سب خاموشی کی حالت میں اسطرح خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر جانور بیٹھا
ہوا ہے۔ اور رسول مقبول کے مبارک ہاتھوں میں ایک چھڑی پکڑی ہوئی تھی اور اس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے
تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنے سر کو اُٹھایا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قبر کے عذاب سے میں خداوند کریم
کے ہاں پناہ مانگتا ہوں۔ آپ نے اس کلمہ کو دو یا تین دفعہ فرمایا۔ اور اسکے بعد ارشاد کیا کہ جب کوئی مومن دُنیا سے کوچ
کرنے لگتا ہے اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑتا ہے تو اس پر خوبصورت فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے منہ آفتاب
کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ اور اُنکے پاس بہشتی کفن اور بہشتی خوشبو بھی ہوتی ہے۔ اور آکر اس آدمی کے روبرو اسکی
نظر کے انتہا پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پھر ملک الموت آکر اُسکے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اسکو کہتا ہے کہ اے پاک اور آرام
کرنیوالے نفس اپنے پروردگار کے حکم کے موافق اُسکی بخشش اور رحمت کی طرف نکل۔ اسلئے بڑے آرام اور آسانی کے ساتھ
اُسکی جان اُس کے جسم سے اس طرح باہر آتی ہے جیسے کسی برتن میں سے پانی کا قطرہ ٹپک پڑتا ہے اور وہ فرشتے
جو پاس کفن لیکر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ جھٹ اُس جان کو اپنے ہاتھوں پر اُچک لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھر بھی
ملک الموت کے ہاتھ میں اسکو نہیں رہنے دیتے اور وہ خوشبودار کفن اسکو پہنا دیتے ہیں اور اس میں سے ایسی خوشبو آتی
ہے کہ وہ کستوری سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس جیسی خوشبو زمین پر پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اس کے
بعد اسکو اوپر لیجاتے ہیں۔ اور جب لئے ہوئے فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گذرتے ہیں۔ تو اسوقت وہ فرشتے
ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ خوشبو کس چیز سے آرہی ہے۔ انکو جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں ہے اور اچھے نیک ناموں
سے اس کا نشان دیتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جب دُنیا کے آسمان پر پہنچتے ہیں اور آسمان کے
دروازے کھلوانے کے واسطے کہتے ہیں تو فوراً آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دُنیا کے
آسمان کے فرشتے اسکی پیشوائی کو آتے ہیں۔ اور دوسرے آسمان تک اسکے ہمراہ جاتے ہیں اور اسی طرح اس روح
کو لئے ہوئے ساتویں آسمان پر جا پہنچتے ہیں۔ اور جب وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ تو خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ دفتر
علیین میں اس کا نام لکھ لو اور زمین کی طرف پھر لیجاؤ۔ زمین سے ہی ہم نے ان کو پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف ہم ان
کو لوٹاتے ہیں اور پھر اسی سے ہی ان کو دوسری مرتبہ نکالینگے۔ اس لئے فرشتے اس کے روح کو اس کے جسم کی طرف

تفسیر میں اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے سدرہ المنتہیٰ کے نزدیک اسطرح دیکھا کہ منہ پر اُسکے
چہرے کا ایک نور ظاہر ہوا۔ اور اللہ جلشانہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے جو تجھے خواب دکھلائی ہے۔ ہم نے لوگوں
کا اسے امتحان کیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ رویا یہ تھا کہ شب معراج کو حضرت نے جو کچھ دیکھا اپنی آنکھوں سے
دیکھا۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خلت کا مرتبہ جو دوستی سے مراد ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عطا ہوا۔ اور بات چیت
کرنے کی عزت حضرت موسیٰؑ کو دی گئی۔ اور حضرت ذوالجلال کا پر انوار دیدار رسول مقبول یعنے محمدؐ صلعم کے نصیب
ہوا مگر اس روایت میں عائشہ رضہ کی روایت میں اختلاف ہے اس روایت میں تو رویت کا اثبات ہے اور عائشہ رضہ
کی روایت میں رویت سے انکار کیا گیا ہے اور اگر ان دونوں روایتوں کو ایک جگہ کر کے دیکھا جائے تو نفی پر اثبات
رویت کو مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے حق تعالےٰ کو دیکھا ہے اور ابو بکر بن سلمان رضہ
روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے خدائے بزرگ اور برتر کو گیارہ دفعہ دیکھا ہے۔ نو دفعہ تو معراج کی رات میں اور تین
ہوئی سے ثابت ہے جب کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اپنے پروردگار کے درمیان نماز کی تخفیف کے واسطے
آمد و رفت کی اور پچاس وقت کی نماز سے پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔ اور دو دفعہ رویت کا ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے
اور ہمارا ایمان ہے کہ منکر اور نکیر ہر ایک کے پاس سوائے نبیوں کے آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں اور اس کا امتحان کرتے ہیں
کہ وہ کونسا دین رکھتا ہے اور یہ دونوں فرشتے قبر میں آتے ہیں اُس وقت مردے میں جان ڈال دی جاتی ہے اور
اسکو اٹھا کر بٹھا دیا جاتا ہے اور جب سوال و جواب ہو چکتا ہے تو بلا تکلف اسکی جان پھر نکال لیجاتی ہے اور ہمارا
ایمان ہے کہ اگر کوئی میت کی زیارت کے واسطے جاوے تو وہ اسکو پہچانتی ہے اور یہ پہچان جمعہ کے دن سورج نکلنے
کے بعد اور اسکے ڈوبنے تک زیادہ رہتی ہے اور قبر میں ہی گنہگاروں اور کافروں کے واسطے قبر کے عذاب اور
اور اسکی تنگی کے ہونے پر ایمان لانا واجب ہے اور اسی طرح ایمانداروں اور عابدوں کے واسطے نعمت کا عطا
ہونا۔ اور فرقہ معتزلہ کے لوگ اس کے خلاف ہیں یہ قبر کے عذاب نعمات اور منکر اور نکیر کے سوال کے منکر ہیں اور
اہل سنت خداوند تعالےٰ کے قول سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ منکر اور نکیر کا سوال قبر میں ضرور ہوگا۔ خداوند کریم کا ارشاد
ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں انکو خداوند تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور اسکی تفسیر اس طرح کی گئی
ہے کہ حیاۃ الدنیا یعنے دنیا کی حیاتی سے مقصود روح کے نکلنے کا وقت ہے۔ اور فی الآخرۃ سے مراد منکر نکیر کے سوال
کرنے کا وقت ہے۔ ابوہریرہ رضہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جب کوئی آدمی قبر میں
رکھا جاتا ہے تو اس وقت دو سیاہ رنگ کے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور اُن کی آنکھیں کیری ہوتی ہیں۔ ان
میں سے ایک کا نام تو نکیر ہے اور دوسرے کا نام منکر ہے۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ اس مرد یعنے رسول اللہ
کے حق میں تو کیا کہتا تھا پس اس وقت وہ وہی کہتا ہے جو دنیا میں آنحضرت صلعم کے حق میں کہا کرتا تھا۔ اگر وہ مسلمان
ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مرد خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے
اللہ اور محمدؐ اس کا بندہ ہے اور رسول اور وہ دونوں کہینگے۔ کہ ہم بھی جانتے تھے کہ تو یہی کہیگا۔ اور پھر اس کی قبر ستر در ستر
ہاتھ یعنے چار ہزار نو سو مربع ہاتھ فراخ اور منور کیجاویگی۔ اور پھر اسکو کہیں گے۔ کہ اب تو سورہ۔ اس وقت وہ کہتا ہے
کہ مجھ کو اجازت دو۔ کہ میں اپنے اہل کیطرف جا کر ان کو خوشخبری دوں۔ لیکن فرشتے اسکو کہتے ہیں کہ تو ایسے سو رہ
جیسی کہ وہ دلہن سوتی ہے جس کو اس کا پیارا خاوند ہی جگاتا ہے۔ اور تم کو خداوند تعالےٰ ہی اس خوابگاہ سے اٹھائیگا
اور اگر وہ منافق ہوگا۔ تو کہیگا۔ کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ دنیا میں لوگوں کو اسکی نسبت کچھ کچھ کہتے سنا کرتا تھا۔ اور میں بھی
یہی کہا کرتا تھا پس فرشتے اسکو کہیں گے۔ کہ ہم جانتے تھے تو ایسا ہی کہیگا۔ اس کے بعد زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو اس
کو شکنجہ کی طرح دبا۔ پس وہ اسکو ایسا دباتی ہے کہ اسکی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ اور اسی طرح وہ ہمیشہ

ایسے گندے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان سے بُری بُو آتی ہے نہ آتا ہی اس روح کو کہتا ہے کہ برا تیرا ہو جس دن کا
تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ دن یہی ہے روح پوچھتی ہے کہ تو کون ہے وہ شخص جواب دیتا ہے کہ میں تیرے بُرے اعمال ہوں پس یہ
مردود روح کہتی ہے کہ لے پروردگار قیامت کا دن آتا ہی نہ اٹھے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کو قبر میں رکھا
جاتا ہے تو اسکی قبر یہانتک کشادہ ہو جاتی ہے کہ ستر گز تو وہ چوڑی ہو جاتی ہے اور ستر گز ہی وہ لمبی ہو جاتی ہے اور اُسکے اوپر خوشبوئیں چھڑکی جاتی ہیں اور
اس کو ریشم کا بہشتی لباس پہنایا جاتا ہے۔ اور اگر قرآن شریف سے کچھ اس کو یاد ہوتا ہے تو اسی کا نور ہی اسکو کفایت کرتا ہے اور
اگر قرآن سے کچھ یاد نہیں ہوتا تو اسکی قبر میں ایسی روشنی کی جاتی ہے جیسی کہ آفتاب کی ہوتی ہے اور پھر وہ اس میں اس طرح سوتا
ہے جیسے وہ دولہن جسکو اس کا بڑا پیارا ہی جگاتا ہے اور وہ اس حالت میں جاگتی ہے کہ ابھی نیند سے سیر ہی نہیں ہوئی۔ اور
جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسکی قبر اس پر اسقدر تنگ ہو جاتی ہے کہ اسکی پسلیاں ٹوٹ کر اسکے پیٹ میں چلی جاتی ہیں
اور اس کے پاس سانپ بھیجے جاتے ہیں جو اونٹ کے برابر ہوتے ہیں وہ اسکے گوشت کو کھاتے ہیں اور یہانتک نوچتے ہیں
کہ اسکی ہڈیوں پر ذرا بھی گوشت باقی نہیں چھوڑتے اور وہ بہرے اور گونگے اور اندھے شیطان اس کے پاس بھیجے جاتے ہیں
جن کو مردود کہا گیا ہے اور ان شیطانوں کے ہاتھوں میں لوہے کی ہتھوڑیاں پکڑی ہوتی ہوئی ہیں۔ اور ان ہتھوڑیوں سے اس
آدمی کو خوب کوٹتے ہیں اور اس شدت سے مارتے ہیں کہ اس میں ان کو آواز بھی سنائی نہیں دیتی اور نہ ہی اسکی طرف نگاہ
کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ان کو رحم آتا ہے اور صبح اور شام آگ اُسکے پیش کیجاتی ہے۔ پس ان حدیثوں سے قبر کا عذاب اور
اس کی نعمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ جسکو سولی پر چڑھایا جاتا ہے یا کوئی جل مرتا ہے یا پانی میں ڈوب
جاتا ہے یا اس کو درندے پھاڑ کر کھا جاتے ہیں یا پرندے اس کا گوشت نوچ کر لے جاتے ہیں۔ اگر اس صورت اس کے پوست
اور گوشت کے پراگندہ اجزا ان کو کیونکر اکٹھے ہو سکتے ہیں (اور منکر اور نکیر اس سے قبر میں آکر کیونکر سوال کرسکتے ہیں) اس کا جواب
یہ ہے کہ رسول مقبول نے عذاب قبر اور اس میں منکر اور نکیر کے سوال اور جواب کو اس طریق پر کہا ہے جیسے مخلوق کی
عادت اور اس کا طریق عمل ہے جیسے ان کا قبروں میں دفن کرنا۔ اگر کسی مُردہ کے اجزا اس دو ا ر نادر طریق سے پراگندہ
ہو جائیں تو خداوند تعالے اسکی رُوح کو زمین پر بھیجدے اور اس سے سوال کیا جائے۔ اور اگر عذاب کے لائق ہو۔ تو اسکو
عذاب ملے اور اگر نعمت پانے کے لایق ہو تو نعمت حاصل کرے جیسا کہ کافروں کا حال ہے کہ ہر روز صبح و شام ان کی روح پر
دو دفعہ عذاب نازل ہوتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اور جب قیامت ہوگی۔ تو اس وقت ان کو مع جسم کے
دوزخ میں داخل کیا جائیگا جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر صبح و شام وہ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور جب
قیامت قائم ہوگی تو اس دن ہم فرمان دینگے کہ فرعون کی اولاد کو بڑے سخت عذابوں کے ساتھ دوزخ میں داخل کرو اور جو
لوگ شہدا اور مومن ہیں انکی رُوحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالبوں میں رہتی ہیں اور بہشت میں چرتی رہتی ہیں اور
عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں۔ اور جب دوسری دفعہ صُور کو پھونکینگے تو اس وقت رہیں بُرار کر اپنے اپنے
جسموں میں آجائینگی اور پھر قیامت کے روز حساب و کتاب کے واسطے پیش ہونگی جیسا کہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ
رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو تمہارے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے خداوند تعالیٰ نے ان کی رُوحوں کو
سبز پرندوں کے قالبوں میں رکھا ہے۔ اور وہ بہشت میں چرتی پھرتی ہیں۔ اور نور کی قندیلوں میں عرش کے نیچے
رہتی ہیں۔ اور جب ان کو عمدہ کھانا ملتا ہے اور پاک اور خوشگوار پینے کی چیزیں عطا ہوتی ہیں اور آرام حاصل ہوتا ہے
تو اس وقت کہتے ہیں کہ کوئی ہے جو ہمارے بھائیوں کو خبر دے کہ ہم بہشت میں زندہ ہیں اور یہاں خوب روزی پاتے ہیں
اور تم نے جہاد کو ہرگز ترک نہ کرنا اور کافروں سے لڑتے رہنا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ بہت سچ بولنے والا ہے اور میں
ان کو پہنچانے والا ہوں اور اللہ نے ان کے واسطے اُتارا ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ نہ
سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔ اور انکو رزق دیا جاتا ہے اور حقتعالیٰ اپنے فضل سے جو چیز انکو دیتا ہے۔

لاتے ہیں۔ اور ان کے سوا دو فرشتے اور بھی اسوقت آکر حاضر ہو جاتے ہیں اور آکر یہ سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار
کون ہے اور تیرا دین کیا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میرا پروردگار خداوند کریم ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ اسکے بعد فرشتے
پوچھتے ہیں کہ محمد صلعم کے حق میں تو کیا کہتا ہے وہ انکو جواب دیتا ہے کہ وہ خداوند کریم کا رسول ہے۔ اور سچے دین کو
ہمارے واسطے لایا ہے۔ اسکے بعد فرشتے پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ یہ باتیں تجھے کس نے بتلائیں۔ وہ جواب دیتا
ہے کہ میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس پر میرا ایمان ہے اور اسکو میں سچا جانتا ہوں۔ اسوقت آواز دینے والا آسمان سے
آواز دیتا ہے کہ میرے بندے نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ اسکے واسطے بہشت کا بچھونا بچھا دو۔ اور اسکو بہشت
کا لباس بھی پہنا دو اور بہشت کے جتنے دروازے ہیں وہ سب اسکے واسطے کھول دو۔ تاکہ اسکو بہشت کی ہوا اور خوشبو
پہنچے۔ اور اس کی قبر وہاں تک کشادہ کی جاتی ہے جہاں تک کہ اسکی نگاہ پہنچتی ہے اور ایک خوبصورت آدمی جس سے
خوشبو آرہی ہوتی ہے وہ اسکے پاس حاضر ہوتا ہے۔ اور آکر کہتا ہے کہ میں تجھے ایسی چیز کی خوشخبری دیتا ہوں جو تجھ
کو خوشحال کریگی اور جو تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا اُس وعدہ کا دن یہ ہے وہ روح اُس شخص سے پوچھتی ہے کہ آپ کون
ہو وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرے صالح عمل ہوں اسکے بعد وہ کہتا ہے کہ اے رب العالمین اب تو قیامت کو قائم کر دے
اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کافر مرنے لگتا ہے اور اس کا وقت آخیر نزدیک پہنچتا ہے۔ اور دنیا کے تعلقات
اس سے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ تو اس پر اس وقت خداوند تعالےٰ آسمان سے دو فرشتے اُتارتا ہے جن کے منہ سیاہ اور
ہیبناک ہوتے ہیں اُنکے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ بس وہ اسکی آنکھوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ آتا
ہے اور وہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اسکو کہتا ہے کہ اے پلید نفس خداوند کے غصے اور غضب کی طرف
نکل۔ پس اس کا نفس تمام اعضاؤں میں پراگندہ ہو جاتا ہے اور ملک الموت اسکے نفس کو اس طرح کھینچتا ہے جیسے بھیگی
ہوئی اُون میں سے سیخ کھینچی جاتی ہے۔ پس اسکی تمام رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں۔ بس وہ اسکو لیکر اس ٹاٹ
میں رکھ لیتے ہیں۔ اس وقت اس سے سڑے ہوئے گندے مُردہ کی سی بدبو آتی ہے۔ اور پھر جب وہ اس کو
اوپر لیجاتے ہیں۔ تو فرشتوں کی ہر ایک جماعت اُن سے پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے جس سے ایسی گندی بدبو
آتی ہے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور بہت ہی بُرے ناموں سے اس کا نشان اور پتہ بتلاتے
ہیں اور جب دنیا کے آسمان کے پاس پہنچتے ہیں اور اسکے دروازوں کو کھلوانا چاہتے ہیں تو اُسکے واسطے آسمان
کے دروازے نہیں کھولے جاتے پس رسول صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ اُنکے لئے آسمان کے دروازے نہیں
کھولے جاتے پس خداوند پاک فرماتا ہے کہ اس کا نام سجین والوں میں لکھ لو۔ پھر اُسکی رُوح زمین کیطرف
پھینک دی جاتی ہے پھر رسول مقبول نے یہ آیت پڑھی کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے
اس کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ آسمان سے گرایا جاتا ہے اور پرندے اُسکو اُچک لیتے ہیں یا ہوا اسکو ایک دور
جگہ میں پھینک دیتی ہے پس اسکی رُوح مردود اُسکے جسم میں پھر داخل ہو جاتی ہے اور دو فرشتے اُسکے پاس آتے
ہیں اور اسکو بٹھلا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے
ہائے میں اسکو نہیں جانتا۔ اسکے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ کہ ہائے ہائے
مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اسکے بعد یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ تو اس مرد کے حق میں کیا کہتا ہے جسکو اللہ نے ہمارے درمیان
بھیجا تھا۔ اس کا جواب بھی وہ دیتا ہے کہ ہائے افسوس مجھے یہ بھی معلوم نہیں اسکے بعد ایک آواز دینے والا آواز دیتا
ہے کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا ہے اسکے واسطے آگ کا بچھونا بچھا دو۔ اور آگ کے ہی اسکو کپڑے پہنا دو
اور اس پر دوزخ کا دروازہ کھول دو تاکہ اسکو گرم ہوا اور خوب گرمی پہنچے۔ اور اس آدمی کی قبر اسقدر تنگ ہوتی ہے
کہ اس میں اسکی ہڈیاں ٹوٹ کر درہم برہم ہوتی ہیں۔ پھر ایک بدصورت آدمی اسکے پاس آتا ہے اور اُس سے

اپنی اُمت کے اس قدر آدمیوں کو نکالوں گا کہ وہ پہاڑ کی اونچائی کے برابر ہونگے۔ اس کے بعد دوسرے پیغمبر مجھے کہینگے۔ کہ آپ پھر
خداوند کریم کی خدمت میں جاؤ اور اسکی درگاہ میں جاکر مغفرت اور بخشش کی درخواست کرو۔ میں ان کو جواب دونگا۔ کہ میں اپنی دفعہ
اپنے پروردگار کی طرف گیا ہوں کہ اب شرمندہ ہوتا ہوں۔ جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ
جن لوگوں کو گناہ کبیرہ سرزد ہوئے ہیں۔ میرے لئے انکی شفاعت کرنی ضروری ہے۔ اور ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ
حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم کی مستجاب الدعوات درگاہ میں ہر ایک
پیغمبر کی ایک دعا ضرور قبول ہے۔ اور باقی نبیوں میں سے ہر ایک نبی نے اپنی دعا مانگنے میں جلدی
کی ہے۔ مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی اُمت کے واسطے رکھ چھوڑا ہے۔ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت
کی درخواست کرونگا۔ اور خدا نے چاہا تو میری وہ دُعا اُس شخص کے حق میں قبول ہو جائیگی جس نے اپنی زندگی میں کسی
کو خداوند تعالیٰ کا شریک نہیں بنایا۔ اور انس انصاری رض کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ زمین کی سطح پر جسقدر
پتھر اور ڈھیلے موجود ہیں ان کے شمار سے زیادہ لوگ میری شفاعت سے بخشے جائینگے اور آپ جو شفاعت فرمائینگے تو وہ میزان
عدل اور پلصراط پر ہوگی۔ اور ہر ایک پیغمبر کے واسطے اسی طرح ہی شفاعت ہوگی۔ حذیفہ رض سے روایت ہے کہ رسول مقبول نے
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم خدا کی جناب میں عرض کرینگے۔ کہ اے میرے پروردگار۔ اے اللہ تو نے ہی آدم کو
جلا دیا۔ اللہ پاک ان کی دُعا قبول کر کے فرماویگا۔ کہ اگر کسی کے دل میں گیہوں یا جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے تو
نے اسکو بخشدیا۔ اسے دوزخ سے نکال لو اور اسی طرح دوسرے صدیق اور صالح لوگ بھی شفاعت کرینگے۔ ابی سعید رض
روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک پیغمبر کے واسطے ایک بخشش ہے اور جو بخشش میرے واسطے مخصوص تھا
ہے میں نے اسکو اُمت کے واسطے محفوظ رکھ چھوڑا ہے اور میری اُمت کے آدمی ایسے ہونگے۔ کہ ایک آدمی ایک قبیلہ
کی شفاعت کریگا۔ اور اسکے واسطے اس قبیلہ کو بخشا جائیگا اور داخل بہشت ہوگا۔ اور ایک آدمی ایسا ہوگا کہ وہ لوگوں کی ایک
جماعت کی سفارش کریگا اور اسکی شفاعت کے سبب خداوند کریم اس کو بہشت عطا فرمائیگا۔ اور ایک آدمی تین آدمیوں کے
واسطے سفارشی ہوگا۔ اور ایک دو شخصوں کی شفاعت کریگا اور ایک آدمی ایک کی۔ ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی ایک قوم ایسی ہوگی۔ کہ اس پر عذاب نازل ہو رہا ہوگا اور خداوند کریم کی رحمت سے اور شفاعت
کرنے والوں کی شفاعت پر وہ بہشت میں داخل ہو جائیگی۔ اور اویس قرنی کی مشہور روایت ہے کہ جو لوگ دوزخ کی آگ سے
جل بھن کر بالکل خاک سیاہ ہو چکے ہونگے اُن پر بھی خداوند تعالیٰ اپنا احسان اور فضل کرے گا۔ ان کو محض اپنے کرم سے دوزخ سے
نکال کر بہشت میں داخل فرمائیگا۔ اور حسن رض حضرت انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ
اپنے پروردگار سے شفاعت کی درخواست کروں گا۔ اور وہ شفاعت کو قبول فرمائیگا اور میں یہاں تک اسکی جناب میں عرض
کرونگا۔ کہ اے اللہ اگر کسی نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کلمہ توحید پڑھا ہے۔ تو اس کے حق میں میری سفارش کو قبول کرلے
اس کے جواب میں خداوند تعالیٰ فرمائیگا۔ کہ اے محمد یہ تیرا منصب نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسرے آدمی کا یہ خاص میرا کام
ہے۔ میں اپنی عزت اور اپنے جلال اور اپنی رحمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس آدمی نے کلمہ توحید پڑھا ہے اور مرا ہوا ایمان کے
ساتھ مرا ہے میں اس کو دوزخ میں نہیں رکھونگا۔ اور واجب ہے پلصراط پر ایمان لانا۔ اور پلصراط ایک پل ہے جو دوزخ کی پیٹھ
کے اوپر سے گذرتا ہے جب لوگ اس کے اوپر سے گذرنے لگتے ہیں تو جسکو چاہتا ہے اسکو خداوند کریم دوزخ میں پھینک دیتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو دوزخ سے پار اُتار دیتا ہے اور جو لوگ مسلمان ہیں جسقدر اُنہوں نے نیک عمل کیے ہیں۔ اسکے
موافق ان کو نور عطا کیا جائیگا اور یہ لوگ گروہ در گروہ ہونگے۔ ان میں سے بعض تو سوار ہونگے اور بعض دوڑتے ہوئے جا رہے
ہونگے اور بعض گھٹنوں اور بعض چوتڑوں کے بل چلینگے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پل صراط کے اوپر کانٹے اُگے ہوئے
ہیں اور وہ کانٹے ایسے ہیں جیسے کہ سعدان کے کانٹے ہوتے ہیں اور آپ نے پوچھا۔ کہ تم سعدان کے کانٹوں کو جانتے ہو

اس سے خوش ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ مومن اور کافر کے جسم کے ایک حصہ سے سوال اور جواب ہو اور اسکو عذاب دیا جائے اور
ایک حصہ کو نعمت دی جائے اور اس سے کچھ بازپرس نہ ہو اور ایک حصہ جسم کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے وہ گویا پورے جسم کے
ساتھ ہوا ہے اور بیان ہوا ہے کہ خداوند تعالیٰ سوال و جواب اور دینے کے عذاب کے واسطے پراگندہ جزوں کو جمع کرتا
ہے جیسا کہ حشر کے دن ہوگا۔ حساب و کتاب کے واسطے پراگندہ چیزیں جمع ہو کر اُٹھینگی۔ قبروں سے مُردے نکلے اُٹھینگے
اور اُن کے پراگندہ اجزاء کے جمع ہونے پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق قیامت آنے والی
ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور جو مخلوق خاک میں مل گئی ہے سب کو خداوند تعالیٰ اُٹھائیگا جیسا کہ خداوند تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم کو پہلے پیدا کیا ہے اسی طرح پھر پیدا کریگا۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو خاک سے
پیدا کیا ہے اور پھر تم کو خاک ہی میں بھیجیں گے اور پھر اسی سے تم کو نکالینگے۔ جو لوگ خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں حق تعالیٰ
انکو پھر اٹھائیگا اور جمع کریگا تاکہ انہیں انکی کوشش کا بدلا دے اور جن لوگوں نے بُرے عمل کئے ہیں انہیں ان کے بُرے
عملوں کی سزا دے گا اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو ان کی نیکی کی جزا دیگا اور ان پر احسان کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ جس خدا نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تم کو ماریگا اور وہی تم کو پھر زندہ کریگا۔ اور جسکو پہلے مخلوق کے پیدا کرنے پر
قدرت ہے اسکو پھر بھی یہ قدرت حاصل ہے۔ اور گروہ معطلہ کے لوگ ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے حشر سے انکار
کیا ہے۔ جن لوگوں نے کبیرے اور صغیرے گناہ کئے ہیں۔ ان کے حق میں پیغمبر صلعم کی شفاعت کا قبول ہونا اور اس پر
ایمان لانا واجب ہے اور جب گنہگار دوزخ میں جانے لگینگے تو جانے سے پہلے محمد مصطفےٰ صلعم دوسرے پیغمبروں کی اُمتوں
کے سب مسلمانوں کے واسطے سفارش کرینگے اور جب گنہگار دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو اسکے بعد آپ خاص اپنی اُمت
کے گنہگاروں کے واسطے شفاعت کرینگے اور اُمت کے گنہگار آپ کی شفاعت کے سبب بخشے جائینگے اور ان کو دوزخ
سے نکال لیا جائیگا۔ اور حضرت صلعم کی سفارش کے سوا آپ کی اُمت کے جو مومن اور صالح لوگ ہیں انکی سفارش سے بھی دوزخیوں کو
دوزخ سے نجات حاصل ہوگی اور ہوتے ہوتے شفاعت نوبت پہنچیگی۔ کہ محمد صلعم کی اُمت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں نہیں
رہیگا اگر کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان ہوا اور ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کلمہ توحید کو پڑھا ہوگا تو وہ دوزخ میں نہیں
رہیگا مگر فرقہ قدریہ کے لوگ اسکے خلاف ہیں کیونکہ یہ شفاعت ہونے کے قائل نہیں۔ اس سے انکار رکھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ
قرآن مجید میں اس گروہ کو جھوٹا فرماتا ہے۔ ان کے حق میں کہا ہے کہ کوئی تمہاری شفاعت کرنیوالا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی
دوست ہے جو تمہارا غم کھائے اور ان کا مقولہ ہے کہ آیا کوئی ہماری شفاعت کرنیوالا ہے جو ہماری شفاعت کرے اور
فرماتا ہے کہ شفاعت کرنیوالے کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اور خداوند تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ قیامت
کے دن شفاعت ہوگی۔ اور اسی طرح حدیث سے بھی شفاعت کا ہونا ثابت ہے۔ ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم
نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے واسطے زمین کو شق کیا جائیگا۔ وہ میں ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ اور تمام لوگوں کا میں
سردار ہوں۔ اور اس پر بھی مجھ کو فخر نہیں ہے اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ پکڑا ہوا ہوگا۔ اور اس پر بھی میں فخر نہیں رکھتا اور
وہ میں ہی ہوں گا۔ جو سب سے پہلے بہشت میں جاؤنگا۔ اور اس کا بھی میں فخر نہیں کرتا ہوں۔ اور
تمام لوگوں سے پہلے بہشت کے دروازہ کی زنجیر میں ہی ہلاؤنگا۔ اور مجھے بارگاہ ربانی میں حاضر
ہونے کی اجازت دیجائیگی اور دیدار حق کا مشرف دیا جائیگا۔ اور میں اُس کے آگے سجدے
میں گر پڑوں گا۔ اس وقت خداوند تعالیٰ فرمائیگا اے محمد مصطفےٰ اپنے سر کو اُٹھا اور شفاعت کر تو جو شفاعت کرے گا
میں اسکو قبول کرونگا۔ اور جو کچھ تو مانگیگا وہ تم کو دیا جائیگا۔ اس وقت میں سر کو اُٹھاؤنگا۔ اور یہ عرض کروں گا اُمتی اُمتی اور میں
یہ خواہش رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع رکھوں۔ خداوند جلشانہ ارشاد فرمائیگا۔ کہ جا کر دیکھ۔ اگر کسی کے
دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے تو اس آدمی کو دوزخ سے نکال لے۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم فرمائینگے۔ کہ میں

اس حوض کے وجود سے انکاری ہیں۔ اگر یہ لوگ حوض کے انکار کرنے سے توبہ نہ کرینگے۔ اور قرآن کی آیتوں اور حدیث اور
بزرگوں کے قول کے رد کرنے سے تائب نہ ہونگے۔ تو ان کو اس حوض میں سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نصیب نہیں ہوگا۔
اس نعمت سے محروم رکھے جائینگے اور پھر پیاسے ہی دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ اور انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ
پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی میری شفاعت کو جھوٹ جانیگا تو وہ قیامت کے دن اسسے محروم رکھا جائیگا اور جو آدمی
اس حوض کو جھوٹا تصور کریگا اس شخص کو اس حوض میں سے کچھ حصہ نہیں دیا جائیگا۔ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے
دن خداوند جلشانہ محمد مصطفےٰ صلعم کو باقی سب پیغمبروں میں سے اونچا کرکے عرش کے اوپر اپنے پاس بٹھلا لیگا۔ عبداللہ
بن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد ربانی کے موافق درست ہے کہ تیرا پروردگار تم کو مقام محمود میں کھڑا
کرے) فرمایا ہے کہ خداوند کریم اپنے پاس مجھ کو تخت کے اوپر بٹھلا لیگا ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ عائشہ رض نے پیغمبر صلعم
سے پوچھا کہ مقام محمود کی کیا کیفیت ہے جس کے دینے کا آپ کو وعدہ دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے
مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس مقام میں تم کو تخت پر بٹھلاؤں گا۔ اور عمر بن خطاب بھی ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ
بن سلام رض کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ اسدن تمہارے پیغمبر کو یعنے مجھے بلا لائینگے۔ اور لاکر
خداوند کریم کے سامنے کرسی کے اوپر بٹھلا دینگے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابا مسعود رسول مقبول کو صرف خداوند تعالیٰ کی کرسی کے
اوپر ہی بٹھلا دینگے۔ اور کرسی کے اوپر بٹھلا دینے سے ہی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ پیغمبر صلعم خدا کے ساتھ ہونگے۔ آپ نے
ان لوگوں کو جواب دیا کہ تم لوگ ہلاک ہوئے یہ حدیث تو ایسی ہے کہ باقی جتنی حدیثیں ہیں۔ ان سب سے میری آنکھ کو دنیا
میں زیادہ صاف کرنیوالی ہے۔ مجاہد نے روایت کی ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو اس دن خداوند کریم اپنے عرش کے اوپر
بیٹھ جائیگا اپنے دونوں پاؤں کرسی کے اوپر رکھے ہوئے ہونگے۔ اور اس وقت پیغمبر صلعم کو لائینگے اور آپ کو بھی پروردگار
کے سامنے کرسی پر بٹھلا دینگے۔ لوگوں نے حمیدی سے پوچھا کہ جب پیغمبر صلعم کرسی پر بیٹھے ہونگے تو اس وقت خداوند تعالیٰ کیساتھ
ہونگے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن جب خداوند تعالیٰ مومن کو حساب کے واسطے
اپنے پاس بلائیگا تو اس وقت اس پر اپنا پہلو رکھ دیگا۔ تاکہ لوگوں کی نگاہ سے وہ پوشیدہ ہوجائے اس روایت پر جو دلیل
عبداللہ بن عمر رض نے بیان کی ہے کہ میں نے پیغمبر صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مومن کو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اپنے پاس
بلائیگا اور اس کو اپنے پہلو سے لوگوں کی نظر سے چھپائے گا۔ اور اس کے بعد خداوند تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ اے میرے بندے
تو نے جو فلاں فلاں گناہ کیے ہیں انکو جانتا ہے اور وہ تم کو یاد ہیں یہ کلمہ دو دفعہ فرمائیگا اس کے بعد وہ بندہ خدا کی درگاہ
میں عرض کریگا کہ اے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں مجرم اور گنہگار ہوں جب اس طرح خداوند تعالیٰ
بندہ کی زبان سے اقرار کرائیگا اور اس کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ اب میں ہلاک ہوا تو اس وقت خدا ارحم الراحمین فرمائے گا۔
کہ میں نے تیرے ان گناہوں کو دنیا میں بھی چھپایا تھا اور آج بھی بخشدیتا ہوں۔ اور حساب کرنے سے مراد یہ ہے کہ خداوند کریم اپنے
بندہ کو اس کے اعمال کے ثواب اور عذاب کی مقدار سے آگاہ کریگا اور اسکو اسکے گناہوں سے مطلع کریگا اور انکے زوائد
اور نقصانات سے واقف کریگا اور معطلہ گروہ کے لوگ اس سے انکار کرتے ہیں وہ حساب وکتاب کے قائل نہیں۔ اور
خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے قول سے جھوٹا کرتا ہے فرمایا ہے (انکی بازگشت میری طرف ہے اور ان کا حساب
بھی میرے اوپر ہے) اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ جلشانہ ایک ترازو سے جس کے دو پلے اور ایک
چولی ہوگی نیکیوں اور بدیوں کا وزن کریگا۔ اور ان فرقوں کو اس سے انکار ہے فرقہ معتزلہ۔ فرقہ مرجیہ۔ فرقہ خارجیہ یہ لوگ
ترازو کے وجود کے معتقد نہیں اور کہتے ہیں کہ ترازو سے مراد میزان عدل ہے اعمال کا تولنا نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے
کلام اور پیغمبر صلعم کی حدیث سے اس قسم کے لوگ کاذب ٹھیرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قیامت کے دن ہم عدل کے
واسطے ترازو رکھیں گے۔ اور کسی پر کسی چیز میں ظلم نہیں ہوگا۔ اگر کسی کی رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی ہوگی تو وہ بھی اس

سے عرش کی۔ کہاں جاتے ہیں اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ کانٹے سعدان کے کانٹوں کی مانند ہیں اور ان کی لمبائی کسی کو معلوم نہیں
وہ خدا کو ہی معلوم ہے اور وہ کانٹے ایسے ہیں کہ لوگوں کو کھینچ لینگے اور بعض لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ اپنے برے عملوں
کے باعث سخت ہلاکت میں گرفتار ہوگئے اور بعض کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے اور بعض آدمیوں کے جسم رائی کی طرح
ریزہ ریزہ کئے جائینگے اور آخر کار اس عذاب سے نجات پالینگے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ کانٹے صرف اس واسطے ہیں
کہ ان کو چھید جائیں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم بہت عمدہ جانور قربانی کرو۔ کیونکہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگے۔
اور رسول مقبول نے پلصراط کی تعریف کی ہے کہ وہ بال سے زیادہ باریک ہے اور آگ سے زیادہ گرم ہے اور تلوار سے زیادہ
تیز ہے اور اس کی مسافت قیامت کے سالوں کے حساب سے تین سو سال کے برابر ہے۔ بدکار جب اُسے گذرنے لگینگے تو
اُن کے پاؤں پھسل پڑینگے اور اُس میں گر جائینگے اور نیکوکار سلامتی کے ساتھ پار اُتر جائینگے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ پلصراط
کی لمبائی آخرت کے سالوں کے حساب سے تین ہزار سال کے برابر ہے اور اہل سنت کا یقین ہے کہ ہمارے رسول مقبول کے لئے
ایک حوض ہے اور مومن اُس سے پئیں گے اور کافر اُس سے محروم رہینگے۔ اور وہ حوض آپ کو بہشت میں داخل ہونے سے پہلے اور پلصراط
سے گذر چکنے کے بعد عطا ہوگا اور جو کوئی اس حوض سے پانی پی لیگا اس کو پھر کبھی پیاس نہیں لگیگی اور اس حوض کی چوڑائی ایک مہینے
کے راستے کی مسافت ہوگی اور اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا۔ اور اُس کے آس پاس
ڈولچیاں ہونگی جن کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ اور اس حوض میں دو نل ہونگے ان دونوں نلوں میں سے کوثر کا پانی
نکلکر حوض میں بھر جائیگا۔ اور اس کوثر کا مبدا بہشت ہے یعنی بہشت میں سے نکلکر آتا ہے اور اس کی شاخ حساب کے میدان
میں پہنچی ہوئی ہے۔ ثوبان رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں اپنے حوض کے پاس
بیٹھا ہوا ہونگا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے اُس حوض کی چوڑائی کتنی ہے آپ نے فرمایا کہ اسکی چوڑائی میری اس جگہ سے لیکر عمان تک ہے
اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس میں دو نل لگے ہوئے ہیں جو بہشت سے آتے ہیں
ان میں سے ایک تو چاندی کا ہے اور دوسرا نل سونے کا ہے۔ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ اس حوض کا پانی پی لے تو پھر اس کو
کبھی پیاس نہیں لگتی۔ اور عبداللہ بن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے وعدہ کی جگہ میرا
حوض ہے اور اس کا طول اور عرض برابر ہے اور ایلہ اور مکہ کے درمیان جسقدر فاصلہ ہے اس سے بھی اس حوض کا فاصلہ زیادہ
ہے اور ان دونوں شہروں کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے اور اس حوض میں اس طرح ڈولچیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جیسے
آسمان پر ستارے نظر آتے ہیں اور اس کا پانی چاندی سے بھی زیادہ سفید ہے۔ اگر کوئی آدمی اس جگہ پہنچکر اس حوض کا پانی
پی لے تو پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگتی۔ اور اسی طرح ہر ایک پیغمبر کو ایک ایک حوض دیا گیا ہے۔ مگر حضرت صالح کے
پاس ایسا حوض نہیں ہے ان کا حوض اونٹنی کے پستان ہیں اور اس میں سے ہر ایک اُمت کے مسلمان پانی پئیں گے۔ مگر
کافروں کو وہاں سے پینا نصیب نہیں ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ میرے حوض کا طول
اور عرض اس قدر ہے جس قدر عدن اور عمان کے درمیان فاصلہ ہے اور اس حوض کے دونوں طرف مجوف موتیوں کے خیمے
نصب کئے ہوئے ہیں اور اس میں آبخورے اس قدر اور ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے دکھائی دیتے ہیں اور اس حوض
کی مٹی سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ سرد اور شہد سے زیادہ میٹھا
ہے۔ اگر کوئی اُس میں سے ایک گھونٹ پانی پی لیگا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ پس بعض لوگوں کو وہاں سے اسطرح ہٹا دیا
جائیگا جیسے کہ ایک بیگانہ اونٹ اونٹوں میں سے ہانکا جاتا ہے پس میں کہونگا خبردار۔ خبردار۔ ہٹاؤ نہیں مجھ کو بتلایا جائیگا
کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی بدعتیں نکالی ہیں۔ میں پوچھونگا۔ کہ وہ کونسا شگوفہ ہے جو اُنہوں
نے [illegible] نکالا ہے۔ فرشتے جواب دینگے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے دین میں اُلٹ پلٹ اور تغیر و تبدل پیدا کر دیا ہے
پس میں بھی اُنہیں کہونگا۔ کہ تم اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ اور خداوند تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاؤ۔ اور فرقہ معتزلہ کے لوگ

ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ لوگوں سے سب کچھ پوچھ لیا ہے۔ لیکن جو لوگ مقرب ہیں وہ حساب کے بغیر ہی بہشت
ں داخل ہو جائینگے۔ اور ہر ایک بہشتی کے ساتھ ستر ہزار طفیلی ہونگے۔ اس بات میں ایک مشہور حدیث وارد ہے۔ اس کو
احفظ کرو۔ اور جو لوگ کافر ہونگے وہ حساب کے بغیر ہی دوزخ میں جائینگے۔ اور بعض مومنوں کا یہ حال ہوگا۔ کہ ان کا حساب
سانی سے ہو جائیگا اور پھر ان کو بہشت میں جانے کے واسطے حکم دیا جائیگا اور بعض مومن ایسے ہونگے کہ اپنے حساب کی سبب اُن
سے جواب طلب ہوگا اور اس کا فیصلہ خداوند کریم کے اختیار میں ہوگا۔ اگر چاہیگا تو ان کو بہشت میں بھیجیگا اور اگر چاہیگا۔ تو
ں کو دوزخ میں داخل کریگا۔ اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
للہ جل شانہ فرماتا ہو کہ جس کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملیگا اس کا آسانی سے حساب ہو جائیگا الخ۔ اور فرمایا ہے کہ ہر ایک آدمی
ی گردن میں قیامت کے دن اعمال نامہ لٹکا یا جائیگا اور وہ اعمال نامہ کھلا ہوا دیکھے گا اور اسکو حکم ہوگا کہ تو اپنی اس کتاب
و پڑھ اور آج تیری اپنی جان ہی حساب لینے والی تیرے لئے کافی ہے۔ اور حضرت علی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ
پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم ساری دنیا کا حساب لیگا مگر جس آدمی نے خداوند کریم کے ساتھ شریک ٹھیرایا ہوگا۔
س کا حساب نہیں لیگا اور اس کی نسبت حکم ہوگا۔ کہ اسکو سیدھا دوزخ میں بھیجدو +

بہشت اور دوزخ کے وجود کا ذکر

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بہشت اور دوزخ دونوں مخلوق ہیں۔ اور یہ دونوں گھر ہیں ایک کو خداوند تعالیٰ نے ان
گوں کے ثواب اور انعام کے واسطے بنایا ہے جو اس کے فرمانبردار بندے اور ایماندار ہیں۔ اور دوسرا ان کی سزا اور
ذاب کے واسطے ہے جو گنہگار اور سرکش ہیں۔ اور یہ دونوں سرائیں جب سے پیدا کی گئی ہیں تب سے باقی ہیں اور
ن کو کبھی فنا نہیں اور بہشت وہی ہے جس میں حضرت آدم اور حوا علیہما السلام اور شیطان مردود رہا کرتے تھے اور
ھر اس سے نکالے گئے۔ (مشہور قصہ ہے) اور معتزلہ اس سے انکار کرتے ہیں اسلئے یہ لوگ بہشت میں نہیں جائینگے اور
ہ کو اپنی عمر کی قسم کہ ان لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ لوگ اس کے وجود کو نہیں مانتے اللہ عزوجل کو
الغدار بندوں کے واسطے آگ میں جلنے کا حکم لگاتے ہیں وہ ستر سال تک ایک کبیرہ گناہ کے بدلے۔ اور خدا کی کلام اور
سول صلعم کی حدیث ان لوگوں کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت جس کی چوڑائی زمین اور آسمان
کے برابر ہے پرہیزگاروں کے واسطے تیار کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس آگ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے
یار کی گئی ہے اور جو چیز تیار کی جائے اسکی نسبت ہر ایک عقل مند یقین کرتا ہے کہ وہ موجود ہے پس اس بیان سے
علوم ہوتا ہے۔ یہ دونوں مخلوق ہیں اور موجود ہیں۔ اور انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
ہے کہ جب میں بہشت میں گیا تو ناگہاں ایک جاری نہر پر میرا گذر ہوا۔ جسکی دونوں طرف موتیوں کے خیمے تھے میں نے اس
ے آب رواں کو ہاتھ سے چھوا۔ معلوم ہوا کہ وہ کستوری ہے جو خوشبودار ہے میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے اُس نے جواب
یا کہ یہ ہے جو اللہ جل شانہ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے۔ ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول سے پوچھا
اے اللہ کے رسول بہشت کس چیز سے بنائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی
ور اس میں گارا جو خوشبودار مشک کا ہے۔ اور اسکے سنگریزے یاقوت اور مروارید ہیں اور مٹی اسکی ایسی خوشبودار ہے جیسی
زعفران اور ورس خوشبودار ہوتی ہے۔ کوئی بہشت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ہی اُس میں رہیگا اور کبھی نہیں مریگا اس میں
ش رہیگا۔ اور کبھی کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوگا اس کے کپڑے کبھی پرانے نہ ہونگے۔ اور اُسکی جوانی کبھی فنا نہ ہوگی۔
ر اس کے سوا دوزخ اور بہشت کے پیدا اور موجود ہونے اور اس میں ہمیشہ کی نعمت اور اس کے غیر فانی ہونے کی یہ دلیل
ہے کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ بہشت کا سایہ اور اسکی ناکولات ہمیشہ ہیں اور فرماتا ہے کہ بہشت کی نعمتیں نہ ختم ہونیوالی
ں اور نہ ان سے بہشتیوں کو کوئی رکاوٹ ہوگی۔ اور بہشت کی نعمتوں میں بڑی آنکھوں والی حوریں بھی شامل ہیں خداوند کریم

کو دیجائیگی۔ اور ہم ہی حساب کرنیکے واسطے کافی ہیں) اور پھر فرمایا ہے کہ جس آدمی کے عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ ہمیشہ
اپنی زندگی خوشی سے بسر کریگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ دوزخ میں ہوگا الخ۔ اور اگر کوئی عدل کی تعریف سنی اور گرانی کرنی
چاہے تو یہ ٹھیک نہیں۔ یہ ترازو اللہ جلشانہ کے اپنے ہاتھ میں ہوگی کیونکہ بندوں کے حساب کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے
اور بن سمعان کلابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ترازو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ
میں ہوگی۔ ایک گروہ کو تو خداوند تعالیٰ بلند کریگا اور ایک گروہ کو پست کریگا۔ اور حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں۔ کہ
قیامت کے روز ترازو جبرئیل کے ہاتھ میں ہوگی اور خداوند تعالیٰ اس روز فرمائیگا۔ اے جبرئیل تو ان لوگوں کے اعمال کو تول
جب وہ تولیگا۔ تو بعض کا پلہ تو بھاری ہوگا اور بعض کا ہلکا۔ اور عبداللہ بن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا
ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جاویگی۔ اور ایک پلڑے میں ایک شخص اور دوسرے میں اسکے اعمال رکھے جاوینگے
اور اس کے عملوں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور جب اسکو دوزخ کی طرف لیجائینگے تو پیچھے سے اسکو ایک آواز دینے والا کہیگا
کہ تم اس کے لیجانے میں جلدی نہ کرو۔ اس کی ایک چیز تولنے والی باقی رہ گئی ہے وہ چیز کلمہ توحید ہوگا جب اسکو لاکر اس
کے نیک پلڑے میں رکھینگے تو وہ اسوقت بھاری ہو جائیگا اور پھر اس کی نسبت یہ حکم دیا جائیگا۔ کہ اسکو بہشت میں لیجاؤ۔
اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو ترازو کے پاس لا کھڑا
کرینگے۔ اور ننانویں فردیں کاغذ کی بھی لائینگے۔ اُن میں اس آدمی کے نیک اور بد عمل لکھے ہونگے اور ہر ایک فرد اتنی لمبی
ہوگی جتنی کہ آدمی کی نگاہ کام کرتی ہے اور ان فردوں کو ترازو میں رکھدینگے۔ ایک طرف بدی کی فردیں ہونگی۔ اور ایک
طرف نیکی کی۔ پس بدی کا پلڑا بھاری ہوگا اور اس کو دوزخ کی طرف بھیجا جائیگا۔ اور جب وہ جانیکے واسطے منہ پھیریگا۔
تو خداوند کریم کی طرف سے اس کو ایک شخص آواز دیگا کہ اس کے لیجانے میں جلدی نہ کرو۔ اسکی ایک چیز تولنے سے باقی رہ
گئی ہے اور انگوٹھے کی اوپر کی پوری کے برابر ہے اور اپنی انگوٹھی نصف پوری پکڑی اور کہا کہ وہ کلمہ شہادت
ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس لئے اسکو لاکر نیکیوں کے پلڑے میں رکھدینگے۔ اور اس کے رکھنے سے نیکیوں
کا پلڑا بدی کے پلڑے سے بھاری ہو جائیگا۔ اس وقت اس شخص کی نسبت حکم ہوگا۔ کہ اب اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ اور
کہا گیا ہے کہ انسان کی نیکیاں رائی کے دانے اور چھوٹی چیونٹی کے برابر ہونگی اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہونگی اور
ان کو نور کے پلڑے میں رکھا جائیگا اور یہ پلڑا خداوند کریم کی رحمت سے بھاری ہو جائیگا۔ اور جو بدیاں ہونگی انکی صورت
بری بھونڈی سی ہوگی اور ان کو تاریک پلڑے میں رکھا جائیگا اور خداوند کریم کے عدل سے یہ پلڑا ہلکا ہو جائیگا اور اس کا
ہلکاپن دوسرے پلڑے کے جھک جانے سے معلوم ہوگا۔ اور کہا گیا کہ جس ترازو کا ذکر ہوا ہے وہ دنیا کی ترازو کی مانند نہیں
ہے اور ایمان اور شہادت کا کلمہ پلڑے کے بھاری ہونے کا سبب ہے اور شرک کا ہونا اسکی ہلکی کا باعث ہے
جس کا پلڑا بلند ہوتا ہے یعنی بھاری وہ اپنے مالک کو بہشت میں پہنچاتا ہے اور جس کا پلڑا نیچا ہوتا ہے یعنی ہلکا وہ
اپنے مالک کو دوزخ میں پھینکتا ہے اور اس دوزخ کا نام ہاویہ ہے اور وہ زمین کے نیچے کی تہ میں ہے۔ پس جس آدمی
کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ بہشت میں رہیگا۔ اور خوشی سے زندگی بسر کریگا۔ اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا۔
اسکی ماں ہاویہ دوزخ ہے یعنی اُسکے آرام اور بازگشت کی جگہ جلانے والی آگ ہے جس کا نام ہاویہ ہے اور عملوں کے
تولنے میں لوگوں کا حال تین قسم پر منقسم ہوگا۔ بعض تو وہ ہونگے کہ بدیوں سے انکی نیکی کا پلڑا بھاری ہوگا ان کو تو
بہشت میں پہنچا دینگے۔ اور ایک گروہ کے وہ لوگ ہونگے کہ نیکیوں کی نسبت انکی بدیاں بھاری ہونگی۔ انہیں دوزخ میں
پھینک دینگے۔ اور تیسرے گروہ کے لوگ وہ ہونگے کہ انکی نیکیوں اور بدیوں کے دونوں پلڑے برابر ہونگے ان کو
اعراف میں لیجائینگے۔ خداوند کریم ان کا حال پوچھیگا اور جب چاہیگا تب ہی انکو بہشت میں داخل کر دیگا جیسا کہ اللہ جلشانہ
نے فرمایا ہے (اعراف پر آدمی ہونگے) اور اوپر جو ذکر کیا گیا ہے کہ اعمال نامہ کی ننانویں فردیں تولی جائینگی اس کا ثبوت

عصا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے معجزہ بصاحب موسیٰ علیہ السلام رسالت کے واسطے بھیجے گئے تو اس وقت زمانہ میں بڑے کامل فن
جادوگر موجود تھے اور جب حضرت موسیٰ انکے پاس ہدایت کے واسطے گئے تو انہوں نے اپنے سحر سے بےشمار سانپ نمودار کئے
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ان کے آگے پھینک دیا اور وہ ایک بڑا اژدہا بن کر ان سب کو نگل گیا۔ اس سے تمام ساحر
ذلیل و خوار ہو کر گمراہی سے پھر گئے اور سجدہ کر دیا اور جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور
کوڑھی اور مادرزاد اندھے تندرست اور بینا ہو جاتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھیجے گئے تھے اس وقت بڑے
بڑے حاذق اور دانا طبیب موجود تھے اور طبابت کے علم اور فن میں انکو اسقدر مہارت تھی کہ انسان کے رنج اور بیماری
کو جڑھ سے اکھاڑ دیا کرتے تھے اور باوجود اس قدر مہارت کے ہونے سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا مقابلہ نہ کر سکے اور
جب ان کو طبابت میں اپنے سے بہت لائق اور فائق پایا تو سب ان کے مطیع ہو گئے اور ان کی فرمانبرداری کا حلقہ
اپنی گردنوں میں ڈال لیا پس جس طرح مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اسی
طرح قرآن مجید محمد مصطفےٰ صلعم کا معجزہ ہے جسکی فصاحت اور بلاغت کی مثال لانے سے سب عاجز رہ گئے ہیں۔ اور آنحضرت
صلعم کے اور بھی معجزے ہیں جیسے انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا اور تھوڑے سے طعام سے ایک بڑے
گروہ کا سیر ہو جانا اور زہر ملے ہوئے گوشت کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ مجھ میں زہر ملی ہوئی ہے مجھ سے نہ کھائیے اور چاند
کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ اور کھجور کے درخت کا رونا۔ اور اونٹ کا بات کرنا۔ اور درخت کا چلکر آنا وغیرہ۔ آپ کے معجزوں
کی تعداد ایک ہزار تک ہے جیسا مذکور ہوا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ص سے ایسے معجزے کیوں صادر نہیں ہوئے
جیسا کہ موسیٰ ع کا عصا اور ید بیضا اور عیسیٰ ع کا مردوں اور مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا اور جیسے کہ صالح ع کی
اونٹنی اور دوسرے معجزے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو محمد مصطفےٰ ص کی امت کے لوگ انکو جھٹلائیں اور اس سے
پہلے نبیوں کی امت کی مانند ان پر بھی خداوند تعالےٰ کا عذاب اور غضب نازل نہ ہو جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ
پہلے نبیوں کی مثل کو ہم نے اس واسطے نہیں بھیجا کہ پہلی امتوں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے
کہ اگر پیغمبر صلعم بھی کوئی ویسا ہی معجزہ لاتے جیسا کہ پہلے ہی لائے تو لوگ ان کو یہی کہتے کہ تو کوئی نبی اور عجیب چیز نہیں لایا
موسیٰ اور عیسیٰ ع بھی ایسے ہی معجزے لائے تھے تو اب انکی پیروی ہی کرتا ہے۔ اور جب تک تو کوئی ایسا معجزہ نہ دکھلائیگا
جسکو دوسرے نبیوں نے ظاہر نہیں کیا تب تک ہم تجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ اسی واسطے اللہ جلشانہ نے ہمارے پیغمبر
کو سب سے بڑا اور ایسا معجزہ دیا۔ کہ سب لوگ ان پر ایمان لائے ہیں ◆

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت اور بزرگی

اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ محمد صلعم کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور افضل امت وہ ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا
اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ اور آپ سے بیعت کی اور آپ کی تابعداری کی اور آپ کے سامنے کفار
سے لڑے اور آپ کی عزت اور مدد کی۔ اور اپنی جان اور مال کو آپ پر فدا کیا۔ اور پھر اس زمانہ کے لوگوں میں سے
بہتر وہ ہیں جو حدیبیہ میں رسول مقبول کے ہمراہ تھے اور آپ سے وہ بیعت کی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اور یہ
لوگ ایک ہزار چار سو مرد تھے اور اہل حدیبیہ سے بہتر وہ ہیں جو جنگ بدر میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ تھے اور یہ تین سو تیرہ
آدمی تھے۔ جو اصحاب طالوت کے شمار کے برابر ہیں۔ اور ان سے بہتر دار خیزران کے ۴۰ مرد ہیں۔ جو عمر بن خطاب کے ساتھ
اسلام لائے تھے اور پھر ان سے بہتر دس مرد ہیں جن کے واسطے آنحضرت صلعم نے گواہی دی ہے کہ یہ لوگ قطعی بہشتی
ہیں۔ اور ان بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ ابوبکر رض۔ عمر رض۔ عثمان رض۔ علی رض۔ طلحہ۔ زبیر رض۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔
سعد رض۔ سعید رض۔ ابو عبیدہ بن جراح رض اور پھر ان دس میں سے چاروں خلیفے زیادہ نیکوکار اور افضل ہیں۔ اور پھر
ان چاروں سے حضرت ابوبکر رض ہیں۔ اور ان کے بعد حضرت عمر رض ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمان اور حضرت عثمان

نے ان کو ہمیشہ ہی بہشت میں رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے نہ وہ فنا ہونگے اور نہ مرینگے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ایسی حوریں ہیں جو اپنی نظروں کو نیچے رکھتی ہیں اور ان سے پہلے کسی جن اور انسان نے ان کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنت کی حوریں خیموں میں حفاظت میں رہتی ہیں۔ اور ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک دفعہ رسولِ خدا سے اللہ جلشانہ کے اس قول (کامثال لولوء المکنون) کے معنے پوچھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انکی صفائی ایسی ہوگی جیسے موتی سیپ میں صاف اور روشن ہوتا ہے اور آپ نے یہانتک فرمایا۔ کہ حوریں کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کی رہنے والی ہیں اور ہم کو کبھی موت نہیں آئیگی۔ اور ہم ہمیشہ خوش رہنے والی ہیں اور کبھی ہم کو دکھ نہیں ہوگا۔ اور ہم ہمیشہ قیام رکھنے والی ہیں۔ اور کبھی سفر کی ہم کو حاجت نہیں اور ہمیشہ ہی ہم خوشی اور راضی رہتی ہیں۔ اور نہ ہی کبھی غم اور غصہ لاحق ہوتا ہے اور رہنی کے ساتھ ہم ایسے گھر رہتی سہتی ہیں اور جب بولتی ہیں سچ بولتی ہیں اور پیغمبر صلعم سچ بولنے والے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ رہینگی اور کبھی نہ مرینگی۔ اور معاذ بن جبل رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دُنیا میں تکلیف پہنچائے تو وہ حور جو آخرت میں اس کی زوجہ ہوگی وہ عورت اس کو کہتی ہے کہ خدا تم کو ہلاک کرے تو اسکو دُکھ نہ دے یہ تو دنیا میں تھوڑے دن کے واسطے ہی تیرے پاس مہمان ہے۔ جلدی ہی تجھ سے الگ ہوکر میرے پاس آنیوالا ہے۔ پس اس بیان سے ثابت ہے کہ بہشت اور دوزخ کو فنا نہیں اور نہ ہی وہ چیز فنا ہوگی جو اُن میں موجود ہے اور جن کو خداوند کریم اس میں داخل کریگا۔ اُن میں سے پھر کسی کو وہاں سے نہیں نکالیگا اور اس کے رہنے والوں کو موت نہیں آئیگی اس سے محفوظ رہینگے اور جو ان کو نعمتیں دی گئی ہیں وہ بھی کم نہیں ہونگی بلکہ وہ دن بدن بڑھتی ہی جائینگی اور حق جلشانہ جو احکم الحاکمین ہے حکم دیگا کہ موت کو دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک دیوار پر رکھکر مار ڈالو۔ اور جب موت کو مار دیا جائیگا۔ تو بعد میں ایک آواز دینے والا آواز دیکر کہیگا۔ کہ اے بہشت کے رہنے والو اب تم ہمیشہ جیتے رہوگے اور کبھی تم کو موت نہیں آئیگی اور اے دوزخ کے رہنے والو تم بھی عذاب میں ہمیشہ رہوگے اور مروگے نہیں یہ پیغمبر صلعم کی صحیح روایت سے بیان ہوا ہے۔

رسُول مقبُول محمد مصطفےٰ صلعم کی فضیلت کا ذِکر

سب اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ محمد مصطفےٰ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم خداوند تعالیٰ کے رسُول اور سب رسولوں کے سردار ہیں اور نبوت ان پر ختم ہے۔ اور وہ تمام انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ہم نے تجھے سب انسانوں کی ہدایت کے واسطے ہی بھیجا ہے۔ اور تم سب جہان والوں کے واسطے رحمت ہو) ابن امامہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ سب پیغمبروں پر خداوند تعالیٰ نے مجھ کو بزرگی اور برتری عطا کی ہے چار چیزوں سے سب لوگوں کی طرف مجھ کو بھیجا ہے۔ آخر حدیث کا ذکر کیا۔ کہ رسُول مقبول کو ایسے معجزے عطا کئے گئے ہیں کہ دوسروں کو ویسے نہیں دئے گئے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ معجزوں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اور ان معجزوں میں سے ایک قرآن شریف ہے جس کا نزول خاص طور پر ہوا ہے۔ قرآن مجید کی نظم ایسی ہے کہ وہ کلام عرب کے تمام وزنوں سے الگ ہے۔ اور اسکی ترتیب اور بلاغت اور فصاحت ایسی ہے کہ تمام فصیح اور بلیغ لوگوں کی فصاحت اور بلاغت سے کئی درجے بڑھی ہوئی ہے۔ عرب کے تمام فصیح قرآن کی سی فصیح کلام لانے سے عاجز رہ گئے ہیں۔ اور دلیل ایک سورت بھی بیان کرنے پر بھی قادر نہیں ہو سکے۔ جبکہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ (اے محمد مصطفےٰ تو مخالفوں کو کہدے کہ قرآن کی مانند ایک دس سورتیں لائیں۔ اور وہ اس کے مانند کوئی سورۃ نہیں لاسکینگے) اور فرمایا ہے کہ اے پیغمبر ان کو کہہ کہ قرآن کی مانند فصاحت اور بلاغت میں ایک سورۃ بھی لائیں۔ اور وہ نہ لاسکینگے)۔ اور فرمایا ہے کہ تم قرآن کی مانند کوئی سورۃ لاؤ۔ باوجودیکہ فصاحت اور بلاغت میں اپنے زمانہ کے لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے پھر بھی قرآن کی مانند سورۃ لانے سے عاجز آگئے اور جب نہ لاسکے تو آنحضرت صلعم کی فضیلت ان پر ظاہر ہوگئی اور ثابت ہوگیا۔ کہ قرآن محمد صلعم کا معجزہ ہے جیسا کہ

اور امین پاؤگے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں اس کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہوگا۔ اور اگر علی کو امیر بناؤگے تو اسکو سیدھے راستے پر چلنے والا اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھلانے والا پاؤگے۔ اس لئے سب کے سب پہلے حضرت ابوبکر رض کی خلافت پر متفق ہوئے۔ اور ہمارے امام ابی عبداللہ احمد بن حنبل سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت نص جلی اور اشارۃ سے ثابت ہے اور امام حسن بصری اور محدثوں کی ایک جماعت کا مذہب بھی مذہب ہے اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ معراج کی رات میں جب میں نے خداوند کریم سے عرض کی۔ کہ میرے بعد علی ابن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جاوے۔ تو فرشتوں نے مجھ کو جواب دیا۔ کہ اے محمد صلعم کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور تیرے بعد خلیفہ ابوبکر رض ہوگا۔ اور ابن عمر رض نے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر رض خلیفہ ہوگا۔ اور خلافت کے زمانہ میں تھوڑے ہی دن زندہ رہیگا۔ اور مجاہد رض کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رض نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا دُنیا سے رُخصت ہونے لگے تو کوچ کرنے سے پہلے اُنہوں نے مجھ کو یہ کہا ہے۔ کہ ابوبکر رض میرے بعد حاکم ہونگے۔ اور ان کے بعد عمر رض ہونگے۔ اور ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد تم ہوگے۔ اور جس وقت ابوبکر رض نے اپنے بعد حضرت عمر رض کو خلیفہ مقرر کیا تو اس وقت اصحاب جمع ہوئے اور اُنہوں نے ملکر آپ کی بیعت کی اور امیرالمومنین آپ کا نام رکھا۔ اور عبداللہ بن عباس رض کہتے ہیں کہ اصحابوں نے ابوبکر رض کو کہا کہ آپ نے حضرت عمر رض کو ہمارے اوپر امیر مقرر کیا ہے اور ان کی مزاج کی سختی سے واقف ہیں۔ قیامت کے دن آپ پروردگار کو اس کا کیا جواب دوگے۔ ابوبکر رض نے جواب دیا کہ میں اس وقت یہ عرض کروں گا۔ کہ خداوندا میں نے ان لوگوں پر اس شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جو تیرے بندوں میں سے بہتر بندہ ہے اور حضرت عثمان رض ابن عفان رض کی خلافت اصحابوں کے اتفاق اور اُن کی رضامندی سے مقرر ہوئی تھی۔ اور حضرت عمر رض نے اپنے بعد اپنی اولاد کو خلافت سے محروم کردیا تھا۔ اور چھ اصحاب ذیل کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ عثمان۔ علی رض۔ عبدالرحمٰن ابن عوف۔ اور بعد میں طلحہ اور زبیر اور سعد تینوں علیحدہ ہوگئے۔ اور عثمان اور عبدالرحمٰن اور حضرت علی شامل رہے اور عبدالرحمٰن نے حضرت علی اور عثمان کو کہا کہ میں تم دونوں میں سے ایک کو اللہ اور اسکے رسُول اور مومنوں کے لئے پسند کرتا ہوں۔ پس اُس نے حضرت علی رض کا ہاتھ پکڑا اور ان کو کہا کہ میں خدا اور رسُول خدا کے احکام کی بجاآوری کے واسطے تمہیں مسلمانوں کا حاکم تجویز کرتا ہوں۔ تو خداوند تعالیٰ اور اس کے رسُول کے عہد کی ذمہ واری اُٹھا اور جب ہم تیری بیعت کریں۔ تو لوگوں کو نصیحت کر۔ اور مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو اور وہی سیرت اور روش اختیار کرو جو خدا کے رسول اور ابوبکر رض اور عمر رض نے اختیار کی تھی۔ حضرت علی رض نے بہ سبب اس کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو میں اُس سیرت اور روش پر قدرت نہ پاسکوں۔ اس لئے آپ نے خلافت کو قبول نہ کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن رض نے عثمان کا ہاتھ پکڑا اور جو حضرت علی رض سے گفتگو کی تھی وہی ان سے کی عثمان رض نے آپ کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ اور جب قبول کرلیا تو عبدالرحمٰن نے آپ کے ہاتھ کو مسح کیا اور انکی بیعت کی اور اسکے بعد حضرت علی رض نے بیعت کی۔ اور پھر باقی سب لوگوں نے بیعت کی۔ اور اس طرح سب کے اتفاق سے حضرت عثمان رض خلیفہ مقرر کئے گئے۔ اور پھر آپ نے آخری دم تک سچائی اور دیانت سے اس کام کو نبھایا۔ اور ان کے عہد خلافت میں لوگوں کو کوئی ایسا موقع نہیں ملا۔ کہ آپ کے حق میں طعن اور تشنیع کرتے اور نہ ہی ان کے قتل کرنے کا کسی کو کوئی بہانہ ہاتھ آیا۔ مگر فرقہ مرافضہ کو اس سے اتفاق نہیں ہر اس گروہ کے لوگ آپ کو بیجا تہمت لگاتے ہیں خداوند تعالیٰ ان کو ہلاک کرے اور حضرت علی رض کی خلافت بھی دین کے بزرگوں اور اصحابوں کے اتفاق سے قائم ہوئی ہے۔ ابوعبداللہ بن بطہ محمد بن حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب عثمان رض کو لوگوں نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت میں حضرت علی رض کے پاس موجود تھا اسی اثناء میں ایک آدمی آیا۔ اور اُس نے حضرت علی رض سے کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ امیرالمومنین عثمان رض کو مار ڈالا جائے یہ سنتے ہی حضرت علی رض اُٹھ کھڑے ہوئے اور جب اُٹھے تو میں نے ان کی کمر کو پکڑ لیا۔ کیونکہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ خود نہ

کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ جب آنحضرت صلعم اس جہان سے رحلت فرما گئے تو آپ کے بعد تیس سال تک ان
چاروں خلیفوں میں خلافت قائم رہی ہے۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کا زمانہ دو سال اور کچھ اوپر ہے اور حضرت عمرؓ
کی خلافت کا زمانہ دس سال ہے اور حضرت عثمان نے بارہ سال خلافت کی ہے اور حضرت علی رضہ نے چھ برس تک
اور آپ کے بعد معاویہ خلیفہ ہوئے اور انکی خلافت انیس سال تک رہی۔ اور اس سے پہلے جب حضرت عمر رضہ خلیفہ
تھے اس زمانہ میں معاویہ بیس برس تک شام کے حاکم رہے تھے اور چاروں اماموں کی خلافت کا کام آپس کے اتفاق
اور رضامندی سے ہوتا تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے زمانہ میں سب سے بزرگ شمار کیا گیا ہے۔ اور
ان کی خلافت تلوار کے زور اور غلبہ اور قہر سے نہیں ہوئی اور نہ ان میں سے کسی نے اپنے سے بہتر سے خلافت
چھینی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق (راضی ہو اللہ ان سے اور اللہ کا سلام اور برکتیں ہوں) امیر کی خلافت تمام مہاجرین
اور انصار کی رضامندی اور آپس کے اتفاق سے ہوئی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم نے وفات
پائی اور اس وقت خطیب انصار میں سے اٹھے اور کہا کہ ایک آدمی ہم سے امیر ہو اور ایک تم میں سے حضرت عمر رضہ نے
اس وقت کہا کہ اے جماعت انصار تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ رسول مقبول صلعم نے حضرت ابوبکر رضہ کو لوگوں کا امام بنایا تھا
انہوں نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ ابوبکر رضہ سے بہتر کون ہے جو اب ان لوگوں کی
امامت کرے اس وقت انصار نے جواب دیا۔ کہ معاذ اللہ اگر ہم ابوبکر رضہ سے پیش قدمی کریں۔ اور ایک دوسری حدیث
میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر رضہ کو جس مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنے کے
واسطے فرمایا ہے کس کا دل چاہتا ہے کہ اس جگہ سے انکو ہٹایا جائے۔ سب نے کہا کہ ہمارے دل تو نہیں چاہتے۔ کہ ان کو
ان کی جگہ سے ہٹایا جاوے ہم اللہ تعالی سے بخشش مانگتے ہیں۔ پس انصار اور مہاجرین نے باتفاق حضرت ابوبکر کی بیعت
کی اور حضرت علی اور زبیر اس بیعت میں شریک تھے۔ ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ جب بیعت ختم ہوگئی۔ تو حضرت
ابوبکر رضہ کھڑے ہوگئے اور تین دن تک انہوں نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ اگر کوئی تم میں سے ایسا ہے کہ اس نے مجھ سے کراہت
کے ساتھ بیعت کی ہے تو میں اسی بیعت کو واپس لے لیتا ہوں یہ سن کر سب سے پہلے حضرت علی رضہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آپ
سے جو عہد کیا گیا ہے اسکو کوئی توڑ نہیں سکتا اور نہ کوئی اس سے پھیر سکتا ہے۔ کیونکہ جس کو رسول مقبول صلعم آگے کھڑا کر
جاویں کون ہے جو اس کو پیچھے کرے اور لوگوں کو یہ مسند بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت کے واسطے
حضرت علی رضہ نے بہت ہی بڑے ساعی تھے عبدالرحمن بن ابی بکرہ روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے پاس آیا اور آکر آپ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم نے خلافت کے بابت آپ سے کوئی عہد کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا
کہ میں نے اس بات میں بہت کچھ سوچا ہے اور اس سے یہی معلوم ہوا ہے کہ اسلام کے بازو نماز ہے۔ پس ہم راضی ہوگئے
اپنے دنیا کے معاملہ اس پر جس پر راضی ہوئے اللہ اور رسول ہمارے دین کے بارے میں۔ اور ہم نے حضرت ابوبکر رضہ کو
اپنا امیر بنایا۔ کیونکہ اپنی بیماری کے دنوں میں رسول مقبول نے نماز فریضہ کی اقامت کے واسطے ابوبکر رضہ کو اپنا خلیفہ مقرر
کیا جب آپ کی بیماری کے دنوں میں حضرت بلال خدمت میں حاضر ہو کر اقامت نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ تو رسول
مقبول ان کو فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور اپنی زندگی کے وقت میں آنحضرت صلعم ابوبکر رضہ
کے حق میں ایسی گفتگو فرمایا کرتے تھے جس سے صحابہ کو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضہ خلافت کے زیادہ
لائق ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضہ کے حق میں معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے بھی ہر
ایک اپنے اپنے وقت میں خلافت کے لائق اور مستحق تھا۔ ابن بطہ اپنے اسناد میں روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ
نے کہا کہ رسول مقبول سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ کے بعد ہم کس کو خلیفہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ابوبکر کو امیر بناؤ۔ تو
اس کو امین پاؤ گے۔ دنیا کا تارک اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا۔ اور اگر عمر رضہ کو خلیفہ بناؤ گے۔ تو اس کو ایسا قوی

ہے۔ اور تیس سال سے جو پانچ برس زائد ماں ہوئے ہیں اس سے حضرت معاویہ کا زمانہ مراد ہے کیونکہ جب چاروں اصحابوں کی خلافت کا زمانہ گذر گیا۔ جو تیس سال تک تھا۔ تو اس کے بعد معاویہ کی خلافت قائم ہوئی تھی۔ اور معاویہ نے انیس سال تک خلافت کی ہے اور تیس سال حضرت علی رض کی خلافت تک گذر چکے تھے۔ اور ہم حضرت پیغمبر صلعم کی سب بیویوں پر بہت نیک ظن رکھتے ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ سبھی سب مومنوں کی مائیں ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی کلام پاک کے ذریعہ جو ہم ہر روز پڑھتے اور قیامت تک پڑھتے رہینگے۔ جناب صدیقہ کو ملحدوں کے اس ناپاک کلام سے جو انہوں نے آپ کے حق میں کہی تھی پاک کیا۔ اور ایسا ہی رسول مقبول کی بیٹی حضرت فاطمہ خدا ان پر اور ان کے خاوند اور اولاد پہ راضی ہو سب جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ اور حضرت فاطمہ سے اسی قدر محبت اور تکریم رکھنی واجب ہے جس قدر کہ ان کے باپ صلعم کے ساتھ حضرت پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ رض کو رنج دیتی ہے وہ مجھ کو بھی رنج پہنچاتی ہے پس یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ جلشانہٗ نے اسی کتاب میں کیا ہے اور ان کی ثناء اور تعریف کی ہے۔ اور یہ مہاجر اور انصار ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ اللہ جلشانہٗ نے انکی شان میں فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اپنے مال کو خرچ کیا اور کافروں کے ساتھ جنگ کی۔ وہ مرتبہ میں بڑے ہیں۔ ان سے جنہوں نے مکہ کے فتح ہونیکے بعد اپنے مال کو خرچ کیا۔ اور کافروں کے ساتھ لڑائی کی اور یہ جیسے لوگ ہیں۔ ان سب سے خداوند کریم نے وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک کام کیے ہیں ان کو ہم زمین میں خلیفہ بنائینگے جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ اور فرمایا ہے کہ جو دین ان کے واسطے پسند کیا ہے اس دین کو ہم مضبوط کرینگے۔ اور ان کا خوف اور خطرہ امن اور راحت سے بدل دیا جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ رسول مقبول کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں اور وہ رکوع اور سجدہ کرنیوالے ہیں یا آخر آیت تک کہ کھیتی نشانوں کو خوش لگتی ہے اور کفار کو غصہ میں لاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے اور جو لوگ ان کے ہمراہ ہیں جعفر ابن محمدؐ اس باب سے روایت کرتے ہیں یعنی اور آسانی اور غار اور خیمہ میں ساتھ ہونیوالے سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ اور کافروں پر سخت میں سے حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں سے مراد حضرت عثمان بن عفان ہیں۔ اور رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے اشارہ حضرت علی بن ابی طالب کی طرف ہے۔ اللہ کی رضامندی اور اس کے فضل کے خواہاں طلحہ اور زبیر مددگاران رسول اللہ ہیں اور اس فقرہ سے مراد کہ ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدہ کے اثر سے ظاہر ہے سعد سعید عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔ اور ان دس بزرگوں کی صفت توریت اور انجیل میں اس طرح آئی ہے کہ جس طرح کھیتی اپنا خوشہ نکالتی ہے سے مراد محمدؐ رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور اللہ نے اس زراعت کو حضرت ابو بکر سے قوت بخشی۔ اور یہ حضرت عمر رض کے باعث ملی اور موٹی ہوئی اور حضرت عثمان کے ذریعہ اپنے تنوں اور اپنی شاخوں پر کھڑی ہوئی۔ اور یہ کھیتی جو نصرت دکھائی دی ہے باعث حضرت علی رض کے اور کفار جلتے اور ان کو جناب پیغمبر صاحب اور ان کے اصحابوں پر غصہ آتا ہے۔ اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کے درمیاں جو اختلاف واقعہ ہوا ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا واجب ہے۔ اور ان کے حق میں برے کلمات کہنے سے پرہیز کیا جاوے اور واجب ہے ان کے فضائل اور نیکیاں بیان کی جاویں۔ اور ان کا معاملہ جو کچھ ہوا ہے خدا تعالیٰ کے سپرد کیا جاوے۔ اور جو مخالفت حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عائشہ'' اور معاویہؓ کے درمیاں واقع ہوئی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اور ہر ایک بزرگ کو اسکے درجے کے مطابق اسکو بزرگ جانتا ہے مناسب ہے جیساکہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے آئے ہیں کہتے ہیں لے ہمارے پروردگار

ہلاک ہو جائیں۔ حضرت علی رضہ نے مجھے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو۔ تیری ماں نہ ہو۔ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور آپ اس وقت حضرت عثمان کے ہاں گئے۔ اور جب گھر میں آپ کو جا کر دیکھا۔ تو اس وقت عثمان رضہ مار ڈالے جا چکے تھے اس کے بعد آپ اپنے گھر میں چلے گئے۔ اور اندر جا کر گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ لوگ آپ کے دروازہ پر جمع ہو گئے اور دروازہ کو اکھاڑ ڈالا۔ اور آپ سے کہا کہ عثمان رضہ کو تو مار ڈالا گیا ہے۔ اور خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور اس کام کے واسطے آپ سے زیادہ کوئی لائق آدمی ہم کو معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ تم مجھ کو خلیفہ نہ بناؤ میں تمہارے لئے وزیر ہوں امیر سے بہتر۔ انہوں نے جواب میں عرض کی کہ خدا کی قسم ہم سچ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ ہم کسی کو اس کام کے لائق نہیں دیکھتے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جیسا تم کہتے ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو تم چھپ کر مجھ سے بیعت نہ کرو میں مسجد میں جاتا ہوں جس کسی کو مجھ سے بیعت کرنی منظور ہے وہ آئے اور علانیہ مجھ سے بیعت کرے۔ اس لئے آپ مسجد کی طرف گئے۔ اور وہاں لوگوں نے حضرت علی رضہ سے بیعت کی اور ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور پھر آپ شہادت پانے کے وقت تک سچے اور برحق امام رہے۔ بخلاف خوارج کے جو کہتے ہیں کہ وہ ہرگز امام نہ تھے ہلاکت ہو ان کے واسطے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ طلحہ اور زبیر اور عائشہ اور معاویہ سے جو حضرت علیؓ کی جنگ ہوئی ہے۔ تو ہم کو مناسب نہیں کہ ان کے جھگڑوں اور ان کی آپس کی نفرت اور لڑائی کی نسبت گفتگو اور نکتہ چینی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملہ کو جانتا ہے اور وہی قیامت کو ان کے دل صاف کر دیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کہ جو کچھ بھی کینہ ان کے سینوں میں تھا۔ قیامت کے دن ہم اس کو نکال دینگے اور اس وقت وہ بھائی بھائی ہو جاوینگے اور آمنے سامنے تختوں پر بیٹھینگے) اور حضرت علی رضہ اس لڑائی میں حق پر تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ وہ امام برحق ہیں۔ کیونکہ صحابہ اہل حل اور عقد نے ان کی امامت اور خلافت پر اتفاق کیا تھا۔ پس اس کے بعد جو شخص ان کی اطاعت سے باہر ہوا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کے واسطے مستعد ہوا۔ وہ امام سے باغی اور ان کے حکم سے نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا جائز ہوا۔ اور معاویہ طلحہ اور زبیر نے جو آپ سے جنگ کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ آپ سے حضرت عثمان کا قصاص مانگتے تھے۔ جو ظلم سے قتل ہوئے تھے اور جن لوگوں نے ان کو قتل کیا تھا وہ حضرت علی رضہ کے لشکر میں تھے۔ اس لئے ہر ایک نے اس جنگ کی بابت میں جو تاویل کی ہے وہ بجائے خود صحیح اور درست کی ہے۔ اور ہمارے واسطے بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی گفتگو سے اپنی زبان کو بند رکھیں اور ان کے معاملہ کو خدا کے سپرد کریں کیونکہ وہ احکم الحاکمین اور خوب فیصلہ کرنیوالا ہے ہم اپنے نفسوں کو عیبوں سے پاک کرنے میں مصروف ہوں اور اخلاق ذمیمہ کو اپنے دلوں سے دور کریں اور اپنے ظاہر اور باطن کو ایسے کاموں اور خیالات سے آراستہ کریں جو پسندیدہ ہوں اور حضرت علی رضہ کی وفات پا جانے اور حضرت حسن رضہ کے خلافت کے ترک کر دینے کے بعد معاویہ ابن سفیان رضہ پر خلافت کا مقرر ہونا درست اور ثابت ہے۔ اور حضرت حسن رضہ نے جو خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی تھی۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد اٹھیگا۔ اور خونریزی ہوگی۔ اور حضرت حسن کے ایسا کرنے سے رسول مقبول کا قول بھی سچا ہو گیا جو آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔ آنحضرت صلعم نے کہا تھا۔ کہ میرا یہ فرزند سردار ہے اس کے وسیلہ سے خداوند تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح اور اتفاق کی بنیاد ڈالیگا۔ اس لئے معاویہ کو جو خلافت پہنچی تھی وہ حضرت حسن رضہ کے سپرد کر دینے سے پہنچی تھی۔ اور جس سال میں یہ خلافت مقرر ہوئی تھی اس کا نام سال جماعت رکھا گیا تھا کیونکہ اس میں سب لوگوں کے درمیان اتفاق ہو گیا تھا۔ اور مخالفت درمیان سے اٹھ گئی تھی۔ اور سب نے اتفاق سے حضرت معاویہ کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور اس موقع پر یہ دونوں فریق ہی خلافت کے دعویدار تھے کوئی تیسرا فریق موجود نہ تھا۔ کہ وہ مخالفت کرتا اور جو دونوں گروہ حاضر تھے ان میں آپس میں صلح ہو گئی تھی اور حضرت معاویہ رضہ کا خلیفہ ہونا آنحضرت صلعم کے ایک قول سے بھی ثابت ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس چھتیس یا سینتیس برس تک چلتی رہیگی اور یہاں چکی سے مطلب اسلام کی قوت اور تقویت کا ہونا مقصود

دیتے ہیں۔ اور ہر ہوشیار دانا مومن کے واسطے بہتر ہے کہ آیات اور احادیث کے جو ظاہری معنے ہوں۔ انکی پیروی کرے اور ماثور سے اور نئی باتیں نہ نکالے اور نہ اپنی طرف کی ملمع کرے اور نہ بہت تاویلیں نکالے۔ ایسا نہ ہو کہ بدعت اور گمراہی اختیار کرلے اور پھر اس سے ہلاک ہو جاوے۔ عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ تم پیروی کرو۔ اور بدعت اختیار نہ کرو۔ اور یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ معاذ بن جبل رض فرماتے ہیں کہ جو باتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ ان کی جستجو سے بچو اور یہ بھی مت کہو کہ فلاں چیز کیا ہے۔ جب مجاہد کو معاذ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو اُس نے کہا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ کیا ہے مگر اب سے ایسا نہیں کہینگے۔ اسلئے ہر ایک مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنی واجب ہے۔ پس سنت اس طریقہ کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چلے اور جماعت وہ بات ہے جس پر چاروں اصحابوں نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا ہے۔ اور یہ لوگ سیدھا راستہ دکھلانے والے ہیں۔ کیونکہ ان کو سیدھا رستہ دکھلایا گیا ہے۔ ان سب پر خداوند کریم کی رحمت ہو۔ اور مناسب یہ ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ میل جول نہ کیا جاوے اور نہ انکو سلام کہے۔ کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل بدعت کو سلام کرتا ہے گویا وہ ان سے دوستی رکھتا ہے۔ کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور نہ ہی ان کے قریب جاؤ۔ اور ان کے کسی خوشی کے وقت یا ان کی عید کے دن انکو مبارک باد نہ کہو۔ اور اگر یہ لوگ مر جائیں تو ان پر جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور اگر کہیں ان کا ذکر ہو تو ان کے حق میں رحمت کے کلمے نہ کہے جاویں بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں۔ اور ان سے دشمنی رکھیں۔ اور یہ دشمنی خداوند تعالیٰ کے واسطے ہو اور اس اعتقاد سے ہو کہ اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہے اور انکی دشمنی سے ہم کو بڑا ثواب اور بہت اجر ملیگا اور رسول مقبول صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کے واسطے اہل بدعت کو اپنا دشمن سمجھے اور دشمنی کی نظر سے ان کو دیکھے تو خداوند کریم اسکے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیگا۔ اور اگر کوئی سختی اہل بدعت کو خدا کا دشمن جانکر انکو ملامت کرے تو خداوند کریم قیامت کے دن اسکو امن اور امان میں رکھیگا۔ اور جو شخص اہل بدعت کو ذلیل اور خوار رکھے اللہ جلشانہ اسکو بہشت میں سو درجے بخشیگا۔ اور جو آدمی بدعتی سے کشادہ پیشانی یا اسی طرح سے پیش آئے جس سے وہ خوش ہو تو اُس شخص نے اُس چیز کی حقارت کی۔ جو اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول پر نازل فرمائی ہے اور ابی مغیرہ رض ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ اہل بدعت کے اعمال قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت سے باز نہ آئیں۔ اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی اہل بدعت کے ساتھ دوستی کرے تو اسکے نیک عملوں کو خداوند تعالیٰ ضائع کر دیتا ہے اور اسکے دل سے ایمان کا نور نکال لیتا ہے۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے تو اللہ جلشانہ اُسکو بخشدے اگرچہ اُسکے عمل تھوڑے ہی ہوں۔ اور جب تو کسی بدعتی کو راستے میں آتا ہوا دیکھے تو اس راستہ کو چھوڑ دے اور دوسرے راستے سے ہو کر چلا جا۔ فضیل بن عیاض رض نے کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کے جنازہ کے پیچھے جاوے تو جبتک وہ واپس نہ آوے خدا کا غضب اُس پر نازل ہوتا رہتا ہے اور تحقیق رسول مقبول نے بدعتی پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو آدمی دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے یا بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے اُس پر خداوند تعالیٰ اور اس کے سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت نازل ہوتی ہے اور اس کے صرف اور عدل کو خداوند تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ اور صرف سے فرض مراد ہے اور عدل سے مراد نفل ہے اور ابوایوب سجستانی روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی آدمی کسی کو سنت نبوی کی خبر دے اور وہ آگے سے یہ جواب دے کہ ایسی سنت کو اپنے پاس رہنے دیں اور مجھ کو اس سے اطلاع دیجئے۔ کہ قرآن میں کیا حکم دیا گیا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آدمی گمراہ ہے۔

ہم کو بخش اور ہمارے مومن بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے گذرے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں کوئی بُرائی اُن کی نسبت
نہ آنے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہی ہے شفقت کرنے والا اور تو ہی رحم کرنے والا ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ
ایک گروہ تو گذر چکا اور جو کچھ انہوں نے کیا کمایا۔ اس کا جواب انکے اپنے ذمہ ہے اور جو کچھ تم کروگے اس کے تم ذمہ دار
ہوگے۔ اور تم سے تو اُن کے کاموں کی نسبت نہیں پوچھا جائیگا۔ اور پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابوں
کا ذکر کیا جائے تو اس وقت تم کو خاموش ہو رہنا چاہئے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے
کہ ہمارے اصحابوں میں جو اختلاف پڑے اس میں تم کچھ بحث نہ کرو۔ اگر تم میں سے خدا کے راستہ میں کوئی شخص کوہ
احد کے برابر سونا خرچ کرے وہ اصحابوں کے ایک مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نصف مُد کے ثواب کو بھی نہیں پہنچتا۔
اور انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خوشخبری ہو اُس شخص کو جس نے مجھ کو دیکھا
اور پھر اُس شخص کو خوشخبری ہو جس نے اُس شخص کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ
میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ پس جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اور حضرت انس رض
روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم نے مجھ کو چن لیا ہے اور پسند کیا ہے اور میرے واسطے میرے
یار بھی چن لئے ہیں اور پسند کر لئے ہیں۔ ان کو میرا مددگار بنایا ہے۔ اور ان کو میرے سسر اور رشتہ دار بنایا۔ اور آخر
زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا۔ کہ وہ اصحابوں کے رتبہ کو کم کریگا۔ خبردار تم نے اُن کے ساتھ ہرگز کھانا نہیں
ہرگز ان کے ساتھ نکاح کرنا نہیں۔ اور ان کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھنی۔ اور ان پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھنی اور
ان پر لعنت کرنی حلال ہے۔ جابر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے جس شخص نے مجھ سے درخت
کے نیچے بیعت کی وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ روایت کی ابوہریرہ رض کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر
کو نظر عنایت سے دیکھا۔ اور کہا کہ جو عمل تم چاہو کرو۔ تحقیق میں نے تم کو بخش دیا۔ اور ابن عمر رض روایت کرتے ہیں
کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کسی کی کلام کو پکڑوگے
ہدایت پاؤگے۔ ابن بریدہ رض اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ میرے اصحابوں میں سے جو
کوئی جس جگہ زمین میں فوت ہوا۔ وہ وہاں کے لوگوں کی شفاعت کریگا۔ اور سفیان بن عیینہ رض نے فرمایا ہے کہ
جس شخص نے اصحابوں کے حق میں کوئی برا کلمہ کہا۔ تو وہ بدعتی اور گمراہ ہوگا۔ اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ
مسلمانوں کے اماموں اور ان کی پیروی کرنے والوں کی بات مانی جاوے اور انکی فرمانبرداری کی جاوے لوگ خواہ
وہ نیکوکار ہوں یا بدکار اور خواہ عادل ہوں یا ظالم ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ اور وہ امام جس کو امام جانیں اور بات
مانیں اسکی پیروی اور فرمانبرداری کریں۔ اور اہل سنت کا اس پر بھی اتفاق ہے۔ کہ اس بات کو یقینی طور پر کہنا بھی
جائز نہیں ہے۔ کہ فلاں اہل قبلہ قطعی بہشتی ہے یا دوزخی خواہ وہ پورا تابعدار ہو یا گنہگار۔ اور چاہے گمراہ اور تباہ کار ہو
اور چاہے سیدھے راستے پر چلنے والا مگر اس آدمی کی نسبت یہ یقین کر لینا درست ہے جس کی بدعت اور گمراہی پر رسول ع
کی طرف سے اطلاع مل چکی ہو۔ اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں
اور اس پر بھی سب متفق ہیں۔ کہ گرانی اور ارزانی بھی خداوند کریم کی طرف سے ہے نہ مخلوق میں سے کسی کی طرف سے نہ کسی
بادشاہ اور نہ حاکم کے اختیار میں ہے اور نہ کسی ستارے کی تاثیر کو اس میں کچھ دخل ہے جیسا کہ فرقہ قدریہ اور نجومی
کہتے ہیں۔ انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ گرانی اور ارزانی خدا کے لشکروں میں سے
دو لشکر ہیں۔ ایک کا نام رغبت ہے اور دوسرے کا نام ہیبت یعنی خوف ہے اور جب خداوند کریم چاہتا ہے کہ گرانی
ہو۔ سوداگروں کے دلوں میں اسکی رغبت ڈال دیتا ہے اور وہ اشیاء کو بند کر رکھتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ ارزانی کرنی
چاہتا ہے۔ تو سوداگروں کے دلوں میں ہیبت یعنی خوف ڈال دیتا ہے اور وہ اُن چیزوں کو اپنے ہاں سے نکال

رکھتے ہیں بھی اس میں کوئی زیادہ نہیں ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو شخص کہنا جائز نہیں وہ اسکے یہ معنے کرتے ہیں کہ حسن کا لفظ شخص کے
معنوں میں صریح نہیں ہے اس لئے احتمال ہے کہ اس حدیث کے معنے یہ ہوں لا احد اغیر من اللہ خدا کے سوا کوئی غیر نہیں ہے اور بعض
روایتوں میں یہ وارد بھی ہے لا احد اغیر من اللہ ۔ اور خدا تعالیٰ کے یہ نام رکھنے جائز نہیں ۔ فاضل ۔ عیس ۔ فقیہ ۔ فہیم ۔ فطن ۔
محقق ۔ عاقل ۔ موقر ۔ طبیب ۔ اور بعض کا یہ قول کہ خدا کو طبیب کہنا جائز ہے اور اس کو ہادی نہیں کہنا چاہئے ۔ کیونکہ
ہادی کا لفظ مشتق نہ ہادے ہے اور ہادی مخلوق ہے اور خدا کو مطلق بھی نہ کہا جائے کیونکہ خدا وند کریم طاقتوں کے پیدا کرنے والا
ہے اور طاقتوں کی انتہا ہے اور خدا کی ذات کا کوئی انتہا نہیں ۔ اور اس کو محفوظ بھی نہ کہا جائے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ حافظ
ہے اور حق اور خدا وند کریم کی صفت مباشرت کے ساتھ درست نہیں ۔ اور یہ بھی نہ کہ خدا تعالیٰ کسب کرنیوالا ہے کیونکہ کسب
خود اسکی قدرت سے پیدا ہوا ہے بلکہ ان تمام صفتوں سے خدا تعالیٰ پاک ہے ۔ کوئی آدمی خدا تعالیٰ کو میت نہ کہے کیونکہ
وہ قدیم ہے مگر اس قدم کی صفت سے نہیں ہے جو ذات پر زائد صفت ہے اور خدا کے وجود کا کوئی آغاز نہیں ہے اور
اس کلام اس بیان کا صاف کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خدا قدم کی صفت کے ساتھ قدیم ہے اور وہ باقی ہے کبھی فناء
نہیں ہوگا ۔ اور خدا وند تعالیٰ بے انتہا معلومات کے ساتھ دانا ہے اور بے انتہا مقدورات کے ساتھ قادر ہے اور
معتزلہ کو بھی خلاف ہے اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ صفتیں انتہا پذیر ہیں ۔ اور جن صفتوں سے خدا وند تعالیٰ
کو موصوف کرنا روا ہے وہ یہ ہیں ۔ خوش ہونا ۔ ہنسنا ۔ غصے ہونا ۔ خفا ہونا ۔ راضی ہونا ۔ تحقیق ہم نے ان کو پہلے باب
میں بیان کیا ہے ۔ وہ موجود ہے ۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے (خدا تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس پایا) اور یہ وصف بھی جائز ہے
کہ خدا تعالیٰ کوئی شئے ہے ۔ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے شہادت دینے والی چیزوں سے کونسی شئے زیادہ بزرگ
ہے کہہ تو خدا (وند تعالیٰ) ہے اور خدا وند کریم کو نفس ذات اور عین کہنا بھی جائز ہے مگر آدمی کے اعضاؤں کے ساتھ اسکو
تشبیہ دی جائے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور یہ کہنا جائز ہے کہ خدا وند تعالیٰ (ہے) بغیر معنی کرنے حد کے جیسا اللہ فرماتا
ہے (ہر چیز کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور ہر چیز پر خدا تعالیٰ نگاہبان ہے وہ قدیم ہے وہ باقی ہے جس کی انتہاء نہیں قادر
ہے ۔ قدرت کے ساتھ موصوف ہے ۔ لطافت کے ساتھ موصوف ہے ۔ دانا ہے ۔ قوی ہے ۔ محکم ہے ۔ معلوم
کرنیوالا ہے ۔ کیونکہ یہ سب صفتیں عالم کے معنے کی طرف رجوع ہوتی ہیں اور شرح اور لغت اس صفت کی مانع نہیں ہے بلکہ ایک
شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ میں نہیں جانتا اور تو جانتا ہے خدا تعالیٰ دیکھتا ہے اور اسکی ضمیر بھی عالم کی طرف راجع ہو
وہ اپنی مخلوق اور اپنے بندوں سے واقف ہے یعنے ہر ایک کو جانتا ہے وہ واحد یعنے عالم ہے اور خدا وند کریم خوبصورت
ہے اور اس کو خوبصورت کہنا جائز ہے اور وہ اپنے بندوں کو بھی خوبصورت بنانے والا ہے اور وہ اپنے بندوں کو انکے
عملوں کی جزا دینے والا ہے یعنے دین کے معنی حساب کے ہیں اور محاورے میں بھی آتا ہے کہ جیسا کوئی کریگا ویسا پائیگا
اور وہ دین کے دن کا مالک ہے یعنی حساب کے دن کا اس نے اپنے بندوں کیواسطے شریعت بنائی ہے اور لوگوں کو دعوت
دی ہے کہ عبادت کرو اور شریعت پر قائم رہو اور شریعت کو ان کے اوپر فرض کر دیا ہے اور لوگوں کے جیسے اعمال ہوتے ہیں
ان کے موافق ان کو جزا دیتا ہے اور مقدار سے خدا کی صفت کرنی بھی روا ہے ۔ فرماتا ہے (ہر چیز کو اندازہ کے ساتھ
پیدا کیا ہے) یعنے اس اندازہ کے موافق جو ہمارے علم میں تھا اور ہر چیز کو اس کام کے واسطے مقرر کیا ہے جس کے
وہ لائق تھے ۔ اور خدا تعالیٰ نے راستہ دکھلایا ہے جیسا کہ اس آیت میں وارد ہے (ہم نے لوط کو یہ خبر کر دی ہے کہ اس
کی عورت اس کے اہل کے سوا عذاب کے درمیان پیچھے رہنے والوں میں سے ہے) تقدیر اور مقدر کے معنوں میں کوئی شک
اور شبہ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ خدا کی ذات اس سے پاک ہے اور اس کی شان اس سے بہت بزرگ ہے ۔ اور خدا وند تعالیٰ
ناظر یعنے سب چیزوں کو دیکھنے اور پانے والا جائز ہے مگر یعنے اندیشہ کرنے اور فکر کرنیوالا ہے جائز نہیں ۔ اور خدا وند کریم شفیق
ہے کیونکہ وہ لوگوں پر شفقت اور رحمت کرتا ہے ۔ اور خوف کھانے والا اور غمگین نہیں ہے اور خدا وند کریم کو [illegible]

اہل بدعت کی پہچان

یہ بات بھی سمجھ رکھو۔ کہ اہل بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ اہل بدعت اہل حدیث کی غیبت کرتا ہے اور زندیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو حشویہ جھوٹا کہتا ہے۔ اور قدریہ اہل حدیث کو مجبرہ کہتا ہے اور جہمیہ کی علامت ہے کہ وہ اہل سنت کا نام مشبہ رکھتے ہیں۔ اور رافضی اہل حدیث کو ناصبیہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں لیکن یہ سب لوگ یہ سب کچھ اس واسطے کرتے ہیں۔ کہ ان کو اہل سنت سے تعصب اور دشمنی ہے۔ اور اہل سنت کا نام صرف ایک ہی ہے یعنی اہل حدیث۔ اس کے سوا اور کوئی نام ان کا نہیں۔ اور بدعتی جو اہل سنت کے لقب رکھتے ہیں وہ ان کے نام سے بالکل نہیں ملتے۔ جیسا کہ کفار مکہ نے پیغمبر صلعم کے نام ساحر۔ شاعر۔ دیوانہ۔ آسیب رسیدہ۔ اور کاہن رکھے تھے۔ اور حالانکہ ان کو رسول مقبول کے ناموں اور آپ کی صفتوں سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتوں اور جنوں اور انسانوں اور اسکی تمام مخلوقات کے نزدیک رسول مقبول کا نام رسول اور نبی ہے اور آپ سب عیبوں سے پاک ہیں خداوند کریم فرماتا ہے کہ دیکھو تیری شان میں یہ لوگ کیسی مثلیں لاتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اور کبھی سیدھے راستے پر نہیں آئینگے۔ پس یہ آخری مختصر بیان ہے اس تالیف کا جو ہم نے خداوند تعالیٰ کی پہچان اور اہل سنت کے عقیدہ کی نسبت اپنی طاقت کے مطابق بیان کیا ہے اور ان کو دو اور فصلوں میں بھی ہم بیان کرینگے تاکہ وہ آدمی ان باتوں سے بیخبر نہ رہے جو خداوند تعالیٰ کی راہ پر چلنا چاہتا ہے۔ ایک فصل میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بندوں کی جو صفات اور ان کے اخلاق ہیں ان کو خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ان باتوں کو بیان کیا ہے جو اہل اسلام کو ضرر اور نقصان دینے والی ہیں اور ان کا مذکور ہوا ہے جن کا خداوند تعالیٰ کی شان میں بیان کرنا ناجائز ہے اور وہ جو جائز ہیں۔ اور دوسری فصل میں ان لوگوں کا بیان ہے جو بادیہ گمراہی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جزا اور حساب کے روز ان لوگوں کی حجت باطل ہے۔

پہلی فصل ۔ ان صفتوں کا بیان جنکا خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اور وہ صفتیں یہ ہیں۔ نادانی۔ شک۔ تردد۔ غلبہ ظن۔ سہو۔ نسیان۔ اونگھ۔ نیند۔ بیماری۔ علت۔ عجز۔ موت۔ بہراپن۔ گونگاپن۔ اندھاپن۔ شہوت۔ نفرت۔ خواہش۔ غصہ۔ غم۔ افسوس۔ غمگینی۔ حسرت۔ رنج۔ لذت۔ نفع۔ ضرر۔ آرزو۔ قصد۔ جھوٹ۔ اور یہ بھی روا نہیں ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کا نام ایمان رکھا جائے۔ اسکے خلاف فرقہ سالمیہ کہتا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کا نام ایمان کہنا کلام الٰہی سے روا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے اس کے سب عمل ضائع ہو گئے) اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جو شخص ایمان کے وجوب سے انکار کرے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ان احکام اور نور الٰہی سے کفر کیا جو رسول اللہ کے ذریعہ ہم کو پہنچے ہیں۔ اور کسی کو یہ کہنا بھی جائز نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کا مطیع ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ جہان کی غرض واسطے کے خلق پیدا کرنیوالا ہے۔ اور نہ کوئی اسکی حد ہے اور نہ انتہا اور نہ وہ آگے نہ پیچھے نہ پیچھے نہ قبل اور نہ بعد۔ اور نہ شش جہت سے اسکی کوئی طرف بھی نہیں ہے اور نہ ہی اسکی ذات میں چگونگی کو دخل ہے یہ صفتیں اسکی شرع میں نہیں آئیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ خداوند کریم نے عرش پر قرار پکڑا ہے جیسا کہ قرآن اور حدیثوں میں مذکور ہوا ہے۔ جتنی طرفیں ہیں ان کا پیدا کرنیوالا خدا ہے اور کمیت اور کیفیت ان دونوں صفتوں سے پاک ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ خداوند تعالیٰ کو شخص کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو شخص کہنا جائز ہے اور جن کا یہ عقیدہ ہے وہ اس حدیث کو سند میں بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے (کوئی شخص اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں اور نہ کوئی شخص زیادہ محبت کرنیوالا عذر خواہ سے بہ نسبت اللہ کی) اس گروہ کے آدمی اس حدیث کے معنی یہ کرتے ہیں کہ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اور گناہگاروں کے عذروں کو دوست

دعا کا توشہ مجھے عنایت کردیں - امام صاحب نے اسکو فرمایا - کہ تو یہ کہہ اے حیران آدمیوں کو راستہ دکھلانے والے مجھ کو ان لوگوں کے رستے پر رہنمائی کر جو سیدھے راستے میں چلنے والے ہیں اور مجھ کو اپنے نیک بندوں سے بنا دے خداوند کریم کی نعمت جاری ہے کیونکہ الھی امنہ نسمی روایت کرتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر تھا - اور اس وقت آنحضرت صلعم کے کاندھے پر ایک درم نظر آیا - جو سیب کی مانند تھا - میرے باپ نے آپ کی خدمت میں عرض کی میں طبیب ہوں اگر آپ حکم دیں تو آپ کی اس مرض کا علاج کیا جائے آپ نے فرمایا - کہ طبیب اس کا وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے - اور ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ بیمار ہو گئے اور جب اصحابوں کو خبر ہوئی تو ملاقات کے لیے آپ کے واسطے تشریف لے گئے - اور آپ کو کہا - اگر آپ اجازت دیں تو کسی طبیب کو بلایا جائے - آپ نے جواب دیا کہ طبیب نے مجھ کو دیکھ لیا ہے - انہوں نے کہا اس نے کیا کہا ہے - آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو یہ کہدیا ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں - وہ کرتا ہوں - اور ایسی ہی روایت ابو درداء نے بیان فرمائی ہے - ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی بیمار پرسی کو آئے اور پوچھا کہ آپ کو کس چیز کی شکایت ہے - جواب دیا کہ اپنے گناہوں کی بیماری کی شکایت ہے اسکے بعد پوچھا کہ تجھے خواہش کس چیز کی ہے - جواب دیا جنت کی خواہش رکھتا ہوں - پھر انہوں نے کہا کہ آپ کے واسطے طبیب بلائیں جواب دیا کہ اس نے مجھے بیمار کیا ہے - اور خداوند تعالیٰ کو اس کے اوصاف سے یاد کیا جائے - اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جو اوپر بیان ہوئے ہیں - ان کو دعا میں پڑھیں - ان کا دعا میں پڑھنا بہت بہتر ہے - اور جو نام اللہ کے اس فصل میں مذکور ہوئے ہیں - اگر وہ پڑھے جائیں تو بھی جائز ہیں - اور دعا میں ایسے نام نہ لئے جائیں جیسے کہ اے کافروں کو جزا دینے والے - اے منافقوں کو جزا دینے والے اے کافروں کے مکر کو سزا دینے والے - اے منافقوں کے فریب کو جزا دینے والے - اے مسیح کی گئی چیز کو دشمن رکھنے والے اے غضب کرنے والے - اے انتقام لینے بدلہ لینے والے - اے دین کے دشمنوں سے دشمنی کرنے والے - اے تباہ کرنے والے - اے ہلاک کرنے والے اگرچہ یہ سب نام اسکی صفت کے ہیں مگر دعا میں ان کو پڑھنا نامناسب ہے ✤

فصل دوسری - گمراہ فرقوں کے بیان میں - کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ البتہ تم پہلے لوگوں کے راہ پر ان کے قدم بقدم چلوگے اگر وہ ایک بالشت چلے ہیں تو تم بھی ایک بالشت چلوگے - اور اگر وہ ایک ہاتھ چلے ہیں تو تم بھی ایک ہاتھ چلوگے اگر وہ ایک گز چلے ہیں - تو تم بھی ایک ہی گز چلوگے - اور اگر وہ سوسمار کی مانند بلوں میں گھسے ہیں - تو تم بھی انکی مانند ہی بلوں میں گھسوگے - خبردار تمہارا حال وہی ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا ہے - کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہو کر اکہتر فرقے ہوگئے - اور یہ سب ہی گمراہی تھی صرف ایک گروہ اسلام پر باقی رہا تھا - اور وہ ایک جماعت تھی - اور اسی طرح بنی اسرائیل کے بہتر گروہ حضرت عیسیٰؑ سے الگ ہو گئے - اور وہ بھی سب گمراہ ہو گئے مگر ان میں سے صرف ایک فرقہ سیدھے راستے پر رہا اور وہ بھی ایک جماعت تھی پس تم بھی تہتر گروہ ہو جاؤگے اور سب گمراہ ہونگے مگر ان میں سے صرف ایک ہی فرقہ اسلام پر رہیگا - اور عبدالرحمن بن مالک اشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے بہتر فرقے ہو جائیں گے - اور ان لوگوں میں سب سے بڑی بلا وہ فرقہ ہوگا - جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لینگے - اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائینگے - اور عبداللہ بن زید - عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں - کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے - بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہو گئے - اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب دوزخی ہیں - اور قریب ہے کہ میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں - اور ان میں سے ایک گروہ کے سوا باقی سب آگ میں جلینگے اصحابوں نے آپ سے پوچھا کہ جو ایک گروہ بہشتی ہے اسکی کیا صفت ہے آپ نے فرمایا کہ جو اس طریق پر ہوگا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں - اور جس تفرقہ کا ذکر آنحضرت نے فرمایا ہے - وہ نہ تو آپ کے زمانہ میں تھا اور نہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان

کہنا بھی روا ہے ان معنوں میں کہ وہ اپنی مخلوق پر رحمت اور مہربانی کرتا ہے۔ یا اِن معنوں سے کہ چیزوں کو ثابت رکھے
اور درستی اور سلامتی کے واسطے فکر کرنیوالا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ سخی ہے اور اس کا جواد اسی وجہ سے ہے جس سے کہ
اسکو کریم اور جواد کہنا جائز ہے کیونکہ ان سب اسموں کے معنے اپنی مخلوق پر فضل اور احسان کرنا ہے اور سخی کے لفظ سے
سستی اور نرمی کا ارادہ نہیں کیا گیا جیسا کہ اس قول میں لغت میں استعمال کیا گیا ہے ارض سخیۃ یعنی زمین سست اور نرم
ہے اور قرطاس سخی یعنی اور کاغذ نرم ہے اور خداوند کریم کو ان صفات سے موصوف کرنا روا ہے حکم کرنیوالا منع کرنیوالا۔
مباح کرنیوالا۔ روکنے والا۔ چیزوں کو حرام کرنیوالا۔ حلال کرنیوالا فرض کرنیوالا۔ لازم کرنیوالا۔ واجب کرنے والا۔
مستحب کرنیوالا۔ راستہ دکھلانے والا۔ فیصلہ کرنیوالا حاکم اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے اسی طرح خدا کو ان صفتوں سے بیان
کرنا جائز ہے وعدہ کرنے والا ڈرانے والا مذمت کرنے والا تعریف کرنے والا خطاب کرنے والا۔ بات کرنے والا
کہنے والا۔ اور یہ سب نام ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کلام کی صفتوں سے موصوف ہے۔
اور ان معنوں کی رو سے کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا اور کوئی کام نہیں کیا اور ان معنوں کے رو سے کہ جس چیز کو اس
نے پیدا کیا ہے اسکے نیست کرنے والا ہے خداوند تعالیٰ کی یہ صفت کرنی کہ وہ نیست کرنے والا ہے روا ہے۔ اور حق تعالیٰ
کو یہ کہنا بھی جائز ہے کہ وہ کرنے والا ہے کیونکہ جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہے وہی ہے جو اسکو کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ
سب چیزوں کا خالق ہے اور ان کے ساتھ ملتبس نہیں۔ ایک دوسرے کی مانند ہونا اور ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ
جانا جسموں سے علاقہ رکھتا ہے خدا کی ذات اس سے پاک اور صاف ہے اللہ جلشانہ فاعل ہے کیونکہ ہر چیز کا فاعل اور
کرنیوالا ہے جیسا کہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے (ہم نے راستوں کو اپنی وحدانیت پر دلیل بنایا) اور یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ جعل کے معنے حکم کے ہوں جیسا کہ خدا نے ارشاد کیا ہے (اس کتاب کو ہم نے عربی زبان میں کیا ہے۔ اور خداوند
کریم تارک ہے۔ کیونکہ جو فعل اس نے کیا ہے اگر وہ چاہتا ہے تو اسکی ترک کر دیتا ہے۔ اور ایسا کرنا اسکی قدرت میں ہے۔
اور ممکنات اور موجودات سب چیزوں پر اپنی عام قدرت سے اختیار رکھتا ہے۔ اور یہ ان معنوں کے رو سے نہیں
ہے کہ وہ خواہشوں کو ترک کرنے والا ہے اور خداوند تعالیٰ ایجاد کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ چیزوں کو اپنی قدرت سے
پیدا کرتا ہے اور اسی طرح خداوند کریم موجد ہے۔ اور ثابت کرنیوالا ہے کیونکہ وہ اشیاء کو ثبات اور بقا عطا کرتا ہے
جیسا کہ ارشاد کیا ہے (جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ثابت رکھتا ہے) اور یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ
جس چیز کو چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے اسکو ثابت رکھتا ہے اور ام الکتاب اسکے پاس ہے یعنے لوح محفوظ)
اور خداوند کریم عامل اور صانع ہے یعنے پیدا کرنیوالا ہے اور خدا تعالیٰ مصیب ہے۔ کیونکہ خدا کے جو افعال ہیں وہ اسکی
خواہش کے موافق کمی اور بیشی کے سوا واقع ہوتے ہیں اور ہر ایک فعل کا نقصان اس کے حال کے موافق ہوتا ہے اور یہ
اسکی حکمت پر مبنی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند کریم افعال کی حقیقت پر زیادہ دانا ہے۔ اور اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ اس کا
فعل حکم کرنیوالے کے مطابق ہے اس صفت سے خداوند تعالیٰ پاک ہے یہ صفت اس کے بندوں کے واسطے ہی لائق ہے
جو اسکی حکم کی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں۔ اور اسکی پیروی کرتے ہیں۔ اور جس چیز سے ان کو منع کیا ہے اس سے باز رہتے ہیں
اور اسی طرح جبکہ وہ تابع ہو اس کا جو اسکے اوپر اور اس کا سردار ہو۔ اور خداوند تعالیٰ ثواب دینے والا ہے اور نعمت
دینے والا ہے اس معنے سے کہ وہ اس شخص کو ملتا ہے جسکو ثواب انعام اور تعظیم دی گئی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ معاقب
اور مجازی ہے کیونکہ جو لوگ گنہگار ہیں۔ ان کو ان کے گناہوں کی جزا اور سزا دینے والا ہے۔ اور وہ قدیم الاحسان ہے
کیونکہ وہ ہمیشہ سے پیدا کرتا اور روزی پہنچاتا ہے۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے (وہ لوگ جن کو مجھ سے نیکی پہنچی ہے)
اور خداوند تعالیٰ دلیل ہے اور رہنمائی کرتا ہے۔ اس پر امام احمد کی روایت کو بطور سند کے بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ
[illegible] امام احمد علیہ الرحمۃ سے کہا کہ میرا ارادہ طرطوس میں جانے کا ہے۔ آپ میرے حق میں دعا فرمائیں اور

طرف ملایا جاوے گا۔ اور اسکے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی ؎

تہتر گروہوں کا بیان

اصل میں یہ تہتر گروہ دس گروہ ہیں۔ اہل سنت۔ خارجی۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور پندرہ فرقے خارجیوں کے ہیں۔ اور چھ فرقے معتزلہ کے ہیں اور بارہ فرقہ مرجیہ کے ہیں اور ۳۲ گروہ اہل شیعہ کے ہیں جہمیہ نجاریہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ ہر ایک ان میں سے ایک ایک گروہ ہے۔ اور تین گروہ اہل مشبہ کے ہیں پس یہ سب ملکر تہتر فرقے ہوئے جیسا کہ رسول مقبول نے انکی خبر دی ہے۔ اور ان سب میں سے صرف ایک گروہ ہی ہے جو نجات پانے والا ہے اور وہ فرقہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔ اور اہل سنت کا جو مذہب اور اعتقاد ہے وہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور اس فرقہ ناجیہ کا نام قدریہ اور معتزلہ فرقہ کے لوگ مجبرہ رکھتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام مخلوقات اللہ جلشانہ کے ارادے اور اسکی قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔ اور مرجیہ فرقہ کے لوگ اس کا نام شکاکیہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ایمان میں استثنا کرتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی ان میں سے یہی کہتا ہے کہ انشاءاللہ میں مومن ہوں جیسا کہ اوپر اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور رافضی لوگ اس ناجیہ فرقہ کا نام ناصبیہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس فرقہ کا دستور ہے کہ جماعت کی رائے سے امام کو مقرر کرتے ہیں اور جہمیہ اور نجاریہ گروہ کے لوگ اس فرقہ کو مشبہ کہتے ہیں کیونکہ یہ فرقہ خداوند کریم کی ذات کے واسطے یہ صفتیں ثابت کرتا ہے علم۔ قدرت۔ حیات اور اسی قسم کی دوسری صفات اور باطنیہ فرقہ کے لوگ ناجیہ کو حشویہ بولتے ہیں۔ کیونکہ اس کے لوگ رسول مقبول کی حدیثوں اور اصحابوں کے آثار پر عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ جتنے نام ہیں ان میں سے کوئی بھی اس فرقہ کے لائق نہیں ہے۔ اگر اس کا درست نام ہے تو وہ اہل سنت اور اصحاب حدیث ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ مگر دوسرے فرقوں کے نام خارجی اور لقب ضرور ہیں۔ خارجی تو اس واسطے کہے ہیں۔ کہ وہ حضرت علی رض کو امام نہیں مانتے اور علاوہ اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ابا موسیٰ اشعری اور عمر بن عاص کے حکم سے انکار کیا ہے جن کو حضرت علی رض نے حاکم بنایا تھا۔ جب ان دونوں نے انہیں حکم دیا۔ تو جواب دیا کہ خداوند جلشانہ کے سوا اور کسی کے حکم کو نہیں مانینگے۔ اور ان کو حروریہ بھی کہتے ہیں۔ یہ نام اس واسطے رکھا ہے کہ یہ لوگ حروراء میں اترے تھے۔ اور ان کو شرات بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا یہ بیان ہے کہ ہم نے اپنی جانوں کو خداوند تعالیٰ کے راستہ اور اسکی مرضی میں بیچ دیا ہے۔ اور ان کا نام مارقہ بھی ہے کیونکہ یہ لوگ دین سے باہر نکل گئے ہیں اور رسول مقبول صلعم نے ان کی شان میں فرمایا ہے یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائینگے۔ جیسے کہ تیر شکار سے نکلتا ہے۔ اور وہ پھر دین میں واپس نہیں آئینگے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو دین سے باہر نکل گئے ہیں۔ اور اسلام سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور سنت اور جماعت سے بھاگ کر سیدھے راستے سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور سلطان وقت سے منحرف اور باغی۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پاک ہادی اماموں پر تلوار کھینچی ہے اور ان کے خون اور مال کو حلال سمجھا ہے۔ اور جنہوں نے اس گمراہی میں انکی مخالفت کی ہے۔ انکو کافر کہتے ہیں۔ اور رسول خدا کے اصحابوں اور آپ کے خسروں کو گالیاں دیتے اور انکو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمیشہ اصحابوں سے بیزار رہتے ہیں اور کفر اور کبیرہ گناہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جو ان کے خلاف کرے اسکو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور قبر کے عذاب اور حوض اور شفاعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور ان کا یہ مقولہ ہے کہ جن لوگوں کو دوزخ میں ڈالینگے۔ پھر ان میں سے کسی کو نہیں نکالینگے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایک دفعہ جھوٹ بولے یا صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے اور توبہ کرنے کے سوا اسی حالت میں مر جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ اگر پڑھتے ہیں تو اپنے گروہ کے امام کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں۔ اور نماز کے وقتوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ اور چاند کے دیکھنے سے پہلے ہی

دلی رہ گئے زمانوں میں ہوا۔ بلکہ یہ اختلاف صحابیوں اور تابعین کے وفات پا جانے کے کئی سال بعد ہوا ہے۔ اس
وقت کے بعد جبکہ مدینہ کے ساتوں فقیہ مر گئے۔ اور شہروں کے علماء اور فقیہ صاحبان دنیا سے چل گئے۔ اور
قرن بعد قرن اور کئی سال گذر گئے۔ اور ان کے مر جانے اور اس دراز عرصہ کے گذر جانے سے علم مفقود ہو گیا
مگر تھوڑی سی جماعت ان لوگوں کی باقی رہ گئی۔ اور اسی فرقہ کے لوگ نجات پائینگے اور اللہ نے ان کے وجود سے
ہی دین کو محفوظ اور نگاہ رکھا جیسا کہ عروہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ خداوند تعالیٰ جن کو علم عنایت کرتا ہے ان سے چھینتا نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ علم کو عالموں کے ساتھ قبض کر لیتا
ہے اور جب عالم لوگ مر جاتے ہیں اور ان سے دنیا خالی ہو جاتی ہے تو پھر لوگ جاہلوں کو اپنے امام مانتے ہیں جو خود تو گمراہ
ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور ایک دوسری روایت عروہ اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ عمرؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم نہیں چھینتا بلکہ علماء کو قبض کر لیتا ہے
اور اسکے ساتھ ہی علم بھی چھین لیتا اور اس طرح جب کوئی عالم نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنے امام مانتے ہیں اور ان
سے سوال کرتے ہیں اور وہ فتویٰ دیتے ہیں جو خود گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور کثیر بن عبداللہ بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ البتہ حجاز میں دین واپس آئیگا جیسا کہ سانپ سوراخ میں گھستا ہے اور البتہ حجاز میں اکثر لوگ دین
کی اس طرح تلاش کرینگے جیسا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر ہرنوں کی تلاش کرتے ہیں البتہ دین غریب ظاہر ہوا اور
بہت جلد پھر غریب ہو جائیگا۔ اور غریبوں کیلئے یہ خوشخبری ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے رسول اللہ وہ غریب
لوگ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد دین کو لوگ خراب کر دینگے۔ اور جو خراب شدہ سنتوں کو درست کرینگے۔
وہ غریب ہی ہونگے۔ اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں میری ایک
سنت کو لوگ نیست و نابود کرینگے اور ایک بدعت کو رواج دیا کرینگے۔ اور حارثؓ حضرت علیؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول صلعم نے ان فتنوں کا ذکر کیا جو آخر زمانہ میں پیدا ہونگے۔ حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا
کہ اے اللہ کے رسول مقبول ان فتنہ سے کیونکر خلاصی ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے کیونکہ وہ حکمت اور دین
اور دنیا کی اصلاح پر شامل ہے اور وہ ایسی سیدھی راہ ہے کہ جو اس پر چلیگا۔ وہ لوگوں کے بہکانے سے بہک نہیں
سکیگا۔ اور جب جنوں کی قوم نے اس کو سنا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے قرآن کو سنا ہے اور وہ تعجب میں لاتا ہے جس
نے اس کلام سے کہا ہے اس نے سچ کہا ہے اور جس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے اس نے انصاف کیا ہے۔ اور عبدالعزیز
بن عمرو عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے پیغمبرؐ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ اور بعد میں آپ
نے نصیحت کی۔ وہ ایسی موثر اور رقت آمیز تھی۔ کہ ہمارے آنسو نکل پڑے۔ اور اس سے دلوں میں خوف بھر گیا اور
سوز اور گداز پیدا ہوا اس وقت ہم نے عرض کی کہ اے رسول مقبول آپ کی نصیحت ایسی معلوم ہوتی ہے۔ گویا کہ رخصت
اور وداع کرنے والی ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور اپنے حاکم کی
اطاعت کرو چاہے وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو۔ جو آدمی میرے بعد زندہ رہیگا وہ میرے پیچھے دین میں بہت اختلاف
دیکھیگا۔ اور تم کو مناسب ہے۔ کہ میری سنت پر قائم رہو۔ اور خلفائے راشدین کی سنت پر جو میرے بعد سیدھی راہ
دکھلانے والے ہیں۔ اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑو اور میرے دین میں کوئی نئی بات پیدا نہ کرو۔ اس
سے پرہیز رکھو یہ بدعت ہے۔ اور کوئی بدعت ہو اس کا اختیار کرنا گمراہی ہے۔ اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے
ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اسکی پیروی کریگا جو لوگوں کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے تو پیروی کرنیوالے
کو وہی ثواب اور اجر ملیگا۔ جو سیدھے راستے پر چلانے والے کو ملیگا۔ اور اس کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ اور جو
آدمی اسکی پیروی کریگا جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے۔ تو اس کو بھی ویسی ہی سزا دی جائیگی۔ جیسی کہ گمراہ کو

رکھنے سے ہی وہ شرک اور کفر سے پاک ہوتا ہے۔ اور شرک یہ ہے۔ کہ کوئی خدا کو نہ پہچانے اور اُس کا منکر ہو۔ اور کہتے ہیں کہ لفظ حیران جس کو خداوند تعالیٰ نے اپنی کلام میں بیان فرمایا ہے۔ اس سے حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب مراد ہے کیونکہ یہ ان لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اہل نہروان مقصود ہیں اور ان پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقہ اباضیہ ہے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو چیز اپنے بندوں پر فرض کی ہے وہ ایمان ہے اور ہر گناہ کبیرہ کفر نعمت ہے کفر شرک نہیں۔ اور ان فرقوں میں سے ایک فرقہ بیہسیہ نکلا ہے یہ ابی بیہس سے منسوب ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب تک کوئی یہ نہ جان لے کہ فلاں فلاں چیزیں خداوند کریم نے حرام کر دی ہیں اور فلاں فلاں حلال اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوتا اور اس فرقہ بیہسیہ میں سے ایک گروہ اور خارج ہوا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسا گناہ کرے جس کا کرنا اس پر حرام ہے تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کو پکڑ کر حاکم کے پاس لیجائیں اور وہاں چاہیے اس پر حد قائم ہو جائے۔ تو اس صورت میں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور ان سے ایک فرقہ شمراخیہ پیدا ہوا ہے اس کا یہ نام اس واسطے پڑا ہے کہ وہ عبداللہ بن شمراخ سے منسوب ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ماں اور باپ کا مار ڈالنا حلال ہے۔ اس حکم کا اعلان عبداللہ نے دار التقیہ میں کیا تھا۔ اور جب اس کا اعلان کیا تو اس حکم سے خارجی لوگ بیزار اور ناراض ہو گئے۔ اور ان گروہوں میں سے ایک مدعیتہ گروہ ہے۔ اس کے لوگ فرقہ ازارقہ سے موافقت رکھتے ہیں۔ مگر اس قول سے الگ ہیں۔ کہ صبح اور عشا کی نماز دو دو رکعت ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ الخ دن کی دونوں طرفوں کے درمیان اور رات کے نزدیک نماز کو قائم کرو۔ تحقیق نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اور اس گروہ کے آدمیوں کا یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ اگر کافروں کی عورتیں اور ان کے لڑکے لوٹ میں ہاتھ آجائیں تو اس وقت ان کو مار ڈالنا بھی روا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ کافروں میں سے کسی سرکش کو زمین پر نہ چھوڑو اور یہ خارجیوں کے جتنے فرقے ہیں۔ یہ سب حضرت علیؓ کو کافر کہتے ہیں۔ اور اس کے واسطے حجت یہ بیان کرتے ہیں کہ علیؓ نے ابی موسیٰ اور عاص کو لوگوں کی مصلحت کے واسطے اپنے اور معاویہ کے درمیان پنچ مانا تھا۔ اور اگر کوئی آدمی گناہ کرے تو اسکو کافر ٹھہراتے ہیں اور فرقہ نجدیہ کے لوگ ان کے اس عقیدہ سے موافقت نہیں رکھتے ؎

شیعوں کا ذکر

شیعوں کے کئی نام ہیں۔ ان میں سے بعض کو شیعہ اور بعض کو رافضی کہتے ہیں۔ اور بعض کو غالیہ اور بعض کو طیارہ۔ ان کو شیعہ تو اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کے پیرو ہیں۔ اور باقی سب خلیفوں پر حضرت علیؓ کو فضیلت دیتے ہیں۔ اور انہیں رافضی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ اکثر صحابیوں کو نہیں مانتے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے اور زید بن علی کو ترک کرتے ہیں۔ جب زید نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو خلافت کے واسطے منظور کیا اور ان کو امام مان لیا۔ زید نے کہا کہ مجھ کو جن لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ ان کا نام رافضی کہا گیا۔ اور بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ شیعہ تو وہ ہے جو عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر بزرگی نہیں دیتا۔ اور جو علیؓ کو عثمانؓ سے افضل جانتا ہے وہ رافضی ہے۔ اور ان میں سے ایک گروہ قطعیہ کہلاتا ہے جو موسیٰ بن جعفر کی موت کے وقت الگ ہو گئے تھے اور فرقہ غالیہ وہ ہے جس کے لوگ حضرت علیؓ کی شان میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور پیغمبر کی جو صفتیں ہیں حضرت علیؓ کو ان سے موصوف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس گروہ کے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا ہے ان کے نام یہ ہیں ہشام بن حکم۔ علی بن منصور۔ ابوالاحوص۔ حسن بن سعید۔ فضل بن شاذان۔ ابوعیسیٰ وراق۔ ابن راوندی اور یہ لوگ اکثر ان شہروں میں رہتے ہیں قم اور قاشان۔ بلاد ادریس اور کوفہ

روزے رکھنے اور کھولنے شروع کر دیتے ہیں۔ اور بعض خارجی دلی کے عورت کو دیکھا اور اُس سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور متع کو جائز تصور کرتے ہیں۔ اور ایک درم کو دو درم کے بدلے ہاتھوں ہاتھ بیچنا حلال سمجھتے ہیں۔ موزے پہن کر نماز پڑھنی ماثورہ پر مسح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور بادشاہوں کی فرمانبرداری اور قریش کی خلافت کے بھی قائل نہیں۔ اور خارجی لوگ اکثر ان مقاموں میں رہتے ہیں۔ عمان۔ موصل۔ حضرموت۔ اور عرب کا گردو نواح اور ان لوگوں کے عقائد کی کتابوں عبداللہ بن یزید۔ محمد بن حرب۔ یحییٰ بن کامل۔ سعید بن ہارون نے بنایا ہے اور ان کے پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقہ نجدات کہلاتا ہے۔ اور یہ نجدہ بن عامر حنفی کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ یمامہ کا رہنے والا تھا۔ اور یہ لوگ عبداللہ بن ناصر کے اصحاب ہیں۔ اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ جھوٹ بولے یا صغیرہ گناہ کرے اور اس پر مصر رہے تو وہ مشرک ہے۔ اور اگر کوئی زنا کرے یا چوری کرے یا شراب پیئے اور اس پر اصرار نہ کرے تو وہ مسلمان ہے اور ان کا اعتقاد ہے کہ دنیا کو امام کی کوئی حاجت نہیں۔ قرآن کا جان لینا ہی لوگوں کو کافی ہے۔ اور ان خارجیوں میں سے ایک گروہ ازارقہ کہلاتا ہے۔ اور نافع بن ازرق کے اصحابوں میں سے ہیں۔ یہ اس کے معتقد ہیں کہ ہر ایک کبیرہ گناہ کفر ہے اور جو آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور دنیا کفر کا گھر ہے اور کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اور عمرو بن عاص خدا سے کافر ہو گئے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی امیر المومنین نے ان کو حکم دیا تھا۔ کہ تم ہمارے اور معاویہ کے معاملے کے درمیان غور کرو۔ اور سوچو کہ رغبت کی مصلحت کس میں ہے۔ اور انہوں نے اس بات میں غور کی۔ اور کہتے ہیں کہ مشرکوں کے لڑکوں کو مار دینا جائز ہے اور زانی بار بار یہ کے سنگسار کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی پاک آدمی کو زانی ہونے کی تہمت لگائے تو اس کے واسطے کوئی حد مقرر نہیں کرتے اور اگر کوئی پاک محصن عورت کو زانی ہونے کی تہمت لگائے تو اس کے واسطے حد مقرر کرتے ہیں۔ اور خارجیوں کا ایک گروہ اس نظریک سے منسوب ہے اور ایک گروہ عطیہ بن اسود سے۔ اور خارجیوں کا ایک گروہ عجاردہ کہلاتا ہے اور یہ عبداللہ بن عجرد سے منسوب ہیں۔ اور ان کے بہت سے گروہ ہیں۔ اور یہ سب میمونیہ ہیں۔ اور یہ لوگ پوتیوں۔ نواسیوں بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں نعوذ باللہ منہا اور کہتے ہیں کہ سورہ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے یہ الحاقی ہے اور ان کا ایک فرقہ خازمیہ ہے۔ اور ان کی علیحدگی کا باعث یہ ہے کہ ان کا مقولہ ہے کہ دوستی اور دشمنی خداوند تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں۔ اور پھر فرقہ خازمیہ سے ایک فرقہ معلومیہ الگ ہو گیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ جو آدمی اللہ جل شانہ کو اس کے ناموں سے نہیں پہچانتا۔ وہ جاہل ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال مخلوق نہیں اور نہ قدرت افعال کے ساتھ۔ اور ان پندرہ گروہوں میں سے ایک فرقہ کا نام مجہولیہ ہے اس گروہ کے لوگوں کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی آدمی بعض اسماء الٰہی سے جان لے تو وہ جاہل نہیں بلکہ عالم ہے۔ اور ان میں ایک گروہ صلتیہ کہلاتا ہے یہ عثمان بن صلت سے منسوب ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی ہم میں سے اسلام قبول کر لے۔ اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو وہ لڑکا مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سن بلوغ کو نہ پہنچے۔ اور اسلام کی دعوت قبول نہ کرے۔ جب بالغ ہو کر اسلام قبول کرے تو وہ مسلمان ہے اور ان میں سے ایک گروہ اخنسیہ کہلاتا ہے اور اخنس کی طرف منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر مالک اپنے غلام سے زکوٰۃ لے۔ تو اسکو جائز ہے۔ اور جب غلام فقیر اور محتاج ہو جائے۔ تو اُس کو بھی اپنی زکوٰۃ سے دینا روا ہے۔ اور دو فرقے ان سے اور نکلے ہیں۔ ایک کا نام ظاہریہ ہے اور دوسرے کا حلفیہ۔ ان دونوں گروہوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی خدا کو پہچان لے اور خدا کے پیغمبر اور بہشت اور دوزخ کو نہ مانے اور سارے گناہ کرے یہاں تک کہ قتل اور زنا کو بھی حلال جانے تو صرف خدا کی معرفت

خداوند کریم اور قرآن اور تمام پیغمبروں کو نہیں مانتے جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں ان سے خدا ہی پناہ میں رکھے۔ اور فرقہ غالیہ
سے بیانیہ نکلا ہے اور یہ بیان بن سمعان کی طرف منسوب ہے اور اس گروہ کی تمام جھوٹی اور لغو باتوں میں سے ایک یہ ہے
کہ وہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم کی شکل اور صورت ایسی ہے جیسی کہ انسان کی صورت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰے اس سے پاک
اور بہت برتر اور بری ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے
اور فرقہ غالیہ سے ایک اور گروہ طیاریہ نام نکلا ہے۔ اور یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب
ہے اور یہ تناسخ کو مانتے ہیں اور اسکے قائل ہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح خدا کی روح ہی ہے۔ خداوند تعالیٰ
آپ آدم کے قالب میں اترآیا ہے اور اسکی خدائی اسی تناسخ کے قائل ہونے میں ہے اور اس بات میں ان کا عقیدہ
ہے کہ جب انسان مرتا ہے اور اس کی روح بدن سے نکلتی ہے تو وہ پہلے بکری کے بچہ میں جا داخل ہوتی ہے۔ اور پھر
اس کے قالب سے نکلکر دوسرے قالب میں جاتی ہے اور اسی طرح ہر ایک قالب میں دورہ کرتی رہتی ہے۔ اور سب
کے بعد پاخانہ کے کیڑے کے قالب میں جاتی ہے تاکہ ہیچ اُن کیڑوں کی مانند ہوتے ہیں اور آخیر درجہ تناسخ کا ہے
مگر بعض کہتے ہیں کہ گنہگاروں کی روحیں لوہے اور مٹی اور ایسے برتنوں میں داخل ہوتی ہیں۔ اور وہاں وہ اپنے گناہوں
کی مقدار کے موافق اس طرح عذاب بھگتی ہے۔ کہ کہیں وہ برتن کوٹے جاتے ہیں اور کہیں آگ میں لگائے جاتے ہیں۔
اور کہیں گلائے جاتے ہیں اور استعمال ہوتے ہیں کہیں ذلیل ہوتے ہیں اور کہیں خوار ہوتے ہیں۔ ان حالتوں میں وہ روحیں
اپنے گناہوں کی سزا پاتی رہتی ہیں اور فرقہ مغیرہ مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہے جس نے دعوائے نبوت کیا تھا ان کا خیال
ہے کہ خداوند تعالیٰ نور ہے اور وہ آدمی کی صورت پر ہے اور مغیرہ کا دعویٰ تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرسکتا ہے وغیرہ وغیرہ
و منصوریہ فرقہ ابی منصور سے منسوب ہے۔ ابی منصور کا یہ یقین تھا کہ میں آسمان کی طرف گیا ہوں۔ اور خداوند تعالیٰ
نے میرے سر کو چھو لیا ہے اور اس کا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی مخلوقات میں سے سب سے پہلا آدمی حضرت
عیسٰے علیہ السلام ہیں اور اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسالت منقطع نہیں ہوئی۔
اور بہشت اور دوزخ کوئی نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ہم میں سے ہمارے چالیس دشمنوں کو مار ڈالے تو وہ بہشت
میں داخل ہوتا ہے۔ اور لوگوں کا مال کھا لینا حلال جانتے ہیں اور ان کا مقولہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے رسالت کے بارے میں غلطی کی ہے اور یہ کفر ان کا ایسا بڑا ہے کہ اسکے برابر اور کوئی کفر نہیں۔ اور خطابیہ
گروہ ابی خطاب سے منسوب ہے۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے۔ کہ امام نبی اور امین ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ میں دو
پیغمبر رہتے ہیں ایک پیغمبر ان میں سے بولنے والا ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ایک چپ۔ چنانچہ محمد مصطفٰے صلعم
پیغمبر ناطق ہوئے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ چپ باب۔ اور فرقہ معمریہ کے لوگوں کا بھی یہی اعتقاد ہے اور
فرقہ خطابیہ سے نماز کے چھوڑ دینے کی زیادتی کے سبب الگ ہوئے ہیں۔ اور بزیعیہ اور بزیع سے منسوب
ہے۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جعفر رض خدا ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا جعفر کی سی صورت کا ہے
خدا ان کو ہلاک کرے اور وہ کہتے ہیں کہ جعفر رض کے پاس وحی نازل ہوتی ہے۔ اور وہ فرشتوں کے پاس چلا جایا
کرتا تھا۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ اسی قسم کی ان کی لغو باتیں اور جھوٹی حکایتیں عجیب غریب ہیں جو دفتر سا ہیں
ان لغویات اور جھوٹی باتوں کے سبب یہ گروہ اس قابل ہے کہ اسکو خداوند تعالٰے اسفل السافلین میں
پھینکے اور پیچھے سے پیچھے کے بعد دوزخ کی آگ میں جلائے۔ اور فرقہ مفضلیہ مفضل صراف سے منسوب
ہے۔ اس گروہ کے لوگ اپنے آپ کو پیغمبر بتاتے ہیں۔ اور سراسر جھوٹے ہیں۔ اور اماموں کے حق میں ان
کا قول نصاریٰ کے قول کی مانند ہے جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں۔ اور فرقہ شریعیہ شریع
سے منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خداوند کریم پانچ آدمیوں کی صورت میں اترا ہے۔ محمد مصطفٰے

رافضی گروہ

اسکے تین فرقے ہیں۔ غالیہ۔ زیدیہ۔ رافضیہ۔ اور پھر غالیہ کے بارہ گروہ ہیں بیانیہ۔ طیاریہ۔ منصوریہ۔
مغیریہ۔ خطابیہ۔ معمریہ۔ بزیغیہ۔ مفضلیہ۔ متناسخیہ۔ شریعیہ۔ سبائیہ۔ مفوضیہ۔ اور دوسرے فرقہ زیدیہ
کی چھ شاخیں ہیں۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ بتریہ۔ نعیمیہ۔ یعقوبیہ۔ اور چھٹا فرقہ پھر دنیا میں واپس آنے کا
انکاری نہیں یعنی تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور ابو بکر رض اور عثمان رض سے بیزار ہے۔ اور رافضیہ گروہ چودہ فرقے ہو گئے
ہیں۔ قطعیہ۔ کیسانیہ۔ کریبیہ۔ عمیریہ۔ محمدیہ۔ حسینیہ۔ ناووسیہ۔ اسماعیلیہ۔ قرامطیہ۔ مبارکیہ۔ شمطیہ۔ عماریہ
ممطوریہ۔ موسویہ۔ امامیہ۔ رافضیوں کے سب گروہوں اور فرقوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ امامت کا ثبوت
عقل سے ہے حالانکہ امامت نص سے ثابت ہے اور جسقدر امام ہیں وہ تمام آفتوں اور غلطیوں سے پاک ہیں
اور سہو اور خطا سے بچے ہوئے ہیں اور جب اعلیٰ درجہ کا آدمی موجود ہو تو ایسے ہوتے ہوئے ادنیٰ درجہ کے آدمی
کو امام ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ اماموں کے ذکر میں اوپر بھی بیان ہو چکا ہے۔ اور بالاتفاق حضرت علی رض
کو باقی تمام صحابوں پر بزرگی دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ پیغمبر صلعم نے اس سے آگاہ کیا ہے
کہ میرے بعد حضرت علی رض میرے خلیفہ ہونگے۔ اور ابو بکر رض اور عمر رض اور دوسرے صحابوں سے بیزار ہونا بلکہ بعض
کو قتل بھی کرتے ہیں سوا اس کے جو فرقہ زیدیہ کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ اور اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے
کہ رسول مقبول کے بعد خلافت کا حق حضرت علی کا تھا لیکن بعد میں ایسا نہیں کیا اس واسطے سب لوگ مرتد ہو گئے
ہیں مگر چھ آدمیوں کو ان میں شامل نہیں کرتے۔ ان میں سے چار تو یہ ہیں علی۔ عمار۔ مقداد بن اسود۔ سلمان فارسی۔
دو ان کے سوا اور ہیں۔ اور اس فرقہ کا یہ قول بھی ہے کہ جب امام کو کوئی خوف ہو تو اس کے واسطے یہ کہدینا جائز
ہے کہ میں امام نہیں۔ اس گروہ کا اعتقاد ہے کہ کسی چیز کے ظاہر ہونے سے پہلے خداوند تعالیٰ اسکو نہیں جانتا۔
اور ان کا یہ مقولہ ہے کہ حساب کے دن سے پہلے مردے دنیا میں واپس آ جائینگے۔ مگر غالیہ گروہ کے لوگوں کو اس سے
اتفاق نہیں۔ ان کا یہ قول ہے کہ کوئی قیامت نہیں اور نہ ہی حساب اور کتاب ہوگا۔ اور ان تمام کا یہ عقیدہ ہے
کہ امام صاحب کو ایسا علم ہوتا ہے کہ جو چیز پچھلے زمانہ میں ہو چکی ہے اور آئندہ ہونے والی ہوتی ہے چاہے دنیا کے
متعلق ہو اور چاہے دین کے متعلق ہر ایک کو جانتا ہے یہانتک کہ سطح زمین پر جسقدر کنکریاں اور مینہ کے قطرے
پڑے ہیں انکی تعداد بھی اس کو معلوم ہوتی ہے اور درختوں کے جتنے پتے ہیں اُن کے شمار سے بھی واقف
ہے اور اماموں نے اپنے ایسے معجزے بھی دکھلائے جیسے کہ نبیوں علیہم السلام نے معجزے دکھلائے ہیں اور
ان میں سے اکثر لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ جس نے حضرت علی رض سے لڑائی کی ہے وہ کافر ہے اور اسی قسم کی اور بھی
بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ مگر فرقہ غالیہ کا عقیدہ ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہیں ان سب سے حضرت علی رض افضل اور بہتر
ہیں۔ اور دوسرے اصحابوں کی مانند ریں میں نہیں کئے گئے بلکہ وہ بادلوں میں ہیں اور وہاں سے ہی اپنے دشمنوں کو
ساتھ لڑائی کرینگے۔ اور جب آخر زمانہ آئیگا تو اس وقت دنیا میں اتر آئینگے اور اپنے تمام دشمنوں کو اور ان لوگوں
کو جو آپ سے بغض رکھتے تھے سب کو قتل کر ڈالینگے۔ حضرت علی رض اور باقی جسقدر معصوم امام گذرے ہیں وہ مرے
نہیں۔ یہ لوگ قیامت تک زندہ رہینگے۔ کیونکہ موت ان کے پاس آہی نہیں سکتی۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ
حضرت علی رض ہی پیغمبر تھے صرف اتنی بات رہ گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان پر وحی نازل کرنی بھول گئے ہیں۔ اور
ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علی رض خدا ہیں اور ان پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت تا قیامت ہے خدا
ان کا نام و نشان اس جہان سے مٹا ڈالے۔ اور ان کی سرزمین کو زمین سے دور کر دے۔ اور ان میں سے زمین پر پھر کوئی
نہ باقی رہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے غلو میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ کفر پر جم گئے ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں

ہیں جو عبداللہ بن حسن بن حسین کے بیٹے تھے اور اُنہوں نے بنی ہاشم کے برخلاف یہ وصیت کی تھی کہ ابی منصور امام ہو جیسا کہ یوشع کے حق میں موسیٰ اسرائیل میں تھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اولاد اور ہارون کی اولاد کے برخلاف وصیت کی تھی۔ چھٹا فرقہ حسینیہ ہے۔ حسین سے منسوب ہے اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ابو منصور نے وصیت کی ہے کہ میرے بعد حسین بن منصور امام ہو۔ ساتویں گروہ کا نام ناوسیہ ہے۔ یہ ناوس بصری سے منسوب ہے جو اس فرقے کے لوگوں کا سردار تھا۔ اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ جعفر صادق امام ہیں۔ اور انکی موت کے قائل نہیں کہتے ہیں کہ وہ زندہ موجود ہیں۔ اور جو مہدی آخر الزمان ہونے والے مشہور ہیں۔ وہ وہی ہونگے۔ آٹھویں گروہ کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔ اس کا اعتقاد ہے کہ امام جعفر صادق زندہ نہیں ہیں وہ مر گئے ہیں۔ اور ان کے بعد امام اسمٰعیل ہیں۔ اور انکی نسبت یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ ملک کا مالک ہوگا اور مہدی آخر الزمان بھی وہی ہوگا۔ نواں فرقہ قرامطیہ ہے یہ کہتے ہیں۔ کہ امامت جعفر تک ہے اس سے آگے نہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر نے یہ کہا تھا۔ کہ محمد بن اسماعیل امام ہونگے۔ اور محمد جیتا ہے مرا نہیں اور مہدی ملنے کی فکر میں ہے۔ دسواں فرقہ مبارکیہ ہے۔ یہ اپنے آپ کو مبارک سے منسوب کرتا ہے جو اس گروہ کے لوگوں کا سردار تھا۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد بن اسماعیل زندہ نہیں وہ فوت ہوگیا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد امامت اسکی اولاد میں باقی ہے۔ گیارھواں فرقہ شمطیہ ہے اور یہ یحییٰ بن شمط سے منسوب ہے۔ یہ شخص ان کا سردار تھا اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت جعفر علیہ السلام امام ہیں۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد اور پوتوں اور پڑپوتوں میں امامت باقی چلی آتی ہے۔ بارھواں فرقہ عماریہ ہے اس کو فطحیہ بھی کہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کہتے ہیں امام جعفر کے بعد ان کا بیٹا عبداللہ امام ہے۔ اور عبداللہ کے پاؤں بہت لمبے اور موٹے تھے اور اس گروہ کے لوگوں کی ایک کسو جماعت ہے۔ تیرھواں گروہ ممطورہ ہے اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس گروہ کے لوگوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے جو قطعیہ فرقہ ہے مناظرہ کیا تھا اور اس کے جدا فرقہ قرار پانے کا باعث یہ ہے کہ موسیٰ بن جعفر کو زندہ جانتے ہیں۔ اسکی موت کا یقین نہیں کرتے۔ اور یونس اسکے حق میں یہ کہتے ہیں کہ تم پلیدی اور نجاست میں بھیگے ہوئے کتے سے بھی زیادہ نجس اور ذلیل اور خوار ہو اور اسی واسطے ان کا یہ نام بھی مشہور ہوا ہے۔ اور ان کو واقفہ بھی کہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امامت کا موسیٰ بن جعفر تک ہی یقین کرتے ہیں۔ اور اس کے آگے امامت کے سلسلہ کو نہیں مانتے۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ موسیٰ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئیگی۔ اور وہی مہدی ہوگا۔ چودھواں گروہ موسویہ ہے اس کی وجہ تسمیہ اس گروہ کا موسیٰ سے منسوب ہوتا ہے۔ اسکو موسیٰ بن جعفر کے زندہ رہنے یا مرنے میں شک ہے۔ ان کا یہ مقولہ ہے کہ ہم کو معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ اور اگر کوئی امام ہوا تو وہ موسیٰ ہی ہوگا۔ اور جو امامیہ گروہ کے لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں امامت کے مستحق محمد بن حسن عسکری ہیں۔ اور ان کا قول ہے کہ مہدی آخر الزمان یہی ہونگے۔ اور زمین کو جو ظلم سے پُر تھی پھر اپنے عدل سے اسی طرح پُر کرینگے جیسے کہ وہ ظلم سے لبالب بھری ہوئی تھی اور اہل زرارہ زرارہ کے صحابیوں میں سے ہیں اور زرارہ کا دعویٰ ویسا ہی ہے جیسا کہ عمارہ نے دعویٰ کیا ہے مگر اس گروہ کا یہ مقولہ ہے کہ زرارہ نے عمارہ کے قولوں کو ترک کر دیا ہے۔ اور عبداللہ بن جعفر سے انہوں نے چند مسائل پوچھے تھے مگر عبداللہ ان کا جواب نہ دے سکے۔ اس لئے اس کے بعد وہ موسیٰ بن جعفر کی طرف گیا۔ رافضیوں کے گروہوں کو یہودیوں کے مذہب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رافضیوں کی محبت یہودیوں کی محبت ہے۔ کیونکہ یہودیوں کا قول ہے کہ داؤد کی اولاد کے سوا اور کوئی شخص امامت کے لائق نہیں ہے۔ اور رافضی کہتے ہیں کہ حضرت علی کی اولاد کے سوا دوسرا کوئی بھی امامت کے لائق نہیں۔ یہودی کہتے ہیں۔ کہ جب تک کانے دجال کا خروج نہ ہولے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اُتر کر نہ آجائیں۔ تب تک یہ روا نہیں ہے۔ کہ کوئی آدمی خدا کی

حضرت عباس۔ حضرت علی۔ حضرت عقیل۔ ساتواں فرقہ عبداللہ بن سبا سے نسبت رکھتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رض نے وفات نہیں پائی۔ اور قیامت سے پہلے وہ پھر دنیا میں واپس آئینگے۔ اور سید حمیدی اسی گروہ میں سے ہیں۔ فرقہ مفوضہ کا اعتقاد ہے۔ کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی تدبیر اماموں کے سپرد کی ہے۔ اور محض محمد مصطفےٰ کو خدا نے پیدائش عالم کی اور اس کی تدبیر کی قدرت دی۔ اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں ان میں سے خدا کی پیدا کی ہوئی کوئی بھی نہیں ہے اور ایسا ہی حضرت علی کے حق میں کہتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ نے عالم کے پیدا کرنے کا کام ان کے بھی سپرد کیا ہے۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ معمول ہے کہ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سلام پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رض ابر میں رہتے ہیں اور فرقہ زیدیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ زید بن علی کے قول کی تائید کرتا ہے۔ کہ اس نے ابوبکر رض اور عمر رض کی خلافت کا جو حق سمجھا ہے وہ درست ہے اور جارودیہ فرقہ ابی جارود سے نسبت رکھتا ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی رض محمد مصطفےٰ کے وصی ہیں۔ اور وہ برحق امام ہیں۔ اور پیغمبر صلعم نے آپ کی نسبت آپ کی صفت سے خبر دی تھی۔ آپ کے نام سے خبر نہیں دی اور ان کا اعتقاد ہے کہ امامت امام حسن تک ہے اور ان کے بعد کوئی امام نہیں مگر کہ مجلس شوریٰ نے جسکے حق میں جو فیصلہ کرے وہی ٹھیک ہے۔ اور سلیمانیہ فرقہ سلیمان بن کثیر سے منسوب ہے۔ زرقان لکھتے ہیں کہ اس گروہ کے لوگ امام برحق حضرت علی کو قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہمعصروں سے افضل ہیں اور حضرت ابوبکر رض کی بیعت ناروا ہے جنہوں نے آپ سے بیعت کی ہے انہوں نے خطا کیا ہے کیونکہ وہ اس کے مستحق نہ تھے کہ بیعت کے باب میں کسی دوسرے کے حق میں حضرت علی رض پر سبقت کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ خطا امت نے کی ہے۔ کہ اس نے مصلحت کو چھوڑ دیا اور بتریہ فرقہ ابتر سے منسوب ہے اور یہ ایک آدمی ہے جو اس نام سے یعنی ابتر سے ملقب کی گئی ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض سے بیعت درست تھی یہ خطا نہیں تھی کیونکہ حضرت علی رض نے امارت کو خود ترک کیا تھا۔ اور حضرت عثمان رض کی خلافت میں انکو تردد ہے اس میں شک رکھتے ہیں کہ عثمان برحق امام ہیں یا نہیں ہیں۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ حضرت علی رض اس وقت امام ہوئے ہیں جب کہ ان سے بیعت کی گئی ہے۔ نعیمیہ فرقہ نعیم بن یمان سے منسوب ہے اور اس گروہ کے لوگوں کو ابتریہ سے موافقت ہے لیکن حضرت عثمان سے یہ لوگ بیزار ہیں اور ان کی امامت سے منکر۔ اور یعقوبیہ گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رض دونوں برحق امام ہیں مگر رجعت کے منکر ہیں۔ اور یہ گروہ ایک یعقوب نام نامی آدمی سے نسبت رکھتا ہے۔ اور اس کے بعض آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رض دونوں سے بیزار ہیں اور دنیا میں پھر بازگشت کرنے کے قائل ہیں ٭

رافضیوں کا بیان

رافضی چودہ گروہ ہیں ان کے پہلے فرقہ کا نام قطعیہ ہے اور اس گروہ کو قطعیہ اس واسطے کہتے ہیں کہ انہوں نے موسیٰ بن جعفر کی موت پر اپنے آپ کو الگ کیا۔ اور اس کے قائل ہیں کہ امامت کا سلسلہ محمد بن حنفیہ تک پہنچتا ہے اور وہ ہمیشہ کے واسطے امام ہے اور اس کے ظاہر ہونے کے منتظر ہیں ٭ دوسرا گروہ کیسانیہ ہے یہ کیسان سے منسوب ہے۔ اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ محمد بن حنفیہ امام ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بصرہ میں اپنا جھنڈا امامت کھڑا کیا تھا۔ تیسرے گروہ کا نام کریبیہ ہے۔ یہ کریب سے منسوب ہے۔ چوتھا گروہ عمیریہ ہے اور عمیر انہیں کے اماموں میں سے ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک امام مہدی کا خروج نہیں ہوتا ہمارا امام عمیر ہے۔ پانچواں گروہ محمدیہ ہے۔ یہ محمد سے منسوب ہے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ امامت کے لائق اور اس کے مستحق محمد صلعم

جب قیامت برپا ہوگی اس روز خداوند تعالیٰ انکی طرف نظر نہیں کریگا۔ جو اہل بہشت ہونگے اور جو لوگ بہشت کے رہنے والے ہونگے وہ خدا کو نہیں دیکھینگے۔ اور ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اُسے پہچانے زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کی تمام صفتوں سے انکار کرتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ انکی ایسی باتوں سے بلند اور پاک ہے۔ ایک فرقہ ان کا صالحیہ ہے اس کو اس نام سے اس واسطے موسوم کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو حسن صالحی کے مذہب کا پیرو کہتے ہیں اور اسکے قائل ہیں کہ خدا کو پہچاننا ایمان ہے اور خدا کو نہ پہچاننا کفر ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ خدا تیسرا ہے تو وہ تینوں کا کافر نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہنا بھی وہی ہے جو کافر ہوتا ہے اور ایمان ہی عبادت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ ایک فرقہ یونسیہ ہے یہ یونس بری سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان اس کو کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کو عاجزی اور انکساری سے پہچانیں۔ اور اسکو دوست رکھیں۔ اگر کوئی آدمی اُن میں سے ایک خصلت بھی ترک کردیگا تو وہ کافر ہوگا۔ ایک فرقہ شمریہ ہے۔ یہ ابی شمر سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اسکے روبرو عاجزی اور فروتنی اختیار کریں۔ اور محبت دکھلائیں اور زبان سے بھی اقرار کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ ایک ہے اور کوئی اسکی مانند نہیں ان سب باتوں کا مجموعہ ایمان ہے۔ اور ابو شمر کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہ کرے تو وہ مطلق فاسق نہیں ہوتا۔ مگر صرف اتنا کہتا ہوں۔ کہ وہ فلاں فلاں گناہ کرنے کا گنہگار ضرور ہے۔ ایک فرقہ ثوبانیہ ہے یہ ثوبان سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا اور اسکے رسولوں کو پہچانیں اور زبان سے بھی اقرار کریں۔ اور جو کام از روئے عقل ناجائز ہیں۔ ان کا کرنا چھوڑ دیں۔ ایک فرقہ نجاریہ ہے۔ اس گروہ کے لوگ حسین بن محمد بن عبداللہ نجار سے منسوب ہیں۔ اس گروہ کے آدمی ایمان اسکو کہتے ہیں۔ خدا اور اسکے رسولوں اور بعض علماء فرائض کو جاننا خداوند کریم کی درگاہ میں عاجزی کرنی اور زبان سے بھی اقرار کرنا۔ اور اگر کوئی آدمی ان باتوں میں سے کسی بات کو ترک کردے۔ اور اُسکے ترک کرنے پر دلیل موجود ہو۔ تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ ایک فرقہ غیلانیہ ہے یہ غیلان سے منسوب ہے۔ اسکے لوگوں کو شمریہ گروہ سے موافقت ہے۔ اور ان کے نزدیک ایمان یہ ہے۔ جتنی چیزیں ہیں وہ مخلوق ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ یگانہ اور بے مانند ہے اور دل سے ان باتوں کی تصدیق کرنی۔ اور زبان سے ان کا اقرار کرنا۔ اور زرقان اسی ایک حکایت میں بیان کرتے ہیں۔ کہ غیلان کا یہ مقولہ ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے۔ اور یہ اقرار ہی اس کی تصدیق ہے۔ ایک فرقہ شبیبیہ ہے۔ یہ محمد بن شبیب کے پیرو ہیں اس کے لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان اس کو کہتے ہیں زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرے۔ اور اس کو اپنی ذات اور صفتوں میں یگانہ جانے۔ اور خدا کو جسم سے مشابہت دیتے ہیں انکو پرہیز ہے۔ اور محمد بن شبیب یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ شیطان میں ایمان تھا مگر اس نے غرور کیا اور اپنے آپ کو بزرگ جانا اس واسطے وہ کافر ہوگیا۔ ایک گروہ حنفیہ کا ہے یہ ابی حنیفہ النعمان سے بھی ثابت منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا اور خدا کے رسول مقبول کو پہچانیں۔ اور زبان سے اس کا اقرار کریں۔ اور ان سب چیزوں پر جو خداوند تعالیٰ کے پاس سے نازل ہوئی ہیں ایمان لائیں۔ جیسا کہ برہوتی نے کتاب شجرہ میں بیان کیا ہے۔ ایک فرقہ معاذیہ اس گروہ کے آدمی معاذ دہنی سے منسوب ہیں۔ یہ شخص کہا کرتا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص خداوند کریم کی فرمانبرداری ترک کردے تو اس نے فسق کیا ہے مگر اُسکو فاسق نہ کہا جاوے۔ اور فاسق نہ خدا کا دشمن ہے اور نہ دوست۔ ایک فرقہ مریسیہ ہے۔ یہ گروہ بشر مریسی سے منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تحقیق تصدیق ایمان ہے اور تصدیق دل سے ہے اور اس کا اقرار زبان سے ہے۔ اور اس گروہ کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ابن راوندی کچھ ایسا ہی کہا کرتا تھا۔ اور ان کا مقولہ ہے۔ کہ اگر آفتاب کو سجدہ کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے۔ مگر کفر کی علامت ہے ٭

راہ میں جہاد کرے۔ اور رافضی کہتے ہیں کہ اس وقت تک جہاد کرنا جائز ہے جب تک کہ آخر الزمان امام مہدی نہ آجائیں
اور یہی سر و چشم پر گواہی دیتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان یہی ہیں۔ اور یہود مغرب کی نماز کو یہاں تک دیر کرکے پڑھتے
ہیں کہ ستاروں میں گویا سستی آجاتی ہے۔ اور اسی طرح رافضی مغرب کی نماز میں دیر کرتے ہیں۔ اور جب یہودی نماز پڑھنے
لگتے ہیں تو وہ قبلہ سے ہٹے ہوکر پڑھتے ہیں اور رافضی بھی اسی طرح پڑھتے ہیں اور یہودی جب پڑھنے لگتے ہیں
تو وہ ادھر ادھر ہلتے جلتے ہیں اور رافضی بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ اور یہودی نماز پڑھتے ہوئے اپنے کپڑوں
کو لٹکا دیتے ہیں اور اسی طرح رافضی بھی اپنے کپڑے لٹکاتے ہیں اور یہودیوں کا اعتقاد ہے کہ ہر مسلمان
کا خون کرنا حلال ہے اور رافضی گروہ بھی ہر مسلمان کے خون کو اسی طرح حلال جانتے ہیں۔ اور جب کسی عورت
کا خاوند مر جائے تو یہودی اسکے واسطے عدت کا انتظار نہیں کرتے۔ اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور
تین طلاقوں کے دینے میں یہودیوں کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے اور رافضی بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور
یہودیوں نے توریت میں تحریف کی ہے۔ اور رافضیوں نے قرآن مجید میں ایسا کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی موجودہ
ترتیب ٹھیک نہیں ہے۔ ترتیب دینے کے وقت اس کو پہلے سے ہی الٹ پلٹ کر دیا گیا ہے جس ترتیب سے اتارا
گیا تھا اسکو باقی نہیں رکھا۔ اور جس طرح قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔ اس طرح پڑھنا آنحضرت صلعم سے ثابت
نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کر دی ہے کہیں اسکو گھٹا دیا ہے اور کہیں بڑھا دیا ہے۔ اور
یہودی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسرے فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن
ہے اور رافضیوں کے ایک گروہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے جو محمد مصطفےٰ صلعم پر وحی نازل کی ہے۔
اس میں وہ غلطی کھا گئے ہیں۔ انہوں نے وحی حضرت علی پر پہنچانی تھی مگر بھول کر محمد صلعم پر پہنچا دی ہے۔ یہ جھوٹے ہیں
اور جھوٹ بکتے۔ خداوند تعالیٰ ان مردودوں کو غارت کر دے۔

مرجئیہ فرقہ کا ذکر

مرجیہ لوگوں کے تیرہ فرقے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں جہمیہ۔ صالحیہ۔ شمریہ۔ یونسیہ۔ یونانیہ۔ نجاریہ۔ غیلانیہ۔
شبیبیہ۔ حنفیہ۔ معاذیہ۔ مریسیہ۔ کرامیہ۔ مرجیہ۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے۔ اور اس کے بعد ساری عمر گناہ کرے تو پھر بھی وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔ اور
ان کا مقولہ ہے کہ ایمان ایک قول ہے اور اس میں عمل اور احکام شریعت داخل نہیں اور یہ قول صرف کلمہ توحید کا
کہنا ہے اور اسی قدر ایمان ہے۔ اور آدمیوں کا جو ایمان ہے اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔ اور آدمیوں
کا اور فرشتوں اور پیغمبروں کا ایمان ایک ہی ہے ان میں کوئی فرق نہیں اور اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی۔
اور ایمان میں کوئی استثنا بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی زبان سے اقرار کرے اور عمل نہ کرے تو وہ مومن ہوتا ہے۔

جہمیہ فرقہ کا بیان

اس گروہ کے لوگ جہم بن صفوان سے نسبت رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا اور رسول کا پہچاننا ایمان
ہے اور اس چیز کا جاننا جو خدا کے پاس سے اتری ہے اور قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ باتیں نہیں کیں۔ بلکہ ان کے سوا اور بھی کسی آدمی سے خدا نے کلام نہیں کی۔ اور
خداوند کریم کسی کو نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی اسکے واسطے کوئی ٹھیرنے کی جگہ معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی اس کا جسم ہے
نہ کوئی اس کے واسطے کرسی۔ اور نہ ہی عرش پر وہ رہتا ہے اور نہ ہی اس کے قائل ہیں۔ کہ قیامت کے روز میزان
عدل کو نصب کرینگے۔ اور قبر کا عذاب ہوگا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بہشت اور دوزخ ازل سے پیدا نہیں ہوئی۔ مگر پیدا
کی جاتی ہے اور فنا بھی ہو جاتی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ ملاپ کرے اور

ندوں کے جو افعال ہیں ان کے پیدا کرنے والا خدا نہیں۔ بلکہ بندے آپ اپنے فعلوں کے پیدا
یں۔ اور خداوند کریم اپنے بندوں کو جو روزی دیتا ہے وہ وجہ حلال سے دیتا ہے۔ حرام روزی انکو
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ قاتل موت سے پہلے آدمی کو مار دیا جاتا ہے۔ اور اس کو مارنے والا وقت
ی اس کی موت کو اس پر لے آتا ہے۔ اور اگر کوئی موحد گناہ کبیرہ کرے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ مگر ایسا
ایماندار نہیں رہتا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے واسطے اسکو آگ میں ڈالا جاتا ہے اور
ناہ کے سبب اس کی جتنی نیکیاں ہوتی ہیں وہ سب باطل ہو جاتی ہیں۔ اور رسول مقبول کی شفاعت
لے حق میں نہیں ہوتی اس سے محروم رہتا ہے۔ اور اس گروہ کے اکثر آدمی قبر کے عذاب اور میزان عمل
ں۔ اور بادشاہ اطاعت سے خروج جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس کے قائل نہیں کہ مردہ کو زندہ آدمی کی دعا
ہے اور صدقہ اور دعا کے ثواب سے اس کو نفع پہنچتا ہے اور ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ جلشانہ نے
۔ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں نہیں کیں اور کہتے ہیں
جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عرش کے اٹھانے والوں سے کچھ کلام نہیں کیا اور انکی طرف دیکھتا بھی نہیں جیسا کہ شیطان اور دیو کو
ہے خداوند کریم نامہربانی کرتا اور انکو ہر ایک گروہ کو الگ الگ احکام ہیں ایک گروہ ہذلیہ ہے ابو الہذیل ہو اس گروہ کے لوگ
کہ خداوند تعالیٰ میں علم اور قدرت ہے اور وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اور اللہ جلشانہ کی کلام کا ایک حصہ تو غیر مخلوق ہے
لوق ہے اور جو غیر مخلوق ہے وہ لفظ کن ہے اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے
ں رکھتا۔ اور خداوند تعالیٰ کی قدرت کی ایک انتہا ہے اور جب اس انتہا کو پہنچ جائے گی۔ تو اس کے
رہیگی۔ اور جو اہل جنت ہیں وہ حس اور حرکت نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان کو حرکت کرنے پر کچھ قدرت حاصل
تعالیٰ بھی انکو حرکت دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور جنت کے لوگ مردہ اور معدوم ہیں اور فعل
ے۔ اس سے عاجز ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم ہمیشہ سننے والا نہیں ہوگا۔ ایک فرقہ نظامیہ
یر طریقت میاں نظام ہے اس کا عقیدہ ہے کہ جتنی جمادی چیزیں ہیں۔ وہ پیدائش کی خبر دیتی ہیں
قائل نہیں۔ مگر حرکت اعتماد یہ کو مانتا ہے جیسے آنکھ کی پتلی کی حرکت ہے۔ اور ان کا مقولہ
ہی روح ہے اسکے سوا دوسری کوئی چیز روح نہیں اور پیغمبر صلعم کو کسی آدمی نے آنکھ سے نہیں دیکھا
آپ کو دیکھا ہے تو آپ کے طرف یعنی رخ کو دیکھا ہے اور رخ سے آپ کا جسم مقصود ہے اور
کے ٹکڑے کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے تو اس کو پھر
ا جائز نہیں ہے اور اجماع امت کا قائل نہیں اس سے انکار رکھتا ہے۔ کیونکہ اسکا اعتقاد
ر بھی اجماع ہو سکتا ہے۔ اور اس کا قول ہے کہ ایمان کفر کی مانند ہے اور طاعت معصیت کی طرح
ر کا فعل ایسا ہے جیسا کہ شیطان کا فعل ہوتا ہے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی فضیلت حجاج
کی مانند ہے۔ اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جتنے جاندار ہیں وہ سب ایک جنس ہیں اور قرآن کو جو معجزہ
ہے وہ ایسا معجزہ نہیں ہے۔ کہ اسکی نظم کی مانند کوئی اور نہ کہہ سکے۔ اور اگر ایک لڑکا دوزخ کے
ا ہو تو خداوند تعالیٰ کو نہ قدرت نہیں ہے۔ کہ اسکو آگ میں جلائے یا دوزخ میں ڈال دے یہ پہلا
ں نے اہل قبلہ کو کافر کہا ہے۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ جسم کے بے انتہا حصے کرنے ممکن ہیں اور
اسباب ہیں۔ بچھو نہیں کاٹتا بھو ڑے ہیں اور اس میں کیڑے اور سوئی بھی رہتے ہیں +

فرقہ معمریہ

وہ کا پیر ایک شخص معمر نامی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ افعال طبائع سے منسوب ہیں۔ اور ان سے صادر

کرامیہ کا بیان

یہ گروہ ابی عبداللہ بن کرام سے منسوب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا ایمان ہے اور دل سے ماننا ضروری نہیں اور جو لوگ منافق ہیں وہ حقیقت میں مسلمان ہیں اور ان کا قول ہے کہ بندوں میں پہلے سے ہی یہ طاقت ہے کہ افعال کو صادر کریں۔ اور یہ اہل سنت کے قول کے برخلاف ہے کیونکہ اہل سنت کا یہ مقولہ ہے کہ استطاعت یعنی طاقت فعل کے نزدیک ہے اور یہ کہنا ناجائز ہے۔ بندوں کو فعل کرنے سے پہلے فعل کی طاقت ہے۔ اور جن لوگوں نے اس گروہ کے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ ابوالحسن صالحی۔ ابن راوندی۔ محمد بن شبیب۔ حسین بن محمد نجار اور ان میں سے اکثر لوگوں کی جائے رہائش خراسان کے کنارے اور مشرقی شہروں میں ہے۔

معتزلہ اور قدریہ گروہ کا ذکر

یہ لوگ اس نام سے اس واسطے موسوم ہوئے ہیں کہ انہوں نے حق سے کنارہ کر لیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی باتوں سے کنارہ کر لیا۔ کیونکہ کبیرہ گناہ کرنے والے پر لوگ مختلف حکم لگاتے تھے بعض کہتے تھے کہ جو آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ مومن ہی رہتا ہے اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں۔ کہ عمل ایمان میں داخل نہیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے (کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ عمل ایمان کی جز ہے) اور واصل بن عطاء نے ایک تیسری بات پیدا کی اور مسلمانوں سے جدا ہو گیا اور مومنوں سے کنارہ کش ہو گیا۔ وہ کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی مومن رہتا ہے پس اسی باعث ان کا نام معتزلہ ہوا۔ اور بعض لوگ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے حسن بصری کی مجلس سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور جب کنارہ کیا تو اس وقت حسن بصری کی ان پر گذر ہوئی اور دیکھ کر ان کو فرمایا کہ یہ لوگ معتزلہ ہیں اور اسی وقت سے ان کا یہ لقب ٹھہر گیا۔ اور یہ فرقہ عمرو بن عبید کا پیرو ہے۔ اور ایک دفعہ حسن بصری رحمۃ اللہ کو عمرو بن عبید پر غصہ آیا۔ لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ اس پر غصہ کرتے ہو جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ تم ایسے آدمی کے واسطے مجھ پر اعتراض کرتے ہو جس کو واسطے میں نے ایسے دیکھا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کر رہا تھا سوائے خدا کے۔ اور انکو قدریہ اسواسطے کہا جاتا ہے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کی قضاء و قدر کو بندوں کے گناہوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی انکے گناہ خدا کی تقدیر سے نہیں بلکہ ان کے اپنے نفسوں سے سرزد ہوتی ہیں (بندوں کے فعل اپنی ذات سے متعلق ہیں اور قدرت اس میں کچھ دخل نہیں رکھتی) اور خداوند تعالیٰ کی صفتوں سے انکار کرنے کے بارے میں مذہب معتزلہ اور جہمیہ اور قدریہ مساوی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کے مذہبی اعتقاد کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ اور جن لوگوں نے ان کے مذہب کی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ابو ہذیل۔ جعفر بن حرب حناط۔ کعبی۔ ابو ہاشم۔ ابو عبداللہ بصری۔ عبدالجبار بن احمد ہمدانی۔ اور اس مذہب کے اکثر آدمی ان مقاموں میں رہتے ہیں عسکر۔ اہواز۔ خرم۔ اور معتزلہ فرقے کے چند گروہ ہیں۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ معمریہ۔ جبائیہ۔ کعبیہ۔ بہشمیہ اور یہ جتنے گروہ مذکور ہوئے ہیں سب ہی خداوند تعالیٰ کی صفتوں کے منکر ہیں۔ مثلاً خداوند تعالیٰ کے علم۔ قدرت۔ حیاتی سننے۔ دیکھنے کے منکر ہیں [illegible] اور اس کے قائل نہیں کہ خداوند کریم نے عرش کے اوپر قرار پکڑا ہوا ہے اور کہ وہ پچھلی رات کو آسمان دنیا پر اترتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس بات میں ان کا اعتقاد ہے کہ کلام اللہ حادث ہے اور خداوند تعالیٰ کے ارادہ کو بھی حادث کہتے ہیں۔ اور ان کا قول ہے۔ کہ جس کلام کو خدا نے غیر میں پیدا کیا ہے اسی کلام کو خود کیا ہے۔ اور افعال ممکن [illegible] ارادہ سے پیدا کرتا ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ جو چیز خدا کو معلوم نہیں ہے وہ بندوں سے چاہتا ہے اور [illegible] نہیں ہونے والی وہ طلب کرتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کو غیر کی مقدورات پر قدرت نہیں۔ بلکہ ایسا ہونا محال

کی گئی ہے۔ خداوند کریم کے جسم کا چھا اندازہ سات بالشت ہو یا ستر ہے۔ اور ایک دفعہ ایک شخص نے اسے پوچھا کہ تیرا
رب بڑا ہے یا احد پہاڑ۔ اس نے کہا میرا رب بڑا ہے۔ اور فرقہ مقاتلیہ مقاتل بن سلیمان سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ
ہے کہ اللہ تعالے کا جسم ہے اور اس کا بدن اور اس کی صورت آدمی کے جسم اور صورت کی مانند ہے یعنے اس میں گوشت
خون اعضا یعنے سر اور زبان اور گردن ہیں۔ اور خدا کے یہ اعضا کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتے اور نہ کوئی چیز
ان سے مشابہت رکھتی ہے ✦

جہمیہ فرقہ

جہم بن صفوان سے منسوب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ انسان مجاز کے طور پر حقیقت کا مظہر ہے۔ انسان سے
جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں وہ اس کی جانب منسوب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ان چیزوں کا فاعل اور موجد اصل میں انسان نہیں جیسے
کہتے ہیں کہ درخت بڑھا اور میوہ دار ہوا۔ اس میں بڑھانے اور میوہ دار ہونے کا فاعل درخت نہیں ہے اور وہ
اس کا انکار کرتا تھا کہ خداوند تعالیٰ کوئی شے ہے اور اس کا اعضا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں حادث ہے اور اس
بات کے کہنے سے منع کرتا تھا۔ کہ خدا کو چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے ان کا علم تھا۔ اور بہشت اور دوزخ دونوں یہ
فنا ہو جائینگے۔ اور اللہ جانتا نہ کی صفتوں کا منکر تھا۔ اور اس گروہ کے لوگ شہر ترمذ میں بود و باش رکھتے ہیں اور
بعض کہتے ہیں۔ کہ مرو میں ہے۔ اور جہم نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب خدا کی صفتوں
کی نفی میں لکھی ہے اور مسلم بن احوز مازنی نے اس کو قتل کر دیا تھا ✦

ضراریہ گروہ

ضرار بن عمر سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ اجسام اعراض میں جمع ہوئے ہوئے اور جمع ہو کر بعد میں
جسم بن گیا ہے۔ اور عرض جسم میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اور فعل پیدا کرنے سے پہلے انسان کو فعل پیدا کرنے کی طاقت حاصل
ہے۔ اور ابن مسعود اور ابی بن کعب کی قرائت سے ان کو انکار ہے ✦

نجاریہ فرقہ

حسین بن محمد نجار سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ بندوں کے فعل کا فاعل خدا اور بندہ
دونوں ہیں اور خدا کی صفتوں کو نہیں مانتے اور معتزلہ لوگ ان کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ خدا کی صفتوں کے تو منکر ہیں
مگر خدا کے ارادے سے ان کو انکار نہیں۔ اس کو ثابت کرتے ہیں۔ اور اس کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ اور نجاریہ
گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب ارادہ کرتا ہے تو آپ ہی ارادہ کرتا ہے کسی کی تحریک سے
ارادہ نہیں کرتا اور اللہ تعالے متکلم ہے اور بات کرنے سے وہ عاجز نہیں۔ اور ہمیشہ بخشش کرنے والا ہے۔ اور یہ فرقہ ابن عون
اور ابی یوسف کے مذہب پر ہے۔ اور اکثر اس مذہب والے قاشان میں رہتے ہیں۔ کلابیہ فرقہ عبداللہ بن کلاب
سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ خدا کی صفتیں نہ تو قدیم ہیں اور نہ حادث ہیں اور نہ خود خدا ہیں اور نہ اس سے
جدا ہیں۔ اور ان کا مقولہ ہے۔ کہ اللہ تعالے کے قول میں وارد ہے کہ خداوند کریم عرش کے برابر ہے اور عرش سے ادھر
ادھر نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔ اور خداوند کریم کی کوئی جائے قرار نہیں ہے۔ اور نہ ہی قرآن میں
حروف ہیں ✦

فرقہ سالمیہ

یہ گروہ ابن سالم سے منسوب ہے۔ اس کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے کا جو دیدار ہوگا۔ وہ
محمد صلعم کی امت میں سے ایک آدمی کی صورت پر ہوگا۔ اور تمام جن اور آدمی اور فرشتے اور حیوانات اور باقی
ساری مخلوق اس روز اللہ تعالیٰ کو دیکھیگی۔ اور ہر ایک آدمی اپنے طور پر اس کے معنے لگا لیگا۔ اللہ تعالیٰ کو جو ہیں

ہوکر آگے پہنچتے ہیں۔ اور یہ چیزیں خداوند تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ رنگ۔ لذت۔ بو۔ موت۔ زندگی۔ ان سب
فعلوں کا تعلق جسم سے ہے۔ اور یہ طبیعت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کا اعتقاد ہے کہ تحقیق دراں جسم کا کام
ہے اور وہ خدا کا کام نہیں۔ کہ خداوند کریم قدیم نہیں ہے۔ خدا کرے اس فرقہ کو موت سمیٹ لے اور اس امت
سے دُور ہی رکھے ۔

فرقہ جبائیہ

اس کا پیر ابو ہاشم جبائی ہے یہ جماعت سے علیحدہ ہے اور اجماع امت کا قائل نہیں۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے
کرتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے فعلوں کے آپ خالق ہیں۔ اور دنیا کی عورتوں کو خداوند کریم نے
آپ ہی حمل کر ڈالا ہے تاکہ ان سے بچے پیدا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا مطیع اور فرمانبردار ہے جو
کچھ بندے کہتے ہیں وہی کرتا ہے اور اگر کسی آدمی نے قرض دیا ہو اور قرضخواہ سے آکر طلب کرے۔ اور
اس کو یہ جواب دے کہ انشاء اللہ میں تمہارا قرض کل ادا کر دوں گا اور پھر وعدہ کے موافق ادا نہ کرے تو اس صورت
میں اسکو انشاء اللہ تعالیٰ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور وہ گنہگار ہو جائیگا۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ
ہے کہ اگر کوئی پانچ درم چرا لیگا تو وہ فاسق ہو جائیگا ۔

فرقہ بہشمیہ

یہ فرقہ ابی ہاشم سے منسوب ہے۔ اور یہ جبائی کا بیٹا تھا۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ جو فعل کرنے والا ہوتا ہے اس
کو اسی فعل پر قدرت ہوتی ہے۔ اگر کوئی فعل کرے یا نہ کرنا چاہے اور وہ ترک کرنے کے قابل ہو۔ اور اس
کو ترک نہ کرے تو اس کو فعل پر خدا عذاب دیگا۔ اور اگر کوئی آدمی سب گناہوں کو چھوڑ دے مگر ایک گناہ کو نہ
چھوڑے اسکو توبہ سے مستثنے رکھے تو اس صورت میں باقی گناہوں سے بھی اسکی توبہ درست نہیں ہوتی ۔

فرقہ کعبیہ

ابی القاسم کعبی سے نسبت رکھتا ہے اور یہ بغداد کے معتزلہ گروہ کا پیرو تھا۔ یہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ بینا اور شنوا
نہیں ہے اور حقیقی ارادہ سے بھی انکار رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ بندوں کے فعل کے واسطے اللہ کا ارادہ اس کا امر
ہے اور اپنے فعل کے واسطے خدا کا ارادہ اس کا علم ہی ہے اور دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو بالکل خالی ہو
اور دنیا میں متحرک اجسام اسکی اسی پہلی سطح پر ہیں بس کے سوا باقی اپنے اپنے مقام میں غیر متحرک ہیں اور
اپنے اس قول کے واسطے یہ دلیل لاتا ہے کہ اگر انسان کے بدن پر روغن کو ملدیں اور وہ حرکت کرے تو اس صورت
میں وہی روغن متحرک ہوتا ہے جو ظاہر بدن پر ہے۔ اور قرآن کو حادث کہتا ہے اور اس کے مخلوق ہونے
کا منکر ہے ۔

فرقہ مشبہ کا بیان

اسکے تین گروہ ہیں۔ ہشامیہ۔ مقاتلیہ۔ واسمیہ۔ ان تینوں فرقوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے کیونکہ خدا
موجود ہے اور موجود وہی چیز ہوتی ہے جو جسم رکھتی ہے۔ جس کا جسم نہیں وہ موجود نہیں ہے۔ ان فرقوں کو روافض
اور کرامیہ گروہوں سے پوری پوری مشابہت ہے۔ اور جس آدمی نے ان کے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا
ہے اس کا نام ہشام بن حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جسم کے ثبوت میں بھی اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے
اور ہشامیہ فرقہ ہشام بن حکم سے ہی نسبت رکھتا ہے۔ اس گروہ کے لوگ اسکے قائل ہیں کہ خداوند تعالےٰ کا
بدن ہے۔ لمبا چوڑا اور موٹا اور نورانی۔ اور ایک مقررہ اندازہ کے موافق چمکنے والا نور ہے اور ایسا صاف ہے
جیسا کہ چاندی کا ٹکڑا صاف ہوتا ہے۔ وہ متحرک اور ساکن بھی ہے اور اٹھتا بیٹھتا بھی ہے۔ اور ہشام سے حکایت

درمیان سے لیجائے اور اپنی رحمت سے ہمیں ناجی گروہ میں شریک کرے آمین یا رب العالمین ✦

قرآن سے نصیحت اور پند حاصل کرنی

یہاں قرآن کی نصیحتیں اور رسول مقبول کی حدیثیں جو پند کے باب میں وارد ہیں یہاں کی جاتی ہیں چند مجلسوں میں تقسیم کرکے ان کا مذکور ہوتا ہے ✦

پہلی مجلس۔ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جب تم قرآن پڑھو شیطان سے خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگو۔ یہ آیت سورہ نحل میں ہے اور وہ مکہ میں اتری ہے مگر اسکی آخر کی تین آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اور اس سورہ کی آیتوں کی تعداد ایک سو اٹھائیس ہے اور اس کے کلموں کا شمار ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس ہے اور سات ہزار سات سو حروف ہیں۔ مفسروں نے اسکے نازل ہونے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رسول مقبول مکہ میں تھے صبح کی نماز میں آپ نے سورہ والنجم اور والیل پڑھی اور جب اس مقام پر پہنچے کہ جب تم لات اور عزیٰ بتوں کو دیکھو تو اس وقت آپ کو اونگھ آگئی۔ اور اس حالت میں یہ عبارت شیطان نے آپ کی قرأت میں ڈال دی یہ بہت بڑے غرانیق ہیں۔ ان سے شفاعت کی امید رکھی گئی ہے۔ اور غرانیق سے مراد بت تھی۔ اور جب مشرکوں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ سنا تو بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ بتوں کی شفاعت کو چاہتے تھے۔ اور ان کا یہ مقولہ تھا کہ وہ خداوند کریم کے ہاں ہماری سفارشی ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر اس واسطے کہ ہم کو خداوند تعالے کے نزدیک کردیں۔ اور کافروں کا یہ قول تھا کہ یہ بت ایسے اجسام ہیں جو گناہوں کی آلودگی سے پاک ہیں اور اسی پاکی کے باعث یہ پرستش اور عبادت کرنیکے زیادہ لائق ہیں۔ اور بادشاہوں اور فرشتوں میں ایسی لیاقت نہیں کیونکہ وہ ارواح ہیں اور وہ گناہوں سے آلودہ ہیں پس انہوں نے بتوں کو غرانیق کے ساتھ تشبیہ دی اور غرانیق پرندے ہیں۔ اور ان کا واحد غرنوق اور غرنیق ہے۔ اور یہ نام ان کا اس واسطے ہے کہ اوپر اڑتے ہیں اور آسمانوں تک بلند ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ سفید دریائی پرندہ ہے اور غرنوق کلنگ کو بھی کہتے ہیں۔ اور نازک اندام جوان کو بھی بولتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رض کی کلام میں وارد ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں غرنوق قریش کی طرف دیکھتا ہوں۔ اور وہ خون میں لوٹ رہا ہے۔ اور اس موقع پر غرنوق سے جوان مراد ہے۔ اور مقاتل کا قول ہے کہ غرنوق سے مراد فرشتے ہیں اور ایک جماعت کفار فرشتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے ہمارے واسطے شفاعت کرینگے جب آنحضرت صلعم سورۂ والنجم پڑھ چکے۔ تو اسکے بعد آپ نے سجدہ کیا اور مسلمان اور کافر جو جماعت میں حاضر تھے۔ وہ بھی سب سجدہ میں چلے گئے۔ مگر ولید بن مغیرہ نے سجدہ نہ کیا۔ یہ ایک بوڑھا آدمی تھا اس نے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اپنے ہاتھ پر رکھ لی۔ اور اسکو پیشانی کی طرف لیجاکر اس پر سجدہ کرلیا۔ اور کہا کہ میں سجدہ کروں جسطرح ام ایمن اور اس کی ہم جلیسیں سجدہ کرتی ہیں۔ اور ام ایمن رسول مقبول کی ایک خدمتگار تھیں۔ اور جب حنین کی لڑائی ہوئی تو ولید بن مغیرہ اس میں مارا گیا پس یہ دونوں کلمے ہر مشرک کے دل میں واقع ہوئے اور شیطان کا منشاء تھا جو ابن شیطان نے رسول مقبول کی قرأت میں طاغوتوں اور بتوں کے ذکر کے بعد ڈال دیا تھا۔ پس دونوں فریقوں نے انکو سن کر رسول مقبول کی پیروی میں سجدہ کردیا۔ اور اس سے کافروں اور مسلمانوں دونوں کو تعجب ہوا مسلمانوں کو تو اس واسطے تعجب ہوا کہ ایمان لانے اور یقین کرنے کے بغیر ہی مشرکوں نے کیسے سجدہ کردیا۔ اور مشرکوں کے دل اسواسطے نبی صلعم اور آپ کے اصحاب سے خوش ہوگئے کہ انہوں نے آپ کی زبان سے وہ کلمے سنے جن کو شیطان نے انکی قرأت میں ملادیا تھا۔ اور ان کے سننے سے یہ کہا کہ محمد صلعم نے اپنے پہلے دین اور اپنی قوم کی طرف رجوع کیا ہے اور انکی طرف لوٹ آئے ہیں۔ اور اسی سبب سے ہی انہوں نے سجدہ کیا تھا۔ اور اسی باعث ان سے خدا کی

بلکہ وہ تو بے پروا رہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (کوئی شے اسکی مانند نہیں ہے اور سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے)
اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے اور وہ بھید ایسا ہے کہ اگر اسکو ظاہر کر دے تو عالم کی تدبیر باطل ہو جائے۔
اور اسی طرح ہر ایک پیغمبر کے واسطے ایک بھید ہے۔ اگر اس کو ظاہر کر دیں تو انکی پیغمبری باطل ہو جائے۔ اور علماء کے
واسطے بھید ہے اگر ظاہر ہو جائے تو علم باطل ہو جائے۔ اور ان لوگوں کا یہ کہنا لغو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے
اور اسکی تدبیر مضبوط اور حکمت پوشیدہ ہے اس میں بطلان اور فساد کو ہرگز دخل نہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر باطل
ہے کفر ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کافر بھی دیکھینگے۔ اور وہ ان کا حساب لے گا۔
اور شیطان مردود نے حضرت آدم کو دوسری دفعہ سجدہ کیا ہے۔ مگر ان کا یہ قول قرآن مجید سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے
خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ اس نے انکار اور تکبر کیا۔ اور کافروں میں سے ہو گیا۔ مگر
شیطان سجدہ کرنیوالوں میں سے نہ تھا۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ شیطان بہشت میں داخل نہیں ہوا۔ اور کلام الٰہی سے ان کا یہ قول
بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے شیطان بہشت سے نکلجا تو راندہ گیا ہے۔ اور کہتے
ہیں کہ پیغمبر صلعم کے پاس جبرئیل کا آنا ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ تو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے ہیں۔ اور جب خداوند تعالیٰ
نے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی تو اس سے موسیٰ نے اپنے آپ کو اچھا تصور کیا۔ اسی اثنا میں وحی آموجود
ہوئی۔ اور آ کر کہا اے موسیٰ کیا تو اپنے آپ کو اچھا خیال کرتا ہے اپنی آنکھ کو کھول اور دور تک نگاہ کر کے دیکھ۔
جب موسیٰ نے آنکھ کھول کر غور سے نگاہ کی۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ ایک سو کوہ طور موجود ہیں اور ہر ایک کے اوپر
ایک موسیٰ کھڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے اسکی تصدیق قرآن اور حدیث سے نہیں ہوتی۔ اور
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی میری نسبت جھوٹی تہمت لگائے تو وہ اپنے واسطے دوزخ میں
اپنی جگہ تلاش کرلے۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عبادت کرانی چاہتا ہے۔ اور یہ نہیں چاہتا
کہ وہ گناہ کریں اور ان کا یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جس کو خداوند تعالیٰ فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے تم
اس کے واسطے تو کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا۔ اور فتنہ سے اس جگہ کفر مراد ہے۔ اور فرماتا ہے اگر تیرا پروردگار چاہتا تو وہ
کفر نہ کرتے۔ اور ارشاد کیا ہے اگر خدا چاہتا تو وہ نہ لڑتے۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت کے نازل
ہونے اور جبرئیل کے آنے سے پہلے پیغمبر صلعم قرآن مجید کے حافظ تھے۔ اور اس میں قرآن شریف سے جھوٹے ثابت ہوتے
ہیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تو یہ نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ہی تو ایمان کو پہچانتا تھا۔ اور فرمایا ہے کہ تو اس سے پہلے پڑھ نہیں
سکتا تھا اور نہ ہی اسے داہنے ہاتھ سے تو لکھ سکتا تھا اور ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی زبان ہے اور اللہ تعالیٰ آپ قرآن شریف پڑھتا ہے اور اسی کی مانند لوگ قرآن
پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ بندہ میں اتر آتا ہے اور اس سے یہ بھی پایا
جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ آواز سے پڑھتا ہے اور تلفظ کرتا ہے۔ اور ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ ہم اس سے خداوند تعالیٰ
کے ہاں پناہ مانگتے ہیں۔ اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک مقام پر ہر ایک جگہ میں موجود ہے کوئی جگہ اس
سے خالی نہیں۔ اور عرش اور فرش دونوں برابر ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر یہ قول قرآن سے جھوٹا ثابت
ہوتا ہے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے عرش پر قرار پکڑا۔ اور اس نے نہیں کہا۔ کہ اس نے زمین پر
قرار پکڑا ہے۔ اور یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ اس نے حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں یا پہاڑوں یا اور جگہوں میں قرار
پکڑا ہے ان فرقوں کے مذہب اور اعتقاد کا جو حال بیان ہوا ہے۔ وہ اختصار کے طور پر بیان ہوا ہے اور
ان گمراہ فرقوں کے مذہب کے ابطال میں کچھ ذکر نہیں ہوا۔ کیونکہ اس سے کتاب طویل ہو جاتی۔ صرف ان کے
وہی دلائل بیان کر دیئے ہیں جن کے باعث وہ دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ خداوند کریم ہم سب لوگوں کو اور
تم کو ان باطل مذہبوں کی پیروی سے اور ان لوگوں کی برائی سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اسلام پر اور نبی صلعم کی سنت

سر بڑا اور نا ہموار ہیں۔ اور ان کی گردن کے بال ایسے ہیں جیسے گھوڑے کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رئیس شیطان یعنے شیطانوں کے سردار رجیم کی لعنت کے ساتھ راندہ گیا۔ اور خدا کی درگاہ سے دُور کیا گیا اور یہ سزا شیطان کو اس واسطے دی ہے کہ اس نے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ اور اس بات میں خداوند تعالٰے کے حکم کی نافرمانی سرداری کی تھی۔ اور جب شیطان نے نافرمانی کا جرم کیا۔ تو اس کے سبب سے فرشتوں نے اسکو پیرے مارے اور آسمانوں سے زمین پر پھینک دیا پس ستاروں کے آتشیں شعلوں کی اس پر اور اسکی اولاد پر قیامت تک بوچھار ہوتی رہیگی۔ اور خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے (ان ستاروں کو ہم نے شیطانوں کا دور کرنے والا بنایا ہے) ✽

شیطان کا بیان

شیطان دُور ہے اللہ سے تمام نیکیوں سے اور بہشت سے اور دوزخ کے نزدیک ہے پس خدا تعالٰی نے اپنے پیغمبر اور اسکی اُمت کو ارشاد کیا ہے کہ تم راندے گئے شیطان سے جو کہ مجھ سے دُور ہے پناہ مانگو۔ تاکہ دوزخ کی آگ سے بچیں اور بہشت کے نزدیک ہو جائیں اور انصاف کرنیوالے بادشاہ کے منہ کا دیدار نصیب ہو۔ پس گویا خداوند تعالٰے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے شیطان مجھ سے دُور ہے اور تُو میرے نزدیک ہے۔ اور ادب سے اپنے حال کو محفوظ رکھ تاکہ شیطان کسی حیلہ اور مکر سے تجھ پر قبضہ نہ پالے اور اچھی طرح ادب کے حاصل کرنیکے اسباب یہ ہیں کہ انسان خدا کے حکموں پر عمل کرے اور منع کئے ہوئے کاموں سے باز رہے اور جان اور مال اور اہل اور اولاد اور تمام کاموں پر جو کچھ خداوند تعالٰی کی تقدیر سے نازل ہو اس پر راضی ہو پس اگر کوئی انسان ہمیشہ ان باتوں پر کاربند ہو اور انکو اپنے اوپر لازم کرلے۔ اور ہمیشہ ثابت قدمی سے ان پر عمل کرتا رہیگا تو وہ شیطان کے وسوسوں اور فتنہ سے بچا رہیگا۔ اور نفس امّارہ کے فسادوں اور اُسکے دھوکوں سے محفوظ ہوگا۔ اور قبر کے عذاب اور اسکی تنگی سے اور قیامت کے خوف اور اس کی سختی سے اور دوزخ کے عذاب اور اسکی بدبو سے بچا رہیگا۔ اور آرامگاہ بہشت میں اللہ تعالٰی کے قرب میں نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالح لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رہیگا اور یہ رفاقت بہت اچھی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ خدا کی نعمتوں کا لطف اٹھائینگے۔ خداوند تعالٰی فرماتا ہے اے شیطان میرے خاص بندوں پر تجھے غلبہ پانے کی قدرت نہیں۔ پس جب کسی بندہ کو ملک الملوک کی بارگاہ سے نعمت بندگی عطا ہو جائے۔ تو پھر شیطان ضعیف حقیر ذلیل اُس پر غالب نہیں آسکتا۔ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں اسکے پاس نہیں آسکتا۔ اور گناہ کا وسوسہ اس کے دل کو آلودہ نہیں کریگا۔ اور اگر شیطان اس بندہ کے پاس پہنچ بھی جائے تو پہنچتا ہی ہلاک ہو جاتا ہے اور اس وقت اسکو یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ کہ جو آدمی نفس کی باطل شہوت کو چھوڑ دے اور حق کی پیروی کرے اور اسکے ساتھ راہ پائے تو اسکو ایسا رتبہ ملتا ہے۔ کہ جب یہ بندہ مرجاتا ہے تو اس کی روح کو خداوند کریم کی درگاہ میں لیجانے کے واسطے فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں۔ اور فرشتوں میں اس کا بزرگ نام پکارا جاتا ہے۔ اور خداوند تعالٰے ایسے بندے پر فخر کرتا ہے (اس طرح ہم بُرائی اور بے حیائی کو اس سے دُور کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے خالص بندوں میں سے ہے) اگر کوئی بندہ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالٰی سے ڈرتا ہے تو وہ شیطان مردود سے ضرور بچا رہتا ہے اور یہ بات بڑی ضروری ہے کہ بندہ شیطان سے ڈرتا رہے اور اس کی طرف سے باز آئے کیونکہ اللہ نے ارشاد کیا ہے کہ شیطان سے ڈرتے رہو فرمایا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو اسی طرف بلاتا ہے تاکہ دوزخ میں وہ اسکے ساتھ جائیں۔ اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے (شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے کیا تم اس کو سمجھتے نہیں ہو) اس لئے شیطان کی پیروی کرنی ہر ایک بدبختی اور رنج کی جڑ ہے۔ اور اگر کوئی شیطان کی مخالفت

صلعم بھی۔ اور جب شیطان نے ان کلموں کو مشہور کر دیا اور عام و خواص میں جس جگہ پہنچا دیا تو پیغمبر صلعم اس کو سن کر ملول ہوئے اور جب رات ہوئی تو حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ان دونوں کلموں سے خدا کے ہاں میں پناہ مانگتا ہوں میرے پروردگار نے ان دونوں کلموں کو نازل نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کو ان کے کہنے کے واسطے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ رسول مقبول حضرت جبرئیل سے یہ سن کر بہت ملول ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس میں شیطان کی طاعت کی اور اسکے کہنے کے موافق میں نے بھی ایسا کہا اور خدا کے کاموں میں شیطان کو شریک کر دیا۔ پس جو کچھ شیطان نے ملایا تھا اللہ نے اسکو دور کر دیا اور آپ پر یہ آیت نازل فرمائی (ہم نے اس سے پہلے ایسا کوئی پیغمبر یا نبی نہیں بھیجا کہ جب اس نے میری کلام پڑھنی شروع کی ہو۔ تو شیطان نے اس میں کچھ دخل نہ دیا ہو) یعنے ہر ایک کی قرأت میں شیطان دخل دیتا رہا ہے۔ تو پس جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اسکو اللہ دور کر دیتا ہے۔ اور اپنی آیتوں کو حق تعالیٰ مضبوط کرتا ہے اور اللہ دانا اور حکیم ہے۔ اور جب اللہ جلشانہ نے رسول مقبول کو شیطان کی ملاوٹ اور مکر اور فریب سے پاک اور صاف کر دیا۔ تو اس وقت مشرک اپنی گمراہی کے باعث آپ سے پھر گئے۔ اور خدا نے پیغمبر کو حکم دیا کہ شیطان کے مکر سے پناہ مانگے اور یہ آیت نازل کی۔ جب تو قرآن پڑھے تو راندے گئے شیطان سے اللہ کے ہاں پناہ مانگ۔ عبداللہ بن عباس رضہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی یہ معنے ہیں کہ جس وقت تو قرآن پڑھنے لگے۔ تو کہہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنے شیطان لعین سے جو لعنت کے ساتھ رد کیا گیا ہے اس سے پناہ مانگ۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ شیطان آپ خود ناامید ہے اور کوئی چیز زیادہ سخت اور دشوار نہیں ہے۔ اور ان لوگوں پر شیطان غلبہ نہیں پاسکتا جو خداوند تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور جو لوگ مشرک ہیں۔ ان کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور جن آدمیوں نے خدا پر توکل اور بھروسہ کیا ہے اُن کے نزدیک نہیں آسکتا۔ اور جو اپنے کاموں میں شیطان کے پیرو ہوئے ہیں۔ ان کو ضرور گمراہ کر دیتا ہے اور مشرکوں کو ان کا شرک زیادہ ہونے میں مدد دیتا ہے ٭

اعوذ کے معنوں کا بیان

اعوذ کے معنے اللہ جلشانہ سے پناہ مانگنی اور خلاصی چاہنی اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ اور معاذ کے معنے جائے پناہ کہا جاتا ہے پناہ لی اس نے ساتھ اس کے وہ اسکے ساتھ پناہ لیتا ہے پناہ لینا۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں جیسا کہ پناہ مانگنے کا حق ہے۔ اور معاذ اللہ کے معنے میں خدا کی رجوع کرتا ہوں اور اللہ کے ہاں پناہ لاتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ میری اُس چیز سے جائے پناہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں یعنے وہ مجھے خلاصی دینے والا اور مجھ سے دور کرنے والا ہے۔ پس گویا کہ بندہ خدا سے پناہ لیتا ہے تاکہ وہ اُسے شیطان کے شر سے نگاہ رکھے۔ اور جب کوئی قرآن سے پناہ مانگتا ہے تو اس سے اسکو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ استعاذہ کے معنے عزرا اور قلعہ پکڑنا خدا کو۔ خداوند تعالیٰ حضرت مریم کی ماں کی حکایت بیان کر کے فرماتا ہے کہ اُس نے کہا کہ اے پروردگار میں اسکو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں سونپتی ہوں۔ یعنے حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان راندے گئے سے پناہ میں رکھ یعنے میں اللہ جلشانہ کو ان دونوں کا عزر اور قلعہ بناتی ہوں شیطان راندے ہوئے سے۔ اور شیطان شطن سے مشتق ہے۔ اور شطن اُس رسی کو کہتے ہیں جو لمبی اور کاٹنے والی ہوتی ہے۔ اور شطن دوری کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان نیکی سے دور ہو گیا ہے۔ اور بدی کرنے میں لمبا ہو گیا ہے اور بدی کرنے پر برقرار رہتا ہے۔ پس جب کسی آدمی کو شیطان کہا جاتا ہے تو اس پر یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ ایسے کام میں لمبا ہے جیسا کہ شیطان ہے۔ اس سے ہر طرح کی چیز کو شیطان سے مشابہت دی جاتی ہے مثلاً کہتے ہیں۔ کہ اس کا منہ شیطان کے منہ کی مانند ہے اور اس کا سر شیطان کے سر کی طرح ہے۔ اور اسی بابت میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زقوم درخت کی شاخیں شیطانوں کے سروں کی مانند ہیں اور درخت کو شیطانوں کے سروں سے اسی واسطے مشابہت دی ہے کہ جتنے شیطان ہیں۔ وہ سب برے ہیں۔ اور ان کے

پوچھا کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہو اور اب بھی زنا کرنے اور خون کرنے سے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا کہ نہیں
روں میرا شیطان اب تک تو زندہ ہے ◆

شیطان سے بچنے کا علاج

مار شیطان سے جنگ کرنے کے واسطے انسان کی مدد دیتے ہیں۔ ان میں سے بہتر اور کار آمد ہتھیار کلمہ
۔ اور خداوند تعالیٰ غالب و بزرگ کا یاد کرنا ہے جیسا کہ رسول مقبول نے ایک قدسی حدیث میں فرمایا ہے
الا اللہ میرا قلعہ ہے) جو آدمی کلمہ توحید کو پڑھ لیتا ہے وہ میرے قلعہ میں آجاتا ہے۔ اور اُس کو عذاب
ب نہیں ہوگا۔ اور فرمایا ہے کہ جس آدمی نے دلی خلوص سے کہا۔ لا الٰہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔
ی عذاب کا وسیلہ ہے۔ جب کوئی آدمی توحید کا کلمہ پڑھتا ہے اور اوامر اور نواہی پر عمل کرتا رہتا ہے
، چھپ کر اسکو دیکھتا ہے۔ اور جب اسکو اس لباس میں آراستہ دیکھتا ہے۔ تو پھر اس سے دور رہتا
آگے اسکے پاس نہیں جاتا۔ اور وہ آدمی اس کے فتنہ اور فساد سے بچ رہتا ہے۔ اور اس سے ایسی
ہے جیسے کوئی میدانِ جنگ میں دشمن کے ہتھیار کی وار سے ڈھال کے ذریعہ بچ جاتا ہے۔ اور
ح بسم اللہ کو بہت پڑھتے کہ شیطان سے بچاتا ہے۔ رسول مقبول فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک آدمی کو
ئے سنا شیطان ہلاک ہو وے میں نے اسکو کہا ایسا نہ کہہ۔ اسطرح کہنے سے شیطان یہ خیال کرتا ہے
ی بزرگی ہے۔ اور پھر کہتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اس آدمی پر غالب آگیا ہوں۔ اس لئے
م اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ کہنے سے شیطان دب جاتا ہے اور دب کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے چھوٹی سی چیونٹی
۔ اور اگر کوئی آدمی خداوند کریم کے فضل سے سوا دنیاداروں کے مال کا طمع کرے اور انکی تعریف کرے اور
ح کرنے میں مصروف ہو اور اس کی زیادتی کی فکر میں پڑ جائے اور اس کی تعریف کرے تو وہ آدمی ایسا
، کہ گویا اس نے شیطان سے مدد مانگ لی ہے اور اس کے فرزند اور اس کا مال شیطان کا مال ہوتا
صورت میں شیطان اس مال سے ایک مالدار آدمی ہو جاتا ہے اور بادشاہ ہو جاتا ہے جس کا
ہے اور جتنی باتیں ہیں سب ہی بندہ کی نا امیدی کی باتیں ہیں۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ وہ خدا
بزرگ سے طلب نے پرواہی کرے اور اُسے تکیہ اور بھروسا کرے۔ ہر ایک کام اور حال میں خدا کے سا
ب رجوع کرے اور جو چیزیں مشتبہ اور حرام ہوں۔ ان سے پرہیز کرے۔ خلقت کا احسان نہ اٹھائے
ں حلال اور مباح ہیں۔ اگر وہ تھوڑی بھی میسر آجائیں تو ان پر ہی قناعت کرے اور خورد و نوش میں نفسانی
اور حرص سے کام لینا ایسا ہے جیسے کوئی شخص رات کے وقت بغیر جستجو اور تحقیق کے لکڑیاں
چنے۔ اور جو آدمی حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اُس کی پرواہ نہیں کرتا کہ دوزخ کے
، سے وہ داخل ہو۔ پس بندہ کو لازم ہے کہ پرہیزگار رہے۔ یہاں تک کہ شیطان اُس سے ناامید ہو
ور خدا کی مدد اور فضل سے وہ سلامت رہے۔ اور اگر کوئی آدمی ایسا نہ کرے تو پھر شیطان اُسکے
سہ میں جگہ پکڑ لیتا ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے (جو آدمی رحمٰن کے ذکر سے منہ پھیر لیتا ہے ہم اس
کے شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں) پس اس آدمی کا ہمنشین شیطان ہوتا ہے۔ پس کبھی تو وہ اُسکی نماز
ڈالتا ہے اور کبھی اسکو جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے جو بڑی دور دراز ہوتی ہیں۔ اور کبھی نفسانی خواہش
حلال خیال اُسکے دل میں وارد کرتا ہے اور کبھی اسکو نیکیوں کی طرف جلدی کرنے سے روکتا ہے۔
فرض کے ادا کرنے سے باز رکھتا ہے اور عبادت اور طاعت کرنے سے روک لیتا ہے۔ پس وہ بندہ دونوں
زیاں کار رہ جاتا ہے۔ اور قیامت کے روز اس کا حشر بھی شیطان کے ساتھ ہی ہوگا۔ اور اکثر ایسا

کرے تو اس میں سرکشی اور ظلم اور راحت اور ہدایت پاوے۔ اور عاقبت میں ہمیشہ آرام سے رہے ۔

اعوذ کے فائدوں کا بیان

اعوذ پڑھنے میں پانچ فائدے ہیں۔ ان میں ایک تو دین پر ثابت قدم رہنا۔ دوسرا شیطان کے شر اور تکلیف سے سلامت رہنا۔ تیسرا محفوظ قلعہ میں داخل ہونا اور حصول قرب۔ چوتھے ایسے مقام میں پہنچنا جہاں بہشت میں ہے۔ اور پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوکاروں کی صحبت حاصل ہو۔ پانچویں یہ کہ زمین اور آسمان کے پروردگار کی مدد نصیب ہوتی ہے جیسا کہ پہلی کتابوں میں مذکور ہوا ہے۔ کہ جب شیطان لعین نے خداوند تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو آگے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے آکر بہکاؤں گا۔ اللہ جل شانہ نے اسکو جواب دیا کہ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے میں اپنے بندوں کو اعوذ پڑھنے کا حکم دونگا۔ اور جب وہ اعوذ پڑھینگے۔ تو اُن کی اس طرح حفاظت کروں گا۔ کہ ان کی دائیں جانب تو اپنی ہدایت کر دوں گا۔ اور بائیں طرف اپنی مہربانی کو اور اُن کے پیچھے نگاہبانی کو کر دونگا۔ اور اُن کے آگے اپنی نصرت کو۔ اور اس صورت میں اے ملعون ان کو تیرا وسوسہ کوئی ضرر نہیں دیگا۔ اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک دفعہ خداوند کریم سے پناہ مانگے تو اللہ جل شانہ اس کو تمام دن اپنی پناہ میں محفوظ رکھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم استعاذہ کے ساتھ گناہوں کے دروازے بند کرو اور بسم اللہ کے ساتھ بندگی کے دروازے کھولو۔ اور کہتے ہیں کہ ہر ایک مومن کے گمراہ کرنے کے واسطے شیطان مردود ہر روز میں سو ساٹھ لشکر بھیجتا ہے۔ اور جب وہ بندہ خداوند کریم سے پناہ چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ دفعہ اس بندہ کے دل کی طرف نگاہ کرتا ہے اور ہر ایک نظر میں شیطان ملعون کے ایک لشکر کو ہلاک کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی طرح سب لشکر ہلاک ہو جاتے ہیں ۔

شیطان کے خوف کا بیان

جس چیز سے شیطان ڈرتا اور خوف کھاتا ہے وہ استعاذہ ہے۔ اور شعاع نور عارفوں کے دلوں کی معرفت پس اگر تو عارف نہ ہو تو تو استعاذہ کو اپنے اوپر پرہیزگاروں کی طرح اس وقت تک لازم پکڑ جب تک کہ تجھ کو عارفوں کا مرتبہ حاصل ہو جاوے پس اس وقت تیرے دل کی نور کی شعاع شیطان کی قوت توڑ دیگی۔ اور اس کے لشکر کو بھگا دیگی اور اسکی سرپوں کو ہلاک کر دیگی اور تم کھیڑ دیگی اُس کے لشکر کو بری ذات حاصل ہوا سوائے اکثر تو اپنے بھائیوں اور اپنے پڑوں کا نگاہبان (کوتوال) بنایا جائیگا۔ جیسا کہ حضرت پیغمبر صلعم نے حضرت عمر رضہ کے حق میں فرمایا ہے اے عمرؓ تیرے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور فرمایا ہے کہ جس جنگل میں حضرت عمر رضہ پہنچے ہیں۔ وہاں سے شیطان بھاگ کر دوسرے جنگل میں چلا جاتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب شیطان حضرت عمر رضہ کو دیکھا کرتا تھا تو دیوانہ ہو جاتا تھا۔ حضرت پیغمبر نے فرمایا ہے۔ کہ جب شیطان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں آدمی سچا ہے اور میری دشمنی میں خوب مضبوط اور اس پر جما ہوا ہے تو نا امید ہو کر اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا پلانا چھوڑ دیتا ہے۔ اور چھوڑ کر اور طرف توجہ کرتا ہے۔ مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ چوری چوری چھپ کر اس کو تاکتا جھانکتا رہتا ہے (کہ اگر ذرا بھی غافل ہو) تو پکڑ لوں۔ پس ہر بندہ کو لازم ہے کہ سچ اختیار کرے اور شیطان لعین کے مکر اور فریب سے اچھی طرح ہوشیار رہے۔ کیونکہ یہ قدیمی اور اصلی دشمن ہے۔ اور اس مردود کے آنے کے بڑے بڑے باریک راستے ہیں۔ اور انسان کے گوشت اور اسکی رگوں اور پٹھوں میں اس طرح گھسکر دوڑتے ہیں جیسے ان میں خون چلتا ہے۔ روایت ہے کہ ابوہریرہ رضہ اپنے بڑھاپے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے پناہ مانگتا اور دعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے زنا کرنے اور خون کرنے سے بچائے رکھ۔ لوگوں نے

ئے۔ اور رسول مقبول کی حدیث میں وارد ہے کہ جب نماز کی صفوں میں کھڑے ہو تو ایک دوسرے کے
ملا ہوا ہونا چاہیئے تاکہ تمہارے درمیان شیطان نہ داخل ہو۔ اگر جگہ خالی رہے تو اس میں شیطان بکری کے بچوں
ن جاتے ہیں ابو حذیفہ نے ابو علیدہ رہ سے روایت کی ہے کہ بہت حدیث جو اس حدیث میں وارد ہے -
حثود بکری کے بچے ہیں - اور عربی میں ان کو لفقد بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حذف اس بکری کو بولتے
، اور دُم نہیں رکھتی - اور جہاں یہ قسم پیدا ہوتی ہے اس موضع کا نام جرشی ہے - روایت کرتے ہیں کہ عثمان
نے ایک مرتبہ رسول مقبول کی خدمت میں عرض کی - کہ اے اللہ کے رسول میری نماز اور میری قرأت اور میرے
شیطان آکر داخل ہوجاتا ہے - آپ نے فرمایا ہے کہ ہاں بیشک ہے اُس شیطان کا نام خنزب ہے جب
ما کرو - تو خدا وند کریم سے ہاں اس سے پناہ مانگا کرو - اور تین دفعہ اپنے بائیں جانب تھوک دیا کرو - عثمان
کہتے ہیں کہ جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا تھا میں نے ویسا ہی عمل کیا اس سے وہ شیطان میرے پاس سے
ایک مشہور حدیث میں وارد ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ تم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے - کہ اُس کے ساتھ
ن نہ رہتا ہو یہ سنکر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مقبول آپ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے
ن مجھ کو بھی ایک شیطان چمٹا ہوا ہے مگر مجھ کو خداوند تعالیٰ نے اس پر غالب کر دیا ہے - اور اسی میں اُسکے
لامت دیتا ہوں - اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن لگا رہتا ہے لوگوں
کیا آپ کے ساتھ بھی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے مگر اللہ نے اسکو میرے تابع کر دیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا
ے وہ مجھے نیکی بھی بتاتا ہے - اور مذکور ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت کی تو آدم کی مانند اُس کی
ے پھر اس کی عورت کو پیدا کیا - اور شیطان نے اس کے ساتھ جماع کیا اور وہ حاملہ ہو گئی - اور پھر اس عورت
انڈے دیئے اور ان سے اس کی اولاد پیدا ہوئی - اور وہ بڑھ کر جنگلوں اور دریاؤں میں پھیل گئی یہاں تک
ے انڈے سے دس ہزار نر مادہ شیطان کے بچے پیدا ہوئے - اور پہاڑوں اور جزیروں اور ویرانوں اور
رود باروں اور ریگستانوں اور درختوں کی کھوکھوں اور اسکے وسط میں بھر گئے - اور نہ ہی کوئی چشمہ اور دوسرے
ر حمام ان سے خالی رہا سب جگہ گھس گئے - بستر کی جگہوں اور گندگی کے مقاموں اور گڑھوں اور لڑائی
ـ اور سول کی جگہوں میں اور قبروں - گھروں - محلوں - صحرا نشینوں کے خیموں اور عبادت خانوں اور
سا میں شیطان داخل ہو گئے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم ابلیس اور اسکی اولاد کو میرے بعد اپنا دوست
در حال یہ ہے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں - ان ظالموں کے واسطے بُرا بدلا ہے - اس لئے جس نے شیطان اور
ِ فرمانبرداری کی - اور اسی حالت میں توبہ کرنے کے سوا مر گیا - وہ ہلاک ہوا اور وہ ہمیشہ شیطان کے ساتھ
ع رہیگا - انسان کو لازم ہے کہ اپنی ذات سے ہوشیار اور آگاہ رہے اور نفس کو شیطان اور بد کاموں
رکھے اور جو گمراہی کی طرف ملاتے ہیں اُن سے اور شیطان کے لشکروں سے اپنے آپ کو الگ رکھے اور
ہ سازی کی درگاہ میں توجہ کرے اور اسکے احکام کو بجا لائے اور فرمانبرداری کی جو شرط ہے اس کو کما حقہ ادا
ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو دانا اور خدا کو پہچانتے ہیں - اور اللہ جل شانہ کی رضامندی کے
اسے عمل کرتے ہیں - اور لوگوں کو بھی خدا کی طرف دعوت کرتے ہیں - اور دل سے بارگاہ ایزدی میں باعث
اسکے وصل کے امیدوار ہیں اور اس کے قہر اور غضب سے خائف ہیں - اور دُنیا سے الگ رہتے ہیں -
کے جو ہشمند ہیں - رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں
ـ ان سے رہ گئی ہوتی ہے اس پر افسوس کرتے ہیں اور گریہ اور زاری کرتے ہیں - اور ہمیشہ ان کا یہی ارادہ
ہ نیکی کریں اور گناہوں اور خطاؤں سے تائب ہوں اور اپنے پروردگار پر بھروسا کریں جو زمین اور آسمان

ہو جاتا ہے کہ جب آدمی کی عمر آخر کو پہنچتی ہے تو شیطان اس پر غلبہ پا لیتا ہے اور اسکے ایمان کو کھو دیتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ شیطان کے ساتھ دوزخ میں رہیگا اور قیامت کے روز فرعون اور ہامان اور قارون کے ساتھ اٹھیگا۔ ہم ایمان کے زائل ہونے اور ظاہر باطن سے شیطان کی فرمانبرداری کرنے سے خداوند تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں

شیطان کے احوالات

مقاتل زہری سے اور وہ عمر سے اور وہ عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عائشہ رض نے فرمایا ہے۔ کہ ایک رات رسول مقبول کے اصحاب آپ کو تلاش کرتے ہوئے آئے۔ اور یہ بھی اُن میں تھے۔ ابوبکر رض عمر رض عثمان رض علی رض سلمان رض۔ عمار بن یاسر رض۔ اسی اثنا میں حضرت رسول مقبول بھی نکل آئے اور آپ کے چہرہ پر موتیوں کی طرح پسینہ نمودار تھا جیسا کہ بخار سے ہوا کرتا ہے۔ آپ نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور تین دفعہ فرمایا کہ اس ملعون پر خداوند تعالیٰ کی لعنت ہو اور پھر اپنے سر کو نیچے جھکا لیا۔ حضرت علی رض نے عرض کی۔ کہ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان۔ اس وقت آپ نے کس پر لعنت کی ہے۔ آپ نے فرمایا شیطان لعین دشمنِ خدا پر۔ اس مردود نے اپنی دُم کو اپنی مقعد میں داخل کیا۔ اور سات انڈے دیئے۔ اور ان سے اُسکے سات بچے پیدا ہوئے۔ اور ہر ایک ان میں سے اولادِ آدم کے بہکانے کے واسطے مقرر ہوا ہے۔ ایک کا نام مُذہب ہے۔ اسکی تقرری عالموں پر ہے جن کو یہ ہمیشہ ہوا و ہوس کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ اور ان کو مختلف قسم کی خواہشوں میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور دوسرے شیطان کا نام حدیث ہے اس کی تقرری نمازیوں پر ہے اُن سے نماز پڑھنی بھلا دیتا ہے اور ان کو کھیل میں لگا دیتا ہے اور بہکاتا ہے اور جمائی اور اُونگھ اُن پر لاتا ہے اور ان میں یہاں تک اُن کو سلا کر رہتا ہے کہ وہ سو جاتے ہیں۔ اور پھر جب کسی سوئے ہوئے کو کہا جاتا ہے۔ کہ تُو تو سو گیا تھا۔ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں سویا نہیں ہوں۔ اور بے وضو ہی نماز میں شریک ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو اسکی نماز کے ثواب کا آدھا حصہ یا چوتھائی یا دسواں حصہ ہی ملتا ہو۔ بلکہ اُسکی نماز کے گناہ اسکے ثواب سے بڑھ جاتے ہیں + اور تیسرے شیطونگڑے کا نام زلنبور ہے۔ اس کو بازاروں کا منتظم دیا گیا ہے۔ اس کا کام رات دن بازاروں میں رہتا ہے۔ کہ لوگوں کو کم تولنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور ان کو ہدایت کرتا ہے کہ خرید و فروخت میں جھوٹ بولو۔ اور اپنے اسباب کو سجاؤ اور اسکی تعریفیں کرو + اور چوتھے کا نام بتر ہے۔ لوگوں کو اس طرف آمادہ کرتا رہتا ہے کہ جب مصیبت میں گرفتار ہوں تو اس وقت اپنے گریبان کو پھاڑا کریں۔ اور اپنے منہوں کو نوچا کریں۔ اور ہائے ہائے اور واویلا کیا کریں۔ اور اپنے آپ کو اس تاکہ مصیبت پر صبر کرنے سے جو ثواب ملتا ہے وہ ضائع ہو جاوے + پانچویں شیطان کا نام مسوط ہے۔ وہ لوگوں کو جھوٹ بولنے۔ چغلی کرنے اور لوگوں کے حق میں طعن و تشنیع کرنے اور چغلی کھانے کی تعلیم دیتا رہتا ہے۔ اور ایسے ایسے گناہوں میں مبتلا رکھتا ہے + چھٹے شیطان کا نام داسم ہے وہ مرد کی ذکر اور عورت کی شرم میں پھونکتا ہے تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زنا کریں + ساتویں شیطان کا نام اعور ہے۔ وہ لوگوں کو چوری کرنا سکھلاتا ہے۔ اور چوروں کو سمجھاتا ہے کہ اگر تم یہ چوری کرو گے تو اس سے تمہارا فاقہ دُور ہو جائیگا۔ اور اپنا قرض بھی ادا کر سکو گے۔ اور اپنا بدن ڈھانکنے کے واسطے کپڑا بھی مل جائیگا۔ اور پھر چوری کرنے کے بعد توبہ کر لینا۔ پس ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ ان بدذات شیطونگڑوں سے ہوشیار رہیں۔ اور کسی حال میں بھی ان سے غافل اور بے غم نہ ہوں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ وضو پر بھی ایک شیطان مقرر ہے۔ اس شیطان کو ولہان کہتے ہیں۔ اس سے بھی خداوند کریم کے ہاں

ان کی جانب سے تیسرا خطرہ روح کی طرف سے اور چوتھا فرشتہ کی طرف سے اور پانچواں عقل کی جانب
العین کی طرف سے ہوتا ہے پس نفس کا خطرہ آدمی کو نفسانی خواہشوں اور شہوتوں کی طرف مائل کرتا ہے
ں ہوں اور خواہ حرام اور شیطانی خطرہ اعتقادیں اثر کرتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ آدمی کفر اختیار کرے
ریک ساٹے۔ گلہ کرے اور خداوند کریم پر تہمت وعدہ خلافی لگائے اور کہتا ہے کہ بُرے کام کر اور
دل پر اُٹھا رکھ۔ اور ایسی ایسی باتیں بتاتا ہے کہ جس سے دُنیا اور آخرت میں ہلاکت نصیب ہو۔ یہ
ے بہت ہی بُرے ہیں نہ انسان کو محض بُرائی کی طرف ہی ہدایت کرتے ہیں اور عام مسلمان کے دلوں
تے ہیں۔ رُوح اور فرشتے کے خطرے حق اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا حکم کرتے ہیں۔ اور ساتھ اُس چیز
ں دنیاوی اور اُخروی سلامتی ہے اور موافق علم شریعت کے ہوئیں یہ دونوں خطرے محمود ہیں۔ اور خاص لوگوں
سے کبھی گم اور محو نہیں ہوتے۔ اور خطرۂ عقل کبھی انسان کو نفس اور شیطان کی طرح حکم دیتا ہے اور کبھی رُوح
کے سے احکام دیتا ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ بندہ اپنے کام کو ہمت اور عقل اور دُرستی
رسانی اور نا اور نفع اور ضرر میں تمیز کرے۔ خداوند تعالیٰ نے آدمی کے جسم کو ایسے احکام اور ایسے
دوں کے نازل ہونے کا محل بنایا ہے۔ اور عقل کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ نیک کاموں کو
راس کی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور بہتر اور عذاب اور صعوبت سے بچے۔ اور خطرہ یقین ایمان
ہے اور اللہ کی طرف سے بندہ پر علم کے نزول اور پیدا ہونے کا محل ہے۔ اور یہ خاصہ ہے کامل یقین
وں صدیقوں شہیدوں اور ابدالوں کے واسطے کیونکہ ان لوگوں سے امرِ حق کے سوا اور کوئی فعل
ہوتا۔ اس کا ورود بہت پوشیدہ ہے اور آنا نہایت باریک اور سنگ ہے اور اس کا ظہور سوا علم لدنی
روں اور چیزوں کے رازوں سے نہیں ہوتا۔ یہ خطرہ ان لوگوں کو ہی عطا ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ کے
ں کے برگزیدہ ہیں۔ اور خدا کی ذات میں فنا اور ظاہری لوگوں (دنیاداروں) سے پوشیدہ ہیں اور
ونکہ شُغلوں کے سوا باقی جس قدر ظاہری عبادت ہے اسکو باطنی عبادت سے بدل دیتے ہیں اور کبھی
س کرتے۔ اور دل سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ ہی خداوند کریم کے مراقبہ میں مستغرق رہتے
ی تربیت اور نگاہبانی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے جیسا کہ اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے
۔ اللہ ہے جس نے مجھ پر کتاب اُتاری۔ اور وہ نیک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے) بیشک ان آدمیوں
رحلسانہ آپ ہی ہے اور انکی صلاحیت اور بہتری کو اُس نے اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ انکے واسطے
ر اُس نے غیب کی باتوں کی طرف اُن کے دلوں کو مشغول کر دیا۔ اور اُس نے اپنے قرب
ے ساتھ انکو مسرور کر دیا۔ پس اسی کلام کرنیکے واسطے ان لوگوں کو اس نے برگزیدہ کر لیا اور انکو اپنی محبت
مخصوص فرمایا۔ اور وہ اسکی محبت میں آرام اور قرار پکڑتے ہیں۔ روز معرفت میں ہر روز زیادتی ہی ہوتی
در حقیقی محبوب اور معبود سے دل بدل انکو قرب ہو جاتا ہے۔ اور ایسی نعمتوں میں ہیں جو ختم ہونیوالی
ن پر ایسی بخشش مبذول ہو رہی ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور ایسی خوشیوں میں ہیں جن کی انتہا نہیں
ستغار جہانی کے دن پورے ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت اس فانی سرا سے جاودانی ملک کی طرف بہت
اتھ کوچ کرتے ہیں۔ اور ان کو اسی طرح ملکِ جاودانی کی طرف لیجاتے ہیں۔ جیسے ایک کے لہن کو تنگ
ے کشادہ اور فراخ مالاخانہ کے اوپر چڑھا کر لیجاتے ہیں۔ پس اس قسم کے لوگوں کے حق میں دُنیا بھی
ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس مرتبے میں ہوتے ہیں۔ کہ خداوند کریم کے دیدار سے انکی آنکھیں روشن اور
ں ہیں بغیر پردے اور دروازے کے خدا کا دیدار کرتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی روکنے والا دربان اور پاسبان

کا حال ہے یاد دن رات اپنے معبود کے وقت پر نماز ادا کرنے سے ہیں یہ لوگ جو ہیچ کے طوق اور زنجیروں سے اور دنیا کی آفت اور دوزخ کی آگ سے بچنے والے ہیں کیونکہ انہوں نے ظاہر اور باطن میں شیطان کی مخالفت کی ہے اور خداوند کریم نے فرما بردار بندے ہیں۔ پس خدا نے بدلہ دینے والے اور احسان کرنے والوں کو انکے اعمال کا بدلہ دیا جیسا کہ اپنے پاک اور بے عیب کلام میں فرمایا ہے (پس خدا نے ان لوگوں کو اس دن کے شر سے بچایا اور خوشحالی اور تازگی بخشی۔ اور اُن کے صبر کے عوض میں انکو بہشت کے واسطے بہشت اور پہننے کو حریر کا کپڑا عطا فرمایا) اور دوسری جگہ فرمایا ہے (تحقیق پرہیزگار بہشت میں اپنے مقتدر بادشاہ کے پاس راستی کے مقام میں ہونگے)۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے (جو آدمی خدا کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے واسطے دو بہشتیں ہیں) اور تحقیق خداوند تعالیٰ نے اپنے اُس شخص کے حق میں جو شیطان کے دھوکہ میں آگیا ہو اور پھر خدا سے ڈر کر اُس کے فریب سے بچ گیا ہو۔ فرمایا ہے (تحقیق پرہیزگار لوگوں کے دلوں میں جب کبھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔ تو اسوقت وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور فی الفور انکو حق اور باطل کی تمیز آجاتی ہے) اور فرمایا ہے (خدا کی یاد سے دلوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے اور اُن سے تاریکی و غفلت کے پردے دور ہو جاتے اور زنگ ہٹ جاتا ہے اور اسکی یاد سے سب رنج دُور ہو جاتے ہیں) اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا پرہیزگاری اور حرام کو ترک کرنے کی کنجی ہے۔ اور خود پرہیزگاری آخرت کا دروازہ ہے۔ جیسے سرکش نفس دُنیا کا دروازہ ہے۔ خدا فرماتا ہے (جو کچھ قرآن میں ہے تم اسکو یاد کرو شائد تم پرہیزگار بن جاؤ) جیسا کہ فرمایا ہے (خدا کو یاد کرنے سے آدمی پرہیزگار ہو جاتا ہے)۔

انسان کے مؤکلوں کا بیان

عبداللہ بن مسعود رہ راوی ہیں کہ ہر وقت دو مشورہ دینے والے انسان کے دِل میں موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ملکی صفت ہے جو آدمی کو نیک کاموں کی ہدایت کرتی ہے اور اُسکو سیدھے راستے پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اور دوسرا اُس کا دشمن ہے جو اُسکو بُرے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے اور حق اور نیکی سے روکتا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ انسان کے دِل میں دو خطرے پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک تو وہ خیال ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتا ہے۔ اور دوسرا شیطانی وسوسہ ہے۔ اور جو آدمی ان دونوں خطروں کو اس طرح برداشت کرے کہ جو خداوند کریم کی طرف سے ہو اسکو تو بجا لائے اور جو شیطان کی طرف سے ہو اسکو دفع کردے تو ایسے بندے پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماتا ہے۔ کلام خدا تعالیٰ (من شر الوسواس الخناس) کی تفسیر میں مجاہد کہتے ہیں کہ بچارے بندے کے دل میں شیطان بالکل چھپا جاتا ہے۔ اور جب بندہ خدا کو یاد کرتا ہے تو اس وقت شیطان ہٹ کر دُور ہو جاتا ہے۔ اور اگر خدا کی یاد سے بندہ غفلت اختیار کرتا ہے تو پھر از سر نو بندہ کے دل پر چھا جاتا ہے۔ اور مقاتل کہتا ہے کہ شیطان بصورت خنزیر آدمی کے دِل سے چمٹا رہتا ہے۔ اور اُسکی رگوں میں اسطرح دوڑتا پھرتا ہے۔ جس طرح خون۔ اور خداوند تعالیٰ نے اس کو انسان پر مقرر کیا ہے پس اللہ جل شانہ کے اس قول (کہ انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے) سے مراد ہے کہ جب خدا کی یاد سے آدمی غافل ہوتا ہے تو اس وقت شیطان اس کے دِل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ہوتے ہوتے اس کے دِل پر قبضہ پا لیتا ہے اور جب انسان خدا تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو شیطان اسکے بدن سے نکل جاتا ہے۔ اور عکرمہ کہتا ہے کہ خناس جو وسوسہ ڈالتا ہے۔ وہ مرد کی دونوں آنکھوں اور دِل میں جاگزیں ہوتا ہے۔ عورت جب سامنے آتی ہے تو اُسکی آنکھوں میں ہوتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو سرین اُسکی جگہ ہوتی ہے۔

دِل کے خطروں کا مذکور

اِنسان کے دِل میں جو خطرے وارد ہوتے ہیں وہ چھ طرح پر ہیں۔ ایک خطرہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے

ں کے ترک کر دینے سے اس چاہتا ہوں اور نیکی کی ترک پر قسم کھا لینے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور
نے اور گنہگاری اور بُرے انجام سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے اس چاہتا ہوں کہ نیکی سے
ت کے بُرے خیالات آتے رہیں ۔

شیطان کے ساتھ جہاد کرنے کا بیان

، جہاد کرنا ایک باطنی کام ہے یعنے دل اور ایمان سے ہوتا ہے۔ پس تو شیطان کے ساتھ جہاد کریگا
دو لگا۔ اور وہ بادشاہ بیراتنکہ گاہ ہوگا۔ اور اس پاک پروردگار کے احسان کرنے والے دیدار
۔ اور جو کافروں کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے وہ ظاہری ہوتا ہے۔ اور ظاہری جہاد تلوار اور
ہے اور اس میں بھی وہی دونوں جہانوں کا بادشاہ یاور اور مددگار ہوتا ہے اور اس جہاد
ں ہے کہ ہمیشہ کا باعث عطا ہو۔ پس تو کافروں کے جہاد میں مارا جائے تو تجھ کو اسکے عوض میں ہمیشگی کا
ا۔ اور اگر تو شیطان کے ساتھ جہاد کرکے مارا جائے اور اس میں تیری عمر تمام ہو جائے۔ اور
شیطان کی مخالفت میں لگا ہے۔ تو تیری جزا پروردگار جہانوں کا دیدار ہوگا۔ جب تو اُسنے
ور اگر کوئی کافر تجھے مار ڈالے۔ تو اس صورت میں تو شہید ہوگا۔ اور اگر تجھ کو شیطان مار ڈالے
ر ابرداری اور پیروی کی ہے اور اس سے ہلاک ہو گیا ہے۔ تو اس صورت میں تو خدا تعالےٰ
پھینکا جاویگا۔ پس کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کی تو انتہا ہے اور وہ ختم ہو جاتا ہے اور نفس اور
ۃ جہاد کرنے کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اپنے پروردگار
ں تک کہ تجھے یقین آجائے) اور اس جگہ یقین سے مراد موت ہے اور خداوند تعالےٰ کا دیدار اور شیطان
وا و ہوس کے برخلاف کرنا عبادت ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اور گمراہ اور شیطان
ں اُلٹے لٹکائے جائینگے۔ اور جب رسول مقبول جنگ تبوک سے واپس آئے تو آپ
رمایا۔ کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں اور بڑے جہاد سے آپ
یطان کا جہاد ہے۔ کیونکہ اس جہاد کی مدت بہت لمبی ہے اور اس کے خطرے زندگی کے آخر
اُسکے بُرے خاتمہ کا ہمیشہ ڈر ہوتا ہے ۔

دوسری مجلس۔ خداوند تعالیٰ کے قول کا بیان

ۓ سلیمان علیہ السلام کا خط ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔ خدا کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم
مل میں واقعہ ہے اور اس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ اور اس میں ترانویں آیتیں ہیں اور ایکہزار
لمے ہیں۔ اور چار ہزار سات سو ساٹھ حروف ہیں۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور ہمارے
م پر اللہ کا درود ہو۔ اور سب نبیوں اور مسلمانوں اور صالح بندوں اور مقرب فرشتوں پر درود ہو۔
ن علیہ السلام اپنے لوگوں کے ساتھ بیت المقدس سے یمن کی طرف جا رہے تھے اور رستہ میں
ریتوں کے جنگل سے گذرے تو اُنکے لشکر کے لوگوں کو پیاس لگی۔ اور انہوں نے حضرت سلیمان
ت کی۔ اس وقت آپ نے ہدہد کو بلایا۔ تاکہ اس سے پانی کا پتہ پوچھا جائے اور کلنگ جو پرندوں کا
ت حاضر تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا کہ ہدہد کہاں ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہدہد پوچھا مگر اس وقت وہ
۔ اس لئے اس نے عرض کی کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اور مجھ سے پوچھ کر بھی نہیں
وہ پانی کا نشان بتاتا تھا۔ جہاں کہیں پانی ہوتا تھا چاہے وہ زمین کی تہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہدہد بتا سکتا
ساتھا اور اس سے حضرت سلیمان کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس جگہ پانی موجود ہے اور اس قدر کھودا گیا تو

نہیں اور کوئی وہاں مانع نہیں اور نہ ہی درگاہ میں کسی غیر کا احسان اٹھانا پڑتا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی ظلم ہوتا ہے اور نہ کسی کا کوئی ضرر پہنچتا ہے۔ خداوند تعالے نے فرمایا ہے (پرہیزگار لوگ بہشت میں اسے بادشاہ کے پاس جو صاحب قدرت ہے راستی کے مقام پر ہیں) اور فرمایا ہے کہ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کو اس کا بدلہ بھی نیک ہی ملتا ہے یعنے بہشت ہوتا ہے۔ اور اس میں بہشت کی حوریں اور خداتعالے کا دیدار اس پر اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ جو لوگ دنیا میں خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عاقبت میں بھی بہشت میں انکی مدد کرتا ہے اور بزرگی اور نعمت اور سلامتی عطا فرماتا ہے۔ اور رنج اور محنت سے اسکو نجات دیتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دلوں کو دنیا میں برے عملوں سے پاک رکھا ہے اور خدا اسکے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہیں کی۔ اسی واسطے عالم بقا میں بھی ان کو زیادتی کے ساتھ عوض دیا گیا ہے اور وہ زیادتی اللہ تعالے کا دیدار ہے۔ جس کو دیکھ دیکھ کر ہمیشہ فیض حاصل کرتے رہینگے جیسا کہ انشاءاللہ ایسی روشن کتاب میں دانادوں کو اس سے خبر دی ہے ۔

نفس اور روح کا بیان

نفس اور روح دو مقام ہیں۔ اول میں شیطانی وسوسے آتے ہیں۔ اور دوسرے میں ملکی خیالات آتے ہیں۔ پس فرشتہ آدمی کے دل میں پرہیزگاری ڈالتا ہے۔ اور شیطان نفس میں نافرمانی کے خیالات ڈالتا ہے اور نفس دل کو آمادہ کرتا ہے۔ کہ وہ اعضا کو گناہوں پر لگائے اور ان سے گناہ کرائے اور انسان کے جسم میں دو مددگار مقرر ہیں۔ ایک عقل اور دوسری خواہش نفس اور یہ دونوں خادم ایک حاکم کے محکوم ہیں اور یہ توفیق اور اعوا ہے اور انسان کے دل میں دو چمکتے ہوئے نور ہیں۔ ان میں سے ایک تو علم ہے اور دوسرا ایمان ہے۔ اور یہ سب دل کے آلات ہیں اور ان آلات کے درمیان دل بادشاہ کی مانند ہے اور یہ اس کے لشکر ہیں۔ اور یا یہ کہو کہ دل آئینہ کی مانند روشن اور صاف ہے اور یہ آلات اسکے اردگرد ہیں۔ اور جب دل ان کی طرف دیکھتا ہے۔ تو وہ روشن ہو جاتے ہیں اور ان کو پالیتا ہے یعنے وہ دل میں اپنا جلوہ ڈالتے ہیں ۔

خداوند تعالے سے پناہ مانگنا

میں شیطان گمراہ اور برے خطروں اور نفس کے وسوسوں سے خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو عرش اور کرسی کا مالک ہے اور ان سب چیزوں سے امن چاہتا ہوں۔ ہر جن اور انسان کے فتنہ سے، ریاکاری اور نفاق سے اور غرور اور تکبر اور اپنے آپ کو بزرگ جاننے سے، اور سب بری خصلتوں سے جو دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک ایسی لذت اور شہوت سے جو نفس کو ہلاک کرنے والی ہے اور ہر ایک بدعت اور گمراہی سے اور نفس کی ایسی خواہشوں سے جو جسم کو آگ میں لیجانے والی ہیں۔ اور ایسے قول اور فعل اور فکر سے جو عرش کی تجلی اور نور کا اثر میرے دل میں ہونے نہ دے اور اسے ڈھانپ لے۔ اور نفس کی ایسی خواہش کی پیروی کرنے سے پناہ مانگتا ہوں جو گمراہ کرنے والی ہو۔ اور برے اخلاق اور نفس کی بری خاصیت سے اور اس شیطان پلید اور مردود سے اس بادشاہ کے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔ اور اسکی بندگی میں غافل ہونیکے عذاب سے اسکے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور دوست ہے۔ اور جب وہ گنہگاروں پر غصہ فرمائے تو اسوقت کے اس کے قہر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اسکے اس قہر سے امن چاہتا ہوں جبکہ وہ قیامت کے دن نافرمان لوگوں کو سختی سے پکڑ لیگا۔ اور ایسے گناہ کی پردہ دری سے اسکے ہاں پناہ چاہتا ہوں۔ اور جنگلوں اور دریاؤں میں گناہ کرنے سے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اپنے اصل اور فرع کو بھلا کر خداوند کریم کے سوا دوسری طرف مشغول ہونے سے امن چاہتا ہوں۔ اور اپنی عاقبت یعنے انجام پر نظر نہ کرنے سے امن چاہتا ہوں۔ اور غرور کرنے اور اترا

عبادت کرنیکے لائق نہیں ہے۔ یہ سُنکر حضرت سلیمان نے ہُدہُد کو کہا۔ کہ تم پانی کا نشان بتلاؤ۔ اور میں تیری اس بات پر
غور کرتا ہوں کہ تونے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولا ہے ہُدہُد نے پانی کی طرف رہنمائی کی اور جب سب نے پانی پی لیا
اور خوب سیر ہو گئے۔ تو حضرت سلیمان نے ہُدہُد کو بلایا۔ اور بلقیس کے نام ایک خط لکھکر اسکے حوالہ کیا۔ اور
اُس کے اوپر اپنی مُہر لگائی۔ اور ہُدہُد کے حوالہ کرکے اسکو کہا کہ تم میرے اس خط کو سبا کے لوگوں کے پاس لیجا۔
اور جاکر اُنکے آگے پھینک دے اور انتظار کر کہ وہ اس کا تم کو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے
اُس فرمان میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ یہ حکم نامہ داودؑ کے بیٹے سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔ میرے مقابلے
میں تم اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو۔ اور مسلمان ہوکر میرے پاس چلی آؤ۔ اور میری اطاعت قبول کرو۔ اگر تم جن ہو تو میرے
غلام بن جاؤ۔ اور اگر انسان ہو تو میری فرمانبرداری کرو۔ اور میرے حکم کے بجالانے کو اپنے اوپر واجب اور
لازم جانو۔ اس قصہ کا راوی کہتا ہے۔ کہ جب ہُدہُد نے حضرت سلیمانؑ کا فرمان لیا اور لیکر بلقیس کے پاس شہر
سبا میں وارد ہوا۔ تو اس وقت دن دوپہر تھا۔ اور بلقیس اپنے محل میں خواب استراحت کے مزے لے رہی تھی اور
محل کے تمام دروازے بند کئے ہوئے تھے اور کوئی شئے بھی اُس تک نہیں پہونچ سکتی تھی۔ دروازوں پر
اور محل کے اردگرد بھی نگاہبان اور محافظ مقرر کئے ہوئے تھے۔ اور اُسکی قوم میں سے بارہ ہزار لڑائی کے افسر
اور سپہ سالار تھے اور ہر ایک افسر کے ماتحت ایک ایک لاکھ فوج تھی۔ اور یہ فوجیں اُنکی عورتوں اور اولادوں کے
علاوہ تھیں۔ اور بلقیس کا یہ معمول تھا۔ کہ ہر جمعہ کو ایک دن باہر آتی تھی۔ اور اپنی قوم کے تمام کاموں اور ضرورتوں
کا خود فیصلہ کیا کرتی تھی۔ اور اجلاس کے وقت اپنے مرصع تخت پر بیٹھتی تھی۔ جو سونے کے چار ستونوں پر رکھا ہُوا
تھا۔ اور اس طرح بیٹھتی تھی کہ وہ تو سب کچھ دیکھ لیتی تھی اور اُسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور جب کوئی یہ چاہتا
کہ اسکی بارگاہ میں عرض معروض کرے تو وہ اُسکے تخت کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا تھا اور سجدہ کرتا تھا اور اس کی
تعظیم کی یہاں تک رعایت ہوتی تھی۔ کہ جب تک وہ سر اُٹھانے کے واسطے آپ اجازت نہیں دے دیتی تھی وہ اپنا
سر نہیں اُٹھاتا تھا۔ اور جب اُسکی دادرسی سے فارغ ہو لیتی تھی۔ تو بعد میں ملکی امور کے احکام نافذ فرماتی تھی۔ اور
اسکے بعد اپنے دولتخانہ میں چلی جاتی تھی۔ اور کوئی اسکو دیکھنے نہیں پاتا تھا اور اُس کے قبضہ میں ایک وسیع ملک
تھا۔ اور جب ہُدہُد آپ کا حکمنامہ لیکر پہنچا اور دروازوں کو بند پایا اور اسکے محل کے چاروں طرف محافظ پہرے
پھرتے ہوئے دیکھے تو بلقیس کے پاس پہنچنے کے واسطے راستہ تلاش کیا۔ بہت تلاش کے بعد ایک سوراخ نظر آیا
اس سے گذر کر ایک درجہ میں گیا۔ اور اسی طرح اس نے سات درجے طے کئے۔ اور اسکے بعد بلقیس کے تخت
کے پاس پہنچا جو تیس گز اونچا تھا۔ اور وہ اسکے اوپر چت لیٹی ہوئی پڑی تھی۔ اور ایک چادر کے سوا جو اسکے سر
عورت کو ڈھانپتا تھا۔ اور کوئی لباس اُسکے اُوپر نہیں تھا۔ اور اس کا معمول یہی تھا۔ کہ جب سونے کیواسطے
جاتی تھی تو سارا لباس اُتار دیتی تھی۔ اور صرف ایک چادر اوڑھ لیا کرتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اُس ہُدہُد نے
حضرت سلیمان کے حکمنامہ کو اس کے تخت کے کنارہ پر لیجاکر رکھدیا۔ اور خود سوراخ میں بیٹھکر انتظار کی۔ کہ بلقیس
جاگے تو حکمنامہ کو پڑھکر اس کا جواب دے۔ اور بڑی دیر تک اس انتظار میں رہا۔ پس جب دیر تک وہ نہ جاگی۔ تو
ہُدہُد نے خود پیش قدمی کی اور اپنی نوک سے اسکو جگا دیا۔ اور جب جاگی تو اُس نے اپنے پہلو میں ایک خط پایا۔
اپنی آنکھیں ملیں اور اسکو پڑھا اور معلوم کیا کہ اس میں کیا لکھا ہُوا ہے۔ اور پھر اس فکر میں ہوئی کہ یہ میرے تک
پہنچا کس طرح سے۔ کیونکہ دروازے سب بند تھے۔ اور اردگرد محل کے پہرہ دار کھڑے ہوئے تھے۔ اسی فکر میں
باہر آئی۔ نگاہبانوں کو اپنے محل کے گرد اور دروازوں پر ہوشیار پایا۔ نگاہبانوں سے پوچھا کہ تم نے کسی آدمی کو
میرے پاس آتے ہوئے اور اسکو میرا خاص دروازہ کھولتے ہوئے دیکھا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ دروازے تو

پانی یہاں سے نکل آئیگا اور اس علم کے لئے ہُدہُد ہی مخصوص تھا۔ دوسرے پرندے اس علم سے واقف نہ تھے اور جب آپ ہُدہُد سے پانی کا پتہ پوچھا کرتے تھے تو اس وقت پہلے وہ ہوا میں بلند ہوتا تھا اور وہاں سے ہی یہ معلوم کرکے کہ پانی اسقدر دوری پر ہے وہ نیچے اُتر آتا تھا اور وہاں اپنی چونچ کی نوک کھد دیتا تھا۔ اور اس کے بعد آپ جنوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اس مقام کو کھودو اور یہاں سے پانی نکالو۔ اور وہ حکم کے موافق اس جگہ کنواں کھود کر پانی نکال لیتے تھے یہاں تک کہ حوض اور چشمے اس سے لبالب کر دیتے تھے۔ اور مشکیں اور برتن سب بھر لیتے تھے۔ اور جن اور آدمی اور چار پائے جسقدر لشکر کے ساتھ ہوتے تھے وہ سب پی کر پانی سے سیر ہو جاتے تھے اور اس کے بعد وہاں سے کوچ کر دیتے تھے غرض جب آدمیوں کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ اور وہ پیاس سے ملتہاب تھے۔ تو اس وقت ہُدہُد کی تلاش کی گئی اور جب وہ نہ ملا تو حضرت سلیمان کو اس پر سخت غصہ آیا اور اسی غصہ میں آپ نے فرمایا کہ میں ہُدہُد کو سخت عذاب دونگا۔ یعنی میں اسکے پر اکھاڑ ڈالونگا۔ پس وہ ایک سال تک نہ اُڑ سکے گا۔ اسکو ذبح کرونگا۔ اور اس کے بعد آپ نے اپنی قسم میں سے استثناء کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر ہُدہُد نے اپنی غیر حاضری کی بابت کوئی معقول عذر اور روشن حجت بیان کی تو اس کا جرم معاف کیا جائیگا اور اس سے درگذر ہوگی۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا معمول تھا کہ آپ جب کسی پرندے کو سخت عذاب کرتے تھے تو آپ اُس کے سب پروں کو اُکھاڑ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہُدہُد تھوڑی دیر ٹھیر کر آگیا۔ اور جب وہ آیا تو اُسکے ہم جلسوں نے اُسکو خبر کر دی۔ کہ حضرت سلیمان تجھ پر خفا ہو رہے ہیں اور تم کو سخت عذاب دینے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ اُنھوں نے اس سزا میں کچھ استثنا بھی کیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ ہاں کیا ہے اس لئے ہُدہُد آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سجدہ کیا اور حضرت سلیمان کے حق میں دُعا کی۔ کہ خداوند تعالیٰ تجھے ہمیشہ زندہ رکھے اور تیری بادشاہی دیر تک رہے۔ اور اس کے بعد اُس نے زمین کو اپنی چونچ سے کریدنا شروع کیا اور سر سے بھی حضرت سلیمانؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اسکے بعد عرض کی۔ کہ میں نے ایک ایسی جگہ کی سیر کی ہے جہاں اب تک آپ تشریف نہیں لے گئے۔ اور مجھ کو ایک ایسی شئے معلوم ہوئی ہے جس کا آپ کو اس وقت علم نہیں ہے۔ اس گفتگو سے ہُدہُد کا مطلب یہ تھا کہ میں ایک ایسی چیز کی خبر لیکر آیا ہوں کہ جسکی خبر آجتک آپ کو جنوں نے نہیں دی اور نہ ہی اُس کی خبر دیتے ہیں اُنھوں نے آپ کی خیر خواہی کی اور انسانوں کو بھی اس بات کا مطلق علم نہیں۔ اور کہا کہ میں آپ کے پاس شہر سبا سے ایک عجیب خبر لایا ہوں۔ اور وہ یقینی ہے۔ اور اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے اور وہ بعینہٖ اسکی مصداق ہے ؎ مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد ؏ ہُدہُد خوش خبر از طرف سبا باز آمد

یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسی خبر ہے جو لایا ہے۔ جواب میں گذارش کی۔ کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے جو شہر سبا میں بادشاہی کرتی ہے۔ اس کا نام بلقیس ہے۔ اور ابو سراح حمیریہ کی بیٹی ہے اور اسکو ہر چیز دیگئی ہے اور وہ عالم بھی ہے اور بلاد یمن اور اُسکے گردو نواح کے جتنے شہر ہیں۔ ان سب پر حاکم ہے اور جاہ و جلال کا سب سامان اس کے پاس موجود ہے اور ہتیار فوج اور گھوڑے رکھتی ہے۔ اور دربار میں جلوس کرنیکے واسطے اس نے ایک عظیم الشان تخت بنا رکھا ہوا ہے جو اسی ہاتھ لمبا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ وہ تخت اسی گز اونچا ہے اور اسی گز چوڑا۔ اور جواہرات اور مروارید اور موتیوں سے مرصع ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ بلقیس اور اسکی قوم خداوند کریم کو چھوڑ کر آفتاب کی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہ مجوسیوں کا دین ہے بلقیس کو اور اسکے لشکر کو شیطان مردود نے برگشتہ کر دیا ہے۔ اور خدا کو سجدہ نہیں کرتے۔ حالانکہ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے والا وہی ہے اور وہی زمین اور آسمانوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اور جو چیز چھپائی جاتی ہے۔ اس کو جانتا ہے اور جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو اُسکو سنتا ہے اور اس معبود برحق کے سوا جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور کوئی

کو کہا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کو کہنا کہ یہ جو سوراخ دار کوڑی ہے اس میں تاگا پرو ڈالو۔ اور تاگا پرونے کے واسطے کسی انسان اور جن کی
مدد نہ لو۔ اور جو بے سوراخ ہے اس میں بغیر مدد لوہے اور جن اور انسان کے سوراخ کر دو۔ اور لونڈیوں اور غلاموں میں تمیز کر دو
اور خالی پیالہ کو ایسے کف دار پانی سے بھر دو جو نہ زمین کا ہو اور نہ آسمان کا۔ اور بلقیس نے جو خط لکھا تھا اس میں اسرار
طرح کے سوال بھی حضرت سلیمانؑ کو لکھے۔ غرض قاصد یہ تحفے لیکر روانہ ہوئے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ میں پہنچے
تو اس ہدیہ کو پیش کیا اور سب ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے اس تحفہ کو دیکھا۔ مگر اپنی جگہ سے
ذرا بھی جنبش نہ کی اور نہ ہی ایسے ہاتھ پاؤں ہلائے اور اس ہدیہ کی ذرا پرواہ بھی نہ کی اور نہ ہی اس سے خوشی ظاہر
کی۔ اور نہ ہی اس کو خفیف اور حقیر سمجھا۔ قاصدوں نے حضرت سلیمانؑ کے بشرہ سے معلوم کر لیا۔ کہ اس تحفہ سے
نہ تو آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے ہیں اور نہ ہی ایسی توجہ پائی جاتی ہے جس سے قبولیت معلوم ہو۔
اس کے بعد سلیمانؑ نے اپنے سر کو اٹھایا۔ اور بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور دیکھ کر ان کو فرمایا کہ زمین اور
آسمان خدا کا ملک ہے۔ خدا نے آسمانوں کو بلند کیا ہے اور زمین کو بچھا دیا ہے۔ تاکہ جو کوئی اس پر کھڑا ہونا چاہے
وہ کھڑا ہو۔ اور جو بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے اور پھر ان کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد جو
عورت قافلہ کی امیر تھی وہ حضرت سلیمانؑ کی طرف بڑھی۔ اور وہ دو کوڑیاں جو بطور تحفہ ساتھ لائی تھی۔ ان کو
پیش کیا اور عرض کی کہ آدمیوں اور جنوں کی مدد کے بغیر اس سوراخ دار کوڑی میں آپ تاگا پرو ڈالیں۔ اور وہ
دوسری طرف نکل آئے۔ اور یہ دوسری کوڑی جو سوراخ کے بغیر ہے۔ اس میں آدمیوں اور جنوں کی مدد کے
بغیر اور کسی لوہے کے آلہ کے بغیر آر پار سوراخ کر دو۔ اور اس کے بعد اس امیر عورت نے پیالہ پیش کیا اور گزارش
کی۔ کہ بلقیس بیگم نے درخواست کی ہے کہ اس پیالہ کو میٹھے پانی سے بھر دو۔ اور وہ پانی کف دار ہو۔ اور نہ آسمان کا ہو اور نہ
زمین کا۔ پھر اس عورت نے غلاموں اور لونڈیوں کو پیش کیا۔ اور عرض کی کہ بلقیس نے کہا ہے کہ آپ ان لونڈیوں
اور غلاموں کو الگ الگ کر دیں۔ پس اسوقت سلیمانؑ نے ملک کے بزرگوں کو طلب کیا اور جب سب حاضر ہو گئے۔ تو
سلیمانؑ نے انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ کوئی شخص ہے جو اس کوڑی میں اس طرح تاگا پرو دے۔ کہ وہ دائیں
طرف سے ہوتا ہوا اس کوڑی کی بائیں طرف سے نکل جائے۔ اس وقت ایک کیڑا (اور یہ کیڑا صعصعہ یعنی طب میں بتایا ہے دیمک کا رنگ سرخ ہوتا
ہے) اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اس کام کو اس شرط پر کرتا ہوں۔ کہ آپ صعصعہ میں میری روزی مقرر کر دیں
حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں کر دونگا پس اس کیڑے نے تاگا اپنے سر پر لپیٹ لیا اور اس کوڑی میں سوراخ کرتا ہوا گھسا
اور اسکو کر کے بائیں جانب سے نکل آیا۔ اور اس خدمت کے عوض میں حضرت سلیمانؑ نے صعصعہ میں اسکی روزی
بھی مقرر کر دی۔ پھر دوسری کوڑی کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ اور پوچھا کہ لوہے کے آلہ کے بغیر اس میں کون سوراخ
کر سکتا ہے۔ اس کے واسطے ایک دوسرے سفید رنگ کے کیڑے نے سر اٹھایا۔ یہ لکڑی میں رہتا ہے اس
نے عرض کی۔ کہ اے بادشاہ اس خدمت کو میں کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ اسکے عوض میں لکڑی میں میری روزی
مقرر کر دیں۔ آپ نے اس شرط کو قبول کیا۔ اس کے بعد وہ کیڑا اس کوڑی سے لپٹ گیا۔ اور برابر اسکو چھید
کرتا ہوا دوسری طرف سے نکل گیا۔ اس کے عوض میں حضرت سلیمانؑ نے اسکی روزی لکڑی میں مقرر کر دی۔ اس کے
بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ہمارے عربی گھوڑے لاکر حاضر کرو جب وہ حاضر کئے گئے تو فرمایا کہ ان کو اس
میدان میں دوڑاؤ۔ پس وہ دوڑائے گئے۔ اور جب دوڑتے دوڑتے تھک گئے اور پسینا پسینا ہو گئے۔ تو اسوقت
آپ نے فرمایا کہ اس خالی پیالہ کو ان گھوڑوں کے پسینہ سے بھر دو۔ چنانچہ وہ پیالہ گھوڑوں کے پسینہ سے لبالب
بھر گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ کف دار پانی میٹھا جو نہ زمین کا ہو اور نہ آسمان کا وہ یہ ہے۔ اس کے بعد آپ
نے فرمایا۔ کہ اب پانی لاؤ اور خدمتگاروں کو کہو۔ کہ وہ وضو کریں۔ تاکہ غلام اور لونڈی میں تمیز ہو جائے۔ آپ کے فرمان کے

بدستور سوتے رہتے ہیں اور ہم سب ہوشیاری سے حفاظت کرتے ہیں۔ اسکے بعد اس نے حضرت سلیمانؑ کے نامہ
کو کھولا اور اسکو پڑھا اور وہ خود لکھی پڑھی تھی۔ اور پڑھ کر معلوم کیا۔ کہ اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہے اور جب
اسکو پڑھ چکی۔ تو اپنی قوم کے بزرگوں اور امیروں کو بلایا۔ اور جب وہ حاضر ہوئے۔ تو اُن سے کہا۔ کہ میرے پاس
ایک بزرگ نامہ پھینکا گیا ہے۔ اور اسکے اوپر مُہر لگی ہوئی ہے۔ یہ نامہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سے آیا ہے اور بسم اللہ
سے شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں یہ مضمون درج ہے۔ کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو۔ اور میری فرمانبرداری اختیار
کرو۔ اور مطیع ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ تم میری قوم کے بزرگ ہو۔ اب مجھے مشورہ دو کہ میں اس باب میں کیا کروں
اور جب تک اس کام میں مشورہ ہو کر کوئی صلاح قرار نہ پا جائیگی۔ میں کوئی دوسرا کام نہیں کرونگی۔ ان آدمیوں نے
جو حاضر ہوئے تھے عرض کی۔ کہ ہم لوگ بڑے بہادر ہیں۔ اور بڑے عزت دار۔ اگر کوئی دشمن ہمارا مقابلہ کرے تو
وہ نہیں کرسکتا۔ اور تو ہماری سردار ہے۔ ہم تمہیں کیا رائے دے سکتے ہیں۔ اپنے کام میں تو خود دانا ہے۔ اور
اپنی تدبیر آپ اچھی طرح کرسکتی ہے۔ ہم تو حکم کے بندے ہیں۔ جو حکم دے گی۔ ہم اسکو بجا لائینگے اور اس پر عمل
کرینگے۔ خداوند کریم فرماتا ہے (حکم کرنا تیرے واسطے ہے جو مصلحت دیکھے اسکے مطابق حکم کر اور ہم تیرے حکم کے فرمانبردار
ہیں) اور بلقیس نے اس بات میں سوچا۔ اور غور کے بعد فرمایا۔ کہ جب بادشاہ بصورت مخالفت کسی ملک میں داخل
ہوتے ہیں۔ تو اسکو خراب کردیتے ہیں۔ اور ملک کے معزز لوگوں اور سرداروں کو ذلیل اور خوار کرتے ہیں۔ اور
جب لڑائی کرنیکے بعد فتحیاب ہوتے ہیں۔ تو اس ملک کے لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ اور جو مقابل میں کھڑے ہو کر
لڑائی کرتے ہیں۔ ان کو مار ڈالتے ہیں۔ اور اُن کی اولاد کو بھی قید کرلیتے ہیں۔ اس لئے میرا ارادہ یہ ہے کہ تحفہ تحائف
دیکر حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں قاصد روانہ کروں اور پھر انتظار کروں کہ قاصد کس خبر کو واپس آتے ہیں۔ اور کیا خبر لاتے
ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اُس نے تحفہ تحائف دیکر حضرت سلیمانؑ کے پاس قاصدوں کو بھیجدیا۔ اور وہ تحفے یہ تھے
بارہ غلام تھے۔ اور یہ غلام ایسے تھے کہ سب بے ریش تھے۔ اور ان میں سے عورتوں کی علامتیں پائی جاتی تھیں
عورتوں کی مانند ہی اُنکی آواز تھی ویسے ہی اعضاء نرم تھے۔ اور عورتوں کی مانند ہی ہاتھوں میں مہندی لگائی
ہوئی تھی۔ اور عورتوں کی طرح ہی مانگ نکالے ہوئے اور چوٹی پٹی درست کئے ہوئے تھے اور پوشاک بھی
ویسی ہی پہنے ہوئے تھے جیسی کہ عورتیں پہنتی ہیں۔ اور جاتے ہوئے بلقیس نے ان لوگوں کو یہ فہمائش بھی
کردی تھی۔ اگر تم سے کوئی بات پوچھیں۔ تو اس کا جواب عورتوں کی مانند ہی دینا۔ اور بارہ ہی لونڈیاں تھیں۔ اِن
لونڈیوں کی آواز مردوں کی طرح بھاری تھی اور ان کے اعضاء بھی قوی تھے۔ اور انکے سر کے بال تراشے ہوئے اور
مردوں کا سا لباس پہنا دیا۔ اور فہمائش کردی۔ کہ جب تم حضرت سلیمانؑ کے حضور میں حاضر ہو۔ اور وہ تم سے
کوئی بات پوچھیں اور بے خوف اور بے حجاب ہوکر ان کو جواب دینا۔ اور خدمتگاروں کے ہاتھ میں طبق دئیے جو
مشک اور عود اور عنبر سے پُر تھے۔ اور دو دو من وزن والی بارہ اینٹیں بھیجیں اور دو عدد خرمہرہ جیسے کوڑیاں
روانہ کیں۔ ان میں سے ایک کوڑی میں تو پیچ در پیچ سوراخ تھا اور ایک میں کوئی سوراخ نہیں تھا اور ایک
خالی پیالہ روانہ کیا۔ اور ان شخصوں کے ہمراہ ایک عورت کو بھی روانہ کیا۔ اور اس کو سمجھا دیا کہ تم نے اسی امر
میں خوب غور کرلی۔ حضرت سلیمان کیا بات چیت کرتے ہیں اور اسکو اچھی طرح یاد بھی رکھنا اور پھر آکر میرے پاس
وہ سب کچھ بیان کردینا۔ اور غلاموں اور لونڈیوں کو حکم دیا۔ کہ جب حضرت سلیمانؑ کے حضور میں جاؤ تو وہاں
مؤدب ہو کر کھڑے رہنا۔ اور اس وقت منتظر رہنا وہ بیٹھنے کے واسطے جو حکم دیں۔ اگر حضرت سلیمانؑ
جابر بادشاہ ہونگے تو وہ تم کو بیٹھنے کے واسطے حکم نہیں دینگے۔ اور بحال دیگر ہم ان کو راضی کرلینگے۔ اور اس کے بعد وہ
ہمارے ساتھ بھی اچھا سلوک کرینگے۔ اور اگر بردبار دانا اور عالم ہونگے تو تم کو بیٹھنے کا حکم دینگے۔ اور قافلہ کی میر عورت

ں کا یہ مطلب تھا۔ کہ جس سے پر تو نگاہ کرے۔ اور وہ تیرے پاس لے آئے۔ اس سے بہت جلد لے آؤنگا
سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر تو اس کام میں کامیاب ہوا تو غالب آیا ورنہ مجھے جنوں میں رسوا کریگا۔
اوں اور جنوں کا سردار ہوں۔ یہ سنکر آصف کھڑا ہوگیا اور اس نے وضو کیا۔ اور اسکے بعد سجدہ میں گیا۔
پڑھا اور دعا مانگنی شروع کی اور یہ کہا یا حی یا قیوم۔ اور حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جسکے پڑھنے سے انسان کی دعا
تی ہے اور جس کے وسیلے سے آدمی کی مراد حاصل ہو تی ہے وہ یہ ہے یا ذوالجلال والاکرام۔ راوی کہتا
اس جگہ سے زمین کے نیچے غائب ہوگیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کی کرسی کے پاس سے باہر نکل آیا۔ اور ایک
یہ بھی آیا ہے کہ یہ تخت اس چھوٹی کرسی کے نیچے سے ظاہر ہوا تھا جس پر بڑی کرسی کے اوپر بیٹھے ہوئے
ے علیہ السلام اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ اور جب شیاطین نے دیکھا۔ کہ تخت حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں
ہوں نے حضرت کو کہا کہ آصف تخت کو تو لے آیا ہے۔ مگر اسکو یہ قدرت نہیں ہے کہ بلقیس کو بھی لا حاضر
۔ رجیا نے یہ کلام سنکر عرض کی کہ میں بلقیس کو بھی لاکر خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ
حکم دیا۔ کہ ایک محل تیار کیا جائے اور اس میں ایک دیوانخانہ بناؤ۔ اور اس دیوانخانہ کے آگے شیشہ کا ایک
ار کرو۔ اور اس طرح کی صنعت کاری اور صفائی ہو۔ اس میں سے دریا کا پانی دکھائی دے اور تیرتی ہوئی
آئیں۔ اور دیکھنے والے کو ایک عمیق بہتے گہرا چشمہ دکھائی دے اور اس میں مچھلیوں کا جلوہ اسکو نظر آئے۔
ہ کے صدر مقام پر بھاری کرسی بچھائی جائے۔ اور اردگرد اپنے اپنے قرینہ پر مصاحبوں کی کرسیاں بچھی ہوئی
ئے جیسا آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اسکے مطابق ہی سب کاموں کی تعمیل ہو گئی اور جب کام ٹھیک ٹھاک
ت سلیمانؑ اپنے مصاحبوں اور رفیقوں کو لیکر تشریف لیگئے۔ اور جا کر اپنی کرسی پر تو خود اجلاس کیا۔ اور باقی
ر رفیق بیٹھ گئے۔ اور یہ سب جلسہ نشرین سے تھے۔ اور ان کے بعد جنات کی قوم رنگ برنگ بیٹھے۔ اور
طان شیطان گرشے بیٹھ گئے۔ آپ کے اجلاس کا یہی نقشہ تھا۔ اور آپ کی یہ عادت تھی کہ جب رُسا
ں سیر کرنی چاہتے تھے اور اس وقت اسی کرسی پر اجلاس فرماتے تھے۔ اور مصاحب لوگ اپنی اپنی کرسیوں
اور ہوا کو حکم دیا تھا۔ کہ اس تمام جلسہ کو ہوا میں اُٹھا لے۔ اس لئے ہوا اسکو آسمان اور زمین کے درمیان
اکر لیجاتی تھی۔ اور اس جلسہ کے تمام لوگوں کو سیر کرواتی تھی۔ اور جب آپ یہ حکم دیتے تھے کہ اب جلسہ
ردو۔ تو اس وقت ہوا ٹھہر جاتی تھی۔ اور اس تمام جلسہ کو زمین پر اُتار دیتی تھی اور اس طرح زمین پر تر
زمین کی سیر فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی یہ مجلس اسی طرح ہوا کرتی تھی جیسے کہ اس وقت
ادشاہوں کے دربار اس وقت میں امیروں اور ارکان دولت سے منعقد ہوتے ہیں۔ القصہ جب حضر
ام کے دیوانخانہ میں مجلس منعقد ہوئی اور سب اپنے اپنے قرینے پر بیٹھ کر دربار کی رونق کا باعث ہوئے
ف برخیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ کیا اور اسم اعظم پڑھ کر اسد
عا مانگی۔ اور اسم اعظم یہ پڑھا "یا حی یا قیوم" اسی اثناء میں اچانک بلقیس مجلس میں حاضر آئی اور آکر حضرت
و برو کھڑی ہوگئی۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ وہ حضرت خضر تھے جو اسم اعظم کو جانتے تھے۔ اور
ہیں۔ کہ ان کا نام حسن بن حاد تھا۔ اور یہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کا داروغہ تھا۔ جب آپ نے
ہ آگے حاضر پایا تو فرمایا کہ یہ احد جلشانہ کی بخشش ہے۔ اور اس نے مجھ کو آزمایا ہے۔ کہ ملک اور دولت
ہوا ہے میں اُس میں خداوند تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہوں یا اسکی نعمت کا کفر کرتا ہوں۔ اور جب میں
دیکھوں جو مجھ سے بہت کم ہو۔ مگر علم اور فضل میں وہ مجھ سے زیادہ ہے۔ تو اس صورت میں مجھ کو خداوند
واجب ہے۔ اور جو کوئی خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کے واسطے ہی کرتا ہے

مذکور پانی حاضر کیا گیا۔ جب پانی آیا تو پہلے عورتوں نے ہاتھ دھونے شروع کئے۔ ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ میں پانی کا برتن پکڑتی تھی۔ اور اس میں سے اپنی دائیں ہتھیلی پر پانی ڈال کر اس سے اپنا بازو دھوتی تھی اور پھر اسی طرح بائیں ہاتھ میں پکڑ کر بائیں بازو کو دھوتی تھی۔ پس اس طریق سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ لونڈیاں ہیں۔ ان سب کو آپ نے ایک طرف الگ کر دیا۔ اس کے بعد خدمتگار اپنے ہاتھ دھونے لگے انہوں نے پہلے اپنا دایاں ہاتھ دھویا اسکے بعد بایاں دھویا اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ غلام ہیں۔ اس لئے آپ نے انکو بھی الگ کر دیا۔ اور یہ تعداد میں بارہ تھے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان مسائل میں فکر اور غور کی۔ اور ان کے ایک ہزار جواب لکھ دئیے پس یہ جوابات اور ہدیئے قاصدوں کو واپس دے دئیے۔ اور آپ نے ان کو کہا۔ کہ کیا تم مال سے میری مدد کرنی چاہتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھ کو دے رکھا ہے یعنے پیغمبری اور بادشاہی یہ نعمت تمہارے مال سے کئی درجے بہتر ہے تمہارے بھیجے ہوئے ہدئیے تم کو ہی خوش کر سکتے ہیں مجھ کو نہیں۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو یہ نامہ لکھا اور ہد ہد کے حوالہ کیا اور اسکو حکم دیا۔ کہ بلقیس کے پاس لیجا۔ اور کہدے کہ ہمارے پاس بڑے جرار لشکر موجود ہیں۔ ہم ان کو لیکر تیرے اوپر چڑھائی کرینگے۔ اور تیرے آدمی ہرگز مقابلہ کی تاب نہیں لائینگے۔ اور ہم انکو شہر سے نکال دینگے اور انہیں ذلیل اور خوار کرینگے اور پھر وہ ہمیشہ ہی ذلیل اور خوار رہینگے ہد ہد نے حضرت سلیمان کے اس نامہ کو لیا۔ اور دوسری دفعہ جا کر بلقیس کو پہنچا دیا۔ اور اس کو پڑھا اور بھیجے ہوئے قاصد بھی واپس آگئے اور جو کچھ وہاں دیکھا تھا۔ اس کو بیان کیا۔ اور سلیمانؑ نے جو جواب دیا تھا وہ بھی بلقیس کو نکال کر دکھلا دیا۔ اس وقت پھر بلقیس نے اپنی قوم کو بلایا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ یہ آسمانی معاملہ ہے اس سے مخالفت کرنی اچھی نہیں ہوگی۔ اور ہم میں اس کے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے اسکے بعد بلقیس اپنے تخت کے پاس آئی۔ اور اسکو ساتویں کوٹھڑی میں بند کر دیا اور اس پر نگاہبان مقرر کر دئیے کہ اسکی حفاظت کریں۔ اور آپ حضرت سلیمان کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ہد ہد پہلے ہی سلیمان علیہ السلام کے پاس آپہنچا۔ اور آکر عرض کی۔ کہ بلقیس خود آرہی ہے۔ جب حضرت سلیمانؑ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ملک کے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ اے سردارو۔ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے اس کے تخت کو میرے پاس لا کر حاضر کرے۔ کیونکہ اگر بلقیس پہلے آکر داخل اسلام ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ صلح کی بات ٹھہر گئی۔ تو پھر میرے لئے اس کے تخت کا لینا حلال نہیں ہوگا۔ اس وقت ایک خبیث جن حاضر ہوا۔ اسکا نام عمرو تھا اور جنوں میں سے یہ بڑا سرکش اور سخت تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ آپ کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اس تخت کو آپکے پاس لا کر حاضر کروں گا۔ اور اس سے اسکی غرض یہ تھی کہ اس سے پہلے کہ آپ کچہری سے اٹھو۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرونگا۔ اور آپ کا یہ معمول وقت دوپہر تک تھا۔ اور اس جن نے یہ بھی کہا کہ میں تخت کے لانے کی طاقت رکھنے کے سوا امانتدار بھی ہوں یعنے اس تخت میں جو جواہرات موتی زمرد اور سونا چاندی جڑے ہیں۔ ان کو احتیاط کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کرنے کے بغیر آپ کے پاس پہنچا دونگا۔ اور اسکی رفتار کا یہ حال تھا۔ کہ جہاں اسکی نظر پہنچتی تھی۔ وہاں ہی وہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ اس نے حضرت کے پاس اپنی رفتار کا ذکر کیا۔ اور کہا میں جلدی ہی تخت کو آپکے پاس لا حاضر کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بھی زیادہ جلدی کوئی لانیوالا شخص ہو پس ایک شخص عالم کتاب اللہ حاضر ہوا۔ وہ اسم اعظم (یاحی یا قیوم) جانتا تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں خداوند کریم کی بارگاہ میں پہلے دعاء کرتا ہوں۔ اور بعد میں قصد کرتا ہوں۔ اور خداوند کریم کی کتاب میں بھی نگاہ ڈالتا ہوں۔ اور پھر اس سے بھی پہلے لے آؤنگا۔ کہ جتنے میں تیری نظر تیری طرف واپس لوٹتی ہے۔ اور اس شخص کا نام آصف بن برخیا بن شمعیا تھا۔ اور اسکی ماں کا نام باطورا تھا۔ اور باطورا بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھی۔ اور اس نے بجائے خود یہ دعویٰ کیا تھا کہ جتنے عرصہ میں تیری نگاہ تیری طرف واپس لوٹ کر آتی ہے اس سے بھی پہلے تیرے پاس لے آؤں گا

تک آفتاب کی پرستش کی ہے۔ تو اس سے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اب حضرت سلیمان
ایمان لائی ہوں یعنے اس کے ذریعہ خدا وند تعالےٰ کی بندگی اور فرمانبرداری اختیار کی ہے اور پروردگار
سے مخصوص ہو کر مسلمان ہوگئی ہوں۔ پس حضرت سلیمانؑ نے اس طرح بلقیس کو خداوند تعالیٰ کے
ندگی کرنے سے باز رکھا اور عذاب سے بچالیا۔ اور جب کافروں کی قوم اور کفر سے الگ ہوگئی۔ تو حضرت
ساتھ نکاح کرلیا۔ اور پھر بعد میں حکمائے ان کی صفائی کے واسطے حکم و ماکہ اب نورہ بناؤ تاکہ
، جائیں۔ اسلئے حکماء کے فرمانے کے موافق نورہ بنایا گیا اور حضرت سلیمانؑ اور بلقیس دونوں نے
لگایا۔ اور بالوں سے اپنی صفائی کی۔ اور پھر سلیمانؑ نے بلقیس سے چیزوں کا حال پوچھا۔ اور
حضرت سلیمانؑ سے دریافت کیا۔ اور آپس میں خلوت کی۔ اور حضرت سلیمانؑ سے بلقیس حاملہ ہوئی۔
کے دن پورے ہوگئے تو بچہ جنا اور اس کا نام داؤد رکھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کی حیاتی میں ہی داؤدؑ
سے رحلت کر گئے تھے۔ اور بعد میں حضرت سلیمانؑ نے بھی انتقال کیا۔ اور آپ کی وفات سے ایک ماہ
ں بھی وفات پاگئیں۔ کہتے ہیں کہ شام کے ملک میں حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو ایک شہر عطا فرمایا ہوا
اس کے خراج پر اپنا گذارہ کرتی تھی۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے نکاح کرلیا
ری کے بعد آپ نے بلقیس کو اُسکے اپنے ملک میں ہی بھیج دیا تھا۔ اور وہاں وہ اپنے پہلے دستور کے
ت کرتی رہی اور حضرت سلیمانؑ مہینے میں ایکدفعہ بیت المقدس سے بلقیس کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے

عبرت حاصل کرنے کا بیان

سلیمانؑ کے قصہ کو ہم نے اسواسطے بیان کردیا ہے تاکہ ہر ایک عقلمند مسلمان اگلی امتوں کے نیک کردار
بدکردار جاہلوں کے حالات سے نصیحت حاصل کریں۔ اور ان کے اعمال کے انجام سے عبرت پکڑیں عبادت
اری کے عوض اہل طاعت کو جو نعمت اور بزرگی اور جاہ وجلال عطا ہوا ہے۔ اور بدبختوں اور ظالموں کو
بدکاری کے عوض میں جو سزا ملی ہے۔ اور ذلت اور خواری نصیب ہوئی ہے۔ اگر وہ اس قصہ میں غور
۔ اور اس کو اچھی طرح سنیں اور سمجھیں تو ان لوگوں کے واسطے اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور خدا کی قدرت
ں کہ کس طرح اس نے اپنے دوستوں کو کفار کے ملک وغیرہ پر غالب کردیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے
وردگار اور حقیقی معبود کی سچے دل سے عبادت کی۔ اور اس کے فرمانبردار رہے۔ تو اس کے عوض
ں اور پیغمبری بادشاہی نصیب ہوئی۔ اور بلقیس اور اس کا ملک اُن کے حصہ میں آگیا۔ اور بلقیس کو بارہ
سے دلاور اور بہادر افسر تھے۔ کہ ان میں سے ہر ایک ایک لاکھ جنگی جوانوں پر حاکم تھا۔ اور حضرت
کے لشکر میں تو صرف چار لاکھ جنگی آدمی ہی تھے۔ اور ان میں سے دو لاکھ آدمی تھے دو لاکھ جن غرض ان دونوں
فرق بخوبی ظاہر ہے۔ پس حضرت سلیمانؑ بسبب اسی طاعت کے مالک بن گئے۔ اور بلقیس باعث اپنے کفر
کے مملوک ہوگئی۔ پس اے لوگو! خوب یاد رکھو کہ اسلام غالب آتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ
سلمانوں پر کبھی غلبہ نہیں دیگا۔ اسی طرح تو بھی اللہ کو سچے دل سے جب ایمان لائیگا۔ تو دنیا میں اپنے دشمنوں سے
گا۔ اور آخرت کو خلق الگ رہے۔ وہ قیامت میں تیرے خدمتگار بنینگے۔ اور جس طرح کوئی سدھا راستہ
کے آگے چلتا ہے۔ اسی طرح وہ تیرے آگے آگے چلیگی۔ اور جس طرح خادم اپنے مالک کی تعظیم وتکریم
اسی طرح وہ تیری تعظیم اور تکریم کرے گی۔ اور مخاطب ہوکر یہ کہیگی کہ میں اپنے مالک کی فرمانبردار ہوں۔ مجھکو
ہے وہ بجالائی ہوں۔ اے حضرت آپ کے ایمان کے نور نے میری بھڑک کو سرد کردیا ہے۔ اور یہ بات
کہیگی کہ اے مومن تو بڑا بزرگ اور صاحب نور ہے۔ اور تجھ کو تیرے بادشاہ کی طرف خلعت فاخرہ پہنائی

کیونکہ اس کا فائدہ اُسی کو پہنچتا ہے۔ اور اگر کوئی کفر نعمت کرتا ہے۔ تو میرا پروردگار بڑا بے پرواہ اور بخشنے والا ہے اور وہ جلدی عذاب نہیں کرتا۔ اور جب جنّوں نے بلقیس کو دیکھا۔ اور اس کا استقلال معلوم کر لیا۔ تو ان کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ ایسا نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے نکاح کر لیں۔ اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے حال سے واقف ہو جائینگے۔ کیونکہ بلقیس جنات کے حالات کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اور اسکو اس علم کے حاصل ہونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ بلقیس کی ماں جنّوں کی قوم سے تھی۔ انکی ماں کا نام عمیرہ تھا جو عمرو کی بیٹی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انکی ماں کا نام رواحہ تھا اور وہ سکن کی بیٹی تھی جو جنّوں کا بادشاہ تھا۔ غرض جب جنوں کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا۔ تو اُنہوں نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ ہم بادشاہ کو ایک نیک صلاح دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بلقیس دانا نہیں ہے۔ وہ ناقص العقل ہے اور اُسکے پاؤں بھی ایسے ہیں جیسے گدھے کے سُم ہوتے ہیں۔ اور اصل میں بلقیس کے پاؤں ضرور بیڑھے تھے۔ اور ان پر بال بھی تھے۔ جب حضرت سلیمان کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو اُنہوں نے اُسکی عقل کو آزمانا چاہا۔ اور یہ بھی چاہا کہ اُسکے پاؤں بھی دیکھوں۔ اس لئے آپ نے محل کے صحن میں شیشہ کا ایک صاف فرش تیار کرایا۔ اور کاریگروں نے اس میں آب رواں کی ایک ایسی صورت بنائی کہ اس میں مچھلیاں اور مینڈک برابر دکھائی دیتے تھے۔ اور دیکھنے والوں کو یہ دھوکا ہوتا تھا۔ کہ یہ بڑی عمیق اور گہری نہر ہے اور حکم دیا کہ بلقیس کا جو تخت منگوایا گیا ہے۔ اس میں بھی کچھ کمی بیشی کر کے اسکی ہیئت کو بدل ڈالو۔ اور یہ بھی اس واسطے کیا تھا۔ کہ اسکی عقل کو آزمائے جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (اور اسکے واسطے ایک تخت کو متغیر کر دو یعنی اس شناخت کے واسطے کہ یہ بلقیس ہے اس کے تخت کی ہیئت کو بدل ڈالو اور بعد میں دیکھو کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا نہیں۔ جب بلقیس محل کے اندر آئی۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا۔ اس کو دیوانخانہ میں لے جاؤ جہاں میری کرسی بچھی ہے۔ اور جب آدمی دیوانخانہ میں جانا چاہتا تھا تو اس کو اسی صحن میں سے ہو کر گذرنا پڑتا تھا جو مذکورہ بالا وضع میں تیار کیا گیا تھا۔ اس کے سوا دوسرے رستے سے جانا ممکن نہ تھا۔ جب بلقیس وہاں سے گذرنے لگی۔ تو اُسے دیکھا کہ سامنے آگے تو ایک بڑا گہرا دریا پانی سے بھرا ہوا ہے اس نے اپنے دل میں کہا کہ سلیمانؑ چاہتے ہیں کہ مجھ کو اس میں ڈبا دیں۔ اور آخر کار اس پر عمل کیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات دونوں ہاتھوں سے اپنے پائینچے اُٹھائے اور ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور جب اُس شفاف اور صاف صحن سے گذرنے لگی تو اس کی سیمیں ساق میں بال دکھائی دیئے۔ گو اسکی ساق پر بال تھے۔ مگر وہ حقیقت میں بڑی حسین اور خوبصورت اور پری زاد عورت تھی۔ اور مخالفوں نے جو جو اسکے حق میں بہتان باندھا تھا۔ اور باتیں بنائی تھیں وہ سب بیہودہ اور جھوٹی تھیں۔ اور بعد میں لوگوں نے بلقیس سے کہدیا کہ آئینہ بندی کا یہ محل اور اس کا اس قسم کا صحن جو مہوش بے ریش آدمیوں کی مانند ہے۔ اور گرد اور بال سے بالکل صاف اور پاک ہے۔ بنایا گیا ہے۔ پس جب بلقیس کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ بیخوف ہو کر حضرت سلیمانؑ کے پاس چلی گئی۔ اور جب آپس میں ملنا ملانا ہوا۔ تو اس وقت حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تو دیکھ لئے مگر نازک اور خوبصورت ضرور تھی اُس کی بناوٹ کی خوبی پر فریفتہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس سے سوال کیا کہ جیسا یہ تخت رکھا ہے کیا تمہارا بھی ایسا ہی ہے۔ کچھ تو اسکو پہچانا اور کچھ نہ پہچانا اور اپنے دل میں سوچا۔ کہ میرا یہ تخت اس جگہ کیونکر آ گیا ہے اسکو تو میں ساتویں گھر میں چھپا آئی ہوں۔ اور اس پر نگہبان اور محافظ بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور آخر کو پہچان لیا۔ کہ یہ وہی تخت ہے۔ اور حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں کہ ہم کو پہلے سے ہی یقین تھا کہ اسکو پہچان لیگی۔ اور بلقیس مجوسی دین پر تھی۔ اور ہم مسلمان تھے۔ اسکے بعد بلقیس نے سوچ سمجھ کر کہا کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے جو اپنے دل میں یہ خیال لائی تھی کہ حضرت سلیمان نے میرے ڈبو دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اور بلقیس کے اس مقولہ سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ کہ

اعمال کو برائی سے بچایا ان پرہیزگار لوگوں کے گروہ میں اٹھیگا۔ جو قیامت کے روز اپنے پاک پروردگار کے پاس حاضر
ہونگے۔ اور وہاں کے ساتھ تم کو بزرگی عطا ہوگی۔ اور سلامتی اور خوشی کی بشارت دی جائیگی۔ اور اگر تو اسکے برخلاف عمل
کریگا۔ تو پھر تو دوسرے ہلاک ہونے والے اور آگ میں جلنے والے گروہ میں شامل ہو جاویگا۔ اور فرعون اور ہامان
اور قارون کے ساتھ دوزخ کی آگ میں جلیگا۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے جو آدمی یہ امید رکھتا ہے کہ مجھ کو اپنے پروردگار
کی ملاقات ہو۔ اسکو کہدو کہ وہ نیک عمل کرے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کرے) اس سے
ظاہر ہے کہ نیک عمل کے سوا قیامت کے دن چھٹکارا نہیں ہوگا ۔

بسم اللہ کی فضیلت کا بیان

جابر بن عبداللہ رض سے عطا روایت کرتے ہیں۔ کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اتری۔ تو اس وقت بادل مشرق
کی طرف بھاگ گئے اور ہوائیں ٹھیر گئیں۔ اور دریا نے شور کیا۔ اور چارپاؤں نے سننے کے لئے کان لگائے۔ اور
شیاطین آسمان سے نکالے گئے۔ اور اللہ جلشانہ نے اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم کھائی۔ کہ اگر کسی چیز پر میرا نام پڑھا
جاویگا۔ تو اسکو شفا ہو جائیگی۔ اور جس چیز پر میرا نام لیا جائیگا۔ اس میں برکت ہو جائیگی۔ اور جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑھیگا وہ بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ اور ابی وائل عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چاہے کہ
مجھے دوزخ کے فرشتوں سے جو انیس ہیں نجات ملے۔ تو اسکو چاہیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے کیونکہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم کے انیس حروف ہیں۔ اور ہر ایک حرف ان فرشتوں کے بچنے کے واسطے ڈھال کا کام دیگا۔
طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان بن عفان نے رسول مقبول سے بسم اللہ کی نسبت
سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس نام اور اسم اعظم میں اس قدر
نزدیکی ہے جتنی کہ آنکھ کی سیاہی اور اسکی سفیدی میں ہے اور انس بن مالک رض راوی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہے اگر کسی کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہو۔ اور وہ زمین پر گرا پڑا ہو۔ اور کوئی آدمی اس کو بلحاظ تعظیم اس
خیال سے اٹھالے کہ وہ پاؤں کے تلے آکر نہ لتھڑے۔ تو اس آدمی کا نام خداوند تعالےٰ کے نزدیک صدیقوں میں
لکھا جاتا ہے۔ اور اگر اسکے ماں باپ عذاب میں ہوں تو اس میں تخفیف کی جاتی ہے چاہے وہ مشرک ہی ہوں۔
اور آپ نے فرمایا ہے کہ ابلیس لعین تین دن رویا ہے ویسا کبھی نہیں رویا پہلے اس وقت رویا جب کہ وہ
ملعون ہوا اور آسمان کے فرشتوں سے جدا کیا گیا۔ اور دوسری مرتبہ اس وقت رویا جبکہ محمد مصطفےٰ کا تولد ہوا
اور تیسری مرتبہ اس وقت رویا جب کہ سورہ فاتحہ اتری۔ کیونکہ اسکے پہلے بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ اور سالم بن
ابی الجعد سے روایت ہے کہ حضرت علی رض نے فرمایا کہ جب بسم اللہ الرحمن نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ یہ آیت ہے کہ جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ
جب تک میری اولاد بسم اللہ کو پڑھتی رہیگی۔ اور اس کا ورد رکھیگی وہ عذاب سے بچی رہیگی۔ اور حضرت آدم پر
اتارنے کے بعد پھر بسم اللہ اٹھالی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر نازل کیگئی۔ اور آپ پر اس
وقت نازل ہوئی تھی۔ جب آپ کو فرعون کے لوگوں نے گوپھنی میں بٹھا کر۔ چاہا تھا۔ کہ ان کو آگ میں ڈالیں۔
خداوند کریم نے اس آگ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ٹھنڈی اور سلامتی والی کردی تھی۔ اور اسکے بعد پھر بسم اللہ
کو اٹھا لیا گیا۔ اور بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر اس کو نازل کیا۔ اور جب آپ پہ نازل ہوئی۔ تو اس وقت
فرشتوں نے آپ کو مبارک بادی۔ اور یہ عرض کی۔ کہ خدا کی قسم اب سارے ملک پر آپ کی بادشاہت کامل
ہوگئی ہے۔ اور اسکے بعد پھر بسم اللہ کو اٹھا لیا۔ اور پھر مجھ پر بسم اللہ کو اتارا۔ اور جب آپ پر اتری تو آپ نے
زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اب میری امت کے لوگ قیامت تک اس بسم اللہ کو پڑھتے رہینگے۔ اور جب میری

جاتی ہے اور یہ تیرے لئے عزت و وقار کا ثمرہ ہے۔ پس آپ بڑے آرام کے ساتھ ٹھنڈے ٹھنڈے سیدھے رستے
چلے جائیں اور ہم جتنے خدا کے بندے ہیں سب پر آپ کی عزت اور توقیر اور خدمت کرنی واجب ہے۔ اور جو لوگ کافر
ہوگئے۔ غضب میں آکر ان سے وہ آگ اس طرح پیش آئیگی جس طرح کوئی اپنے دشمن سے پیش آتا ہے اور اس کو اپنے
قابو میں کرکے اس سے اپنے کینہ کا بدلہ لیتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دوزخ کی آگ دور سے کافروں کو
دیکھیگی۔ تو وہ جوش میں آویگی اور کفار اسکی غضبناک آوازیں سنیگے پس اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ تم کو دنیا اور آخرت
کی عزت حاصل ہو۔ تو خداوند تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کی مہربانی سے بار آؤ۔ خداوند کریم کی رحمت سے تم کو عزت عطاء
ہوگی۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت خداتعالےٰ کیواسطے ہے اور فرماتا ہے۔ کہ
عزت خدا اور اسکے پیغمبر اور مومنوں کے واسطے ہے مگر منافق اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اے اخلاص اور ایمان کی
مدعی اور دل سے منافق تیرا شرک اور نفاق تیری آنکھوں کے آگے ایک پردہ ہے اس سے تم کو خداوند تعالیٰ کا جاہ اور
جلال دکھائی نہیں دیتا۔ اور اسکے برگزیدہ رسول کے کمال اور مومنوں کی بزرگی نظر نہیں آتی۔ اگر تو ایمان اور اخلاص سے
احکام شرعی کو بجالاوے۔ اور دل سے خدا اور رسول کی عظمت اور اسکے جلال کا یقین کرے تو ہر ایک موذی کی
ایذا پہنچے سے نجات پا جائے اور شیطان کے مکر سے اور جنوں اور انسانوں کے آزار دینے سے بچ جائے۔ اور
آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچا رہیگا اور تو فتحمند اور تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل اور خوار رہینگے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہارا مددگار ہوگا۔ اور تم کو ثابت قدمی عطا فرمائیگا۔ اور فرمایا ہے کہ اگر تم سست
نہ ہو جاؤ۔ اور صلح کی طرف بلاتے رہو تو تم غالب رہوگے اور خداوند تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ مگر تیرے دل پر
غفلت چھائی ہوئی ہے اور اس پر زنگ آگیا ہے اور سیاہی اور تاریکی اس پر آگئی ہے۔ ایسے دلوں کو حسرت
اور پریشانی اٹھانی پڑیگی۔ اس دن جبکہ قیامت کو سب دلوں کی تمام باتیں ظاہر ہو جائینگی۔ وہ دن بڑے ہنگامے
کا ہوگا۔ اس دن بڑا شور وغوغا ہوگا۔ وہ دن حق ہے۔ اسدن تم سب کے سب حاضر کئے جاؤگے۔ کوئی آدمی تم
میں کہیں پوشیدہ نہیں رہیگا اور چھپ نہ سکیگا۔ اسدن تمام لوگ گروہ گروہ ہو جائینگے۔ اور انکے اعمال نامے انکے ہاتھوں
میں جدا جدا دئے جاوینگے جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ بھی اس میں لکھی ہوئی پائیگا۔ اور اگر کسی نے
ایک ذرہ کے برابر بدی کی ہوگی۔ تو وہ بھی اس میں درج کی ہوئی دیکھیگا اور ذرہ غبار کے اس ریزہ کو کہتے ہیں جو سورج
کی شعاع میں سوئی کے سرے کے برابر نظر آتا ہے اور کہتے ہیں اگر چار ذرے جمع کئے جائیں۔ تو وہ ایک رائی کے دانہ کے
برابر ہوتے ہیں اور بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی چیونٹی کو ذرہ کہتے ہیں۔ اور وہ اسقدر باریک
ہوتی ہے کہ وہ چلتی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور کہتے ہیں کہ ذرہ جو کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے اور عبداللہ بن عباسؓ نے
فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے ہاتھ کو زمین پر مارے اور پھر اسکو اٹھائے تو جو چیز تیرے ہاتھ کو لگی ہے وہی ذرہ ہے۔ پس
جبدن تیرے اعمال تولے جائینگے اسدن تیرا کیا حال ہوگا۔ اس میں فکر کر کہ ان کا بھاری ہونا اور ان کا ہلکا پن اس ذرہ
کے برابر بھی نہ چھوڑیگا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس دن حشر برپا ہوگا اس روز پرہیزگار لوگ رحمٰن کیطرف
ملائے جائینگے۔ اور گروہ در گروہ ہو کر جائینگے۔ اور جو لوگ گنہگار ہونگے وہ پیاسے جہنم کی طرف دھکیل دیئے جائینگے
جو کچھ کسی کا پوشیدہ راز ہوگا وہ اسدن ظاہر کیا جائیگا۔ اور معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ مومن ہیں اور یہ کافر ہیں اور یہ لوگ
صدیق ہیں اور منافق موحد مشرکوں سے اور دوست دشمنوں سے پہچانے جائینگے۔ اور حق پر چلنے والا۔ اور جھوٹے
دعوے کرنے والے میں فرق ہو جائیگا۔ پس اے مسکین تو اس روز کے خوف اور ہیبت سے ڈر کیونکہ تجھ کو معلوم نہیں
کہ تو ان دونوں فرقوں میں کس فرقہ میں اٹھیگا۔ پس اگر تو نے خدا کی فرمانبرداری کی اور اپنے عملوں میں خدا کا خوف کرتا رہا
اور پیش نظر رکھا۔ کہ وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اور جو کچھ ظاہر اور پوشیدہ میں کرتا ہوں۔ اسکو دیکھتا ہے اور تو نے اپنے

ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اسکو دوزخ کی آگ سے آزاد کردوں گا۔ اور اسکو بہشت میں داخل کردونگا پس ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ وہ ہر ایک دعا اور ہر وظیفہ اور ہر بیمار سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرے۔ اگر وہ اس حالت میں مرجائیگا جیسی کہ بیان ہوئی۔ تو وہ منکر اور نکیر کے خوف سے بچ رہیگا اور موت کی تلخی بھی اُس پر آسان ہوجائیگی۔ اور قبر میں تنگی کے عذاب سے محفوظ رہیگا۔ اور میری رحمت اسکے شامل حال رہیگی۔ اور اسکی قبر کو وہاں تک کشادہ کردونگا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہوگی اور اس کو منور کردونگا۔ اور جب اسکو قبر سے اُٹھاؤنگا تو سر سے پاؤں تک اس کو نورانی صورت میں اُٹھاؤنگا۔ اور اس صورت کا نور چمکتا دمکتا ہوگا۔ اور اس کا حساب کتاب بھی آسانی کے ساتھ کردیا جائیگا اور جو اس کی نیکی کا پلڑا ہوگا اسکو بھاری کردیا جائیگا۔ اور جب وہ پلصراط پر گذرنے لگیگا تو اس کے آگے آگے نور کی مشعلیں روشن کیجائینگی۔ اور وہ انکی روشنی کے ساتھ بہشت میں جا داخل ہوگا اور جو فرشتہ پکارنے والا ہے خداوند تعالےٰ اسکو حکم دیگا۔ کہ تو محشر کے میدان میں پکار کر کہدے۔ کہ یہ بندہ بڑا نیک بخت ہے۔ اور اُمرپر حق امردی میں اس کو داخل کرلیا گیا ہے۔ پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ اے اللہ یہ سب نعمت جو مجھ کو عطا کی گئی ہے یہ خاص میرے واسطے ہی ہے۔ حکم ہُوا کہ ہاں یہ خاص تیرے واسطے ہی ہے اور اس آدمی کے واسطے ہے جو تیری پیروی کریگا اور تیرے کہنے پر چلیگا۔ اور تیرے بعد یہ نعمت احمد کے واسطے ہے۔ اور پھر اس عطیہ کبریٰ سے ان کی اُمت فیضیاب ہوگی۔ اور سب کو اس سے عام فیض حاصل ہوگا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہ سنا۔ تو اسی پیروی کرنیوالے لوگوں کو اس سے اطلاع دی۔ اور فرمایا کہ حق جلشانہ نے مجھے خوشخبری دی ہے۔ کہ تیرے بعد ایک رسول آئیگا۔ اور اس کا نام احمد ہے اور اسکے بعد آپ نے پیغمبر صلعم کی صفت اور بزرگی بیان کی۔ اور فرمایا کہ وہ ایسا ہوگا یعنے آپ کا حلیہ بیان کیا اور پھر تمام عیسائی قوم سے آپ نے عہد اور پیمان لے لیا کہ جب محمدؐ صاحب پیدا ہوں تو ان پر ایمان لاؤ۔ اور جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پہ بلالیا اور اسکے اصحاب اور حواری اور باقی آپ کے دین کی پیروی کرنیوالے دنیا سے چل بسے اور ان کی بجائے بیٹے بیٹے گمراہ لوگ پیدا ہوگئے۔ اور دو برے آدمیوں کو بھی اُنہوں نے گمراہ کیا۔ اور دین مسیحی کو چھوڑ دیا۔ اور اُنکی بجائے دوسرا مذہب اختیار کرلیا۔ تو اس وقت نصاریٰ کے ایمان کی یہ مبارک آیت جس کا اوپر ذکر ہُوا ہے ان لوگوں کے سینہ سے اُٹھائی گئی۔ اور ان کے دلوں سے بھلادی اور چند عیسائیوں کے دلوں میں جو انجیل مقدس پر عمل کرتے تھے اس کا اثر باقی رہنے دیا۔ ان میں سے ایک کا نام بحیرا راہب تھا۔ اور آخر کار اللہ جلشانہ نے محمد مصطفےٰ صلعم کو نبوت کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور جب سورۂ فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ تو اس وقت اس سورہ کے ساتھ پھر یہ آیت بھی نازل ہوئی۔ اور رسول مقبول کے ارشاد کے موافق باقی سورتوں کی ابتدا اور رسالوں اور کتابوں اور دفتروں کے پہلے بھی لکھی جانے لگ گئی۔ اور رسول اللہ صلعم پر اس آیت کا نازل ہونا ایک بڑی فتح تھی۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ کہ مجھ کو اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم ہے کہ جو مسلمان یعنی سے کسی کام کے کرنیسے اول اسکو پڑھیگا تو میں اس کے اس کام میں برکت کردوں گا۔ اور جس وقت کوئی مومن بسم اللہ پڑھتا ہے تو اسوقت بہشت اُسکے واسطے لبیک (یعنے میں تیرے لئے حاضر ہوں) کہتی ہے اور خدا کی درگاہ میں عرض کرتی ہے کہ اے اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے اس بندہ کو مجھ میں داخل کردے پس جب بہشت کسی بندہ کے دخول کے واسطے اللہ سے عرض کرتی ہے تو اب اس کا بہشت میں داخل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی دُعا کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے وہ خدا کی درگاہ سے رد نہیں ہوتی اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب میری اُمت کے آدمی قیامت کے دن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے آئینگے۔ تو اس سے انکی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوجائیگا۔ اور دوسری اُمتوں کے لوگ پوچھیں گے۔ کہ ان کا پلہ کیونکر بھاری ہوگیا کہ ہم ایسے کیوں نہ ہوئے اور محمدؐ صلعم کی اُمت کے لوگوں کے عملوں کو دوسروں پر کیوں ترجیح دی گئی ہے ان کے پیغمبر

اُمت کے لوگوں کے اعمال نامے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائینگے تو اس وقت بسم اللہ کی برکت کے سبب سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے خطوں میں پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرو اور اس کو پڑھا بھی کرو ۔

بسم اللہ کی بزرگی کی زیادہ مُفصّل تشریح

عکرمہ نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ جلشانہ نے سب سے پہلے لوح اور قلم کو پیدا کیا ہے۔ اور اسکے بعد حکم ہوا کہ اے قلم لکھ اس لئے لوح محفوظ پر قلم جاری ہُوئی اور جو چیز قیامت تک ہونیوالی تھی۔ اسکو لکھا لیے پہلے قلم نے بسم اللہ الرحمٰن کو لکھا۔ اور اس سے اللہ جلشانہ لوگوں کو امن اور امان دیا۔ مگر اس شرط پر کہ وہ اسکو ہمیشہ پڑھتے ہیں۔ اور ساتوں آسمانوں کے لوگوں اور جسقدر وہاں کے ذی رتبہ لوگ اور سرادقات بزرگ کے رہنے والے ہیں اور مقرب فرشتے ہیں اور جیسے صف باندھے ہُوئے طاعت میں کھڑے ہیں۔ اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہیں بسم اللہ ان سب کا وظیفہ ہے۔ جب پہلے پہل حضرت آدم علیہ السّلام پر بسم اللہ نازل ہوئی۔ تو اُس وقت انہوں نے فرمایا کہ جب تک میری اولاد اس کا ورد کرتی رہیگی۔ وہ آفت سے بچی رہیگی۔ اور جب اسکو اُٹھا لیا گیا اور پھر سورہ فاتحہ کے ساتھ اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر نازل ہوئی۔ جب کہ آپ کو آگ میں ڈالنے کیواسطے گوپھنی میں بٹھلایا ہُوا تھا۔ اور جب آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ تو خداوند تعالیٰ نے آگ کو ان پر سرد کر دیا۔ اور آپ بسم اللہ کی برکت سے سلامتی کے ساتھ اُس آگ سے باہر نکل آئے۔ اور اس کے بعد پھر اُٹھالی گئی۔ اور بعد میں توریت کے ساتھ حضرت موسیٰ پر نازل ہُوئی۔ اور جب آپ نے اسکو پڑھا تو اس سے فرعون اور ہامان اور اسکے تمام لشکروں اور جادوگروں اور قارون اور اسکی پیروی کرنے والوں سب پر غالب آ گئے۔ اور جب اُٹھ جانیکے بعد پھر اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام پہ نازل کیا۔ تو اُسکے نزول کے وقت فرشتوں نے کہا اے داؤد کے بیٹے قسم خدا کی آج کے دن تیرے اوپر تیرا ملک تمام ہو گیا ہے۔ پس جب کبھی حضرت سلیمانؑ اسکو کسی چیز پر پڑھتے تو وہ اسکی فرمانبردار ہو جاتی۔ اور جب اللہ جلشانہ نے حضرت سلیمان علیہ السّلام پر بسم اللہ نازل کی۔ تو آپ کو ارشاد کیا کہ بنی اسرائیل کے قبیلوں میں اسکی منادی کرا دے کہ جو آدمی اس آیت کو جس میں اللہ کی طرف سے امان دی گئی ہے سننا چاہتے۔ تو اسکو لازم ہے کہ وہ حضرت داؤد کے محراب میں حضرت سلیمان کے پاس آکر حاضر ہو جائے اس لئے جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطبہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو اس وقت عابد اور زاہد اور دانشمند اور راستے میں آنے جانیوالے اور یعقوب کی تمام اولاد بڑی جلدی سے آپ کے پاس محراب میں آکر جمع ہو گئے اور جب یہ سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تو اس وقت حضرت سلیمان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ممبر پر چڑھ گئے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر بلند آواز سے امان کی آیت یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ اور سب لوگوں نے اسکو سنا تو بڑی خوشی سے سب نے کہا۔ کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہے۔ اور حضرت سلیمانؑ بسم اللہ کی برکت سے زمین کے سب بادشاہوں پر غالب آئے۔ اور خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسی بسم اللہ کی برکت سے شہر مکہ فتح کیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے بعد بسم اللہ اُٹھالی گئی۔ اور پھر حضرت مسیح عیسٰے ابن مریم علیہ السلام پر نازل ہُوئی۔ اور آپ نے اپنے حواریوں کو اسکے نازل ہونے کی خوشخبری دی اور خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسٰے پر وحی نازل کی۔ کہ اپنے بیٹے کنواری کے تم پر جو آیت نازل کی گئی ہے یہ آیت امان کی ہے۔ اور اس کا نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے پس تم اکثر اسکو پڑھتے رہا کرو یعنے بیٹھتے، کھڑے، سوتے، جاگتے راستہ میں چلتے اور کسی اونچی جگہ چڑھتے یا اس سے نیچے اُترنے کے وقت بھی اُسکی تلاوت کرتے رہا کرو پس تحقیق جس شخص کے اعمالنامہ میں یہ لکھا ہوگا۔ کہ اُس نے آٹھ سو مرتبہ بسم اللہ پڑھی۔ اور یہ وہ مومن اور اللہ کی ربوبیت کا قائل

ی ایجاد کرنے والا اور مصور حقیقی ہے۔ اور جو اہل حقیقت ہیں اُنہوں نے کہا ہے کہ بسم اللہ کے معنے اور
ہے کہ جب آدمی کوئی کام شروع کریں تو اسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع کریں پس سے ان کے قول اور
ہو جائیگی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی مبارک کلام کے آغاز میں ہی فرمایا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم +

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اختلاف کے بیان میں

ی خدا اور عرب کے لوگوں کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور خاص اسی کے واسطے
اس میں کسی اور کی وصف کی شرکت نہیں ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ خدا کا کوئی اور ہمنام
سکے سوا اور سب خداوند تعالیٰ کے نام خدا اور غیر خدا میں مشترک ہیں۔ وہ نام اور صفات حقیقت میں
ور مجازاً اوروں پر بھی بولے جاتے ہیں۔ اور جو یہ نام ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خاص اللہ تعالیٰ کی
طے ہی مخصوص ہے۔ اسکے معنے خداوندی ہیں اور جو باقی صفتیں اور معنے ہیں وہ سب اس لفظ کے پیچھے
کے لفظ میں سے جب الف کو حذف کر دیا جائے تو للہ باقی رہجاتا ہے۔ اور اگر پھر اس میں سے بھی لام
، تو لہٗ باقی رہتا ہے اور اگر دوسرا لام بھی حذف کیا جائے تو ہو رہجاتا ہے اور اس لفظ کے اشتقاق
ب بیان وارد ہیں۔ نضر بن شمیل کہتا ہے کہ یہ اسم تالہ سے مشتق ہے اور تالہ کے معنے ہیں عبادت
کے معنے ہیں پرستش کیا گیا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام الہ سے مشتق ہے اور اسکے معنے ہیں تکیہ کرنا
تے ہیں کہ اللہ کا لفظ الہتہ سے مشتق ہوا ہے۔ جس کے معنے فزع اور زاری کرنے کے ہیں۔ اور اس
ہے کہ مخلوق خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری اور زاری کے ذریعہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں
کے واسطے درخواست کرتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتوں اور حاجتوں کو رفع کرتا ہے۔
ہ دیتا ہے۔ اور اسی واسطے اس کا نام الٰہ ہوا ہے جیسا کہ اس شخص کو امام کہتے ہیں جس کے پیچھے نماز
، پس سب لوگ اپنے نفعوں کیلئے اور نقصان سے بچنے کے واسطے ایک حیران پریشان مخلوق کی
ے متوجہ ہوتی ہیں۔ اور ابو عمرو بن علا کا قول ہے کہ یہ اسم الہت فی الشئے سے مشتق ہے۔ اور اس سے
ب بندہ اپنے کام میں حیران ہو جاتا ہے۔ اور اس نام کو یاد کرتا ہے۔ تو اس کا مطلب اسکو حاصل
سکے یہ معنی بھی ہیں کہ انسان اللہ جلشانہ کی عظمت اور اسکے جاہ وجلال اور اسکی صفتوں کے کمال کے معلوم
یران ہے۔ اور اسی واسطے اس کا نام الٰہ ہوا ہے۔ حیرت دلانے والا اور یہ ایسا ہی ہے جیسے مکتوب کو
ی اور محسوب یعنے حساب کیئے گئے کو حساب کہتے ہیں اور مبرد نے کہا ہے کہ عرب کے قول کے موافق
سے مشتق ہے الہت الی فلاں یعنے میں نے اسکی طرف آرام پکڑا گویا تمام مخلوق کو اسی کی یاد سے
تی ہے اور آرام ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (خبردار ہو اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں) اور بعض
ہل ولہ ہے جسکے معنی ہیں کسی عزیز کے گم ہونے پر عقل کا جاتا رہنا۔ اور اللہ کا نام اسیواسطے پڑا ہے
لعت میں لوگوں کے دل فریفتہ اور دیوانہ ہو رہے ہیں اور اسکی یاد سے بہت خوشحال ہوتے ہیں اور
ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس اسم کے معنے ہیں پوشیدہ ہونا۔ اہل عرب جب کسی چیز کو دیکھ اور سمجھ لیتے
اُن کی نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ تو وہ اسکو لاہا بولتے ہیں۔ کہتے ہیں لاہت العروس تلوہ ؑ کا
یا ہی عورت پردہ میں چلی جاتی ہے اسی طرح خداوند تعالیٰ کی کنہ پوشیدہ ہے اگرچہ اسکی روئیت ۔
ائل سے ظاہر ہے۔ مگر اسکی کیفیت اور چگونگی کسی کے وہم وخیال میں نہیں آسکی۔ اور بعض نے
ہ کے معنے برتر ہیں اور بلند ہونیوالا ہے۔ اور یہ محاورہ ہے لاہ یعنے بلند ہوا۔ اور آفتاب کو
ہ الٰہ کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں نمونہ کے بغیر پیدائش پر قادر ہونا۔ اور یہ

ان کو جواب دینگے کہ محمد صلعم کی اُمت کے لوگ کلام کرنے سے پہلے تین دفعہ خداوند تعالےٰ کا نام لیتے ہیں اور وہ تینوں نام ایسے بزرگ ہیں کہ اگر ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سارے جہان کی برائیاں رکھی ہوں تو خدا کے ناموں کی برکت سے ان ناموں والا پلہ بھاری ہوگا ۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ نے اس آیت کو ایسا بنایا ہے وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور دوا کو مدد کرنیوالی اور فقیر کو مالدار بنانیوالی ہے اور دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے اور صورت کے مسخ ہوجانے اور زمین اور آسمان کی بلا سے بچاتی ہے ۔ اگر کوئی آدمی اس کو پڑھتا رہیگا تو وہ سب آفتوں سے بچا رہیگا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے

عطیہ عوفی ابوسعید خدری رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مہربان ماں نے علم سیکھنے کے واسطے مکتب میں بھیجا معلم نے ان کو کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو آپ نے پوچھا بسم اللہ کیا چیز ہے استاد نے جواب دیا لا ادری یعنے میں نہیں جانتا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ حرف ب سے تو خداوند تعالیٰ کی روشنی مراد ہے اور حرف س سے اسکی پاک ذات کا بلند مرتبہ ہونا مراد ہے ۔ اور حرف م سے اس قادر مطلق اور شہنشاہ کی شہنشاہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ اور حضرت ابوبکر وراق نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے ۔ اور اسکے جتنے حروف ہیں ان میں سے ہر ایک حرف کے کئی کئی معنے ہوسکتے ہیں مثلاً حرف ب کے چھ معنے ہیں پہلا اللہ تعالیٰ باری ہے یعنے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہے ۔ دوسرا وہ بصیر ہے یعنے خداوند تعالیٰ عرش سے تحت الثریٰ تک اپنی تمام مخلوقات کے اعمال دیکھتا اور سنتا ہے ۔ تیسرا وہ باسط ہے یعنے عرش سے تحت الثریٰ تک جسقدر مخلوق ہے ۔ اس میں سے اللہ تعالےٰ جسکی روزی فراخ کرنی چاہتا ہے اسکی روزی فراخ کرتا ہے ۔ اور جسکی تنگ کرنی چاہتا ہے اسکی روزی تنگ کرتا ہے ۔ چوتھا وہ باقی ہے یعنے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک جسقدر مخلوق ہے وہ سب فنا ہونے والی ہے اور صرف خداوند تعالیٰ کی ذات کو بقا ہے ۔ پانچواں وہ باعث الخلق ہے یعنے خداوند تعالےٰ قیامت کے دن عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب چیزوں کو دوسری دفعہ پیدا کرنیوالا ہے ۔ اور جزا اور سزا کا دینے والا ہے ۔ اور چھٹا وہ بار ہے یعنے اللہ تعالیٰ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوق پر احسان کرنیوالا ہے ۔ اور سب پر وہ مہربان ہے ۔ اور حرف س کے پانچ معنے ہیں پہلا سمیع ہے یعنے اللہ جلشانہ اپنی تمام مخلوقات کے بیان کو سنتا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے ۔ کہ اسکے بیان کو نہ سنتا ہو ۔ اور سب کو جانتا ہے (ترجمہ آیت ۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انکے بھیدوں اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے) دوسرا وہ سید ہے یعنے اسکی سرداری انتہا تک پہنچ چکی ہے ۔ عرش سے تحت الثریٰ تک اور اسکو کچھ پرواہ نہیں ہے تیسرا ۔ خداوند تعالیٰ سریع الحساب ہے یعنے وہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ اور چوتھا کہ وہ سلام ہے یعنے خداوند تعالےٰ نے اپنی ساری مخلوقات کو سلامتی عطا کی ہے اور آزادی بخشی ہے ۔ پانچواں وہ ستار ہے یعنے خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کا خطا پوش ہے گناہ بخشنے والا ہے ۔ اور اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے ۔ اور م کے بارہ معنے ہیں علاوہ سب مخلوقات کا بادشاہ ہے سب عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے ۔ وہ مالک الملک اور بادشاہ ہے عرش سے تحت الثریٰ تک سب پر احسان اور بخشش کرنیوالا ہے وہ سب سے بزرگ ہے عرش سے فرش تک اپنے تمام بندوں کو امن اور امان میں رکھتا ہے اور سب کا نگاہبان ہے ۔ اور سب کے حالات کو جانتا ہے ۔ سب مخلوقات پر قادر ہے با اقتدار بادشاہ ہے اور ساری مخلوقات کی نگاہبانی کرتا ہے ۔ جتنی چیزیں ہیں سب کو جانتا ہے ۔ اپنے سب دوستوں کی عزت کرتا ہے ۔ بنی آدم کو اس نے بزرگی عطا کی ہے اور سب کو انعام دینے والا ہے ۔ جتنی اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں ۔ ان کو بنی آدم پر تمام کیا ہے ۔ اور ہر طرح سے خدا تعالیٰ بندوں پر احسان کرنیوالا ہے نطفوں سے صورت سے اس نے کیسی کیسی عمدہ صورتیں پیدا کی

کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں مہربان ہے اور وہ ہر ایک نعمت عطا کرنے والا ہے۔ اور رحیم کے معنے ہیں بلاؤں سے لوگوں کو محفوظ رکھنے والا۔ اور رحمٰن کے معنے ہیں دوزخ کی آگ سے خلاصی دینے والا۔ جیسا کہ اس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے اور اس آگ سے تم کو بچایا) اور رحیم کے معنے بہشت میں داخل کرنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تم امن اور سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ) خداوند تعالیٰ لوگوں کے نفسوں پر رحم کرنے میں رحمان ہے اور ان کے دلوں پر رحم کرنے میں رحیم ہے۔ اور اپنے بندوں سے غم اور سختی کے دُور کر دینے میں رحمان ہے۔ گناہوں کے بخشنے میں رحیم ہے۔ رحمٰن ہے کیونکہ اس نے سیدھی راہ دکھلائی ہے۔ اور رحیم ہے کیونکہ اس نے گناہوں سے بچایا ہے اور عبادت کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ گناہ کے بخشنے میں رحمان ہے اگرچہ وہ کبیرے ہی ہوں۔ اور وہ عبادت کے قبول کرنے میں رحیم ہے خواہ وہ عبادتیں پاک صاف نہ بھی ہوں۔ اور بندوں کے معاش کے واسطے جو چیزیں ضروری ہیں انکے عطا کرنے میں رحمان ہے۔ اور اُس کے آخرت کے معاملات میں وہ رحیم ہے۔ رحمٰن وہ ہے جو رحم کرے اور ضرر کے دور کرنے اور بُرائی کے ہٹانے پر قادر ہو۔ رحیم وہ ہے جو سب کو روزی دیتا ہے اور روزی بھیج دیا جاتا تحقیق اللہ ہی رزق دینے والا۔ صاحب قوت مضبوط ہے۔ جو لوگ منکر ہیں۔ ان پر وہ رحمان ہے اور اُس پر رحم کرنے والا ہے جو اسکو اکیلا جانے۔ کافر نعمت پر وہ رحمان ہے۔ شکر گذار پر وہ رحیم ہے رحمٰن اُسکے واسطے ہے جو اس کا شریک مانے اور رحیم اس پر ہے جو اُسکے ایک ہونے کا قائل ہو ٭

بسم اللہ کے فائدے

مسلمانوں کو لازم ہے کہ بسم اللہ پڑھیں کہ خداوند تعالیٰ ان کو معاف کرے۔ یہ فائدہ تو زبان پر اُس کے جاری ہونے اور لوگوں سے سُننے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور جب خالق سے اسکو سُنا جائیگا۔ تو اس وقت کس قدر فائدہ ہوگا۔ اور یہ نفع اس صورت میں ہے جب کہ دنیا کا حکم باقی ہوتا ہے اور جب پروردگار تک رسائی ہوگا تو کیسی لذت ہوگی؟ واسطہ سے سننے کی تو یہ خوشی ہے اور جب اسکو بے واسطہ سُنا جائیگا۔ تو اسوقت اسکی کس قدر لذت ہوگی۔ اس دھوکہ بازی کے گھر میں تو اس کا سُننا یہ سرور بخشتا ہے۔ اس خانہ سرور و بلندی میں اس کا سننا کس قدر مسرت دیگا۔ یہ سننا تو شیطانی گھر میں ہے۔ رحمٰن کی ہمسائیگی میں کیسا لطف ہوگا دلیل ا رجوار بندے کی زبان سے بسم اللہ کے سُننے میں تو یہ عطاء ہے اور جب اسکو علی الاطلاق شہنشاہ کی زبان سے سُنا جائیگا تو کتنی بڑی حلاوت ہوگی۔ یہ لذت تو صرف خبر کی ہے نظر کی کسی بڑی لذت ہوگی ؎ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

مجاہدہ کی لذت تو یہ ہے جو بیان ہوئی ہے مشاہدہ کی کسقدر لذت ہوگی۔ ماں کی تو اس قدر لذت ہے دیدار خداوند کی لذت تو کہیں سوا ہی ہوگی۔ جب غائبانہ یہ مزا ہے۔ تو حضوری اور دیدار باری میں کیا کیا لطف ہونگے ٭

بسم اللہ کے معنے

کہ بسم اللہ یعنے میں اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جسکی ذات والا صفات میں سب کو دخل نہیں۔ اس خدا کے نام سے جو حرکت سے پاک ہے۔ اس خدا کے نام سے جو اولاد سے پاک ہے۔ اس اللہ کے نام سے جو نور الانوار ہے جسنے تمام نور اُسی سے ظاہر ہوئے۔ اس خدا کے نام سے جس نے ان لوگوں کو بزرگی عطا فرمائی ہے جو نیک کردار ہیں اس خدا کے نام سے جس نے تمام مخلوق کو اپنی کامل قدرت سے پیدا کیا۔ اور سب کے دلوں اور آنکھوں کو روشنی عطا کی۔ اس اللہ کے نام سے جو نیک آدمیوں کے دلوں میں پچھلی رات کے وقت ہدایت کا نور ڈالتا ہے اس خدا کے نام سے جو اپنے یاروں سے اپنے دوستوں کو واقف کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو اپنی رحمت کے نوروں میں لپیٹتا ہے۔ اور ان کو اپنی رحمت کے اسرار کا گنجینہ بنایا ہے۔ اور خوف اور خطرے ان سے دُور

بھی کہا ہے کہ اس لفظ کے معنے سردار کے ہیں۔ یعنے صاحب اور مالک کا والی۔ اور رحمٰن اور رحیم دونوں میں ایک قوم کا یہ مقولہ ہے کہ اسکے معنے ہیں خداوند رحمت اور اسکی ذات پاک کی یہ دونوں صفتیں ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں ناموں کے معنے ہیں عقوبت کا ترک کرنا۔ اور خطاوار آدمی کی خطا کا معاف کرنا۔ اور اسکے شخص کے ساتھ بھلائی کرنا جو اسکا سزاوار نہیں اور یہ دونوں اسم فعل کی صفتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں ناموں میں فرق ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ رحمٰن تو سب لوگوں کے واسطے ہے یعنے اسکی رحمت نے ہر ایک عام و خاص چیز کو گھیر رکھا ہے۔ اور رحیم کا لفظ خاص ہے۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی صفت ہے جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ مومن۔ کافر۔ نیکوکار۔ بدکار سب کے ساتھ برابر اور یکساں سلوک کرتا ہے اور اپنی ساری مخلوقات پر مہربان ہے اور اسی نے اسکو پیدا کیا ہے۔ اور وہی اسکو روزی دیتا ہے اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (ہر ایک چیز پر میری رحمت پہنچی ہے) اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے واسطے خاصکر رحیم ہے۔ کیونکہ انکو دنیا میں اس نے سیدھی راہ دکھلائی ہے اور نیکی کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔ اور آخرت میں ان کو بہشت اور اپنے پر انوار دیدار سے ان کو سرفرازی بخشیگا۔ خداوند کریم فرماتا ہے۔ خداوند تعالیٰ مومنوں پر ہمیشہ مہربان ہے پس لفظ رحمٰن کا خاص ہے اور اسکے معنے عام ہیں اور لفظ رحیم عام ہے۔ اور اسکے معنے خاص ہیں یعنے رحمٰن کا لفظ خداوند تعالےٰ ہی کے واسطے مخصوص ہے اور سوا خدا کے کسی دوسرے کا نام نہیں کہا جاسکتا اور عام اس حیثیت سے ہے کہ ساری مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے نفع پہنچاتا اور نقصان سے بچاتا ہے۔ اور رحیم کے لفظ کے عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے واسطے بولا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں فلاں آدمی رحیم ہے اور خاص اس واسطے ہے۔ کہ وہ خاص توجہ اور لطف اور توفیق پر رجوع دلاتا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ ان دونوں ناموں کے معنے بہت باریک ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ باریکی رکھتا ہے۔ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ رحمٰن اسکو بولتے ہیں جو دنیا کے لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنیوالا ہو۔ اور رحیم وہ ہے جو اہل آخرت کے ساتھ مہربانی کرنیوالا ہے اور ایک دعا میں ہے یا رحمٰن دنیا یا رحیم آخرت۔ اور ضحاک کا قول ہے کہ رحمٰن کے معنے جو اہل آسمان پر مہربانی کرنے کے ہیں۔ اور اسی واسطے اللہ جلشانہ نے ان کو آسمان پر جگہ عطا کی ہے اور ان کی گردنوں میں عبادت کا طوق ڈال دیا ہے اور سب آفتوں سے ان کو دور رکھا ہے۔ اور تمام لذات اور کھانے پینے کی ہر ایک چیز کی خواہش اور حاجت سے ان کو بے پرواہ کردیا ہے۔ اور رحیم کے معنے دنیا کے لوگوں پر مہربانی کرنیوالا کیونکہ انکی ہدایت کے واسطے ان کے پاس پیغمبر بھیجے اور کتابیں اتاری ہیں۔ اور عکرمہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ رحمٰن کے معنے تو ہیں ایک رحمت کرنیوالا اور رحیم سو رحمت کرنیوالے کو کہتے ہیں۔ اور ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ کی سو رحمتیں ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک رحمت کو زمین پہ نازل کیا ہے۔ اور اسی کو اپنی ساری مخلوقات میں بانٹا ہے اور یہ لوگ جو ایک دوسرے سے رحمی اور شفقت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ اسی رحمت کا اثر ہے اور باقی ننانوے رحمتیں خداوند کریم نے اپنی ذات کے واسطے ہی خاص کرلی ہیں اور قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک رحمت جو دنیا میں نازل کرکے بانٹی گئی ہے قیامت کے روز اسکو بھی اپنی خاص ننانوے رحمتوں میں ملا لیگا۔ اور پوری سو کرکے اپنے خطاکار بندوں پر انکو لطف فرمائیگا۔ اور فرماتا ہے کہ رحمٰن وہ ہے کہ اگر اس سے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرے اور رحیم وہ ہے کہ اگر اس سے سوال نہ کریں۔ تو وہ غضب میں آجائے اور حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ خداوند تعالیٰ سے کچھ سوال نہ کرے تو اس سے اللہ جلشانہ غصہ ہوجاتا ہے اور ایسا ہی ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ اگر تو خدا سے سوال کرنا ترک کرے تو وہ ناراض ہوجاتا ہے۔ اور بنی آدم سے جب سوال کیا جاتا ہے تو وہ ناراض ہوجاتا ہے۔ اور رحمٰن کے معنے ہیں

مال در جمال ہے۔ سبحان اللہ جلال اور جمال کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہو گئے ہیں۔ ایسی ہی صورت اور
ں بات سو اسکی نسبت یہ لکھا ہے کہ جو آدمی نور جلال کا مشاہدہ کرتا ہے وہ تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو جمال
ہ کرتا ہے اسکو تازہ زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ اور بسم اللہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہ قدرت اور رحمت
بیان جامع ہے یعنے ان دونوں کو جمع کر دیا ہے اور قدرت سے تو طاعت کرنیوالے اور فرمانبردار لوگوں
ملا ہے اور رحمت سے ان لوگوں پر رحم کر دیا ہے جو عاصی اور گنہگار تھے ✤

بسم اللہ کی برکت میں اور زیادہ برکت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بسم اللہ پڑھو۔ جو بسم اللہ پڑھتا ہے اور میری طاعت کرتا ہے۔ وہ میری حضوری میں
جاتا ہے۔ اور پھر طاعت کے نور کے سبب سے اسکو معائنہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور جسکو معائنہ نصیب
ہے وہ سب سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اسکی نعمت بیان کی محتاج نہیں ہے۔ اس کا دل اسرار الٰہی
ت ہو جاتا ہے۔ اور نئے انتہا علوم سے بھر جاتا ہے۔ اور جو آدمی اپنے مطلوب کا وصال پا لیتا ہے۔ پھر
سرے میں ہو جاتا ہے اور شکساری اور اضطرابات سے چھوٹ جاتا ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جو آدمی جہاں آرا
دیکھ لیتا ہے اسکو پھر یہ حاجت نہیں رہتی کہ کوئی اسکو اسکی خبر دے۔ خدا پاک معلی بارگاہ میں جو شخص داخل
ہے پھر ساری عمر اسکے پاس اندوہ اور یاس اور حسرت نہیں آتے۔ سب بھاگ جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے ٹھکانے
تے ہیں۔ اور جو آدمی ایسے رفیق کی رفاقت سے سرفرازی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ فراق کے درد سے چھوٹ
ہے اور خداوند کریم کی خدمت میں داخل ہو جاتا ہے پھر کبھی آفت اور اشتیاق کا صدمہ نہیں رہتا۔ اور جو دیدار کی
لیتا ہے اس کے سوتے ہوئے بخت جاگ اٹھتے ہیں۔ اور بدبختی اس سے دور ہو جاتی ہے۔ کہ بسم اللہ
سے باری ہے یعنے خداوند تعالیٰ سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور سین سے ستار گناہاں مراد ہے۔ اور میم
مراد ہے یعنے انکی بخششوں کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا عطا کرنیوالا وہی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ
سے مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ اولاد سے پاک ہے۔ اور سین مراد ہے کہ وہ آوازوں کا سننے والا ہے۔ اور میم
ود ہے کہ وہ تمام دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم بھوکوں
کھلاؤ۔ کیونکہ میں تم کو روزی دیتا ہوں۔ پیاسوں کو پانی پلاؤ۔ میں تم کو پانی پلاتا ہوں۔ اور میری ہی طرف پناہ
میں ہی پناہ دینے والا ہوں۔ اور بعض کا قول ہے کہ حرف ب سے توبہ کرنے والوں کا آہ و بکا مراد ہے۔ اور سین سے
کے سجدوں اور ان کی تسبیح کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حرف میم سے گناہگاروں کی معذرت کی طرف اشارہ ہے
بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کے معنے ہیں بلاؤں کا دور کرنیوالا اور رحمٰن کے معنے ہیں عطیات کا بخشنے والا اور
زاد گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ لفظ اللہ واسطے عارفوں کے ہے اور عابدوں کے لئے رحمٰن ہے اور گناہگاروں
کے رحیم ہے۔ اللہ وہ ہے جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اور وہ احسن الخالقین ہے۔ رحمٰن وہ ہے جس نے
ن ہے اور وہ تمام رزق دینے والوں میں بہتر رزق دینے والا ہے۔ رحیم وہ ہے جو تم کو بخشتا ہے اور بخشنے والوں سے بہتر ہے اور بزرگوں نے
بندوں پر اپنی ساری نعمتیں پوری کر دی ہیں اور اسی واسطے اسکا نام اللہ ہے۔ اور اپنے جود اور کرم سے رحمٰن اور رحیم ہے
م کو ہماری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا ہے رحمٰن ہے کہ قبروں میں سے ہم کو نکالیگا۔ اور وہ رحیم ہے کیونکہ
ہم کو کفر کی تاریکی سے نکالکر اسلام کا نور دکھلا دیا ہے ✤

خدا کی رحمت کے نازل ہونیکا بیان

ہنے شیطان کی مخالفت کی اور گناہوں سے پرہیز کیا اور دوزخ کی آگ سے خوف کھاتا۔ اور خدا کے بندوں پر
سا اور ہمیشہ خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور بسم اللہ کو پڑھا خداوند تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ جو

کر دیئے۔ اور غیروں کی غلامی سے ان کو بچا لیا۔ اور ان کے دلوں سے گناہوں کی بھاری بوجھ اور تکبیروں کی
ثقل اُٹھا دیئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات سب وہ صفات نیکی اور فضل کے اوصاف سے موصوف ہے۔ اور
جو لوگ توبہ کرنیوالے ہوں۔ انکے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ تو کہہ بسم اللہ اس کا نام ہے جس نے دریاؤں
کو جاری کیا ہے اور درختوں کو اُگایا اور اُنکو بڑھایا پھولایا ہے۔ یہ اس کا نام ہے جس نے شہروں کو اپنے
ان بندوں سے آباد کیا ہے جو اطاعت اور فرمانبرداری کرنیوالے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ شہروں کو ایسا مضبوط
کیا ہے جیسا کہ پہاڑوں سے زمین کو اُسکے رہنے والوں کے لئے گہوارہ کی مانند کر دیا ہے اور یہ خداوند تعالےٰ
کے برگزیدہ لوگ تعداد میں چالیس ہیں۔ اور ان کو ابدال کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور
کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھیراتے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں۔ ابدالوں کا گروہ دُنیا کا حاکم ہے جب
قیامت برپا ہوگی۔ تو اُس روز یہ لوگ خدا کے بندونکی شفاعت اور سفارش کرینگے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ ان لوگوں
کو اپنی مخلوق کی مصلحت اور ان پر رحمت کرنیکے واسطے ہی پیدا کیا ہے ٭

بسم اللہ کی برکت کا بیان

جو لوگ خدا کا ذکر کرنیوالے ہیں۔ ان کے واسطے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ اور صاحبانِ قوت
کے واسطے بڑی عزت ہے اور عاجزوں کے لئے پشت پناہ ہے اور اسکے دوست کے لئے ایک نور ہے۔
اور اسکے مشتاقوں کے واسطے ایک سرور ہے۔ بسم اللہ روحوں کی راحت کا سبب ہے۔ اور جسموں کے واسطے
سب بلاؤں سے خلاصی کا موجب اور سبیل کا نور ہے۔ اور تمام کاموں کے سرانجام کا باعث ہے اور بسم اللہ
عارف لوگوں کے سر کا تاج ہے۔ اور خدا کے واصلوں کے لئے ایک چمکتا دمکتا ہوا چراغ ہے۔ اور جو خدا کے
عاشق ہیں۔ انکو بسم اللہ غیر سے بے پرواہ اور بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو
عزت دی ہے اور ان کو فخر بخشا ہے اور نالائقوں کو ذلیل اور خوار کیا ہے۔ بسم اللہ اس ذات کا نام ہے۔
جس نے دوزخ کی آگ کو اپنے دشمنوں کے لئے استقرار کی جگہ بنایا ہے۔ اور اس کا نام ہے جس نے اپنے دوستوں
کے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بسم اللہ اس خدا کا نام ہے۔ جس کے نام میں تعداد اور شمار کو کوئی دخل نہیں۔
اور یہ اس کا نام ہے جو بے انتہا مدت تک باقی رہنے والا ہے۔ اور اس کا نام ہے جو بغیر کسی کے سہارے اپنی
ذات سے ہی قائم ہے۔ اور ہر ایک سورت کے واسطے بسم اللہ ایک دروازہ ہے۔ اور جسکی یاد سے جانی
خلوت خانے آباد اور خوش وخرم ہیں۔ بسم اللہ اُس کا نام ہے جسکی عبادت کرتے ہیں۔ اور اُسکی نماز پڑھتے ہیں۔
اور اس کا نام ہے جسکی طرف سارے آدمی نیک گمان رکھتے ہیں۔ اور بسم اللہ اس کا اسم ہے جس نے آنکھوں کو
بیداری عطا کی ہے اور سب چیزوں کو حکم دیا ہے۔ کہ تم پیدا ہو جاؤ۔ اور وہ ہو گئی ہیں۔ اور بسم اللہ اس کا نام ہے
جو بٹہ لگانے سے پاک ہے۔ اور اس کا نام جو سب سے بے پرواہ ہے۔ اور اس کا نام ہے جو اندازہ اور قیاس سے
بہت برتر اور بلند ہے۔ کہہ بسم اللہ ایک ایک حرف کرکے تاکہ تجھ کو ایسے ہزار ہزار ثواب ملے۔ اور خداوند تعالےٰ
اسکے سب گناہ معاف کر دے۔ اگر کسی نے زبان سے بسم اللہ پڑھی تو دنیا اُسکی گواہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی دل
سے پڑھے تو آخرت بھی اُسکی گواہ ہوتی ہے۔ اور جو آدمی پوشیدہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس کا خدا گواہ ہو جاتا ہے
بسم اللہ میں ایسی حلاوت ہے کہ اگر کوئی اسکو پڑھے تو اس کا منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کلمہ ہے کہ جو اسکو کہتا ہے
اس کے دل میں کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ جتنی نعمتیں ہیں وہ سب اس کلمہ پر تمام ہو گئی ہیں۔ اس کے پڑھنے سے
حلاوت [illegible] جاتا ہے۔ اور یہ کلمہ رسول مقبول کی اُمت کے واسطے ہی مخصوص کیا گیا ہے۔ اور یہ کلمہ اتنا بڑا
درجہ رکھتا ہے کہ جلال اور جمال دونوں کو جمع کرتا ہے۔ جو بسم اللہ کا قول ہے یہ تو جلال ہی جلال ہے اور جو رحمٰن الرحیم

آدمی خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور دل سے اُسکی بارگاہ معلی میں رجوع لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر تکیہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس پر خدا اپنی رحمت وارد کرتا ہے۔ جو آدمی دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور آخرت کی طرف رغبت رکھتا ہے۔ اور تکلیف پر صبر کرتا ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور خدا کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور جو بندہ بتوں کی پرستش اور شیطان کی اطاعت سے پرہیز کرتا ہے۔ اور دنیا میں صرف قوت لایموت پر قناعت کرتا ہے۔ اور اس خدا کے ذکر میں مصروف رہتا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا اور بسم اللہ پڑھتا ہے وہ ہمیشہ خوش رہیگا۔

مجلس - خداوند تعالیٰ کے قول کا بیان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے مومنوں توبہ کرو تاکہ تم خلاصی پاؤ) اللہ جلشانہ نے یہ خطاب اپنی مخلوقات سے کہا ہے۔ عربی زبان میں توبہ کے معنے بازگشت کے ہیں جب کہتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی نے اپنے کاموں سے توبہ کی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ ان سے باز رہا ہے۔ پس شرع میں توبہ کے معنے بُرے کاموں سے باز آکر نیک کاموں کی طرف توجہ کرنی ہوتی ہے۔ اور گناہ اور معصیت کی نسبت یہ جاننا کہ یہ آدمی کو ہلاک کردیتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ اور بہشت سے دور کردیتے ہیں۔ اور ترک معصیت بہشت میں داخل ہونے خداوند تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں ہیں۔ جلشانہ فرماتا ہے کہ تم میری طرف پھرو اور نفسانی ہوا اور ہوس پرستی سے باز آؤ۔ ایسا کرنے سے قریب ہے کہ تم آخرت میں اپنے مقصود اور مطلوب کو میرے پاس پاؤ اور پھر آئندہ کے واسطے ہمیشہ نعمت اور آرام میں بسر کرو۔ اور تم کو خلاصی ملجائے اور اپنے مطلوب کو پالو۔ نجات پاؤ اور بہشت میں جو نیکوں کے واسطے تیار کی گئی ہے داخل ہوجاؤ۔ اور اپنے بندوں کی طرف مخاطب ہوکر اللہ تعالیٰ بالخصوص خطاب کرتا ہے کہ اے ایماندار مسلمانوں تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف لوٹو اور اپنے سچے ارادہ سے توبہ کرو اور عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا۔ اور تم کو ایسے بہشتوں میں داخل کریگا۔ جنکے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اور توبہ نصوح کا یہ مطلب ہے کہ اس میں کسی طرح کی آمیزش نہ ہو۔ اور خاص اللہ کے واسطے توبہ ہو۔ لفظ نصوح نصاح سے مشتق ہے جس کے معنے دھاگہ ہے یعنی ایسی توبہ کہ جسکو کسی غرض نفسانی سے تعلق نہ ہو اور توبہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے واسطے کرو ایسا نہ ہو کہ دل میں تو گناہ کی خواہش ہو اور ظاہر میں۔ رونا زاری اور فریب ہو۔ اور اپنے نفس کو ایسا دلاسا نہ دو جس سے اسکو نافرمانی اور گناہ کرنے کے واسطے تسکین حاصل ہو۔ اگر انسان گناہوں کو ترک کرے تو خاص خدا کے واسطے ترک کرے جیسا کہ نفس امارہ کے واسطے گناہ کو اختیار کیا تھا۔ اسی طرح خدا کے واسطے ہی اسکو ترک کرے تاریکی سے نکلنا ہو اور آخرت تک اسکی توبہ سلامت رہے اور تمام امت پر واجب ہے۔ کہ سب گناہوں سے توبہ کرے۔ اور اس پر تمام امت کا اجماع رہے۔ اللہ سبحانہ کئی ایک جگہ تائبوں کا ذکر فرماتا ہے۔ ایک مقام پر یہ فرماتا ہے۔ (خدا توبہ کرنے والوں اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے) اور ایک اور جگہ فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ ان کو اسواسطے دوست رکھتا ہے۔ کہ انہوں نے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ وہ گناہ ان کو خدا سے دور رکھنے والے تھے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے (ان لوگوں کو خوشخبری دے جو توبہ کرنے وا[illegible] عبادت کرنیوالے ہیں۔ خدا کی حمد وثنا کرنے ہیں رکوع کرنیوالے ہیں۔ سجدہ کرنیوالے ہیں شرع کے مطابق حکم کرتے اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو نگاہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو مومن ہیں) خدا تعالیٰ نے معلوم نام کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے مراد تائب ہیں۔ اور اس کے بعد انکی یہ صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی گناہ سے تائب کہلاتا ہے۔ جو ان صفتوں سے موصوف ہو۔ اور ایسا شخص ایمان کی خوشخبری دینے کے لائق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مومنوں کو بشارت دے۔

سے وسوسہ سے بچ جائے تو خداوند کی نعمتوں اور اسکے احسان کے پہچاننے میں کوئی نہ کوئی قصور اور غفلت ہو جاتی ہے اور یہ سب مومنوں کے حالات اور مقامات کے لحاظ سے ہیں پس ہر حالت کے واسطے عبادتیں اور گناہ اور حدیں اور شرطیں ہیں۔ اور ان کا نگاہ رکھنا طاعت ہے اور ان کا ترک کرنا اور ان سے غفلت کرنی گناہ ہے۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ توبہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اور توبہ یہ ہے کہ جو گمراہی اور گمراہی اختیار کی ہو اُس سے اس سیدھے راستے کی طرف پھر جائے جس کا شرع نے حکم دیا ہے اور اس مقام پر کھڑا ہو جس جگہ کھڑا ہونے کی اجازت دی گئی ہے اور اس منزل میں اترے جو اسکے اُترنے کے واسطے تیار ہوئی ہے۔ اسلئے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو توبہ کا محتاج نہ ہو۔ البتہ اسکی مقداروں میں فرق ہے عام لوگوں کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے خاصوں کی توبہ غفلت سے اور جو خاص الخاص کی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری طرف ان کا دل مائل نہ ہو۔ جیسا کہ ذوالنون مصری نے فرمایا ہے۔ کہ جو عام لوگ ہیں انکی توبہ تو گناہ سے ہے اور جو خاص ہیں انکی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔ اور ابوالحسن نوری کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیرے۔ پس جو آدمی لغزشوں سے توبہ کرتا ہے اور جو غفلتوں سے ان میں بڑا فرق ہے اور اسی طرح ان میں بھی بہت فرق ہے۔ جو نیکیوں کے دیکھنے سے توبہ کرتا ہے۔ اور جو خدا کے غیر کے ساتھ دل لگانے اور اس کے ساتھ آرام پکڑنے سے توبہ کرتا ہے یعنی پیغمبر بھی توبہ کرنے سے بے پرواہ نہیں ہوئے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ جو پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ (میرے دل پر زنگ آ جاتا تھا اور میں رات اور دن میں ستر دفعہ خدا سے آمرزش کی درخواست کرتا ہوں) اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھایا جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا۔ تو اسی وقت آپ کے بدن سے بہشتی لباس دور ہو گیا اور آپ کی شرمگاہ ننگی اور ظاہر ہو گئی ہاں مگر آپ کے سر پہ تاج اور کلغی باقی رہ گئی پس آپ کو شرم تھی کہ یہ دونوں بھی ان سے لئے جاویں۔ پس حضرت جبرئیل تشریف لائے۔ اور انہوں نے پیشانی سے سلطانی کلغی اور سر سے تاج کو اُتار لیا۔ اور حکم ہوا کہ تم اور حوّا دونوں میری ہمسائیگی سے دور ہو جاؤ۔ کیونکہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو آدمی ہماری نافرمانی کرے وہ ہماری ہمسائیگی کے لائق نہیں ہے۔ اور جب دونوں کی یہ نوبت پہنچی۔ تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حوا کی طرف نگاہ شرم سے دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ پہلی ہمارے گناہ کی شامت ہے کہ ہم اپنے حبیب کی ہمسائیگی سے نکالے گئے اور ہم ٹھنڈی عیش میں تھے اور بڑی بادشاہی اور بڑے وصل اور عزت دیدار اور عالی مرتبہ اور اشرف اور ستھری اور امن والی اور اقتدار سے بہت قرب والی جگہ سے نکالے گئے اور اب ہم محتاج ہوئے ہیں کہ توبہ عاجزی اور زاری کریں اور اپنی شکست اور خواری کا اظہار اُس رب العزت کی جناب میں کریں پس اگر کوئی شخص توبہ سے بے پرواہ اور دشمن سے امن والا اور نفس کی ملامت اور شیطان کے وسواس اور اسکے مکر سے بچنے کا حقدار ہو سکتا اور اپنے مکان کے شرف اور پاکیزگی اور اللہ کے قرب اور مرتبہ کی نزدیکی کا فخر کر سکتا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام ہی تھے۔ اور جب وہ توبہ کرنے پر مجبور کئے گئے۔ اور انہوں نے اپنے گناہ کی مغفرت کی درخواست کی۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ اپنے مبارک کلام میں فرماتا ہے (آدم نے چند کلمے اپنے رب سے سیکھ لئے اور وہ توبہ کو قبول کرنے والا اور مہربان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع کیا اور ان کی توبہ کو قبول فرمایا) تو دوسرے آدمی اس سے کیونکر بے پرواہ ہو سکتے ہیں۔ اور حسن بن علی روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ کی درگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ تو اس وقت سب فرشتوں نے ملکر حضرت آدم علیہ السلام کو مبارک باد دی اور حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل بھی آپ کے پاس تشریف لے آئے اور آکر حضرت آدم کو یہ خبر دی کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ خداوند کریم نے آپ کی توبہ کو قبول کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرئیل اگر اسکے بعد مجھ سے سوال ہوا تو میرا کیا ٹھکانا ہو گا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ کہ اے آدم تو نے اپنی اولاد کے واسطے رنج اور مشقت کو میری میراث میں چھوڑا ہے اور اسی طرح توبہ کو بھی میراث دیا ہے پس جو کوئی توبہ کریگا اور میری بارگاہ میں رجوع لائیگا تو میں اسکی توبہ کو قبول کرونگا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کرو جن سے تم کو منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے سب گناہ معاف کر دینگے" کوئی تم میں سے اپنے نفس کو ان گناہوں کا مطیع نہ بنائے بلکہ سب کبیرے اور صغیرے گناہوں سے توبہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ تمام کبیرے اور صغیرے گناہوں کو چھوڑ دے اور یہی تقوےٰ ہے ایسا ہوشیار رہو جیسا کہ وہ شخص ہوتا ہے جو کانٹوں والی زمین پر چلتا ہے اور ان سے بچنے کے لئے دیکھ کر چلتا ہے۔ پس صغیرے گناہوں سے بھی زیادہ بچو ان کو حقیر نہ جان کیونکہ چھوٹے کنکروں سے ہی بڑے بڑے پہاڑ بنائے جاتے ہیں۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول مقبول اپنے اصحابوں کے ساتھ ایک جنگل میں اترے جس میں کوئی لکڑی نہ تھی اور جہاں تک نظر جاتی تھی اس میں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی پس آنحضرت صلعم نے اپنے اصحابوں کو فرمایا۔ کہ لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اس میں لکڑی تو کہیں نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیز تم پاؤ۔ اسکو حقیر نہ سمجھو۔ اور اسکو اٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ سنکر ہر ایک آدمی لکڑی کی تلاش میں نکل گیا۔ اور جہاں جہاں کسی نے لکڑی کی قسم سے کچھ پایا۔ اس کو جمع کر لیا اور ہوتے ہوتے ایک بڑا بھاری انبار لگا دیا۔ پس آپ اصحابوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور ان کو فرمایا کہ دیکھو حقیر چیزیں جمع ہو کر کتنی بڑی عظیم ہو جاتی ہیں۔ نیکی اور بدی کو بھی اسی طرح قیاس کرو صغیرہ گناہوں میں اور صغیرے ملے جائیں۔ تو وہ بھی بڑا تودہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کبیرے گناہ میں آ کر کبیرے داخل ہوتے جائیں تو وہاں بھی ایک بڑا انبار لگ جاتا ہے۔ اور یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اگر کسی گناہ کو بندہ حقیر جانے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہوتا ہے اور اگر کوئی آدمی اسکو بڑا خیال کرے۔ تو وہ خدا کے نزدیک چھوٹا بن جاتا ہے۔ پس تحقیق ایک مومن ایک چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا کامل ہوتا ہے اور معرفت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے گناہوں کو پہاڑ کی مانند جانتا ہے جو اس کے سر پر ہو اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پہاڑ سر پر گر پڑے۔ اور منافق اپنے گناہوں کو ایسا جانتا ہے جیسا کہ ناک پر ایک مکھی بیٹھی ہو۔ کہ میں جب چاہوں گا اسکو اڑا دوں گا۔ اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں جو گناہ کرتا ہوں شاید اسکی مانند کوئی دوسرا صغیرہ گناہ ہوگا تو اس کا کہنا نہایت ہی بڑا گناہ ہے۔ اس کہنے سے اسکے ایمان میں نقصان آ جاتا ہے اور اسکی معرفت بہت سست ہو جاتی ہے اور اسکی عقل کی کمی بھی اس سے ثابت ہوتی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے جاہ و جلال کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اگر وہ اسکے جلال اور اسکی عظمت اور عزت سے پوری علم رکھتا۔ تو اپنے صغیرہ گناہ کو بھی کبیرہ جانتا اور حقیر گناہ کو بڑا اور بزرگ گناہ سمجھتا جیسا کہ خداوند کریم اپنے کسی پیغمبر پر وحی نازل فرماتا ہے۔ کہ ہدیہ کی قلت کو نہ دیکھ بلکہ اسکو حقیر نہ جان بلکہ اسکے بھیجنے والے کی عظمت اور بزرگی پر غور کر۔ اور کسی گناہ کو چھوٹا نہ جان بلکہ اسکی عظمت اور جاہ و جلال کی طرف جسکے روبرو تم گناہ کر رہے ہو دیکھ کہ اسطرح تم کو جواب دہی کے واسطے کھڑا ہونا پڑیگا۔ گناہ گار اور خدا کی درگاہ میں جس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے وہ کسی گناہ کو چھوٹا نہیں جانتا۔ اور جو خدا اور اسکے رسول کے حکم کے خلاف ہوں۔ ان سب کو کبیرہ گناہ ہی خیال کرتا ہے۔ بعض صحابہ نے اپنے تابعین کو کہا ہے کہ بعض عمل ہماری نظر میں بال سے بھی باریک دکھائی دیتے حالانکہ ہم انکو رسول اللہ کے زمانہ میں ہلاک کیا کرنے والے سمجھتے۔ یہ اسلئے تھے کہ ان اصحاب کو رسول مقبول اور حق جل و علیٰ کے ہاں مرتبہ حاصل تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ اگر ایک عالم ضعیف گناہ کرے تو وہ بڑا اور بزرگ گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی جاہل آدمی اس گناہ کو کر ڈالے تو وہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس سے درگذر کی جاتی ہے۔ اور اس عالم سے بسبب اسکے علم اور معرفت کے درگذر نہیں ہوتی۔ اسلئے ہر ایک آدمی کے واسطے توبہ کرنی فرض عین ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی آدمی نہیں جسکے اعضاء اور جسمانیت اور گناہوں سے خالی ہوں۔ اور اگر کوئی آدمی اعضاؤں کے ذریعہ گناہ کرنے سے بچ رہتا ہے تو اسکے دل میں گناہ کرنے کا قصد کبھی نہ کبھی ضرور ہی ہوا ہوتا ہے۔ اور اگر اس ارادہ سے بھی بچ رہا ہو تو شیطانی وسوسے سے نہیں بچتا کیونکہ شیطان ہر وقت آدمی کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ اسکو خداوند کریم سے غافل کر دیتا ہے اور وسوسہ میں ڈال دیتا ہے اور اگر شیطان

لوہا بھی آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا۔ اس سے وہ اپنی روزی کماتے تھے اور یہ سب کچھ اس واسطے تھا کہ اسکے زہد کی
رنگی ظاہر ہو اور اُسکی ہر کام کی حفاظت ہو۔ باوجود اس شان کے لغزش بھی آپ چالیس روز تک سجدے میں پڑے
رہے اور خدا کی درگاہ میں رویا کئے اور یہاں تک روئے کہ آپ کے آنسوؤں کے پانی سے گھاس اُگ پڑا۔ تب
خداوند تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (میں نے انکی لغزش کو بخشا
اور ان کو ہماری بارگاہ میں قرب کا درجہ حاصل ہے اور اسکی بازگشت اچھی ہے) اور حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمان ؑ کا
یہ رُتبہ تھا۔ کہ ان کو ایک بڑی عظیم بادشاہت نصیب ہوئی تھی اور ہوا بھی آپ کی فرمانبردار تھی اور صبح سے دوپہر تک
آپ کی ہوا خوری کی مسافت ایک مہینے کا راستہ تھا۔ اور زوال کے بعد بھی اسی قدر گلگشت فرمایا کرتے تھے جیسی حکومت
اور بادشاہت آپ کو حاصل ہوئی ہے ویسی آپ کے بعد کسی کو نہیں دی گئی۔ اور باوجود اس شان عظیم کے پھر بھی آپ صرف
اتنے گناہ کے عوض میں خداتعالیٰ کے عذاب اور عتاب میں گرفتار رہے گئے۔ کہ چالیس روز تک ان کے محل میں
ایک تصویر کی پرستش کی گئی تھی اور آپ کو اس سے اطلاع بھی نہ تھی اور عتاب میں آپ چالیس روز تک سلطنت سے
معزول کر دیے گئے۔ اور جب معزول ہوئے تو بڑی بے سروسامانی اور پریشانی کے ساتھ بھاگے اور بھاگنے کے بعد
جب آپ کھانا مانگنے کے واسطے کسی آدمی کے آگے ہاتھ پھیلاتے اور اس کے پاس یہ ظاہر کرتے۔ کہ میں داؤد کا بیٹا
سلیمان ہوں تو سنکر وہ آپ کے سر مبارک کو توڑ دیتا اور اس پر ہنسی کرتا تھا۔ کہ ایسا بے سروسامان ایک فقیر آدمی ہے
اور کہتا ہے میں داؤد کا بیٹا سلیمان ہوں۔ اور آپ کے کہنے کا کوئی یقین نہیں کرتا تھا۔ ایک روز آپ ایک دروازہ
پر گئے اور جاکر وہاں سوال کیا۔ وہاں سے آپ نکالے گئے اور اسکے علاوہ یہ ہوا۔ کہ ایک عورت نے آپ کے منہ پر
تھوک بھی دیا۔ اور ایک روایت میں ایسا ہے کہ ایک جگہ ایک بوڑھی عورت نے آپ کے سر پر ایک پیشاب کا بھرا ہوا
آبخورہ اُنڈیل دیا۔ اور آپ اسی قسم کی ذلت اور خواری میں مبتلا رہے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ نے ایک مچھلی سے سلیمانی
انگوٹھی کو نکالا۔ اور اسکو آپ نے اپنی انگلی میں پہنا پھر تو پرندے بھی آپ کے سر پر سایہ کرنے لگے۔ اور جن اور شیطان اور
وحشی جانور سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے آپ کی اہانت کی تھی اور آپ کو مارا تھا انہوں
نے اُس وقت آپ کو پہچانا۔ اور آپ کی خدمت میں عذرخواہی کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا میں اُسکے
سبب سے تم کو ملامت نہیں کرتا۔ اور اس عذرخواہی کے لئے تمہاری تعریف بھی نہیں کرتا کیونکہ یہ سب کچھ اُسکے حکم سے ہوا۔
جس سے مجھے کوئی چارہ نہیں۔ غرض جب انہوں نے توبہ کی تو خدا نے انکی توبہ قبول فرمائی۔ اور ملک اور مال اور
دولت اور عزت اور رتبہ جو پہلے تھا اس سے بھی زیادہ عطا فرمایا۔ پس جب خداتعالیٰ کی درگاہ میں ان لوگوں
کی ایسی حالت ہوئی ہے جو عظیم الشان بادشاہ اور سردار تھے اور ایک ملک پر حکومت کرتے تھے اور روسا کو لوگوں کو
اللہ جلشانہ کی عبادت کے واسطے ہدایت کیا کرتے تھے۔ پس اے مسکین تیرا اور تیرے غرور کا کیا حال ہوگا۔ حالانکہ
تو غرور اور تکبر کے گھر میں ہے شیاطین تجھ پر غالب ہیں غفلت اور ہوس اور نفس اور خواہشات اور ارادوں اور
وسواسوں کے دشمنوں کے لشکروں نے تجھ کو گھیرا ہوا ہے اور شیطان نے انکو سجا کر تیری نظر میں خوبصورت بنا رکھا
ہے اور تیرا یہ حال ہے کہ تو روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ یہی ظاہری عبادتوں پر مغرور رہا ہے۔ اور اپنے ظاہری
اعضاؤں کے گناہوں سے باز رکھنے میں فخر کرتا ہے حالانکہ باطنی عبادتوں سے تیرا باطن بالکل خالی ہے اور ان
باتوں سے تیرا سینہ بالکل خالی ہے۔ پرہیزگاری۔ نرمی۔ خلوت۔ زہد۔ صبر۔ قضا پر راضی ہونا۔ قناعت۔ توکل۔
اللہ کی عطا پر صبر کرنا اور یقین کرنا۔ سینے کی سلامتی اور سخاوت نفس۔ خدا کے احسان کا شکر کرنا۔ نیک نیتی۔
نیک کرداری۔ نیک گمان کا ہونا۔ نیک خصلت کا اختیار کرنا۔ اچھی اور نیک صحبت کا اختیار کرنا۔ حسن معرفت
حسن طاعت۔ صدق۔ اخلاص وغیرہ وغیرہ جنکی تشریح سے طول ہوتا ہے۔ اور انکی جگہ بری خصلتوں سے تیرا

اور اسکے گناہوں کو بخشدیگا۔ اور جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی ہیں بہشت میں انکو اکٹھا کر دیگا۔ اور انکو قبروں سے اس حال میں نکالونگا کہ وہ خوش اور خوشحال اور ہنستے ہونگے۔ اور انکی دُعا قبول ہوگی۔ اور حضرت نوحؑ کا حال بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ لوگوں نے اسکو جھوٹا جانا اور انہوں نے دُعا کی اِس لئے عبرت کے واسطے خداوند تعالےٰ نے اہل مشرق اور مغرب کو غرق اور فنا کر دیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام دوسرے آدمؑ ہیں۔ کیونکہ طوفان میں غرق ہونیکے بعد ساری مخلوقات حضرت نوحؑ کی اولا ہی ہے اور جو لوگ طوفان میں نوح کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے کہتے ہیں کہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ صرف حضرت نوحؑ کی اولاد کے ہاں ہی اولاد ہوئی تھی۔ اور حضرت نوحؑ کے تین بیٹے باقی بچے سام۔ حام یافث۔ طوفان کے بعد ساری دُنیا ان تینوں کی اولاد سے ہی پھیلی ہے۔ اور باوجود اس مرتبہ کے حضرت نوحؑ نے خداوند کریم کی بارگاہ میںلے یہ عرض کی۔ اے میرے پروردگار میں تیرے ہاں اس سے اس کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جسکا مجھ کو علم نہ ہو اور اگر تو آمرزش کرے اور رحمت کرے تو میں ان لوگوں میں ہو جاؤں جو زیاں کار ہیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی توبہ سے بے نیاز نہیں ہوئے حالانکہ آپ کا نام خلیل اللہ تھا۔ کہ خدا نے ان کو اپنی دوستی کے واسطے برگزیدہ کیا تھا اور اپنے ملاقات کے واسطے اُن کو چُنا تھا اور پیغمبروں اور رسولوں کا باپ ہونے کا ان کو فخر حاصل تھا جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ خدا نے ان سے اور انکی اولاد کے نطفہ سے چار ہزار پیغمبر و نکو پیدا کیا ہے۔ اور نبوت اور رسالت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرماتا ہے اور ہم نے اسکی اولاد کو باقی رکھا) اور یہاں تک آپ کو عالی شان اولاد سے فخر دیا تھا کہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام وسلیمان علیہ السلام وغیرہ وغیرہ سب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں اور پھر بھی آپ نے خدا ئے مستجاب الدعوات کی درگاہ میں اپنی مسکینی اور احتیاج کو ظاہر کیا ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ اپنی کلام میں حضرت ابراہیم کے قول کو یاد فرماتے ہیں جو یہ ہے (جس خدا نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے وہی میرے کھانے پینے کی خبر لیتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو اس وقت مجھ کو اپنی قدرت کے ساتھ ہی شفا عطا کرتا ہے اور جو مجھ کو ماریگا اور پھر زندہ کریگا میں اُسکی عام رحمت سے یہ اُمید کرتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف کر دیگا آخر تک آیۃ) اور حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کے قول کو بھی اپنے کلام میں اللہ نے یاد کیا ہے جو یہ ہے (ہم کو عبادت کی جگہ دکھلا اور ہماری توبہ قبول کر کیونکہ توبہ قبول کرنیوالا تو ہی ہے اور تو ہی مہربان ہے) اور یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توبہ سے بے پرواہی ہوئی ہے حالانکہ آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا اور قبولیت کا درجہ رکھتے تھے۔ خدا نے ان کو خاص اپنے ساتھ کلام کرنے اور دوستی کرنے اور پیغمبری کے واسطے ان کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور ان کو قوی معجزے عطا کئے تھے مثلاً ید بیضا۔ عصا۔ و نشانیاں۔ اور ان چیزوں کا ہونا جو آپکو بیابان میں عطا کی گئی تھیں جیسے نور کا ستون اور رات میں روشنائی کا نمودار ہونا اور ترنجبین اور مرغ وغیرہ کا آسمان سے نازل ہونا جو من وسلوا سے بیان ہوا ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت معجزے آپ کو دیئے گئے تھے اور آپ کے پہلے ویسے معجزے اور کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئے تھے پھر بھی آپ فرماتے ہیں (اے میرے پروردگار مجھ کو بخشدے اور میرے بھائی کو بخش اور ہم کو اپنی رحمت میں لے اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے) اور حضرت داؤد بھی توبہ سے مستغنی نہیں ہے۔ آپ کی خدا کے ہاں عزت بھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ایک عظیم الشان ملک کا بادشاہ بنایا ہوا تھا آپ کے تینتیس ۳۳ ہزار پاسبان تھے اور جس وقت آپ زبور پڑھتے تھے تو پرندے صف باندھ کر آپ کے سر پر کھڑے رہتے تھے۔ اور پانی بھی چلنے سے رُک جاتا تھا۔ اور جن اور انسان بھی آپکے اِرد گرد صف باندھ کر کھڑے رہتے تھے۔ اور پھاڑنے اور کاٹنے والے جانور بھی ایک دوسرے کو آزار نہیں دیتے تھے اور آپ کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح اور تہلیل پڑھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بزرگی اور عزت عطا کی تھی کہ

ہیں دوستی اور موافقت رکھتے ہو۔ اور اس قسم کے لوگوں سے تمہاری دشمنی ہو رہی ہے۔ جو خداوند کریم کے برگزیدہ ہیں اور نیکوکار اور نیک کردار ہیں اور شکستہ دل ہیں۔ اور یاد رکھو کہ رحمن کے ہمنشین تو یہی ہوتے ہیں۔ جو ہمیشہ تنگی میں بسر کرتے ہیں اور فرمانبرداری اور کمر اطاعت کو چست باندھے ہوئے ہیں۔ اور اس کی نعمت پر شاکر ہیں اور خلوص عقیدہ کے خلعت کو اوڑھے ہوئے ہیں۔ اور خداوند تعالٰے کے خاص بندے مشہور ہیں اور دنیا کی عزت اور دولت کی انکو کوئی پرواہ نہیں ہے اس سے بے پرواہ ہیں۔ اور قبر کے عذاب اور اس کی تنگی سے امن میں ہے۔ اور ان کو روز قیامت کے ہول اور حساب وکتاب اور تنہائی کا کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بہشت میں رہینگے۔ اور وہاں ہر ایک طرح کی نعمتوں میں تازگی اور خوشحالی سے وقت کاٹینگے۔ اور بہشت کی حسین لطیف اور پاکیزہ حوریں ہیں۔ وہ انکی خواہش کے موافق ہر لحظہ ان کے پاس موجود رہیگی۔ اور ان سب طرح کے لوگوں سے تیری مخالفت ہو رہی ہے۔ اور دنیا کی راحت اور نعمت اور دولت پر تو مغرور ہو رہا ہے اور اس سے غافل ہو کہ تم سے پہلے ایسے ہی مالدار تھے جیسے کہ تم ہو وہ سب چل بسے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اس دار فانی سے کوچ کر جاؤ گے۔ کیسے کیسے لوگ ذی رتبہ اور باجاہ و جلال بادشاہ ہو گذرے ہیں۔ اور دولت سے مالامال مثلاً فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ شداد۔ عاد۔ قیصر اور کسرٰے وغیرہ سب ہی تباہ ہو کر خاکیوں میں مل گئے ہیں۔ زمانہ نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور اسے دام فریب میں پھنسا ہی لیا ہے اور شیطان نے خداوند کریم کی طرف سے ان کو بھی غافل ہی کر دیا۔ اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ کہ اپنے آرام کے اسباب اور اپنے واسطے ہی مال کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے اور حق بات کو بھول گئے۔ یہاں تک کہ اچانک شہنشاہ علی الاطلاق کی طرف سے حکم قضا آ پہنچا اور دم بھر میں آنکھ بند کر کے آگے چل بسے اور انکی سلطنت برباد ہو گئی اور مال اور خزانہ سب کچھ جاتا رہا۔ اور انکے آرام کرنے کے نرم اور ملائم بستر سب چھین لئے گئے۔ اور جن گھروں کو انہوں نے اپنے مضبوط قلعے سمجھا ہوا تھا۔ ان سے انہیں نکال باہر کیا۔ اور ملک اور دولت اور عزت جس پر مغرور اور مدعی ہو رہے تھے اسکے عوض میں انکو خواری اور ذلت نصیب ہوئی۔ اور جو امانت انکے سپرد کی گئی تھی۔ اسکے مطالبہ سے بھی نہیں چھوٹینگے جس جس چیز کے یہ لوگ منکر تھے خداوند تعالٰے سے وہ انکو پہنچ گئی یعنی عذاب کا ہونا اور اپنے اعمال اور کردار پر بھی انکو اطلاع دی گئی۔ اور اس دار فانی میں جو کچھ کمایا تھا۔ اس پر آپس میں لڑتے جھگڑتے اور دوسرے کے حق کو چھینا جس کا انجام یہ ہوا کہ حاکم ازلی کی مجلس میں بڑی تنگی اور سختی کے ساتھ گرفتار کئے گئے۔ جیسا کہ دنیا میں یہ لوگ دوسروں کو ناحق قید کرتے تھے۔ اور انکو سختی میں ڈالکر بڑے بڑے عذاب دیتے تھے اسی طرح انکو بھی عذاب دیا گیا۔ خداوند تعالٰے نے انکو دوزخ میں ڈالا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کو دوزخ کی آگ میں جلایا۔ اور ان کی گردنوں میں آگ کے طوق ڈالے۔ اور ان کے پاؤں میں آگ کی زنجیریں ڈالیں اور انکو جوتوں کے ہار پہنائے اور ان کا منہ کالا کیا۔ اور انکی خوراک زقوم اور ضریع بنائی جو ایک قسم کے کانٹے اور بڑے کڑوے ہیں۔ اور پینے کے واسطے انکو گرم پانی دیا اور جب دوبارہ پیاس ہوئی۔ تو انکو دوزخی آدمیوں کے زخموں کی پیپ پلائی غرض جو لوگ گذر گئے ہیں کیا ان کے حالات تجھ کو نصیحت اور عبرت نہیں دلاتے بہت بڑی نصیحت اور عبرت دیتے ہیں۔ ابھی تو وہ لوگ دولت اور ملک کے مالک تھے اور ابھی وہ ان سے نکال باہر کر دئے گئے اور وطن سے جلا وطن ہوئے اور کچھ کچھ یادگار باقی چھوڑ گئے۔ بعض کو یادگار چھوڑنی بھی نصیب نہ ہوئی اور جنہوں نے خدا کے بندوں پر ظلم کیا۔ اپنے محلوں میں بیٹھ کر بیچارے غریبوں کا منہ توڑا ان کا سر توڑا۔ انکی پیٹھ توڑی۔ غریب اور مسکینوں کی آنکھیں جو ستم رسیدہ اور بلادیدہ تھیں انکے ظلم سے خون روئیں۔ اور بہت سے نیک کردار تھے جو انکے ظلم سے خوار اور ذلیل ہو کر فقیر ہو گئے۔ بہت سی بدعتوں اور بری رسموں کو دنیا میں جاری کیا بہت سے علماء اور حکیم اور دانا آدمیوں کے دلوں کو توڑا۔ اور ان کو غصہ دلایا۔ آخر کو انکے حق میں خدائے مستجاب الدعوات کی درگاہ میں خدا پرست اور صاحب دل لوگوں

سینہ بھرا ہوا ہے اور میرے دل میں گناہوں کے درخت کی جڑ مضبوط ہو رہی ہے۔ اور شاخ در شاخ ہو کر پھیل رہی ہے جو محنت اور بلا لانے والی ہے اور دنیا اور آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے' ناشکری ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی تقدیر پر ناراضی اور اُسکے حکم اور مقدرات پر اعتراض اور قضا اور قدر کے باب میں حاکم مطلق پر تہمت لگانی اور اُس کے وعدوں کو جھوٹا جاننا اور ان میں شک کرنا۔ اور دل کا ویرانہ مثل جنگل اور کینہ اور حسد اور نفاق اور حق پوشی سے آباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی شاہ و جلال کا ذکر کرے اور جھوٹی تعریف کرے تو اسکے سینے سے جامہ میں پھول جانا۔ اور اس فانی سرا کی عزت اور توقیر پر جو صرف ظاہری آرائش پر مغرور ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے جب اسکو کہا جاتا ہے کہ تو خدا کا خوف کر تو عزت کا غرور اسکو گناہوں کی طرف کھینچ لیجاتا ہے اور کینے پر اس کو غصہ آتا ہے۔ اور احکام الٰہی کے بجا لانے سے اس قسم کے لوگوں کو یہ چیزیں باز رکھتی ہیں۔ ننگ و ناموس کا خیال۔ جاہ کی محبت۔ عداوت۔ بغض۔ بخل۔ دوسرے لوگوں کے مال میں طمع کرنا۔ لوگوں سے خوف اور شرف کا بزرگ منش ہونا۔ امرا کی تعظیم کرنی۔ فقرا کی توہین کرنی۔ ناز و تکبر۔ دنیا کی رغبت۔ دنیا کی عزت کا فخر۔ اگر کوئی اچھے کام کرتا ہے تو وہ خودستائی کے واسطے کرتا ہے۔ اور لوگوں کے دکھانے اور سنانے کے واسطے۔ اور اگر کوئی حق بات کہے تو غرور کے مارے اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کام وہ کرتے ہیں جو بیفائدہ ہوتے ہیں اور بیہودہ باتیں بناتے رہتے ہیں جو بیفائدہ ہوتی ہیں۔ کہیں لاف زنی ہو رہی ہے اور کہیں دوسرے لوگوں کے حال کی آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اسی حال میں چھوڑ رکھا ہے حالانکہ عبادت کا منشا ہے کہ اپنی حالت کی نگاہبانی اور اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھا جاوے اللہ کے احکام میں کوتاہی کرنی اور مخلوقِ خدا کی عزت اور اسکے لئے دین میں سستی کرنی۔ اور اپنے عملوں پر مغرور ہو رہے ہیں۔ اور ایسے کاموں میں جو خود کئے ہی نہیں۔ لوگوں کی تعریف چاہنی۔ لوگوں کے عیبوں کی تفتیش میں لگے رہنا۔ اور اپنے عیبوں سے چشم پوشی کرنا۔ خداوند کریم کی نعمتوں کو بھلا دینا۔ اور جو نعمت تجھ کو اللہ نے دی ہے اسکی نسبت تو یہ نہیں کہتا کہ خداوند کریم نے تجھکو عطا کی ہے بلکہ یہ کہ میں نے کمائی ہے یا یہ فلاں فلاں شخص نے دی جسکو اللہ نے اس کے تابع کر رکھا ہے اور وہ صرف اس کی نعمت کے ظاہری اسباب ہیں۔ دنیا کی ظاہری باتوں پر تو عمل کرتے ہیں۔ اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں اور اصولوں پر نگاہ ہی نہیں پڑتی۔ اور جو کام کرتے ہیں اسکو بیجا کرتے ہیں۔ اپنے اسے محل اور موقع پر نہیں کرتے۔ خوشی اور خرمی میں تو مستغرق ہیں۔ اور خدا کے خوف کو دل سے خارج کر رکھا ہے اور یاد رکھیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہے بڑی خرابی ہوگی۔ اور حکمت الٰہی کا نور بھی انکے دلوں میں نہیں رہیگا۔ اور اس نور کا خارج ہو جانا بہت بُرا ہے کیونکہ جسقدر نور زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ہی خداوند تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور جسقدر آدمی نور کے ساتھ اُلفت رکھے اور اسکو سمجھے اسی قدر ہی یہ نور آدمی کو دوسرے لوگوں سے نیار کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے واسطے نیکبختی اور ابدی رستگاری حاصل ہوتی ہے اور پوری نعمت ملتی ہے۔ کیونکہ جب انسان کو خوف کے مارے دلیا و خواری نصیب ہوتی ہے اور اس پر آدمی صبر اور شکر کرتا ہے تو اس سے اسکو نیک بختی ملتی ہے اور خدا کے دوستوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اور خدا کے برگزیدہ اور خالص لوگوں اور شہیدوں اور عالموں اور ان عارفوں میں جو اُسکی تقدیر کو پہچانتے ہیں اور پیغمبروں کے امانتوں کے گروہ میں ملجاتا ہے۔ اور تیرا تو یہ حال ہو رہا ہے کہ اگر تم کو اللہ کے دین میں مدد دینے کی ضرورت پڑے تو اس میں سستی کرتا ہے۔ اور ایسے آدمیوں سے مخالفت رکھتا ہے۔ جو دین کے مددگار ہیں۔ اور خدا کے دوست ہیں۔ اور اس کے راستے میں قائم اور لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت کرنیوالے ہیں اور خدا کے عذاب سے اسکے بندوں کو ڈراتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت اور اس کے بہشت کا وعدہ دیتے ہیں۔ دیکھو تمہارا کیسا چلن ہو رہا ہے۔ تم اپنی جنس کے آدمیوں سے ظاہر اور باطن

کا علم ہوتا ہے اور گناہ انسان اور معبود حقیقی کے درمیان اور دنیا کی خوشی اور آخرت کی سلامتی کے درمیان پردہ ہیں
حدیث میں وارد ہے کہ گناہوں کے سبب سے بندہ اپنے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں
آیا ہے کہ زنا فقیری اور محتاجی پیدا کرتا ہے اور بعض عارف لوگوں نے کہا ہے کہ اگر تو اپنی زندگی میں تغیر دیکھے اور رزق
میں تنگی اور پریشانی معلوم کرے تو جان لے کہ میں نے اپنے مالک کے کسی حکم کو ترک کر دیا ہے اور نفس امارہ کی پیروی کی ہے
اور جب لوگ تجھ پر زبان درازی اور دست اندازی کریں اور تیری جان اور تیرا مال اور تیرے اہل و عیال سب معرض ہلاکت
میں پڑ جائیں تو اس سے یہ سمجھ لے کہ میں نے خداوند تعالےٰ کے کسی منع کیے گئے کام کو کیا ہے اور کسی کے حقوق کو چھینا ہے
اور اسکی مقررہ حدوں سے آگے قدم رکھا ہے۔ اور آداب طریقت کو بھلا دیا ہے۔ اور جب غم اور اندوہ اور سختی کا تیرے
دل پر اجتماع ہو جائے تو اس سے یہ جان لے کہ تو نے تقدیر الٰہی اور قضاء و قدر پر اعتراض کیا ہے اور اسکے وعدہ کے
خلاف ہوا ہے اور خدا کے کاموں میں لوگوں کو شریک کیا ہے۔ اور اس کے اوپر تو نے اعتبار نہیں کیا اور اسکی قضا
پر راضی نہیں ہوا۔ اور اسکی تدبیر کو جو تیرے اور مخلوق کے درمیان کی ہے نہیں اچھا جانتا۔ پس جب بندہ ان باتوں کو
دیکھے اور ان میں غور کرے تو اس سے اسکے دل میں ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے۔ اور ندامت دل کا دردناک
ہونا ہے جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا مطلوب اور میری مرغوب چیز مجھ سے فوت ہو گئی ہے۔ تو اس سے اسکے
دل میں حسرت اور افسوس اٹھتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہوا جان گداز نالے نکالتا ہے۔ جو دل کے درد سے نکلتے
ہیں۔ اور ارادہ کرتا ہے کہ جن کاموں کے باعث مجھ پر یہ مصیبت آئی ہے اور جو زہر قاتل اور درندے اور جلانے والی
آگ اور کاٹنے والی تلوار سے بھی زیادہ ضرر دینے والے ہیں۔ پھر ان کاموں کو ہرگز نہ کروں اور یقیناً اسطرح مومن
ایک ہی سوراخ سے دو بارہ نہیں ڈسا جاتا۔ اسی طرح دوسری مرتبہ ایسے گناہوں سے نہیں بچتا ہے جو اگلے ضرر دینے
والے اور ہلاک کرنیوالے ہیں۔ غرض گناہوں میں تو کلی ہلاکت ہے اور عبادت اور طاعت میں کلی بقا ہے اور ہمیشہ کی
سلامتی ہے۔ اور دنیا اور آخرت کی نیک بختی بس کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر خداوند کریم گناہ کو پیدا ہی نہ کرتا اور نہ ہوتے
بہت سی نفسانی خواہشیں ایسی ہیں کہ انکی لذت تو صرف ایک لحظہ بھر رہتی ہے۔ مگر ان سے لمبے غم اور بڑی بیماریاں
پیدا ہو جاتی ہیں اور لمبی عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں اور ان نفسانی شہوتوں کی شامت کے باعث بہت لوگ آگ میں
جلکر ہلاک ہوتے ہیں۔ قصد وہ ارادہ ہے جو ندامت کے سبب گناہوں کے ترک کرنیکے واسطے انسان کے دل
میں پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اسکے تدارک میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس ارادہ کا تعلق زمانہ حال سے ہے اور ہر ایک
حرام جس میں آدمی مبتلا اور آلودہ ہوتا ہے اسکے ترک کرنے کا باعث بھی یہی ہے اور اس ارادہ کا تعلق زمانہ مستقبل
سے یہ ہے کہ انسان اپنے فرضوں کو ہمیشہ ادا کرتا ہے۔ اور نیک باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے تاکہ گذشتہ زمانہ کی
تقصیروں کا معاوضہ ہو جائے اور خداوند اور اسکے رسول کی ہمیشہ فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور وہ مرتے دم تک برائی
اور عذاب کے خطرہ سے بچا رہتا ہے۔ اور گذشتہ زمانہ کی نسبت اس کے ارادہ کی صحت کی شرائط یہ ہیں کہ گذشتہ
عمر کی طرف خیال دوڑائے اور یہ اندازہ کرے کہ جس بلوغ سے لیکر اس زمانہ تک کتنے سال اور مہینے گذرے
ہیں اور کتنے دن اور کتنی ساعتیں اور سانس گذرے ہیں۔ اور اس کی بعد اپنی عبادت کے قصور کا خیال کرے اور
یہ خیال کرے کہ کون کونسے گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ پس جو عبادت ترک ہوئی ہو اگر وہ نماز ہے تو دیکھے کہ کیا میں نے
اسکو بالکل پڑھا ہی نہیں اور اگر پڑھا ہے تو اسکے ارکان اور شرائط کو پورا کیا ہے یا نہیں مثلاً وضو کے بغیر پڑھی ہے یا
ناقص یا خلل والے وضو سے پڑھی ہے یا وضو کی شرطوں میں سے کوئی شرط رہ گئی ہے جیسے نیت ہے یا کوئی واجب ترک
ہو گیا ہے جیسے کلی کرنی۔ ناک میں پانی ڈالنا منہ دھونا یا وضو کے اعضاء میں سے کسی کا نہ دھونا یا ناپاک کپڑا یا ریشمی کپڑا
پہنکر نماز پڑھی یا ایسے کپڑے اور زمین پر نماز پڑھی جو غصب کیا گیا ہو یا کی گئی ہو۔ پس جو نمازیں اس حالت میں پڑھی

نے دعا کے ہاتھ اُٹھائے اور انکی درد اور غم آلودہ دلوں پر خداوند کریم نے رحم کیا اور انکو دست تعدی سے بچانا چاہا۔ اسلئے انکی دعا قبول کی اور مقرب فرشتوں نے بھی اُن مظلوموں کی آہ اور زاری خداتعالے کی درگاہ میں عرض کی اور وہاں انصاف کے سوا ظلم کسی پر ہوتا ہی نہیں۔ اسواسطے اللہ جلشانہ نے انکے دلوں میں نظر ڈالی۔ کیونکہ وہ دلوں کے حال سے بخوبی واقف ہے اور ان کے ظاہر اور باطن کو خوب جانتا اور اسکو دیکھا بھالا ہوا ہے۔ اسلئے خداوند نے فرشتوں کو جواب دیا کہ چاہے میں کچھ دیر کے بعد ہی مدد کروں مگر ان ستم رسیدہ لوگوں کی میں ضرور مدد کرونگا۔ اور ان ظالم اور نافرمان آدمیوں کو بیخ اور بُن سے اکھاڑ دونگا۔ اسلئے خداوند تعالیٰ نے ان سب ظالموں کو برباد کردیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اب ان میں سے کوئی باقی ہے یا نہیں۔ کسی قوم کے لوگوں کو تو پانی میں غرق کر دیا ہے اور کسی قوم کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ کسی پر پتھر برسائے اور اسکو ہلاک کیا۔ کسی قوم کی صورتوں کو مسخ کر دیا۔ اور ایک قوم کے لوگوں کے دل پتھر کی مانند سخت ہو گئے۔ اس لئے خدا نے بھی انکے دلوں پر کفر اور شرک کی مُہر لگادی اور زنگ آلود کر کے ان پر تاریکی ڈال دی۔ اور جب ان کا یہ حال ہوا تو اسلام اور ایمان کے نور نے بھی انکے دلوں پر کوئی اثر نہ کیا۔ اور پھر خداوند تعالے نے عذاب کے بدلے میں بڑی سختی کے ساتھ گرفتار کرلیا اور ان کو جان گداز اور آتشیں جہنم میں دھکیل دیا جہاں ہر وقت ان کے پوست گلتے رہتے ہیں۔ اور پک کر گلجاتے ہیں اور جب بالکل گل جاتا ہے اس طرح درست و نابود ہو جاتا ہے تو پھر سے نئے سرے سے انکا ساجسم بنا دیا جاتا ہے۔ تاکہ پھر دوسرا عذاب بھی پہلی طرح ہی محسوس کریں۔ اور اسی طرح ہمیشہ کے واسطے دوزخ کی آگ میں عذاب پاتے ہیں اور اسی میں پڑے سڑتے اور گلتے ہیں اور جو انکو طعام دیا جاتا ہے وہ گلوگیر ہوتا ہے اور دردناک عذاب ہے جو ہمیشہ کے واسطے ان کو نصیب ہوا ہے جب تک آسمان اور زمین موجود ہے تب تک اسی عذاب میں ہی گرفتار رہینگے۔ نہ ہی وہ مرینگے اور نہ ہی اس عذاب سے ان کا چھٹکارا ہوگا پس انکی ہلاکت اور ان کے عذاب کے دنوں کی کوئی حد اور انتہا مقرر نہیں ہے اور انکی گذران ایسی تنگی میں ہی ہے اور کوئی ایسی خوشی نہیں ہے جو انکے پاس آنے پائے اور نہ ہی خدا اور بالا انکو تسکین دے سکتا ہے۔ ہمیشہ جان کندنی کی حالت میں گھٹ گھٹ کر مرتے بسر کرتے ہیں۔ انکی جتنی امیدیں تھیں وہ سب منقطع ہیں آوارہ پھرتے ہیں۔ کالے منہ لو ہے ہیں۔ جیسے پچھے لگے بیٹھ گئے ہیں اور پیاس کہ ہوتی ہیں۔ اور ہر وقت انکے نام پر فرمان الہی نازل ہو رہا ہے کہ تم کوئی بات نہ کرو۔ اور چپ چاپ دوزخ کی غاروں میں چلے جاؤ۔ پس اے غریب بھائیو اہم خداوند کریم سے اس پناہ مانگو اور ان بدکار لوگوں کے سے کام نہ کرو اور نہ ہی ان کا راستہ اختیار کرو۔ اور نہ ہی انکی پیروی کرو اور پھر توبہ کرنے کے سوا ہی مرجاؤ۔ اور غفلت اور مشکر رہنے کی علت میں مت مبتلا ہو جاؤ۔ اس واسطے یہی مناسب ہے کہ پل صراط سے گذرنے اور رہائی پانے کے واسطے اپنی تیاری کرو۔ اور راستہ کا توشہ جمع کرو۔ اور اگر ایسا نہیں کروگے تو تم کو بھی وہی عذاب بھگتنا پڑیگا۔ جو ان ظالموں نے ایمانوں اور بدکاروں کو بھگتنا پڑا ہے ؎

توبہ کی شرطیں اور اُس کی کیفیت

توبہ کی شرطیں تین ہیں پہلی شرط تو یہ ہے کہ خداوند تعالے کے حکم کے برخلاف جو فعل کیئے گئے ہوں۔ ان سے پشیمان ہو جیسا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی کا دل نرم ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی ہمنشینی اختیار کرو جو توبہ کرنے والے ہیں کیونکہ وہ نرم دل ہوتے ہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر حالت اور ہر ایک ساعت میں گناہوں کو ترک کر دے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جو گناہ پہلے کر چکا ہے پھر ان کی طرف رجوع نہ کرے اور اس کا ثبوت ابی بکر واسطی کے قول میں موجود ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ خالص توبہ کی کیا علامت ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اسکی علامت یہ ہے کہ جو آدمی توبہ کرنے والا ہو اسکے ظاہر اور باطن میں گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور جو آدمی خالص توبہ کرتا ہے اسکو یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ رات اور دن کیونکر گذر رہے ہیں۔ اور گناہ سے نادم ہونے والے دل میں یہ قصد پیدا ہوتا ہے کہ جو گناہ پہلے کر چکا ہوں انکی طرف پھر رجوع نہ کروں اور ندامت کا باعث سابقہ گناہ ہوں

ن چاہیے حساب کرکے زکوٰۃ الگ کرلے اور حقداروں یعنے فقیروں اور غریبوں وغیرہ پر
ن کی زکوٰۃ تو ادا کی ہے اور بعض کی نہیں کی ان میں سستی کردی ہے تو اس صورت میں
جن میں زکوٰۃ نہیں دی۔ اور زکوٰۃ کی قضاء بھی اسی طرح سلسلہ وار کرے جیسا کہ نماز اور روزہ
اگر کسی پر شرائط کے موافق حج کا ادا کرنا واجب تھا۔ اور اس نے اسکو ادا نہیں کیا۔ اس میں
یا فقیر اور محتاج ہوگیا تھا۔ اور پھر مالدار ہوگیا ہے اور حج کرنے پر اسکو قدرت ہوتی ہے۔ تو
ں اسکو حج کے واسطے نکلنا واجب ہے اور حج کا ارادہ بھی کرے اور اگر اس کے پاس
وہ حج کے اخراجات کے واسطے کافی ہو۔ مگر اسمیں بدنی طاقت ہے تو وہ اسکو مفلسی کی
سطے نکلنا واجب ہے۔ اور اگر وہ بغیر مال کے حج کرنیکی قدرت نہیں رکھتا تو پھر کسب حلال اختیار
سواری کے واسطے کافی کمالے۔ تو اسوقت حج کے واسطے چلا جاوے۔ اور اگر اسکو کسب
، تو مسلمانوں سے سوال کرے اور اگر وہ زکوٰۃ اور صدقہ کے مال سے اسکو دیں اور اس سے
جائے۔ اور ہمارے نزدیک صدقہ اور زکوٰۃ کا مال حج کرنیوالے کو دینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ بھی
ل ہے۔ خدا اور تعالےٰ کا قول ہے کہ خدا کے راستے میں صدقے ہیں۔ اگر کوئی حج کرے
ہنگار مرا۔ کیونکہ اُس نے حج ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اگر
خرچ میسر آجائے تو اس پر فوراً حج کرنا واجب ہو جاتا ہے حضرت رسول مقبول صلعم فرماتے
اور سواری پر قدرت رکھتا ہو۔ اور باوجود اسکے حج نہ کرے اور اسی حالت میں مرجائے تو
جیسے کسی یہودی یا نصرانی کا مرنا یا کسی اور ایسے ہی دوسرے آدمی کے برابر ہے جو اسلام کے
ں ہو اور ایک اَور روایت میں آیا ہے کہ اگر حج کرنیکے سوا مرجائے تو چاہے وہ یہودی دین
رانی دین میں برابر ہے۔ اور جو یہ ارشاد کیا گیا ہے یہ اسواسطے ہے کہ انسان حج کے حکم کو بجالائے
پیسے خوف کرے۔ اور اگر کوئی آدمی تائب ہو اور اس پر کفارے اور نذریں واجب الادا
کرنے کی کوشش کرے جیسا ہم نے بیان کیا۔ اپنے گناہوں کی طرف خیال کرے اور
اس وقت تک جس نے اپنے کانوں اور زبان اور آنکھوں اور ہاتھوں اور پاؤں اور دل
سے کون کون سا گناہ کیا ہے اور جسقدر معلوم ہوں انکی مفصل فہرست اپنے نفس کے سامنے
ست صغیرے اور کبیرے گناہوں سے بخوبی واقف ہو جائے اور جو لوگ ان گناہوں کے
ا ست رہے ہوں۔ ان کو بھی یاد کرے اور جس مقام پر بیٹھ کر گناہ کیا ہو اس مقام کو بھی یاد کرے
ے لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کوئی گناہ کیا ہو۔ ان گھروں کو بھی یاد میں لائے۔ اور اس
لی نظروں سے چھپ کر گناہ کرتا ہوں۔ اور وہ غافل تھا کہ ایک ایسے شخص کی آنکھیں دیکھ
۔ اور اُن فرشتوں کی آنکھیں ذرہ بھی نہیں سوتیں جو آدمی کی نیکی اور بدی کا حال ہمیشہ دیکھتی رہتی
یکے اعمال نامہ میں لکھتے رہتے ہیں۔ ان فرشتوں سے کوئی بات اور کوئی عمل پوشیدہ نہیں
نہیں ہے جسکے ساتھ ایک نگہبان نہ مقرر ہو ہر ایک کے ساتھ ایک نگہبان مقرر کیا گیا
، غافل ہوتا ہے کہ خدا کے حکم کے موافق میرے اوپر دو نگہبان مقرر ہیں جو سب کچھ دیکھ
ایک تو آگے لگا ہوا ہے اور ایک پیچھے ہے۔ اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ کے فرمان کے
میں بھی شمار کرتے رہتے ہیں۔ اور آدمی اس سے غافل ہے کہ اللہ جلشانہٗ تو ظاہری و باطنی
۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے گناہوں کو دھیان میں لائے اور انکے حالات اچھی

ہوں یا ترک کی ہوں اِن سب کو پھر قضا کرے طلوع سے لیکر توبہ تک کے وقت تک پس نماز فرضوں کا قضاء کرنا شروع کرے اور پڑھتا رہے یہانتک کہ نماز حاضر کا وقت تنگ ہونے لگے پس نماز حاضر کو ادا کرے۔ اور اسی طرح فوت شدہ نمازیں ادا کرتا رہے۔ یہانتک کہ آخری نماز پڑھ لے۔ پس اگر جماعت ہونے لگے تو اسکو جماعت کے ساتھ ہی پڑھ لے اور نیت قضاء کی کرے پھر حسب عادت نماز پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ اُس نماز کا وقت تنگ ہونے لگے۔ جو امام کیساتھ پڑھی ہے تو اسکو اب اکیلا پڑھ لے قضا کی ترتیب میں خلل نہ آئے۔ اور اگر امام کے پیچھے موجودہ وقت کی نیت کرکے جماعت میں پڑھی ہے تو پھر اسکے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دوسری دفعہ اس وقت کی نماز علیحدہ پڑھے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اگر ایسے لوگوں میں سے ہے جن کے دین میں خلط ملط اور فساد واقع ہوا ہے جیسا کہ خدا وند تعالیٰ نے بھی انکے حال سے خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ "دوسرے لوگ وہ ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور انہوں نے نیک عملوں میں بُرے عملوں کو ملا دیا ہے نزدیک ہے کہ خدا جلشانہ انکی توبہ کو قبول کرے۔ ان لوگوں پر اگر ایمان غالب ہوتا ہے تو اس صورت میں تو وہ نیک عمل کرتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں نجاست اور حرام سے جو شرع میں منع ہیں پرہیز کرتے ہیں اور اپنے دین میں بھی کامل احتیاط کرتے ہیں۔ اور کبھی بدبختی اُس پر غالب آجاتی ہے اور شیطان اسکو پھسلاتا ہے تو وہ اپنی نماز میں نقصان کرنے لگتا ہے اور شرائط اور ارکان اور واجبات کے بجا لانے میں سُست اور کاہل ہو جاتا ہے بعض کو تو ان میں سے ادا کرتا ہے اور بعض کو چھوڑ دیتا ہے اور یا ایسا کرتا ہے۔ کہ ایک دن تو نماز کو پڑھ لیتا اور کئی کئی دن چھوڑ دیتا ہے اور یا ایسا کرتا ہے کہ رات اور دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیتا ہے اور باقی سب چھوڑ دیتا ہے۔ پس اسکو اس بات میں غور اور فکر کرنا چاہیئے۔ اگر اسکو یقین ہے کہ جو نمازیں میں نے ادا کی ہیں وہ شرعی احکام کے مطابق جائز طور پر ادا کی ہیں۔ تو اس صورت میں انکی قضا کرنی ضروری نہیں۔ اور باقی کے واسطے قضاء جائز ہے اور اگر کوئی اولویت کو پسند کرے اور اپنے نفس پر شفقت اور مہربانی کرنا چاہتا ہے تو اُس پر یہ بھی ضروری کرے کہ سب نمازوں کی قضا سلسلہ وار پڑھے اور ایسی احتیاط کرنی سابقہ گناہوں اور تقصیروں کا کفارہ ہے اور انکی اصلاح ہے۔ اور جو ایسا کریگا۔ اس کو قیامت کے روز بڑے درجے ملینگے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائیگا مگر بہشت میں اسی صورت سے دخول ہوگا۔ کہ توبہ اور اسلام اور سنت پر مریگا۔ اور اگر کوئی شخص فرضوں کی قضا سے فارغ ہو جائے اور اللہ اسکی عمر دراز کرے اور اُسکو ایک مدت تک مہلت دے اور اسکو اسی خدمت کی توفیق دے اور اسکو اپنی عبادت کے واسطے پسند کرے اور اُسکو اس پر قائم کرے اور اُسکو اپنے محبوں کی جماعت میں شامل کرے اور اُسکو گمراہی سے بچائے اور اسکو شیطان کی موافقت اور پیروی سے بچائے اور نفسانی خواہشوں اور انکی لذت سے بچے۔ اور وہ شخص دُنیا کو پس پشت ڈالے اور عاقبت کا دھیان لگائے۔ تو وہ ان موکدہ سنتوں کو قضاء کرے۔ ان سب باتوں کا لحاظ رکھ کر جو فرضوں کے واسطے بیان ہوئی ہیں۔ اور اسکے بعد پھر تہجد اور رات کی نماز پڑھنی شروع کرے اور وہ وظیفے پڑھے جن کا بیان ہم انشاء اللہ کتاب کے آخر میں کرینگے۔ اور اگر سفر یا مرض میں روزے ترک ہو گئے ہوں یا بلوغت کے وقت سہواً یا دیدہ دانستہ ترک کئے ہوں تو ان سب روزوں کی قضاء کرے۔ اور اگر کوئی شبہ ہو تو اچھی طرح فکر کرے اور جن کی ترک کا گمان غالب ہو ان کو تو قضاء کرے اور باقی چھوڑ دے اور اگر احتیاط منظور ہو تو سب کو قضاء کرے اور اُسکے لئے بہتر ہے۔ اور جس طلوع سے لیکر توبہ کے وقت اگر دس سال مدت ہو تو قضا کے روزے دس مہینے رکھے۔ اور اگر یہ مدت بارہ سال ہو۔ تو اس صورت میں ایک سال روزے قضاء کرے یعنے ہر ایک سال کے واسطے ایک مہینہ اور وہ رمضان کا مہینہ ہو۔ اور زکوٰۃ کے بابت میں اس طرح کرے کہ اپنے تمام مال کا اُسوقت سے حساب کرے جب سے اس کا مالک ہوا ہے اور اُن مہینوں کا حساب کرے بالغ اور عاقل ہونیکے زمانہ سے شمار نہ کرے کیونکہ لڑکے اور دیوانہ پر بھی زکوٰۃ ہمارے

میں خلل ڈالا اور خدا اور بندہ کا گناہ کیا اور جب اللہ کا گناہ کیا تو خدا اسکو حکم کرتا ہے کہ جو بندہ میری عبادت کرتا تھا وہ کم ہو گیا ہے اسکو اسکا قائم مقام بنا دیا جائے تاکہ وہ میری عبادت کرے اور یہ بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایسے بندہ کو آزاد کرے جو اس فوت شدہ آدمی کے مقابل ہو اور خدا کی عبادت کرے اور یہ کفارہ جو بیان ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا کفارہ ہے اور بندوں کے حق میں جو مظالم کئے جاتے ہیں وہ ان باتوں میں شامل ہیں قتل انسان۔ لوگوں کے مال اور انکی آبرو میں بیجا تصرف کرنا۔ لوگوں کی ذات پر ظلم کر بیٹھے ان کے دل کو دکھانا چاہے الفاقہ ہو اور چاہے دانستہ اور اگر کوئی شخص قتل انسان کا سزاوار ہو تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قاتل کے رشتہ دار یا اس کا ولی مقتول کے مستحق کو مقتول کا خون بہا دیں یا سلطانی بیت المال سے خون بہا ادا کیا جائے اور جب تک مقتول کا خون بہا ادا نہ ہوگا تب تک قاتل مقتول کے خون کے ذمہ سے باہر نہیں آ سکتا اور خون بہا عاقلہ کی طرف سے ادا ہو اور یا بادشاہ وقت کے خزانہ سے ادا کیا جائے۔ اور اگر قاتل کے رشتہ داروں میں کوئی آدمی خون بہا ادا کرنے والا نہیں ہے اور سلطانی بیت المال بھی خالی پڑا ہے تو اس صورت میں قاتل سے خون بہا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر مقتول کے رشتہ داروں میں کوئی موجود نہیں ہے اور قاتل خون بہا ادا کرنیکی قدرت رکھتا ہے تو اس صورت میں اسکو ایک بندہ آزاد کرنا پڑیگا۔ اس کے سوا اسکو کوئی اور چارہ نہیں ہے اور اگر نفلی طور پر دیت ادا کرے تو بہتر ہے کیونکہ ہمارے نزدیک قاتل پر دیت واجب نہیں ہے۔ مگر عاقلہ پر واجب ہے اس لئے قاتل ذمہ دار نہیں ہے کہ وہ دیت کو ادا کرے اور صحیح قول بھی یہی ہے۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس صورت میں اس پر دیت واجب ہوتی ہے۔ مگر قاتل عاقلہ نہ ہو۔ اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک دیت کا ادا کرنا پہلے قاتل پر ہی واجب ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار احسان اور امداد کے طور پر دیت میں شریک ہوتے ہیں اور یہ بھی اس واسطے ہے کہ آپس میں بطور امداد یہ رسم جاری رہے۔ اور اس حالت میں عاقلہ ذمہ دار نہیں رہتی اور قاتل پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ خون بہا ادا کرے مگر یہ وجوب ایسی حالت میں ہے کہ وہ گناہ کے بوجھ سے سبکدوش ہو سکے واسطے توبہ کرنی چاہتا ہے اور پرہیزگار بننے اور آدمیوں کے حقوق سے خلاصی پانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اگر کسی آدمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے تو اس صورت میں قاتل کی خلاصی قصاص سے ہی ہوتی ہے اسکے سوا نہیں ہوتی۔ اگر قتل انسان ہے تو اسکی بازپرس قاتل کے وارثوں سے کی جاتی ہے۔ اور اگر اسکے سوا کوئی اور ایذا پہنچائی ہے تو اس صورت میں ایذا پہنچانے والے سے ہی جوابدہی ہوتی ہے۔ اور اگر مظلوم آدمی وارث قاتل کی تقصیر کو معاف کر دیں اور قصاص لینے سے دست بردار ہو جائیں تو اس صورت میں اس سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر وارث مال لیکر معافی دینی چاہیں تو قصاص کے عوض میں مال کا خرچ کرنا جائز بیان کیا گیا ہے مال کو خرچ کریں۔ اور تائب کو لازم ہے کہ آئندہ کے واسطے ایسے گناہوں سے باز رہے۔ اور اگر کوئی آدمی کسی کو مار ڈالے اور اسکو یہ معلوم نہ ہوا ہو کہ فلاں آدمی میرے مارنے سے مر گیا ہے اور بعد میں معلوم ہو تو وہ قاتل کے ولی کے پاس جا کر اقرار کرے اور اپنی جان کو اسکی قدرت کے قبضہ میں سونپ دے اور پھر مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسکو معاف کر دے اور اگر چاہے تو قصاص میں اس کی گردن مار دے اور چاہے تو خون بہا کے عوض میں مال لیکر اسکو معاف کر دے اور قاتل قتل کے جرم کو پوشیدہ نہ کرے کیونکہ یہ گناہ ایسا ہے کہ صرف توبہ ہی سے ساقط نہیں ہوتا۔ اور اگر قاتل نے ایک جماعت کو قتل کیا ہے اور ان کو متعدد جگہوں اور مختلف وقتوں میں مارا ہے۔ اور مقتولوں کی تعداد اسکو یاد نہیں رہی اور نہ ہی انکے وارثوں کو جانتا ہے تو اس صورت میں کفارہ یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے اور نیک عمل کرنے شروع کرے۔ اور اللہ جل شانہ کی حدوں کو نگاہ رکھے اپنے نفس کو ان سے نہ گذرنے دے اور نفس کشی کرے اپنے نفس کو عذاب دے۔ اگر کوئی شخص اس پر ظلم کرے اور ایذا پہنچائے تو اسکو معاف کر دے۔ اور غلام آزاد کرے اور اپنے مال

طرح دیکھے کہ میں نے جو گناہ کئے ہیں وہ خدا سے ہی علاقہ رکھتے ہیں یا خداوند تعالیٰ اور بندوں دونوں سے متعلق ہیں اگر
وہ گناہ بندوں سے متعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہی علاقہ رکھتے ہیں جیسے زنا کرنا ہے اور شراب کا پینا اور راگ سننا اور
نامحرم آدمی کی طرف نگاہ کرنی ہے اور نجاست کی حالت میں مسجد میں جانا۔ بے وضو قرآن مجید کو چھونا۔ بدعت کا معتقد ہونا
تو اس صورت میں وہ ندامت اور افسوس کرے اور خدا کی درگاہ میں عذر خواہی کے واسطے حاضر ہو اور توبہ کرے اور
اپنے گناہوں اور ان کی مدت کا شمار کرے اور ان کے عوض میں نیکی کرے اور ہر ایک گناہ کا بدلہ نیکی سے اس کی حیثیت
کے موافق کرے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ "نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں" اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تو
جس جگہ ہو وہیں خدا سے خوف کر اور ہر ایک بدی کے بعد نیکی کر جو اس بدی کو دور کر دے۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ
ہر ایک بدی کا کفارہ وہ نیکی ہے جو اس کی جنس سے ہو یعنی مناسبت میں اس کی نیکی اسی گناہ سے ہو نہ کسی دوسرے گناہ
سے پس شراب پینے کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے عوض میں ایسا شربت پلائے جو حلال اور خوشگوار اور پاک اور طیب ہو
اور اگر سرود سنے تو اس کا کفارہ قرآن اور حدیث کا سننا ہے اور جو صالح لوگ گذرے ہیں ان کی حکایتیں سنے۔ اور
اگر ناپاکی کی حالت میں مسجد میں بیٹھا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور وہاں خداوند تعالیٰ کی
عبادت میں مصروف ہو۔ اور اگر بے وضو قرآن شریف کو چھوا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ کلام مجید کی حد سے زیادہ
بزرگی اور تعظیم کرے اور کثرت کے ساتھ پڑھے اور ہمیشہ طہارت کے ساتھ کلام اللہ کو ہاتھ لگائے اور قرآن مجید میں جو
نصیحتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے اور کلام اللہ کی حرمت کرے اور اس پر عمل کرے
اور قرآن کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر مسلمانوں کے پڑھنے کے واسطے اس کو وقف کر دے۔ اور اگر کسی نے خداوند تعالیٰ کے
بندوں پر ظلم کیا ہے تو اس سے بھی وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کا گنہگار ہوا ہے۔ کیونکہ خدا نے ظلم کرنے سے اپنے
بندوں کو ایسا ہی منع کیا ہے جیسا کہ زنا کرنے اور شراب پینے اور سود کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پس جو ظلم تو ایسے ہوں۔ کہ ان کا
علاقہ خداوند تعالیٰ سے ہے۔ ان کا کفارہ تو یہ ہے کہ انسان نادم ہو اور حسرت کھائے اور خدا کی درگاہ میں توبہ کرے
اور آئندہ کے واسطے ان گناہوں سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اور اس کے عوض نیک کام کرنے اختیار کرے تاکہ
کفارہ پورا ہو جائے۔ اور اگر کوئی لوگوں کو ایذا پہنچائے تو اس کا کفارہ ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور ان کے
حق میں نیک دعا کرنی۔ اور اگر کسی کو جان کی ایذا دی ہو یا مارنے سے اس کو رنج پہنچایا ہو اور وہ آدمی فوت ہو چکا ہے
تو اس صورت میں اس کے حق میں رحمت کی دعا کرے اور اس کے فرزند اور وارث جو باقی ہوں۔ تو ان سے نیکی احسان اور
نیک سلوک کرے اور اگر کسی نے دوسرے کو اس کا مال چھین لینے سے ایذا دی ہے اس صورت میں اللہ کے
حقوق میں ناحق ہوئی ہے اس کا کفارہ صدقہ ہے اور صدقہ اس مال میں سے ہو جو وہ حلال سے رکھتا ہو۔ اور اگر
غیبت کرنے یا چغلی کھانے یا عیب لگانے سے کسی کی آبروریزی کی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے
ایسا سلوک کیا ہے ان کی تعریف کرے مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام ہوں اور فرقہ سنت اور جماعت سے
جو ستائش اور تعریف کے لائق باتیں ہوں جن کو وہ جانتا ہے ان سے نیکیوں اور مجلسوں اور مجمعوں میں ان لوگوں کی
تعریف کرے اور کسی کا قتل کرنا خداوند تعالیٰ کے حقوق سے ہے اس کا کفارہ غلام کا آزاد کرنا ہے کیونکہ غلام کا
آزاد کرنا گویا اس کا زندہ کرنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مردہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا اسی طرح مملوک کو بھی اپنے نفس
پر قدرت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اللہ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو کسی چیز پر قادر نہیں اس کی
سب چیزیں اس کے مولا کے قبضہ اور قدرت میں ہوتی ہیں۔ اور مملوک کا تصرف اور اس کا بھلا معلوم اور اس کا آرام سب
کچھ اس کے مالک کے اختیار میں ہے پس اس صورت میں اگر کوئی بندہ کو آزاد کرتا ہے تو گویا اس کو پیدا کر کے زندہ ہی کرتا ہے
پس گویا قاتل ایسے بندہ کو معدوم کرتا ہے جو خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس سے اس نے اللہ جل شانہ کی عبادت

چاہیگا۔ مگر کوئی اسکی سفارش کرنی بھی قبول نہیں کریگا۔ اور اسکو جواب دیا جائیگا کہ زندگی بھر میں تو نے تقصیر کی ہے غرور کیا ہے۔ بیداری اور ہوشیاری ہر حالت میں نفسانی آرزوؤں کے درپے اور ان میں حریص رہا ہے۔ امارہ نفس کی لذتوں اور شیطانی خواہشوں کی پیروی کی ہے اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روگردانی۔ اطاعت میں تو کاہل رہا ہے۔ اور اس کے فرمان کے خلاف کرنے میں چستی اور چالاکی رکھی ہے بس ایسے عملوں کے ہوتے ہوئے تیری عذرخواہی کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔ اور اسی سبب سے ہی قیامت کے روز اس کا حساب لمبا ہو جائیگا اور ہلاکت کے خوف سے اسکی زاری اور گریہ بڑھ جائیگا اور ناامیدی کے باعث اسکی پیٹھ ٹوٹ جائیگی۔ اور سخت شرمندگی اور خجالت میں سرنگوں رہیگا۔ اسکی سب دلیلیں منقطع ہو جائینگی۔ اور جسقدر اسکی نیکیاں ہونگی وہ چھین لینگے۔ اور بدی کو دوچند کیا جائیگا۔ اور جب اس کا سود فاسد ہو جائیگا۔ اور بالکل تہی دستی ہی رہجائیگی۔ تو اسوقت غضب الٰہی بھی اس پر آ ٹوٹیگا۔ ہر ایک معاملہ میں سخت گیری ہوگی۔ اور دوزخ کے فرشتے بھی آموجود ہونگے۔ اور اسکو پکڑ کر دوزخ میں لیجانیکے واسطے آگے دھر لینگے۔ اور پروردگار نے جو عذاب اسکے واسطے مقرر کیا ہے اسکی طرف اسکو دھکیل کر لیجائینگے۔ اور اسوقت ایسے نفس کو ہلاکت کے سپرد کردیگا۔ اور دوزخ کے عذاب میں قارون اور فرعون اور ہامان کے ہم پلہ ہوگا۔ اور اسکی ہمارا تک لو… پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ بندے جو ظلم کرتے ہیں وہ معاف نہیں ہوتے اور نہ ہی ان سے درگذر کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بندہ کو خداوند تعالیٰ کے روبرو حاضر کرینگے اور اسکی نیکیاں پہاڑ کے برابر ہونگی۔ اگر وہ نیکیاں اس کیلئے سلامت رہیں تو وہ بہشتیوں میں سے ہو۔ پس وہ لوگ آموجود ہونگے جن پر اس نے ظلم کئے ہونگے یعنی اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی کا مال چھینا ہوگا۔ اور کسی کو مارا ہوگا۔ تو جسقدر اسکی نیکیاں ہونگی۔ وہ سب اسکے گناہوں کے عوض میں دیدی جائینگی اور اس کے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی۔ اس وقت خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتے عرض کرینگے۔ کہ خداوندا اسکے پاس اب کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔ اور ابھی تک اور بہت سے طالبان حقوق باقی رہتے ہیں۔ اللہ جلشانہ فرمائیگا۔ کہ جتنے دادخواہ باقی ہیں انکی بدیاں لیکر اس شخص کی بدیوں میں بڑھادو۔ اور اسکو دوزخ میں پھینک دو۔ پس دوسرے لوگوں کے گناہ کے بدلے وہ ہلاک ہوگا۔ اور اسی طرح مظلوم ظالم کی نیکی سے قیامت کے دن فائدہ اٹھائیگا۔ کیونکہ ظالم کی نیکیاں تاوان کے طور پر مظلوم کے حق میں منتقل ہو جائینگی۔ حضرت عائشہ رضی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اعمال نامے تین دفتر ہیں۔ ایک دفتر تو ایسا ہے کہ اسکو خداوند تعالیٰ بخشدیگا۔ اور دوسرا دفتر ایسا ہے کہ اس کو نہیں بخشیگا۔ اور تیسرا دفتر وہ ہے کہ اس کی کوئی چیز بھی نہیں چھوڑیگا۔ پس پہلا دفتر جسکو خدا تعالیٰ بخشدیگا وہ ہے جس میں بندہ کے وہ مظالم درج ہوتے ہیں۔ جو وہ اپنی جان پر کرتا ہے اور وہ اسکے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہی ہوتا ہے۔ اور دوسرا دفتر جو نہیں بخشیگا وہ مشرک لوگوں کا ہے۔ جو لوگ غیروں کو خدا کا شریک بناتے ہیں انکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بہشت حرام کردیا ہے اور دوزخ میں اسکی جگہ بنائی ہے۔ اور تیسرا دفتر جسکی کوئی چیز بھی نہیں چھوڑیگا۔ وہ بندوں کے ظلم ہیں جو ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ میری امت کے لوگوں میں سے قیامت کے دن کون مفلس ہوگا۔ اصحابوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم تو اسکو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نقدی نہ ہو اور نہ ہی اسکے پاس کچھ اسباب ہو۔ رسول صلعم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے روز میری امت میں سے وہ آدمی مفلس ہوگا جو نماز اور روزہ کے ساتھ حاضر ہو اور باوجود اسکے اسنے کسی کو زنا کرا اسے بلکہ اسنے کسی کو گالی دی ہو اور یا کسی کا مال کھا گیا ہوگا۔ اور یا کسی کا خون کیا ہوگا۔ اور کسی کو مارا ہوگا۔ اس آدمی کی

سے صدقہ دے اور دن رات بہت کثرت سے نفلیں پڑھے تاکہ جتنے زیادہ نیک عمل کرے ان کا اجر قیامت کے روز مقتولوں کے جرم کے برابر ہو جائے اگر ایسا کرے گا تو خدا تعالے اسکو اپنی رحمت سے بخش دیگا اور اسکو جنت میں بھی جگہ عطا فرما دیگا کیونکہ اسکی ذات بابرکات نے سب چیزوں کا احاطہ کیا ہوا ہے اور سب مہربانوں سے وہ بہت زیادہ مہربان ہے اور جب قاتل مقتولوں کو نہ پہچانتا ہو اور نہ ہی ان کے وارثوں کو جانتا ہو تو پھر اس ذکر کریگا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ میں نے لوگوں کو قتل کیا ہے اور ان کو زخم لگائے ہیں اور زبردستی کی ہے کیونکہ جب ان کے حقداروں کو جانتا نہیں ہے کہ کفارہ ادا کرے یا وہ اسکو معاف کر دیں تو پھر ذکر کرنے سے کیا فائدہ ہے اس صورت میں ویسا ہی عمل کرے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی آدمی زناء کرے یا شراب پیئے یا چوری کرے اور چرائے ہوئے مال کے مالک کو نہیں جانتا یا ڈاکہ زنی کرے اور اس طرح جسکو لوٹا ہے اسکو بھی نہیں پہچانتا یا عورت کا مقام مخصوص چھوڑ کر پچھلے راستے سے اسکے ساتھ جماع کرے جس پر خداوند کریم کی حد اور تعزیر وارد ہوتی ہے اور پھر ان گناہوں سے توبہ کرے تو اپنی توبہ کی صحت کے واسطے یہ لازم نہیں ہے کہ ان باتوں کو لوگوں میں جتلا کر اپنی رسوائی کرے اور پردہ دری سکے باعث حاکم یا بادشاہ کی عدالت سے اپنے اوپر حد جاری کرائے بلکہ ایسا کرے کہ ان ساری باتوں کو خداوند تعالے کے پردہ میں داخل کر کے چھپائے۔ اور اس حقیقی حاکم کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ اُس گناہ سے جسکو یہ خود یا اللہ جانتا ہے۔ اور ہر قسم کا مجاہدہ کرنے کیلئے بہت عبادت کرے مثلاً دن کو روزہ رکھے اور مباحات سے تھوڑا فائدہ اٹھائے۔ اور لذیذ اشیا کا کم استعمال کرے۔ اور رات کا قیام کرے اور کثرت سے قرآن پڑھے اور تسبیح و تہلیل بہت کرے اور اچھا پرہیزگار بنے وغیرہ وغیرہ رسُول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایسی بیحیائی کے کام کرے تو اسکو لازم ہے کہ ان کو اللہ جلشانہٗ کے پردہ سے چھپائے اور اپنے گناہوں کو ہمارے پاس ظاہر نہ کرے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی باتوں کو ہمارے پاس بیان کرتا ہے تو ہم کو لازم ہے کہ اُس پر اللہ کی حدیں لگائیں یعنی سزا دیں پس اگر کوئی ہمارے حکم کے خلاف کرے۔ اور حاکم کے پاس اقبال کرے تو حاکم کو لازم ہے کہ اس پر حد لگائے۔ تو اس صورت میں اس کو توبہ درست ہو جاتی ہے اور خداوند تعالے کے ہاں بھی قبول پڑتی ہے۔ اور مجرم اپنے گناہ کے ذمہ سے باہر آجاتا ہے اور اسکی آلائش سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ جرم کرے "دوسری کسی کا مال چھین لینا۔ چوری کرنی۔ ڈاکہ مارنا۔ امانت یا عاریت میں دی گئی چیز میں خیانت کرنی کسی معاملہ میں مکر اور فریب کرنا مثلاً بیع و شرا میں کسی عیبدار چیز کا عیب پوشیدہ کر دینا۔ مزدور کی مزدوری کم دینی مزدور کی مزدوری بالکل نہ دینی"۔ تو ان تمام صورتوں میں اس میں فکر کرے کہ میں نے ایسا کس زمانہ میں اور کسقدر کیا ہے۔ اور اسکی ابتدا بلوغ سے نہیں بلکہ خطا کے سرزد ہونے کے زمانہ سے خواہ وہ اسکے بالغ اور عاقل اور تمیز کے زمانہ میں ہوا ہو یا اُسے پہلے جبکہ وہ اپنے ولی یا وصی کی گود میں تھا۔ اور اس کا مال اپنے ولی کے مال میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ اور ولی نے سستی سے اسکے مال کو جُدا نہیں کیا یا اپنا مال اس سے الگ نہیں کیا پس ان دونوں صورتوں میں بلوغ کے بعد جب توبہ کرے تو حقدار کا مال اپنے مال سے نکال کر اسکے حوالہ کر دیے۔ اور مشتبہ اور حرام کے مال سے اپنے مال کو پاک اور صاف کرے۔ اور حساب کرنیکے وقت سے توبہ کے دن تک ہر ایک تقصیر اور گناہ کا کفارہ بڑی احتیاط سے ادا کرے اور موت سے پہلے پہل اس کام کو کر لے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت اور سستی میں پڑا رہے اور اچانک اُسکی موت آجائے۔ اور توبہ اور حساب کرنیکے بغیر ہی مر جائے اور پھر کچھ ثواب حاصل نہ کر سکے اور اس کا اعمالنامہ پاک نہ ہو گناہوں سے آلودہ رہے اور جب قیامت کے روز خداوند تعالے کے سامنے پیش ہو اور اس سے پوچھا جائے تو اسوقت وہ اپنی غفلت اور تقصیر کا کوئی جواب نہ دے سکے جو قابل پذیرائی ہو۔ اور ندامت اور پشیمانی کے سوا اسکو کچھ حاصل نہ ہو۔ اس وقت وہ چاہیگا کہ میں خداوند تعالے کو راضی کروں۔ مگر اس کو راضی نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ اسکی کوئی معذرت خواہی قبول نہیں ہوگی سو وہ مہلت مانگیگا۔ مگر اس کو مہلت بھی نہیں دیجائیگی شفاعت

پیش کر رہا ہے کبھی اس نے مار ڈالا اور سو جوں پورے کر دئیے۔ اس کے بعد اس قاتل نے پھر پوچھا کہ میری رہائی کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے یا نہیں لوگوں نے اُسے ایک اور عالم بتایا پس اُسکے پاس گیا اور عرض کی کہ میں نے ایکسو آدمی قتل کیا ہے کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے اس نے کہا کہ ہاں ہو سکتی ہے اور کون تیرے اور تیری توبہ کے درمیان آڑ ہو سکتا ہے تو فلاں زمین کی طرف جا وہاں اس قسم کے آدمی رہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ خداوند تعالےٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اُنکے ساتھ شامل ہو کر تو بھی عبادت کر اور اس بُری زمین کی طرف مت آ۔ پس وہ شخص اس زمین کیطرف روانہ ہوا جس کا اسکو پتہ بتایا گیا تھا۔ اور جب ادھر جاتے جاتے اس نے آدھا راستہ طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آگئی۔ اب تو رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہو پڑا۔ رحمت کے فرشتے تو اس کو نیک قرار دیتے تھے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے۔ کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ پس ایک اور فرشتہ جو انسان کی صورت میں تھا آ نکلا۔ پس ان دونوں نے اسکو اپنا حاکم یہ فیصلہ کرنے کا مقرر کیا۔ اس نو وارد فرشتہ نے کہا کہ یہاں سے دونوں جانب کی زمین کی پیمائش کرو جس طرف کی مسافت کم ہے اس طرف کے فرشتے اسکی روح قبض کریں۔ اس لئے دونوں طرفوں کی زمین کی پیمائش کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ توبہ کرنیکی نیت سے جس طرف کو وہ جا رہا تھا اس طرف کی زمین کا فاصلہ دوسری جانب سے کم ہے اسلئے رحمت کے فرشتوں نے اُس کی روح قبض کر لی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صالح لوگوں کے شہر کی طرف ایک بالشت قریب تھا۔ پس وہ آدمی صالح لوگوں میں شمار ہو گیا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے وحی نازل کی اس زمین کی طرف کہ تو دور ہو جا اور اس زمین کی طرف کہ تو قریب ہو جا۔ پس فرمایا کہ اب ناپو جب انہوں نے ناپا تو ایک بالشت صالح لوگوں کی زمین قریب نکلی پس اُسکی مغفرت ہو گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ توبہ کی نیت کرنی اور اسکے پورا کرنیکے واسطے کوشش کرنی کسقدر مفید ہے اور نیکیوں کا پلہ بھاری ہونیکے سوا کبھی خلاصی نہیں ہوتی چاہے ایک ذرہ کے برابر نیکی زیادہ ہو۔ پس جو آدمی توبہ کرنیوالا ہو اسکو اسکے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ نیکیاں کرے اور بہت نفل پڑھے تاکہ اُنکے ذریعہ قیامت کے دن اپنے جھگڑا کرنیوالوں کو راضی کرے۔ اور فرائض کو کامل کرے جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو تم بہت نفل پڑھو تاکہ وہ فرضوں کو کامل کر دیں۔ جیسا ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ تم خداوند کریم کے ساتھ اپنا عہد صحیح اور پکا باندھو اس بات کا کہ ہم پھر ان گناہوں کی طرف کبھی نہیں جائینگے اور جن گناہوں سے توبہ کی ہے ان جیسے دوسرے گناہ بھی کبھی نہ کرینگے۔ اور جو قول اور اقرار کیا ہو۔ اس پر ہمیشہ قائم رہو اور خداوند کریم سے مدد مانگو اور ان باتوں سے صالح بننے میں امداد لو۔ گوشہ نشینی خاموشی۔ کم کھانے۔ کم سونے۔ قوت حلال کے تلاش رکھنے اور حرام سے پرہیز کرنے۔ اور شبہ کی چیز سے بچنے سے اور کسب کرنے یا میراث سے ایسا مال ہاتھ آتا ہو کہ اس میں حرام کا شبہ ہے تو اسکو اسے حلال کے سرمایہ سے نکال دے اور اس حرام مال یا مشکوک سے کچھ نہ کھائے اور نہ اُسے کچھ پیئے کیونکہ حرام تمام گناہوں کا سر ہے اور دین کی جڑ۔ حلال کھانا۔ پرہیزگار رہنا اور لقمہ کی صفائی ہے۔ کیونکہ انسان کی نیکی اور بدی کے سرزد ہونے کا باعث لقمہ ہی ہے جو لقمہ حلال ہوتا ہے وہ نیکی پیدا کرتا ہے اور حرام لقمہ بدی پیدا کرتا ہے اور نیکی اور بدی کی بو اسی طرح ظاہر ہو جاتی ہے جیسی کہ کھانے کی ہوتی ہے جب دیگ میں کھانا پکایا جاتا ہے اور وہ پک جاتا ہے تو وہ آپ ہی اپنی خوشبو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس دیگ میں فلاں قسم کا کھانا ہے۔ پس انسان کو واجب ہے کہ ہمیشہ ابرار اور علما کی ہمنشینی اختیار کرے اور انکی صحبت میں رہ کر دین کی باتیں سیکھے اور ان سے فائدہ اُٹھائے اور خداوند تعالےٰ کی راہ میں چلنا سیکھے اور ان کے ادب کی خوبی اور انکے قیام اور قعود کو جو وہ فرمان الٰہی میں بجا لاتے ہیں دیکھے اور اس پر عمل کرے۔ اللہ جل شانہ کے رستہ میں چلنے کا جو طریق ہے اور جس کو یہ نہیں جانتا۔ عالم لوگ اسکو اس سے واقف کرینگے۔ سالکان طریق کا راستہ ایک نامعلوم راستہ ہے اس میں ہدایت کے سوا کوئی ایک قدم بھی نہیں چل سکتا اس میں چلنے کے واسطے ایک مرشد کی ضرورت ہے جو رستہ بتانے اور دکھلائے اور وہ ہدایت کرنیوالا ہادی ہو۔ اور ایسی کشش رکھتا ہو۔ جو انسان کو خدا کی طرف کھینچے اور تابعدار آدمی کو مجاہدہ کرنے کی

نیکیاں اس سے لیکر دوسرے آدمی کو دیئے جائینگی جو مظلوم ہوگا اور جب اس طرح اسکی ساری نیکیاں تقسیم ہو جائینگی تو جسقدر
مظالم باقی ہونگے اسکے عوض مظلوموں کی بدیاں اس پر لاد دینگے۔ اور دوزخ کی آگ میں اسکو ڈال دیا جائیگا اسلئے
گناہگاروں کو توبہ کرنی واجب ہے اور جہاں تک ہو سکے اس میں جلدی کریں۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں
کہ جو لوگ توبہ کرنے میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابھی بہت وقت ہے توبہ کرینگے وہ ہلاک ہوگئے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کلام (بل یرید الانسان لیفجر امامہ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انسان گناہ تو کرتا جاتا ہے اور توبہ
میں تاخیر کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے عنقریب توبہ کرلونگا۔ پس وہ اسی گناہ کی حالت میں مرجاتا ہے اور اسکو توبہ نصیب
نہیں ہوتی۔ لقمان حکیم نے اپنے لڑکے سے فرمایا ہے کہ اے میرے لڑکے کل کے روز تک ہی توبہ کرنے میں تاخیر
نہ کر۔ کیونکہ موت نزدیک ہے یہ اچانک آجائے گی۔ اور تو غفلت میں ہی رہجائیگا۔ پس ہر ایک آدمی پر توبہ
کرنی واجب ہے اور چاہے صبح ہو اور چاہے شام کوئی وقت ہو توبہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت مجاہدؒ
فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی صبح کے وقت توبہ نہ کرے تو اسکو رات آجائے تو اس حالت میں وہ آدمی ظالم ہوتا ہے
اور توبہ دو طرح پر ہے ایک توبہ بندوں کے حق میں اور یہ وہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اور دوسری توبہ بندے
اور خداوند تعالیٰ کے درمیان ہے۔ یہ توبہ زبان سے اور دل کی پشیمانی سے اور اس بات سے پوری ہوتی ہے کہ میں
پھر گناہوں کی طرف نہ لوٹونگا جیسی کہ اوپر اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اور توبہ کرنیوالا آدمی یہ کوشش کرے کہ
میں پھر کبھی ظلم نہ کرونگا۔ اور جہانتک کرسکے کثرت سے نیکی کرے تاکہ قیامت کے روز جب اللہ جلشانہ قصاص کے
واسطے نیکیاں اور بدیاں تولنے کے واسطے میزان عدل میں رکھے تو اسکی نیکیاں اسقدر ہوں کہ وہ مظالم کے برابر
ہو جائیں۔ ان سے کم نہ ہوں۔ اور اگر ایسا نہ کریگا تو دوسرے لوگوں کی بدیاں بھی اس کی گردن پر رکھی جائینگی۔ اور
ہلاکت میں پڑیگا اور اس سے چھٹکارا پانیکے واسطے بھی کرسکتا ہے کہ اپنی تمام عمر کو نیکیوں میں ہی صرف کردے لیکن
مظالم کی مدت نیکیوں کے زمانہ سے بڑھ گئی تو پھر جو حال ہوگا وہ ظاہر ہی ہے اور موت ہر وقت انسان کی
گھات میں لگی ہوئی ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ امید کے حاصل ہونے اور خالص عمل کرنے اور سب کی صفائی
اور حلال لقمہ میسر آنے سے پہلے پہل ہی موت انسان کو آکر دبالیتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے انسان کو واجب
ہے کہ توبہ کرنے میں بہت ہی جلدی کرے۔ اور جسقدر مظالم کئے ہوں کوشش کرکے ایک ایک کو یاد کرے اور جنکے
ساتھ ظلم کئے ہیں ان سب کے نام لکھ لے۔ اور دنیا میں جہاں کہیں ہوں پھر انکی تلاش کرے اور ان سے
معافی مانگ کر اپنے گناہ معاف کرالے اور یا ان کا کفارہ دے۔ اور اگر ان لوگوں کو نہ پائے تو پھر ان کے وارثوں کی
تلاش کرکے انہیں ادا کردے اور باوجود ان سب باتوں کے خداوند کریم کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اسکی رحمت
کا امیدوار رہے توبہ کرتا رہے اور جو بات ایسی دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے اور اسکی ناخوشی کا
باعث ہے۔ اس سے بچے اور دور رہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی طاعت اور اسکی رضامندی میں ہر وقت چالاک
و دلیر قدم رہے۔ اور اگر اس حال میں ہی اسکی موت آجائیگی تو اس کا اجر اللہ پر ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جلشانہ فرماتا
ہے کہ جو اس ارادہ پر اپنے گھر سے نکلے کہ خدا اور خدا کے رسول کی طرف جائے اور اسی حال میں اسکو موت آجائے
اس کا اجر خداوند تعالیٰ پر ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث میں لکھا ہے کہ رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے ننانویں آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور اس کے بعد
اس نے ملک کے دانا لوگوں سے پوچھا کہ میں اس جرم کے دور کرنے کی کیا تدبیر کروں۔ لوگوں نے ایک صومعہ نشین
کی طرف اسکو رہنمائی کی کہ اسکے پاس جاؤ وہ اس راہب کے پاس حاضر ہوا۔ اور اسکی خدمت میں گذارش کی۔ کہ میں
نے ننانویں آدمیوں کو مار ڈالا ہے کوئی ایسی سبیل ہے کہ میری توبہ قبول ہو۔ راہب نے جواب دیا کہ کوئی صورت نہیں

اڑی تعریف کرے ؀

مظالم کے دفعہ کرنے اور انکے عوض کا بیان

سی کی غیبت کی ہو اسکو یہ ضروری نہیں ہے کہ جسکی اس نے غیبت کی ہے اُسکے آگے اپنے تمام ظلم
اگر وہ سُن لیگا کہ مجھ پر اسقدر ظلم ہوا ہے۔ تو اس کا نفس اسکے بخشدینے پر راضی نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ یہ
ست تک اس ظلم کا بدلہ لینا ملتوی رکھوں تاکہ اس روز اسکی نیکیاں لینے کا حقدار ٹھیروں اور یا اس
اپنے گناہوں کا بوجھ اُس پر ڈالوں اور آپ ان سے سبکدوش ہو جاؤں۔ اور اگر ایسے گناہ ہونگے
ری یا اسکی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہوگا یا اس کا کوئی ایسا عیب ظاہر ہوتا ہے جس سے اس کی ہتک
س صورت میں اُسکے پاس بیان کرنیسے اسکو آزار اور دُکھ اور رنج پہنچیگا ایسے موقع پر
اگر بیان کرنا پڑے تو اشارہ اور کنایہ سے بیان کرکے اس سے معافی مانگے۔ البتہ اس طرح مبہم بیان
ے پر ضرور باقی رہیگا۔ پس اسکو بہت نیکیوں کے ذریعہ اپنی گردن سے اُتار دے جیساکہ مُردے کے
دُور کرنے کا حال اوپر بیان ہوا ہے اور کسی آدمی کی غیبت میں جو کل گناہ کئے جاتے ہیں اور
ہیں ہوتے انکو فرد فرد بیان کرنا لازم نہیں اگر انکو بیان کریگا تو مظلوم کا نفس ان کو بخش دینے
ہوگا بلکہ بیان کرنیوالا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالیگا گویا اس صورت میں اظہار کرنیسے ایک جان
ے اسلئے اس کے معاوضہ کا بہتر طریق یہ ہے کہ مظلوم کے ساتھ نرمی کرے اور اسکی مہموں اور غرضوں
اں تک ہو سکے اس میں کوشش کرے اور اس کی نسبت پوری دوستی اور مہربانی ظاہر کرے اور اسکی
لہ سے اسکے دل کو اپنی طرف مائل کرے۔ کیونکہ آدمی دنیا میں احسان کا بندہ ہے اگر کسی کو دوسرے
ہو جائے اور اس کے پاس سے بھاگے تو جب وہ نیکی اور حسن سلوک کو دیکھتا ہے۔ تو خود ہی اس کی
ے اور پھر جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ مجھ پر مہربان ہو گیا ہے تو اس وقت اپنے حال کو اسکے پاس بیان
ہو تو معافی مانگے اور اگر وہ دیکھے کہ اس طریق سے بھی حال کی گذارش کرنی اور معافی چاہنی مشکل ہے
ہو کہ نیکیاں زیادہ کرے تاکہ قیامت کے دن نیکیاں اس گناہ کے معاوضہ ہو جاویں کیونکہ خداوند تعالے
ات کو لازم کرتا ہے کہ گناہ کے عوض میں نیکیاں دی جائیں اور اگر کوئی نیکیوں کے لینے سے انکار
ن اس کا جو مال تلف ہو چکا ہوگا اسکو اپنے مال کے مثل ہی مال دیا جاویگا۔ اور اگر وہ اس کو
ا بھی نہ بخشیگا تو جیسا حاکم اپنے بیت المال میں اس مال کے جمع کرنے کا حکم دیتا ہے خواہ مالک چاہے
ا پھر احکم الحاکمین حکم دیگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ سب سے زیادہ،

پرہیزگاری کا بیان

کو اُس ظلم کی بازپُرس جو اُس نے بندوں پر کئے ہوں رہائی پا جانے کا اطمینان ہو اور خدا کی عبادت
ے۔ تو یہ خاص طالب راستہ پرہیزگاری کا ہے۔ کیونکہ دُنیا اور آخرت میں پرہیزگاری ہی بندہ کے
عذاب سے رہائی پانے کا بڑا ذریعہ ہے اور قیامت کے روز یہی اُسکے حساب کی تخفیف کا باعث
کے دن حساب کتاب بندوں کے ان حقوق کی نسبت اور اُن معاملات کا ہوگا جو خلاف حکم
کئے ہونگے۔ اور جو شخص دُنیا میں اپنے نفس کا حساب لیتا رہتا ہے۔ اور لوگوں سے اپنے حقوق
دق ادا کرتا رہتا ہے جانب سے اُسکے کیا حساب لیا جا سکتا ہے جب یہاں ہی وہ قیامت
ے سے ڈرتا رہتا ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالےٰ کو قیامت کے روز پرہیزگاروں

کوشش اور اخلاص اور سچائی کے سب راستوں سے آگاہ کرے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (جو لوگ خدا کی راہ میں کوشش کرتے
ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھلاتے ہیں۔ اور ہادی مطلق مالک خداوند تعالیٰ ہے جو آدمی سچے دل سے کوشش کرتا ہے
اس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی ہدایت اور فضل سے محروم نہیں رکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا
اور نہ ہی وہ اپنے کسی بندہ پر ستم اور ظلم کرنیوالا ہے وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور زیادہ رحیم ہے اپنی مخلوق
پر بڑا احسان اور بڑی مہربانی کرنیوالا ہے اور رجوع کرنیوالوں کو اسکی توفیق دینے والا ہے اور جو لوگ اسکی طرف منہ
کرتے ہیں انکو بڑی مہربانی سے اپنی طرف پکارتا ہے اور انکی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے وہ ارحم الراحمین اپنے
توبہ کرنیوالے بندوں کو دیکھ کر اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسا کہ مہربان ماں اپنے بیٹے کو دور دراز سفر سے گھر میں آتا
ہوا دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ خدا کے رسول مقبول فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے ایسا ہی خوش ہوتا ہے
جیسا کہ وہ آدمی خوش ہوتا ہے جو کسی مہلک جنگل میں سفر کر رہا تھا اور اسکے ہمراہ اس کا وہ سواری کا جانور تھا جس پر
اس کا کھانا۔ پانی کپڑے وغیرہ تھا اور اس کا وہ جانور اچانک گم ہو گیا اور وہ اسکی تلاش میں حیران اور سرگردان
مارا مارا پھرتا رہا اور یہاں تک اس نے اس تلاش میں رنج اور مصیبت اُٹھائی کہ اُسکی جان لبوں پر آگئی۔ اور
پھر اس نے یہ خیال کیا کہ اب بہتر یہ ہے کہ جس جگہ سے میرا جانور گم ہوا ہے میری جان بھی وہیں نکلے اس ارادہ
پر وہ اس مقام کو چل پڑا۔ جہاں سے اسکا جانور کھو یا گیا تھا۔ اور جب وہاں پہنچا تو نیند نے اس پر غلبہ کیا اور وہاں
سو گیا اور جب وہ نیند سے جاگا۔ اور اسکی آنکھ کھلی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسکا وہ جانور مع لدے ہوئے سامان کے اس کے
پاس موجود کھڑا ہے (پس اسوقت میں جو خوشی ہوتی ہے وہ ظاہر ہی ہے) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
ابوبکر صدیقؓ سے سنا وہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر بندہ کوئی گناہ کر ڈالے اور
اسکے کرنیکے بعد اُٹھ کر وضو کرے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھے اور خداوند کریم سے اپنے گناہوں کی آمرزش چاہے اور
اس قسم کی آمرزش خداوند حقیقی کے وعدہ کے موافق ہو تو خداوند کریم اس کو بخشدیگا۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے
کہ اگر کوئی آدمی برے عمل کرے اور اپنی جان پر ظلم کرے اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ سے آمرزش چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ
کو اپنے پر مہربان اور بخشنے والا پائیگا۔ اور چھپے ہوئے موجودہ مال کا یہ حکم ہے کہ اسکے معین مالک کے حوالہ کردے
بشرطیکہ وہ اسکو پہچانتا ہو یا اُسکے وارث کے حوالہ کردے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اور اگر وہ مال کے مالک کو نہیں جانتا
اور نہ ہی اسکے وارث ملتے ہوں۔ تو اس صورت میں وہ مال مالک کی طرف سے صدقہ کردے۔ اور اگر حلال مال میں
حرام مال ملجائے اور ایسا ہی غصب کیا ہوا مال میراث کے مال میں شامل ہو جائے۔ تو اس کا حساب کرے اور جسقدر ہو سکے
کوشش سے حرام مال کو حلال سے الگ کردے اور اسکو صدقہ میں دیدے اور جو باقی حلال مال بچ جائے اسکو اپنے اہل و
عیال پر خرچ کرے۔ اور بے عزتی کرنی یہ ہے وہ لوگوں کو گالی گلوچ دینا ہے روبرو۔ اور اس گناہ کا اثر دلوں پر رہتا
ہے اور اسی طرح انکی غیبت اور عیب گوئی کرنی۔ اور غیبت یہ ہے کہ اگر وہ بات کسی کے روبرو کہی جائے تو اُسکو بری
لگے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ جو غیبت وغیرہ کی ہے وہ سامنے بیان کردے اور پھر اس سے معافی مانگے۔ اور اگر ایک
جماعت کی غیبت کی ہو تو ہر ایک کے پاس جائے اور بیان کر کے اس سے عفو کی درخواست کرے۔ اور اگر کوئی
آدمی ان لوگوں سے فوت ہو گیا ہو تو اس کا تدارک یہ ہے کہ بہت سی نیکیاں کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور
جو یہ کہا گیا ہے کہ جو کچھ کسی کی غیبت ہو وہ ہر ایک کے روبرو بیان کرے یہ اس صورت میں ہے کہ ان لوگوں کو معلوم
ہو گیا ہو کہ اس نے ہماری غیبت کی ہے اور اگر ان کو معلوم نہ ہوا ہو تو پھر کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان کو خبر دے اور
بعد میں معافی مانگے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگ اپنی غیبت وغیرہ کے کلمے سنینگے تو اس سے ان کے دلوں کو رنج
پہنچیگا لیکن ان لوگوں کے پاس جائے جن کے پاس غیبت کی ہے۔ اور انکے پاس اپنے آپ کو جھٹلائے۔ اور جنکی

بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں اور بہت آدمی ہیں جو ان کو
نہیں جانتے پس جو آدمی شبہ سے پرہیز کرتا ہے وہ اپنے دین کو پاک کرتا ہے اور اپنی آبرو کو بھی بچاتا ہے اور
جو شبہات سے پرہیز نہیں کرتا وہ حرام میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ چرواہا جو کسی کھیت کے نزدیک بکریاں
چرواتا ہے تو وہ غالباً قریب ہوتا ہے کہ اس کی بکریاں کھیت میں جا پڑیں۔ اور ہر ایک بادشاہ کے لئے چراگاہ
ہوتی ہے۔ اسی طرح حرام بھی خدا کی چراگاہ ہے۔ اور تم اس سے آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک
گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ نیک ہو جاتا ہے تو سارا بدن نیک ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بُرا ہوتا ہے تو تمام جسم بھی
بُرا ہو جاتا ہے۔ تم کو اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اور وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ ابی موسیٰ اشعریؓ روایت
کرتے ہیں کہ ہر ایک چیز کی ایک حد ہے اور اسلام کی حدیں پرہیزگاری اور تواضع اور صبر اور شکر ہے پس پرہیزگاری
سب کاموں کی جڑ ہے۔ اور صبر دوزخ سے نجات ہے اور شکر بجا لانا بہشت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ ایک
دفعہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ اور وہاں آئے ایک لڑکے کو دیکھا جو حضرت علیؓ بن
ابی طالب کی اولاد میں سے تھا۔ وہ کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں کو وعظ کر رہا تھا۔ آپ اسکے روبرو
کھڑے ہو گئے۔ اور اس سے سوال کیا کہ دین کا مدار کس پر ہے۔ اُس نے جواب دیا پرہیزگاری پر۔ پھر پوچھا دین
کی آفت کیا چیز ہے اُس نے جواب دیا طمع۔ پس حسن بصری رحمہ اللہ بہت متعجب ہوا۔ اور ابراہیم بن ادھم رہ فرماتے
ہیں کہ پرہیزگاری دو طرح پر ہے ایک پرہیزگاری فرض ہے۔ اور دوسری ڈر کی ہے۔ پرہیزگاری فرض گناہوں
سے باز رہنا اور بچنا ہے۔ اور پرہیزگاری ڈر کی اللہ تعالےٰ کے محارم کی شبہ والی چیزوں سے باز رہنا اور عام
لوگوں کو حرام اور شبہ دونوں سے پرہیز کرنا چاہئے یعنے اُس چیز سے پرہیزگار رہیں جس سے مخلوق کو رنج پہنچے اور
ان پر شرعی مطالبہ عائد ہو اور خاص لوگوں کی پرہیزگاری ہر ایک ایسی چیز سے ہے جس میں نفس کی ایسی خواہش
پوری ہوتی ہو جس میں اسکو لذت حاصل ہوتی ہو۔ اور خاص الخاص لوگوں کی پرہیزگاری ان ہر چیز سے ہے جس میں
اسکے ارادہ اور رویہ کو دخل ہو۔ پس عام پرہیزگاری ترک دنیا ہے اور پرہیزگاری خاص ترک خیال بہشت اعلیٰ خاص
الخاص پرہیزگاری ہر چیز کا ترک جو سوا خدا ہے جو خالق اور پیدا کرنے والا تمام مخلوق کا ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازیؒ
کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگاری دو طرح پر ہے ایک تو ظاہری ہے اور وہ یہ ہے کہ تو نہ ہلے جلے مگر واسطے اللہ کے اور
دوسری باطنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیرے دل میں سوا اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی جگہ نہ ہو۔ اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہیں کہ جو آدمی سب سے زیادہ باریکی سے پرہیزگاری کی طرف نظر نہیں کرتا اسکو کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی
اور اسکو عطائے بزرگ بھی نہیں ملتی۔ اور جو سب سے زیادہ باریکی پر پرہیزگاری میں نظر کرتا ہے۔ قیامت کے
دن اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی میں پرہیزگاری کرنے کی نسبت گمنامی میں
پرہیزگاری کرنی افضل ہے۔ اور سرداری کی حالت میں چاندی اور سونے سے پرہیز کرنے کی نسبت زہد اور تقوےٰ
افضل ہے۔ کیونکہ سرداری کی حالت میں زہد کرنا چاندی اور سونے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ تو ان
دونوں کو سرداری حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالتا ہے۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتا ہے کہ زہد پرہیزگاری کی ابتدا ہے
جیسا کہ قناعت رضا الٰہی کی نہایت ہے۔ اور ابو عثمان رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگاری کا ثواب
حساب کا ہلکا ہونا ہے اور یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ تاویلوں کے بغیر علم پر قائم رہے
اور ابن جلا رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ اگر درویشی کی حالت میں کسی کے ہمراہ پرہیزگاری نہیں ہے۔ تو وہ آدمی
ظاہرا حرام کھاتا ہے۔ اور یونس بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک شبہ سے باز رہنا اور ہر لحظہ اپنے نفس کے ساتھ
حساب کرتے رہنا پرہیزگاری ہے۔ اور سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا یہ قول ہے کہ میں نے اس سے زیادہ آسان

کا حساب کرتے ہیں شرم آتی ہے) اور اسی واسطے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے کہ تم سے حساب طلب کیا جائے
تم اپنی جانوں سے حساب کرو۔ اور اس سے پہلے کہ تمہارے عمل تولے جائیں تم خود اپنے عملوں کو وزن کرو۔ اور آپ نے فرمایا
ہے کہ مسلمان کے اسلام کی خوبی یہی ہے کہ وہ ان باتوں کو چھوڑ دے جو غیر ضروری ہوں اس حدیث میں اس طرف
اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر ایک کام میں ضروری باتوں کو ہی اختیار کرے جو غیر ضروری ہوں ان کی طرف نہ جائے اور احکامات
شرعی کے لحاظ سے قدم باہر رکھے جو راستہ شریعت بتلائے اس پر تو چلے اور جو اس کے خلاف ہو اس کے رد کرتے جائے اس سے دور رہے اور
رسول مقبول کی حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور جس چیز میں تم کو شک نہیں
اس کی طرف خواہش کر۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مومن توقف کرنے والا اور سوچنے والا ہوتا ہے اور منافق بے پرواہی سے
سب کچھ نگل جاتا ہے۔ اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے تم نمازوں میں ایسے مشغول ہو جاؤ کہ کمان کی مانند خمیدہ
ہو جاؤ اور اس قدر روزے رکھو کہ تمہارا بدن رودے کی طرح لاغر ہو جائے اگر کامل پرہیزگار نہ ہوگے تو تم کو کوئی
فائدہ نہیں ہوگا۔ روایت میں ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ مومن تفتیش کرنے والا ہوتا ہے اور رسول مقبول فرماتے
ہیں کہ جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا کھانا پینا کہاں سے ہے تو ایسے شخص کی اللہ بھی پرواہ نہیں کرتا
کہ دوزخ کے کس دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ
اے لوگو تم میں سے ہرگز کوئی نہیں مرتا جب تک وہ اپنی روزی کو پورا نہ کر لے۔ اس لئے تم روزی کے حاصل کرنے کے
واسطے جلدی نہ کرو اور اللہ جل شانہ سے خوف کرو اور اس کے تلاش کرنے میں نیکی سے کام لو اور جو چیز تمہارے واسطے
حلال ہو وہ لو اور جو حرام ہو اس کو چھوڑ دو۔ اور ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر
کوئی بندہ حرام مال کماتا ہے اور اس سے صدقہ دیتا ہے تو اس کو اس کا کوئی اجر نہیں دیا جاتا۔ اور اس قسم کے مال سے
جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے۔ اس میں اس کے لئے کوئی برکت نہیں ہوتی۔ اور جس قدر وہ اس میں سے اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے
وہ آخرت میں اس کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لیجاتا ہے۔ اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ بدی کے ذریعہ
بدی کو دور نہیں کرتا۔ مگر نیکی سے بدی کو دور کر دیتا ہے۔ اور عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے
فرمایا ہے کہ خداوند تعالے نے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندے جو چیز میں نے تیرے اوپر فرض کی ہے تو اس کو ادا کر۔
اس سے تو عابدوں میں سے زیادہ عابد ہو جائیگا۔ اور جس چیز سے میں نے تم کو منع کیا ہے اس سے باز رہ اس سے
تو پرہیزگاروں میں سے زیادہ پرہیزگار ہو جائیگا۔ اور جو رزق میں نے تم کو دیا ہے اس پر قناعت کر۔ اس سے تو
سب سے زیادہ بے نیاز ہو جائیگا۔ اور رسول مقبول نے ابی ہریرہ رض سے فرمایا ہے کہ تو پرہیزگاری اختیار کر۔ تاکہ
تو سب عابدوں میں سے ہو جائے۔ اور حسن بصری رح بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی ایک مثقال پرہیزگاری کرے۔ تو وہ
ہزار مثقال نماز اور روزہ سے بہتر ہے اور خداوند تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ جس قدر
پرہیزگار لوگوں کو میرا قرب ہو سکتا ہے دوسروں کو نہیں ہو سکتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ چاندی کے ایک درم کا چھٹا
حصہ شبہات کا ترک کرنا سو پاک حج سے خدا کے نزدیک بہتر ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ یہ ستر مقبول حج
سے بہتر ہے۔ اور ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا کے ہمنشینوں میں وہ لوگ ہونگے جو اہل تقوی اور
صاحب زہد ہونگے۔ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک حرام پیسہ کا ترک کرنا سو پیسہ کے خیرات کرنے
سے بہتر ہے۔ اور ابن مبارک سے روایت ہے کہ وہ ملک شام میں تھا اور حدیث لکھا کرتا تھا۔ اس کا قلم ٹوٹ گیا۔ تو اس
نے کسی سے عاریۃً ایک قلم مانگ لیا اور جب لکھ چکا تو قلم کو واپس دینا بھول گیا۔ اور اس کو اپنے قلمدان میں رکھ لیا۔
اور جب وہاں سے لوٹ کر مرو میں آیا تو اس قلم کو اپنے قلمدان میں دیکھا۔ اس کو دیکھتے ہی ارادہ کیا کہ شام میں واپس
جا کر اس کے مالک کو قلم واپس دیدی۔ اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ حلال

ہنے بھی اکی مدد کی اور انکو ایسی چیزوں سے نگاہ رکھا حرام اور مشتبہ چیزوں کے استعمال کرنے سے ان کو بچا لیا۔
اور طاقت دی کہ وہ حلال اور حرام کو پہچانیں جو پیچھے والا ہو اس سے بھی تحقیق سے لیں کسب اور معیشت
بچائیں تو وہ حلال کو پہچانیں اور اسکی اصل حقیقت پر واقف ہوں۔ اور مشتبہ چیزوں میں بھی ان کو واسطے
رد یا۔ کہ جب اس نشان کو دیکھیں تو اسکی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔ اور جب اس میں نشان نہ دیکھیں تو
ور یہ نشان ان پیشواؤں اور بزرگوں کو بھی عطا ہوئے ہیں جن کے حال پر خدا وند کریم نے اپنی خاص
اور اپنی رحمت اور رعایت ان کے حال پر شامل کی ہے اور اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ اس میں دوسری
ں خاص حق نہیں اور نہ ہی اس پر شرع کی مار رس اور مطالبہ ہے تو اس صورت میں وہ عام مسلمانوں
ں ہے اور سہل بن عبد اللہ تستری سے جب حلال کے باب میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ حلال
اللہ جلشانہ کی نافرمانی نہ ہو۔ اور دوسری مرتبہ فرمایا ہے کہ صاف حلال وہ ہوتا ہے جس کے استعمال میں
ھول نہ جائے۔ پس جو حلال ہو وہ خدا کے حکم سے حلال ہے اسواسطے حلال نہیں کہ وہ خود بخود حلال ہے
ونیسے کوئی چیز حلال ہوتی تو مردہ کا کھانا کسی کے حق میں حلال نہ ہوتا اور نہ ہی اس مال کا کھانا حلال
نے حرام مال سے خرید کر واپس کیا ہو جیسے داروغہ نے بیچنے والے سے حرام کے عوض حلال مال لیا ہو۔ اور
کے اپنے دام پھیر لئے ہوں۔ جو مومن اور پرہیزگار آدمی ہوتا ہے اسکو ایسا کھانا جائز نہیں ہے جس
را ہوئی ہو جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ اور اگر مسلمان اس قسم کے کھانے پر اتفاق کریں۔ تو اس صورت میں اس
، پس اس سے ظاہر ہے کہ حلال اور حرام وہ ہے جس پر شرع نے حکم کیا ہے انسان کی اپنی تجویز سے
مں ہوا۔ اور عین حلال کھانا پیغمبروں کے واسطے ہے حدیث میں آتا ہے کہ رسول مقبول نے ایک
لیتے ہوئے سنا۔ خدا وند مجھ کو حلال مطلق روزی عطا فرما۔ آپ نے اس آدمی کو فرمایا۔ کہ اس قسم کی روزی
کے واسطے ہی ہے تو ایسی روزی خدا سے مانگ جس کے سبب سے تجھ کو عذاب نہ ہو۔ اور شریعت میں
ں۔ یہودی۔ نصاری۔ مجوسی۔ حرام چیزیں بیچا چاہیں جیسے سؤر۔ اور شراب وغیرہ ہیں تو ان کو بیچے
دینی چاہئے اور ان سے دسواں حصہ قیمت کا وصول کرنا مقرر کرلیں۔ اور عمر بن خطاب رض سے
ب نے فرمایا ہے کہ ان چیزوں کے بیچنے کی انکو اجازت دیدو اور ان کی قیمت کا دسواں حصہ ان سے
دسواں حصہ لیا جاتا ہے تو اسکو لیا کرتے ہیں۔ کیا اس سے مسلمان فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس سے
یں۔ اس سے ثابت ہے کہ حرام اور حلال کا تعلق انسان کی ذات سے نہیں ہے یعنے ان چیزوں
ے حلال اور حرام قرار نہیں دیا۔ اگر انسان کی ذات سے اس کا تعلق ہوتا تو شراب اور سؤر حرام ہیں
سواں حصہ بھی حرام ہوتا اسکے حلال ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اسکی دست بدست عقد اور بیع ظہور میں
رمایا ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان ہاتھوں ہاتھ کا فرق ہے۔ پس جو آدمی شریعت کا حوالہ ہاتھ
شریعت کے رو سے لین دین کرے اپنی طرف سے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرے تو جان لینا
ہ شریعت کے راستے سے قدم باہر نہیں نکالا شریعت نے جس چیز کے لینے کی اس کو اجازت دی تھی
ملی شریعت نے اجازت نہ دی وہ نہ لی۔ اسی خورد و نوش میں جو تصرف وہ کرتا ہے از روئے شریعت
۔ اور انسان پر یہ واجب نہیں آتا۔ کہ وہ حلال مطلق کو یا اس حلال کو جسے اسکی طبیعت پسند کرتی ہے
مگر انسان کو معلوم نہیں ہے کہ مجھے مل سکیگی۔ ہاں اس صورت میں مل سکتی ہے کہ اگر خدا وند کریم چاہے
پنی رحمت سے اپنے دوستوں اور برگزیدوں کو عطا کرے اور خدا وند کریم پر ایسا کرنا مشکل نہیں ہے
ط سے لوگ تین قسم پر منقسم ہیں۔ ایک پرہیزگار۔ دوسرے ولی۔ تیسرے عارف ہیں۔ جو پرہیزگار

پرہیزگاری اور کوئی نہیں دیکھی کہ جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اسکو چھوڑ دے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ گناہ وہ چیز
ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو مکروہ جانتا ہے کہ لوگ اس سے خبردار ہوں۔ اور وہ اس وقت ہے کہ اسکی جانب
سے سینہ پاک اور صاف نہ ہو یعنی تیرے دل میں اس کی جانب سے کچھ خلل ہو جاتا ہے۔ اور ایسا ہی رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ گناہ ایک خراش ہے دلوں میں یعنی اگر کوئی چیز تیرے سینہ میں خراش پیدا کرے اور دل کو بے چین اور
بیقرار کرے تو اس چیز سے تو پرہیز کر۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم دل کی خراش سے اپنے آپ کو دور رکھو۔
کیونکہ یہ گناہ ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھ کو شک میں ڈالے اور جس میں تجھ کو شبہ نہ
ہو اس کی طرف قصد کر۔ اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی تعریف کرنے سے اپنی زبان کو محفوظ
رکھ جیسا کہ مذمت کرنے سے کرتا ہے۔ اور بشر بن حارث کا قول ہے کہ عملوں میں سے زیادہ سخت عمل تین چیزیں
ہیں قلت کی حالت میں سخاوت کرنی تنہائی میں پرہیزگار رہنا۔ اور جس آدمی سے خوف اور امید ہو اسکے روبرو
سچ بولنا۔ روایت ہے کہ بشر بن حارث حافی کی بہن حضرت امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور
عرض کی کہ اے امام میں اپنے کوٹھے کے اوپر سوت کاتا کرتی ہوں اور اس وقت ایک آدمی کی روشنی کا عکس میرے
اوپر پڑتا ہے اس روشنی میں مجھ کو سوت کا کاتنا روا ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے اسکو کہا کہ خداوند کریم تم کو بخشے
تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں بشر بن حافی کی بہن ہوں۔ یہ سنکر امام صاحب رونے لگے اور فرمایا کہ پرہیزگاری
کا ظہور تمہارے ہی گھر سے ہوتا ہے اس روشنی میں تم سوت نہ کاتو۔ اور علی عطار رح کہتے ہیں کہ بصرہ کے بعض کوچوں
میں میرا گذر ہوا میں نے وہاں دیکھا کہ بوڑھے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور لڑکے کھیل رہے ہیں۔ ان لڑکوں کو میں
نے کہا کہ تم کو ان بوڑھے آدمیوں سے شرم نہیں آتی۔ ایک نے جواب دیا کہ ان سے شرم کیا آئے۔ ان میں پرہیزگاری کم
ہے اس واسطے ان کا خوف بھی نہیں ہے۔ اور مذکور ہے کہ مالک بن دینار ۴۰ برس تک بصرہ میں رہے اور اتنے
عرصہ میں اسکو حلال کے طور پر اتنی بات بھی نصیب نہیں ہوئی۔ کہ وہاں کے درخت کا کوئی میوہ یا خرما کھائے۔
یہاں تک کہ آپ کو موت نے آکر اٹھا لیا مگر میوہ نہ چکھا۔ اور جب خرما کا موسم گذر جاتا تھا۔ تو اس وقت آپ بصرہ
کے لوگوں کو کہا کرتے تھے۔ کہ اے بصرہ کے لوگو خرما کے نہ کھانے سے میرا پیٹ کچھ گھٹ نہیں گیا اور نہ ہی تمہارے
پیٹ میں اسکے کھانے سے کچھ زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ ابراہیم بن ادھم رح سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ آب زمزم نہیں
پیتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس ڈول نہیں ہے اگر ڈول میرے پاس موجود ہوتا تو میں اسکو
ضرور پیتا۔ روایت کرتے ہیں کہ جب حارث محاسبی کھانا کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور اس میں شبہ ہوتا
تھا تو آپ کی انگلیوں کی رگیں کھچ جاتی تھیں۔ اور ان میں پسینہ نمودار ہو جاتا تھا۔ اور اس سے آپ کو معلوم ہو جاتا تھا
کہ یہ کھانا حلال نہیں ہے۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ جب بشر حافی کے روبرو کوئی شبہ ناک چیز رکھی جاتی تھی۔ تو اسکی طرف
آپ کا ہاتھ دراز نہیں ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ جب ابی یزید بسطامی ماں کے پیٹ میں تھے اور شبہ ناک چیز انکے
سامنے آجاتی تھی اور وہ کھانے کے واسطے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتیں تو وہ کھانا انکے آگے سے بھاگ جاتا تھا اور
اس کھانے تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ اور آپ کے خاندان میں بعض ایسے آدمی بھی تھے کہ اگر ان کے
سامنے مشتبہ کھانا آجاتا تھا تو اس سے ان کو بدبو آتی تھی۔ اور اس کے آنے سے وہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ کھانا مشتبہ
ہے اور اسکو ترک کر دیتے تھے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر مشتبہ کھانے سے وہ کوئی لقمہ منہ میں رکھتے تھے تو وہ
ان سے چبایا نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ وہ انکے منہ میں ایسا ہو جاتا تھا جیسے ریت ہوتی ہے اور یہ ان لوگوں کے حال
پر خداوند تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت تھی۔ اور اس واسطے تھی کہ وہ ان مکروہ چیزوں سے بچے رہیں۔ اب ان
لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ ہم اپنے نفسوں کو صاف کریں اور وہی کھائیں جو حلال ہو اور حرام اور مشتبہ ناک چیزوں سے بچے

پالا۔ ایک بزرگ نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا کہ انکو دو پر عطا کئے گئے ہیں اور ان پروں سے وہ بہشت میں اُڑا پھرتا ہے آپ سے پوچھا کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا۔ فرمایا پرہیزگاری سے۔ اور حسان بن ابی سنان کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ ساٹھ برس کروٹ کے بل نہیں سوئے اور نہ ہی اس عرصہ میں چرب کھانا کھایا۔ اور نہ ہی اس زمانہ میں آپ نے ٹھنڈا پانی پیا اور جب آپ فوت ہوگئے۔ تو آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ خداوند کریم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جواب دیا کہ بہت اچھا سلوک کیا ہے مگر میرا بہشت میں جانا بند ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے عاریتاً ایک سوئی لی تھی اور وہ واپس نہیں دی اور عبدالرحمٰن بن زید کا ایک غلام تھا جس نے کئی سال آپ کی خدمت کی تھی اور چالیس برس عبادت کی تھی مگر اس سے پہلے غلہ ماپنے کا کام کیا کرتا تھا جب وہ مر گیا۔ اسکو خواب میں دیکھا گیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اللہ جل شانہ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے جواب دیا کہ اچھا معاملہ ہی کیا ہے مگر بہشت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہوں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ چالیس پیمانہ گرد کے میرے ذمہ نکالے گئے ہیں۔ اور اسی کے باعث بہشت میں جانے سے مجھ کو بند کر دیا گیا ہے اور ایک دفعہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور ایک مردہ کی قبر پر جا کر اسکو پکارا۔ اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسکو زندہ کر دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں بار بردار تھا اور لوگوں کا اسباب اٹھا کر لیجایا کرتا تھا۔ ایک روز ایک آدمی کی لکڑیاں لیجا رہا تھا اور ان سے میں نے ایک خلال توڑ لیا اور اس سے خلال کیا جب سے مرا ہوں اسی کے مطالبہ میں مبتلا ہوں ❊

پرہیزگاری کی تکمیل کا بیان

جب تک انسان دس چیزیں اپنے نفس پر فرض نہ کرلے اسکی پرہیزگاری کامل نہیں ہوتی۔ پہلی یہ ہے کہ اپنی زبان کو غیبت سے نگاہ رکھے۔ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو) دوسری بدگمانی سے پرہیز کرے۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (تم بہت بدگمانیوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہیں) اور رسول مقبول نے فرمایا ہے تم برے گمان سے دور رہو کیونکہ برا گمان ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ تیسری ٹھٹھا کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ (ایک گروہ دوسرے گروہ سے ٹھٹھا نہ کرے) چوتھی حرام سے آنکھوں کو بند رکھنا خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (اے پیغمبر مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھیں ممنوعات سے بند رکھیں) پانچویں زبان سے سچی بات کہنی۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جب بات کرو تو انصاف کرو یعنی سچ بولو۔ چھٹی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان جانو اور اپنے نفس پر بھروسہ نہ کرو اور اس کو اچھا نہ سمجھو۔ کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (بلکہ اللہ تعالیٰ تجھ پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی راہ دکھلائی ہے) ساتویں یہ ہے کہ اپنے مال کو اس کے مستحقوں پر خرچ کرو اور ان کاموں یا لوگوں پر خرچ نہ کرو جو باطل ہیں یا جو اس کے مستحق نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ (مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ وہ لوگ خرچ کرنے والے ہیں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں جیسے گناہوں میں وہ خرچ نہیں کرتے اور خدا کے حکم کے مطابق خرچ کرنے سے نہیں رکتے۔ آٹھویں یہ ہے کہ مرتبہ اور بزرگوں کی خواہش اپنے واسطے نہ کرے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (آخرت کا گھر یعنی بہشت ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں۔ جو دنیا میں بڑے بڑے مرتبوں کے حاصل کرنیکی خواہش نہیں کرتے اور نہ فساد کرتے ہیں) نویں یہ ہے کہ اپنے وقتوں میں پانچوں وقت کی نماز ادا کرے۔ اور رکوع اور سجود کو اچھی طرح بجا لائے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے تم نمازوں کو نگاہ رکھو خاصکر درمیانی نماز کو یعنی نماز عصر کو اور خدا کے تابعدار بنو۔ دسویں یہ ہے کہ سنت پیغمبر صلعم کی پیروی کرو اور مسلمانوں سے ملے رہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (اور یقیناً میری سیدھی راہ ہے تم اس پر چلو یعنی سنت پر چلو اور دوسرے راہوں کو مت اختیار کرو۔ اگر دوسرے راستوں میں داخل ہوگے۔ تو تم خداوند تعالیٰ کے سیدھے راستے سے بہک جاؤ گے ❊

ہیں۔ وہ تو اس قسم کا حلال کھانا کھاتے ہیں جس میں مخلوق کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس پر شریعت کا کچھ مطالبہ ہو۔ اور ولی کا طعام نفس امارہ کی خواہش سے بالکل دور ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ محض خداوند تعالٰی کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اور عارفوں یعنی ابدالوں کے کھانے کو وہی لوگ جانتے ہیں۔ ان کے کھانے میں انکی اپنی خواہش کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور وہ صرف تقدیر الٰہی ہوتی ہے۔ ان لوگوں پر ہمیشہ فضل الٰہی رہتا ہے اور وہی انکو روزی دیتا ہے۔ اور وہی انکی رہبری کرتا ہے اور اللہ جلشانہ ہی اپنی عام قدرت اور بار وسعت سے سب کچھ اپنے لئے مہیا کرتا ہے۔ اور اپنی نعمت سے انکو مالا مال کر دیتا ہے۔ یہ خداوند کریم کے فضل میں اسی طرح پرورش پاتے ہیں جیسے طرح شیرخوار بچہ مہربان ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ جب اسکو ایک درجہ کا سارٹیفکٹ مل جاتا ہے تو پھر بعد میں اگلے درجہ کا سارٹیفکٹ اسکو حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد پھر اگلے درجہ کا اور اگر پہلے درجہ پر بیٹھے رہے اس میں کامیاب نہ ہو۔ تو پھر اسکو آگے کوئی سارٹیفکٹ نہیں دیتے۔ فیل کر کے اسکو نکال دیتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی خداوند تعالٰی کی درگاہ سے درجہ بدرجہ سارٹیفکٹ حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور پرہیزگار کا کھانا اس کے حق میں مشتبہ ہوتا ہے جو نفس کی خواہش سے دور ہونے والا ہے اور نفس کی خواہش سے دور ہونیکا کھانا اس کو حق میں مشتبہ ہوتا ہے جو اپنے قصد اور ارادہ کو اس بارہ میں دخل نہیں دیتا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ مقربوں کی بدیاں بھی نیکوکاروں کی نیکیوں کے برابر ہوتی ہیں۔ پس مرید کے لئے شیخ کا کھانا کھانا مباح ہے۔ اور شیخ کے لئے مرید کا کھانا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ شیخ کو دل کی صفائی اور مرتبہ کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ جلشانہ کی حضوری میں ہوتا ہے۔

اور پرہیزگاری کی باریکیاں بہت ہی گہری ہیں۔ کہمس روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا اور اس پر میں چالیس برس تک روتا رہا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کونسا گناہ کیا تھا۔ فرمایا کہ میرا ایک بھائی ملاقات کے واسطے آیا تھا۔ میں اسکے واسطے چھ درم کی ایک بھنی ہوئی مچھلی خرید لایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا۔ تو میں نے مٹی کا ایک ڈھیلا ایک ہمسایہ کی دیوار سے اکھیڑ لیا۔ اور اس سے اس نے اپنے ہاتھوں کو صاف کیا۔ اور مالک دیوار سے میں نے اجازت نہیں لی تھی۔ اور مذکور ہے کہ ایک آدمی ایک کرایہ کے گھر میں رہتا تھا۔ اس آدمی نے ایک رقعہ لکھا۔ اور اسکو اس مکان کی دیوار سے لگا کر خشک کرنا چاہا جب وہ لگانے لگا۔ تو اس وقت اسکو خیال آیا کہ یہ گھر تو کرایہ کا ہے۔ اسکے بعد اسکے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے دیوار سے لگا کر خشک کر لو۔ اسلئے اس نے دیوار سے لگا کر خشک کر لیا۔ اسکے بعد اسکو ہاتف غیب سے آواز آئی۔ کہ تم نے مٹی کو خفیف سمجھا ہے عنقریب اسکے حساب کی درازی تم کو معلوم ہو جائے گی۔ لوگوں نے جاڑوں کے دنوں میں عتبہ کو دیکھا کہ اسکے بدن سے پسینہ جاری ہے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے خداوند کریم کی اسی جگہ میں نافرمانی کی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے جواب دیا کہ مٹی کا ایک ڈھیلا اس دیوار سے اپنے مہمان کے واسطے میں نے اکھیڑ لیا تھا جس سے اس نے اپنے ہاتھ صاف کئے تھے اور مالک دیوار سے میں نے اجازت طلب نہیں کی تھی۔ اور روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ایک دفعہ ایک دکاندار کے پاس اپنا بھال گرو رکھا اور جب آپ اسکے چھوڑانے کے واسطے گئے۔ تو دکاندار دو طشت نکال لایا۔ اور کہا کہ ان دونوں سے اپنا بھال لے لو۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ میں تو اپنا بھال اسوقت نہیں پہچانتا۔ درہم اور بھال دونوں تو ہی رکھ۔ پس دکاندار نے کہا۔ تمہارا بھال تو یہ ہے میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ میں تو اب بھال نہیں لیتا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ اور مذکور ہے کہ رابعہ عدویہ کی قمیص پھٹی ہوئی تھی انہوں نے اسے سلطانی مشعل کی روشنی میں سیا۔ اور اس سے رابعہ کا دل گم ہو گیا۔ (یعنی کچھ عرصہ تک اسکے دل کی حالت درست نہ رہی) اسکو مشعل سلطانی کی روشنی میں قمیص کا سینا یاد آ گیا پس اسے اسکو پھر پھاڑ ڈالا۔ اس سے اس نے اپنا کھویا ہوا دل پھر

شراب کے پینے سے انسان کی عقل خالی رہتی ہے۔ اور دین اور دنیا کے کام کا سرانجام عقل سے ہی وابستہ ہے اور تحقیق ہم نے کہا ہے کہ بعض گناہوں سے توبہ کرنی صحیح اور جائز ہے کیونکہ ہر ایک مسلمان سے کسی وقت خدا کی فرمانبرداری اور کسی وقت نافرمانی ظہور میں آ ہی جاتی ہے اور انہی حالتوں سے کوئی خالی نہیں اور جس قدر کسی مسلمان کو اللہ سے نزدیکی یا دوری ہوتی ہے ویسا ہی اُس سے طاعت یا گناہ کبیرہ یا صغیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ خداوند کریم کی حضوری اور اسکے قرب میں ہوتے ہیں انکو کبیرے اور صغیرہ گناہ کا فرق معلوم ہوتا رہتا ہے پس جب ایک فاسق کہتا ہے کہ جب شیطان مجھ پر غالب آجاتا ہے اور میرے دل میں بعض گناہ پیدا کرنے کی آرزو پیدا کر دیتا ہے تو اسوقت میں مناسب نہیں جانتا کہ میں اپنے ارادہ کے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دوں اور اس کا تنگ بالکل دور کر دوں تاکہ اپنی خواہش نفس جھٹ پٹ پوری کر لوں اور گناہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ بلکہ اس وقت میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ بعض گناہ جو آسان اور سہل ہوں انکو تو پہلے چھوڑ دوں اور پھر نفس کو باقی گناہوں کے ترک کرنے کے واسطے آمادہ کروں اور اس کام کے واسطے اپنے نفس پر قہر اور غضب کرتا ہوں اور شیطان سے لڑتا ہوں اور خداوند تعالیٰ پر اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس معاملہ میں مدد کرے کیونکہ وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے۔ اور بعض گناہ ہونگے کہ جنسے مجھ کو خدا کے غضب کا خوف آتا ہے اور اسکے واسطے ان گناہونکو ترک کر دیتا ہوں اور اگر نفس اور شیطان آسانی سے اس بات کو نہیں مانتے تو اسکے ساتھ جنگ کرتا ہوں چونکہ خداوند کریم عاجزوں اور بیکسوں کا مددگار ہے اُمید ہے کہ وہ میری بھی مدد کرے اور توفیق دے اور میرے اور میرے باقی گناہوں کے درمیان پردہ کر دے اور میں ان سے بچ جاؤں اور اگر اس طریق پر عمل نہ کیا جائے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ تو گناہگار آدمی کی نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور دوسری سب عبادات سب کی سب درست نہ ہونگیں کیونکہ اگر اسکو یہ کہا جائے کہ تو گناہگار ہے تو تیرے گناہ خداوند تعالیٰ کی طاعت اور اطاعت سے تجھ کو خارج کرتے ہیں خدا کے نزدیک تیری طاعت مقبول نہیں ہے کیونکہ یہ عبادات غیر اللہ کی ہیں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ عبادات تیری خداوند تعالیٰ کے لئے ہیں تو تو تمام گناہونکو ترک کر کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ اس بات میں ایک ہی حکم ہے اگر کوئی گناہ کو ترک نہ کرے اور صرف نماز پڑھنے سے ہی خداوند تعالیٰ کی نزدیکی چاہے تو یہ محال ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی نے دو آدمیوں کے دو دینار قرض دینے ہوں اور اسکو انکے ادا کرنے کی طاقت بھی ہو۔ ان میں سے ایک کو تو اس نے ایک دینار ادا کر دیا اور دوسرے کے دینے سے قسم کھائی کہ میں اسکو جانتا ہی نہیں حالانکہ وہ اسکو اچھی طرح جانتا ہے اس سے وہ ایک آدمی کے قرض سے تو بری ہو گیا مگر دوسرے کے قرض سے بری نہیں ہوا۔ اس کے واسطے وہ پکڑا جائیگا۔ اور یہی حال اس آدمی کا ہے جو بعض امور میں تو خداوند تعالیٰ کی فرمانبرداری اور طاعت کرتا ہے اور بعض میں نہیں کرتا ان سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہے یہ آدمی خدا کی نافرمانی کا مرتکب گناہگار ہوتا ہے اور ایسا مسلمان ہے کہ اس کا ایمان ناقص ہے کیونکہ خدا کی طاعت میں اس کا فرمانبردار ہے اور گناہ کرنے میں خدا کا مخالف ہے۔ اور یہ عادت ان لوگوں کی ہے جو لوگ ان میں خلط ملط کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ دین میں انکی نفسانی خواہشیں ان سے دور ہو جاتی ہیں اور وہ سب گناہوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ خداوند کریم کے اختیار میں ہے جو چاہے کرے ہماری پرہیزگاری ہمارے اختیار میں نہیں۔ اور جس نے توبہ کی اگر وہ چاہے تو اس پر رحمت نازل کرے اور خداوند تعالیٰ اپنا فضل اور کرم اس پر نازل کرتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے ٭

فصل۔ اُن احادیث اور آثار کے بیان میں جن میں توبہ کا ذکر ہے

جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے جمعہ کے دن ہم کو یہ خطبہ سنایا۔ اے لوگو مرنے سے پہلے توبہ کرو اور نیک کاموں کی طرف جلدی کرو۔ اور سعادتمند بنو اور جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اسکو ملاؤ۔ اور بہت صدقہ دو۔ اس سے خداوند تعالیٰ بھی تمہاری روزی میں برکت کریگا۔ اور لوگونکو نصیحت کرو

بعض گناہوں سے توبہ کرنے کا بیان

اگر کوئی معلوم کرے کہ میں سب گناہوں سے نہیں بچ سکتا کیونکہ ان سے بچنا ناممکن ہے تو وہ تھوڑے گناہوں سے
ہی بچے اور جہاں تک ہو سکے بڑے گناہوں سے توبہ کرے کیونکہ کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں
ان سے خداوند کریم کا غضب اور غصہ بھڑک جاتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ کبیرہ گناہوں سے درجہ
میں کم ہوتے ہیں اور اگر صغیرہ گناہوں کو خداوند تعالیٰ بخش دے تو یہ اسکی بخشش کے زیادہ نزدیک ہیں۔ اس لئے
کبیرہ گناہ سے توبہ کرنی مشکل نہیں ہے پس اگر کوئی کبیرہ گناہ کو ترک کر دے تو اسکے ایمان اور یقین اور دل میں قوت
پیدا ہو جاتی ہے اور ہدایت کا نور اسکے دل میں روشن ہو جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے واسطے اس
کا سینہ کشادہ کر دیتے ہیں اور پھر صغیرہ گناہ بھی اپنے آپ ہی چھوٹ جاتے ہیں اور گناہوں کی تاریکیاں اور دل کے
گناہ اور گناہوں کے حال اور مقام اور پوشیدہ شرک سب کچھ دُور ہو جاتا ہے اور پھر اسکو ایسا حال اور مقام نصیب
ہو جاتا ہے جہاں وہ وہی کام کرتا ہے جو اسکے کرنے کے لائق ہوتے ہیں اور جو کام کرنے والے نہیں ہوتے انکو چھوڑ
دیتا ہے اور جو آدمی اس سیدھے راستے میں داخل ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ اور لذت چکھ لیتا ہے اور حق کی کاموں
کی صحت کو اختیار کر کے اس میں ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح پہچان اور جان جاتا ہے
پس انسان کو چاہئے کہ پہلے ہی سہل کام کا وہ طریق اختیار نہ کرے جو اسکی عادت ہے اور مشکل ہو کیونکہ ہم اس
واسطے بھیجے گئے ہو کہ کاموں کو آسان کرو اسواسطے نہیں بھیجے گئے۔ کہ کام میں ایسی مشکلات پیدا کرو کہ لوگو نکو نفرت
ہو جاوے بیشک یہ محکم دین ہے اس میں نرمی کے ساتھ چلو جس نے اسکو ترک کیا وہ سیدھے راہ سے بہک گیا اور
کوئی اس کا رہبر بھی نہیں رہتا۔ اور اگر کوئی آدمی بعض کبیرہ گناہوں سے توبہ کرلے اور بعض سے نہ کرے کیونکہ جس سے توبہ
کرتا ہے ان کو خدا کے نزدیک زیادہ سخت جانتا ہے اور سخت عذابوں کا باعث سمجھتا ہے جیسا کہ قتل انسان۔
لوٹ اور خدا کے بندوں پر ظلم کرنا اسکی نسبت سمجھتا ہے کہ یہ بندوں کے گناہ ہیں اور بخشے نہیں جائینگے۔ اور جس سے توبہ
نہیں کرتا اور ان کا تعلق خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ جیسے شراب پینا اور زنا کرنا اُن کی نسبت سمجھتا ہے کہ
یہ جلدی بخش دئے جائینگے۔ جیسا کہ شراب کے پینے سے تو توبہ کرے اور زنا سے نہ کرے اس خیال سے کہ شراب
سب بدیوں کی کنجی ہے۔ کیونکہ جب عقل دُور ہو جاتی ہے تو سب گناہ سرزد ہو جاتے ہیں اور مرتکب گناہ کو خبر تک بھی
نہیں ہوتی۔ زنا کی تہمت لگانی۔ گالی دینی۔ خدا کے ساتھ کفر کرنا۔ زنا کرنا۔ قتل کرنا۔ کسی کا مال چھین لینا۔ اور شراب
سب گناہوں کی کان اور ان کی جڑ اور ماں ہے۔ اور جیسے کوئی آدمی صغیرہ گناہ یا گناہوں سے توبہ کرے اور کبیرہ
گناہ پر اصرار کرے اور مداومت کرے اور حرام کی طرف نگاہ ڈالنے سے تو توبہ کرتا ہے اور شراب پینے میں دلیر ہے۔ اس کا سبب
عادی ہے اور اس سے بڑی محبت رکھتا ہے اور اسکے واسطے اپنے نفس اور لوگوں کو یہ دم دیتا ہے۔ کہ میں تو اسکو دوا
کے طور پر پیتا ہوں اور یہ میری دوا ہے اور دوا کے استعمال کا ہم کو حکم ہے۔ اسکو شیطان گمراہ کر دیتا ہے۔ اور اسکی آنکھوں
میں شراب کی خوبی ظاہر کرتا ہے اور اسکو کہتا ہے کہ یہ بڑی مفید چیز ہے اس کے پینے سے سرور آتا ہے خوشی اور گرمی
حاصل ہوتی ہے۔ غم اور تردد دور ہو جاتا ہے۔ جسم کو تندرستی اور رونق اور تازگی دیتی ہے۔ یہ ساری باتیں شیطان کی
فریبی ہیں۔ اس شیطان مردود نے ان دونوں کو شک میں ڈال رکھا ہے۔ اور وہ اسکے ضرر کو نہیں جانتے اور
بھولے ہوئے ہیں یہ نہیں سمجھے کہ اس کام کا انجام ہلاکت ہے اور اس سے بھی غافل ہیں۔ کہ شراب پینے سے دنیا
اور مافیہا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ دین اور دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور خداوند کریم کے عتاب اور عذاب میں مبتلا
ہو جاتے ہیں۔ ان کا وہی حال ہوتا ہے جیسا ایک شاعر کہتا ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم۔ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔ گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

اس طرح وہی گناہ اسکے بہشت میں داخل ہونے کا سبب بنجاتا ہے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ پرانے گناہ کو جلد
نئی نیکی جلد سلب کرلیتی ہے۔ میں نے ایسی اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ بدیوں کو نیکیاں دُور کر دیتی ہیں پس جو خداوند کریم
کو یاد کرنیوالے ہیں اور بدیوں کو دُور کرنا چاہتے ہیں اسکے واسطے یہ بڑی نصیحت ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب
کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اسکے دل میں ایک سیاہ داغ پڑجاتا ہے اور جب وہ توبہ کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ دیتا
ہے۔ اور بخشش مانگتا ہے۔ تو وہ سیاہی اسکے دل سے دُور ہو جاتی ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور گناہ سے ہاتھ
نہیں ہٹاتا اور خدا کی آمرزش کا طلبگار نہیں ہوتا۔ تو اسکے گناہ کے اوپر اور گناہ چڑھ جاتا ہے۔ اور اسکے دل
کی سیاہی پر اور سیاہی جم جاتی ہے اور اس کا دل اندھا ہوتا جاتا اور مرجاتا ہے۔ جیساکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔
(ایسا نہیں ہے بلکہ وہ جو کام کرتے تھے ان کے باعث اسکے دلوں پر زنگ آگیا ہے) اور پیغمبر صلعم نے فرماتا ہے۔
توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کی نسبت گناہ کا چھوڑ دینا بہت آسان ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ موت کی عجلت کو
غنیمت جانے یعنے موت آنے سے پہلے توبہ کرلے جس نے کہا کہ آدم بن زیاد کہتا تھا کہ تم میں سے ہر ایک یہ سمجھے کہ اسکی
موت اسکے پاس حاضر ہوگئی ہے اور اس نے خداوند تعالےٰ سے درخواست کی ہے خداوندا اس موت کو لوٹا دے۔ اللہ تعالیٰ
اسکی موت کو واپس کرلے پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ کی عبادت کرے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے
داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اور کہا (اے داؤد تو ڈرتا رہ ایسا نہ ہو کہ تو غافل ہو اور میں تجھے پکڑ لوں) یعنے اس حال
میں اُٹھا لوں اور تو حجت اور دلیل کے بغیر میرے پاس آئے۔ ایک صالح ایک دفعہ عبدالملک بن مروان کے پاس تشریف
لایا عبدالملک نے اس صالح آدمی کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ مجھکو کوئی نصیحت کرو۔ اس صالح آدمی نے آپ سے پوچھا
کہ اگر آپ کو موت آجائے تو آپ کے پاس موت کا کچھ سامان ہے اس نے جواب دیا کہ کوئی سامان نہیں۔ اسکے بعد
صالح صاحب نے پوچھا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری یہ حالت بدل جائے اور تو اس میں خوش ہے اس نے جواب دیا۔
میں یہ بھی نہیں پسند کرتا صالح صاحب نے پھر پوچھا کہ مرنیکے بعد کوئی ایسا مکان ہے جس میں تم آرام اور خوشی سے رہو
اُس نے جواب دیا کوئی نہیں۔ اسکے بعد اُسے پھر پوچھا کہ تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے موت آجائے اور تو غافل ہو
عبدالملک نے جواب دیا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ اس کے بعد صالح صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے بھی ایسا کوئی دانا آدمی نہیں
دیکھا۔ کہ جو خصلتیں اوپر بیان کی ہیں اُن پر راضی ہو۔ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ پشیمانی توبہ ہے اور آپ نے ارشاد
کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کرے اور اسکے بعد جو کچھ اس نے کیا ہے اس پر پشیمان اور نادم ہو تو یہ پشیمانی اس کے
گناہ کا کفارہ ہے۔ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کے چار ستون ہیں پہلا زبان سے استغفار پڑھنا۔ دوسرا
دل میں پشیمان ہونا تیسرا اپنے اعضاؤں کو گناہ سے بچائے رکھنا اور چوتھا دل میں نیت رکھنا کہ پھر ایسا گناہ نہیں
کرونگا۔ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالص توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کرے پھر اُسے نہ کرے۔ اور پیغمبر صلعم
نے فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اگر کوئی گناہ کے بعد خداوند تعالےٰ
سے بخشش مانگے اور پھر اس گناہ پر قائم رہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ خداوندا میں تجھ
سے بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور اسکے بعد پھر گناہ کرے اور پھر توبہ کرے۔ تین دفعہ اور پھر چوتھی دفعہ پھر گناہ
کرے تو اس کا یہ گناہ کبیرہ گناہ لکھا جاویگا۔ اور فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ تو اپنے نفس کا آپ ہی وصی بن اور
لوگوں کو وصیتیں نہ کر۔ کیونکہ اگر لوگ تیری وصیت کو پورا نہ کرینگے تو تو انکو ملامت نہیں کرسکیگا۔ وجہ یہ کہ تو نے اپنی زندگی
میں اپنا نفس بھلا رکھا اور کوئی وصیت نہ کی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ دنیا تھوڑے سے فائدہ کی جگہ ہے اسے فائدہ اٹھالے
یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اسکو قیام نہیں۔ جس چیز کا تو مالک ہے اُسے اپنے جیتے جی آگے بھیج۔ امیر آدمی کی ہر کوئی
پیروی اور فرمانبرداری کرتا ہے تجھکو یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ میں وصیت کرچلا ہوں۔ کیونکہ اگر وصیت پوری نہ ہوئی

کہ نیک کام کریں۔ اس سے خداوند کریم کی پناہ میں ہوگے۔ اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔ اس سو خداوند تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور پیغمبر صلعم اکثر زبانِ مبارک سے یہ فرمایا کرتے تھے خداوند کریم مجھ کو بخشدے اور میری توبہ قبول کر۔ تو ہی تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور رسول مقبول نے فرمایا کہ جب شیطان لعین بہشت سے نکال دیا گیا اور وہ زمین کی طرف پھینکا گیا۔ تو اُس نے کہا کہ خداوندا تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم جب تک انسان کے بدن میں جان رہیگی تب تک اس کو گمراہ کرتا رہونگا۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب تک بندے غرغرہ نہ کرینگے یعنے جبتک آخری سانس کی سی حالت نہ پہنچیگی اُنکی توبہ قبول کرتا رہونگا۔ محمد بن عبد اللہ سلمی فرماتے ہیں کہ اصحابوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ میں بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک نے فرمایا کہ میں نے رسول مقبول کو یہ کہتے سنا۔ کہ جو شخص اپنی موت سے آدھہ دن پہلے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ جو غرغرہ سے پہلے توبہ کرلے خدا اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محمد بن مطرف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم پر میری رحمت ہے گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے اور میں اسکو معاف کردیتا ہوں۔ اور وہ پھر گناہ کرتا ہے اور پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے اور پھر میں اس کو معاف کردیتا ہوں نہ وہ گناہ کو ترک کرتا ہے اور نہ میری رحمت سے نا امید ہوتا ہے۔ پس تم گواہ رہو میں نے اسکو بخشدیا۔ انس رض روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور توبہ کرو) تو رسول مقبول روز مرہ دن میں سو دفعہ بخشش مانگا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے خداوندا ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ انس رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ اے خدا کے رسول میں نے گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم خداوند تعالےٰ سے بخشش مانگو۔ اس نے عرض کی کہ میں گناہ سے توبہ کرتا ہوں مگر پھر گناہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو گناہ کرے تو توبہ بھی کر۔ یہانتک کہ شیطان تنگ ہی گھاٹے میں رہے۔ اس نے پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میرے اوپر بہت سا گناہوں کا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ آپ نے اسکو فرمایا کہ تیرے گناہوں کی نسبت اللہ جلشانہ کی بخشش بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ اور حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر تو توبہ نہیں کرتا۔ تو خدا کی رحمت کی اُمید بھی نہ رکھ۔ کیونکہ تُونے اس کے غضب کا خیال نہیں کیا اور نیک عملوں کو جن میں اسکی رضامندی اور آمرزش کی اُمید تھی ترک کردیا ہے۔ اور نفس کی بیہودہ اُمیدیں معتبر اور حاصل ہیں۔ اور جب خدا کا حکم تمہارے پاس پہنچا تو اسکو تونے نہ سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بیہودہ امیدوں نے تم کو فریب دیا۔ اور آخر کار تم کو خدا کا حکم پہنچا اور پھر تمہیں شیطان نے دھوکہ دیا۔)

اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس آدمی نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور سیدھی راہ اختیار کی میں اسکو بخشدیتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہر چیز کو میری رحمت نے سنبھالا ہے اور جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں میں ان کو لکھہ لیتا ہوں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ میں انکے نام بھی فہرست میں درج کرلیتا ہوں) پس جو آدمی توبہ اور پرہیزگاری نہیں کرتا۔ اور خدا کی رحمت اور بہشت کا اُمیدوار ہوتا ہے وہ بڑا بیوقوف اور احمق ہے۔ اور اس کا ایسا کرنا سراسر غرور ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور بہشت توبہ اور تقویٰ کے ساتھ مشروط ہیں۔ (اگر کوئی توبہ اور تقوے اختیار کرتا ہے تو وہ خدا کی رحمت اور بہشت کا حقدار ہوتا ہے) اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تحقیق مومن اپنے گناہوں کو ایک پہاڑ کی مانند خیال کرتا ہے۔ اور ڈرتا ہے کہ میرے سر پر آپڑے۔ اور فاجر اپنے گناہوں کو ایک مکھی کی مانند خیال کرتا ہے۔ جو ناک پر بیٹھی ہو جب اسکو اشارہ کیا تو وہ اُڑ گئی۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور وہ گناہ اسکو بہشت میں داخل کرتا ہے۔ پس صحابہ نے پوچھا کہ گناہ اُسکو بہشت میں کیونکر داخل کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گناہ اسکی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ اس سے اسکو ندامت اور شرمندگی ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ خداوند تعالیٰ سے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ اور آخر کار

اور معبود نہیں۔ اور وہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی طرف رجوع کر کے میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اسکے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔ چاہے اسکے گناہ اس کثرت سے ہی کیوں نہ ہوں جسقدر کہ سمندر کی جھاگ ہوتی ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے اور وہ کہتا ہے کہ قیامت کو انسان اپنے نامۂ اعمال کے اول حصہ میں گناہ دیکھیگا اور آخر حصہ میں نیکیاں۔ پس جب وہ اسکو پھیر لوٹا کر دیکھیگا تو وہ سب کی سب یکساں ہی ہونگی۔ اور یہ بات اسی توبہ کرنیوالے کے واسطے ہوگی جسکے حق میں ازل سے توبہ اور اسکی قبولیت لکھی ہوگی۔ اور بعض سلف صالحین نے کہا ہے کہ جس وقت کوئی بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اسکے سب گذشتہ گناہ نیکیاں ہی ہو جاتی ہیں۔ اور اسی لئے ابن مسعودرضؓ نے بھی کہا ہے۔ کہ قیامت کو بعضے لوگ آرزو کرینگے۔ کہ کاش ہمارے گناہ بہت ہوتے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اسے جن بندوں کی نسبت میں چاہونگا انکی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دونگا) اور حسن بصری رح روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسُول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے کہ اس نے اسقدر گناہ کئے ہیں کہ زمین اور آسمان کا درمیان سب ان گناہوں سے بھر گیا ہے اور پھر اس نے توبہ کی ہے تو خداوند کریم اپنی رحمت سے ان سب گناہوں کو بخشدیتا ہے۔ اسی واسطے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اے آدم کے فرزند اگر تو زمین کی وسعت کے گناہ کر کے میرے روبرو آئے تو پھر بھی میں تیرے ساتھ اپنی بخشش سے پیش آؤنگا۔

توبہ کا ایک اَور بیان

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کے نواح میں ایک مقام پر ایک دن میرا گذر ہُوا۔ اتفاق سے ایک گھر میں میری نگاہ پڑی میں نے دیکھا کہ اس میں کئی ایک فاسق جمع ہیں اور شراب پی رہے ہیں اور انکے پاس زاذان نامی ایک گویا بربط بجا رہا تھا اور نہایت خوش آواز کے ساتھ گا رہا تھا۔ اور جب عبداللہ بن مسعودرضؓ نے اس سرود کو سُنا تو آپ یہ کہہ اُٹھے کہ یہ کیا ہی اچھی آواز ہے۔

اگر اس آواز سے قرآن پڑھا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ اور اپنے سر پر چادر اوڑھ آپ چلے گئے۔ اور زاذان کے کان میں بھی آپ کی آواز پڑی۔ اور اس نے پوچھا کہ یہ کون حضرت ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ رسُول مقبول کے اصحابوں میں سے عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ پھر پوچھا کہ یہ کیا کہتا تھا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ کہتا تھا کیسی خوش آواز ہے اگر اس سے قرآن پڑھا جاتا۔ تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ جونہی اُس نے یہ بات سنی۔ اُسکے دِل میں ایک ہیبت آگئی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بربط کو زمین پر دے پٹکا۔ اور وہ ٹوٹ گیا پھر دوڑا اور حضرت عبداللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال لی۔ اور آپ کے سامنے زار زار رونا شروع کیا۔ پس حضرت عبداللہ صاحب نے اُسے گلے لگایا اور دونوں زار زار رونے لگ گئے۔ پھر عبداللہؓ نے کہا۔ کہ جس آدمی کو خداوند کریم محبت کرتا ہے۔ میں اسکو کیونکر اپنا دوست نہ بناؤں۔ پس زاذان نے بربط توڑ ڈالی۔ اور حضرت عبداللہ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ اور قرآن سیکھا۔ اور بہت کچھ علم سیکھا اور بڑا کمال حاصل کیا۔ یہانتک کہ علم میں اسوقت کا امام ہوگیا۔ اور بہت سی حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی سے زاذان روایت کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کی بہت سی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ ایک گانیوالی عورت تھی۔ اور وہ بڑی بدکار تھی اور مردم فریب اور خوبصورت۔ اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ اور وہ دروازہ کے سامنے ایک تخت پر بیٹھا کرتی تھی۔ پس جو آدمی اس طرف سے گذرتا اور اسکو دیکھ لیتا۔ وہ دیکھتے ہی اس کا شیدا اور فریفتہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ اپنے پاس کسی کو آنے کی اُسوقت اجازت دیتی تھی جب دس دینار یا اس سے زیادہ نذرانہ اپنے نذرانہ میں داخل کرالیتی تھی۔ بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد ایک دن اسکے کوچہ میں گذرا اس کی نظر بھی اچانک جبکہ وہ تخت پر بیٹھی تھی جا پڑی اور دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ اے حضرت عالم صاحب ہیں۔ کہ آہیں بھرنے پھرنے ہیں۔ اور اپنے نفس سے خوب جنگ جدل ہو رہا ہے۔ آخر انکو اسکے سوا اَور کوئی چارہ کھائی

تو سب کچھ ضائع ہوا۔ ایک دوسرا شاعر کہتا ہے کہ اگر تو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے تو پہلے اس کے ترک کرنے کے واسطے اپنے نفس پر قادر ہو لے۔ جو کچھ تو آج بوئیگا وہی کل کو کاٹیگا اور جیسا درخت آج لگائیگا حساب کے دن اسی کا میوہ کھائیگا۔

فصل۔ ابی امامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ داہنے بازو والا فرشتہ بائیں بازو والے فرشتہ کا حاکم ہے پس جب کوئی بندہ ایک نیک عمل کرتا ہے تو داہنے بازو والا فرشتہ دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جب بندہ کوئی برا عمل کرتا ہے اور بائیں طرف کا فرشتہ اسکو لکھنے لگتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ اسکو کہتا ہے تو ابھی ٹھہر جا پس وہ ٹھہر جاتا ہے اور چھ یا سات ساعت دن تک لکھنے میں تامل کرتا ہے اور اس عرصہ میں اگر وہ بندہ خداوند کریم سے بخشش مانگ لیتا ہے تو اسکو معافی مل جاتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ نہیں لکھتا اور اگر وہ بندہ بخشش نہیں مانگتا تو اسکے حساب میں صرف ایک ہی بدی لکھتا ہے۔ اور دوسری روایت میں اس طرح آتا ہے کہ اگر بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو جب تک وہ دوسرا گناہ نہیں کر لیتا اس کا پہلا گناہ لکھا نہیں جاتا۔ اور جب اسکے پانچ گناہ جمع ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اسکی پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور یہ پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے مقابلہ میں لکھی جاتی ہیں اسوقت شیطان لعین بڑا افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ابن آدم پر کیونکر غالب آسکتا ہوں۔ اسکی تو ایک ہی نیکی میری ساری محنت اور مشقت کو برباد کر دیتی ہے۔ یونس بن جبیر روایت کرتے ہیں اور وہ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایسا کوئی بندہ نہیں جس پر دو فرشتے مقرر نہ ہوں۔ اور داہنی طرف والا بائیں طرف والے کا حاکم ہے اور جب کوئی بندہ کوئی برا فعل کرتا ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ داہنے طرف کے فرشتہ سے دریافت کرتا ہے کہ کیا میں لکھوں۔ پس وہ کہتا ہے کہ ابھی کچھ دیر ٹھہر جا یہاں تک کہ وہ پانچ گناہ کر چکے اور جب بندہ پانچ گناہ کر چکتا ہے تو بدیاں لکھنے والا فرشتہ کہتا ہے کہ اب لکھوں۔ نیکیوں کا فرشتہ اسکو جواب دیتا ہے کہ اتنی دیر تک اور ٹھہر جا کہ یہ بندہ ایک نیکی کرلے۔ اور جب وہ ایک نیکی کر لیتا ہے۔ تو اس وقت داہنے ہاتھ کا فرشتہ بائیں ہاتھ کے فرشتہ سے کہتا ہے کہ ہم کو خبر دی گئی ہے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اس لئے پانچ نیکیوں سے تو پانچ بدیاں دور ہوئیں۔ اور باقی پانچ نیکیاں اس کے حساب میں لکھ لیں۔ اور فرمایا پس اس وقت شیطان چلاتا ہے کہ میں ابن آدم کو کب پہنچ سکتا ہوں۔ اور یہ حدیثیں اللہ جلشانہ کے قول کے موافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے توبہ کی اور جو ایمان لایا اور جس نے نیک عمل کئے اس نے راہ پائی اور میں اس کو بخشنے والا ہوں۔ علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چار ہزار سال پہلے یہ آیت عرش کے اردگرد لکھی تھی (جو آدمی توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور نیکی کرتا ہے البتہ میں اسکو بخشنے والا ہوں کیونکہ یہ آدمی ہدایت پا لیتا ہے) اور یہ حدیث اللہ جلشانہ کے اس قول کے موافق ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت قبول کرنیوالوں کے واسطے یہ نصیحت کافی ہے) ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ اسکو منظور فرما لیتا ہے۔ تو جو بدیاں اس نے توبہ سے پہلے کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو نگہبان فرشتوں کی یاد سے بھلا دیتا ہے اور ان کو بندہ کے وہ اعضا بھی بھول جاتے ہیں جن سے اس نے گناہ کا کام لیا تھا۔ اور جس جگہ پر بندہ نے بیٹھ کر گناہ کیا تھا وہ مقام بھی انکو بھول جاتا ہے اور آسمان میں جس جگہ اس گناہ کو درج کیا جاتا ہے وہ جگہ بھی فراموش ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی قسم کا گواہ اس بندہ کے ساتھ نہیں ہوگا جو اسکے خلاف شہادت دے۔ اور روایت ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ توبہ کرنیوالا اس آدمی کی مانند ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں اسطرح آتا ہے کہ اگر کوئی دن میں ستر دفعہ گناہ کرے اور توبہ کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے۔ کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جو آدمی یہ کہتا ہے کہ میں خدا بزرگ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی

سن کر میاں عابد بھی اسکے پاس آ گئے۔ اور جب اس نے عابد کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ وہی صاحب ہیں تو اس نے اپنے چہرے سے نقاب کو دور کر دیا کہ وہ بھی اسے پہچان لے۔ میاں عابد نے دیکھتے ہی جھٹ پہچان لیا۔ اور اپنے اور اس کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا۔ وہ سب اس کو یاد آ گیا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی جان دیدی اور روح بدن سے چلی ہوئی۔ جب اس عورت نے اس واقعہ کو دیکھا تو کہنے لگی۔ کہ میں تو اسکی تلاش میں ماری ماری بڑی مشکل سے اسکے پاس پہنچی تھی۔ اور اس نے مجھ کو دیکھ کر جان ہی دیدی ہے اسکے بعد اس نے کہا کہ اس عابد صاحب کے کنبہ میں سے کوئی ہے۔ جو مجھ سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ لوگوں نے اسکو کہا کہ ہاں ہے اس کا ایک بھائی ہے جو مفلس ہے۔ اسکے پاس کچھ نہیں۔ عورت نے جواب دیا کہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ زندگی بسر کرنیکے واسطے میرے پاس مال بہت ہے۔ پس اسکا بھائی اسکے پاس آیا۔ اور اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اور اس عورت سے اس صالح آدمی کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے۔ اور وہ سب کے سب ہی بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوتے ہیں۔ پس تو دیکھ کہ سچائی اور عبادت اور نیک نیتی میں کیسی برکت ہے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ جب اسقدر بات سب تھا تو اسکے باعث راوان کو اللہ تعالےٰ نے کیسی ہدایت کی۔ اور اس کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ بُری صحبت سے بدکار کو ایسی صورت میں فائدہ ہوگا کہ تو خود بھی صالح اور نیک بخت ہوگا۔ اور جب تک تیرے اپنے دل میں خدا کا خوف نہ ہوگا۔ جب تک خدا وند تعالےٰ کے خاصوں میں سے نہیں ہو سکیگا۔ ایسی حرکات اور سکنات میں ساوٹ اور دلگیری کو دخل نہ دے ہر وقت اور ہر لحظہ اللہ جلشانہ کو واحد حقیقی جانے اور اپنے اعتقاد کو سچا اور مضبوط رکھے۔ اور اس کی اطاعت کرے۔ ایسا کرنے سے خداوند تعالےٰ تم کو توفیق دیگا اور تجھے مضبوطی اور استحکام حاصل ہوگا۔ اور خدا تجھ کو نفس اور شیطان کی گمراہی اور جن اور بشر کی شرارت اور تمام گناہوں کی راہوں اور سب دغتوں سے حفاظت میں رکھیگا۔ اور نامشروع چیزیں جو مشروع چیزوں میں شامل ہو کر رائج ہو جاتی ہیں اور جو برائی ڈالتی ہیں وہ سر سے سب دُور ہو جائینگی جیسا کہ اس زمانہ میں بھی ان کا رواج ہو رہا ہے۔ اگر کوئی بُرے کاموں سے منع کرے کو بُرا جانا جاتا ہے۔ اور اس بھی لوگوں کو منع کرتا ہے تو لوگ اسکے آزار دینے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ بُری طرح سے پیش آتے ہیں۔ بڑا ظلم فساد اُٹھا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔ مار دھاڑ کرتے ہیں۔ کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ مال لوٹ لیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسواسطے ہوتا ہے کہ ان سے سچائی کم اور ایمان ناقص ہوتا ہے۔ اور ہوا اور نفس کا ان پر غلبہ ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگوں میں یہ ساری برائیاں اب تک موجود ہیں حالانکہ ان کا دُور کرنا ان پر فرض تھا اسکے لئے ایسے بڑے بڑے شغل ہیں۔ دوسروں کو تو بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور اپنا یہ حال ہے کہ فرض عین کو بھی چھوڑ رکھا ہے اور فرض کفایہ کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ کہ سوائے مفسد کاموں کو چھوڑ رکھا ہے اور یہ کہ سوائے عبث بیہودہ کاموں کو کر رہے ہیں پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے (آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ بیہودہ کاموں کو چھوڑ دے) اور جو آدمی بُری چیزوں کو اپنے آپ سے جلد دور کرنا چاہتا ہو وہ پہلے اپنے کو ملامت اور نفرین کرے اور ظاہری اور باطنی گناہوں سے نفس کو تصفیہ کرے اور اس کو ان سے مار رکھے۔ اور جب دیکھے کہ میرا نفس تمام گناہوں سے پاک اور صاف ہو گیا ہے۔ تو اس وقت دوسرے کی طرف متوجہ ہو۔ اور اسکو بھی عن المنکر کرے۔ اس صورت میں نامشروع چیزیں اسکے اشارہ سے آسانی کے ساتھ اچھی طرح دُور ہو جائینگی جیسے عبداللہ بن مسعودؓ کے سبب سے ایک مراسی نے نامشروع گانا چھوڑ دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے عابد کے اس سچے ارادہ کو جو خداوند کریم نے اسکی عبادت کی برکت اور سچائی کے ذریعہ سے راستہ سے بچا لی اور اسکو کبیرہ گناہ سے بچا لیا۔ اسی طرح خدا نے حضرت یوسفؑ کو نالائق فعل اور گناہ سے بچایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ وہ میرے خاص بندوں میں سے ہے۔ غرض عابد نے خلوت اور جلوت میں جو نیکیاں کی تھیں اور صدق دل سے طاعت بجا لایا تھا وہ اسکے اور بدکار عورت کے درمیان آ گئیں اور اس کو بچا لیا۔ اور وہ بدکار عورت جو ایک مدت تک بدکاری میں گرفتار رہی تھی وہ بھی اپنے ارادہ کی

دیا۔ کہ مستجاب الدعوات کی درگاہ میں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگے ؎

بدل دے اللہ دل اس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہے

مگر اس ہرجائی نازنین نے عابد کے دل پر ایسا کاری زخم لگایا تھا۔ اور علاج سے اس کا اندمال ناممکن تھا۔ اس لئے عابد صاحب کو اور کوئی بات نہ سوجھی کہ اپنا تمام مال اور متاع بیچ ڈالے اور اس طریق سے جو سرمایہ جمع ہو اُس کو خرچ کر کے اپنی جانِ جاناں تک رسائی حاصل کرے۔ اور جب اُسکے چشمۂ فیض پر حاضر ہوا۔ تو درخواست کی کہ بارگاہ میں داخل ہونے کی جو فیس مقرر ہے اسکو لے لیا جائے اور اس میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے اس پر اس نے حکم دیا کہ میری وکیل کے پاس روپیہ جمع کر دو۔ چنانچہ اس نے روپیہ وکیل کو دیدیا۔ اور اُس نے اُس سے وعدہ کیا۔ کہ فلاں وقت پر تشریف لائیں تب جا سکیں۔ حسب وعدہ وہ اس عورت کے پاس آیا۔ اور وہ زیب اور آرائش سے آراستہ ہو کر تخت پر بیٹھی تھی۔ حضرت عابد صاحب بھی اسکے برابر تخت پر جا کر بیٹھ گئے۔ اور اس سے دست درازی اور چوما چاٹی کرنے لگے۔ کہ اچانک اللہ کی رحمت اُس پر نازل ہوئی۔ اور اس کو اسکی پہلی طاعت اور عبادت کی برکت سے بچالیا اس وقت عابد کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ اگرچہ میں لوگوں سے پوشیدہ ہوں۔ مگر اللہ جلشانہ عرشِ اعلٰے سے میرے اس زبوں حال کو ہر صورت میں دیکھ رہا ہے۔ اگر میں حرامکاری میں مشغول ہوا۔ تو میرے جملے عمل نیک۔ وہ سب تباہ اور برباد ہو جائینگے۔ اس خیال سے اور خدا کے خوف سے اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ جب اس عورت نے عابد کا یہ حال دیکھا۔ کہ اس پر تو ایک بہت سی چھائی ہوئی ہے۔ تو اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہو رہا ہے اور کس کا خوف ہے اس نے جواب دیا کہ اپنے اللہ جلشانہٗ سے خوف کر رہا ہوں۔ اب تو مجھ کو جلدی اجازت دے کہ میں اس جگہ سے چلا جاؤں۔ عورت نے اسکو جواب دیا کہ افسوس تجھ پر۔ بہت سے لوگ ہیں جنکو اس چیز کی آرزو ہے جو تجھے نصیب ہوئی ہے۔ اور تو اس سے بھاگتا ہے۔ اور روگردانی کرتا ہے۔ اس کا کیا باعث ہے۔ عابد نے جواب دیا کہ میں صرف اللہ تعالٰے سے ڈرتا ہوں۔ اور جو مال میں نے تیری نائکہ کو دیا ہے وہ تجھ پر حلال ہے اس کے بعد اس عورت نے اُسکو کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس لذت کا ذائقہ کبھی نہیں چکھا۔ عابد نے جواب دیا کہ ہاں نہیں چکھا۔ اس نازنین نے اس سے پوچھا کہ عابد صاحب آپ رہتے کہاں ہو۔ اور آپ کا نام کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں فلاں گاؤں میں رہتا ہوں۔ اور میرا نام یہ ہے۔ جب اس عورت کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو اُس نے اسکو چلے جانے کی اجازت دیدی۔ پس وہ اپنی خرابی اور ہلاکت پر واویلا کرتا اور روتا ہوا وہاں سے نکلا۔ خدا کی قدرت اس عابد کے بعد اس عورت کے دل میں بھی خوفِ الٰہی نے اثر کیا۔ اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے ابھی گناہ کا ارادہ ہی کیا تھا۔ کہ خوفِ الٰہی نے اس پر غلبہ پایا۔ اور اس سے باز رہا۔ مسرارت بھی تو وہی ہے مجھ کو اپنے حال پر بہت ہی افسوس کرنا چاہیئے۔ کہ میں اتنے برسوں سے فسق و فجور اور بدکاری میں مبتلا ہوں۔ اور ابھی تک متنبہ نہیں ہوئی۔ اور خداوند کریم کا کچھ بھی خوف نہیں کیا۔ مجھ کو تو اس آدمی سے کہیں بڑھ کر خوف ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے اس عورت نے خداوند تعالٰے کی درگاہ میں عاجزی اور توبہ کی۔ اور پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے پہن لئے۔ اور عام لوگوں کی آمد و رفت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر جہاں تک خدا نے اسکو یاری دی وہ عبادت میں مصروف رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد اسکو خیال آیا۔ کہ اگر میں اس عابد کے پاس پہنچوں۔ تو شاید وہ مجھ کو اپنے نکاح میں لے لے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو میں اسکی خدمت میں رہ کر اچھی طرح دین کی باتیں سیکھوں گی۔ اور خداوند تعالٰے اُسکی عبادت میں وہ میری مدد کرے گا۔ اسلئے وہ عورت اسکی تلاش کرنے پر مستعد اور آمادہ ہو گئی اور جس قدر خدا نے چاہا اپنا مال اور خادم ہمراہ لے گئی اور پوچھتی پوچھاتی اس گاؤں میں پہنچ گئی جہاں وہ عابد صاحب رہتے تھے۔ لوگوں نے عابد کو جا کر خبر دی کہ ایک عورت آپ کو پوچھتی ہوئی یہاں آئی ہے۔

رو یہی ہے کہ نافرمانی مسلمانوں کی دشمن ہے۔ پس اگر کوئی مسلمان توبہ کرے اور خداوند کریم کی
نہ واجب نہیں ہے کہ اس کو گزشتہ گناہوں کا عیب لگایا جائے بلکہ اس آدمی کے حق میں یہ دعا کری
ی توبہ پر ثابت قدم رکھے اور اسکو زیادہ توفیق دے اور گناہ سے محفوظ رہے۔ چوتھی یہ کہ اس کو اپنی
ں کے سامنے اچھی اچھی باتیں کریں۔ اسکو مدد دیں۔ اسکی عزت کریں۔ اور خداوند تعالے اس کو
اعطاء فرماتا ہے۔ ایک یہ کہ اُس کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی
دوسری یہ کہ اللہ جلشانہ اسکو دوست رکھتا ہے۔ تیسری یہ کہ شیطان اُس پر غلبہ نہیں پاتا۔ اور وہ
ے اور چوتھی یہ کہ اسکو آخرت کے خوف سے امن اور امان دیتا ہے اور یہ باتیں موت سے پہلے ہی
ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالے انکے حق میں فرماتا ہے "ان لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں اور ڈر
رو اور کوئی غم نہ کرو۔ اور تم کو بہشت کی خوشخبری ہو۔ کیونکہ تم لوگوں کو اس کا وعدہ دیا گیا ہے ؏

توبہ کے بارے میں پیران طریقت کی باتیں

جانے کہ توبہ تین قسم پر ہے اول گناہ سے پھرنا اس کا درمیان متوجہ ہونا ہے اور آخر اس کا خدا
ں توبہ اس کا شروع ہے اور متوجہ ہونا درمیان ہے اور رجوع کرنا انتہا ہے۔ پس جو آدمی عذا
راب سے ڈرتا ہے اور اس ڈر کا مارا گناہ نہیں کرتا وہ تائب ہوتا ہے اور جو عذاب کے خوف
توبہ کرتا ہے وہ صاحب انابت ہوتا ہے اور جو صرف خدا کا حکم بجالانے کے واسطے توبہ کرتا
عذاب کے خوف سے نہیں کرتا وہ صاحب اوبت ہوتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توبہ
ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنوں تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم نجات
ب اولیاؤں کی صفت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اور لایا متوجہ ہونے والا دل۔ اور اوبت کی
سولوں کی ہے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے (داؤد) اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔
ل ہے کہ توبہ کے تین معنے ہیں پہلے تو یہ ہے اول اپنے کئے پر پشیمان ہو دوسری جن کاموں کے و
اسطے خداوند تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ ان کو ترک کرے۔ اور ان سے دور رہنے کی سعی کرے۔
تا ہے ان کا کفارہ دینے کی کوشش کرے اور سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں کہ گناہ کا جلد
اور جنید کہتے ہیں کہ میں نے حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے کبھی یہ نہ کہا۔ کہ خداوندا
خواست کرتا ہوں۔ بلکہ یہ کہا کرتا ہوں کہ اے اللہ توبہ کی آرزو مجھ کو نصیب کر۔ اور جنید کہتے ہیں
علی کے پاس آیا میں نے ان کا رنگ متغیر دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ مدرسے میں ایک
توبہ کی نسبت مجھ سے کچھ سوال کیا میں نے کہا کہ توبہ یہ ہے کہ تو اس گناہ کو نہ بھولے۔ اُس
اور کہا کہ توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہ کو بھول جائے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ درست
ہونے کی کیا دلیل ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب آدمی رنج سے آرام و راحت میں ہو۔ تو پھر اس کا
کا یاد کرنا ظلم ہے۔ پس وہ خاموش ہو گیا۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ تو
لے۔ اور ایک دفعہ جنید رحمۃ سے پوچھا گیا۔ کہ توبہ کیا ہے فرمایا توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو بھول
ح کہتے ہیں کہ سہل تو اپنے قول میں مریدوں کے حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کبھی وہ
کرتے ہیں اور کبھی ایسے نقصان سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور جنید اپنے قول میں ان لوگوں
رہ کرتے ہیں جو محقق ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے گناہوں کو یاد بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ انکے دلوں پر خدا
ں کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اُسکی یاد میں ہی مشغول رہتے ہیں اور ابو نصر سراج کہتے ہیں کہ

اور صدق کے باعث سے ہی فسق اور فجور سے بچ گئی اور عابد کے مفلس بھائی تک پہنچی اور پھر اس عورت کے سبب سے
اسکی مفلسی بھی دُور ہوگئی اور خداوند تعالی نے عورتوں میں سے اس نیکوکار عورت کو ملک جنت کی بی بی بنا دیا۔ اور اس مفلس
کو عطا کی اور اسکو مالدار بنایا۔ اور دیکھو خدا کی شان ایسی عورت کو یہ شان دیا کہ اُسے سات پیغمبروں کی ماں بننے کا
فخر حاصل ہوا۔ اور اس مفلس قلاش آدمی کو ایسی جگہ سے روزی عطا کی جہاں سے اس کو خیال میں بھی نہ سوجھی تھی پس
اس سے ثابت ہے کہ جسقدر نیکیاں ہیں وہ سب خداوند تعالی کی طاعت اور اسکی فرمانبرداری میں ہی حاصل ہوتی ہیں اور
اس کی نافرمانی میں یہ سب برائیاں آجاتی ہیں۔ خدا کرے نافرمانی کا بیج دُنیا سے جاتا ہی رہے۔ اور اگر ہم خداوند کریم
کے نافرمان ہوں تو ہمارا وجود ہی معدوم ہو جائے ٭

توبہ کی شناخت کا ذکر

توبہ کرنیوالے کی پہچان چار چیزوں سے ہوسکتی ہے پہلی توبہ کرنیوالا اپنی زبان کو قابو رکھے اور ان باتوں سے بچا رہے
بیہودہ گوئی۔ غیبت چغلی۔ جھوٹ۔ دوسری۔ کسی کی دشمنی اور حسد اپنے دل میں نہ رکھے۔ تیسری۔ بُرے آدمیوں سے الگ
رہے تاکہ وہ اسکو اپنے مقصد سے ہٹ جانے کے باعث نہ ہوں۔ اور اسکی نیت میں فتور نہ ڈالیں۔ اور دل میں جو حرص و ہوا
کی خواہشوں کو قائم رکھنے والی ہیں ان پر مہلینگی کرے کیونکہ اسکے سوا توبہ درست نہیں ہوتی اور جو چیزیں توبہ کو کامل کرنے
والی ہوں انکو اپنے دل میں زیادہ جگہ دے مثلاً خوف اور امید اس سے دل کی بات مضبوط ہوتی ہے اور توبہ پر
ثابت رہتا ہے اور اعمال قبیحہ سرزد نہیں ہوتے۔ اس لئے مناسب ہے کہ منہیات سے پرہیز کرے اور نفس امارہ
کے بدلگام گھوڑے کی باگ کو کھینچے رکھے اور اسکی خواہشوں کی پیروی نہ کرے۔ پس اس طرح جس گناہ میں فی الحال ہے
اُسے جُدا ہو جاتا ہے اور مضبوط نیت کرے کہ پھر آئندہ ایسے گناہ نہیں کرونگا۔ چوتھی۔ توبہ کرنیوالا ہر وقت موت کے
واسطے تیار رہے۔ اسے گذشتہ گناہوں سے پشیمان ہوتا ہے۔ اور اسے خدا کی فرمانبرداری کی کوشش کرتا رہتا ہے
اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جسکی توبہ قبول ہوتی ہے اس کی پہچان ان چار چیزوں سے ہوتی ہے پہلی یہ کہ وہ فاسق اور
گناہگار لوگوں سے بالکل جُدا ہو جائے اور ان کا خوف اور ہیبت پیدا نہ ہونے پائے اور نیک لوگوں سے میل ملاپ
رکھے۔ دوسری یہ ہے کہ ہر ایک طرح کے گناہ سے بیزار رہتا ہے۔ اور عبادتوں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ دُنیا
کی خوشی اُسکے دل سے دُور ہو جائے۔ اور آخرت کا فکر اور غم ہمیشہ اسکے دل میں رہے۔ چوتھی یہ کہ رزق کی تلاش
اور معاش کی فکر سے اس کا دل فارغ ہو کیونکہ اُسکے پہنچانے کا ضامن خداوند تعالے ہے اور خدا کی عبادت میں مشغول
رہے پس جس میں یہ علامتیں ہوں وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جن کی توبہ مقبول ہوتی ہے۔ اور ان کے حق میں
اللہ جلشانہ فرماتا ہے (خداوند تعالے توبہ کرنیوالوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے) اور لوگوں پر
چار باتیں اسکے لئے واجب ہو جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اسکو دوست رکھیں۔ کیونکہ اسکو خدا دوست رکھتا ہے۔ دوسری یہ کہ
اس کے لیے دعائے خیر کریں کہ وہ اپنی توبہ پر قائم اور مضبوط رہے تیسری یہ کہ جو گناہ وہ پہلے کر چکا ہے ان سے اسکو شرمندگی
نہ دلائیں۔ کیونکہ پیغمبر صاحب فرماتے ہیں جو آدمی کسی کو فاحش عیب لگاتا ہے وہ اسکے گناہ کو تو دُور کرتا ہے اور خداوند تعالی
ضرور ہی اس عیب لگانیوالے کو اس گناہ میں ڈالیگا۔ اور جو کوئی کسی مومن کو کسی گناہ کی عار دلاتا ہے وہ دُنیا سے
نکلنے سے پہلے اُس گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اور اس گناہ کے باعث وہ ذلیل اور خوار ہوگا۔ کیونکہ مومن جان بوجھکر
یہ ارادہ نہیں کرتا کہ میں گناہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ اور نہ ہی جان کر گناہ کرتا ہے۔ اور نہ ہی ایسے مذہب کے رُو
سے اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ میں جائز فعل کرتا ہوں۔ اور اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ گناہ کو شیطان بُری زینت
دیکر دکھلاتا ہے۔ اور شہوت کی زیادتی اور تندی ہوتی ہے اور اس کا شوق بڑھتا ہے اور غفلت اور دھوکہ کی
زیادتی ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے (کفر اور نافرمانی کو تمہارے واسطے مکروہ چیز بنایا ہے) اور اللہ جلشانہ

جانے کا خوف کیا اس لیے گذرے ہوئے دامن کو اٹھا لیا کہتے ہیں کہ فرمایا کہ پرہیزگاری کا حال بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک
شاعر نے ایک نظم میں بیان کیا ہے کہ چھوٹے بڑے سب گناہ دل کو چھوڑ یہی پرہیزگاری ہے اور ایسے ہو جا کہ کانٹوں والے
رستہ میں چلنے والا ڈر کر چلتا ہے تو بھی اس طرح اس میں پرہیز کرتا ڈرتا ہو اور چھوٹے گناہ کو حقیر نہ جان کیونکہ پہاڑ
سنگریزوں سے ہی بنے ہوئے ہیں عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام پرہیزگاری نہیں بلکہ اللہ
کریم پرہیزگاری نہیں۔ بلکہ پرہیزگاری یہ ہے کہ جس چیز کو خدا نے حرام کیا ہے اسکو تو ترک کر دے اور جس کو فرض کیا
ہے اسکو بجا لائے اس پر جو کچھ اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے وہ نیکی ہی نیکی ہے ذالنون مصری سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو تقویٰ
کا پورا پورا حال بتاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنا تقویٰ ہے اس حال میں کہ خدا سے
ثواب کی امید اور دل میں شرم ہو۔ اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خدا کی نافرمانی سے بچنا پرہیزگاری ہے اور یہ اسوقت
ہوتا ہے جب کہ خدا کے عذاب کے خوف کے سبب آدمی کے دل میں نور آجاتا ہے۔ بکر بن عبداللہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ
جب تک حرام اور شبہ سے آدمی کا کھانا پاک نہ ہو اور افراط اور تفریط سے اس کا غصہ پاک نہ ہو جائے تب تک وہ
آدمی پرہیزگار نہیں ہوتا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کہتا ہے کہ پرہیزگار آدمی کے منہ میں گویا ایک لگام دی گئی ہے
جیسا کہ محرم آدمی کو احرام میں لگام دی جاتی ہے۔ اور شہر بن حوشب کہتا ہے کہ جو آدمی ایسے کام کو ترک کرے جسکے
کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اس خوف سے کہ وہ خطرہ میں پڑ جائے وہ پرہیزگار ہے سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض رحمہما اللہ
بیان کرتے ہیں کہ پرہیزگار آدمی وہ ہوتا ہے کہ جو چیز اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے اسکو آدمیوں کے
واسطے بھی دوست رکھے اور کامل متقی اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اپنے واسطے دوست رکھتا ہے اس سے
زیادہ دوسروں کے واسطے اسکو دوست رکھے۔ اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے استاد سری سقطی رحمۃ اللہ کو کیا
پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دوست نے ایک دن آپ کو سلام کیا انہوں نے منہ سوری چڑھا کر ترشروئی سے
اسکو سلام کا جواب دیا آپ سے پوچھا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے اور دوسرا
آگے سے جواب دے۔ تو ان دونوں آدمیوں کے درمیان خدا اور تعالیٰ سو رحمتیں تقسیم کرتا ہے ان میں سے نوے
اسکو دی جاتی ہیں جو کشادہ پیشانی سے سلام کرتا ہے۔ اور دس اسکو جو کشادہ پیشانی نہیں ہوتا میں نے
چاہا تھا کہ نوے رحمتیں اس دوسرے کو ملیں۔ اسواسطے ناخوش ہوکر جواب سلام کا دیا ہے محمد بن علی ترمذی کہتے
ہیں۔ کہ پرہیزگار وہ ہے جس کا کوئی دشمن نہ ہو۔ اور سری سقطی کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنے نفس سے دشمنی رکھے۔ وہ
پرہیزگار ہے۔ اور سہل رحمۃ اللہ کہتا ہے کہ متقی وہ ہے جو خدا اور تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ اور ابن عطا اسکو
کہتا ہے کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ خدا کے سوا جو کچھ ہے وہ سب باطل ہے۔ محمد بن حنیف رحمۃ اللہ کہتا ہے کہ پرہیزگار
یہ ہے کہ جو چیز خدا سے دور رکھے اس سے کنارہ کشی کیا جائے۔ اور قاسم بن قاسم کہتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے۔ کہ
انسان شریعت کے آداب کی نگاہبانی کرے۔ اور نوری کہتا ہے کہ دنیا اور اس کی آفتوں سے پرہیز کرنا پرہیزگاری
ہے۔ اور ابویزید کا قول ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ اپنے فعل اور اعتقاد اور قول میں شبہوں سے بچے جب بولے
تو خدا کے واسطے بولے اور خاموش ہو تو خدا کے واسطے ہو اور ذکر کرے تو خدا کے واسطے کرے۔ اور فضیل
کہتے ہیں کہ اس وقت تک بندہ پرہیزگار نہیں ہوتا جب تک اس کا دشمن اس سے ایسا بے خوف نہ ہو جائے
جیسا کہ اس کا دوست اس سے امن میں ہے سہل نے کہا ہے کہ پرہیزگار وہ ہے جو گناہ کرسکے اور نہ کرے مگر جو کچھ کرے
وہ خدا اور تعالیٰ کی مدد سے کرے۔ اور فرمایا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ جس جگہ جانے سے خدا نے منع کیا ہے
وہاں پر کھڑا نہ ہو اور جس جگہ رہنے یا جانے کے واسطے تجھ کو حکم دیا ہے وہاں سے غائب یا غیر حاضر نہ ہو۔ اور
فرمایا ہے کہ پرہیزگاری پیغمبر کی سنت کی پیروی کرنے میں ہے۔ اور فرمایا پرہیزگاری یہ ہے کہ تیرا دل کبھی غافل

جنید کا قول رویمؒ کے قول کی مانند ہے۔ جب آپ سے توبہ کی نسبت سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ توبہ یہ ہے کہ توبہ سے بھی توبہ کرے۔ یعنی توبہ کی یاد اسکے دل میں نہ آوے۔ اور ذوالنون مصری کہتے ہیں۔ کہ عام لوگوں کی توبہ تو گناہوں سے ہوتی ہے۔ اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہے۔ اور ابو الحسن نوری کہتے ہیں۔ کہ توبہ یہ ہے کہ خدا کے سوا تو ہر ایک چیز سے ہٹ جاوے۔ عبد اللہ بن محمد بن علیؒ کہتے ہیں۔ کہ توبہ کرنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک گناہ سے توبہ کرنے والے۔ دوسرے غفلت سے توبہ کرنے والے تیسرے نیکیوں کے دیکھنے سے توبہ کرنے والے۔ اور ان تینوں کی توبہ میں فرق ہے۔ اور ابو بکر واسطی کہتا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں صاحب توبہ پر گناہ کا کوئی نشان باقی نہ رہجائے۔ اور جسکی خالص توبہ ہو لی ہے اسکو کوئی خوف اور غم نہیں ہوتا۔ کہ دن کیسا گذرا۔ اور رات کس طرح گذری۔ یحییٰ بن معاذ رازی اپنی مناجات میں کہتے ہیں۔ اے اللہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں نے توبہ کی اور تیری طرف رجوع ہوا۔ کیونکہ میں اپنی عادت کو جانتا ہوں۔ اور گناہوں کے ترک کرنے کا بھی خود ضامن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اپنی کم ہمتی سے میں واقف ہوں۔ البتہ اس امید پر کہ پہلے ہی مر جانے سے چل بسونگا۔ یہ کہتا ہوں کہ میں گناہ کی طرف بازگشت نہ کروں گا۔ اور ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ دل سے گناہ کی بیخ اکھیڑ دینے کے بغیر توبہ کرنیوالے جھوٹے ہیں۔ اور ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اسقدر فراخی کے تجھ پر زمین تنگ ہو جائے اور تیرے لئے کوئی آرام کی جگہ باقی نہ رہے اور پھر تیرا نفس بھی تجھ پر تنگ ہو جائے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ باوجود فراخ ہونیکے زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ اور ان کے نفس بھی ان پر تنگ ہوگئے اور انہوں نے خیال کیا کہ خدا کے عذاب سے کہیں جائے پناہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسی کی طرف ہے اسلئے اللہ نے انکے حال پر رحمت کی اور انہوں نے توبہ کی اور ابن عطا علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ توبہ دو طرح پر ہے۔ ایک توبہ انابت ہے اور دوسری توبہ استجابت۔ توبہ انابت تو یہ ہے کہ بندہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کرے۔ اور توبہ استجابت یہ ہے کہ خدا کی عطایا سے شرمندہ ہو اور توبہ کرے۔ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کہتے ہیں۔ کہ توبہ کرنے کے بعد ایک گناہ کرنا ان ستر گناہوں سے بدتر ہے جو اس نے توبہ سے پہلے کئے ہوں۔ ابو عمر انطاکی رہ کہتا ہے کہ علی بن عیسیٰ وزیر ایک عظیم لشکر میں سوار ہو کر نکلے۔ غریب لوگ پوچھنے لگے۔ کہ یہ کون آدمی ہے۔ راستے پر ایک عورت کھڑی تھی اس نے کہا کہ تم کب تک یہ پوچھتے جاؤ گے کہ یہ کون ہے۔ ایک خدا کا بندہ ہے جو اسکی نظر سے گر گیا ہے۔ اور اس نے اسکو اس حالت میں مبتلا کیا ہے جس میں تم اسے دیکھتے ہو۔ علی بن عیسیٰ نے بھی اس عورت کی یہ بات سن لی۔ اور اپنے گھر کو واپس جا کر وزارت سے استعفا دیدیا۔ اور مکہ میں جا کر مجاور ہو گیا ۔

مجلس۔ خداوند تعالیٰ کے قول کے بیان میں

تم لوگوں میں سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ علماء نے متقی کے معنے میں اختلاف کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے متقی کی حقیقت کے بیان میں خداوند تعالیٰ کا یہ قول بیان فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم کرتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ اپنے اقربا کو دو۔ اور تم کو منع کرتا ہے بے حیائی اور نا معقول باتوں اور سرکشی سے۔ خداوند تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ اور ابن عباس رض کہتے ہیں کہ پرہیزگار وہ ہے جو شرک اور کبیرہ گناہ اور بے حیائیوں سے بچے۔ اور ابن عمر رض کہتے ہیں کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ جانے۔ اور حسن رح کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگار وہ ہے جو جسکو دیکھے کہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے۔ عمر بن خطاب رض نے ایک دفعہ کعب احبار رض سے پوچھا کہ پرہیزگاری کیا ہے۔ احبار نے فرمایا کہ کبھی تم کانٹوں والے رستے سے گذرے ہو۔ حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ ہاں گذرا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ کس طرح گذرے ہو۔ جواب دیا کہ کپڑوں کو سمیٹ

وہ سب گناہوں کو چھوڑ دے۔ اور نصر آبادی کا قول ہے کہ جو آدمی اپنے اوپر تقوے کو لازم کر لیتا ہے۔ وہ اس بات کا
مشتاق ہے کہ دُنیا سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ ان کے واسطے بہتر مکان آخرت
ہے۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں جس شخص کی پرہیزگاری درست ہو جاوے۔ خداوند تعالےٰ اسکے دل پر دنیا کی روگردانی
آسان کر دیتا ہے۔ ابوعبداللہ رودباری کہتے ہیں کہ جو چیز تجھ کو خداوند تعالےٰ سے دُور کرنیوالی ہو۔ اسکے چھوڑ دینے
کو تقوےٰ کہتے ہیں۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ پرہیزگار وہ ہے جو اپنے ظاہر کو ایسی باتوں سے آلودہ
نہیں کرتا۔ جو شرع کے مخالف ہوں۔ اور جو دِل کو خدا سے غافل رکھیں اور تسلیم اور اتفاق سے خدا پر شاکر رہتا ہے
ابن عطاء کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگار آدمی کا ظاہر اور باطن ہے اس کا ظاہر تو حدود شرع کی نگاہبانی کرنی ہے اور اسکا باطن
نیت اور اخلاص ہے۔ ذوالنون مصری رح کا قول ہے۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی مفید ہے۔ جن کے دلوں میں
پرہیزگاری کی آرزو ہے اور جو اللہ جلشانہ کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں۔ ابوحفص کہتے ہیں کہ حلال محض میں تقویٰ ہے۔
اسکے بغیر تقویٰ نہیں۔ اور ابوالحسن زنجانی کہتا ہے کہ جس شخص کا سرمایہ پرہیزگاری ہو اسکی نفع اور تعریف بیان کرنے
سے زبانیں عاجز اور گونگی ہوتی ہیں۔ اور واسطی رح کہتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان اپنے تقوے سے دھوکے
میں نہ پڑے۔ یعنی اپنے تقوے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔ روایت کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے گھی کے چالیس
مٹکے خریدے اور اس کے غلام نے ایک چوہا ایک مٹکے سے نکالا۔ ابن سیرین نے پوچھا کہ اسکو تو نے کس مٹکے سے نکالا
ہے۔ غلام نے جواب دیا مجھ کو تو یاد نہیں رہا۔ پس آپ نے تمام مٹکوں کا گھی پھینکوا دیا۔ اور بعض اماموں کی روایت
کرتے ہیں کہ اگر ایکے قرضدار کا کوئی درخت ہوتا تھا تو وہ اسکے سایہ میں بھی نہیں بیٹھتے تھے۔ اور حدیث میں وارد
ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی قرض سے کسی کا فائدہ اُٹھائے تو وہ سود ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بایزید بسطامی ایک دفعہ جنگل
میں گئے اور اپنے یار کے ساتھ کپڑے دھوئے۔ یار نے انکو کہا کہ انکو انگور کی دیوار پر پھیلا دو۔ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا
کہ غیر کی دیوار میں میخ گاڑوں کہا درخت پر ڈال دو۔ بایزید نے کہا کہ درخت کی شاخیں کپڑے کے بوجھ سے ٹوٹ
جاینگی۔ یار نے کہا کہ اذخر گھاس پر پھیلا دو۔ آپ نے فرمایا وہ چارپاؤں کا چارہ ہے۔ میں اسکو ان سے ڈھانپ دینا
پسند نہیں کرتا۔ پس بایزید آپ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنی پیٹھ پر کرتہ ڈالکر پکڑے رہے یہانتک کہ
اُسکی ایک طرف سوکھ گئی۔ اور پھر اسکو اُلٹ دیا اور اسی طرح دوسری طرف کو بھی سوکھا لیا۔ اور ابراہیم ابن ادھم سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک رات میں بیت المقدس کے ایک پتھر کے نیچے سو گیا۔ کچھ رات
گذری تھی۔ کہ دو فرشتے نازل ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ کہ
ابراہیم ابن اُدھم ہے اور یہ وہ شخص ہے جس کا خدا نے ایک مرتبہ گھٹا دیا ہے اُس نے پوچھا کہ کیا سبب ہے دوسرے
نے جواب دیا۔ کہ اس نے بصرہ میں ایک بنئے سے کھجوریں خریدی تھیں اور بنئے کی ایک کھجور اسکی کھجوروں میں بنئے
کی گر پڑی تھی۔ ابراہیم بن ادھم کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سُنا تو پھر میں بصرہ کو واپس گیا اور اُس شخص سے کھجوریں
خریدیں۔ اور ایک کھجور اس کی کھجوروں میں ڈال دی اور پھر بیت المقدس کو واپس آیا اور اسی پتھر کے نیچے سویا جب
تھوڑی سی رات گذری۔ تو میں نے آسمان سے دو فرشتوں کو اُترتے ہوئے دیکھا۔ اور ان میں سے ایک نے پوچھا
کہ یہ کون صاحب سوئے ہوئے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ ابراہیم بن ادھم ہیں۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے وہ
چیز اسکی جگہ پر رکھدی اور اس پر اسکے مرتبہ کو خداوند تعالیٰ نے پھر بلند کر دیا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ پرہیزگاری
کئی طرح پر ہے ایک تو عام لوگوں کی پرہیزگاری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہ سمجھا جاوے۔ دوسری
خاص لوگوں کا تقویٰ ہے۔ وہ یہ ہے کہ نفس کی ہوا اور ہوس سے جو گناہ ہوتے ہیں انکو چھوڑ دیں۔ اور نفس امارہ
کے حال کی مخالفت کریں۔ اور جو خاص الخاص وہی لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا تقویٰ یہ ہے کہ وہ چیز دل کی خواہش کو بھی

نہ ہو۔ نو آرزوؤں سے اپنے نفس کو پاک رکھے۔ لذتوں سے اپنے حلق کو بچائے۔ اپنے اعضاؤں کو بُرے کاموں سے نگاہ رکھے
پس ایسا کرنے سے امید ہو سکتی ہے کہ زمین و آسمان کے اللہ کا دیدار نصیب ہو۔ ابوالقاسم کہتا ہے کہ حسن خلق ہونا تقویٰ
ہے۔ اور بعض کا مقولہ ہے کہ پرہیزگاری کی پہچان کی تین چیزیں ہیں۔ جو چیز نہیں ملی۔ اسکے واسطے اللہ پر بھروسا
کرنا اور جو کچھ مل گیا ہے۔ اس پر راضی رہنا اور فوت ہو گئی چیز پر صبر کرنا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ہوا و ہوس کی پیروی نہ
کرنے والا پرہیزگار ہے۔ مالک کہتے ہیں کہ وہب بن کیسان نے میرے پاس روایت کی ہے کہ مدینہ کے بعض فقیہوں
نے زبیر کے بیٹے عبداللہ کو لکھا کہ جن علامتوں سے اہل تقویٰ پہچانے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ بلا کے نازل ہونے
کے وقت صبر کرتے ہیں۔ خدا کی قضا پر راضی ہوتے ہیں۔ جب نعمت ملے تو اس پر شکر کرتے ہیں۔ قرآن شریف
کے حکموں کی فرمانبرداری کرتے ہیں میمون بن مہران کہتے ہیں۔ کہ جب تک آدمی اپنے نفس کے ساتھ سخت حساب
نہ کرے تب تک وہ پرہیزگار نہیں ہوتا۔ اور نفس سے ایسا سخت حساب لے۔ جیسا کہ بادشاہ ظالم سے کرتا ہے
اور بخیل آدمی اپنے شریک سے۔ ابوتراب کہتے ہیں کہ تقویٰ سے پہلے پانچ گھاٹیاں ہیں۔ جب تک ان گھاٹیوں
کو طے نہ کر لے۔ تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ گھاٹیاں یہ ہیں۔ نعمت پر سختی کا قبول کرنا۔ راحت پر تھوڑے
کا قبول کرنا۔ عزت پر خواری کا قبول کرنا۔ آسودگی پر رنج کا قبول کرنا۔ اور پانچویں گھاٹی یہ ہے کہ زندگی پر موت
کو قبول کرے۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں۔ کہ تقویٰ کے کوہان پر آدمی اسوقت پہنچتا ہے جبکہ اس صفت سے
موصوف ہو۔ کہ جو چیز اسکے دل میں بھری ہے۔ اگر اسکو نکال کر ایک طبق میں رکھیں۔ اور تمام بازار میں اسکو پھرائیں
تو وہ آدمی اس سے شرمندہ نہ ہو۔ یعنے اسکا اندر اور باہر سب یکساں ہو۔ اور فرمایا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے۔ کہ تو
اپنے دل کو خدا کے واسطے اسی طرح آراستہ کرے جیسا کہ لوگوں کے دکھلانے کے واسطے اپنے ظاہر کو آراستہ
کرتا ہے۔ ابوالدرداء کہتا ہے کہ آدمی چاہتا ہے کہ مجھ کو میری مرادیں دی جائیں۔ اور خدا تعالیٰ نہیں دیتا۔ مگر جو وہ
خود چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور آدمی کہتا ہے کہ میرا فائدہ ہے۔ اور میرا مال ہے۔ اور خوف خدا اس چیز سے بہتر
ہے جو اس نے حاصل کی ہے۔ مجاہد رہ ابوسعید خدری رض سے روایت کرتا ہے۔ کہ رسول مقبول کی خدمت میں
ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی وصیت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا سے ڈرتا رہ۔
کیونکہ وہ تمام نیکیوں کا مجموعہ ہے اور جہاد کو اپنے اوپر لازم کر لے کیونکہ اسلام کی رہبانیت ہے اور خدا کو یاد کرتا
رہ یہ تیرے واسطے نور ہے۔ اور ابی ہرمز نافع بن ہرمز کہتے ہیں۔ کہ میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ
اے اللہ کے رسول آل محمد کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک پرہیزگار۔ پس تمام نیکیوں کا مجموعہ پرہیزگاری ہے
اور پرہیزگاری کی حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے عذاب سے اسکی فرمانبرداری کے ذریعہ بچے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ
فلاں آدمی ڈھال کے ذریعہ بچا۔ اور اصل تقویٰ یہ ہے کہ پہلے شرک سے بچے۔ اور اسکے بعد برائیوں اور گناہوں
سے بچے۔ اور پھر شبہوں سے بچے۔ اور اس کے بعد فضول باتوں کو چھوڑ دے۔ اللہ جل شانہ کا فرمان اتقوا اللہ حق
تقاتہ (ڈرو اللہ سے حق ڈرنے کا) کی تفسیر میں آیا ہے۔ کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ خدا کی فرمانبرداری کی جاوے۔ اور
نافرمانی نہ کیجاوے۔ خدا کو یاد کیا جاوے اور اسکو نہ بھلایا جاوے۔ اس کا شکر کیا جاوے۔ اور اسکی نعمتوں
سے انکار نہ کیا جاوے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے سوا کوئی مدد دینے والا نہیں اور کوئی راستہ
دکھانے والا نہیں مگر خدا کا رسول اور پرہیزگاری کے سوا کوئی توشہ نہیں۔ اور کوئی کام بغیر صبر کے نہیں۔ اور
کتانی کہتا ہے کہ دنیا آزمائش اور تکلیف میں بانٹی گئی ہے اور بہشت پرہیزگاری میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور جو آدمی
اپنے اور خدا کے درمیان پرہیزگاری اور مراقبے سے کام نہیں لیتا۔ اسکو کشف اور مشاہدہ نصیب نہیں ہوتا۔ اور نصرآبادی
کہتا ہے کہ خدا کے سوا ہر ایک چیز سے بچنا تقویٰ ہے اور سہل کہتے ہیں کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ میرا تقویٰ درست ہو جاوے

محبت کرے اور اسکے حکم کی بھی فرمانبرداری کرے اور جن چیزوں سے اُس نے منع کیا ہے ان سے بچے اور اپنے آپ کو اسکی قضا کے
ہاتھ سپرد کر دے اور اللہ تعالے کی جو حدیں ہیں انکو نگاہ رکھے اور ہمیشہ اپنی حالت کا خیال رہے۔ اور نجات کے بات میں
بزرگوں کے مختلف اقوال ہیں جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب تک بندہ ارادت اور خلوص کے ساتھ اللہ کی طرف پناہ
نہ پکڑے اور التجا نہ کرے اسکو نجات حاصل نہیں ہوتی۔ اور ان تینوں آدمیوں کے حق میں جن کا آگے ذکر آتا ہے۔ اس
آیت میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود کشادگی کے جب ان کے اوپر زمین تنگ ہوئی اور ان پر انکے نفس تنگ ہوئے
اور ان کو یقین ہو گیا۔ کہ ہم کو خدا کے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ ندیم کہتا ہے کہ سچائی اور پرہیزگاری کے سوا
کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنی رستگاری کے واسطے پرہیزگاری کی ہے ان کو خدا
رستگاری دیتا ہے۔ حریری کہتا ہے کہ جس نے رستگاری پائی ہے۔ اُس نے اپنے وعدہ کے پورا کرنے سے ہی پائی
ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (جو خدا سے اپنا وعدہ وفا کرتے ہیں اور اپنے عہد کو نہیں توڑتے الخ) اور عطا رحم
کہتے ہیں کہ کسی نے نجات نہیں پائی مگر جس نے پائی ہے حیا کے اختیار کرنے سے پائی ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (کیا تم
نہیں جانتے کہ خداوند تعالے سب کچھ دیکھ رہا ہے) اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس نے نجات پائی ہے اس نے
خدا کے حکم سے ہی پائی ہے اور اس سابقہ قضا و قدر سے جس کا علم اللہ تعالے کو ہی ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (یہ وہ لوگ
ہیں جنکے حق میں پہلے ہی سے ہم نے نیکی لکھ رکھی ہے) اور حسن بصری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کسی نے نجات نہیں پائی مگر
اُس نے جس نے دنیا اور اسکے اہل سے منہ پھیر لیا۔ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ (دنیا کی زندگانی کچھ نہیں مگر کھیل اور بازی)
اور رسول مقبول نے فرمایا ہے سارے گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ اور جو لوگ خداوند کریم کے مقرب ہیں انکو یہ قرب
ان فرائض کے ادا کرنے میں حاصل ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرض کئے ہیں۔ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جب سے خدا نے
دنیا کو پیدا کیا ہے اسکی طرف نہیں دیکھا۔ اور حسن بصری رہ کہتے ہیں کہ نہ دیکھنے کے یہ معنے ہیں کہ دنیا کو چونکہ وہ بُرا جانتا ہے اُس
لئے نظر رحمت سے اسکی طرف نہیں دیکھتا پس یہ دنیا خدا اور بندہ کے درمیان ایک پردہ ہے۔ اور اسی سے ہی کھرا اور
کھوٹا پہچانا جاتا ہے۔ اور جن لوگوں پر اس دنیا کا کچھ اثر باقی ہے ممکن نہیں کہ انکو خدا پاک کی مناجات میں کچھ لذت
حاصل ہو۔ کیونکہ یہ دنیا خداوند کریم سے ضد رکھنے والی ہے اور اُسکی دشمن ہے جسکو خدا دوست رکھتا ہے۔

توحید کا بیان

خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی توحید اور بندگی کی طرف بلایا ہے ثواب کے وعدے دکر اور عذاب سے ڈرا کر۔
اور ثواب کی رغبت دلائی ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے اور لوگوں پر حجت قائم کرنے اور انکے عذر دُور کرنے کے لئے
انکو ڈرایا اور دھمکایا اور خوف دلایا اور زجر کیا ہے یعنے اُس نے فرمایا ہے (ہم نے پیغمبر انکو بھیجا ہے جو جنت کی بشارت
دیتے ہیں۔ اور دوزخ سے آدمیونکو ڈراتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بھیجنے کے بعد لوگوں کو کوئی حجت کرنے کی جگہ باقی نہ
رہے) اور فرمایا ہے (اگر ہم پیغمبروں کے بھیجنے سے پہلے ان کو عذاب سے ہلاک کر دیتے ہیں تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگا
تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر نہ بھیجا۔ کہ ہم اسکی پیروی کرتے اور ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہم تیری آیتوں پر چلتے۔ اور ایک
دوسری جگہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جب تک ہم پیغمبر نہیں بھیجتے کسی کو عذاب نہیں دیتے۔ اور فرمایا ہے کہ (اے لوگو تمہارے
پاس تمہارے پروردگار کی نصیحت آئی اور جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اسکے واسطے شفا نازل ہوئی اور سیدھا راستہ اور
رحمت ان لوگوں کے واسطے ہو جو مومن ہیں) اور خوف کے دلانے اور ڈرانے کے واسطے خداوند تعالے فرماتا ہے۔
اللہ تعالیٰ تم کو اپنی پاک ذات سے ڈراتا ہے اور اپنے بندوں پر مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا ہے (اور تم جان لو کہ جو
کچھ دلوں میں ہے اسکو خداوند تعالے جانتا ہے پس تم اس سے ڈرو) اور اللہ تعالے فرماتا ہے تحقیق اللہ تعالے ہر ایک
شے کا جاننے والا ہے۔ اور خداوند تعالے فرماتا ہے۔ اے عقلمندو تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور فرمایا اللہ پاک اور بزرگ

ترک کر دیتے ہیں۔ عبادتوں سے تجرد کی الوصل کو ترک کر دیتے ہیں۔ اسباب پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ خدا کے سوا کبھی دوسرے کی طرف مائل نہیں ہوتے اور نہ کسی سے دل لگاتے ہیں۔ اور ایک خاص حال اور جگہ کا لازم پکڑنا ترک کر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے غیر سے تعلق پیدا کرنا ہوتا ہے اور جو فرائض کے حکم ہوتے ہیں۔ انکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور پیغمبروں کا نبوی ایک جیسی راز ہے۔ اور وہ اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ خدا کی طرف سے اس کا ان کو الہام اور حکم ہوتا ہے۔ اور ناگہوار کاموں سے انکو منع کیا جاتا ہے۔ اور انکو توفیق دی جاتی ہے اور ادب سکھایا جاتا ہے اور پھر خداوند کریم انکو خوش کرتا ہے۔ انکی بیماری کا علاج کرتا ہے۔ ان سے باتیں کرتا ہے انکی رہنمائی اور ہدایت کرتا ہے۔ ان پر عطا کرتا ہے مبارکباد دیتا ہے انکو آگاہ کرتا ہے۔ انہیں بینائی عطا کرتا ہے۔ عام لوگوں کی عقل کی مجال نہیں۔ کہ اسکو سمجھے پس یہ عام انسانوں سے الگ ہیں بلکہ رسولوں سے بھی جدا ہیں۔ مگر جو احکام اور امور ظاہر میں امت کے عام مومنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں مخلوق کے ساتھ شریک ہیں اور جو ظاہری امور کے سوا ہیں ہیں۔ ان میں وہ لوگوں سے الگ ہیں۔ اور جو یہ باطنی تقویٰ ہے ان میں سے کبھی کبھی کچھ تھوڑا سا حصہ یا کچھ چاشنی ان لوگوں کو ہی عطا کی جاتی ہے جو بزرگ اور ابدال اور پاک اور ولی لوگ ہیں۔ اور اس کا بیان بڑا دقیق ہے۔ وہ زبان اور قلم سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عالم ظاہر میں اس کا ظہور ہی نہیں ہوتا کان بھی اس باطنی بات کا کھڑاک نہیں سن سکتے۔ اور ہماری قوت حس بھی اس کو تمیز کرنے سے عاجز ہے مگر کبھی کبھی کوئی بات جو پیغمبروں کی زبان سے نکل جاتی ہے یا کوئی کلمہ کسی وقت کہہ سکتے ہیں تو وہ الٹا سا جاتا ہے۔ اور خداوند کریم بڑی نرمی کے ساتھ انکو آگاہ کرتا رہتا ہے کہ پردہ کے اندر کام کرے اور پردہ پوشی کرنی بڑی ضروری ہے۔ اسلئے یہ لوگ ہوشیار رہتے ہیں اور راز کو ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر پردہ کے اندر کسی مقام پر بیٹھ کر کوئی بات ایسی ویسی کر ڈالتے ہیں تو بعد میں اوپر سے اسکے واسطے آمرزش کی درخواست کر لیتے ہیں۔ اور اپنی بات کے معنے بھی اور نکال لیتے ہیں۔ اور وہ لوگوں کے فہم کے موافق بھی ہوتے ہیں۔ غرض اسکے راز کی باتیں بڑی باریک اور پوشیدہ ہیں انکو خداوند کریم ہی جانتا ہے ۔

پرہیزگاری کا بیان

جو آدمی پرہیزگاری کے رستے پر چلنا چاہے۔ اسکو لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے بندوں کے مظالم سے پاک ہو اور ان کے حقوق کو ادا کرے۔ اور پھر صغیرے اور کبیرے گناہوں سے بچے اور اسکے بعد دل کے گناہوں کے چھوڑ دینے میں مشغول ہو ۔ کیونکہ یہی سب گناہوں کا اصل اور جڑ ہیں اور انہیں سے وہ سب گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ جو اعضاء سے تعلق رکھتے ہیں جیسے ریا۔ نفاق۔ خود پسندی۔ بڑائی۔ حرص۔ طمع۔ خلقت کا خوف۔ اور لوگوں سے اُمید۔ طلب مرتبہ اور سرداری۔ ایسے ہمعصروں پر پیش دستی کرنی وغیرہ وغیرہ۔ جن کی شرح طول اور طویل ہے۔ اور انُ پر غالب نہیں رہ سکتا۔ جب تک نفس امارہ کی مخالفت نہ کرے۔ اور اپنے ارادوں کے ترک کر دینے میں مشغول نہ ہو۔ اور خدا کے ساتھ کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ اور نہ اس پر کسی کو پسند کرے۔ اور خدا کی مشیت میں اپنی تدبیر کو دخل نہ دے کسی ہمت اور سبب کو اپنا ذریعہ نہ خیال کرے۔ اور خدا کی پیدائش میں کوئی اعتراض نہ کرے بلکہ اپنے سب کاموں اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور تسلیم اور رضا اختیار کرے۔ اور اپنے آپ کو عاجز اور حقیر جانے اور اپنے آپ کو اس کے دست قدرت میں اس طرح خیال کرے جیسا شیر خوار بچہ ماں یا دایہ کی گود میں ہوتا ہے یا جیسے مُردہ شو کے اختیار میں ایک مُردہ ہوتا ہے۔ مرنے بیچارے کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ اسکے سارے اختیار چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی ایسا ارادہ پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ غرض بندہ کی نجات اسی طریق سے ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اگر کوئی پوچھے۔ کہ انکی طریقت کونسا راہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ہاں صدق دل سے پناہ مانگے۔ اور اسی سے

اور اسکو بڑا اجر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ تجھ کو خبردار کرتا ہے اور جو اس غفلت سے جگاتا ہے اور
تیرے اندھاپن کو دُور کرتا ہے تاکہ تم سیدھے راستے پر چلے جاؤ۔ اور تمہارے کان بھی کھول دیتا ہے
شنو اور فرماتا ہے کہ اے میرے پروردگار تیرے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور کامل انسان بنایا کس نے معزز
کرم سے تیرے پاس اپنی تعریف بھی کردی۔ تاکہ تو اس کی حساب اور اُسکے حکم سے مُنہ نہ پھیرے اور
نہ بھاگ جائے اور اس کی عبادت کرنے کے سوا دوسری مخلوق کی طرف مشغول نہ ہو جائے اور
دیا ہے کہ ہم نے تجھے پیدا کیا۔ برابر کیا اور تو کچھ بھی نہ تھا۔ اور تجھے بندہ کیا۔ حالانکہ تیرا کوئی پتہ نہ تھا
جا تجھ کو مالدار کیا۔ تو نا تواں اور کمزور تھا۔ تم کو توانا کیا اور تم کو بینائی دی تاکہ تو اپنے کام کا
اور تو نادان تھا۔ تجھے دانائی عطا فرمائی۔ اور گمراہی کے بعد تم کو سیدھا راستہ دکھلایا پس تو کیوں غافل
ہے جو عام اور بے حساب ہے۔ کس واسطے بخشش کی طلب نہیں کرتا۔ وہ کونسی چیز ہے۔ جو تجھ کو
عت بجالانے سے روکتی ہے۔ اُسے دُنیا میں زندگی ملتی ہے۔ اور انجام بخیر ہو جاتا ہے۔ تجھے ملند
یے ہیں۔ کیا تو دُنیا کی زندگی پر راضی ہو گیا ہے اور عمدہ اور بہتر چیزوں کا مبادلہ حقیر اور ذلیل چیز
، اور دنیا اور دنیا داروں اور اسکی ظاہری زینت اور مزہ کو جس کو بقا نہیں بہت بہتر ہیں پر ترجیح دیتا
، صدیقوں شہیدوں کی رفاقت پسند نہیں کرتا۔ کیا تم نے جناب باری کا قول نہیں سُنا جو فرماتا ہے
دُنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے۔ تو بس دُنیا کی زندگانی کا اسباب آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا
لی فرماتا ہے کہ تم دنیا کی زندگانی کو زیادہ پسند کرتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہت اچھی اور ہمیشہ باقی
رالله تعالےٰ نے فرمایا ہے جو آدمی نافرمانی کرتا ہے۔ اور دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتا ہے اس کی جگہ

دوزخ اور بہشت کا بیان

اور رکھنا چاہیئے کہ دوزخ میں جانے کا سبب کفر ہے اور عذاب کی زیادتی اور دوزخ کے درجوں کی زیادتی
بدخصلتوں پر موقوف ہے۔ اور بہشت میں جانے کا ذریعہ ایمان ہے اور بہشت کی نعمتیں اور
کی زیادتی۔ نیک عملوں اور عمدہ خصلتوں پر موقوف ہے۔ خداوند کریم نے بہشت کو پیدا کیا اور
لو اعزاز و ثواب دینے کے واسطے بہشت کو ان نعمتوں سے بھر دیا ہے۔ اور دوزخ کو خدا نے
کو اُس عذاب سے پُر کیا ہے تاکہ اس میں رہنے والے عذاب کی سزا پائیں اور اس لئے دُنیا
میں اس نے طرح طرح کی آفتیں اور نعمتیں بھر دیں۔ تاکہ دنیا داروں کا امتحان اور آزمائش
۔ کو اسی خالق مطلق نے پیدا کیا ہے۔ اور بہشت اور دوزخ کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے مگر ابھی
یں کسی بشر نے انکو نہیں دیکھا۔ دُنیا کی یہ دلفریب نعمتیں اور اسکی رنجشیں آخرت کی نعمتوں اور رنج
انکو ہر ایک شخص دیکھ اور چکھ رہا ہے۔ اور خداوند شہنشاہ مطلق نے اسی زمین میں اسے
بادشاہ بھی پیدا کر دئیے ہیں جو دوسرے بندوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے دل ان
کے مارے تھرتھراتے ہیں۔ اور رعایا کی جان اور مال پر حکومت کرتے ہیں یہ ساری
تدبیر اور اُنکی مملکت اور اس کی فرمانروائی کا نمونہ ہیں۔ الله جلشانہ نے ان سب کی خبر کیسا
دونوں جہان کا وصف بیان کیا ہے۔ اور ایسے ملک۔ قدرت۔ تدبیر۔ احسان اور ایسے
صاف بیان کئے ہیں۔ اور یہ مثالیں دیکر ان کو سمجھاتا ہے۔ مثلاً الله نے فرمایا ہے۔ ہم لوگوں
بیان کرتے ہیں۔ ان کو نہیں سمجھ سکتے مگر عالم اور دانا۔ پس جو لوگ خدا کو جانتے اور اس پر ایمان

خدا سے ڈرو یعنی تمام اس سے ملاقات کرنے والے ہو) اور اللہ نے فرمایا ہے کہ تم اس دن سے ڈرو جس دن تم خداوند تعالیٰ کی طرف پھرو گے اور جو کچھ کسی نے کمایا ہے اسکی اسکو پوری جزا دیجائیگی۔ اور کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائیگا اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُس دن سے خوف کرو کہ جس میں کوئی کسی کے واسطے کافی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی عوض اور بدلہ قبول کیا جاویگا اور نہ ہی ان کو شفاعت کچھ فائدہ دیگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو تم اپنے پروردگار سے خوف کرو۔ اور اس دن سے ڈرو کہ جس میں والد بھی اپنے بیٹے کی نجات کے واسطے کافی نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی لڑکا باپ کے واسطے کافی ہوگا۔ اور خدا کا وعدہ سچا ہے پس تم دُنیا کی زندگانی کا فریب نہ کھاؤ اور نہ ہی خدا سے فریب دینے والے کے فریب میں آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ اے لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔ کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک بہت بڑی چیز ہے۔ اور خدا نے فرمایا ہے اے لوگو اپنے پروردگار کے عذاب سے خوف کرو۔ جس نے تم کو جان واحد سے پیدا کیا ہے۔ اور اس سے اسکی بیوی پیدا کی۔ اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور تم خدا سے ڈرو جس کے نام سے مانگتے ہو اور قطع رحمی سے خوف کرو۔ خداوند تعالیٰ تم پر نگاہبان ہے دیکھو تمہارے سب حال کو دیکھ رہا ہے) اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (اے مسلمانوں تم خداوند تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو اور پکی بات کہو اور فرمایا ہے (اے مسلمانوں خدا سے ڈرو اور ہر ایک آدمی اس چیز کو دیکھے جو اس نے کل کے واسطے آگے بھیجی ہے۔ اور خدا کے عذاب سے خوف کرو۔ کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے خبردار ہے۔ اور اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔ خدا کے عذاب سے خوف کرے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب کرنیوالا ہے اور خدا نے فرمایا ہے اے مسلمانوں تم اپنی جانوں کو بچاؤ۔ اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ کہ جسکی لکڑیاں آدمی اور پتھر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیفائدہ پیدا کیا ہے۔ اور گمان کرتے ہو۔ کہ تم ہماری طرف نہ پھرو گے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا آدمی گمان کرتا ہے کہ وہ یونہی (مہمل) چھوڑ دیا جائیگا۔ اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کیا بستیوں والوں کو یہ خوف نہیں ہے کہ رات کے وقت ان پر ہمارا عذاب آوے اور وہ سوتے ہوں یا اس بات سے بیخوف ہو گئے ہیں کہ ان پر چاشت کے وقت ہمارا عذاب آوے اور وہ کھیل میں مصروف ہوں۔ اے مسکین ان آنیوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے اور ان پر تو نے کیا عمل کیا ہے۔ پس کیا تو اپنے نفس کی ہوا اور ہوس اور پلید شہوتوں سے مار رہا ہے جو تجھ کو دُنیا اور آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں۔ اور خواری اور بدبختی کے گھر میں تجھ کو ڈالنے والی ہیں جو اس گھر کی آگ تجھ کو جلا دیگی اور اسکے سانپ اور بچھو اور کنکھورے تجھ کو ڈسینگے اور اس کے کیڑے تجھ کو کھائینگے۔ اور اُس کے فرشتے اور نگہبان تجھ کو مارینگے۔ اور زردمرہ سے سخت عذاب تجھ کو دینگے اور تو اس میں فرعون اور قارون اور ہامان اور شیطان کا ساتھی ہوگا۔ اور اللہ ترغیب اس طرح دلاتا ہے اور جو آدمی خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اسکے واسطے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جہاں سے اسکو کوئی اُمید نہیں ہوتی اور خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے جو آدمی خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اُسکی برائیاں اُس سے دُور کر دیتا ہے۔ اور اسکو بہت ثواب دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ اے انسان! تم کو کس چیز نے دھوکا دیا ہے تیرے پروردگار سے وہ اللہ تو کریم ہے اس نے تجھ کو پیدا کیا۔ اور تمہارے اعضاؤں کو برابر اور درست بنایا۔ اور فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے جو لوگ ایمان لائے ہیں کیا ان کے لئے ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل ڈر اور عاجزی سے خداوند تعالیٰ کا ذکر کریں۔ پس تحقیق خداوند تعالیٰ نے تجھ کو رغبت دلائی ہے کہ اس کا فضل اور رحمت مانگو۔ اور [illegible] اور دل کی تسلی کی درخواست کرو۔ اور اسی واسطے تقوے کو لازم پکڑو اور اس پر ہمیشہ قائم رہو۔ اور روشن راستہ [illegible] کی ہدایت کی ہے اور واضح دلیلیں عطا کی ہیں۔ اور اسکے بعد خداوند تعالیٰ نے ضامن ہوا ہے کہ تیرے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور تجھے شفا دیگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ جو آدمی خدا کا خوف کرتا ہے۔ اللہ اُسکے گناہوں کو

اور ان کی صورتوں کو بہت خوبصورت اور نیک بنایا ہے اور انکو اپنی رحمت سے پیدا کیا ہے جب وہ نازل ہوتا ہے تو اس میں سے پانی
کی نکاسی اس سے ماہ رو لونڈیاں اور خوشخو حوراں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کا نور عرش سے ہے۔ اور انہیں یہ خیمے
لگائے گئے ہیں۔ جب سے پیدا ہوئی ہیں اس وقت سے لیکر اب تک انکو کسی نے نہیں دیکھا۔ پس ان خیموں میں ہی محفوظ
رکھی گئی ہیں اپنے اپنے شوہروں کے واسطے احتیاط کے ساتھ قید کی گئی ہیں پس انکو ان کے شوہر ہی دیکھینگے۔ اور
بہشتی اپنی بیبیوں کے ساتھ اس عالی قصر میں خوش ہونگے اور جب تک خدا چاہیگا اس نعمت میں رہینگے اور پھر
جب خداوند کریم اس درجہ سے بھی انکو اعلےٰ درجہ عطا کریگا تو پھر اُسے نئی نعمت عطا کریگا اور خدا کی اس نعمت کا شکر
کرینگے۔ اور پکارنیوالا بہشت کے درختوں میں پکار کر یہ کہیگا کہ اے جنت کے لوگو یہ خوشی اور خرمی کا دن ہے اس میں
تازگی سے رہو اور اپنے دل کے غنچہ کو کھولو اور خوب آرائش کرو اور مزے لوٹو۔ اور اپنی آرامگاہوں سے نکلو اور سیر بازار
تماشاگاہ کی سیر کرو۔ اور جب یہ وہاں سے نکلنے لگینگے تو ان کی سواری کے واسطے تیز رفتار گھوڑے حاضر ہونگے۔ اور یہ
بہشتی لوگ اپنے محل سرا سے نکلتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو جائینگے اور انکے گھوڑے بھی مروارید اور یاقوت سے مرصع اور
آراستہ ہونگے اور پھر سیر کے واسطے باغوں اور نہروں میں جائینگے۔ اور یہ نہر کوثر کے کنارے پر ہونگے۔ اور جب ان
کے دل اس تماشا سے سیر ہو جائینگے تو خداوند کریم ان کو رہنمائی کریگا۔ کہ اب تم اپنے ان مکانوں اور ایوانوں کی طرف
جاؤ جو تم کو خلعت اور انعام میں دئیے گئے ہیں اور جب یہ لوگ اپنے اپنے خیمے کے پاس پہنچینگے تو وہاں جاکر کھڑے
ہو جائینگے۔ کیونکہ انکو اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آئیگا۔ اسلئے اللہ کے ولی اور مومن لوگوں کی آنکھوں کے سامنے
اس خیمہ کو چاک کر دینگے اور اس میں دروازہ بنا دینگے۔ اور اس طرح دروازہ بنانے کا باعث یہ ہوگا کہ اس مومن کو معلوم
ہو جائیگا۔ کہ اس خیمہ میں جو بی بی رہتی ہے اسکے حال سے اب تک کسی کو آگاہی نہیں اور جب کوئی ان کے حال سے
واقف ہی نہیں تو دیکھنا کسی کو کیونکر نصیب ہو سکتا ہے اور اس مومن پر ظاہر کیا جائیگا کہ سرائے فانی میں ان حوروں
کی بابت خدا نے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو پورا کر دیا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (تمہاری واسطے ان خیموں
میں نگاہ ان محفوظ رکھی گئی ہیں) اور فرمایا ہے کہ (ان کو کسی جن اور انسان نے پہلے نہیں چھویا) اور بہشتی اپنی صاحب
جمال بی بی کے ساتھ تخت پر بیٹھیگا جو آراستہ اور سراسر عالیشان ایوانوں میں بچھائے گئے ہونگے۔ اور پھر دعوت
کھدائی کا کھانا انکے روبرو لاکر رکھا جائیگا۔ اور اسکو بڑے ذوق اور شوق سے کھائینگے۔ اور خدا کی عنایت شدہ شراب
طہور سے پئینگے۔ اور بارہ طرح طرح کے میووں سے لطف اٹھائینگے۔ خداوند تعالیٰ انکو بیش بہا تحفے عطا
فرمائیگا۔ اور ان کے جسم مرصع زیوروں اور فاخرہ لباسوں سے آراستہ اور پیراستہ ہونگے اور جب اللہ تعالیٰ ان کو
اسطرح آراستہ اور پیراستہ کریگا تو پھر یہ جنتی دوستوں کی طرف متوجہ ہونگے اور عیش اور آرام کا فائدہ اُٹھائینگے اور
جب اس نشاط سے فراغت پائینگے تو پھر ان مجلسوں میں جاکر شریک ہونگے۔ جو باغوں کی نہروں کے کناروں پر قائم
ہونگی۔ اور ان میں گویا گاؤ تکیے ریشمی فرش بچھے ہوئے ہونگے۔ اور اپنے اپنے رفرفوں پر سوار ہونگے، وہاں پہ تکئے لگائینگے
خداوند فرماتا ہے (یہ رفرف اور ریشمی خوبصورت بستروں پر تکیہ لگائے ہونگے) پس جس چیز کو خداوند تعالیٰ نے
خوبصورت فرمایا ہے اسکی دل لبھانیوالی خوبصورتی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور رفرف ایک ایسی چیز ہے کہ جب آدمی اسکے
اوپر بیٹھتا ہے تو وہ ہنڈولے کی مانند اس بیٹھنے والے کو لیکر اوپر نیچے حرکت کرتا ہے۔ پس بہشتی لوگ اپنے دلربا بیوی کے
ساتھ اس رفرف پر بیٹھ کر جھولا جھولینگے اور اسکے مزے اُٹھائینگے اور جب یہ حضرات رفرف پر سوار ہونگے تو اسوقت حضرت
اسرافیل علیہ السلام بھی گانا شروع کر دینگے۔ حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی تمام پیدائش میں حضرت اسرافیل
سے زیادہ اور کسی کو خوش آواز پیدا نہیں کیا اور جب یہ حمد کا گانے لگتے ہیں۔ تو اسوقت ساتوں آسمانوں کے رہنے
والے ہیں وہ سب کے سب نماز اور تسبیح اور تہلیل سے ساقط ہو جاتے ہیں اور اس گانا سننے میں مشغول ہو جاتے

رکھتے ہیں وہی انکی عنایت سے اُس کی مثالوں کو سمجھے ہیں۔ اور مثال اس کو کہتے ہیں کہ جس چیز کو ہم نے نہیں دیکھا۔ اسکی بجائے کوئی دوسری چیز ہمکو ایسی دکھائی جائے جو اسکی مانند ہو تاکہ اِس ان دیکھی ہوئی چیز کی اصلیت کو جسکی طرف تمہاری توجہ دلائی جاتی ہے تمہارا دل پہچان سکے جیسے کہ خبریں ملکوت کی اور دونوں جہان اور اُس کے شہنشاہ کے معاملات کی خبریں۔ پس دُنیا میں جتنی نعمتیں اور لذتیں ہیں۔ یہ سب بہشت اور اسکی لذتوں کا نمونہ ہیں۔ اور ان کے سوا بہشت میں ایک اور ایسی چیز ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سُنا ہے اور نہ ہی اس کا کسی کے دل پر خیال گذرا ہے اور اگر اس نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ کا نام بھی لیا جائے۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ نام لینے سے وہ کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔ نہ تو اسکو کسی نے دیکھا ہے اور نہ ہی اُس کی دُنیا میں کوئی مثال اور نمونہ ہے۔ بہشت کے سو درجے ہیں اور ان میں سے تین درجوں کی تعریف کیگئی ہے۔ ایک درجہ سونے کا۔ دوسرا چاندی کا۔ تیسرا نور کا ہے۔ اور اس سے آگے زیادہ حال کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اور نہ ہی انسان کی عقل اس بات میں زیادہ کارگر ہو سکتی ہے اور اسی طرح سختی اور عذاب کی جو چیزیں دنیا میں ہیں۔ وہ آخرت کے عذاب کے گھر کا نمونہ ہیں۔ ان کے سوا کئی طرح کے اور عذاب ہیں جنکے سمجھنے سے عقلیں عاجز ہیں یہ سب عذاب اُن لوگوں پر خدا کے غضب کے وارد ہوتے ہیں۔ اور بہشت کی لذات اور نعمتیں اُسکی رحمت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور جو اسکے بندے اُس کی دُنیا کی حلال چیزیں کھاتے ہیں اور اُس پر خدا کا شکر کرتے ہیں خداوند تعالیٰ انکو اس کے عوض میں بہشت میں وہ چیزیں کھلائیگا۔ جن کے سامنے دنیاوی چیزیں نہایت حقیر ہیں اور جو لوگ دُنیا میں وہ چیزیں کھاتے ہیں جو مُباح نہیں ہیں وہ اپنے نفسوں کو بہشت کے درجوں سے محروم رکھتے ہیں اور جو لوگ بہشت کے درجوں اور اسکی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں اُن پر بہشت حرام ہے اور جو کچھ اُس میں ہے وہ بھی حرام ہے اہل بہشت کے واسطے بہشت میں عروسیں ہیں اور ان کے لئے ولیمے اور مہمانیاں ہیں اور عروسیں واسطے دعوت کے ہیں اور خداوند تعالےٰ نے جو مسلمانوں کو بہشت کی طرف بلایا ہے تو اس واسطے بلایا ہے کہ ان کے جسموں کو ہمیشہ کے واسطے تراوت اور تازگی عطا کرے اور ہمیشہ کی عمریں بخشے اور بہشتیوں کی سہیلیوں کے واسطے ولیموں کی دعوتیں ہیں۔ اور انکی آپس کی زیارتوں اور ملاقاتوں کے واسطے انکی مہمانیاں ہیں۔ تاکہ وہ آپس میں باتیں کریں۔ اور ان کے واسطے جو وہاں آرام اور آسائش کے مقام ہیں۔ ان کا لطف اٹھائیں اور درخت طوبیٰ کے سایہ کے نیچے ایک جگہ جمع ہو کر مٹھاس کیونکر وہاں ثمروں کی بات ہوگی۔ اور یہ مسرت اور خوشی کا سبب ہوگا۔ اور عرشوں کی مجلسیں ان میں منعقد ہونگی۔ ان سب پر خدا کا سلام ہو۔ اور بہشت میں ان لوگوں کی سیر اور تفریح کے واسطے بازار ہونگے۔ اور بازاروں کے اوقات میں جناب باری تعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں کو خوبصورت چیزیں اور مرغوب ہدیئے عطا ہونگے۔ اور رات دن اور صبح شام ہر طرح کے کھانے پینے کی چیزیں اور ہر ایک قسم کے میوے ہر وقت موجود رہینگے۔ اور خداوند کریم کے ہاں سے ان کو ایسا رزق عطا ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا اور انکو کوئی اُسے رکاوٹ نہ ہوگی۔ بلکہ روز بروز خداوند تعالےٰ کی طرف سے اُس میں ترقی اور زیادتی ہی ہوتی رہیگی۔ اور چونکہ پہلے معمول سے زیادہ ان ماکولات اور مشروبات میں افزونی اور زیادتی ہوگی۔ پہلے ذائقہ کو جو چکھ چکے ہونگے بھول جائینگے۔ اور ان بہشتی لوگوں کے واسطے تماشا گاہ ہوگی۔ یعنی نہر کوثر کے کنارہ پر جسکی وہ سیر کرینگے۔ اور اسکے کناروں پر موتیوں کے خیمے لگے ہوئے ہونگے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا عرض ساٹھ میل کا ہوگا اس خیمہ کی مثال اُس موتی سے ہو سکتی ہے جس کا دروازہ نہ ہو۔ اور اس میں لونڈیاں ہونگی جنکو نہ کسی فرشتے اور نہ کسی بہشتی خادم اور حور نے دیکھا ہوگا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اور ان میں خوب رو اور نیک خو بیبیاں ہیں) اور جب خداوند تعالےٰ نے خود انکی خوبصورتی کی تعریف فرمائی ہے تو پھر کسکو طاقت ہے کہ وہ ان کے حسن اور جمال کی صفت کا بیان کر سکے پھر اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے (یہ حوریں ایسی ہیں کہ خیموں میں محفوظ رکھی گئی ہیں) اور یہ رحمٰن کی برگزیدہ ہیں

ہماری حدوں کو نگاہ رکھا اور میرے عہد کی رعایت کی۔ اور میرے حقوق سے ڈرتے رہے۔ اور اہل جنت کو دکھلانے
کے واسطے دوزخ کا بھی ایک دروازہ کھولا جائیگا اس سے بھڑکتے ہوئے شعلے اور دھواں اٹھتا ہوگا۔ اور اہل دوزخ
کی زاری اور ان کا نالہ اور فریاد بلند ہوتی ہوگی اور بہشتی آدمی اپنے مقاموں سے جہاں اپنی اپنی مجلس جمائے ہونگے
ان دوزخیوں کے حال کو دیکھینگے ایسے حال میں تو وہ خوش اور محظوظ ہونگے لیکن جب انکو اس حال میں ملاحظہ کرینگے
کہ انکی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور اپنی سیاہی کی علامت گرفتار۔ تو وہ اور بھی خوش ہونگے اور کہینگے کہ اچھا ہوا ہم
نے خدا اور رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تھی اور جب دوزخی اہل جنت کے مرتبوں کی طرف نگاہ کرینگے۔ تو
رشک اور حسرت کھائینگے۔ اور اپنے دل ہی دل میں جلینگے۔ اور ان کے ہاں خواہش کرینگے کہ ہماری فریادرسی کریں۔
اس لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جنتی لوگ اپنے کئے کے سبب خوش ہیں اور ان کی نیکیاں درختوں کے سایہ میں آرام سے
تختوں پر تکیہ لگائے جلوس فرماتے ہیں میوے اور بہشت کی تمام نعمتیں جو چاہیں انکے واسطے موجود ہیں اور ان کے پروردگار
کی طرف سے ان پر سلام ہے اور اے گنہگارو تم آج کے دن ان سے جدا ہو جاؤ۔ اے بنی آدم میں نے تم سے
عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ اور میری عبادت کرو کیونکہ یہ
سیدھی راہ ہے۔ پس دوزخ کی آگ بھڑک اٹھیگی اور کافروں کی جماعت الگ کیجائیگی۔ اس وقت ان کے نالے
اور پکار بند ہو جائیگی اور دوزخ کے حجروں میں ڈال دیا جائیگا جب وہ اس میں جاوینگے تو بچھو جنکے ڈنک
درخت کھجور کے تنے کی مانند ہیں ان کو دوڑ کر کاٹینگے۔ پھر آگ کا سیلاب ان پر رواں چڑھ آویگا۔ یہ سیلاب سراسر
خدا کا غضب ہوگا۔ یہ ان کافروں کو بہالے جائیگا۔ اور آگ کے دریاؤں میں غرق کر دیگا۔ اور خداوند کریم کیطرف
سے ایک پکارنے والا پکار کر کہیگا۔ کہ یہ وہ دن ہے جس کے بارے میں تم میرے ساتھ عظیم جنگ کیا کرتے تھے
اور میری اطاعت سے سرکشی کرتے تھے اور اس بیعبادتوں اور غموں کی جگہ سے دنیا میں خوش ہوتے تھے اور اس کا
تم ان نعمتوں سے مقابلہ کرتے تھے جو ہم نے آج اپنے فرمانبرداروں کے لئے تیار کی ہیں۔ اور یہ نعمتیں اب تم کو
نہیں ملینگی۔ پس جو کچھ تم نے دنیا میں پسند کیا۔ آج اس کا عذاب چکھو اور جو لوگ اہل جنت ہیں اور ہم نے انکے
لئے کئے ہیں۔ وہ نعمتوں کے طعاموں کی لذتیں اٹھائینگے۔ اور طرح طرح کے میووں اور بارہ بارہ کھانوں
میں مصروف ہونگے۔ جو ان لوگوں کو ہدیہ دئے گئے ہیں۔ تاکہ جس انکی ہم صحبت ہوگی بیٹھنے کے واسطے تخت
ہیں۔ اور رنگ برنگ کا گانا ہے جو بڑی خوش الحانی سے سن رہے ہیں ان لوگوں پر میرا سلام ہے اور میں لطف
اور کرم سے ان کے ساتھ پیش آتا ہوں۔ اور دن بدن انکی نعمت زیادہ کرتا ہوں جس کی کوئی حد نہیں تاکہ وہ میری
اس عظیم نعمت سے خوشحال ہیں اور ہمیشہ انکو زیادہ سے زیادہ لذت حاصل ہوتی رہے پس اے بہشت کے لوگو تمہارا
یہ دل میرے دیکھو کہ اس دن کا عوض ہے جس میں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے اور جوش جتے
تھے اور اپنے بادشاہوں کو ہدیہ بھیجتے تھے اور وہ انکے ہدیہ کو قبول کرتے تھے وہ تو آج کے دن محروم ہوئے ہیں اور
تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے ہو۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی رسول مقبول کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مجھ کو خوش آواز سے بہت رغبت ہے کیا بہشت میں بھی خوش آوازیں ہونگی۔ پیغمبر نے جواب
دیا کہ ہاں ہونگی جس خدائے پاک کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم ہے کہ اللہ تعالے بہشت کے درختوں
کے پاس وحی بھیجیگا۔ اور ان کو حکم کریگا کہ تم میرے بندوں کو راگ اور گانا سناؤ کیونکہ وہ دنیا میں میری عبادت اور میرے
ذکر میں بہت مشغول رہے ہیں۔ اور سرنگی اور چنگ سے روگردانی رکھی ہے پس اس وقت بہشت کے درخت ایسے عمدہ
سریلی آوازوں سے پروردگار کی تسبیح اور تقدیس کے گیت گائینگے جیسا کہ خلقت نے کبھی اس سے پہلے نہ سنا ہوگا۔ ابی قلابہ
کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول مقبول کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول کیا بہشت میں رات بھی ہوگی۔

ہیں۔ اور جب اللہ کے ولی ان رفرفوں پر سوار ہوتے ہیں تو اس وقت حضرت اسرافیل بھی شہنشاہ مطلق کی تسبیح اور تہلیل اور بھی زیادہ خوش آواز سے گاتے ہیں اور بہشت کے جتنے درخت ہیں سب اس راگ کو سنتے ہیں۔ کوئی خالی نہیں رہتا۔ اور خوشی کے مارے پھولے جاتے ہیں اور ایسا کوئی پردہ اور دروازہ نہیں رہتا۔ کہ راگ کے سرور کی تاثیر سے سب اور کشادگی حالت طاری نہ ہو۔ اور ہر ایک حلقہ اور دروازہ سے رنگارنگ کی آوازیں باہر آئینگی اور چاندی اور سونے کے جتنے اس بہشت کے باغ ہونگے۔ ان میں سے بھی کوئی ایسا نہیں رہیگا جس سے سرود کا نغمہ نہ نکلیگا۔ اس بہشت کے جنگلوں سے گویا گوں بانسری کی آوازیں نکلینگی۔ اور حوروں کے دلفریب اور دلکش نغمے الگ سنائی دینگے۔ پھر مدرے خدا ایسا راگ گاکر لطف بڑھاتے ہونگے۔ اس وقت خداوند کریم بھی فرشتوں کے پاس وحی بھیجکر ان کو حکم دیگا۔ کہ میرے بندوں کو وہ بات سناؤ کہ جو دنیا میں شیطان کا راگ سننے سے اپنے کانوں کو پاک اور صاف رکھا تھا۔ اس کا عوض ہے۔ اس کے بعد فرشتے خوش الحانی اور روحانی آواز سے فرمان الٰہی کے موافق جو ادھیکی اور اکی حقیقی آوازیں ہونگی وہ سب آپس میں ایک ہی سُر میں ملکر ایک بڑی آواز بنائینگی۔ اور پھر خداوند تعالیٰ فرمائیگا۔ اے داؤد میرے عرش کے پایہ کے پاس آکر کھڑا ہو اور میری عظمت اور میرے جلال کا راگ گا حضرت داؤد علیہ السلام فرمان کے موافق عرش کے پایہ کے پاس حاضر ہونگے۔ اور بڑی خوش آواز سے حمد اور شناگوئی کریں اور آپ کی اس خوش آواز ہوگی کہ باقی سب آوازیں اس کے آگے مات پڑجائینگی۔ اور اس سے ان آوازوں کی بڑی رونق اور زینت ہوگی اور راگ کی لذت دوبالا ہوگی۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ (وہ باغ سادی سگار دئے جائینگے) اور یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ جب اہل بہشت روضوں میں ہونگے۔ اور اسکی لذات اور سرود سے لطف اٹھا رہے ہونگے تو اللہ جل شانہ کے حکم سے ان پر بہشت عدن کا ایک دروازہ کھل جائیگا۔ اور اس دروازہ سے وہاں لوگوں کی آوازیں نکلنی شروع ہونگی بہشتوں کو درجوں تک۔ اور باغ عدن کے گل و ریحان کی خوشبو پراگندہ ہوکر بہشتی لوگوں کے دل اور دماغ کو معطر کردیگی۔ اور عالم اسم جس سے عنبر کی لپٹیں آرہی ہونگی۔ پھر ایک نور کا شعلہ اُٹھیگا اور اس سے تمام باغ اور اس کی نہریں روشن ہوجائینگی۔ اور ایسی جگمگاہٹ کا عالم پیدا ہوگا کہ عرش سے لیکر فرش تک سب کچھ نور ہی نور ہوجائیگا اور اس ذوق اور شوق کے مستحق لوگوں کو اوپر کی طرف سے خداوند کریم کی آواز آئیگی السلام علیکم۔ خداوند تعالیٰ کے عاشقو اور محبو اور دلیو اور بارگاہ ظلم یزلی کے برگزیدہ لوگو اور اسے بہشت کے رہنے والو ہم نے اسے اس تماشا گاہ کو کیسا پایا۔ یہ دن تمہارا میرے ان دشمنوں کے بیرور کے بدلے ہے جنہوں نے دنیا کا ایک دن مقرر کیا۔ تاکہ دنیا کی نعمتوں سے اسی عادتوں کو تازگی بخشیں۔ انہوں نے اپنی بدبختی کے باعث اپنے آپ کو تاریکی میں پھنسایا اور اس دن کی لذت سے محروم رہ گئے۔ اور دنیا کی خواہش اور تجارت سے انکو نقصان پہنچا ان لوگوں نے صبر نہ کیا۔ اگر صبر کرتے تو وہ بھی اس نعمت کبریٰ اور عطیہ عظمیٰ کو پہنچ جاتے۔ ان آدمیوں نے ایسے خلاف کام کئے ہیں جنہوں نے فرمانبرداری اور عبادت کی ہے۔ اس لئے آج یہ اپنے کئے کا عذاب بھگتینگے۔ انہوں نے دنیا کی نعمتوں اور نفسانی لذتوں کی رغبت کی اس لئے جو چیز انہوں نے دنیا میں طلب کی تھی وہ ان سے منقطع ہوگئی۔ اور انکی بجائے ذلت اور خواری نصیب ہوئی اور جن لوگوں نے صبر کیا اور عبادت کی ان کو بہشت عطا کیا گیا بہشت کا حریری لباس ملا جس کی تماشا گاہیں ملیں اور آخرکار خداوند کریم نے ان کو اپنا سلام بھیجا۔ اور کہا کہ یہ دن تمہارا ایروز ہے اور میری زیارت کا دن ہے۔ اور میرے بہشت عدن تمہارے واسطے زیارت گاہ اور تماشا گاہ ہے اور دنیا میں بہت مدت تک میں نے تمہارے حال کی حفاظت اور نگرانی کی ہے کیونکہ تم ہمیشہ میری اطاعت اور بندگی میں مشغول رہے ہو۔ اور جو لوگ گردن کش اور مغرور تھے وہ لہو اور لعب میں مشغول رہے۔ اور گناہگاری کی۔ اسواسطے آج کے دن وہ حیران اور پریشان ہورہے ہیں۔ متمرد اور سرکش لوگ آپس میں ظلم کرتے تھے اور خوش ہوتے ہیں اور تم نے ہماری عزت اور بندگی کا لحاظ اور پاس کیا اور

اور گنہگار اسکی بدبو پائینگے حالانکہ دوزخ اور ان لوگوں کے درمیان پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا اسکے بعد دوزخ کو حاضر
کیا جاویگا جو ایک بڑی زنجیر سے کھینچکر لائے جائینگے۔ دوزخ پر انیس فرشتے چوکیدار ہونگے اور ہر ایک چوکیدار کے ساتھ
ستر ہزار فرشتے مددگار ہونگے۔ ہر ایک چوکیدار اپنے مددگاروں سمیت اسکو کھینچتا ہوا لا رہا ہوگا اور کچھ نگاہبان اس کے
دائیں بائیں سر جھکائے آتے ہوں گے اور ہر ایک فرشتے کے ہاتھ میں ایک تیغ ہوگی۔ اور جب فرشتے دوزخ کو پکاریگا۔ تو
وہ رواں ہوگی اور نیچے اوپر سانس بھی لیگی اور اس کی آواز گدھے کی طرح ہوگی۔ اور اس کا پیٹ بہت سیاہ ہوگا اور اس میں سے
دھواں نکلتا ہوگا اور شعلے اٹھتے ہونگے۔ وہ اہل دوزخ پر بہت غصہ کر رہی ہوگی۔ اسی حالت میں اسے حشر کے میدان میں
بہشت اور موقف کے درمیان کھڑا کرینگے۔ پس وہ لوگوں کی طرف دیکھے گی نظر اٹھاکر اور ایسا معلوم ہوگا کہ اہل محشر پر
حملہ کرتی ہے اور ان سب کو کھا جانے کو ہے اور اسکے نگاہبان اسکو روکینگے اور اس کی زنجیروں سے اسے کھینچے رکھیں گے
اگر اس کو چھوڑ دیں تو مومن اور کافر سب کو اسی وقت چیٹ کر جائے اور جب یہ دیکھے گی کہ میں خلقت پر حملہ کرنے سے روکی گئی
ہوں۔ تو غصہ سے جوش میں آوے گی اور اسقدر جوش کی سختی ہوگی کہ پھٹتی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور پھر دوسری دفعہ شور
کریگی اور اپنے دانتوں کو پیسے گی جب لوگ اسکے دانتوں کی آواز سنیں گے تو خوف کے مارے کانپ جائینگے۔ اور ان
کے دل بے اختیار ہو جائینگے عقل جاتی رہیگی آنکھوں میں اندھیرا آجائیگا۔ دل حلقوں تک پہنچ جائینگے۔ اور ایک شخص
نے پیغمبرؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول دوزخ کی کیا تعریف ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دنیا کی زمین کی مد
ہے لیکن اس سے ستر حصے بڑی ہے اور اس کا رنگ سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے سات سر ہیں۔ اور ہر
سر میں تین دروازے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی لمبائی میں تین رات دن کے راستے کا فاصلہ ہے اور اس
کا اوپر کا ہونٹ اتنا موٹا ہے۔ کہ ناک کے نتھنوں سے ملا ہوا ہے اور نیچے کا نیچے لٹکا ہوا ہے۔ اور اس کی ناک کے
ہر ایک سوراخ میں ایک رسی اور ایک بڑی زنجیر پڑی ہے اور ستر ہزار سخت اور تند خو فرشتوں نے اس کو تھام رکھا ہوا ہوگا
اور ان فرشتوں کے منہ سے دانت نکلے ہوئے ہونگے۔ ان کی آنکھیں آگ کے انگاروں کی مانند دمکتی ہونگی۔ اور ان کے رنگ
ایسے ہونگے جیسے آگ کے شعلے اور ان کی ناک کے سوراخوں سے دھواں اور شعلے اٹھتے ہونگے اور یہ ہر وقت مستعد
ہونگے کہ جو ہی خدا کا حکم ہو اسکو بجا لائیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے۔ کہ اس وقت دوزخ اللہ جلشانہ کے ہاں درخواست
کریگی کہ مجھ کو سجدہ کی اجازت ملے خدا اس کو اجازت عطا کریگا وہ سجدہ کرے گی اور جب تک اللہ چاہیگا سجدہ میں پڑی
رہیگی۔ پس اللہ تعالیٰ اسکو حکم دے گا کہ سجدے سے اپنا سر اٹھا فرمان کے موافق وہ اپنا سر اٹھائیگی اور
کہیگی میں اس خدا کی تعریف کرتی ہوں جس نے مجھے اسواسطے بنایا ہے کہ میرے ذریعے اپنے نافرمانوں سے بدلہ لے
اور مجھ سے بدلہ لینے والی کوئی چیز پیدا نہیں کی اور ہموار اور فصیح اور سلیس زبان سے کہیگی۔ کہ یہ حمد خدا کے لائق ہے
اور بلند آواز سے بجا لائیگی اور اسکے بعد بڑے زور سے شور مچائیگی۔ اور جتنے مقرب فرشتے اور پیغمبر رسل اور دوسری
اس جگہ کھڑے ہوئے ہونگے۔ ان میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہیگا جو خوف کا مارا زانو کے بل نہ گر پڑیگا۔ اسکے بعد دوسری
مرتبہ فریاد کریگی۔ اس دفعہ سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائینگے۔ یہاں تک کہ کوئی قطرہ باقی نہ رہیگا۔ پھر تیسری دفعہ فریاد
کریگی اور پھر ایک آدمی یا جن کے بہتر پیغمبروں کے عملوں کے برابر بھی عمل ہونگے تو وہ بھی یہی خیال کریگا کہ اس
نے مجھ کو گھیر لیا میں اس سے نہیں بچ سکونگا۔ پھر چوتھی مرتبہ فریاد کریگی اسدفعہ خوف کے مارے سب چیزیں خاموش ہو
جائینگی کوئی بول نہیں سکیگی۔ اور حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور ابراہیم خلیل اللہ عرش کو پکڑے ہوں گے
اور خوف کے مارے یہی پکار رہے ہونگے۔ نفسی نفسی مجھے ہی بچائیو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ دوزخ آگ کی
چنگاریاں اگلنی شروع کرے گی۔ اور ان کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ اور ہر ایک چنگاری اتنی بڑی ہوگی
جیسا کہ مغرب کی طرف سے اٹھا ہوا ایک بڑا بادل ہوتا ہے اور لوگوں کے سروں پر ان چنگاریوں کی بوچھاڑ ہوگی اور اس کے

آپ نے فرمایا کس چیز نے تم کو اس سوال پر برانگیختہ کیا ہے اس نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انکے
واسطے صبح اور شام جنت میں رزق ہوگا۔ میں نے سمجھا کہ صبح اور شام کے وقتوں کے درمیان رات ہے۔ رسول مقبول نے
فرمایا کہ بہشت میں رات نہیں ہے مگر وہ ایک روشنی اور نور ہے اس سے صبح اور شام کا وقت معلوم ہوگا اور دنیا میں جن
جن وقتوں میں وہ نمازیں پڑھتے تھے۔ اُن اُن وقتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ تازہ ہدیئے انکو ملیں گے اور
فرشتے ان لوگوں پر سلام بھیجیں گے۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ مجھ کو یہ جنت کی زندگی ملے اور ہمیشہ کی نعمت عطا ہو اسکو
لازم ہے کہ پرہیزگاری کی حدوں کو نہ توڑے انہیں محفوظ رکھے اور پرہیزگاری کی ان شرطوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
کلام مجید میں بیان کر دیا ہے وہ فرماتا ہے یہ نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف منہ پھیرو۔ لیکن نیکی اُس شخص
کی ہے جو خدا تعالیٰ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے پیغمبروں کو سچا جانا
اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر اپنے قرابتیوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سائیلوں اور بردے
آزاد کرنے میں خرچ کیا۔ اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور عہد کر کے اسکو پورا بھی کرتے ہیں۔ اور صبر اور سختیوں
میں صابر رہتے ہیں اور خدا سے خوف رکھتے ہیں یہی لوگ صادق اور پرہیزگار ہیں اور ان پر اسلام کی حدوں کا
قائم رکھنا اور اسکے ارکان کا بجا لانا لازم ہے اور حضرت خداوند اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے ایمان
والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اسلام کے آٹھ حصے ہیں نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ امر
بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ اور جو آدمی ان حصوں میں سے کوئی حصہ نہیں پاتا۔ وہ سخت نقصان پاتا ہے۔ عاصم احول
انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا اسلام ایک قوی درخت کی مانند ہے اسکی جڑ خدا پر ایمان لانا
ہے۔ اور پانچ وقت کی نمازیں اس کی شاخیں ہیں۔ اور رمضان کے روزے اس کا پوست ہے اور حج اور عمرہ
اس کا چنا گیا میوہ ہے اور وضو اور غسل جنابت اس درخت کے واسطے پانی ہے۔ اور ماں باپ کی اطاعت
اور پیوند رحم اس درخت کی چھوٹی چھوٹی شاخیں ہیں۔ اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اسکے پتے ہیں اور نیک
کام اس کا میوہ ہے اور خداوند تعالیٰ کا ذکر اس درخت کا رگ و ریشہ ہے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جس طرح بغیر
سبز پتوں کے درخت کی زیبائش نہیں ہوتی۔ اسی طرح گناہ سے بچنے اور نیک عمل کرنے کے بغیر اسلام کو بھی زیب حاصل
نہیں ہوتی *

بہشت اور دوزخ اور ان چیزوں کا بیان جو اُن میں ہے اُونکے واسطے تیار کی گئی ہیں

ابی ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں۔ جب تمام مخلوق ایک میدان
میں جمع ہوگی۔ کہ ان پر ایک تاریکی کا عالم طاری ہوگا اور وہ ایسی سیاہی ہوگی کہ ایک کو دوسرا دکھائی نہیں دیگا اور تمام مخلوق
اس سخت تاریکی میں سرو قد کھڑی ہوگی۔ اور ان لوگوں اور خداوند کریم کے درمیان ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ اچانک
اس سخت تاریکی کے عالم میں اللہ جل شانہ اپنے فرشتوں پر جلوہ ڈالیگا۔ اور حشر کا میدان خدا کے نور سے جگمگا اُٹھے گا اور
تاریکی جاتی رہیگی۔ سب جگہ خدا کا نور پھیل جائیگا۔ فرشتے اس وقت عرش کے گرد طواف کرتے ہونگے اور اپنے خدا
کی حمد اور ثنا اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہونگے اس وقت خدا کی تمام مخلوق صف باندھ کر کھڑی ہوگی اور ہر ایک امت
کے لوگ اپنے اپنے مقام پر جہاں مؤدب کھڑے ہونگے وہیں انکے اعمال نامے سامنے کئے جائینگے اور عدل کی میزان
کو بھی حاضر کرینگے اور فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس ترازو کو پکڑیگا۔ کبھی اونچی کریگا اور کبھی نیچی اور آپ نے فرمایا۔
کہ اس حالت میں اچانک درمیان سے بہشت کا پردہ اُٹھا دینگے۔ اور حشر کے میدان کے نزدیک ہو جائیگا۔ اور وہاں پر
بہشت کی ہوا چلیگی اور مسلمانوں کو کستوری کی مانند معطر کریگی۔ اس وقت بہشت اور بہشتی لوگوں کے درمیان پانچسو برس
کے راستہ کا فاصلہ ہوگا اور اسکے بعد دوزخ کا پردہ اُٹھایا جائیگا اور اس میں سے ہوا اور سخت دھواں نکلکر پھیل جائیگا

مرے لوٹینگے اور اس اللہ کی حمد اور ثنا اور شکرگزاری کرینگے جس نے ہمیشہ کے واسطے انکے سب غم وا ندوہ دور کردیئے
انکی گھبراہٹ ان سے دور کرکے انکو امن دیدیا اور ان کا حساب ان پر آسان کردیا۔ اور انکو یہ توفیق دی گئی کہ وہ اوسکی
عطا کا شکر ادا کریں اور اپنے حقیقی پروردگار کی حمد اور ثنا کریں۔ کیونکہ اس نے ان کو سیدھی راہ دکھلائی اور نعمت
عظمیٰ عطا کی۔ اور اگر خداوند کریم ان کو سیدھی راہ نہ دکھلاتا تو یہ کبھی منزل مقصود تک نہ پہنچتے۔ پس انکی آنکھوں کو
ٹھنڈک ہوگی بسبب اسکے جو وہ اپنے ساتھ دنیا سے نیک توشہ لائے خدا پر ایمان لائے اس پر عمل کیا اسکے خوف
اور عذاب کو سچا سمجھا اسکی طرف رجوع کیا۔ اسکی طاعت کی طرف رغبت کی۔ پس اسوقت نجات پانیوالوں نے نجات
پائی اور کافر ہلاک ہوئے۔ اور جن لوگوں کو بائیں ہاتھ کی طرف سے اعمالنامے ملے اور جن کو پشت کیطرف سے دئے گئے
ان لوگوں کے منہ کالے ہونگے اور انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ اور انکے سینوں پر داغ دئے جائینگے۔ ان کے جسم پھول جائینگے
اور ان کے چمڑوں میں ورم ہو جائیگی اور وہ اپنے واسطے ہلاکت مانگیں گے۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے اعمالناموں
کو اور ان میں اپنے گناہوں کو دیکھینگے تو انکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہم نے جسقدر کبیرے اور صغیرے گناہ کئے تھے
وہ سب ان میں درج ہیں کوئی گناہ درج ہونے سے باقی نہیں رہ گیا ان کے دل کالے ہو جائینگے اور بدگمانی
ان پر غلبہ پائیگی اور خوف اور اندوہ بڑھ جائیگا۔ یہ لوگ سرنگوں ہونگے اور ان کی آنکھیں خیرہ ہو جائینگی۔ گردنیں
نیچے ہو جاوینگی اور یہ دردیدہ نگاہوں سے آگ کی طرف دیکھیں گے۔ اور ان کی آنکھیں آگے ہٹتی نہیں کیونکہ ان
پر خوفناک حادثہ آنیوالا ہے۔ اسلئے اسکی طرف انکی ٹکٹکی بندھ جائیگی۔ اور وہ حادثہ ان لوگوں کو سخت غمگین
کرنیوالا اور دم بند کرنیوالا اور بہت ڈرانے والا اور خوار کرنے والا ہوگا۔ ان کے دلوں میں حد درجہ کا غم ڈالیگا۔
اور آنکھوں سے خون رلائیگا۔ اس وقت یہ لوگ اپنے پروردگار کے بندے ہونے کا اقرار کرینگے اور اپنے گناہوں
کو قبول کرینگے۔ اور یہ اقرار ان کو اس امر کا مستحق کرے گا کہ انکی حجت قطع ہو جائے اور بدبختی اور غم اور ننگ اور
عذاب اور آگ میں گرفتار ہوں۔ رسول مقبول صلعم فرمایا ہے کہ اس وقت اس قوم کے لوگ اپنے پروردگار کے روبرو
زانو کے بل کھڑے ہونگے اور اپنے گناہوں کا اقبال اور اقرار کرتے ہونگے۔ اور انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ اور کوئی حیران
کو سجھائی نہیں دیگی۔ انکے دلوں پر خوف اور ہراس چھایا ہوا ہوگا۔ اور بدن اور جان کانپتی ہوگی اور خوف کے مارے
کوئی بات چیت نہ کرسکینگے اور آپس میں ان کے رحم کا سلسلہ بھی کٹ گیا ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیوند رکھیگا۔
اس دن کوئی کسی اپنے رشتہ دار کی پرواہ نہ کریگا اور نہ کوئی ایک دوسرے کو کچھ پوچھیگا۔ اور انکی جانوں میں مصیبت اور
اندوہ بھرا ہوگا۔ اور انکی اصلاح غیر ممکن ہوگی۔ اور اس وقت وہ بازگشت کی خواہش کرینگے۔ مگر ان کو جواب نہیں دیا
جائیگا اور جس بات کو جھوٹ جانتے تھے اسکو یقین کرلینگے۔ ان لوگوں کو اسقدر پیاس دامنگیر ہوگی کہ سیراب نہیں ہوسکینگے
بھوکے ہونگے مگر سیر نہیں ہوسکینگے۔ اور بدن سے ننگے ہونگے مگر ان کو کپڑا میسر نہیں آئیگا۔ حد درجہ کے مغلوب ہونگے
اور کوئی آدمی ان کی یاری اور مدد نہیں کریگا۔ غمگین ہونگے اور خوشی اور خرمی سے بالکل الگ انکو اپنی جانوں میں
گھاٹا ہوگا۔ اہل اور عیال میں نقصان زدہ ہونگے۔ ان کے مالوں اور کسبوں میں خسارہ ہوگا۔ اور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ جب لوگ اس حالت میں ہونگے خداوند تعالےٰ دوزخ کے نگاہبانوں اور ان کے مددگاروں کو حکم
دیگا۔ کہ اب تم دوزخ سے باہر آؤ۔ اور اپنے ہتھیار یعنی زنجیر اور طوق اور کوڑے تم اٹھا لاؤ۔ اور فرشتے پہلے
ہی دوزخ کے کناروں پر خداوند تعالےٰ کے حکم کے منتظر کھڑے ہونگے۔ کہ جو فرمان صادر ہو اسکو بجا لائیں
پس جب یہ بدبخت لوگ ان فرشتوں اور ان زنجیروں اور کپڑوں کو دیکھینگے۔ تو حسرت کے مارے اپنے ہاتھوں
کو کاٹینگے اور اپنی انگلیوں کو چبائینگے۔ اور اپنی ہلاکت کے واسطے پکارینگے۔ ان لوگوں کے آنسو جاری ہونگے
اور ہاتھ پاؤں بھی کانپتے ہونگے۔ اور انکو کسی بھلائی کی امید باقی نہیں رہیگی۔ اس وقت خداتعالےٰ نے حکم دے گا

بعد دوزخ پر پل صراط بچھا دینگے اور ایسے ہی سات پل بنائے جائینگے ہر ایک کے درمیان ستر سال کے راستے کی دوری ہوگی اور بعض کا یہ قول ہے کہ پل صراط کے بھی سات طبقے ہیں اور پہلے طبقے سے دوسرے طبقے تک پانچسو سال کے راستے کی چوڑائی ہے اور دوسرے سے تیسرے تک بھی اسی قدر اور اسی طرح باقی طبقوں میں بھی اسی قدر فاصلہ ہے اور ساتواں درجہ بہت فراخ اور بہت ہی سخت ہے اس میں حد سے زیادہ گڑھے ہیں اور اس کا گہراؤ بہت دور دراز تک ہے اور اس میں رنگ برنگ کے عذاب ہیں اور جو اس کی آگ کی چنگاریاں ہیں وہ دوسرے طبقوں سے بہت بڑے ہیں اور ہر ایک نچلا طبقہ دائیں بائیں بلندی میں آسمان کی طرف اسقدر بلند ہے جتنی کہ تین کوس کے فاصلہ کی بلندی ہوتی ہے اور ہر ایک طبقہ اپنی گرمی اور چنگاریوں کی کثرت اور طرح طرح کے عذابوں کے لحاظ سے اپنے اوپر کے طبقے سے ستر حصے زیادہ ہے۔ اور ہر ایک طبقے میں دریا اور نہریں جاری ہیں اور پہاڑ اور درخت ہیں۔ ہر ایک پہاڑ کی اونچائی ستر ہزار برس کا راستہ ہے اور ہر طبقے میں ستر پہاڑ ہیں۔ ہر ایک پہاڑ میں ستر ہزار درے ہیں اور ہر درے میں ستر ہزار ہی تھوہر کے درخت ہیں۔ اور ہر ایک درخت سے ستر ہزار شاخیں نکلی ہوئی ہیں اور ہر شاخ پر ستر ہزار سانپ اور بچھو رہتے ہیں۔ اور ہر سانپ کی لمبائی تین کوس تک ہے۔ اور ہر ایک بچھو ایک بڑے اونٹ کے برابر موٹا ہے اور ہر درخت پر ستر ہزار میوے لگے ہیں ان میووں کا ہر ایک دانہ شیطان کا ایک سر ہے اور ہر میوے میں ستر ہزار کیڑے بھرے ہیں۔ اور ہر ایک کیڑا ایک تیر پرتابی کے برابر ہے اور بعض میووں میں کانٹے ہیں۔ اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے میں ستر ستر جنگل ہیں۔ اور ہر جنگل کی لمبائی ستر سال کا راستہ ہے اور ستر ستر ہی ہر ایک جنگل میں شاخیں ہیں۔ اور ہر ایک شاخ میں ستر ہزار گڑھے ہیں۔ اور ہر گڑھے میں ستر ہزار شگاف ہیں اور ہر شگاف کی لمبائی ستر ہزار برس کا راستہ ہے۔ اور ہر ایک شگاف میں دراڑیں ہیں اور ہر ایک دراڑ میں ستر ہزار خونخوار اژدہا بھرے ہیں۔ اور ہر اژدہا کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ اور ہر ایک بچھو کی پیٹھ میں ستر ہزار زہرے ہیں اور ہر ایک زہرے میں زہر بھرا ہے جو ایک پہاڑ کے برابر ہے ہر ایک کافر اور منافق کو اس زہر کا مزا چکھنا پڑیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب لوگ راہ کے پل پر سے گزرے ہونگے۔ اور دوزخ بیتاب ہو کر ان پر اس طرح حملہ کرنے کو ہوگی۔ جیسے کہ ایک مست اونٹ تو اس وقت ایک پکارنے والا بلند آواز سے پکاریگا اور پیغمبر اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ سب اٹھ کھڑے ہونگے اسکے بعد تمام مخلوق حاضر کیجائیگی۔ اور جو جو مظالم کئے ہونگے ہر ایک کو ان کا بدلہ دیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسری مرتبہ پھر سب لوگوں کو پیش کیا جاویگا۔ اس دفعہ ارواح اور اجسام آپس میں جھگڑینگے۔ اور اجسام روحوں پر غلبہ پالینگے۔ تیسری دفعہ پھر خداوند کریم کے پیش ہونگے۔ اور اعمالنامے آپ ہی اُڑکر ہر ایک کے ہاتھوں میں آجائینگے۔ بعض لوگوں کو تو دائیں ہاتھوں میں ملینگے اور بعض کو بائیں ہاتھوں میں اور بعض کو پیٹھ کی طرف سے دئے جاوینگے۔ جن لوگوں کو دائیں طرف سے ملیگا انکو اللہ جلشانہ کی طرف سے ایک لائق بھی عطا ہوگا۔ اور فرشتے انکو بزرگی اور خرمی کی بشارت دینگے۔ یہ لوگ بسبب بزرگی اپنی کے خدا کی رحمت کے ساتھ پل صراط سے خوش خوش گذر جائینگے اور جب اپنے بہشتوں کے دروازوں پر پہنچینگے تو انکے دربان وہاں آکر حاضر ہو جائینگے اور آتے ہی آداب بجالائینگے اور بہشتی لباس اور تیز رفتار گھوڑے اور مرصع زیور انہی کے لائق اللہ جلشانہ کی طرف سے انکے پیش کرینگے پس بہشتی اپنے اپنے گھروں میں جدا جدا جائینگے اور اپنے اپنے محلوں میں خوشیاں منائینگے۔ اور وہاں اپنی بیبیوں کے پاس جائینگے۔ اور وہاں وہ چیزیں دیکھینگے جن کو انکی آنکھوں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اور جن کی تعریف سے یہ لوگ عاجز ہونگے اور جن کا خیال انکو خواب میں بھی نہ گذرا ہوگا غرض یہ اپنے اپنے محلوں میں داخل ہوکر بہشتی کھانے کھائینگے اور پئینگے اور لباس اور زیور سے خوب آراستہ اور پیراستہ ہونگے اور اپنی بیبیوں سے بغلگیر ہونگے اور اس معلوم مدت تک جو خداوند کریم نے انکے واسطے مقرر کردی ہے عیش و عشرت کے

ان کے سر کے بال جل جائیں گے اور انکے سر کی کھوپڑیاں نکل پڑیں گی۔ اور ان کے صدموں سے انکے سر ٹوٹ جائیں گے۔ جناب رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اسکے بعد ان لوگوں کو دوزخ اونچی آواز سے پکاریگی۔ کہ اے اہل دوزخ اب تم میری طرف آجاؤ۔ اے اہل دوزخ اب تم میری طرف آؤ میں اپنے خداوند کریم کی عزت کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ میں تم سے ضرور بدلہ لونگی اور اسکے بعد کہیگی کہ میں اس پروردگار مطلق کی حمد اور ثناء کرتی ہوں جس نے مجھ کو اسقدر غضبناک بنایا ہے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ اے میرے اللہ مجھ میں گرمی زیادہ کر دے اور پھر گرمی کے اوپر اور بھی گرمی بڑھا دے اور میری سوزش کی قوت میں اور بھی زیادہ قوت بھر دے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اس دوزخ سے فرشتے نکلیں گے اور ان لوگوں کو گروہ در گروہ پکڑ کر منہ کے بل دوزخ میں پھینک دینگے اور وہ سر کے بل دوزخ کی گہرائی میں چلے جائینگے یہانتک کہ ان کے سر دوزخ کے پہاڑوں سے ٹپک کر کے جا ٹکرائینگے۔ اور ستر سال کے راستے کی دوری پر جا پہنچیں گے۔ اس عرصہ میں ستر دفعہ ان کا پوست بدلا جائیگا (تاکہ بار بار عذاب کو محسوس کریں) اور دوزخ کے پہاڑوں پر کھانے کے واسطے جو ان کو پہلا لقمہ ملیگا وہ تھوہر ہوگی کانٹے دار اور سخت کڑوی اور نہایت گرم۔ اس لقمہ کو نہ چباتے ہی ہونگے کہ عذاب کے فرشتے آموجود ہونگے ان کے ہاتھ میں لوہے کی قمچیاں ہونگی اور آتے ہی انکو مارنا شروع کر دینگے۔ انکی ضرب سے انکی ہڈیاں ٹوٹ جائینگی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو پاؤں سے پکڑ گھسیٹتے ہوئے سر کے بل دوزخ میں پھینک دینگے اور ستر سال کا راستہ دوزخ کی گہرائی میں چلے جائینگے۔ اور جاتے جاتے پھر ان پہاڑوں کے دروں میں جا پہنچینگے اور اس اثناء میں ستر دفعہ ان کا پوست پھر بدلا جائیگا۔ اور زقوم کا لقمہ جو انکے منہ میں ڈالا جائیگا وہ ابھی تک ان کے منہ میں ہی ہوگا نہ اسکو نگل ہی سکینگے۔ اور لقمہ اور دل دونوں گلے میں جمع ہو جائینگے اور اس سے ان کا دم بھی بند ہو جائیگا اس سے وہ چلائینگے اور پانی مانگینگے اور ان پہاڑوں کے دروں میں ندیاں اور نہریں جاری ہیں اور ان کا پانی دوزخ میں پڑ رہا ہے۔ اس حالت میں یہ تمام دوزخی لوگ ان ندیوں کی طرف جائینگے۔ اور پیاس کے مارے ان ندیوں میں منہ کے بل گر جائینگے۔ اور جب ان کو پانی ملیگا تو وہ اسقدر گرم ہوگا کہ انکے منہ کا پوست گل کر ان ندیوں میں گر جائیگا اور اس پانی کو پی نہیں سکینگے۔ اور جب ان نہروں پر آگ کی تپش لگے گی تو وہاں سے بھاگ جائینگے اور جب بھاگنے کا ارادہ کرینگے تو جھٹ دوزخ کے فرشتے آموجود ہونگے اور باوجود اس کے کہ وہ منہ کے بل گرے پڑے ہونگے دوزخ کے فرشتے آتے ہی ان کو مارنے لگ جائینگے یہاں تک ماریں گے کہ انکی ہڈیاں چور چور ہو جائینگی۔ اور اسکے بعد ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ لائینگے اور باہر لا کر پھر دوزخ میں ڈال دینگے۔ اور وہ اوندھے منہ ایک سو چالیس برس کی راہ تک آتشیں شعلوں اور ان کے سخت دھوئیں میں عذاب بھگتے ہوئے چلے جائینگے۔ اور دوزخ کے بالوں میں اترنے سے پہلے ہر ایک آدمی کا پوست ستر دفعہ بدلا جائیگا اور فرمایا کہ دوزخ کی یہ ندیاں چشموں میں جا کر ختم ہوتی ہیں۔ اور ان سے تم کو پینے کے واسطے پانی ملیگا اور وہ پانی ایسا گرم ہوگا۔ کہ اسکے پینے سے انکے پیٹ جل جائینگے اور ان میں قرار نہیں پکڑیگا۔ اور اسے اللہ جلشانہٗ نے ساتھ ہی انکے چمڑے بدلیگا۔ اور فرمایا کہ جب دوزخیوں کی انتڑیوں میں وہ پانی جائیگا۔ تو ان کو کاٹ ڈالیگا۔ اور وہ اسکی گرمی میں گلکر پاخانہ کے مقام سے بہتی ہوئی باہر آئینگی اور جو پانی اندر باقی رہجائیگا وہ جا بجا انکی رگوں میں سرایت کر جائیگا اور انکے گوشت کو جلا دیگا۔ اور انکی ہڈیوں کو بھی توڑ کر پگھلا دیگا اور اسی اثناء میں دوزخ کے فرشتے بھی آپہنچینگے۔ اور ان لوگوں کے منہوں اور سروں اور انکی پیٹھوں کو قمچیوں سے مارینگے۔ اور ہر ایک قمچی کی تین سو ساٹھ شاخیں ہونگی۔ اور جس وقت انکے سروں پر لگینگے تو انکی کھوپریاں اکھڑ جائینگی۔ اور انکی پیٹھوں کو مار مار کر توڑ ڈالینگے۔ اور پھر منہ کے بل انکو آگ میں گھسیٹتے ہوئے لیجائینگے یہانتک کہ دوزخ کے عین درمیان میں پہنچ جائینگے۔ انکے چمڑوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہونگے۔ اور انکے کانوں اور ناک کی سوراخوں سے بھی آگ کی لپٹیں شعلہ مارتی ہوئی نکل رہی ہونگی۔ اور انکی ہڈیوں میں شگاف ہو جائینگے اور

(ان دوزخی لوگوں کو پکڑلو۔ اور انکی گردنوں میں طوق ڈال دو اور سخت زنجیروں سے انکو جکڑکر دوزخ میں دھکیل دو)
رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو خدا وند تعالےٰ دوزخ میں ڈالنا چاہیگا۔ موکلوں کو حکم دیگا کہ ان مردودوں کو
پکڑلو۔ اس حکم کو سنتے ہی ستر ہزار فرشتے دوڑکر دوزخیوں کو پکڑ لینگے۔ اور مضبوط زنجیروں سے انکو خوب جکڑ دینگے انکی
گردنوں میں کو بھاری بھاری طوق ڈال دینگے۔ اور انکے ہاتھوں میں زنجیریں ڈالینگے۔ اور پیشانی کے بالوں سے
انکو پکڑکر کھینچینگے اور اس طرح گھسیٹ گھسیٹ کر ان لوگوں کو جمع کرینگے اور پشت کی طرف سے ہو کر انکے پاؤں کو کھینچینگے۔
اور ان صدموں سے انکی پیٹھیں ٹوٹ جائینگی۔ آپ نے فرمایا جب ان لوگوں کو یہ عذاب دیا گیا، انکی آنکھیں پھیرا جائینگی
اور انکی گردنوں میں ورم پڑجائے گی۔ اور ان کی گردنوں کے گوشت جل جائینگے۔ اور ان کی رگوں کا گوشت چھٹ چھٹ
کر گر پڑیگا اور ان کی گردنوں میں جو آتشیں طوق پڑے ہونگے انکی گرمی سے انکے دماغ پکنے لگینگے۔ اور مغز گھل کر
بدن پر پھوٹ نکلیگا اور بہتا ہوا پاؤں تک جا پہنچیگا۔ اور چمڑے گلجائینگے۔ اور گلگل کر گر پڑینگے۔ اور ان کے بدن پر بل
پڑجائینگے۔ اور وہ پک جائینگے اور ان میں سے پیپ جاری ہوگی۔ اور جب ان لوگوں کو یہ آتش طوق پہنائے جائینگے
تو ان سے انکی گردنیں کندھوں سے لیکر کانوں تک بھر جائینگی۔ اور ان کو کان جل جائینگے۔ اور ان کے ہونٹ بھی کٹ
جائینگے اور اسقدر شور اور فریاد کرینگے۔ کہ انکی زبانیں اور ان کے دانت منہ سے باہر نکل پڑینگے۔ اور انکے طوقوں
سے آتش شعلے نکلتے ہونگے۔ اور انکی گرمی انکی رگوں اور پٹھوں اور انکے جوڑوں میں اثر کر گئی ہوگی۔ اور یہ طوق
جو دار ہونگے اور انکے جوف میں بھی آگ دہک رہی ہوگی۔ اور اسکی گرمی دلوں کے اندر جا گھسی ہوگی۔ اور اس سے
دلوں کی کھال جل جائیگی اور ان سے دور ہو جائیگی۔ اس گرمی کے مارے ان کا دم گلے میں گھٹتا ہوگا۔ اور آواز بند
ہو جائیگی۔ اور بدن کے پوست فنا ہو جائینگے۔ اور جب ان کا یہ حال ہوگا۔ تو اسوقت اللہ تعالےٰ دوزخ کے فرشتوں
کو حکم دیگا۔ کہ ان لوگوں کو اب دوزخ کے کپڑے بھی پہنادو۔ حکم کے ہوتے ہی دوزخی کپڑے لیکر فرشتے حاضر ہو جائینگے
اور ان کو پہنا دینگے۔ ان کپڑوں کی رنگت سیاہ ہوگی۔ اور ان سے گندی بو آتی ہوگی اور بڑے سخت اور درشت ہونگے اور
ان میں اس درجہ کی گرمی ہوگی۔ کہ اگر ان کو دنیا میں کسی پہاڑ پر رکھدیا جائے تو وہ پہاڑ بھی گلکر بہ جائے رسول مقبول نے
فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ دوزخ کے خزانچی کو حکم دیگا۔ کہ ان لوگوں کو اب اسی ایسی رہنے کی جگہ میں پہنچادو۔ اور اس
وقت انکے واسطے اور زنجیریں لائی جائینگی اور وہ پہلے سے لمبی اور موٹی ہونگی۔ ہر ایک فرشتہ ایک ایک زنجیر کو لیگا اور
ان میں ایک ایک گروہ کے آدمیوں کو مضبوط جکڑ لینگے اور اس زنجیر کے دوسرے سرے کو ہر ایک فرشتہ اپنی گردن میں
لپیٹ لیگا اور دوزخی لوگوں کی طرف پیٹھ کر دیگا۔ اور دوزخ کی طرف منہ کرکے ان کو گھسیٹتا ہوا چل پڑیگا اور دوزخی
بیچارے اپنے اعمال کی شامت میں مبتلا منہ کے بل اُسکے پیچھے گھسٹتے ہوئے جاتے ہونگے۔ اور ہر ایک گروہ کے
پیچھے ستر ہزار فرشتے لگے ہونگے ان فرشتوں کے ہاتھ میں لوہے کی قمچیاں ہونگی اور انکو مارتے ہوئے جاتے ہونگے
یہاں تک کہ دوزخ کے دروازہ پر جا پہنچینگے۔ جب وہاں پہنچینگے تو فرشتے انکو وہاں کھڑا کر دینگے اور ان سے کہینگے کہ یہ آگ
وہی ہے جسکو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اب بتلاؤ یہ جادو ہے اسکو دیکھتے ہو یا نہیں اب تم اس آگ کے اندر چلو اور
اپنے کئے کی سزا پاؤ۔ چاہے تم اس مصیبت میں صبر کرو اور چاہے نہ کرو تم کو اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ اور اللہ کے
رسول نے فرمایا ہے کہ جس وقت ان لوگوں کو دوزخ کے دروازہ پر کھڑا کیا جائیگا۔ تو دوزخ کے دروازے کھولدئے
جائینگے۔ اور اُس سے پردہ اُٹھادیا جائیگا۔ اور دوزخ اس وقت جوش میں آئیگی اور اُسکے شعلے بلند ہونگے اور بڑا سخت
دھواں اُس سے اُٹھیگا اور ان شعلوں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہونگی۔ انکی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر
ہوگی اور یہ شرارے آگ برساتے ہوئے آسمان کی طرف اتنی دور تک اُڑتے ہوئے جائینگے جسقدر سال کے فاصلہ
کی راہ ہوتی ہے اور اتنی دور پہنچکر وہاں سے لوٹینگے اور ان بدبخت لوگوں کے سروں پر پہاڑ کی مانند آگرینگے۔ ان سے

چشمہ ہے جو اکثر دریاؤں کے کنارے پر جاری ہوتا ہے جب دوزخی اس دریا میں ڈالا جائیگا - اور
میں گئے - تو ان میں سے بعض بعض کو یہ کہینگے کہ جس عذاب کو ہم نے پہلے بھگتا ہے وہ اس کے
واب تھا - پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو اس دریا میں ایک دفعہ غوطہ دیا جائیگا اور پھر نکال کر
ستر کلاح کی دوری پر پھینک دینگے - اور ہر کلاح آفتاب کے نکلنے اور اسکے غروب ہونے کے راستے
ہے اسکے بعد پھر اسکو فرشتے قمچیاں مارتے ہوئے لے آئینگے اور اس دریا میں ڈبو دینگے - اور
کھائیگا جس قدر کہ ستر سال کے راستے کی دوری ہوتی ہے - اور اس عرصے میں اسی آتش دریا میں
اور پھر ایک سو چالیس برس کے بعد اس پانی میں سے اوپر کو ابھرینگے اور جب کوئی آدمی دوزخ
فرشتے دوڑتے ہوئے اسکے پاس آجائینگے اور اپنی میخوں سے اس کو مارینگے اور اس عذاب کے
ہزار برس کرینگے تو ستر ہزار قمچیاں ان کے سر پر پڑینگی اور پھر ستر باع تک دریا میں غرق کئے جائینگے
ل نے فرمایا کہ یہ لوگ اس آگ کے دریا میں اسوقت تک رہینگے جب تک خدا ان کو اس میں رکھنا
اور پوست دریا کے سانپوں کا طعام ہونگے صرف ہڈیاں باقی رہجائینگی - اور برس تک اس دریا کی موج
سی بھرینگی - اس کے بعد وہ دریا ان کو اپنے خشک کنارے پر پھینک دیگا - اس کنارے پر ستر ہزار
دراڑیں ہر ایک غار میں ہیں - اور ہر ایک دراڑ میں ستر سال کی راہ کا فاصلہ ہے اور ستر ہزار اژدہے
ہیں بھرے ہیں - اور ہر ایک اژدہا کی لمبائی ستر گز ہے اور ہر ایک اژدہا کے سر میں ستر ستر کھڑیں
ہر ایک کھڑ میں ایک زہر کا ایک تودہ موجود ہے اور ہر ایک اژدہا کے منہ کے اندر ہزار بچھو بھرے
ے بچھو کی پیٹھ پر ستر ستر مہرے ہیں اور ہر ایک مہرے کی پیٹھ میں زہر کا تودہ جمع ہو رہا ہے پیغمبر نے
س دریا سے نکلتی ہیں - اور ان غاروں کی طرف آتی ہیں اور یہاں ان کو نئے سرے سے جسم
ی اور دیا جاتا ہے اسکے بعد یہ سانپ اور بچھو ان لوگوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ایک ایک کو ستر
ار بچھو چمٹ جاتے ہیں اور دوزخیوں کو کاٹتے ہیں اور یہ ان کے عذاب پر صبر کرتے ہیں اسکے
ھ آتے ہیں اور پھر ہوتے ہوتے گلے کی ہنسلی تک آپہنچتے ہیں اور یہاں سے بھی آگے بڑھ کر گرد
جاتے ہیں - اور پھر ناک کی سوراخوں میں آگھستے ہیں - اور ہونٹ اور زبان اور کانوں میں بھی لپٹ
ت یہ لوگ نالہ و فریاد بلند کرتے ہیں اور کوئی ان کا فریادرس نہیں ہوتا اسلیئے اسکے سوا ان کو کوئی
ح کی طرف بھاگیں لیں دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں اور جاکر اوندھے سیدھے آگ میں گر پڑتے ہیں وہاں انکو گوشت
ں اور ان کا خون پیتے ہیں اور بچھو اپنے ڈنگ سے عذاب دیتے ہیں اور ان کے زہر سے ان کا
تا ہے اور ہر ایک جوڑ الگ الگ ہو جاتا ہے اور جب انکو دوزخ میں گرایا جاتا ہے تو ستر برس تک
۔ اور بچھوؤں کی زہر کے سبب سے ان کو جلا نہیں سکتی - اور اس عرصہ کے بعد انکو ستر سال تک آگ جلاتی رہتی
سلا چمڑا جلجاتا ہے تو پھر نیا بدل دیا جاتا ہے - اور دوزخی کھانا مانگتے ہیں اس لئے فرشتے
لاتے ہیں - اس کھانے کا نام ذلیمہ ہے اور یہ لوہے سے بھی زیادہ خشک اور سخت ہوتا ہے
تے ہیں لیکن نگل نہیں سکتے لاچار ہو کر اسکو منہ سے اگل دیتے ہیں اور بھوک کی شدت کے سبب
سے لگ جاتے ہیں پہلے انگلیاں چٹ کرتے ہیں پھر ہتھیلیاں کھاتے ہیں ان کے بعد آگے کہنی
تک بازو کو کھا جاتے ہیں پھر کھاتے کھاتے کندھوں تک سب نوش کرلیتے ہیں صرف سر اور
تے ہیں اسکے بعد کندھے کے آس پاس جہاں تک منہ پہنچتا ہے جو کچھ پاتے ہیں اسکو کھاتے ہیں اسکے
انہیں آکر پکڑ لیتے ہیں اور زقوم کے درخت کے آہنی کانٹوں میں پسلیوں کی طرف سے لٹکا دیتے ہیں

بدن پر زخم پڑ جائینگے اور ان زخموں سے پیپ بہتی ہوگی۔ اور انکی آنکھیں نکلکر انکے رخساروں پر لٹکتی ہونگی۔ اور انکو شیطانوں
اور ان معبودوں کے جو انکے ساتھ تنگ مکان میں بند کردیا جائیگا جنکی یہ عبادت کرتے تھے اور جن سے یہ فریادرسی کرتے
تھے (اور جب ان پر عذاب کی اسقدر شدت ہوگی) تو اسوقت یہ دعا مانگیں گے کہ خداوندا ہم کو ہلاک کردے اس وقت حکم ہوگا
کہ ان کا مال لاؤ اور اسکو دوزخ کی آگ میں گرم کرو۔ پس ان کا مال لایا جائیگا اور دوزخ کی آگ میں گرم کرینگے اور اس سے
انکی پیشانی اور انکے پہلوؤں پر داغ دینگے اور بعد میں انکی پیٹھوں پر اسکو رکھدینگے اور وہ انکی پیٹھ کو توڑ کر پیٹ میں سے
ہوتا ہوا دوسری طرف کو نکل جائیگا یہ دوزخی شیطانوں کے ردیفی ہونگے۔ اور انکے گناہوں کے پتھر جو ایک پہاڑ کی مانند
ہونگے ان کے اوپر رکھے جائینگے تاکہ یہ بڑے سخت عذاب میں گرفتار ہوں اور اس واسطے کہ ان کے جسموں میں عذاب کی
زیادہ گنجائش ہو ان کے قد و قامت بڑھ جائینگے یہاں تک کہ ہر ایک آدمی کی لمبائی ایک مہینے کا راستہ ہوگی اور
اسکی چوڑائی پانچ روز کے راستے کے برابر ہو جائیگی اور موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہو جائیگی۔ اور ان میں سے ہر
ایک کا سر اقرع کے برابر ہو جائیگا جو شام کی سرحد میں ایک پہاڑ ہے اور ہر ایک دوزخی کے منہ میں تینتیس دانت ہونگے۔ ان میں سے
بعض تو سر سے نکلے ہوئے ہونگے اور بعض ڈاڑھی کے نیچے سے نکل رہے ہونگے۔ اور اسکی ناک مثل ایک بڑے اونچے ٹیلے کے ہوگی۔ اور اسکے سر کے
بالوں کی لمبائی اور موٹائی صنوبر کے درخت کی سی ہوگی۔ اور اتنے گھنے بال ہونگے جسقدر دنیا کے جنگل ہوتے ہیں اور ہر ایک دوزخی کا اوپر کا ہونٹ اوپر
چڑھا ہوا ہوگا اور نیچے کا ہونٹ گر کر نیچے لٹکا ہوا ہوگا۔ اور ہاتھ دس روز کی راہ کے برابر ہونگے اور انکی موٹائی اسقدر ہوگی جسقدر کہ
ایک دن کے راستے کی مسافت ہوتی ہے اور اسکی ران ورقان پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اور اسکے چمڑے کی موٹائی چالیس
گز ہوگی جو وہاں کے گز ہونگے۔ اور اسکی پنڈلی کی لمبائی پانچ رات کے راستے کے برابر ہوگی اور اسکی موٹائی ایک دن کی
راہ کی مسافت اور آنکھ کا ڈیلا کوہ حرا کی طرح ہوگا یہ مکہ میں ایک پہاڑ ہے۔ ان دوزخیوں کے سر پر گلایا ہوا
تانبا ڈالا جائیگا اور اس سے آنتیں کٹ کٹ کر نکلینگی اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری
جان ہے مجھے اسکی قسم ہے کہ اگر دوزخی اسی حالت میں باہر آجائے کہ اسکی ان زنجیروں سے کھینچ رہے ہوں۔ جس
میں اسکے ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے ہوں اور گردن میں طوق پڑے ہوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور مخلوق اس کو
دیکھ لے تو دیکھتے ہی بے اختیار بھاگ اٹھے۔ اور ایسی جگہ جا چھپے جہاں وہ دکھائی نہ دے سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ
دوزخ کی گرمی اور اسکے غم اور غصے اور ہر طرح کے عذابوں سے ان لوگوں کا گوشت سیاہ ہو جائیگا اور ہڈیاں ٹوٹ
جائینگی اور دماغ جوش مارتا ہوگا اور بھیجا پگھل کر بدنوں پر بہتا ہوگا اور جہاں گذرے گا جلاتا ہوا گذرے گا۔ اور ان کا
ہر ایک جوڑ علیحدہ ہو جائیگا اور پیپ ان سے جاری ہوگی۔ ان کے بدن میں کیڑے پڑ جائینگے۔ اور وہ جسم کو کھا کے
اور کھا کھا کر اسقدر موٹے ہو جائینگے جیسا کہ گدھا ہوتا ہے اور ان کیڑوں کے عقاب اور گدھ کی مانند ناخن بھی ہونگے
اور یہ انکے پوست اور گوشت میں بہت جلد گھس جاینگے۔ اور انکو کاٹیں گے اسکے صدمے سے یہ شور اور غل مچائینگے
اور وہ کیڑے اس طرح کھاتے ہونگے جیسے خوف کھایا ہوا وحشی جانور بھاگتا ہے یہ کیڑے ان کا گوشت ہی کھائینگے
اور انہیں کا خون پئینگے۔ کیونکہ اسکے سوا انکی اور کوئی خوراک نہیں ہوگی۔ اسکے بعد ان لوگوں کو فرشتے پکڑ لیں گے اور آگ
کے انگاروں اور پتھروں پر انکو منہ کے بل گھسیٹینگے۔ یہ انگارے تیر اور تیر کی سنان کی طرح نوکدار ہونگے اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ
کے دریا کی طرف لیجائینگے۔ اس دریا کی لمبائی ستر سال کے راستے کے برابر ہوگی۔ اس دریا کے پہنچتے تک ان کا ہر ایک جوڑ
جدا جدا ہو جائیگا۔ اور ہر روز زیادہ عذاب محسوس کرنیکے لئے ستر ہزار دفعہ انکے چمڑے کو بدلا جائیگا اور جب ان کو
لیکر دوزخ کے اس دریا کے نگہبانوں کے پاس جاینگے۔ تو وہ جھٹ انکو اس میں ڈال دینگے اور پھر پاؤں سے پکڑ کر
گھسیٹتے ہوئے اس آگ کے دریا میں پھینک دینگے یہ دریا اس قدر گہرا ہے کہ کوئی اس کی تہ کو نہیں پا سکتا۔ اس کی گہرائی
خدا ہی جانتا ہے جس نے اسکو پیدا کیا ہے اور کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ دوزخ کے دریا کے سامنے دنیا کا

کے واسطے جو حکم فرمایا تھا وہ صحیح اور درست تھا اس کے بعد مغرور دوزخی ان عاجزوں کو کہینگے۔ کہ تم ہم سے مدد مانگتے ہو۔
تمہیں خوشی اور بےغمی نہ ہو اسکے جواب میں لوگ کہینگے کہ ہم کو بھی خوشی اور بےغمی نہ ہو کیونکہ تمہارے سبب سے ہم غریبوں کو بھی عذاب
ملا ہے اور ہمارا آرام دکھ سے مبدل ہوا ہے اس کے بعد ضعیف لوگ دعا مانگیں گے اے خداوند کریم جن کے واسطے ہم
اس عذاب میں گرفتار ہوئے ہیں انکو دوزخ کے اس عذاب سے دوگنا عذاب دے یہ سنکر مغرور دوزخی ان کو جواب دینگے کہ
اللہ تعالے ہم کو سیدھا راستہ دکھا دیتا تو ہم تمکو بھی اسی پر چلاتے ضعیف کہیں گے۔ کہ تم جھوٹے ہو تم نے رات دن مکر
اور فریب کیا اور ہم کو بھی کہا کہ خداوند کریم کے ساتھ کفر کرو اور اسکے شریک بناؤ۔ اس لئے ہم تم سے بیزار ہیں اور تمہاری
اس بات سے بیزار ہیں جسکی طرف تم دنیا میں ہم کو بلاتے تھے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اس کے بعد دوزخی لوگ اپنے سرکش
شیطانوں سے مخاطب ہونگے۔ اور انہیں لعنت ملامت کرینگے کہ تم نے ہم کو گمراہ کیا اور اس عذاب میں ڈالا شیطان
انکو بلند آواز سے جواب دینگے کہ اے دوزخ کے لوگو خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور تمہیں اپنی طرف بلاتا تھا۔ مگر تم
نے اسکے وعدے کو جھوٹا جانا اور خود ہی اس کی طرف نہ گئے اور جو میں نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا وعدہ تھا۔ اور
تمہارے اوپر مجھ کو اس کے سوا اور کوئی قدرت بھی نہ تھی۔ کہ میں تمہیں باطل کیطرف دعوت کروں تم نے آپ ہی باطل
پر میرا حکم مان لیا مجھ کو ملامت کرنی بیجا ہے مجھے ملامت نہ کرو اپنے کئے پر اپنے آپ کو ملامت کرو۔ اور اب میں تمہارا فریاد رس
نہیں اور نہ ہی تم میرے فریاد رس ہو کیونکہ میں تمہیں آج کافر کہتا ہوں تم نے خداوند کریم کو چھوڑا اور اسکی بجائے میری
عبادت کی۔ اس کے بعد ایک پکارنیوالا پکار کر یہ کہیگا کہ ظالم لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس لئے ضعیف اور عاجز دوزخی
بھی مغرور اور متکبر دوزخیوں پر لعنت کرینگے اور مغروران متکبروں اور شیطانوں کو لعنت کرینگے اور شیطانوں سے
مخاطب ہو کر کہیں گے کہ اگر ہمارے تمہارے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تمہاری ریکی
آج ہمارے لئے برائی کا باعث ہے اور دنیا میں بھی تم ہمارے برے مالک تھے اسکے بعد یہ دوزخی لوگ ایک دوسرے
سے کہیں گے کہ آؤ اب دوزخ کے خزانچیوں کے پاس چلیں تا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں۔ اور
ایک ہی دن کا عذاب ہم سے ہلکا ہو جائے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو ہر حالت میں عذاب دیا جائیگا۔ اور
دوزخ کے خزانچی انکو ستر سال کے بعد جواب دینگے اور اس وقت ان سے یہ پوچھینگے کہ کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں بھیجے
گئے تھے دوزخی جواب دینگے کہ ہاں بھیجے تو گئے تھے اسکے بعد خزانچی کہینگے کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے تم خدا کے ہاں دعا کرو
اور کافروں کی دعا گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں جب ان کو معلوم ہوگا۔ کہ دوزخ کے خزانچی ہمارے واسطے سفارش نہیں
کر سکتے تو اسکے سردار کے پاس جائینگے جو دوزخ کا مالک ہے اور اسکو جا کر کہینگے کہ اے مالک تو ہمارے لئے خدا کے
ہاں دعا کر کہ وہ ہم کو موت ہی دے۔ اسکے جواب دینے میں مالک اتنا عرصہ تامل کریگا جتنا کہ دنیا کو قیام ہے اور جب
اتنے عرصے کے بعد جواب دیگا تو یہ دیگا کہ تم سب ہمیشہ تک اس جگہ ٹھیرے رہو گے۔ اور تم کو موت نہیں آئیگی۔ اور
جب مالک دوزخ کے ہاں سے بھی ناامید ہو جائینگے تو وہ خداوند کریم سے فریاد کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دوزخ سے
نکال لے اگر ہم پھر کوئی خطا کرینگے تو ظالم ہونگے اور اگر پھر نافرمانی کرینگے تو بڑے ظالم ہونگے۔ اللہ جل شانہ ستر سال تک
ان لوگوں کو کوئی جواب نہیں دیگا۔ اور اس عرصہ کے بعد ان سے خطاب کریگا اور وہ بھی اس طرح جس طرح کتوں کو دھتکارتے
ہیں اور ان کو کہیگا دور ہو جاؤ اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرو جب انکو معلوم ہوگا۔ کہ خداوند تعالے بھی ہمارے اوپر کچھ
رحم نہیں کرتا۔ تو یہ دوزخی ایک دوسرے کو کہینگے۔ کہ چاہے ہم اس عذاب کے مارے روئیں اور چاہے صبر کریں برابر
ہے۔ ہماری خلاصی کی کوئی صورت نہیں نہ کوئی ہماری سفارش کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دلسوز اور غمخوار یار ہے۔ اگر
اس عذاب سے کسی طرح چھوٹ جائے تو ہمیشہ کے واسطے ایمان پر قائم اور ثابت قدم رہتے مگر رہائی کی کوئی صورت
نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد فرشتے انکو پکڑ لیں گے اور پکڑ کر اپنے اپنے مکان پہلے آئینگے اور جب وہاں پہنچینگے تو انکے

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اس درخت کی ہر ایک شاخ میں ستر ہزار دوزخی لٹکائے جائینگے اور باوجود اسکے گوشت کے اس شاخ میں ذرا بھی جسم نہیں آئیگا اور جب وہ اس طرح سر کے بل لٹکے ہوئے ہونگے تو دوزخ کی آگ بھی انکے پیچھے بھڑکائی جائیگی اور ان کے منہ میں دوزخ کی اس آگ کی گرمی ستر سال تک پہنچی رہیگی۔ اس سے انکے تمام جسم گل جائینگے اور صرف انکی روحیں رہ جائینگی اور پھر انکو نئے سرے سے بارہ جسم اور چمڑہ دیا جاتا ہے اسکے بعد انکو انگاروں کے سرے سے لٹکایا جاویگا وہ ان کے پیچھے آگ کے شعلے بھڑکائے جائینگے اور یہ لوگ ان کے پاخانہ کے مقام سے گذر کر انکے دلوں کو جا جائینگی اور ستر سال تک اسکے شعلے ناک کی سوراخوں اور منہ اور کانوں سے نکلتے رہینگے انکی ہڈیاں اور گوشت سب کچھ گل سڑ جائیگا صرف رُوحیں باقی رہ جائینگی اور پھر انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور نئے سرے سے پوست اور ہڈیاں درست کی جائینگی۔ اسکے بعد ان کو آنکھوں کے بل لٹکائینگے۔ اور اسی طرح ان کو ہمیشہ عذاب دیا جائیگا یہانتک کہ کوئی جوڑ اور اعضا باقی نہ رہیگا کہ سر سر برس تک نہ اس کے بل نہ لٹک چکیں گے اور اسی طرح سر کے ہر ایک بال کے بل لٹکائے جائینگے اور اس کے بعد موت اُنکے ہر ایک جوڑ میں آئیگی مگر وہ مرینگے نہیں اور اسکے بعد انکو اور بھی بہت سخت عذاب دیا جاویگا جب یہ سب عذاب بھگت چکیں گے تو ہر ایک دوزخی کے پاس فرشتے موجود ہو نگے اور ہر ایک کو زنجیروں میں باندھ کر اسکے قیام کی جگہ میں منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جائینگے اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ انکے لئے دوزخ میں عملوں کے موافق گھر بنائے گئے ہیں بعض کو تو ایسے محل دئے جائینگے جو لمبائی میں ایک مہینے راستہ رکھتے ہیں اور ان کی چوڑائی انکی آگ کی مانند ہے جو انکے لئے روشن کی جاتی ہے اور اس گھر میں مالکِ گھر ہی رہتا ہے اسکے سوا اور کوئی اس کے پاس تشریف نہیں لاتا ہے اور بعض کو ایسے گھر دئے جاتے ہیں کہ انکی لمبائی اور چوڑائی انکی رانوں کے راستے تک ہے اور ان لوگوں کو محلوں اور کے دیے گھٹتے اور تنگ ہوتے جاتے ہیں ایک دوزخی کو ایک دوزخ کے راستے کے برابر لمبا چوڑا گھر بھی ملتا ہے اور ان کو اپنے گھروں کی کشادگی کے موافق عذاب بھی ملتا ہے بعض کو چیت گرا کر عذاب دیتے ہیں بعض بیٹھے بیٹھے عذاب بھگتتے ہیں بعض رانو کے بل گرے ہوئے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں بعض کھڑے کھڑے عذاب پاتے ہیں بعض کو الٹا اور پیٹ کے بل اوندھا کر کے عذاب دیا جاتا ہے اہل دوزخ کے لئے جیسے گھر ہیں عذاب کی شدت سے ان پر بہت تنگ ہوتے ہیں اور سوئی کی نوک سے بھی تیز ہوتے ہیں اور ان دوزخیوں میں سے بعض کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض کی رانوں تک اور بعض کمر تک آگ میں گڑے ہونگے اور بعض کی ناف تک پہنچی ہوگی۔ اور بعض گلے کی ہنسلی تک آگ میں دھنسے ہونگے اور بعض ایسے ہونگے کہ انکو آگ نے غرقاب بھی کر لیا ہوگا اور جب یہ آگ جوش مارینگی اور انکو گردش دیگی تو ایک مہینے کی راہ کے برابر انہیں اپنے نیچے دھنسا لی جائیگی۔ اور دوزخی لوگ جب اپنے گھروں میں پہنچتے ہیں تو اپنے بزرگوں اور قریبیوں سے بھی ملتے ہیں۔ اور زار زار روتے ہیں۔ یہاں تک کہ روتے روتے اُنکے سارے آنسو ختم ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد انکی آنکھوں سے خون آنے لگتا ہے اور اس قدر بہتا ہے کہ اگر اس میں کشتیاں چھوڑ دی جاویں تو البتہ تیرنے لگ جاویں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ دوزخی ایک دن دوزخ کی نہر میں جمع ہونگے اور پھر کبھی جمع نہ ہونگے۔ اور اس دن خدا کے فرمان کے موافق ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اے دوزخ کے لوگو سب اکٹھے ہو جاؤ پیچھے اور نزدیک اور دُور نزدیک کے رہنے والے سب اس آواز کو سنینگے۔ اور اس آواز دینے والے کا نام حشر ہے اسلئے یہ لوگ دوزخ میں جمع ہو جائینگے اور انکے ساتھ انکا ہمان بھی ہونگے اور یہ دوزخی وہاں جمع ہو کر آپس میں مشورہ کرینگے۔ ان میں جو ضعیف اور عاجز ہونگے وہ مغرور اور متکبر دوزخیوں کو کہینگے کہ دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے کیا تم خدا کے اس عذاب سے کچھ ہمارے واسطے کفایت کر سکتے ہو یہ مغرور دوزخی انکو جواب دینگے کہ ہم تو سب اپنے اپنے حال میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں

پہاڑ بھی اس طرح جلکر گداز ہو جائنگے جیسے آگ پر پگھل کر سیسہ چلتا ہے اور اگر دوزخ کی چنگاریوں میں سے ایک
چنگاری بھی اُڑ کر مغرب میں جا پڑے تو اسکی گرمی سے مشرقی لوگوں کے دماغ بھی پکنے لگ جائنگے اور ان کا بھیجا پھوٹ کر
بدن پر نکلیگا اور دوزخی لوگوں کا کم سے کم عذاب یہ ہے کہ آگ کی جوتیاں انکو پہناتے ہیں اور وہ ان کے کانوں اور
ناک کے سوراخوں سے باہر نکل رہی ہوتی ہے اوران کے دماغ گرمی سے جوش میں ہوتے ہیں اور جو لوگ دوزخ کے متصل رہتے
ہیں۔ ان کو دوزخ کے پتھروں پر ڈالا جاتا ہے اور وہ پتھر گرمی سے اسقدر پھٹے ہوئے ہیں۔ کہ وہ ان پر گرمی کے مارے تڑپتے ہیں جس طرح
جیسے کہ بھاڑ میں بھنتے ہوئے دانہ تڑپتا ہے اور جب اس حالت میں ایک پتھر سے لڑھکتے ہیں تو پھر دوسرے پتھر پر
جا گرتے ہیں پس اسی طرح سے جتنے اہل دوزخ ہیں ان سب کو اپنے بُرے عملوں کے موافق عذاب دیا جاتا ہے۔
ہم خداوند تعالےٰ کے ہاں بُرے عملوں سے اور ان کی طرف بازگشت کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے رسول
مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی شرمگاہوں کو نگاہ نہیں رکھتے وہ اپنی شرمگاہوں سے دوزخ میں لٹکائے
جاوینگے اور وہ اتنی دیر تک لٹکتے رہینگے جتنا عرصہ دنیا کو قیام ہے اور ان کے جسم سڑ اور گلکر نہ جائینگے صرف رُوح ہی
باقی رہجائیگی۔ اور اس وقت ان کو اُتار کر ان کو نیا چمڑا اور نئی ہڈیاں دی جائینگی اور پھر پہلی طرح ہی عذاب دینگے
اور ستر ہزار فرشتے انکو مارینگے اور جسقدر زمانہ وہ دُنیا میں رہے ہیں اسی دیر تک انکو مارتے رہینگے۔ اور انکے جسم اور
ان کا چمڑا اور انکی ہڈیاں سب گلجائینگے صرف رُوح ہی روح باقی رہجائیگی پس زانی اور زانیہ کا تو یہ حال ہوگا۔ اور
جو لوگ چوری کرتے ہیں۔ ان کے جوڑوں کو ایک ایک کرکے کاٹینگے اور جب اس طرح عذاب کو محسوس کرتے ہوئے
سب جوڑ کٹ جائینگے تو پھر نئے سرے سے ان کو درست کردیا جائیگا اور پھر کاٹنا شروع کرینگے اور پہلی طرح عذاب
پائینگے۔ اور اسکے سوا یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک چور کے پاس ستر ستر ہزار فرشتہ آویگا۔ اور بڑے بڑے چھرے ہاتھ میں لئے
ہونگے اور ان کو عذاب دینگے اور جو لوگ جھوٹی گواہی دیتے ہیں وہ اپنی زبانوں کے ساتھ لٹکائے جائینگے پھر ہر ایک
کو ستر ستر ہزار فرشتے کوڑوں سے مارینگے اور ان کے بدن پگھل جائینگے اور صرف رُوحیں ہی باقی رہجائینگی۔ اور
جو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں ان کو عذاب دیا جائیگا کہ ان کو دوزخ کی غاروں میں بند کردینگے اور ان میں بڑے بڑے
سانپ اور بچھو ہونگے اور آگ کی چنگاریوں اور شعلوں اور سخت دہوئیں سے بھری ہوئی ہونگی۔ اور ان تمام چیزوں
سے عذاب دئے جائینگے اور ہر ایک ساعت میں انکے بدن اور پوست کو ستر دفعہ از سر نو پیدا کیا جاویگا اور جابروں،
ظالموں، مغروروں کو آگ کے صندوقوں میں ڈالدینگے اوران کو مقفل کردینگے اور ان صندوقوں کو دوزخ کے سب سے
نیچے کے درجہ میں پھینک دینگے اور اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک۔ کو ہر ایک ساعت میں ستر نئے
قسم کا نیا عذاب دیا جائیگا۔ اور ہر روز ہزار دفعہ ان کے جسموں کی نئی جلدیں تبدیل ہونگی۔ اور جو لوگ غنیمت کے مال
سے چرا لیتے ہیں اس چوری کی گئی چیز کو فرشتے دوزخ کے دریا میں ڈالدینگے اور اسکے بعد چوروں کو حکم ہوگا کہ جو چیز
تم نے چرائی ہے اس کو حاضر کرو اور ان کو کہا جائیگا کہ اس دریا میں غوطہ لگاؤ اور اسکو نکال لاؤ اور اس دریا کی نہ کسی کو بھی
معلوم نہیں ہے اسکی گہرائی کو وہی جانتا ہے جس نے اس آگ کے سمندر کو پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ
یہ لوگ اس میں غوطہ لگائینگے اور اتنی دیر تک اندر گھسے رہینگے جب تک خداوند تعالےٰ نے چاہا ہوگا اور جب اس سے سر باہر
نکالیں گے اور چاہیں گے کہ ذرا دم لیں تو جھٹ ہر ایک آدمی کے سر پر ہزار ہزار فرشتے آموجود ہونگے اور ان کے
ہاتھوں میں لوہے کی قمچیاں پکڑی ہوئی ہونگی اور وہ آتے ہی ان کو ان کے سروں پر مارنے لگ جائینگے اور ہمیشہ ان
آدمیوں کو ایسا ہی عذاب دیتے رہینگے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ نے مقرر کیا ہے کہ دوزخ کے لوگ دوزخ
میں چند حقبہ تک پڑے رہینگے اور یہ تو معلوم نہیں کہ یہ چند حقبہ کتنی مدت کے ہونگے مگر اس قدر معلوم ہے کہ اسّی ہزار سال
کا ایک حقبہ ہوگا اور ایک سال میں سو ساٹھ دن کا ہوگا اور ایک دن ان دُنیا کے دنوں کے ہزاروں کے برابر ہوگا۔ پس جو

پاؤں کا سبب ہے ہونگے اور رحمت منقطع ہوگی اور عذاب ہی عذاب دکھائی دیگا جو پروردگار نے انکے واسطے مقرر فرمایا ہوگا
اور اسکی رحمت سے ناامیدی ہوگی اور سخت ملال اور اندوہ کا عالم طاری ہو جائیگا اور بڑی رسوائی اور خواری ان پر نازل
ہوگی اور انسے کھو گئے وقت پر دست افسوس ملینگے اور فریاد کرینگے اور پیر اور اپنی پیروی کرنے والونکے گناہوں کا بوجھ
اُٹھانیکے واسطے اپنی گردن جھکا دینگے کیونکہ ان کو اور کوئی چارہ ہی نہیں ہوگا۔ اور یہ بوجھ ہلکا نہیں ہوگا اور نہ ہی
اس سے کچھ کم کیا جائیگا۔ دوزخ کے لوگوں کے عذاب کی تعداد ریت کے ذروں اور دریا کے قطروں سے بھی بہت
زیادہ ہے اور دوزخیوں کے نگہبان ایسے ہیں کہ ان کا حکم ان پر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اور بڑے سخت کلام
ہیں۔ اور بڑے بڑے جسیم اور عظیم اور ضخیم دیوہیکل آدمی ہیں اور انکے منہ سے بجلی کی مانند چمک نکلتی ہے۔ اور
آنکھیں انگاروں کی مانند دہکتی ہیں۔ اور ان کا رنگ آگ کی مانند سرخ ہے اور ان کے دانت لمبے لمبے اور ہونٹوں
سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور ان کے ناخن ایسے ہیں جیسے بیل کے سینگ ہوتے ہیں اور انکے ہاتھوں میں لمبی لمبی
حلق ہوئی چھڑیاں ہوتی ہیں اور اگر ان کو کسی پہاڑ پر ماردیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ریزہ ریزہ ہو جائے اور
انکو ان گنہگار لوگوں کے بدن پر مارتے ہیں اور انکی آنکھیں اُن کے صدموں سے خون روتی ہیں اگر یہ دوزخی لوگ
فرشتوں کو بلاتے ہیں تو وہ انکو کوئی جواب نہیں دیتے اور اگر روتے ہیں تو ان پر کچھ رحم نہیں کھاتے اور اگر ان سے
درخواست کرتے ہیں کہ ٹھنڈا پانی ہم کو دو تو اسکی بجائے پگھلے ہوئے تانبے کا گرم پانی ان کو پلاتے ہیں اُس سے
ان کا منہ جھلس جاتا ہے اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا۔ کہ دوزخ کے لوگوں پر ہر روز ابر محیط ہوتا ہے اور
ان پر چھا جاتا ہے اور اس بادل میں ایسی بجلیاں ہیں کہ وہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہیں اور اس میں کڑک ہے کہ وہ
پٹھوں کو توڑ دیتی ہے اور اس قدر تاریک ہے کہ اس کے اندھیرے سے نگہبان دکھائی نہیں دیتے جب وہ ابر
ان لوگوں پر چھا جاتا ہے تو اس وقت سخت اور گرجنے والی آواز سے ان پر آواز مار کر کہتا ہے کہ اے دوزخ کے
لوگو تم نہ چاہتے ہو کہ تمہارے اوپر پانی برسایا جائے وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں ہم ٹھنڈا پانی چاہتے ہیں اسکے بعد
وہ ابر برستا ہے مگر پانی برسانے کی بجائے وہ پتھر برساتا ہے جو اُن کے سروں پر پڑتے ہیں اور ان کے سر کے کاسہ کو توڑ
کر پاش پاش کر دیتے ہیں اور تھوڑی دیر تک یہ پتھر برسا کر دوسری دفعہ گرم پانی اور کوئلے اور انگارے اور لوہے
کے کانٹے برساتا ہے اور اسکے بعد سانپ اور بچھو اور کیڑے مکوڑے اور گرم پانی کی بوچھاڑ نازل کرتا ہے۔ اور
ارشاد کیا کہ جس وقت دوزخ کے دریا گرمی سے جوش مارتے ہیں تو اس وقت بڑی غضبناک موجیں اُچھلتی ہیں اور
دوزخ کے پہاڑوں اور اسکے گڑھوں اور اہل دوزخ سب کو غرق کر لیتی ہیں مگر دوزخی ان میں مرتے نہیں۔ اور اس
کے بعد اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا کہ گنہگاروں پر اور ان کے سوا جو کچھ دوزخ میں بھرا ہوا ہے اُس پر دوزخ لمبا
بڑا عرصہ کرتی ہے اور لمبی لمبی سانس لیکر سب کو نگل جاتی ہے اور چیریں بنتے ہوئے ان سے نہیں آتی ہے۔ آگ کے
شعلے۔ سیاہ دھواں۔ گرم ہوا۔ گرم پانی۔ حرارت۔ شورش۔ سختی کیونکہ ان لوگوں پر ایسے پروردگار کا عتاب ہوتا ہے
ہم خداوند کریم سے بُرے عملوں اور دوزخ اور اہل دوزخ کی نزدیکی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے پالنے
والے ہم کو دوزخ کے حوضوں کے پاس نہ لیجا اور اسکے طوق ہماری گردنوں میں نہ ڈال اور نہ ہی ہمکو دوزخ کے
کپڑے پہنا۔ اور نہ ہی ہم کو کھانیکے واسطے زقوم دے اور نہ ہی اس کا گرم پانی پینے کو دے اور دوزخ کے نگہبانوں کو
بھی ہمارے اوپر مقرر نہ کر اور نہ ہی دوزخ کی آگ کو ہماری خوراک بنا اور اپنی رحمت اور اپنے کرم سے صحیح اور سلامت
پلصراط سے ہم کو پار اُتار دے اور دوزخ کے شعلوں اور شراروں سے ہم کو نگاہ رکھ اور اس کے دھوئیں اور اس کے
عذاب کی سختی سے دور فرما آمین یارب العالمین۔ اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر دوزخ کے دروازوں
میں سے ایک چھوٹا سا دروازہ ہی مغرب کی جانب سے کھول دیں تو اسکی گرمی اسقدر ہوگی۔ کہ مشرق جانب کے

اس حوض میں وضو کریگا اور پانی بھی خوب سیر ہو کر پئیگا اس کے بعد اس آدمی پر بہشت کی ہوا چلیگی
رنگ روپ بدل جائیگا اور خوب چمکیگا۔ اور اس کے بعد فرشتے اسکو دوزخ کے دروازہ پر لیجاتے ہیں
دیتے ہیں اور اسکو حکم ہوتا ہے کہ جب تک تیرے واسطے اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے حکم صادر نہ ہو
ارادہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ یہ شخص اہل دوزخ کی طرف نگاہ کریگا اور انکی آوازیں کتوں کی آواز
نکی ایسی سنکر یہ بھی رونے لگ جائیگا۔ اور کہیگا کہ اللہ دوزخیوں کی طرف سے میرا منہ پھیر دے اس
درخواست نہیں۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ کے ہاں سے اس کے پاس وہی فرشتہ
دوزخ کی طرف سے بہشت کی طرف اس کا منہ پھیر دیگا۔

شخص کے کھڑا ہونے کی جگہ سے بہشت کے دروازے تک ایک ہی قدم
ہشت کی فراخی کو دیکھیگا۔ اسکے دروازے میں دو سب کھڑے دکھائی دینگے صرف ان میں ہی اتنا
لیس برس کے راستے کا فاصلہ ہوتا ہے اور یہ راستہ بھی پر اڑنے والے جانور کا۔ اور فرمایا کہ یہ
عرض کریگا کہ اے اللہ تو نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ مجھ کو دوزخ سے نجات دی
طرف سے میرا منہ پھیر کر بہشت کی طرف کر دیا ہے اور بہشت کے اور میرے درمیان فاصلہ بھی
اے میرے پروردگار اپنی عزت کے صدقے مجھ کو بہشت میں داخل کر دے۔ اسکے سوا تجھ سے
نگتا کہ میرے اور اہل دوزخ کے درمیان بہشت کے دروازے کو ہی پردہ بنا دے تاکہ دوزخی
نائی نہ دے اور نہ ہی میں انہیں دیکھوں۔ اسلئے خداوند کریم کے ہاں سے اسکے پاس وہی فرشتہ
بڑا جھوٹا آدمی ہے پہلے تو تو نے یہ درخواست نہیں کی تھی اور یہ کہا تھا کہ میں اسکے سوا کچھ نہیں مانگتا۔
وہ شخص کہیگا کہ مجھ کو خدائی بزرگی کی قسم ہے کہ اب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا۔ بس وہ فرشتہ
اس کو بہشت میں لیجائیگا اور وہاں چھوڑ کر آپ پروردگار عالم کی درگاہ میں جائیگا۔ فرمایا رسول اللہ
یہ شخص بہشت کو دیکھیگا اور اس کے سامنے ایک سال کی راہ ہوگی اور میوہ دار درختوں کے سوا
نہیں آئیگی اور اس میں اور درختوں کے درمیان بھی ایک ہی قدم کا فاصلہ ہوگا اور جب غور سے
اس کو معلوم ہوگا کہ اس کی جڑ سونے کی ہے اور شاخیں سفید چاندی کی ہیں اور اسکے پتے بہت
ہونگے جو کسی نے دیکھے ہوں۔ اور اس کا میوہ مکھن سے بھی زیادہ نرم ہوگا اور شہد سے زیادہ شیریں
خوشبودار پیغمبر نے فرمایا ہے کہ یہ شخص یہ سب دیکھ کر حیران رہجائیگا۔ اور خداوند تعالے کی
اے میرے پروردگار تو نے مجھے دوزخ سے نجات دی اور بہشت میں داخل کیا اور مجھ پر بڑے بڑے
اور اس درخت کے درمیان ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے اب تو مجھے اس درخت کے پاس
سوا میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتا۔ پھر فرشتہ آویگا اور اس کو کہیگا۔ کہ تو بڑا جھوٹا آدمی ہے تو نے تو پہلے
کوئی سوال نہیں کرونگا اب تو زیادہ کیوں مانگتا ہے اور اپنی قسم کے خلاف کیوں کرتا ہے تجھے قسم
اسکے بعد وہ فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ لیگا اور اس کو ایک اونچے مکان کی طرف لے جائیگا اور
تو وہ سراسر اسکو موتیوں کا دکھائی دیگا اور ایک سال کے راستے کی دوری پر ہوگا۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا
محل کو اپنے سامنے دیکھیگا اسے پہلی کی سب چیزوں کو خواب و خیال سمجھیگا اور اس کے سامنے
کہیگا کہ اے اللہ اب میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف تو مجھ کو اس محل میں پہنچا دے۔ فرمایا
پاس آئیگا اور اسے کہیگا کہ تو اب بھی اپنے قول اور قرار پر ثابت نہ رہا کیا تو نے یہ نہیں وعدہ کیا تھا۔ کہ میں
نگا اور یہ اسکو زیادہ ملامت بھی نہیں کریگا کیونکہ وہ جانتا ہوگا کہ اس کا دل اسکے اختیار میں نہیں اس کی

لوگ اہل دوزخ ہیں ان کے واسطے ہلاکت ہے پس ہلاکت ہے ان منہوں کے لئے جو آفتاب کی گرمی پر صبر نہیں کرتے تھے جب ان منہوں کو دوزخ کی آگ جلائیگی۔ اور وہ لوگ جو درد سر کے باعث سر میں صندل لگاتے تھے جب دوزخ کا جلتا اور اُبلتا ہوا پانی سروں پر ڈالا جائیگا۔ اور جو شخص دُنیا میں تھوڑا سا درد بھی برداشت کرنیکی متحمل نہ ہوتی تھی انکے واسطے ہلاکت ہے۔ اور ہلاکت ہے ان کانوں کو جو دنیا میں بیہودہ باتیں اور قصے سنکر لذت پاتے تھے جب انکے سوراخوں سے آگ کے شعلے نکلینگے۔ ہلاکت ہے اُن ناکوں کے سوراخوں کے لئے جو مردار کی بُو سے نفرت کرتے تھے اور ان کو تھوڑی سی اذیت کا سہارا بھی نہیں ہوسکتا تھا جب ان سوراخوں میں آگ بھری ہوئی ہوگی۔ ہلاکت ہے ان گردنوں کے لئے جنکو ذرا سے بوجھ سے درد ہوتا تھا جب ان میں بھاری زنجیریں پڑی ہوں گی۔ ہلاکت ہے اُن جسموں کیلئے جو سخت اور درشت کپڑوں میں صبر نہ کرتے تھے جب انکو دوزخ کے سخت اور درشت کپڑے پہنے پڑینگے جو دوزخ کی آگ سے بنائے گئے ہونگے۔ اور ان سے بدبو آتی ہوگی اور آستین شعلے نکلتے ہونگے۔ ہلاکت ہے اُن پیٹوں کے لئے جو ذرہ سے درد پر صبر نہ کرتے تھے جب ان میں جوش مارتے ہوئے پانی کے ساتھ گرم زقوم اتریگی اور انکی انتڑیاں کاٹ کر گلا دیگی۔ ہلاکت ہے ان پاؤں کے لئے جو برہنگی کی حالت میں ایک قدم بھی چلنا نہیں پسند کرتے تھے جب انکو آگ کی جوتیاں پہنائی جائینگی۔ پس انکے واسطے ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور طرح طرح کے عذاب خداوندا اس علم کی طلب اور اسے حصول کی طلب ہم کو ان لوگوں میں سے نہ کر جو اہل دوزخ ہیں ٭

دوزخ کا بیان

ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ دوزخ پر سات پُل باندھے ہوئے ہیں اور ایک پُل سے دوسرے پُل تک اسقدر فاصلہ ہے کہ جسقدر ستر برس کی راہ ہوتی ہے اور پُل کی چوڑائی ایسی ہے جیسی کہ تلوار کی دھار کی (دیری) ہوتی ہے۔ اور جب اسکے اوپر سے لوگ گذرنے لگیں گے تو پہلا گروہ تو آنکھ پھیرنے کی سی دیری کے ساتھ اس سے گذر جائیگا۔ اور دوسرا گروہ اس طرح گذریگا جیسے کہ بجلی اوچک لیجا ہوا گذرتی ہے اور تیسرے گروہ کے لوگ تیز ہوا کی طرح گذر جائینگے۔ اور چوتھا گروہ اسطرح گذر جائے گا جیسے پرندے گذر جاتے ہیں اور پانچواں گروہ گھوڑوں کی مانند دوڑتا ہوا گذریگا۔ اور چھٹے گروہ کے لوگ اس طرح گذر جائینگے جیسا کہ دوڑتا ہوا آدمی گذرتا ہے۔ اور ساتویں گروہ کے لوگ پیادہ چلتے ہوئے گذر جائینگے۔ اور جب یہ سب گذر چکینگے تو ایک ان میں سے اکیلا پیچھے رہجائیگا۔ اس کو بھی کہا جائیگا کہ تو بھی اس پُل کے اوپر سے گذر جا وہ بھی گذرنے لگیگا۔ اور جب وہ اپنے دونوں پاؤں پُل کے اوپر رکھیگا تو اس کا ایک پاؤں کا پنجہ لگ جائیگا اسلئے وہ گھٹنوں کے بل چلیگا اور اس طرح سوار ہوکر اس پُل کے اوپر چلنے لگیگا۔ اور دوزخ کی آگ کی چنگاریاں اسکے پاؤں اور پوست تک پہنچیگی۔ اور وہ پیٹ کے بل کشاں کشاں اس پُل کے اوپر چلیگا۔ اور چلتے چلتے لڑکھڑا جائیگا۔ اور ڈگمگا جائیگا۔ اسوقت وہ اپنے ہاتھوں سے پُل کو لپٹ جائیگا اور اس کے بعد اس کو آگ بھی لپٹ جائیگی۔ اسکے بعد وہ چاہے گا کہ اس سے رستگاری حاصل کرے اس لئے وہ پیٹ کے بل ہی کشاں کشاں گھسیٹتا ہوا چلیگا۔ اور اسی صورت میں دوزخ سے نکلجائیگا اور جب دوزخ سے نکل جائیگا۔ تو لوٹ کر دوزخ کی طرف نگاہ کرے گا۔ اور اس وقت یہ کہیگا کہ جس پاک پروردگار نے مجھکو تجھ سے رستگاری عنایت فرمائی ہے وہ خدا پاک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند کریم نے اپنے لطف اور احسان اور کرم سے میرے حال پر بڑی مہربانی کی ہے۔ اور جو احسان آجتک اول سے آخر تک کسی پر نہیں کیا۔ وہ یہی ہے کہ مجھ کو اس پل صراط کے پیچ سے خلاصی عنایت فرمائی ہے اس کے بعد اس آدمی کے پاس ایک فرشتہ بھیجیگا۔ اور وہ آکر اس کا ہاتھ پکڑیگا اور اسکو بہشت کے دروازے کے سامنے ایک حوض پر لیجائیگا اور اس کو ہدایت کریگا۔ کہ اب تو اس حوض میں غسل کر اور اپنے بدن کو مل مل کر خوب صاف کر۔ اور اس کا پانی بھی پی لے راوی کا بیان ہے

اس محل کے بیچ سو ساٹھ دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے کے اوپر مروارید کے ہیں سو ساٹھ محل سے ہیں۔ یہ مروارید
اور یاقوت اور لعل اور ہیرے اور ہر ایک قسم کے جواہر سے ہیں۔ پس یہ حضرت اس محل میں جس وقت بیٹھینگے اور سیر کرینگے اور
جب اپنے محل سے باہر نکلینگے تو گویا یہ اپنے ہی ملک کی سیر کر رہے ہونگے اور جہاں تک انکی نگاہ کام کریگی سب جگہ ان کو ایسا
ہی ملک نظر آئیگا اور اس محل کے برابر ہی سو برس کے راستے کے برابر ہے اور ہر ایک محل کے دروازے پر پہنچنے کے
وقت ان کے پاس فرشتے آتے ہیں اور آکر انہیں سلام کرتے ہیں اور خداوند کریم کی طرف سے انہیں تحفہ دیتے ہیں
اور ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک تحفہ موجود ہوگا اور ہر ایک کا تحفہ دوسرے سے الگ اور نرالا ہی ہوگا۔ اور
آخر وقت میں بھی ہر دروازے اور ہر دروازے سے لیکر فرشتے آموجود ہونگے اور انہیں سلام کہینگے۔ اور اس روایت کی تصدیق
میں خدا پاک کا کلام گواہ ہے جو اسکی مبارک کتاب میں موجود ہے فرمایا ہے (ہر دروازے سے فرشتے آوینگے اور آکر کہینگے
کہ جو کچھ تم نے کیا تھا اسکے عوض تمہارے اوپر سلام ہے لیس آخرت کا بدلہ نیک ہے) اور ارشاد کیا ہے (کہ انکے واسطے
صبح اور شام ان کا رزق موجود ہے) اور پیغمبر نے فرمایا کہ اہل بہشت نے اس شخص کا نام مسکین رکھا ہے اور اس واسطے
کہ انکے مکانات اس کے مکان کی نسبت بہت ہونگے حالانکہ اس غریب کے اسی ہزار خدمتگار اس کی خدمت میں
موجود ہونگے جو صرف کھانا کھلانے پر مقرر ہونگے۔ جب اس کو کھانا کھانے کی حاجت ہوگی تو سرخ یاقوت کے خوانچوں
میں لاکر اسکے سامنے رکھینگے اور ہر ایک خوان یاقوت۔ زرد اور مروارید اور زمرد سے بنا ہوا ہوگا اس کے پائے
مروارید کے ہونگے اور اسکی ایک طرف کی لمبائی میل کوس کے فاصلے کی ہوگی اور ان خوانچوں میں رنگ برنگ کے
ستر قسم کے کھانے ہونگے اور جب کھانے لگیگا تو اسی خدمتگار سامنے کھڑے ہونگے اور ہر ایک خدمتگار کے ہاتھ
میں ایک کاسہ کھانے کا اور ایک پیالہ پینے کی چیز کا ہوگا۔ ہر ایک کاسے اور پیالے کے کھانے اور پینے کی چیز
کی لذت اور تیزی ایک دوسرے سے جدا ہوگی اور پہلے میں کھانے کا جو مزا پائیگا وہی اُس دوسرے میں پائیگا مگر رنگ
اور صورت میں وہ بالکل الگ ہونگے اور جب آگے سے کھانا اٹھایا جائیگا تو خدمتگار کو بھی اس کھانے اور شربت سے
حصہ دیا جائیگا۔ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے ادنے سے بلند درجے ہونگے وہ ان کی زیارت کرینگے مگر انکی زیارت کے
واسطے نہیں جائیگا۔ اور جتنے اعلےٰ مدارج والے بہشتی ہونگے ان میں سے ہر ایک کی خدمت میں آٹھ لاکھ خدمتگار حاضر
رہینگے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک کھانے کا رکاب ہوگا اور ایک شربت کا اور یہ کھانے اور شربت مختلف قسم کے ہونگے
اور جب طعام اٹھایا جائیگا تو خدمتگاروں کو بھی حصہ دیا جائیگا اور ہر ایک کے واسطے ستر حوریں اور دو آدمی زاد عورتیں
ہونگی اور ہر ایک بیوی کا سبز یاقوت کا ایک محل ہوگا اور سرخ یاقوت سے جڑاؤ اور منقش اور ہر محل میں ستر ہزار دروازے
ہونگے اور ہر ایک دروازے میں ایک قبہ موتی کا ہوگا۔ اور ایسی کوئی عورت نہیں ہوگی جو ستر ہزار لباس نہ پہنے ہوگی۔ اور
ہر ایک لباس ستر ہزار رنگ کا ہوگا۔ جو ایک دوسرے سے نہیں ملتا ہوگا اور ہر ایک بیوی کے روبرو ستر ہزار لونڈی
خدمت کے واسطے موجود ہونگی اور ستر ہزار ہی اسکی مجلس میں ہونگی۔ ان خدمتگاروں میں سے کوئی اپنے کام اور خدمت
سے غافل نہیں ہوگا اور جب ہر ایک بی بی کے سامنے کھانا لایا جائیگا تو ستر ہزار لونڈیاں ہی کھانے کے رکاب اور شربت
کے پیالے ہاتھوں میں لئے حاضر ہونگی۔ اور یہ کھانے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہونگے کوئی دوسرے سے ملتا نہیں
ہوگا۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کبھی کسی شخص کو یہ خواہش ہوگی کہ اپنے کسی ایسے دوست کا حال دریافت کرے جس
سے وہ دنیا میں خدا کے لئے دوستی رکھتا تھا تو اسوقت یہ خواہش کریگا کہ میرے فلاں بھائی کا کیا حال ہے کہیں وہ ہلاک
تو نہیں ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اسکی دلی خواہش سے آگاہ ہوگا اور فرشتوں پر وحی نازل کریگا اور ان کو حکم دیگا کہ میرے اس بندے
کو سیر کراؤ اور اسکو اس کے بھائی کی طرف لے جاؤ۔ ایک اونٹ پلان کیا جائیگا اور اس اونٹ کے اوپر نور کے ممدوں کا پلان
رکھا ہوا ہوگا۔ فرشتہ آکر اُسے سلام کہیگا۔ اور وہ اس کا جواب دیگا اس کے بعد وہ فرشتہ کہیگا کہ آپ آئیے اور اس اونٹ

جہاں ان عجائبات کو دیکھ کر نکل رہی ہے پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ پھر یہ فرشتہ اسکو کہیگا کہ یہ محل تیرے ہی ملک میں ہے اور اس کے بعد یہ شخص اس جگہ نظر کریگا تو اس کو گمان ہوگا کہ میں تو خواب اور خیال میں دیکھ رہا ہوں مگر خاموش ہو رہیگا اور کچھ کہہ نہیں سکیگا اور فرمایا رسول اللہ نے فرشتہ اس سے پوچھیگا کہ اپنے پروردگار سے اب کچھ اور بھی مانگتا ہے وہ جواب دیگا کہ اے میرے سردار میں نے ایسے خدا کی قسمیں کھائی ہیں اور زیادہ سوال کرنے سے ڈر لگتا ہے شرمندگی آتی ہے خداوند کریم اس کو ارشاد فرمائیگا کہ کیا اب تو راضی ہو گیا ہے دنیا کے پیدا کرنے اور اسکے نیست کرنے تک میں اس سے دس گنا زیادہ انعام تجھ کو اور عطا کر دونگا وہ بندہ جواب میں عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار کیا تو میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے تو تمام جہان کے لوگوں کا پالنے والا ہے خداوند کریم فرمائیگا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں جس چیز کی تجھے خواہش ہے تو مجھ سے مانگ لے اس کے بعد وہ بارگاہ عالی میں عرض کریگا کہ اے خداوند کریم میں اب تجھ سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو آدمیوں میں پہچانے۔ فرمایا پس وہ فرشتہ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیگا اور اسکو بہشت میں لے جائیگا وہاں وہ ایسی چیزیں دیکھیگا کہ پہلے اس نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھیں اور نہ ہی سنی تھیں اسکے دیکھتے ہی وہ سجدہ میں پڑ جائیگا اور عرض کرے گا کہ اے اللہ تو نے مجھے روشنی عطا کی اوپر سے فرشتہ پکارے گا اور یہ کہیگا کہ اپنا سر اٹھا یہ تیرے رہنے کی ہی جگہ ہے اور یہ تیری جگہوں میں سے بہت ادنے درجے کی جگہ ہے۔ اس کے بعد وہ بندہ کہیگا کہ اگر اس وقت خداوند تعالیٰ نے میری آنکھوں کی حفاظت نہ کی تو اس محل کے نور سے وہ خیرہ ہو جاتیں۔ اسکے بعد وہ اس محل میں داخل ہو جائیگا۔ اور جونہی اس محل کے اندر جائیگا اس کی آنکھیں ایک اور آدمی سے دوچار ہونگی جب اس کا چہرہ اور لباس دیکھیگا تو دیکھتے ہی چپ چاپ رہ جائیگا اور خیال کریگا کہ یہ تو فرشتہ ہے وہ مرد اس کے پاس آئیگا اور کہیگا کہ تجھ پر خدا کی سلامتی اور رحمت ہو زیادہ برکت داخل ہو اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تو اس محل میں داخل ہو اسکے بعد وہ اسکے سلام کا جواب دیگا اور کہیگا کہ اے محل کے بیٹے تو کون ہے وہ جواب دیگا کہ میں تیری اس جگہ کا محافظ ہوں اور میرے جیسے اور بھی ایک ہزار تیرے نگہبان موجود ہیں اور ان میں سے ہر ایک تیرے ایک محل کا نگہبان ہے۔ اور ہر ایک محل میں ایک ہزار خدمتگار موجود ہیں اور ہر ایک ماہِ حسین حور تیری زوجہ اس میں رہتی ہے اور اب تو اپنے دوسرے محل میں داخل ہونے کو ہے اس کے بعد اچانک ایک دوسرے عالیشان محل میں اس کا گذر ہوگا جو سفید مروارید سے بنایا گیا ہے اس محل کے ستر کمرے ہونگے اور ہر ایک کمرے کے ستر دروازے اور ہر ایک دروازے میں مروارید کا ایک قبہ کھڑا ہوگا۔ اس محل میں داخل ہو جائیگا اور اس کی سیر کریگا اور اس سے پہلے اس محل کو کسی دوسرے آدمی نے نہیں کھولا ہوگا وہیں اسکو سرخ جواہر کی ایک بارہ دری نظر آئیگی اس کی لمبائی ستر گز کی ہوگی اور ستر ہی اس کے دروازے ہونگے اور ہر ایک دروازے سے سرخ جواہر کے کمرے میں ایک راستہ ہوگا یہ کمرے اسکی لمبائی میں ہونگے اور ہر ایک کمرے میں ستر دروازے ہیں۔ اور ہر ایک کمرہ سرخ رنگ کے ایک ہی طرح کے جواہر کا ہے اور ہر ایک کمرے میں عروسوں کی مانند سجی سجائی اس کی حوریں تختوں پر بیٹھی ہونگی جب یہ اس کمرے میں جائیگا تو جاتے ہی ایک پری پیکر حور سے ملیگا وہ اس کو سلام کریگی اور یہ سلام کا جواب دیگا اور اس کے بعد سکتے کے عالم میں خاموش ہو کر کھڑا رہ جائیگا وہ عورت اس سے کہیگی کہ اب تیرا وقت آ گیا ہے کہ تو ہماری زیارت کرے اور میری صحبت سے بڑا حظ اٹھائے کیونکہ میں تیری ہی بی بی ہوں پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جب وہ اسکی شکل کو دیکھیگا تو اسکی صورت کی صفائی اور پاکیزگی اس درجے تک ہوگی کہ اس کو اپنا چہرہ اس میں ایسا ہی دکھائی دیگا جیسا کہ آئینہ میں سے نظر آتا ہے اس عورت نے ستر بہشتی لباس پہنے ہونگے اور ہر لباس اپنے رنگ اور اپنی صورت میں الگ ہی ہوگا۔ اور یہ لباس بھی ایسے صاف اور نورانی ہونگے کہ ان میں سے حور کی ہڈیوں کے اندر کا گودہ بھی نظر آتا ہوگا۔ اور نگاہ اس سے ایسی پیوستہ ہوگی کہ واپس نہیں آ سکے گی۔ کیونکہ اس کے ہر جلوہ میں ہزار در ہزار ناز اور کرشمہ جلوہ گر ہوگا اور ہر ایک حور کا یہی عالم ہوگا پس بہشتی بزرگواروں کی حوریں یہ حوریں ہیں اور یہ حضرات انکے خاوند۔ اور فرمایا ہے کہ

رشتہ ہی اسکے عوض میں کسی دوسری چیز کی درخواست کرتے ہیں۔ اے اللہ جو کچھ پکارنے والے نے پکار کر کہا ہے
اس آرزو ہے۔ تو یہ ہے کہ تیرا نورانی چہرہ دیکھیں تو ہمیں اس کی زیارت کرادے کیونکہ اسکی زیارت سب سے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ جب بہشت میں اجلاس کریگا اور اپنے بندوں سے ملاقات فرمائیگا اس
سکو اللہ تعالیٰ یہ حکم دیگا کہ تم اپنے آپ کو سنوار کر خوب آراستہ کرو اور میرے بندوں کی زیارت کے لئے
ں فرمان کو سنتے ہی اس پر عمل کریگی۔ اور اپنے آپ کو سنوار کر جھٹ فارغ ہو جائیگی اور اللہ جلشانہٗ
ری زیارت کے واسطے میرے بندوں کو بلا لاؤ۔ فرشتے یہ حکم سنتے ہی خداوند تعالیٰ کی بارگاہ سے باہر
سے پکارینگے کہ اے خدا کے دوستو اور اسکے محبو۔ اب آکر اپنے خداوند کریم کی زیارت کرو جب اس
ے۔ تو ان میں سے ہر ایک اپنے اونٹ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر بہشتوں کے سامنے میں آ کھڑے ہونگے
ں اور زرد زعفران سے بنے ہیں اور یہ بہشتی لوگ دروازے پر آکر اپنا سر جھکاوینگے اور سلام کرینگے
ہو کر بارگاہ میں حاضر ہونیکی اجازت مانگیں گے۔ انکو اجازت ملجائیگی جب یہ اندر جانے لگیں گے۔
ل ہونے کا قصد کرینگے تو اس وقت عرش کے نیچے سے باد بہاری بھی چلیگی۔ اس ہوا کا نام مثیرہ ہے
ہے کے تودوں کو جڑ سے اٹھالیگی اور ان کو لئے ہوئے بہشتی لوگوں کے گریبانوں اور بندوں میں ڈالی
لوگ اپنے پروردگار کی عرش اور کرسی کی طرف نگاہ کرینگے وہاں سے انکو ایک چمکتا ہوا نور نظر آئیگا
جلی فرمانے کی تعبیر ہوگا اس کے بعد یہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے خداوند کریم تو پاک ہے اور فرشتوں
پاک ہے۔ بزرگی اور بلندی تیرے ہی لائق ہے ہماری آنکھوں میں نور دے اور اپنا دیدار دکھا
لم دیگا۔ کہ نور کے پردوں کو اٹھادو۔ اس لئے پردے اٹھا دیئے جاوینگے اور ایک پردے کے
اور اسی طرح ہوتے ہوتے ستر پردوں تک نوبت پہنچیگی اور ہر ایک پردہ دوسرے پردے سے
زیادہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اسکے بعد اللہ جلشانہ اپنے بندوں پر جلوہ ڈالیگا اور جونہی ان پر پڑیگا
گر جائینگے۔ اور جب تک خدا چاہیگا اس وقت تک سجدے میں پڑے رہینگے اور سجدے کی حالت
ہے اور ہمیشہ کے لئے ستایش اور تسبیح تیرے لئے ہی ہے تونے ہم کو دوزخ کی آگ سے بچایا اور
یہ کیا ہی اچھا گھر عطا کیا ہے ہم تو اس سے پورے طور پر راضی ہوئے۔ اور تو ہم سے
خداوند کریم ارشاد فرمائیگا۔ جیساکہ راضی ہونے کا حق ہے۔ میں تم سے ویسا ہی
ب ہمارے کام کرنیکا وقت نہیں ہے نہ تازہ نعمت حاصل کرنے کا وقت ہے اگر تم کچھ اور بھی مانگنا
میں تم کو اور بھی زیادہ عطا کردونگا پس یہ لوگ منہ سے تو کچھ نہیں کہینگے۔ اور اپنے دل میں یہ آرزو
گی ہے وہ ہمارے پاس ہمیشہ کے واسطے رہے اللہ جلشانہ ارشاد فرمائیگا۔ کہ جو کچھ تم کو دیا گیا ہے
اپنے لئے ہے اور اس میں اور بھی زیادہ کردونگا۔ جب بندے خداوند کریم کا یہ فرمان سنینگے۔ تو
ے سر کو اٹھائینگے۔ مگر خداوند کے سامنے اپنی آنکھیں نہیں اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ نور کی زیادتی
پیکا خداوند کا عالم ہو جائیگا اور اس جلسہ کا نام پروردگار کے عرش کا مشرقی قبہ رکھا گیا ہے اس کے
انکو فرمائیگا۔ کہ اے میرے بندو اے میرے ہمسائیو۔ اے میرے برگزیدہ لوگو۔ اے میرے
و میری تمام مخلوق کے بہتر اور میرے فرمانبردار تم کو خوشی ہو پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ
آگے نور کے منبر رکھے ہوئے ہونگے۔ اور ان منبروں کے پاس نور کی کرسیاں بچھی ہوئی ہونگی اور
ں بچھے ہوئے ہونگے اور ان فرشوں کے اوپر گاؤ تکیئے لگے ہونگے۔ اور انکے آگے مسند رکھی
ہونگے کہ رب العزت فرمائیگا کہ آؤ اور اپنی قدر گاہوں پر بیٹھو۔ پس رسول بیٹھینگے اور ان منبروں پر

پر سوار ہو جائے اور اپنے بھائی کی زیارت کیواسطے چلے پس وہ بندہ اونٹ پر سوار ہوگا اور بہشت میں سیر کرتا ہوا اکہتر ہزار سال
کے راستے تک کا فاصلہ طے کریگا اور اس مسافت کو اتنے عرصہ میں طے کریگا جتنے میں تم سے کوئی آدمی ایک تیز رفتار
اونٹ پر سوار ہو کر ایک کوس تک جاتا ہے۔ پس یہ شخص اپنے بھائی کے پاس پہنچ جائیگا اور اسکو سلام علیک کہیگا وہ سلام
کا جواب دیگا اور مرحبا کہیگا اور پوچھیگا کہ اے بھائی تم اب تک کہاں تھے مجھے تو بھی خوف رہا ہے کہ خدا جانے تمہارا کیا
حال ہوا ہے اسکے بعد وہ دونوں آپس میں گلے مل جائینگے اور کہینگے کہ خداوند کریم کا شکر ہے جس نے ہم دونوں کو ایک جگہ
جمع کر دیا ہے اور ایسی بڑی خوش آواز سے اس کی حمد اور ثنا کہینگے جیسے کسی انسان نے نہ سنی ہو پس اس وقت خداوند کریم
ان کو کہیگا۔ کہ اے میرے بندو یہ عمل کرنے کا وقت نہیں بلکہ دعا کرنے کا وقت ہے اگر کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو جو کچھ
مانگوگے وہ میں تمہیں عطا کروں گا اسکے جواب میں وہ عرض کرینگے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں بھائیوں کو اس درجے
میں ہی جمع رکھ۔ اللہ تعالیٰ ان کی درخواست کو قبول کریگا اور اس جگہ انکی نشست گاہ مقرر فرما دیگا اور یہ جگہ مروارید کا خیمہ
ہوگی۔ اور اسکے سوا انکی بیویوں کے لئے بھی ایک جگہ ہوگی۔ پس اس میں وہ کھائینگے پئینگے، اور ایک دوسرے سے فائدہ
اٹھائینگے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جب ایک آدمی ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالیگا اور اسی اثنا میں دوسرے کھانے کی
طرف بھی خیال جائیگا تو اس کا مزا اور ذائقہ بھی منہ میں ڈالے ہوئے نوالے میں آجائیگا۔ رسول مقبول سے سوال کیا گیا
کہ اے اللہ کے رسول بہشت کی زمین کس چیز کی ہے آپ نے فرمایا سفید رنگ کے نرم پتھر چاندی سے اسکو ہموار کیا گیا ہے
اور اسکی خاک کستوری کی ہے اور اسکے پشتے زعفران کے بنائے گئے ہیں اور اسکی دیواریں مروارید اور یاقوت اور سونے
اور چاندی کی بنی ہوئی ہیں۔ اور اسقدر نورانی اور مصفا ہیں کہ باہر سے اندر کی طرف دکھائی دیتی ہے اور اندر سے
باہر کی جانب نظر آتی ہے اور بہشت کے جتنے محل ہیں سب کا یہی حال ہے کہ اندر سے باہر کی چیز اور باہر سے اندر کی
چیز نظر آجاتی ہے اور بہشت میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہوگا جو ایک آزار نہ پہنے اور ایک چادر نہ اوڑھے گا اور یہ لباس
بغیر تراشے اور سیے کے بنائے جائینگے اور ہر ایک کے سر پر مروارید کا ایک تاج ہوگا۔ اس میں موتی اور یاقوت اور
زبرجد جڑاؤ ہوتے ہونگے اور اسکے سر پر سونے کی دو زلفیں ہونگی اور سونے کا ایک طوق گردن میں ہوگا جو موتیوں
اور سرخ یاقوت سے جڑا ہوا ہوگا۔ اور ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں کنگن پہنے ہوئے ہونگے ان میں سے ایک تو سونے
کا ہوگا اور ایک چاندی کا ایک موتیوں کا۔ اور ان کے سروں پر جو تاج ہیں ان میں سے ہر ایک کے پیچھے موتیوں اور یاقوت
کی ایک ایک جھالر لٹکتی ہوگی اور انہوں نے جو بہشتی لباس پہنا ہوا ہوگا۔ اس پر ایک سبز کوٹ بھی پہنتے ہونگے۔ اور
اسکے اوپر ریشم کا ایک اور کوٹ بھی ہوگا۔ اور نفیس نفیس صدریاں ہونگی۔ اور مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھینگے۔ اس کا آستر دیبا کا
ہوگا اور ابرا بھی خوبصورت اور منقش ہوگا اور تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ یہ فرش کے اوپر بچھے ہوئے ہونگے اور سرخ یاقوت
سے بنے ہوئے۔ انکے پائے مروارید کے ہونگے اور ہر ایک تخت پر ایک ہزار فرش ستر ستر رنگ کا ہوگا۔ اور ایک دوسرے
سے مختلف اور ہر ایک تخت کے آگے ایک ہزار چھوٹے چھوٹے بچھے ہوئے ہونگے۔ ان میں سے بھی ہر ایک بچھونا ستر ستر
کا ہوگا اور یہ رنگ بھی آپس میں ایک دوسرے سے نہیں ملینگے۔ اور ہر ایک تخت کے دائیں طرف صندل کی ستر ہزار
کرسیاں رکھی ہونگی اور ویسی ہی دوسری طرف۔ نبی صاحب نے فرمایا ہے کہ بہشت کے جتنے لوگ ہیں چاہے وہ اونچے مرتبہ والے
درجے کے ہیں اور چاہے کم درجے کے سب لمبائی میں حضرت آدم ؑ کے قد کے برابر ہونگے۔ اور حضرت آدم ؑ کا قد
ساٹھ گز تھا اور بہشتی سب جوان اور بے ریش ہونگے انکی آنکھیں سیاہ ہونگی اور سر کے بال بہت ہی سیاہ اور انکی عورتیں
بھی سب ایک ہی مقدار کی ہونگی۔ جب ان لوگوں کے واسطے یہ سامان ہو جائیگا تو اس وقت بہشت میں ایک پکارنے والا
پکاریگا۔ اور اوپر نیچے درجے والے اور نزدیک اور دور والے سنینگے۔ اور وہ کہیگا کہ کیا اب تم اپنے اپنے گھروں میں راضی اور
خوش ہو اور وہ سب کہینگے کہ خداوند کریم نے ہم کو اچھی اور بہترین جگہ میں اتارا ہے ہم یہاں خوش ہیں اور اس جگہ سے دوسری

اتی ہے اور رنگ برنگ کے زیوروں سے بھی آراستہ پیراستہ ہے آیئے تشریف لائیے اور جس وقت میں تم سے الگ ہوئی تھی اسوقت تو میں نے تمہارے پاس اس سامان کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد حوش اور بلند آواز سے ایک فرشتہ پکار کر کہیگا کہ اے بہشت کے لوگو تم ہمیشہ اس میں اسی طرح رہو گے اور ہمیشہ بارہ ستارہ نعمتیں تم کو عطا کی جائنگی۔ اور ہر ایک دروازہ سے انکے پاس فرشتے آئینگے اور آکر انکو یہ کہینگے کہ جو تم نے رنج اُٹھایا تھا۔ اس کے باعث اب تم کو ہر ایک عیب اور نقصان سے سلامتی ہو۔ اور آخرت کی یہ سرائے اچھی ہے اور تمہارے پروردگار نے تم کو سلام کہا ہے اور ساتھ ہی سرمت او لباس اور زیور بھی لائینگے۔ اور اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت میں سو درجے ہونگے۔ اور ہر دو درجے کے درمیان ایک ایک امیر ہوگا اور بہشت کے لوگ انکی بزرگی اور فضیلت کو دیکھینگے اور اس بہشت میں زرد زعفران اور مشک سفید کے بہت سے پہاڑ موجود ہونگے اور بہشتی لوگ کھانا کھائینگے اور پانی پینگے اور ان لوگو نکو نہ پاخانہ آئیگا اور نہ پیشاب اور نہ ہی تھوکینگے اور نہ ہی انکی ناک سے پانی نکلیگا۔ اور یہ لوگ کبھی بیمار بھی نہیں ہونگے۔ اور نہ ہی ان کے سر میں درد ہوگا۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے بلند مرتبہ لوگ اور کم مرتبہ جب کھانا کھانے لگیں گے۔ تو پہلے دو ساعت اپنی اپنی مسند پر تکیہ لگا بیٹھینگے۔ اور جب ایک دوسرے سے دو دو ساعت کے واسطے جدا ہونگے اور چار ساعت کے واسطے اپنے پیدا کرنیوالے کی بزرگی بیان کرینگے۔ اور دو ساعت تک ایک دوسرے کی ملاقات میں مصروف ہونگے اور بہشت میں رات دن بھی ہونگے۔ اور وہاں کی رات کی تاریکی دنیا کے دن سے ستر حصے زیادہ روشن ہوگی۔ اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جنت کے لوگوں میں سے سب سے کم درجے کا وہ آدمی ہوگا۔ کہ اگر تمام جن اور انسان اس کے مہمان ہوں۔ تو اس کے اپنے محل میں ہی اسی کرسیاں اور فرش اور تکئے موجود رہتے ہیں کہ یہ سب ان پر بیٹھ سکیں اور انکے لئے کھانے اور شربت اور خدمتگار ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور اسکو ایسی تکلیف بھی نہ ہو جیسا کہ کسی کے ہاں ایک مہمان کے آنیسے ہوتی ہے تیار رہتے ہیں۔ اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ بہشتوں کے درختوں کے تنے سونے کے ہونگے اور بعض درختوں کے چاندی کے اور بعض کے تانبے کے اور بعض کے تنے زمرد کے ہونگے اور ہر ایک درخت کی شاخیں ایسی ہی ہونگی جیسے کہ اکے تنے۔ اور انکے پتے عمدہ کپڑوں کی مانند ہونگے جنہیں تم نے دیکھا ہوگا اور ان کا میوہ مکھن سے زیادہ نرم ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور ہر ایک درخت پانسو برس کے راستے کی لمبائی رکھتا ہوگا۔ اور درخت کے تنے کی موٹائی ستر برس کی راہ ہوگی۔ جب کوئی آدمی اپنی آنکھ اُٹھا کر اس درخت کو دیکھیگا تو ساخ کی لمبائی اور میووں تک اسکی نظر کام کریگی۔ اور سب کچھ دیکھ سکیگا اور ہر ایک درخت میں ستر ہزار طرح کے میوے ہونگے جو ذائقہ اور رنگ میں مختلف ہونگے۔ اور جب بہشتی کسی میوے کو کھانا چاہینگے تو اسکی شاخ آپ ہی جھک کر اسکے پاس آجائیگی اور میوہ اس شخص سے پانسو سال یا پچاس برس کی راہ یا اس سے کچھ کم دوری پر ہوگا۔ اور جب وہ اپنے ہاتھ سے اسکو توڑنا چاہیگا تو توڑ سکیگا اور اگر وہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکیگا تو اپنے منہ کو پھیلا دیگا اور وہ میوہ ٹوٹ کر اُسکے منہ میں گر پڑیگا اور جب اس شاخ سے وہ میوہ ٹوٹ جائیگا۔ تو خدا وند کریم اس سے بہتر دوسرا میوہ اس میں پیدا کر دیگا۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جائیگا تو وہ شاخ اپنے اصلی مقام پر واپس چلی جائیگی۔ اور بعض درختوں میں میوے کی بجائے جوڑے لٹکتے ہونگے جن میں حریر او باریک ریشم او موٹے ریشم اور قرمزی رنگ کا لباس لگا ہوا ہوگا۔ اور بعض درختوں پر مشک کے نافے اور کافور کی تھیلیاں لٹک رہی ہونگی۔ اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگ ہر جمعہ کے دن خدا وند کریم کی زیارت کرینگے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر جنت کا ایک تاج آسمان سے لٹکایا جائے تو اسکی روشنی سے آفتاب کی روشنی غارت ہو جائے اور فرمایا ہے کہ بہشت میں محل ہونگے جن میں میٹھے پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی چار چار نہریں بہتی ہونگی۔ اور جب کوئی ان میں سے پی چکیگا اور پھر اس پر مشک کی مُہر لگائی جائیگی۔ اور جس نہر سے پیئیگا۔ اس میں بہشت کے چشموں کی ملاوٹ ہوگی۔ جنکے نام یہ ہیں زنجبیل۔ تسنیم۔ کافور اور خاص خالص چشمہ اس سے خدا کے خاص لوگ ہی پیئینگے۔ اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اگر خدا اور تعالے حکم کرتا ہے کہ تم ایک دوسرے کے کاسوں پیو۔

بیٹھ جائینگے۔ اور ان کے بعد باقی جتنے پیغمبر ہیں آگے کو بڑھینگے اور اسی ایسی کرسیوں پر بیٹھ جائینگے۔ اور انکے بعد
نیکوکار لوگ آگے بڑھینگے اور جاکر اپنے فرش پر بیٹھ جائینگے۔ بس نور کے خوانچے انکے آگے لاکر رکھے جائینگے اور ہر ایک
خوانچے پر ستر رنگ کے دسترخوان ہونگے۔ جن میں مروارید اور یاقوت جڑے ہوئے ہونگے۔ اسکے بعد اللہ جلشانہ
خدمتگاروں کو حکم دیگا کہ ان مہمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ اسلئے ان خوانچوں پر مروارید اور یاقوت کے ستر ہزار رکاب لاکر رکھ
دینگے اور ہر ایک رکاب میں ستر رنگ کا کھانا ہوگا۔ پس اللہ تعالےٰ ارشاد کریگا۔ کہ اے میرے بندو کھانا شروع
کردو اسلئے یہ سب لوگ کھانا شروع کردینگے اور جب تک اللہ جلشانہ چاہیگا وہ کھانے میں مصروف رہینگے اور
آپس میں ایک دوسرے سے کہینگے کہ جو کچھ ہم دنیا میں پہلے کھاتے تھے اس کھانے کے آگے اسکی کوئی حقیقت
نہیں ہے اور وہ تو خواب وخیال ہی ہوگیا۔ اس کے بعد خداوند کریم اپنے خدمتگاروں کو حکم دیگا۔ کہ اب تم میرے مہمانوں
کو شراب پلاؤ۔ (اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جو شراب انکو پلائی جائیگی وہ شراب طہور ہی ہوگی) اور پھر کہیں گے۔ کہ
ہماری شراب دنیاوی تو اسکے آگے کچھ بھی نہ تھی اسکے بعد خداوند کریم ارشاد کریگا کہ اے میرے خدمتگارو۔ ہم ان کو
کھانا تو کھلا چکے ہو اور شراب بھی پلادی ہے اب انکو بہشت کے میوے بھی کھلادو۔ اس حکم کے ہوتے ہی طرح
طرح کے میوے بھی لاکر انکے پاس حاضر کردینگے۔ اور انکو یہ بہشتی لوگ مزے سے کھائینگے۔ اور ایک دوسرے
سے کہیں گے کہ جو میوے ہم دنیا میں کھاتے تھے۔ وہ تو انکے آگے کچھ بھی نہ تھے۔ اس کے بعد پھر ایک خدمتگار
کو حکم ہوگا ان کو کھانا بھی کھلایا گیا ہے اور شراب بھی پلایا گیا ہے اور میوے بھی خوب سیر ہوکر کھاچکے ہیں۔ اب
ان کو بہشت کا لباس اور زیور بھی پہنادو۔ اس لئے لباس اور زیور لائینگے۔ اور انکو پہنائینگے اور یہ بہشتی لباس کو
دیکھ کر ایک دوسرے کو کہینگے کہ ہمارا دنیاوی لباس اور زیور تو اسکے سامنے کچھ حقیقت بھی نہیں رکھتا۔ اور جب یہ
لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہونگے۔ خداوند تعالےٰ اپنے عرش کے نیچے سے ان پر سرد ہوا بھی چلائیگا۔ اور اس ہوا کا
نام مثیرہ ہے۔ یہ ہوا عرش کے نیچے سے اپنے ساتھ مشک اور کافور اڑالائے گی۔ اور ان بہشتی لوگوں کے کپڑوں
اور گریبانوں اور سروں کو خوشبو سے غبار آلود کردیگی اور اس کے بعد طعام کے خوانچے جو ان کے آگے رکھے گئے
تھے اٹھالئے جائینگے۔ اور پھر باریتعالےٰ کی بارگاہ سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے مقبول بندو۔ اگر کچھ اور بھی مجھ سے مانگنا
چاہتے ہو تو مانگ لو۔ مجھے اسکے دینے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا اور تم کو عطا کردونگا اور جسقدر مانگوگے اس سے زیادہ
دونگا۔ یہ کلام سنکر عرض کرینگے کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے اب یہی درخواست کرتے ہیں کہ تو ہم
سے راضی اور خوش رہ خداوند تعالےٰ جواب میں فرمائیگا کہ اے میرے بندو میں تم سے اب راضی ہوں اور اس
بات پر تو تمہارا یہ لطف ہی ہے کہ میں بے پرواہ ہوں نہ کھانے کی حاجت ہوتی ہے اور پینے کی جسقدر انسانی صفات
ہیں ان سے پاک ہوں۔ اس کے بعد وہ لوگ سجدہ میں پڑجائینگے اور خداوند کریم کی تسبیح اور تکبیر کہینگے اور جب
سجدہ میں ہونگے تو اللہ تعالیٰ انکو حکم دیگا کہ اے میرے بندو اپنے سر کو اٹھاؤ یہ عمل کرنے کا وقت نہیں ہے نہ تو سرور
اور نعمت حاصل کرنیکا وقت ہے یہ بہشتی لوگ اپنے سر کو اٹھائینگے اور اس وقت انکے منہ اپنے پروردگار کے نور کے پرتو
سے خوب چمک دمک رہے ہونگے۔ اسکے بعد خداوند کریم ان لوگوں کو فرمائے گا کہ اب تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ
اسلئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے باہر نکلینگے اور ان کے خدمتگار سواریاں لئے ہوئے پہلے ہی حاضر ہونگے اور
ہر ایک آدمی اپنے اونٹ اور گھوڑے پر سوار ہوجائیگا اور اپنے مقام کو چل پڑیگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار غلام ایسی
ہی سواری پر ہوگا اور جب اس علو اور شان کے ساتھ اپنے محل میں داخل ہوگا۔ تو جاتا ہی اسی بی بی کی طرف دیکھیگا
اور وہ حور بی بی بھی آگے سے استقبال کے واسطے سر و قد اٹھ کر کھڑی ہوجائیگی اور اسکو مرحبا کہیگی۔ اور کہیگی اے دوست
خوش آمدی۔ اس وقت تو تیرے اوپر بڑی خوبی اور بڑا نمودار ہے اور لباس بھی پر تکلف پہنا ہوا ہے اور اس پر خوشبو

ہیں کہ ہر ایک ستارے میں بہت سے شہر آباد کیے گئے ہیں اور ہر ایک شہر دس ہزار کوس میں لمبا ہے اور ایک شہر سے دوسرے
شہر تک اسی قدر فاصلہ ہے کہ جس قدر کہ مشرق و مغرب میں ہے اور محلوں سے سلسبیل کی نہریں ان شہروں میں بہتی ہیں اور اس
درخت کا پتا اتنا بڑا ہے کہ ایک عظیم گروہ کے سایہ کرنے کے واسطے ایک ہی پتا کفایت کر سکتا ہے اور رسول مقبول نے
فرمایا ہے کہ جب بہشتی مرد اپنی بی بی کے پاس جائیگا تو وہ اسکو کہیگی۔ کہ مجھکو اس خداوند کی قسم ہے جس نے تیرے سبب
مجھے عزت بخشی ہے بہشت میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مجھ کو تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ اور اسکو اس کا مرد بھی ایسا ہی کہیگا۔
راوی کہتا ہے کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ کوئی انکی پوری تعریف نہیں کر سکتا اور نہ ہی
لوگوں کے دلوں پر انکی کیفیت محسوس ہو سکتی ہے اور نہ ہی کانوں نے ان کا پورا حال سُنا ہے اور بہشت میں ایسی چیزیں
موجود ہیں کہ مخلوقات میں سے کسی کی نظر میں کوئی بڑی ہی نہیں۔ اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جو لوگ صرف خدا کے واسطے
آپس میں دوست ہوئے ہیں۔ اللہ تعالے انکو بہشت عدن کے ایک بالاخانہ پر بلائیگا یہ بالاخانہ سرخ یاقوت کا بنا
ہوا ہوگا اور اسکی موٹائی ستر ہزار برس کا راستہ ہوگا۔ اس بالاخانہ میں ستر ہزار گھر ہونگے اور ہر ایک گھر میں ایک محل ہوگا
اور یہ بہشت کے لوگوں کے گھروں سے اوپر ہوگا۔ اور ان گھروں کے دروازوں کے اوپر نور سے یہ لکھا ہوا ہوگا کہ
یہاں لوگوں کے گھر ہیں جو صرف اللہ کے واسطے ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جب ایسے شخصوں میں سے کوئی شخص
اپنے محل سے سیر کے واسطے نکلیگا تو بہشت کے محلوں کے لوگ اس سے نور حاصل کرینگے اور وہ ان سے ایسا ہی منور ہونگے
جیسا کہ اہل دنیا آفتاب سے اور جب بہشت کے لوگ اسکے چہرے کو دیکھیں گے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے
کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صرف خدا کے واسطے دوسرے سے دوستی رکھتے تھے اور پھر اچانک اس کا منہ ایسا روشن ہو جائیگا۔
جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگوں کی حسن کی فضیلت انکے خدمتگاروں کو
حسن اور جمال پر ایسی ہی ہوگی جیسے چودھویں رات کے چاند کی۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ بہشتی عورتیں جب کھانے کھا چکیں گی
تو نہایت سریلی لمبی آوازوں سے یہ گائینگی۔ کہ ہم ہمیشہ بہشت میں ہی رہنے والی ہیں۔ نہ ہمیں موت آئیگی نہ ہمیں کسی قسم کا
ڈر اور خوف ہم ہر طرح سے اس میں رہینگی اور ہیں۔ اور ہم راضی ہیں ہم کو کبھی غصہ نہیں آئیگا۔ اور جوان ہی رہینگی کبھی
بوڑھی نہیں ہونگی۔ جو ہم لباس پہنتی ہیں وہ ہمیشہ کے لئے ہمیں عطا کیا گیا ہے کبھی ہم برہنہ نہیں ہونگی ہم خوبصورت
خوش شکل ہیں ہم بزرگ قوم کی بیبیاں ہیں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشتی پرندوں کے ستر ستر ہزار پر ہونگے اور
ہر پر کا الگ الگ رنگ ہوگا۔ ہر ایک پرندہ ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا ہوگا۔ اگر کوئی بہشت کے لوگوں میں
سے ان کی خواہش کریگا تو وہ آپ ہی بہشتی لوگوں کے پیالے میں آکر موجود ہو جائیگا اور آیا ہؤا اسکے پیالے کے اندر اپنے
آپ کو جھاڑیگا۔ اور اس سے ستر رنگ کے پکے ہوئے اور بھنے ہوئے کھانے اس پیالہ میں بھر جائینگے۔ اور شہد سے بھی
بہت زیادہ میٹھے اور نرمی میں مکھن سے زیادہ ملائم اور انکی سفیدی دہی سے بھی زیادہ سفید اور صاف ہوگی۔
اور جب بہشت کے لوگ ان کھانوں کو سیر ہو کر کھا چکیں گے تو وہ پرندہ اپنے پر جھاڑتا ہوا پھر اُڑ جائیگا۔ اور اس کا
ایک پر بھی کم نہیں ہوگا۔ اور یہ پرندے اور بہشت کے چارپائے بہشت کے باغوں اور محلوں کے آس پاس چرتے
چگتے پھرینگے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے بہشت کے ہر ایک آدمی کو ایک سونے کی انگوٹھی عطا کریگا۔ اس کو یہ
ہمیشہ پہنے رہینگے۔ اور ان انگوٹھیوں میں مروارید اور یاقوت اور موتی لگے ہوئے ہونگے۔ اور یہ انگوٹھیاں ان کو
اس وقت ملیں گی جب وہ خداوند تعالے کی زیارت کے واسطے دارالسلام میں حاضر ہونگے۔ اور فرمایا ہے کہ جب
بہشت کے لوگ خداوند کریم کی زیارت سے مشرف ہونگے تو وہاں انکو کھانے کے واسطے نعمتیں اور پینے کی چیزیں عطا
ہونگی اور بہت فائدے اٹھائینگے۔ اور فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ داؤد ع کو ارشاد کریگا کہ اے داؤد ع اپنی خوش آواز سے
میری بزرگی بیان کر۔ پس داؤد علیہ السلام ایسی خوش آواز سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کریگا کہ بہشت کی سب چیزیں سکتے

تو وہ کاسہ کو اپنے منہ کے ساتھ ہی لگائے رکھتے۔ کبھی پیالہ منہ سے جدا نہ کرتے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے آدمی ایک
دوسرے آدمی کی ملاقات کے واسطے ایک ہزار برس یا اس سے بھی زیادہ فاصلے تک جائینگے۔ اور جب اپنے بھائیوں کی ملاقات
کر کے واپس آئینگے تو جلدی ہی پہچان کر اپنے مکانوں میں داخل ہو جائینگے۔ اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جب بہشتی خداوند
کی زیارت سے سرفیاب ہونگے۔ اور پھر وہاں سے لوٹینگے تو خداوند تعالیٰ کی درگاہ سے انہیں ایک ایک انار عطا ہوگا
اس انار میں ستر دانے ہونگے اور ہر ایک دانہ ستر ہزار رنگ رکھتا ہوگا۔ اور سب آپس میں مختلف ہونگے کوئی ایک
دوسرے سے مشابہ نہیں ہوگا۔ اور خدا کی زیارت کر کے واپس آتے ہوئے بہشت کے بازاروں پر گذرینگے
تو انکی اچھی طرح سیر بھی کرینگے مگر ان میں کچھ خرید و فروخت نہیں ہوگی۔ مگر ان بازاروں میں یہ چیزیں موجود ہونگی زیور اور
لباس باریک اور موٹی ابریشم اور زرد اور سبز اور منقش حریر جس میں مروارید اور یاقوت کی جھالریں لگی ہوئی ہونگی اور مرصع
تاج ان میں سے جس کی جو خواہش کریگا اور جس قدر اٹھا سکیگا لیلیگا اور ان بازاروں میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی
اس بازار میں آدمیوں کی شکلوں کی مانند خوبصورت تصویریں بھی ہونگی۔ اور ان کے گلوبندوں میں یہ لکھا ہوا ہوگا کہ اگر
کوئی یہ چاہے کہ اس کی صورت میرے جیسی ہو جائے تو خداوند تعالیٰ ویسی ہی اس کی صورت بنادیگا۔ پس جو آدمی
وہاں کسی صورت کی خواہش کریگا تو اللہ تعالیٰ ویسی ہی اُسکی صورت بنادیگا اور جب اس جگہ کی سیر کر کے یہ لوگ اپنے اپنے
دولتخانوں میں آوینگے۔ تو ان کے غلام صف بستہ پہلے ہی کھڑے ہونگے اور ان کو سلام اور مرحبا کہتے ہونگے اور
ہر ایک غلام اپنے مالک کے آنے کی خوشخبری اپنے ساتھ والے غلام کو دیگا یہاں تک کہ وہ خوشخبری اُسکی بیوی تک پہنچ جائیگی
پس اس خوشی سے وہ بہت ہلکی ہو کر دروازے پر آ کھڑی ہوگی۔ اور جب وہ دروازہ پر پہنچ جائیگا تو وہ اسکا استقبال
کریگی۔ اور اس کو سلام اور مرحبا کہیگی اور دونوں ایک دوسرے کا معانقہ کرینگے اور اسی حالت میں اپنی نشستگاہ میں
جا پہنچینگے۔ اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے اگر بہشت کی عورتوں میں سے ایک عورت ظاہر ہو جاوے تو کوئی مقرب
فرشتہ اور پیغمبر مرسل ایسا نہ ہوگا جو اس کے حسن پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ اہل بہشت جب
کھانا کھا چکیں گے اور اسکے بعد جو شراب پئیںگے وہ ایسی اچھی ہوگی کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ اس کا نام طہور دافق ہے
جب اس شراب کو پی لینگے تو جو کچھ انہوں نے کھایا پیا ہوگا۔ سب ہضم ہو جائیگا۔ اور اُن کے ڈکار سے کستوری کی
خوشبو آئیگی اور اس کے کھانے سے انکے پیٹوں میں کوئی درد وغیرہ نہیں ہوگا۔ اور جب یہ شراب پی لینگے۔ تو پھر ان کو
دوسرے کھانے کی آرزو پیدا ہو جائیگی اور ہمیشہ اسی طرح مزے سے کھاتے پیتے رہینگے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے
کہ خداوند کریم نے بہشت میں سفید یاقوت کے چار باغ بھی پیدا کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ تین بہشتیں ہیں ایک کا نام جنت
ہے۔ دوسری کا عدن تیسری کا دارالسلام ہے۔ جنت بہشت عدن سے مرتبے میں کم ہے اور جنت کے جتنے محل
ہیں وہ باہر سے تو سونے کے بنے ہوئے ہیں اور اندر سے زبرجد کے ہیں۔ اور ان کے برج سرخ اور یاقوت کے ہیں اور
انکے بالاخانے موتیوں کی لڑیاں ہیں رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگوں میں سے ہر ایک بہشتی جب اپنی بی بی
کے پاس جائیگا تو سات برس تک اس کی خلوت میں فائدہ اُٹھائیگا اور وہیں ٹھہر لگا اُسے یہاں تک کہ اُسکی دوسری بی بی
دوسرے نفیس محل سے اسکو آواز دیگی۔ اور پکار کر کہیگی کہ اب میری باری ہے آپ میرے پاس تشریف لائیں اور اپنے
وصال کی دولت سے بہرہ یاب کیجئے وہ مرد اس کو کہیگا کہ تو کون ہے وہ جواب دیگی کہ میں وہی ہوں جس کے حق میں اللہ
تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کوئی نہیں جانتا کہ انکے واسطے انکی آنکھوں کی ٹھنڈک سے کونسی چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے) یہ سنتے ہی
جھٹ وہ اس عورت کے پاس چلا جائیگا اور سات سو برس تک اُسکے ہاں کھائیگا پئیگا اور اس کی ہمصحبت ہوگا اور
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں خدا نے ایک ایسا درخت پیدا کیا ہوا ہے کہ اگر سات سو برس تک ایک سوار اس کے
سایہ میں چلا جائے تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا اور اسکے نیچے نہریں جاری ہیں اور اسکی ساحلیں ایسی

تو اس سے سب کے آنسو نکل پڑینگے یہاں تک کہ کوئی قطرہ آنکھوں میں باقی نہیں رہیگا اسکے بعد تیسری دفعہ سانس لیگی تو
آدمی اور جن ہونگے اگرچہ ایسے عمل بہتر نبیوں کے عملوں کے برابر ہونگے تو وہ بھی خیال کرینگے کہ وہ اس میں گرجاوینگے اور
سے نجات نہیں۔ پھر وہ چوتھی بار سانس لیگی اس دفعہ خوف کے مارے سب کی زبان بند ہوجائیگی اور جبرئیل اور میکائیل
اور ابراہیم خلیل اللہ بھاگ کر عرش کے پایوں کے ساتھ لٹک جائینگے اور نفسی نفسی پکارینگے اور اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگیں گے
بعد وہ بڑے بڑے انگارے پھینکے گی جن کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ اور ہر ایک انگارہ اتنا بڑا ہوگا۔
مانند مغرب کی طرف سے ایک بڑا ابر محیط اٹھتا اور شہاب ثاقب کی طرح لوگوں کے سروں پر بوچھاڑ کرتا ہوا چلا جائیگا
یہ وہ برائی ہے جس سے قیامت کے دن خداوند تعالےٰ ان لوگوں کو بچائیگا جو اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس
عذاب سے ڈرتے رہے جنہوں نے خدا کے حق کو نگاہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اہل توحید اور اہل ایمان اور اہل
سنت کو اس دن کی برائی سے بچائیگا اور اپنی رحمت کے ساتھ عذاب سے نگاہ رکھیگا ان کا حساب بھی ان پر آسان کریگا
بہشت میں داخل کریگا اور پھر ہمیشہ بہشت میں رکھیگا اور کافروں مشرکوں اور بت پرستوں کو بہت بڑا عذاب ہوگا انکی
برائی ٹوٹیگی اور خوف رعب اور عذاب پر عذاب بڑھیگا اور دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں
ملی مومن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (اپنے سامنے تازگی اور خوشی لاما) اللہ تعالےٰ یہ تازگی ان کے منہوں
عطا کریگا اور دلوں میں ایسی خوشی بھری ہوگی۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مومن بندہ قیامت کے دن اپنی قبر سے اٹھیگا تو اپنے
آگے ایک آدمی کو دیکھیگا اس کا منہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوگا اور پیشانی خنداں ہوگی اور پاک نفس ہوگا سفید کپڑے اچھے
پہنے ہوئے ہونگے اور سر پر ایک تاج ہوگا۔ مومن اسکی طرف دیکھ ہی رہا ہوگا کہ وہ خود پاس آجائیگا اور کہیگا۔ کہ
اے خدا کے دوست تجھ پر سلامتی ہو اور سلام کہیگا وہ جواب دیگا اور پوچھیگا کہ بندے تو کون ہے کیا تو ایک فرشتہ ہے
خدا کے فرشتوں سے۔ وہ جواب دیگا کہ میں نہ شاہ ہوں نہ فرشتہ۔ پھر وہ پوچھیگا تو کوئی نبی ہے کہیگا خدا کی قسم میں نبی
بھی نہیں اسکے بعد وہ پھر پوچھیگا کہ کیا تو خدا کے مقربوں میں سے ہے جواب دیگا کہ خدا کی قسم مقرب بھی نہیں ہوں۔ اس کے
بعد پھر سوال کریگا آخر کچھ تو ہوگا تو کون ہے وہ جواب دیگا کہ میں تیرے صالح عمل ہوں اور تجھ کو بہشت میں لیجانے کے لئے
آیا ہوں۔ اور اس واسطے کہ تجھے دوزخ کی آگ سے نجات دینے کی خوشخبری دوں اسکے بعد وہ شخص کہیگا جس بات کی تو
بشارت دیتا ہے کیا تو اسکو جانتا ہے وہ جواب دیگا کہ ہاں میں اسکو جانتا ہوں اسکے بعد وہ مرد کہیگا کہ اچھا جو کہنا چاہتا
ہے کہہ۔ نیک عمل اسکے کہنے لگے کہ تو میرے اوپر سوار ہوجا وہ بندہ اسکو کہیگا کہ خداوند تعالےٰ پاک ہے مجھ کو تیری
جیسے بزرگ آدمی پر سوار ہونا لائق ہے وہ نیک عمل کہینگے کہ میں دنیا میں بڑی مدت تک تیرے اوپر سوار رہا ہوں
بات خدا کی رضامندی سے نہ کہتا ہوں کہ تو میرے اوپر سوار ہوجا۔ اس کے بعد وہ بندہ سوار ہوجائیگا اور وہ نیک
عمل اسکو کہینگے کہ تو کوئی خوف نہ کر میں تجھ کو بہشت میں لیجاتا ہوں اور تجھے اسکو دکھاؤنگا اس سے اس بندے کو
بڑی خوشی حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ خوشی کے مارے اس کا چہرہ منور ہوجائیگا اور اسکے دل میں بھی خوشی بھر جائیگی اور
خوشی خداوند تعالیٰ کے دیدار کے موافق ہی اسکو نصیب ہوگی اور جب کافر اپنی قبر سے اٹھیگا تو وہ اپنے سامنے ایک ایسا
شخص دیکھیگا جو بڑا ہی بدشکل ہوگا۔ اسکی آنکھیں نیلی ہونگی اور بہت ہی سیاہ رو جیسے کہ سیاہ رات میں قبر کی سیاہی سے بھی
زیادہ سیاہی ہوگی۔ اور اس کے کپڑے بھی سیاہ ہونگے۔ اور زمین پر گرز ماریگا اور رعد کی سی کھڑکیگا اور اس سے ایسی
بو آئیگی جیسے گندے مردار سے آتی ہے وہ کافر اس سے پوچھیگا کہ تو کون ہے اور نفرت سے اس سے اپنا منہ
پھیر لینا چاہیگا۔ یہ حال دیکھ کر اسکو کہیگا اے دشمن خدا تو میری طرف آ کہاں جاتا ہے تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں کافر
اسکو کہیگا کہ خدا تجھے ہلاک کرے کیا تو شیطان ہے وہ جواب دیگا کہ خدا کی قسم میں شیطان نہیں ہوں میں تو تیرا برا عمل ہوں
اسکے بعد کافر اسکو کہیگا کہ تجھ کو ہلاکت ہو تو مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ جواب دے گا کہ میں تیرے اوپر سوار ہونا چاہتا ہوں

کے عالم میں آجائینگے اور بڑے ذوق اور شوق سے سنیگے۔ اور اسکے بعد خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو فاخرہ خلعت عطا کریگا
اور عمدہ زیور سے انکو افتخار بخشیگا۔ پھر وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے جائینگے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک اہل جنت کے لئے
ایک درخت ہوگا اس درخت کا نام طوبیٰ ہے جب چاہینگے کہ عمدہ اور نفیس کپڑے پہنیں تو اس درخت کی طرف جائینگے اور
اسکے غلاف کھولے جائینگے ان میں مختلف قسم کے چھ چھ جامے ہونگے اور ہر ایک جامہ میں ستر رنگ کے کپڑے موجود ہونگے
اور ہر ایک کی قطع وضع بھی الگ ہوگی ان میں سے جس جوڑے کو کوئی پسند کریگا اسی کو پہن لیگا۔ ان کپڑوں کا رنگ
ورنہ اکثر لالہ کے پھول سے بھی زیادہ نرم اور شوخ ہونگے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اہل بہشت کی عورتوں کے گلوبند میں
لکھا ہوا ہوگا۔ کہ اے بہشتی میں تیری محبوبہ ہوں اور تو میرا محبوب ہے مجھ کو تیری خدمت سے کوئی چارہ نہیں اور نہ تو ہی
میری محبت میں تصور کرسکتا ہے میرے دل میں کسی طرح کی کوئی آلائش اور کدورت نہیں اور جب مرد اپنی عورت کے
سینہ کی طرف دیکھیگا تو اس میں اسکے جگر کی سیاہی کو ہڈیوں اور گوشت کی پیچھے سے دیکھیگا۔ گویا عورت کا جگر مرد کیواسطے
آئینہ ہوگا اور مرد کا جگر عورت کیلئے آئینہ ہوگا۔ ان کا جگر انکے بدن میں اس طرح دکھائی دیگا جیسے یاقوت سفید میں دھاگا۔ انکی
بدنی مرجان کی سفیدی کی مانند ہوگی اور یاقوت کی طرح مصفا ہوگی۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ دیکھنے والے کو
ایسا دکھائی دیتا ہے کہ بہشت کی حوریں یاقوت اور مرجان ہیں اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جنت کے لوگ اونٹوں اور
گھوڑوں پر سوار ہونگے اور یہ اونٹ ایسے شتاب اور تیز رفتار ہونگے کہ ان کا پاؤں اتنی دُور جا کر پڑیگا کہ جہاں تک
نظر پہنچیگی یعنی انتہائے نظر پر قدم رکھنے کے وقت سُم جا پڑیگا۔ اور انکے سُم بھی دُر اور یاقوت سے پیدا کیے گئے ہونگے اور ان
کی جسامت سر کوس کے برابر ہوگی اور اونٹوں کی مہاریں اور گھوڑوں کی باگیں مروارید اور زبرجد کی بنی ہوئی ہونگی ❊

خداوند تعالےٰ کے قول کا بیان

اللہ جلشانہ فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ نے انکو اس دن کی بُرائی سے نگاہ رکھا اور خوشی اور تازگی انکے آگے لا کر آپ کے
قریب لا نگاہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے دن ان کو حساب کی سختی اور دوزخ کے خوف سے بچائیگا۔ اور قیامت کے
دن انیس ۱۹ فرشتے دوزخ کو کھینچکر قیامت کے میدان میں لائینگے۔ اور ہر ایک نگاہبان فرشتے کے ساتھ ستر ہزار اور
فرشتے اس کو مدد دینے والے ہونگے یہ بڑے سخت اور درشت ہونگے۔ ان کے بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے ہونگے
انکی آنکھیں آگ کے انگاروں کی مانند چمکیلی ہونگی۔ اور انکے رنگ آگ کے شعلے کی مانند سُرخ ہونگے۔ اور ناک کی
نالوں سے دھواں اور شعلے اُٹھتے ہونگے اور ہر وقت خداوند تعالےٰ کا حکم بجالانے کے لئے کمربستہ رہتے ہیں دوزخ
کے نگاہبان فرشتے اپنے مددگاروں سمیت زنجیروں سے جن میں سخت جکڑے ہوئے ہوئے ہیں دوزخ کو کھینچے ہونگے
کبھی دائیں طرف کو گھسیٹتے ہونگے اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی ہاتھوں میں اپنی گرز لئے ہوئے دوزخ کی پشت پر جا
کھڑے ہونگے اور ان سے اسکو ڈکھاتے ہونگے اور ملاتے ہونگے اس سے دوزخ چل پڑیگی۔ اور غضب اور غصے کے مارے
دل پر پھسکار ماری ہوگی اس وقت اس سے بڑا سخت اور تاریک دھوواں اُٹھیگا اور شعلے بلند ہونگے اور سخت آواز
سے چلائیگا۔ پس اسطرح اسکو لاکر بہشت اور مخلوق کے کھڑے ہونیکی جگہ کے درمیان کھڑی کردینگے پس وہ اہل محشر
کی طرف دیکھیگی اور چاہیگی کہ ان پر حملہ کرکے سب کو نگل جاوے۔ اس لئے نگہبان اسکو زنجیروں کے ساتھ بند رکھیں گے
اور اگر چھوڑ دی جاویگی تو کیا مومن اور کیا کافر سب کو آگ کی اس میں جپٹ کر جائے گی۔ اور جب دیکھیگی کہ وہ روکی گئی ہے تو
غضب ظاہر کریگی اور جوش ماریگی اور اس کے جوش سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا پھٹنے کو ہے اسکے بعد وہ دوسری دفعہ
سانس لیگی اور اپنے دانت پیسے گی اور ان کی آواز سب لوگ سنینگے اور انکے دل کانپ اُٹھینگے اور دل پھٹ جائینگے
حواس باختہ ہوجاوینگے آنکھیں خیرہ ہوجائینگی اور کلیجے مُنہ کو آجائینگے اسکے بعد پھر وہ دوسری سانس لیگی اسدفعہ جتنے
فرشتے اور نبی مرسل اور حاضرین محشر ہونگے خوف کے مارے سب گھٹنوں کے بل گر پڑینگے۔ اس کے بعد ایک اور سانس

ایک تخت اس گھر میں بچھا ہوا ہوگا۔ اور اسکے آس پاس چار ہزار سونے کی کرسیاں رکھی ہونگی ان کرسیوں کے پائے سُرخ یاقوت کے
ہونگے اور اس تخت پر ستر بچھاؤنے ہونگے اور ہر ایک بچھاؤنا جدا جدا رنگ کا ہوگا اور وہ بہشتی بائیں جانب تکیہ لگا کر بیٹھے گا
اس نے دنیا کے ستر ہزار اوڑھنے ہوئے ہونگے جو اسکے جسم کے ساتھ چسپاں ہونگے اور ان کپڑوں کا ابریشم سفید
رنگ کا ہوگا اور اسکی پیشانی پر ایک تمغہ بھی لٹکتا ہوگا وہ زمرد اور یاقوت سے مرصع ہوگا اور گوناگوں جواہرات اور رنگ
برنگ مروارید اس میں لگے ہوتے ہونگے اور اسکے سر پر ایک زریں تاج ہوگا اسکے ستر گوشے ہونگے اور ہر ایک گوشہ
میں ایک ایک مروارید ہوگا اور ہر ایک مروارید کی قیمت مشرق سے لیکر مغرب تک کی چیزوں کی قیمت کے برابر ہوگی اور
اسکے ہاتھوں میں کنگن ہونگے ایک تو سونے اور چاندی کا اور ایک کنگن مروارید کا اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں سونے
اور چاندی کی انگوٹھیاں ہونگی اور ان میں رنگ برنگ کے نگینے جڑے ہوئے ہونگے اور دس ہزار غلام اُسکے سامنے کھڑے
ہونگے یہ جوان ہونگے اور نہ بوڑھے اور اسکے آگے سُرخ یاقوت کا جو دستر خوان رکھا جاویگا اس دستر خوان کی چوڑائی کوس
در کوس ہوگی اور ہر ایک دستر خوان پر چاندی اور سونے کے ستر ہزار برتن ہونگے اور ہر ایک برتن میں ستر قسم کا کھانا رکھا ہوا
ہوگا اور جب کوئی بہشتی لقمہ اُٹھائیگا اور اسی وقت اُسکے دل میں دوسرے قسم کے لقمہ کا خیال آویگا۔ تو اُس لقمہ کی وہ
حالت ہو جائیگی جسکی وہ آرزو کر رہا ہوگا۔ اور جو غلام ان کے آگے کھڑے ہونگے انہوں نے ہاتھوں میں سونے اور چاندی کے
گلاس لئے ہوئے ہونگے اور کچھ برتن ہونگے جن میں شیریں پانی اور شراب ہوگی پس ہر ایک ان میں سے چالیس آدمیوں
کی خوراک کے قدر کھا جائیگا اور جب کھانوں سے سیر ہو جاوینگے تو پینے کے واسطے جس شربت کی خواہش کرینگے وہ حاضر ہوگی
اور سیر ہو کر پینگے کھانے پینے سے فارغ ہو کر ڈکار لینگے۔ پس اللہ تعالیٰ ان خواہشوں کا ہزار دروازہ ان پر کھول دیگا اور پھر
اس قدر پانی پینگے کہ غرق غرق ہو جائینگے اور اس کے بعد خداوند تعالیٰ ایک ہزار دروازہ خواہش کا انکے دل پر کھول دیگا
پس یہ لوگ پھر کھانے اور پینے میں مصروف ہو جاوینگے اور حور اور غلمان بھی اسکے سامنے آکر صف باندھے ہوئے سامنے
کھڑے ہونگے اور بہت بڑے ہونگے جتنا کہ اونٹ ہوتا ہے اور [illegible] خوش الحانی سے گائینگے جو دنیا کے ہر سرود سے زیادہ لذیذ
ہوگا اور ہر ایک پرندہ اس وقت اپنے راگ میں یہ کہیگا اے خدا کے دوست میں حاضر ہوں مجھے کہا میں جنت کے باغ کی فلاں
فلاں جگہ چرتا رہا ہوں اور فلاں فلاں جگہ پانی پیتا ہوں۔ پس جب وہ لوگ ان پرندوں کی آوازوں کی طرف اپنے کان لگائینگے
اور جب ان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھینگے پس وہ اس پرندے کی طرف دیکھیگا جو زیادہ خوش الحان اور اچھی تعریف کا والا
ہوگا۔ پس وہ اسکی آرزو کریگا تو خداوند تعالیٰ انکی خواہش پر فوراً آگاہ ہو جائیگا۔ اس لئے وہ پرندہ فوراً اسکے خوانچہ میں آکر
گر پڑیگا اور وہ کچھ خشک گوشت بنجائیگا اور کچھ بریاں گوشت ہو جائیگا اور برف سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ شیریں
پس وہ بہشتی اسکو کھائیگا اور جب وہ کھا کر سیر ہو جائیگا اور [illegible] کریگا تو وہ پرندہ جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو کر اُڑ جائیگا اور
جس دروازہ سے آیا تھا اسی سے نکلکر اپنی جگہ پر چلا جائیگا اور جب وہ صاحب اپنے تخت پر اجلاس فرما ہوگا تو حور
اُسکی سامنے بیٹھی ہوگی اور اپنے چہرے کو اُسکے چہرے میں دیکھیگا بسبب صفائی اور سفیدی اسکی کے اور اسی اثنا میں اس
کے دل میں شوق اور ولولہ پیدا ہوگا کہ اب حور [illegible] وصال کی لذت لینی چاہیئے مگر رعب حسن اور شرم کے باعث
خاموش رہیگا اور علانیہ کچھ کہہ نہیں سکیگا مگر یہ حور [illegible] اس بات کو تاڑ جائیگی اور جونہی اس راز کو معلوم
کرلیگی فوراً آکر گلے میں لپٹ جائیگی اور بڑے ناز و انداز [illegible] میرے قربان میری طرف دیکھئے تو سہی میں تو آپکے
واسطے ہی ہوں اور آپ میرے واسطے ہیں شرم کیسی ہے جب وہ اس طرح بیتاب آئیگی تو پھر تو وہ حضرت کشادہ پیشانی
سے بے کھٹکے اختلاط میں مشغول ہو جائینگے اور اس میں اس قدر ادب آجائیگی کہ جسقدر دنیا کے سو مردوں میں ہوتی ہے اور
عورت کے چالیس مردوں کے برابر اس کی قوت ہوتی ہے اور جب یہ بہشتی آدمی اس عورت سے نزدیکی کریگا تو اسکو
باکرہ پائیگا اور جب دونوں وصال کے سرور سے سرمست ہونگے تو اس میں اسقدر بیخود ہو جاینگے کہ دونوں آپس میں چالیس

کافر جواب دیگا کہ خدا کے واسطے مجھ کو چھوڑ دے کیا تو لوگوں کے روبرو مجھ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ کہیگا کہ نہیں تو تیرے اوپر ضرور سوار ہونگا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تو دنیا میں ایک مدت تک میرے اوپر سوار رہا اور آج میری باری آئی ہے اسلئے میں تیرے اوپر سوار ہونگا۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ آخر کار وہ آدمی اس کافر پر سوار ہو جائیگا پس یہ ہے اللہ تعالےٰ کے قول کی تفسیر۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (اور کافر اپنی پیٹھوں پر اپنے اپنے گناہوں کو اٹھائینگے۔ لوگو تم خبردار رہو جس چیز کو کافر اپنی پیٹھوں پر اٹھائینگے وہ بہت بُری چیز ہے) پھر اپنے دوستوں کے حق میں فرمایا ہے (اور ان لوگوں کو خوشخبری دینے کے بعد ہم نے انکو بہشت رہنے کے لئے اور ریشم پہننے کے واسطے دیا اور یہ اس کا عوض ہے کہ انہوں نے بلا پر صبر کیا اور حکم الٰہی کو بجا لائے اور منع کی گئی چیزوں سے باز رہے اور قضا اور قدر کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ اور جب ان لوگوں کو بہشت میں لیجائینگے تو وہاں انکو بہشت کی نعمتیں ملینگی اور اچھا ریشم پہنینگے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ بہشتوں میں تختوں پر تکئے لگا کر بیٹھیں گے اور ان کے اوپر پردے پڑے ہونگے یعنی بہشت میں نہ آفتاب کی دھوپ ہے اور نہ جاڑے کی سردی) اور بہشت میں جاڑا اور گرمی نہیں ہوگی اور دوسری جگہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے (اور انکے اوپر درخت کے سائے نزدیک ہونے والے ہیں) اور بہشت کے لوگ جب میوہ کھانا چاہیں گے تو کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے جس حالت میں ہونگے اسی حالت میں وہ کھا سکیں گے۔ کیونکہ میوہ دار درخت ان کی خواہش کے موافق جھک کر ان کے پاس نزدیک آجائینگے اور پھر جس طرح ان کا جی چاہیگا اسی طرح اس درخت کے میووں کو توڑ کر کھائینگے اور جب کھا چکیں گے تو پھر وہ درخت سیدھے کھڑے ہو جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (انکی شاخیں جو جھک جانے کے لائق ہونگی جھک جائینگی) اور فرماتا ہے (اور وہاں پر چاندی کے برتن اور آبخورے لیکر پھرینگے) یہ آبخورے مدور شکل کے ہیں اور ان کو پکڑنے کی ڈنڈی نہیں ہوگی۔ اور فرماتا ہے (یہ کوزے شیشے کے ہیں لیکن اصل میں چاندی کے ہیں) اور اس سے مطلب یہ ہے کہ جو دنیا کے شیشے ہیں وہ تو خاک سے ہیں اور جنت کے شیشے ہیں وہ چاندی سے بنائے گئے ہیں اور کوزہ کے اندازہ کے موافق ہی بنائے گئے ہیں یعنی جس قدر آبخورے کا اندازہ ہوتا ہے اسی قدر ہی ہیں جیسے کمہار برتنوں کے اسی اندازہ کے موافق بناتا ہے کہ جسقدر قوم کو حاجت اور ضرورت ہوتی ہے پس اللہ تعالےٰ کا فرمان بھی یہی ہے کہ ان کوزوں کو اندازہ کے موافق بنایا گیا ہے اور جس وقت پانی پیتے ہیں تو اسوقت کوزے میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور نہ ہی زیادہ پینے کی خواہش باقی رہتی ہے پس نہ کوزے بالکل حاجت اور اندازہ کے موافق بنائے گئے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ (ان لوگوں کو بہشت میں شراب پلایا جائیگا) اور ان گلاسوں میں بہشتی لوگ جو شراب پیتے ہیں وہ ایسی شراب نہیں ہے جیسی کہ اس دنیا میں ہوتی ہے اور نہ ہی ان گلاسوں کی طرح وہ گلاس ہیں۔ اور فرمایا ہے (بہشت کی شراب سونٹھ سے ترکیب دی گئی ہے) یعنی اس میں سونٹھ بھی ملی ہوئی ہے اور فرمایا ہے (ایک دریا اس بہشت میں بہتا ہے اس کا نام سلسبیل ہے نہر عدل سے ہو کر سب بہشتوں میں جاتا ہے اور جتنے بہشت کے لوگ ہیں سب کو اپنی نعمت سے سیراب کرتا ہے) اور ارشاد فرمایا ہے (ان کے اوپر ہمیشہ لڑکے پھرتے رہینگے) اور لڑکوں سے مراد ہے کہ یہاں کے پھرنے والے کبھی بوڑھے نہیں ہونگے اور نہ ہی بالغ ہونگے ایسے غلام ہونگے جو ہمیشہ خوبصورت ہی رہینگے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جب تو ان کو دیکھیگا تو اپنے دل میں گمان کریگا۔ کہ یہ موتی بکھرے ہوئے ہیں اور بیشمار ہونگے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تو اس جگہ کو دیکھیگا یعنی بہشت پر تیری نگاہ جائیگی تو وہ جگہ تم کو ایک عظیم ملک اور عظمت کی بھری ہوئی ایک کثیر جگہ نظر آئیگی۔ اور ایک [illegible] میں آیا ہے کہ ہر ایک بہشتی کے واسطے ایک بڑا محل ہوگا اور اسکے اندر ستر محل اور ہونگے اور ہر ایک محل میں ستر ستر گھر ہونگے۔ اور ہر ایک گھر جو ہوگا مروارید سے بنا ہوا ہوگا آسمان کی طرف اسکی اونچائی ایک فرسنگ ہوگی اور اس کا عرض کوس در کوس ہوگا یعنی کئی کوس تک ہوگا۔ اور اس میں چار ہزار سونے کے دروازے ہونگے اور مروارید کی تنابوں اور یاقوت کا

دنوں تک اسی حال میں پڑے رہینگے اور جب حور العین کی صحبت سے فارغ ہوگا اور اُسے اُس کو اس میں سے کستوری کی
خوشبو آئیگی اور اس عورت کی طرف اسکی محبت اور بڑھ جائیگی - اور اُس محل میں اسی طرح کی اور بھی چار ہزار
آٹھ سو عورتیں بڑی حسین اور جمیل موجود ہونگی اور ہر ایک عورت کے پاس ستر خدمتگار اور لونڈیاں ہونگی - اور حضرت
علی ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی لونڈی یا خدمتگار دنیا میں آجائے
تو اس کے حسن پر لوگ اسقدر فریفتہ ہوں کہ اس کے لینے کے واسطے آپس میں لڑ مریں یہاں تک کہ قریب ہے لڑتے لڑتے فنا ہو جائیں
اور حورعین کے بالوں میں اس قدر روشنی ہے کہ اگر وہ اپنی زلفوں کو دنیا پر کھول دیں تو آفتاب کی روشنی اس کے آگے
ماند ہو جاوے پیغمبر سے سوال کیا گیا کہ اے رسول اللہ بہشت کے خادم اور مخدوم میں کیا فرق ہے جواب دیا کہ
جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے اس خدائے پاک کی قسم ہے کہ وہاں کے خادم اور مخدوم میں ایسا فرق ہے
جیسا کہ چودھویں رات کے چاند اور ستاروں میں ہے اور آپ نے فرمایا کہ جس وقت بہشتی اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوگا
اس وقت اللہ تعالیٰ ہر بہشتی جانب ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجیگا جو مختلف رنگ میں ایک کو دوسرے سے
علیحدہ ہونگے اور بڑے نرم اور باریک یہاں تک کہ اس فرشتے کی دو انگلیوں کے درمیان ہی غائب ہو جائیں - جب
فرشتہ ان حلوں کو لیکر آئیگا تو اس کے گھر کے دروازے پر آکر کھڑا ہو جائیگا - اور دربان سے اندر جانے کی اجازت
مانگیگا اور کہیگا کہ خدا نے مجھے اس مکان کے مکین کے پاس جانے کیلئے بھیجا ہے وہ قسم کھا کر جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ
حالت میں حاضر ہوکر کچھ عرض نہیں کرسکتا لیکن میرے آگے ایک دربان ہے اس سے اطلاع کرتا ہوں - اس طرح
ستر دربانوں کو اطلاع ہوگی اور درجہ بدرجہ باریابی ہوتی جائیگی اور اسکے بعد جاکر صاحب بہشت کو خبر پہنچیگی سب
سے باہر کا دربان اس کی خدمت میں جاکر عرض کریگا کہ اے خدا کے دوست - اللہ کا رسول دروازے پر کھڑا ہے اس کے
بعد اس فرشتے کو اندر آنے کی اجازت ہوگی اور وہ حاضر ہوکر عرض کریگا کہ پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور وہ تم سے
راضی ہے - اگر اللہ تعالیٰ نے بہشتیوں کے حق میں حیات ابدی نہ لکھدی ہوتی تو جسقدر ان کو خوشی ہوگی - اسے دیکھ کر
انہیں شادی مرگ ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا کی رضامندی بہت بڑی چیز ہے اور یہ عظیم نعمت ہے اور فرمایا
ہے اے محمد جب تو اس جگہ کو دیکھیگا تو تجھے عظیم نعمتیں اور بڑے بڑے ملک دکھائی دینگے اور خدا کا رسول کبھی
بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو خدا کے حکم سے ہوگا اور فرماتا ہے کہ بہشتیوں کے جامے سندس سبز اور حریر
کے ہیں اور اس سے پارچہ دیبا مراد ہے اور [illegible] حریر [illegible] ہوگا اور دیبا استبرق سبز کے کپڑے ہونگے
فرماتا ہے کہ بہشتیوں کو چاندی کے کنگن پہنائے جائینگے اور [illegible] آیا ہے کہ بہشت میں سونے اور مروارید کے
کنگن پہنائے جائینگے، پس یہ کنگن میں نرم کہیں اور فرماتا ہے (۱) کہ پروردگار نے انکو پاک شراب پلائی ،
اور وہ پاک شراب یہ ہے کہ بہشت کے دروازے پر ایک درخت ہے اور اسکے تلے سے دو چشمے نکلتے ہیں - جب
مومن پل صراط سے گذر کر ان چشموں کی طرف جائیگا تو پہلے ایک چشمے میں داخل ہوگا اور وہاں غسل کریگا - ان چشمے
کے پانی سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو اٹھیگی اور [illegible] کی جوانی ایسی ہوگی جیسا کہ حضرت آدم کا قد تھا اور
وہ ستر گز تھا اور بہشت کی عورتیں اور مرد [illegible] برابر [illegible] کی عمر کے موافق انکی عمر ہوگی یعنی تینتیس
برس کے جوان ہونگے اور کیا مرد اور کیا عورت حسن اور جوانی میں ایسے ہونگے جیسا کہ یعقوب کے بیٹے حضرت یوسف تھے
اور جب دوسرے چشمے پر جائیگا اور اس کا پانی پیئیگا تو اس سے خداوند تعالیٰ اسکے دل سے کھوٹ حسد دور کر
دیگا - اور کچھ اندوہ اور غم نہیں رہیگا اور جب اس چشمے سے باہر نکلیگا اس کا دل ایسا پاک اور صاف ہوگا جیسا کہ حضرت
ایوب کا تھا اور اسکی زبان محمد رسول اللہ کی زبان ہوگی یعنی عربی زبان اور [illegible] وہاں سے ملک بہشت کے دروازے پر
پہنچیں گے تو بہشت کے نگہبان انکو یہ خوشخبری سنائینگے کہ تم خوش اور خوشحال رہو بہشت کے لوگ جواب دینگے کہ ہاں

شہر اللہ الاصم۔ شہر المطہر۔ شہر السابق۔ شہر الفرد۔ اس مہینے کو مضر اس واسطے کہتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے بعض خطبوں میں بیان کیا ہے کہ زمانہ اپنی اس روش پر لوٹ آیا ہے جیسے کہ اس دن تھا کہ جس دن خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا اور سال بارہ مہینوں میں تقسیم ہوا ہے سال میں سے چار مہینوں میں ظلم کرنا حرام ہے اور حرام کے تین مہینے تو درپے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں ذیقعد۔ ذی الحجہ۔ محرم اور چوتھا مہینہ رجب ان سے الگ ہے اور وہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ مضر ہے اور اس کی تخصیص نسی کے باطل کرنے کے واسطے ہوئی ہے جسے عرب جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتے تھے اور نسی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نسی کفر میں زیادتی کرنے کے سوا اور کچھ نہیں جو لوگ کافر ہیں وہ اس سے گمراہ ہوتے ہیں) جاہلیت کے زمانے میں جب اہل عرب تہامت سے باہر آنا چاہتے تھے تو اس وقت بنی کنانہ سے ایک آدمی اُٹھتا تھا۔ اسکو نعیم کہتے تھے اور وہ اپنی قوم کا سردار تھا وہ اُٹھ کر یہ کہا کرتا تھا کہ میں اپنی قوم میں مقبول ہوں مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی آدمی میرے حکم کو رد کرتا ہے اسکے جواب میں عرب کہا کرتے تھے کہ تو سچا ہے اس کے بعد اس سے درخواست کرتے تھے کہ ماہ محرم کی حرمت کو بدل دے یہ حرمت ماہ صفر میں مقرر کر اور محرم کا مہینہ ہمارے اوپر حلال کر دے اور یہ خواہش اسواسطے کرتے تھے کہ ہم پر صفر کی حرمت عاید نہ ہو کیونکہ تین مہینوں میں پے درپے حرام ہونے کے باعث لوٹ مار نہیں کرسکتے تھے اور انکی گذر اوقات لوٹ پر ہی تھی۔ اسی لئے ماہ محرم کو ماہ صفر میں منتقل کرتے تھے اور سال بھر مار دھاڑ کرتے رہتے تھے پس نسا ءاللہ فی احلہ وانسا ءاللہ احلہ کے یہی معنے ہیں۔ اور پیغمبر خدا نے رجب مہینے کو دو صفتوں سے موصوف کیا ہے ایک تو رجب مضر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ مضر کے لوگ ماہ رجب کی حد سے زیادہ تعظیم اور بزرگی کرتے تھے۔ اور دوسری یہ کہ آپ نے اسکو جمادی اور شعبان میں مقید کر دیا ہے۔ اور نہ اس صفت سے کہا ہے کہ اسکو آگے پیچھے نہ کرو جیسا کہ محرم کو صفر کے ساتھ ہٹا کر بدل دیتے تھے اس واسطے رجب مہینے کی یہی خاص کر قید لگادی ہے اور اس کی حرمت کو مضبوط کر دیا اور بعض کا یہ قول ہے کہ رجب مہینے کو جو مضر کہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بعض کافروں نے ایک قبیلے کے حق میں ان دنوں میں بددعا کی تھی اور بعد میں خدا نے ان کو ہلاک کر دیا اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس مہینے میں ظالموں کے حق میں دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور اسی واسطے جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ رجب سے پہلے ظالموں کے حق میں بددعا کرنے سے توقف کرتے تھے اور جب رجب کا مہینہ آجاتا تھا۔ تو اس وقت اپنے ظالموں کے حق میں خدا کی درگاہ میں بددعا کرتے تھے اور وہ قبول ہو جاتی تھی رد نہیں ہوتی تھی۔ اور منصل الاسنہ اسواسطے کہتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو عرب کے لوگ اپنے نیزوں کو سرکس میں رکھ لیتے تھے اور تلوار کو میان میں ڈال لیتے تھے اور سروں کو کونے میں کھڑا کر چھوڑتے اور یہ اس مہینے کی تعظیم کے واسطے تھا۔ اور جب تیر کو پیکاں سے الگ کر لیتے تھے تو اس وقت نصلت السہم والسنہ کہتے تھے اور شہر اللہ الاصم اس واسطے کہتے ہیں کہ اکا نیز آیا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو عثمان بن عفان جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے اس میں فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانوں تم آگاہ رہو کہ یہ خدا کا مہینہ ہے اس میں زکوٰۃ دو۔ اگر کسی پر قرض ہے تو وہ قرض ادا کرے اور اگر کسی کا قرض کسی پر باقی رہ جائے اور چھوڑ سکے تو اسکو چھوڑ دے۔ اور ابن انباری کہتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام اصم اسواسطے رکھا گیا ہے کہ اہل عرب ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے رہا کرتے تھے اور جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو اپنے ہتھیاروں کو رکھ دیتے تھے اور پیکان بھی تیر سے نکال لیتے تھے اس مہینے میں ہتھیاروں کی آواز کہیں سنی نہیں جاتی تھی اور نہ ہی تیروں کی چمک نظر آتی تھی۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہوتا تھا۔ اور رجب کے مہینے میں وہ اسکو دیکھ لیتا تھا تو اس سے انجان بن جاتا تھا اور ایسا سمجھتا تھا کہ گویا اس نے اسکو دیکھا ہی نہیں اور نہ اسکی خبر ہی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں اس مہینے کا نام اصم اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں کسی بھی قوم پر خدا کا قہر اور غضب نازل نہیں ہوا۔ گذشتہ امتوں پر خداوند تعالیٰ نے اور مہینوں میں عذاب کیا ہے مگر اس مہینے میں

کے مہینے میں وہ تمہیں ماریں تو تم بھی انکو مارو اور اس کو سمجھ لو۔ کہ جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ خداوند کریم ان کی مدد کرتا ہے۔
اور اہل تفسیر نے اس فقرہ کے معنوں میں (دین القیم) اختلاف کیا ہے مقاتل کا قول ہے کہ جو دین حق ہے وہ دین قیم ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ کہ سچا دین دین اسلام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دین قیم وہ ہے جو کجی سے دور ہو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے جس کے کرنے کے واسطے مسلمانوں کو حکم دیا ہے وہ دین قیم ہے ۔

ماہ رجب کی وجہ تسمیہ

رجب اسمائے منتقلہ میں سے ہے اور نہ رجب سے مشتق ہے۔ اور ترحیب کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب کا یہ محاورہ ہے رجبت ہذا الشہر جب کسی مہینے کو بزرگی دیجاتی ہے تو اسوقت اس محاورے کو استعمال کرتے ہیں۔ اور حباب بن المنذر جموح بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ جس روز آں حضرتؐ نے وفات پائی اس روز بنی ساعدہ کی بیٹھک میں اصحاب جمع ہوئے اور مہاجروں اور انصاریوں نے اس بات میں اختلاف کیا۔ کہ امیر کسے مقرر کریں۔ ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کہتا تھا۔ کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے (یہ ایک مشہور قصہ ہے) اس سے حباب کو غصہ آیا اور اس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ میں اس قبیلے کی وہ لکڑی ہوں جس سے پیٹھ کھجلائی جاتی ہے اور میں ایسے قبیلے کی وہ بزرگ کھجور ہوں جسے ستون سے کھڑا کیا جاتا ہے یعنی میں اپنی قوم میں عظیم اور صاحب عظمت ہوں اور اپنی قوم کا فرمانروا ہوں اور اس روایت میں جو عذیق کا لفظ وارد ہے یہ عذق کی تصغیر ہے اور عذق ایسی کھجور کو کہتے ہیں اور جس کا مالک گر پڑنے کے خوف سے اس کے نیچے ستون کھڑا کر دے تاکہ وہ گر نہ پڑے اور رجبہ اس بنا کو کہتے ہیں جو جڑ کے اردگرد بناتے ہیں اور اس قول میں (جذیلہا المحکک) جذیل جذل کی تصغیر ہے اور جذل درخت خرما کو کہتے ہیں جس سے خارش والا اونٹ کھجلاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جذل اس لکڑی کو کہتے ہیں جو اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں کھڑی کی جاتی ہے تاکہ اونٹ کے بچے اپنا بدن اس سے رگڑیں اور اپنی کھجلی دور کریں اور ابو عبیدہ نے بھی بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ رجب مہینے کا نام رجب اسواسطے پڑا ہے کہ ان دنوں میں عرب کے لوگ خرما کے گرد ایک ایسی لکڑی کر دیتے تھے جو انکی شاخوں کو سہارا دیتی تھی اور آندھی سے خوشوں کو ٹوٹ جانے سے بچاتی تھی اور اسی واسطے اس بنا کے قائم کرنیکے بعد یہ کہا کرتے تھے رجب النخلۃ ترجیبًا اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ خرما کے درخت کے اردگرد کانٹے گاڑتے ہیں تاکہ لوگ توڑ نہ سکیں اور گرا پڑا خرما بھی بچا رہے اس باڑ کو رجب کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب مادہ بوجھ کے سبب سے خرما کی شاخ جھک جاتی ہے تو ٹوٹنے سے بچانے کے واسطے اُسکے نیچے ایک ستون کھڑا کرتے ہیں اسے ترجیب کہتے ہیں اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ یہ عرب کے اس قول سے اخذ کیا گیا ہے رجبت فلانا یعنے میں نے اُس کو ڈرایا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آمادہ ہونے اور سامان تیار کرنے کو ترجیب کہتے ہیں۔ کیونکہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے رجب کے مہینے میں ماہ شعبان کے لئے بہت سی نیکیاں تیار کی جاتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کے ذکر کی تکرار اور اس کی بزرگیاں بیان کرنیکو ترجیب کہتے ہیں کیونکہ رجب کے مہینے میں خدا کی تقدیس اور تحمید اور تسبیح فرشتے بار بار پڑھتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ رجب کے لفظ میں ے کی بجائے بعض میم پڑھتے ہیں یعنے رجم پس اس صورت میں اس کے معنے ہنکانا ہے کیونکہ اس مہینے میں شیطان اور اسکے لشکر کو ہنکایا جاتا ہے تاکہ مسلمان کو دکھ نہ پہنچائیں اور رجب کے لفظ میں تین حرف ہیں (ر۔ ج۔ ب) ر سے خدا کی رحمت مراد ہے اور ج سے جو دینے اللہ تعالےٰ کی بخشش اور ب سے بر یعنے اللہ تعالےٰ کی نیکی۔ پس اس مہینے میں اول سے آخر تک بندوں پر اللہ تعالےٰ کی تین بخششیں ہیں ایک تو خدا کے سوا رحمت ہے اور دوسری بخشش ہے جس میں بخل کو کچھ دخل نہیں تیسری نیکی ہے جو ظلم سے بالکل پاک ہے ۔

ماہ رجب کے اور ناموں کا بیان

رجب کے سوا اس مہینے کے سوا اس مہینے کے اور نام بھی ہیں جو یہ ہیں مضر۔ منصل الالسنۃ۔ شہر اللہ الاصم۔

سے زیادہ رکھے اور جو بارہ روزے رکھے اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دو حلے پہنائے گا اور ہر ایک حلّہ ساری
دنیا سے بہتر ہوگا اور جو آدمی تیرہ روزے رکھے گا وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا اور اس کے آگے ایک خوان
لا رکھیں گے اور وہ اس میں سے کھائے گا حالانکہ اور لوگ سختی میں گرفتار ہونگے اور جو آدمی اس مہینے میں چودہ روزے رکھیگا اس
کے عوض اس کو اللہ تعالیٰ وہ جزا عطا فرمائے گا جسکو نہ کسی نے دیکھا ہو اور نہ سنا ہو اور نہ ہی اسکے دل میں اس کا خیال آیا ہو
اور جو آدمی ماہ رجب میں پندرہ روزے رکھے گا اسکو اللہ تعالیٰ امن پانے والے لوگوں میں کھڑا کرے گا اور جو مقرب فرشتہ
اور مرسل نبی اسکے پاس سے ہو کر گذریگا وہ اسکو مبارک باد دیگا اور یہ کہیگا۔ کہ تجھے خوشی نصیب ہو تو ان لوگوں میں
سے ہے جن کو امن دیا گیا ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے جو پندرہ سے زیادہ روزے رکھیگا اور جو آدمی اس مہینے
میں سولہ روزے رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں شریک کر دیگا جو سب سے پہلے اس کی زیارت کرنے والے ہونگے
اور وہ شخص خداوند کریم کو دیکھے گا اور ان کا مبارک کلام بھی سنے گا جو آدمی سترہ روزے رکھتا ہے اسکے لئے پل صراط پر ہر
ایک میل پر ایک آرامگاہ تیار کی جاتی ہے اور جب وہ وہاں سے گذرنے لگتا ہے تو اس میں آرام کرتا ہے اور جو ماہ رجب
میں اٹھارہ روزے رکھیگا۔ قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ کے قبے کے سامنے اس کا قبہ ہوگا۔ اور جو اس مہینے میں
اُنیس روزے رکھتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ اور ابراہیمؑ کی نشستگاہ کے روبرو بہشت میں ایک محل
عطا کریگا۔ اور جب یہ روزہ دار وہاں جائیگا تو یہ ان کو سلام کہیگا اور وہ اس کو سلام کہینگے۔ اور اگر کوئی رجب کے
مہینے میں بیس روزے رکھیگا تو اسکو آسمان سے ایک شخص پکار کر کہیگا کہ اے بندے اس سے پہلے تو جو کچھ کر چکا ہے
اللہ تعالیٰ نے وہ سب تجھے معاف کر دیا اب جب تک زندگی باقی ہے اس میں تو نیک عمل کر اور رجب مہینے کو مطہر اس لئے
کہتے ہیں کہ جو اس میں روزے رکھتا ہے وہ گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہو جاتا ہے اور شیخ امام رحمۃ اللہ بن مبارک
سقطی نے روایت کی ہے اور وہ حسن بن احمد بن عبد اللہ مستری سے اور وہ ہارون بن عنتر سے اور وہ اپنے باپ سے
اور وہ حضرت علیؑ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں پیغمبر نے فرمایا ہے کہ رجب کا مہینہ بڑا بزرگ مہینہ ہے۔ اگر کوئی
آدمی اس مہینے میں ایک روزہ بھی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔ اور
جو شخص اس مہینے میں دو روزے رکھیگا اسکے اعمال نامے میں خداوند تعالیٰ دو ہزار سال کا ثواب لکھ دیتا ہے اور
جو تین روزے رکھتا ہے اسکو تین ہزار سال کا ثواب ملتا ہے اور جو سات روزے رکھیگا اس پر دوزخ کے دروازے بند
کئے جائینگے اور جو آدمی اس مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اسکے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھول دئیے جاتے ہیں
اور اسکو حکم دیا جاتا ہے کہ جس دروازے سے چاہے اسی سے بہشت میں داخل ہو اور جو آدمی اس مہینے میں پندرہ روزے
رکھتا ہے۔ اسکی سب برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں اور پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے
بخش دیا ہے اب نئے سرے سے عمل کر۔ اور جو اس سے بھی زیادہ روزے رکھتا ہے اس کو اجر بھی اس سے زیادہ ملتا ہے اور
اور امام شیخ رحمۃ اللہ بن مبارک اسناد بن یونس سے اور وہ حسن رض سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے
فرمایا ہے کہ جو آدمی رجب کے مہینے میں ایک روزہ رکھتا ہے اس کا ایک روزہ تیس سال کے روزوں کے برابر ہے اور
شیخ امام رحمۃ اللہ حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری سے اور وہ ہلال بن کثیر سے اور وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر
ملی ہے کہ ابو درداء سے ایک شخص نے پوچھا کہ رجب کے مہینے میں روزے کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جاہلیت
کے زمانے میں جاہلوں نے بھی اس مہینے کو بزرگی دی ہے اور اسلام نے بھی اس مہینے کو فضیلت دی ہے اور جو آدمی
اس مہینے میں ثواب اور طاعت اور خدا کی رضامندی کیلئے دلی خلوص سے ایک روزہ بھی رکھے تو وہ روزہ اسکے حق میں
اللہ تعالیٰ کے غضب کو کم کر دیتا ہے اور دوزخ کا ایک دروازہ اس پر بند کیا جاتا ہے اور اس روزہ کا اس قدر ثواب
روزہ دار کو عطا ہوتا ہے کہ اگر ساری زمین کے برابر سونا دیا جاتے تو وہ بھی اس ثواب کے برابر نہیں ہوتا اور دنیا کی جتنی

کسی امت کو عذاب نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھی اسی مہینے میں کشتی میں بٹھلایا تھا اور وہ کشتی نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں
کو جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے لئے ہوئے چھ مہینے تک پانی میں چلتی رہی اور ابراہیم نخعی روایت کرتے ہیں
کہ ماہِ رجب خداوند تعالیٰ کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر چلائی۔ اور اس میں حضرت
نوح علیہ السلام نے روزے رکھے اور جو لوگ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان سے بھی آپ نے فرمایا کہ تم بھی روزے رکھو۔
اور پھر خدا نے سب کو اس طوفان سے نجات دی اور مشرکوں کے شرک اور دین کے دشمنوں سے طوفان کے ذریعہ
زمین کو پاک کر دیا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اس روایت کے بیان کرنے والے پیغمبر ہیں اور بسند اللہ سے ہم کو اس حدیث کی خبر ملی
ہے اور وہ ابی حازم سے روایت کرتے ہیں اور وہ سہل بن سعد سے اور وہ پیغمبر علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا اے مسلمانو تم
آگاہ رہو کہ رجب کا مہینہ ان مہینوں میں سے ہے جو حرام کئے گئے ہیں اور اس میں خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی پر سوار
کیا اور اس میں انہوں نے روزے رکھے اور اپنے ساتھ والوں کو روزے رکھنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اس لئے
اللہ تعالیٰ نے ان کو خلاصی عطا کی اور ڈوبنے سے بچا لیا۔ اور کافروں کے غرق کر دینے سے زمین کو کفر اور نافرمانی سے
پاک کیا اور اس مہینے کا نام اصم یعنی بہرہ اس واسطے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ تیرے ظلم اور خواری سے بہرا ہے اور اے
مومن یہ تیری بزرگی کو سننے والا ہے پس خداوند تعالیٰ نے ظلم اور اس قسم کی لغزش سے اس کو بہرا کر دیا ہے تاکہ قیامت
کے دن وہ تیری ایسی گواہی نہ دے سکے اور تیرے ان نیک اور بزرگ عملوں کا گواہ ہے جو اس مہینے میں تجھ سے صادر
ہوں اور رجب اس واسطے کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ اپنے بندوں پر اس مہینے میں رحمت نازل کرتا ہے ثواب دیتا ہے
کرامت بخشتا ہے ایسا کہ کسی کی آنکھ نے ویسا انعام و اکرام نہ دیکھا ہو اور نہ ہی کسی نے سنا ہو اور نہ اس کا دل میں خیال
بھی گذرا ہو ان سب باتوں کی تشریح امام رحمۃ اللہ اپنے اسناد سے اعمش سے بیان کرتے ہیں اور وہ ابراہیم سے اور
وہ علقمہ سے اور وہ ابی سعید خدری سے اور وہ پیغمبر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے مہینوں کا شمار اپنی کتاب میں بارہ بیان کیا ہے ان میں سے چار حرمت
والے مہینے ہیں اور رجب خدا کا مہینہ ہے اور تین مہینے پے در پے ہیں جو یہ ہیں ذیقعد۔ ذی الحج۔ محرم اور رجب خدا کا
مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے پس اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں ایک روزہ رکھے
اور وہ مسلمان ہو اور خدا سے آخرت کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرتا ہے اور بہشت بریں اس کو اس کے
واسطے ملیگی اور جو رجب کے مہینے میں دو روزے رکھیگا اسکو دو حصے ثواب ملیگا اور ہر ایک حصہ دنیا کے
پہاڑوں کا ہوگا اور جو رجب کے مہینے میں تین روزے رکھیگا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک
خندق حائل کر دیگا اس خندق کی چوڑائی ایک سال کے راستے کے برابر ہوگی اور جو چار روزے رکھیگا اسکو دنیا کی بلائیں
لاحق نہیں ہونگی دیوانگی۔ برص۔ جذام۔ فتنہ دجال۔ اور جو رجب کے مہینے میں پانچ روزے رکھیگا اسکو قبر کے عذاب
سے نجات ملجاتی ہے اور جو چھ روزے رکھیگا قبر سے نکلتے ہوئے اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا
اور جو رجب کے مہینے میں سات روزے رکھیگا اس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند کئے جائینگے ہر ایک ایک
روزے کی برکت سے ایک ایک دروازہ بند ہوتا ہے اور جو رجب کے مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اس پر بہشت
کے آٹھ دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ ان میں بھی ہر ایک روزے کے عوض میں ایک ایک دروازہ کھولتے ہیں
اور جو نو روزے رکھیگا جب وہ قبر سے اٹھیگا تو یہ کہتا ہوگا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اس کا منہ بہشت کی طرف
ہوگا۔ اور اگر کوئی رجب میں دس روزے رکھیگا تو اسکے واسطے اللہ تعالیٰ پلصراط کے اوپر ہر ایک کوس پہ ایک فرش
بچھا دیگا اور وہاں سے گذرتا ہوا وہ اس فرش پر آرام کریگا۔ اور جو آدمی اس مہینے میں گیارہ روزے رکھیگا وہ قیامت
کے دن اپنے آپ کو سب سے بہتر دیکھیگا۔ مگر جو اس کے برابر روزے رکھے۔ یا اس

رجب کے مہینہ میں بیس روزے رکھتا ہے اسکو پہلے آدمی سے بیس حصے زیادہ ثواب ملتا ہے اور ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شہر میں ہیں۔ اور کبیرہ گناہوں کے بارے میں اس کی اس قدر سفارش قبول ہوگی جسقدر کہ ربیعہ اور مضر کے قبیلہ کے لوگوں کی تعداد ہے اور جو آدمی ماہ رجب کے تیس روزے رکھتا ہے اس کو پہلے آدمی سے تیس حصے زیادہ ثواب ملتا ہے اور آسمان سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ اے خدا کے دوست تجھے خوشخبری ہو کہ ان روزوں کے عوض خداوند نے تم کو بزرگی عطا کی ہے اور بڑی عظمت دی ہے اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ یہ بزرگی خداوند تعالے کا مبارک دیدار ہے اور وہ سب سے زیادہ معظم اور مکرم ہے اور یہ دیدار اسکو پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوکار لوگوں کے ہمراہ نصیب ہوگا اور یہ تحقیق بھی لکھے ہیں تجھے خوشی ہو جب کل کو قیامت کے دن پردے دور کئے جائینگے تو اسدن خداوند کریم سے تم کو بڑا عظیم ثواب ملیگا اور جب یہ آدمی مرنے لگتا ہے اور موت کا فرشتہ اسکے پاس آکر حاضر ہوتا ہے تو جان نکلنے کے وقت خداوند تعالیٰ بہشت کے حوضوں سے اسکو ایک شربت پلاتا ہے تاکہ موت کی سختی اس پر آسان ہو جائے اور موت کا درد اور اس کا صدمہ محسوس نہ ہو اور جب قبر میں جاتا ہے تو وہاں ہمیشہ خوش اور خرم رہتا ہے اور بہشت اپنی قبر میں اور میدان قیامت میں سیراب رہتا ہے اور پھر یہ پیغمبر کے حوض پر آپہنچتا ہے اور جب اپنی قبر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اسکو رخصت کرنے جاتے ہیں اور اسکے ساتھ اونٹ ہونگے۔ مروارید اور یاقوت اور جڑاؤ زیوروں کے اور اسکے ہمراہ بیش قیمت اور فاخرہ لباس ہونگے اور آتے ہی اسکو کہینگے۔ کہ اے خدا کے دوست توقف نہ کر اور جلدی کر اپنے خدا کی طرف روانہ ہو جسکے واسطے تو سارا سارا دن پیاسا رہا اور جس کے واسطے تو نے اپنا جسم لاغر کر لیا۔ اور یہ پہلا شخص ہوگا۔ جو اس گروہ میں داخل ہوگا جو جنت عدن کے رستگاروں میں سے ہونگے اور یہ ایک بزرگ اور بڑی عظیم رستگاری ہے اور رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر روزہ کی حالت میں اپنی طاقت کے موافق یہ آدمی صدقہ بھی دیدیگا تو وہ دور ہے وہ دور ہے دور ہے آپ نے تین مرتبہ یہ لفظ کہا اور کہا اگر ساری دنیا کے لوگ جمع ہو جائیں اور اس بندہ کے اجر اور ثواب کا اندازہ کریں تو اسکے ثواب کا دسواں حصہ بھی شمار نہ کر سکیں۔ اور عبداللہ بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر ماہ رجب میں کوئی مومن اس اعتقاد سے کہ یہ خدا کا مہینہ ہے اور ہم ہے کسی مسلمان کی مشکل کو حل کرے تو اس کے عوض میں خداوند تعالےٰ اسکو جنت میں ایک محل عطا کریگا اور اسکی لمبائی اسقدر ہوگی جسقدر کہ نظر کی انتہا ہوگی پس اے مسلمانوں تم رجب مہینے کی حرمت کرو اور اسکی تعظیم کرو تاکہ اللہ جلشانہ تم کو ہزار بزرگی عطا کرے۔ عقبہ بن سلامہ بن قیس راوی ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں صدقہ دیگا تو خداوند تعالے دوزخ کی آگ سے اس کو دور کر دیگا اور اسقدر دور کریگا جیسے کوے کا بچہ اپنے گھونسلے سے اڑ کر الگ ہوتا ہے اور پھر عمر بھر اڑتا ہی چلا جاتا ہے یہانتک کہ اڑتے اڑتے بوڑھا ہو جاتا ہے اور پھر اسی حالت میں مر جاتا ہے اور لوگوں کا یہ مقولہ کہ کوا پانچسو برس کی عمر کا ہوتا ہے۔ اور ماہ رجب کو سابق اسواسطے بولتے ہیں کہ جتنے حرمت والے مہینے ہیں ان سب سے یہ پہلا ہے اور فرد اس واسطے اس کا نام رکھا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں یعنے حرمت والے مہینوں سے جدا رہتا ہے۔ ثوبان بن یزید روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے حج اور وداع کے خطبہ میں فرمایا کہ اے مسلمانوں تم خبردار ہو زمانہ اپنی اصلی ہیئت پر پھر لوٹ آیا ہے یعنے جس روز خداتعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اسی دن بارہ مہینے مقرر کئے ہیں اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے سانے ہیں تین پے در پے آتے ہیں اور وہ یہ ہیں ذیقعد۔ ذی الحج محرم اور رجب اکیلا ہے اور یہ جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے ٭

ماہ حرام کا بیان

عکرمہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ ماہ رجب تو خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے اور موسیٰ بن عمران راوی ہیں کہ انس بن مالک کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول

چیزیں ہیں ان سب کا اجر بھی اس ثواب کو نہیں پہنچتا۔ اگر روزہ رکھنے والا رات کے وقت دس دعائیں بھی کرتا ہے تو
وہ قبول ہو جاتی ہیں اور اگر یہ مانگے تو اس کے واسطے عاقبت کا ذخیرہ کیا جاتا ہے اور یہ نیکیاں بہتر ہوتی ہیں۔ اس سے
جو خدا کے دوستوں اور برگزیدوں کو ملتی ہیں جو دعا کرتے ہیں اور جو آدمی اس مہینے میں دو روزے رکھتا ہے اس کو ایسے
دس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے جو صدیق ہوتے ہیں اور عمر بھر نیک کردار رہتے ہیں اور اسکی شفاعت ایسی ہی قبول کیجائیگی
جیسی کہ صدیقوں کی اپنے گروہ میں مقبول ہوتی ہے اور آخر کو صدیقوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور ان کی رفاقت
میں رہیگا۔ اور جو آدمی ماہ رجب میں تین روزے رکھتا ہے اسکو بھی پہلے آدمی کے موافق ثواب عطا ہوتا ہے اور جس وقت روزہ
افطار کرنے لگتا ہے اسوقت اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کا حق میرے اوپر واجب ہو گیا ہے اور مجھ کو یہ
ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شخص مجھے دوست رکھتا ہے۔ اے فرشتو تم لوگ گواہ رہنا۔ کہ میں نے اس بندہ کے اگلے پچھلے سب گناہ
معاف کر دئے۔ اور جو آدمی اس مہینے میں چار روزے رکھتا ہے اسکو بھی وہ ثواب عطا ہوتا ہے جو تین روزے رکھنے
والے کو ہوتا ہے اور ان صاحب دلوں کا ثواب ملتا ہے جو بہت سی توبہ کرتے ہیں اور جتنے رستگار ہوتے ہیں ان سب
سے پہلے اس کو اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور جو شخص ماہ رجب کے پانچ روزے رکھتا ہے اس کو خداوند تعالے حشر کے
دن اٹھائیگا اور اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور اس کے حق میں اس قدر نیکیاں لکھی جائینگی
کہ جس قدر عالج کی ریت ہے۔ عالج ایک ریگستانی مقام کا نام ہے اور جب وہ بہشت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالے
اس کو فرمائیگا کہ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے وہ مانگ لے۔ اور جو آدمی اس مہینے میں چھ روزے رکھیگا اس کو یہ ثواب بھی
ملیگا اور اسکے سوا یہ ہوگا۔ کہ قیامت کے روز اسکو ایک ایسا نور دیا جائیگا جسے اور لوگ روشنی پائینگے اور اس کا حشر ان
لوگوں میں ہوگا جو امن پانیوالے ہونگے اور حساب کے بغیر وہ پل صراط کے اوپر سے گذر جائیگا۔ اور والدین کی
نافرمانی کرنے سے بچا رہیگا اور اس سے محفوظ رہیگا کہ وہ اپنے عزیزوں سے پیوند قطع کرے۔ اور قیامت کے
روز اللہ جلشانہ اپنی بابرکت اور پاک ذات کے ساتھ اس پر توجہ فرمائیگا اور جو آدمی ماہ رجب کے سات روزے
رکھیگا اس کو وہ ثواب بھی ملیگا جو اس سے پہلے کو ملا ہے اور اس کے سوا یہ ہوگا کہ اس کے اوپر دوزخ کے سات
دروازے بند کر دئے جائینگے۔ اور خداوند تعالے اس پر دوزخ کو حرام کر دیگا اور جنت میں داخل ہونا اسکے واسطے
واجب کر دیا جائیگا اور اسکو یہ بھی کہدینگے کہ تو بہشت میں جس جگہ رہنا چاہے وہاں مزے سے رہ اور جو آدمی رجب
کے مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اسکو بھی اس سے پہلے آدمی کا سا ثواب عطا ہوتا ہے اور آٹھ دروازے
بہشت کے بھی اسکے واسطے کھول دئے جاتے ہیں اور اسکو کہدیا جاتا ہے کہ جس دروازہ سے داخل ہونا چاہے
اسی سے جنت میں داخل ہو جا۔ اور جو کوئی رجب کے نو روزے رکھتا ہے اسکو بھی اس پہلے آدمی کی مانند
ثواب ہوتا ہے اور اسکے اعمالنامہ کو علیین میں اٹھا لیجاتے ہیں۔ اور قیامت کے دن اس کا حشر ان لوگوں میں
ہوگا جو امن پانیوالے ہونگے اور جب اپنی قبر سے اٹھیگا تو اسوقت اسکی صورت ایسی نورانی ہوگی۔ کہ اس کے نور
سے دوسرے لوگونکو روشنی پہنچیگی۔ اور دوسرے آدمی اس کو دیکھ کر یہ کہینگے کہ یہ تو کوئی خداوند تعالے کا برگزیدہ پیغمبر
ہے اور ادنی چیز جو اسکو دیجائیگی وہ یہ ہوگی کہ حساب اور کتاب کے سوا ہی بہشت میں دخول کر لیگا اور جو آدمی رجب
کے مہینے کے دس روزے رکھیگا۔ اس کو اللہ تعالے کی کلی رضا حاصل ہو جائیگی اور اسکی خاص تعریف ہوگی اور
دوسروں کی نسبت اسکو دس گنا زیادہ اجر بھی عطا ہوگا۔ اور اس گروہ کے لوگوں میں شامل ہوگا جنکی بدیوں کو
اللہ تعالے نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ کے ان مقربوں میں شمار ہوگا جو خداوند تعالے کے راستہ میں
عدل کرتے ہیں اور ان لوگونکی مانند ہوجاتا ہے جو ہزار سال تک اللہ تعالے کی بندگی کرتے ہیں اور وہ بھی اس
حالت میں کہ وہ روزہ دار ہو نماز ادا کرنیوالا صابر۔ خداوند تعالے سے ثواب کا طالب ہے۔ اور جو آدمی

کر دیتا ہے۔ اور اسکے ہر ایک دن کے روزے اور ہر ایک صدقہ کے عوض میں ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب اسکو مرحمت کرتا ہے۔ اور بہشت میں ایک ہزار گھر بنا دیتا ہے اور ہر ایک میں ہزار محل اور ہر ایک محل میں ہزار حجرے ہیں اور ہر ایک حجرہ میں ایک ہزار خیمے ہیں اور ہر ایک خیمے میں ایک ہزار حور ہے اور انکو خوبصورتی اور روشنی عطا کی گئی ہے وہ آفتاب سے ہزار درجہ زیادہ ہے ❖

ماہ رجب کے اگلے دن اور پہلی رات کی بزرگی

رجب کے مہینے میں اول روز روزہ رکھے اور اول رات خدا کی درگاہ میں قیام کرنے میں بڑی بزرگی ہے امام شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو پیغمبر صلعم یہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی رجب اور شعبان میں ہم پر برکت نازل فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسناد میں میمون بن مہران سے روایت کی ہے اور وہ ابی ذر سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے جو آدمی رجب کے مہینے میں پہلے روز روزہ رکھتا ہے وہ گویا سارے مہینے کے روزے رکھ لیتا ہے اور اگر کوئی سات روزے رکھے تو سات دروازے دوزخ کے اس پر بند کر دئیے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آٹھ روزے رکھے تو اسکے واسطے آٹھ دروازے جنت کے کھولے جاتے ہیں۔ اور جو آدمی دس روزے رکھتا ہے اسکی برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں اور جو آدمی اس مہینے میں اٹھارہ دن روزے رکھیگا اسکو آسمان سے ایک پکارنے والا کہیگا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے پہلے سب گناہ بخش دئیے ہیں۔ اب آئیندہ کے لئے نیک عمل شروع کر۔ اور شیخ امام رحمۃ اللہ سلامہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ رجب کے پہلے دن کا روزہ رکھے تو اللہ جل شانہ اسکے ساٹھ برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر کوئی پندرہ دن روزے رکھے تو قیامت کے دن اس کا حساب آسان ہوگا اور جو اس مہینے میں بیس روزے رکھتا ہے اسکے واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اس بندے سے خوش ہو گیا ہوں اور اسکو عذاب نہیں کرونگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ارطاۃ کے بیٹے حجاج کو جو بصرے کا حاکم تھا ایک خط لکھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ارطات کے بیٹے عدی کو لکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ سال بھر میں چار راتوں کا نگاہ رکھنا تیرے اوپر واجب ہے کیونکہ ان راتوں میں خدا اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور وہ یہ ہیں ماہ رجب کی پہلی رات۔ شعبان کی درمیانی رات۔ رمضان کی ستائیسویں رات عید الفطر کی رات۔ اور خالد بن معدان سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سال میں پانچ ایسی راتیں ہیں کہ اگر کوئی ان پر ہمیشگی کرے اور ثواب کی اُمید رکھے اور انکی نسبت جو وعدہ کیا گیا ہے اسکو سچا جان کر ان میں شب بیداری کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو بہشت میں داخل کریگا۔ پہلی رات رجب کی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے دونوں عیدوں کی راتوں میں تو قیام کرے مگر دنوں میں روزہ نہ رکھے اور شعبان کی درمیانی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور عاشورہ کی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے ❖

مُبارک اور بزرگ دن کا بیان

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سال میں ان چودہ راتوں میں شب بیداری کریں۔ ماہ محرم کی پہلی رات۔ عاشورہ کی رات ماہ رجب کی پہلی رات۔ رجب کی درمیانی رات۔ رجب کی ستائیسویں رات۔ ماہ شعبان کی درمیانی رات یعنی عرفہ دونوں عیدوں کی راتیں ماہ رمضان کی اور وہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتیں ہیں اور اسی طرح اتفاق کیا ہے کہ ان سترہ دنوں میں عبادت کریں عرفہ کا دن۔ عاشورہ کا دن شعبان کا درمیانی دن۔ جمعہ کا دن۔ دونوں عیدوں کے دن۔ اور ذی الحج کے دس معلومہ دن اور تشریق کے دن یعنی ذی الحج کی گیارھویں۔ بارھویں اور تیرھویں تاریخ اور سب دنوں میں سے جمعہ اور کل رمضان کے مہینے کی نسبت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ حضرت انس روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر جمعہ کا دن سلامتی سے گذر جائے تو سب دن سلامتی سے گذر جاتے ہیں۔ اور اگر رمضان کا مہینہ سلامتی

مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت کے اندر ایک نہر بہتر ہے اور اس کا نام رجب ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ اگر کوئی آدمی ماہ رجب میں ایک روزہ بھی رکھے تو انشاء اللہ اس آدمی کو اُس نہر سے پانی پلایا جاتا ہے اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ بہشت میں ایک ایسا محل ہے کہ اس میں وُہی لوگ جاتے ہیں جو رجب کے مہینے میں روزے رکھتے ہیں۔ ان کے سوا دوسرے آدمی اس میں داخل نہیں ہوتے۔ اور ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رمضان کے بعد دوسرے مہینوں میں ہرگز روزہ نہ رکھو مگر رجب اور شعبان کے مہینوں میں رکھو۔ اور انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی حرام کے مہینوں میں جمعرات اور جمعہ اور ہفتہ کے دن روزے رکھتا ہے خداوند تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ اس کا نام دفتر میں لکھ لو۔ اور اس کے حق میں نو سو برس کی عبادت کا ثواب بھی درج کردو اور آپ نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب بُرائی کے ترک کرنیکے واسطے ہے اور شعبان کا مہینہ اسواسطے ہے کہ اُس میں نیک عمل کریں اور عہد کو بھی وفا کریں اور ماہ رمضان صدق ارادت اور باطن کی صفائیؔ کے واسطے ہے اور رجب توبہ کرنیکا مہینہ ہے اور شعبان محبت کے واسطے بھی ہے اور ماہ رمضان قربت حاصل کرنیکے واسطے اور رجب حرمت کے لئے ہے اور شعبان ماہ عبادت ہے اور رمضان نعمت حاصل کرنے کا مہینہ ہے اور رجب عبادت کا مہینہ ہے اور شعبان زیادہ کوشش کرنے کے واسطے ہے اور رمضان زیادتی حاصل کرنیکے لئے اور رجب میں نیکیاں دوگنی ہوتی ہیں۔ اور شعبان بندہ کی بُرائیاں دُور کرتا ہے اور رمضان میں خداوند تعالےٰ کی کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ماہ رجب نیکی میں آگے بڑھنے والوں کا مہینہ ہے اور شعبان نیکی میں متوسط چلنے والے لوگوں کا مہینہ ہے اور ماہ رمضان گناہگاروں کی بخشش کےؔ واسطے ہے اور ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ رجب کا مہینہ آفتوں کے ترک کرنیکے واسطے ہے اور شعبان عبادت کے واسطے ہے اور رمضان کرامتوں کے دیکھنے کے لئے ہے پس جو آدمی آفتوں کو نہیں چھوڑتا اور بندگی اور طاعت کو اختیار نہیں کرتا اور کرامتوں کا منتظر نہیں ہے وہ ان لوگوں میں سے ہے جو بیہودہ چلتے ہیں۔ اور ذوالنون مصریؒ نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب تو کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور شعبان میں اس کھیت کو پانی دیتے ہیں۔ اور رمضان اس کھیت کے کاٹ لینے کا مہینہ ہے اور ہر ایک آدمی کاٹنے کے وقت وہی چیز کاٹتا ہے جو پہلے بوتا ہے اور جو کچھ پہلے کرتا ہے اسی کا اس کو عوض دیا جاتا ہے اور جو آدمی اپنی کھیتی کو ضائع کرتا ہے اسکو کھیت کاٹنے کے وقت پشیمانی اور شرمندگی کے سوا اور کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور اس کی اُمید کے برخلاف اس کا انجام بُرا ہوتا ہے اور بعض صالح لوگوں نے فرمایا ہے کہ سال تو ایک درخت ہے اور رجب کا مہینہ اُسکے پتے نکالنے کا ہے اور شعبان کے مہینے میں اس درخت کو پھل آتا ہے اور رمضان اس کا میوہ چننے کا وقت ہے اور فرمایا ہے کہ ماہ رجب کو خداوند تعالیٰ نے اپنی بخشش کے واسطے مخصوص کردیا ہے اور شعبان کو شفاعت کے واسطے مخصوص فرمایا ہے اور ماہ رمضان کو اس سے خصوصیت دی ہے کہ اس میں نیکیاں دوگنی کریں۔ اور لیلۃ القدر کو خداوند تعالےٰ نے اپنی رحمت کے نازل کرنیکے واسطے مخصوص کیا ہے اور عرفہ کا روز دین کے کامل ہونے کے واسطے جیسا کہ خداوند کریم فرماتا ہے (آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے واسطے کامل کردیا) اور جمعہ کا دن مسلمانوں اور عام لوگوں کی دُعاؤں کے قبول ہونے کے واسطے مخصوص ہے۔ اور عید کے دن میں مومن آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی اور خلاصی نصیب ہوتی ہے مارنی رحسین بن علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے رجب کے مہینہ میں تم روزے رکھو اس مہینے کے روزے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں توبہ ہے اور سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں ایک دن بھی روزہ رکھے تو گویا اُس نے ایک ہزار سال کے روزے رکھے۔ اور ایسا ہوگیا ہے کہ گویا اس نے ایک ہزار بردے آزاد کردیئے۔ اور اگر ماہ رجب میں صدقہ دیتا ہے تو اس کا صدقہ ہزار دینار کے برابر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکے بدن کے بالوں کے برابر نیکی لکھ دیتا ہے اور ہزار درجے اسکے مرتبہ کو بلند کردیتا ہے اور اس کی ہزار بدیاں دُور

سلمان نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں اس نماز کو کس طرح ادا کروں اور کس وقت پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مہینہ کے اول میں دس رکعت پڑھ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ یا ایہا الکافرون اور جب سلام پھیرے تو اپنے دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اٹھا اور یہ دعا پڑھ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ یگانہ ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک اور ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے ہی حمد ہے وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ آپ ہمیشہ کیواسطے زندہ ہے اسکو کبھی موت نہیں آتی اور نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قدرت رکھتا ہے اے خداوند کریم تو تنہا ہی قادر ہے تو جس کو چاہے دیدے اور جس کو تو نہ چاہے کوئی آدمی اس کو منع نہیں کر سکتا اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور اگر تیری مرضی کے سوا کوئی کوشش کرے تو اس کی کوشش بیکار خالی ہے پس جب یہ دعا پڑھ چکے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر مل لے اور اس مہینے کے درمیان میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور تین دفعہ سورۃ اخلاص اور سورہ کافرون پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ کہے خداوند تعالٰی کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے اور خداوند کریم یگانہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔ ملک اسی کے لئے ہے۔ اور اسی کے واسطے ہی حمد ہے وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی اسکو موت نہیں آئیگی۔ اور جسقدر نیکی ہے وہ سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور ایسی صفت میں وہ اپنا نظیر نہیں رکھتا اپنی نظیر وہ آپ ہی ہے۔ اور خداوند تعالٰی اپنی نظیر نہیں رکھتا اور بے ہمتا اور بے نیاز ہے اور وہ اکیلا ہے اسکی کوئی بیوی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اولاد ہے اور جب یہ دعا پڑھ چکے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر مل لے۔ اور اس مہینے کے آخیر میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ ہی سورہ یا ایہا الکافرون اور جب سلام پھیر چکے تو دعا کے واسطے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ کہے خداوند کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک نہیں۔ ملک اسی کے لئے ہے اور حمد کے لائق وہی ہے اور وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں نیکی ہے اور ہر چیز پر وہ قدرت رکھتا ہے اور ہمارے سردار پر جو محمد مصطفٰے ہیں اور انکی پاک آل پر خدا کا درود ہو اور خدا پاک کی مدد کے سوا زور اور قوت حاصل نہیں ہوتی پھر جس چیز کی تجھے حاجت ہو خداوند کریم کی درگاہ سے اسکی درخواست کر تیری دعا قبول ہو جائیگی اور تیرے اور دوزخ کے درمیان اللہ جلشانہ ستر خندقیں بنا دیگا اور ہر ایک خندق کا چوڑاؤ اس قدر ہوگا کہ جسقدر زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور ہر ایک رکعت کے عوض میں ہزار ہزار رکعت کا ثواب تیرے لئے لکھیں گے اور دوزخ کی آگ سے آزادی لکھی جاویگی۔ اور پل صراط سے آسانی گذر ہو جاویگا۔ اور سلمان رضی کہتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول مقبول نے اس بیان سے فراغت پائی تو میں سجدے میں گر پڑا اور رونے لگا۔ اور خداوند کریم کا شکر ادا کیا بسبب اسکے کہ میں نے ثواب کی اسقدر زیادتی آپ کی زبان مبارک سے سنی یہ روایت کتاب العمل السنہ میں ہے

ماہ رجب میں پنجشنبہ کے روزے اور اول جمعہ کی رات میں نماز کی بزرگی

شیخ ابو البرکات ہبۃ اللہ سقطی نے قاضی ابو الفضل جعفر بن یحیی بن کمال مکی سے اور وہ عبد اللہ حسین بن عبد الکریم بن محمد جزری سے اور وہ ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جہضم ہمدانی سے اور وہ ابو الحسن علی بن محمد بن سعید السعدی البصری سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ عبد اللہ صنعانی کے بیٹے سے اور وہ حمید الطویل سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ماہ رجب تو خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رجب خدا کا مہینہ ہے اس کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ مہینہ پروردگار کی رحمت کے واسطے مخصوص ہے اور اس میں جدال اور قتال

سے گذر گیا تو گویا سارا سال ہی سلامتی سے گذرا۔ اور اُن دو کے بعد بہتر دن یہ ہیں دوشنبہ پنجشنبہ اِن دنوں میں بندوں کے اعمالنامے اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں ◆

دُعاؤں کا بیان

مستحب ہے کہ رجب کی پہلی رات میں نماز سے فارغ ہو کر آدمی یہ دُعا پڑھے۔ اے اللہ جو لوگ تیرے پیش ہونیوالے تھے وہ اس رات تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قصد کرنیوالوں نے تیری حضوری کا ارادہ کیا اور امیدواروں نے تیری بخشش اور تیرے احسان کی اُمید کی اس رات میں تو دعا قبول فرماتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اس پر احسان کرتا ہے اور جو بندہ تیری عنایت سے محروم رہا وہ تیری رحمت سے بہت دُور ہو گیا۔ اور میں بیچارہ ہوں اور تیری ہی رحمت اور تیرے فضل کا اُمیدوار ہوں اے میرے مالک اگر تو نے اپنے کسی بندے پر اپنا فضل کرم کیا ہے اور بخشش فرمائی ہے تو محمدؐ پر بھی درود اور رحمت بھیج اور میرے اُوپر بھی بخشش کر تو جہان اور جہان کے تمام لوگوں کا پالنے والا ہے اور حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا معمول تھا کہ وہ سال کی چار راتوں میں اپنے نفس کو عبادت میں مصروف رکھتے تھے۔ رجب کے مہینے کی پہلی رات عید الفطر کی رات عید الضحیٰ کی رات۔ ماہ شعبان کی درمیانی رات۔ اور ان راتوں میں آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ محمدؐ صلعم اور اُسکی آل پر درود اور رحمت نازل کر یہ لوگ حکمت کے چراغ ہیں۔ اور نعمت کے صاحب ہیں۔ اور پاکی کی کان ہیں۔ اور ان کے ساتھ مجھ کو ہر ایک بدی سے نگاہ رکھ اور غرور اور غفلت کے سبب مجھے گرفتار نہ کر۔ اور انجام کار مجھے پشیمانی اور افسوس نہ دے اور مجھ سے راضی ہو تیری بخشش ظالموں کے واسطے مخصوص ہے اور میں ظالموں کے گروہ میں سے ہی ہوں۔ خداوندا مجھے وہ چیز عطا کر جو تجھے ایذا نہیں دیتی اور وہ چیز بخش جو مجھے دائم نفع دے تیری رحمت فراخ ہے اور تیری حکمت بڑی عجب ہے مجھے راحت اور کشادگی عطا فرما اور امن اور تندرستی بخش اور اپنی نعمت پر شکر کرنیکی طاقت دے اور عافیت اور پرہیزگاری اور صبر عنایت کر اور اپنے دوستوں کے نزدیک مجھے راستی اور لطف فرما اور سختی کے بعد آسانی دے اور میرے اہل اور فرزندوں اور میرے بھائیوں پر جو میرے راستے میں چلنے والے ہیں اور مسلمانوں کے فرزندوں اور لڑکیوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر اپنی رحمت کو عام کر اور سب کو اس میں شامل فرما ◆

ماہ رجب کی نماز کا بیان

امام شیخ ہبتہ اللہ بن مبارک سقطی محمد بن احمد محاملی سے اور وہ علیؓ ابن محمد اسمعیل بن محمدؐ صفار سے اور وہ سعد بن نصر بن منصور بزاز سے اور وہ سفیان بن عیینہ سے اور وہ اعمش سے اور وہ طارق بن شہاب سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے ماہ رجب میں چاند دیکھا اور فرمایا کہ اے سلمان اگر کوئی مومن اور مومنہ رجب کے مہینے میں تیس رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے سارے گناہ معاف کر دیگا اور اسکو اس قدر ثواب عطا کریگا کہ جس قدر کہ مہینہ بھر روزے رکھنے والے آدمی کو ملتا ہے اور آئندہ سال کے نمازگذار لوگوں میں اس کا نام لکھا جائیگا اور ہر روز اس کے اعمالنامے میں اتنا عمل لکھا جائیگا کہ جسقدر بدر کے شہیدوں میں سے ایک شہید کو ملا ہے اور ہر ایک روزے کے عوض میں اسکو ایک سال کی عبادت کا ثواب بھی عطا کریگا اور ایک ہزار درجے بھی بڑھاویگے۔ اور اگر کوئی سارا مہینہ روزے رکھیگا اور مہینہ بھر یہی نماز ادا کریگا تو خداوند تعالیٰ دوزخ کی آگ سے اسکو نجات دیدیگا۔ اور بہشت اسکے حق میں واجب کر دیگا اور اس کو خداوند کریم کی حضوری بھی نصیب ہوگی اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو ثواب مذکور ہوا ہے جبرئیل نے مجھ کو اس کی خبر دی ہے۔ اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول مقبول ایک ایسی علامت ہے کہ اس سے مشرک اور منافق لوگوں اور تمہارے درمیان فرق ہوگا اور تمہاری تمیز ہو سکیگی۔ کیونکہ جو نماز تو پڑھیگا وہ منافق نہیں پڑھتے

بن ربیعہ قرشی سے اور وہ ابن سودہ سے اور وہ مطرق وراق سے اور وہ شہر بن حوشب سے اور وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی رجب کی ستائیسویں تاریخ روزہ رکھتا ہے اسکو ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب عطا ہوتا ہے اور یہ پہلا دن ہے جس میں حضرت جبرئیلؑ پیغمبرؐ کے پاس نازل ہوئے ساتھ پیغمبری کے۔ اور ہبۃ اللہ اپنے اسناد میں حسنؓ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ رجب کی ستائیسویں کو عبداللہ بن عباسؓ اعتکاف کی حالت میں صبح کرتے تھے اور ظہر کے وقت تک نماز پڑھتے تھے اور ظہر پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر تک نفل پڑھا کرتے تھے اسکے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد اور ایک دفعہ معوذتین اور تین دفعہ انا انزلنا اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ پڑھا کرتے تھے اور عصر تک دُعا مانگتے رہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پیغمبرؐ بھی اس روز ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ہبۃ اللہ اسی اسناد میں ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہ سے اور وہ سلمان فارسی سے خبر دیتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہِ رجب میں ایک رات اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اگر کوئی اس دن میں روزہ رکھے اور اس رات نماز میں قیام کرے تو اس شخص کو اسقدر ثواب ملتا ہے کہ جسقدر سو برس کے روزہ دار کو۔ اور اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا کہ سو برس کے شب بیدار کو۔ اور یہ رات ماہ رجب کی آخری تین راتوں میں سے ایک رات ہے اور یہ دن وہ ہے جس میں اللہ کے رسُول مقبول پر پیغمبری نازل ہوئی تھی۔

روزوں کے آداب

جو آدمی روزہ رکھے اس کو گناہوں سے بچنا لازم ہے اپنے روزے کو خدا کے خوف سے پورا کرے شیخ ہبۃ اللہ نے حسن بن احمد بن عبداللہ دقیقہ حنبلی سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ حسن بن جعفر واعظ سے اور وہ احمد بن عیسیٰ سکتی سے اور وہ ابن اسحاق سے جو ملقب باعصام تھے اور وہ اسحاق بن رزین راسبی سے اور وہ اسمٰعیل بن یحییٰ سے اور وہ مسعود بن کدام سے اور وہ عطیہ سے اور وہ ابوسعید خدری سے راوی ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ رجب کا مہینہ حرام مہینوں میں سے ہے اور چھٹے آسمان پر اس مہینے کے دن لکھے ہوئے ہیں اگر کوئی آدمی رجب کے دنوں میں ایک روزہ رکھے اور پرہیزگاری سے اس کو پورا کرے تو وہ دروازہ اور وہ دن دونوں اس بندے کے لئے اللہ سے بخشش مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار اسکو بخشدے اور اگر پرہیزگاری کے ساتھ اس کا روزہ پورا نہیں ہوتا تو پھر اسکے لئے بخشش نہیں مانگتے اور اس شخص کو کہتے ہیں کہ تیرے نفس نے تجھ کو دھوکا دیا ہے اور اسیطرح حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ روزہ انسان کے واسطے ایک ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی آدمی روزہ رکھے تو وہ روزہ میں جہالت نہ کرے اور اگر اسکو کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ اسکو یہ جواب دے۔ کہ صاحب میں تو روزہ دار ہوں۔ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ جو شخص جھوٹ اور دغل نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے ترک کرنے کی حاجت نہیں اور روایت ہے حسن سے اور وہ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کے واسطے انسان کے لئے روزہ ایک ڈھال ہے مگر ڈھال جب تک ہے کہ اسکو پھاڑ نہ ڈالے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول یہ ڈھال کیونکر پھٹ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا جھُوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے۔ ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ کھانے اور پینے سے روزہ نہیں ہے بلکہ فحش اور لغو باتوں کے ترک کر دینے سے اور شیخ ابونصر محمد بن بنا اپنے باپ شیخ ابوعلی بن احمد بن عبداللہ بن بنا سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد حافظ سے اور وہ عبداللہ سے اور وہ جعفر بن محمد جمال سے اور وہ سعید بن عنبسہ سے اور وہ بقیہ بن خلف سے اور وہ نعیم سے اور وہ محمد حجاج سے اور وہ جابان سے اور وہ انس بن مالکؓ سے راوی ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں روزے اور وضو کو توڑ دیتی ہیں اور وہ یہ ہیں جھُوٹ۔ چغلی۔ غیبت۔ شہوت کی نظر سے دیکھنا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ اور ابونصر اپنے باپ سے اور وہ ابن

کرنا حرام ہے اور خداوند تعالیٰ نے اس مہینے میں مومنوں کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اپنے دوستوں کو دشمنوں کی شرارت اور ان کے فساد سے نگاہ رکھا اگر کوئی آدمی اس ماہ میں روزہ رکھے تو اسکی بست سی باتیں خداوند تعالیٰ پر واجب ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ پہلے وہ جسقدر گناہ کر چکا ہے انکو بخشدیتا ہے دوسری یہ کہ باقی عمر میں اسکو گناہ کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور تیسری یہ کہ قیامت کے روز اس کو تشنگی اور پیاس سے بچاتا ہے۔ یہ سنکر ایک بوڑھی عمر کا ضعیف آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں تو پورا مہینہ روزے نہیں رکھ سکتا کیونکہ معذور ہوں۔ آپ نے یہ سنکر اس کو فرمایا کہ تو پہلے دن روزہ رکھ لے اور پھر مہینے کے درمیانی دن میں ایک روزہ رکھ لے اور ایک ہی روزہ مہینے کے آخری دن میں رکھ لے اس سے تجھے اسقدر ثواب عطا ہوگا کہ جسقدر دوسرے لوگوں کو مہینہ بھر روزے رکھنے سے ثواب ملتا ہے اور اصلی وجہ یہ ہے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے مگر اس بات کو یاد رکھ۔ کہ ماہ رجب میں جو پہلا جمعہ آتا ہے اسکی رات کو غافل نہ ہو جانا۔ کیونکہ فرشتوں نے اتفاق کرکے اس رات کا نام لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے اور اس کا باعث یہ ہے کہ جس تہائی حصے رات گذر جاتی ہے تو آسمان اور زمین کے تمام فرشتے کعبے اور اسکے گرد و نواح میں جمع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ مجھ سے مانگ لو تب سب فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خداوندا ہماری آرزو یہ ہے کہ ماہ رجب میں جتنے لوگوں نے روزے رکھے ہیں ان سب کو بخشدے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ اللہ کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ رجب کے پہلے پنجشنبہ میں جو آدمی روزہ رکھتا ہے اور مغرب اور عشا کے درمیان نماز پڑھتا ہے یعنی جمعہ کی رات میں نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایکبار سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور بارہ دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور دو دو رکعت کے درمیان فرق کرنیکے واسطے سلام پھیرے اور نماز سے فارغ ہو کر ستر دفعہ مجھ پر درود بھیجے اور اس میں یہ کہے اے پروردگار محمد نبی اُمّی اور اس کی آل پر درود بھیج اور سلام اور پھر ایک سجدہ کرے اور اس میں ستر دفعہ یہ کہے فرشتوں اور روح کا پروردگار بہت منزہ اور پاک ہے اور اسکے بعد ستر دفعہ سر اُٹھا کر یہ کہے اے پروردگار بخشدے اور رحم کر اور میرے ان گناہوں سے درگذر کر جو تو جانتا ہے کیونکہ تو غالب اور بزرگ ہے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور جو کچھ پہلے سجدہ میں کہا تھا۔ وہی کہے پھر سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے اسکی قسم ہے کہ ایسا کوئی مرد یا عورت نہیں ہے جو اس طرح نماز پڑھے اور خدا تعالیٰ اُسکے سارے گناہ نہ بخشدے۔ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریگستان کے ذروں اور پہاڑوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔ اور قیامت کے دن اسکے خاندان میں سے سات سو آدمیوں کی شفاعت قبول کی جائیگی پس پہلی رات ہی اسکی نماز کا ثواب اسکی قبر میں آویگا اور کشادہ پیشانی اور فصیح زبان سے یہ کہیگا اے میرے دوست تجھے خوشخبری ہو تو نے ہر ایک سختی سے نجات پائی وہ شخص کہیگا۔ کہ تو کون ہے میرے جیسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کا ایسا شیریں کلام سنا ہے جیسا کہ تیرا ہے اور نہ تیری سی خوشبو کسی سے سونگھنے میں آئی ہے وہ جواب دیگا میں تیری اُس نماز کا ثواب ہوں جو تو نے فلاں رات فلاں مہینے فلاں سال میں پڑھی تھی آج کی رات تیری حاجت پوری کرنے کے واسطے تیرے پاس آیا ہوں اور تیری اس تنہائی میں تیرا غمخوار ہوں اور تیری وحشت کو دور کرتا ہوں اور جب صور پھونکا جائیگا تو قیامت کے میدان میں تیرے سر پر سایہ کروں گا پس تجھے خوشخبری ہو کہ تیرا مالک تیری نیکی ضائع نہیں کرے گا۔

ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کے روزے کی بزرگی

شیخ ابو البرکات، ہبۃ اللہ سقطی، حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ عبداللہ بن علی محمد بن بشیر سے اور وہ علی بن عمر حافظ سے اور وہ ابوبکر نصر حبشون بن موسیٰ خلال سے اور علی بن سعید رملی سے اور وہ ضمرہ

تو اُس کا کیا حال۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ پنجشنبہ کے دن لوگوں کے اعمال نامے آسمان پر لیجاتے ہیں اور دوشنبہ وہ دن ہے جس دن خدا نے مجھ کو پیدا کیا اور مجھ پر اسی دن وحی نازل ہوئی ✤

روزہ افطار کرنے کا بیان

جب روزہ افطار کرنے کا وقت پہنچے تو اُس وقت یہ پڑھے بسم اللہ خدا کے نام پر شروع کرتا ہوں۔ اے اللہ میں نے تیرے واسطے روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے اب افطار کرتا ہوں تو پاک ہے اور میں تیری تعریف کرتا ہوں اے اللہ تو مجھ سے قبول کر کیونکہ تو سب کچھ سننے والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضہ روزے کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے رحمت کی درخواست کرتا ہوں جو سب کو شامل ہے۔ مجھ پر اپنی رحمت نازل کر۔ اور ابی عالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ کہا کرتے تھے اگر کوئی روزہ افطار کر سکے وقت یہ کہے کہ اُس خدا کے واسطے حمد ہو جو بزرگ و رغالب ہو اور اس خدا کے واسطے حمد ہے جو دیکھتا ہے اور نیکی کی توفیق دیتا ہے اور اُس خدا کے واسطے حمد ہے جو مالک اور قادر ہے اور میں اسکی حمد کرتا ہوں جو مُردہ مخلوق کو پھر زندہ کرے گا تو اس آدمی کے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور وہ اس طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے مصعب بن سعید نے عبداللہ بن زبیر سے اور وہ سعد بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول جب کبھی اصحاب کے پاس روزہ افطار کرتے تھے تو اس وقت آپ فرمایا کرتے تھے۔ روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا اور نیکوکار لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تم پر رحمت بھیجی ✤

ماہ رجب میں دعا کرنے کا بیان

رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ماہ رجب میں دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور اسکی لغزشیں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی اُس مہینہ میں گناہ کرے اس پر دو چند عذاب ہوتا ہے۔ امام ہبۃ اللہ قاضی ہناد بن ابراہیم نسفی سے اور وہ عبدالقاہر بن محمد جریری سے اور وہ ہبۃ اللہ سے اور وہ محمد بن فرحان سے اور وہ احمد بن حسین بن سعید اہوازی سے اور وہ ابراہیم بن فراش سے اور وہ عمر بن سمرہ سے اور وہ موسیٰ بن عباس سے اور وہ اصبغ سے اور وہ ماسکو اور وہ حسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم طواف کر رہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی اور وہ یہ تھی کہ اے خدا جو تاریکیوں میں عاجزوں کی دعا قبول کرتا ہے اور غم اور بلا اور بیماریوں کو دور کرتا ہے تیرے مہمانوں نے خانہ کعبہ اور حرم کے گرد رات بسر کی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ پاک کی آنکھ نہیں سوتی۔ اپنے کرم اور فضل سے بہتری۔ بلا اور گناہ معاف کر دے اور سب مخلوق تیری رحمت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے اگر تیری رحمت نے گناہگاروں کی دستگیری نہ کی تو کون گناہگاروں پر رحمت کریگا۔ حسین بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا کہ اے حسینؓ کیا تو اس گناہگار کا گریہ نہیں سنتا جو اپنے گناہوں پر رو رہا ہے اور اپنے رب کے سامنے اپنے نفس پر عتاب کر رہا ہے چلکر اسکی تلاش کر امید ہے کہ وہ تجھ کو ملجائے۔ اس لئے میں نے فوراً اسکی تلاش کی اور اچانک اسکو پالیا میں نے دیکھا ایک نیک رو اور پاک آدمی ہے اور اسکے کپڑوں سے خوشبو آرہی ہے جب میں نے اسکو غور کر دیکھا تو اسکی ایک جانب خشک ہے میں نے اس کو کہا کہ تجھے امیرالمومنین حضرت علی بن ابیطالب بلاتے ہیں۔ پس وہ گھسٹتا ہوا امیرالمومنین حضرت علی کے پاس آیا آپ نے اس شخص سے اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا کہ جو آدمی عذاب میں گرفتار ہو اور اپنے عیال کے حقوق ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس آدمی کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے اس سے اس کا نام دریافت کیا اس نے جواب دیا۔ کہ میرا نام منازل بن لاحق ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنا قصہ بیان کر اس نے عرض کی۔ کہ میں عرب میں لہو و لعب میں مشہور تھا اور میدان عرب کے گرد و نواح میں بے خوف ہوکر جس طرف کو چاہتا تھا اسی طرف کو گھوڑا دوڑایا کرتا تھا۔ اور غفلت میں [illegible]

بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں کا گوشت کھا کر دن گذارے تو وہ روزہ دار نہیں اور
ابونصر اپنے باپ سے اور وہ حذیفہ بن یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی عورت سے عورت کی پشت پر کپڑوں پر سے
نظر کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابونصر اپنی اسناد میں سلیمان بن موسیٰ سے راوی ہیں کہ جابر بن عبد اللہ
کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی روزہ رکھے تو وہ یہ کرے کہ اپنے کانوں کو نالائق باتوں کے سننے سے بچائے۔ اور اسی
آنکھوں کو بری جگہ کے دیکھنے سے نگاہ رکھے اور اپنی زبان کو جھوٹ اور حرام سے بچائے اور اپنے ہمسایوں کو
ایذا نہ دے اور بردباری اور آرام اختیار کرے اور روزے اور افطار کے دن کو برابر و یکساں نہ کر دے۔ اور
رسول مقبول نے فرمایا ہے بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ انکو اپنے روزہ سے بھوک پیاس ہی نصیب ہوتی
ہے اسکے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ رات کے وقت عبادت کرتے ہیں۔
اور اس قیام اور قعود سے ان کو شب بیداری ہی نصیب ہوتی ہے کچھ ثواب نہیں ملتا۔ اور اللہ کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی ایسا ہے کہ اسکے کام سے عرش کانپ اٹھتا ہے اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے
اور یہ وہ آدمی ہے جو اپنے روزے اور نماز سے لوگوں کی خوشی چاہتا ہے یعنی دنیا حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے
خداوند تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی۔ اور اللہ کے رسول نے خبر دی ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں
تمہارا اچھا شریک ہوں اور اگر کوئی آدمی اپنے عمل میں میرے سوا دوسرے کو شریک کریگا۔ تو اس کا وہ عمل اسی
دوسرے کے لئے ہوگا۔ اور میں اسکو قبول نہیں کرونگا اگر قبول کرونگا تو اسی چیز کو قبول کرونگا جو خاص میری
پاک ذات کے واسطے کی گئی ہوگی۔ اے آدم کے فرزند میں قسمت بانٹنے والوں میں سے بہتر قسمت بانٹنے والا
ہوں جو عمل تو نے غیر کے واسطے کیا ہے اسکو دیکھ لے اس کا عوض اسی پر واجب ہے۔ جس کے واسطے تو
نے کیا ہے اور پیغمبر صلعم اپنی دعا مانگا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار میری زبان کو جھوٹ سے پاک کر۔ اور
میرے دل کو نفاق سے بچا اور میرے عمل کو ریاکاری اور آنکھوں کو خیانت سے پاک کر کیونکہ تو آنکھوں کی
خیانت کو اور ان چیزوں کو جو سینوں میں پوشیدہ ہیں جانتا ہے پس روزہ دار کو لازم ہے کہ اسے اختیار کرے اور
ریا سے بچے۔ اور اس کے روزے اور تمام عبادات کو نہ خلقت دیکھے اور نہ معلوم کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں اسکو
ٹوٹا نہ ہو۔ اور شیخ ابونصر اپنے باپ سے اور وہ ابو فراش سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تمام عمر روزہ رکھا ہے مگر عید الفطر اور عید الضحیٰ کو دونوں
میں روزہ نہیں رکھا۔ اور داؤد علیہ السلام نے بھی اپنی نصف عمر روزہ رکھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں
تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔ اس حساب سے گویا انہوں نے تمام عمر روزہ رکھا ہے (کیونکہ ہر ایک نیکی دس
گنا ہو جاتی ہے) اور تمام عمر افطار بھی کیا اور شیخ ابونصر اپنی اسناد میں اپنے باپ محمد بن منکدر سے اور وہ جابر بن
عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحرائی لوگوں میں سے ایک آدمی رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
کہ اے اللہ کے رسول آپ مجھے اپنے روزہ کی کیفیت بیان فرمائیں یہ سنکر آپ کو اسقدر غصہ ہوا۔ کہ آپ کا
چہرہ سرخ ہو گیا اور جب حضرت عمر بن خطاب نے آپ کا یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ تو اس آدمی کو ڈرایا اور جھڑکا اور گفتگو کرنے
سے منع کر کے خاموش کرایا۔ اور جب رسول مقبول کا غصہ اتر گیا۔ تو حضرت عمر رض نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ
اے خدا کے رسول میں تیرے قربان جاؤں اگر کوئی سال بھر روزے رکھے تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے جواب
دیا کہ نہ اس نے روزہ رکھا ہے اور نہ افطار کیا ہے۔ پھر حضرت عمر رض نے عرض کی۔ کہ اگر کوئی آدمی ہر ایک مہینے میں
تین دن روزے رکھے تو اس کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ایسا ہے کہ گویا وہ تمام عمر ہی روزے رکھتا
ہے۔ پھر حضرت عمر رض نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول اگر کوئی آدمی دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن روزے رکھے۔

بیٹے علیؓ نے سچ کہا ہے کہ اس دعا میں اللہ جلشانہ کا وہ اسم اعظم ہے جب اسکو پڑھ کر دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور جو سوال کیا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے اسلئے پھر دوبارہ میری آنکھوں پر نیند غالب ہوئی اور پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا۔ انکی خدمت میں میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس دعا کو میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں رسول مقبول نے فرمایا تو کہہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اپنی قدرت سے تو نے آسمان کو بلند کیا ہے اور اسی عزت سے زمین کے فرش کو بچھایا ہے۔ آفتاب اور ماہتاب میں تیری ہی بندگی کے نور چمک رہے ہیں۔ ہر مومن اور پاک نفس کے آگے تو ہی آنے والا ہے۔ اور اے ڈرنیوالوں کو خوف سے آرام دینے والے اے اللہ تیری ہی جناب میں لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں حضرت یوسف کو غلامی سے تو نے ہی نجات دی تھی۔ تیری بارگاہ عظمے پر کوئی دربان نہیں ہے۔ ہر ایک کو آنیں داخل ہونیکی اجازت ہے تیرا کوئی ہم صحبت نہیں اور نہ ہی نائب کرنیوالا کوئی تیرا مددگار ہے اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور پروردگار ہے کہ مخلوق اس کو یاد کرے تو ہی ہے جو لوگوں کی حاجتوں پر اپنے کرم اور اپنی بخشش سے نظر کرتا ہے محمدؐ اور اس کی آل پر درود بھیج اور میرا سوال پورا کر دے کیونکہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ (اس شخص آدمی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے اپنے آپ کو بیماری سے صحیح سلامت پایا حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ اس دعا کو تم لازم پکڑو کیونکہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے عمر بن خطاب رضہ کے زمانے کی ایک طویل روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی عقلمند ایسے گناہوں اور ظلموں اور مظلوم کی بددعا کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھے تحقیق پیغمبرؐ نے فرمایا ہے قیامت کے دن تاریکیاں ظلم ہی ہونگی اور فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ اسکی درگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسکو اس سے شرم آتی ہے کہ اسکی دعا کو رد کر دے اور اس کو خالی ہاتھ واپس لوٹا دے۔ دعا کے بعد فی الفور یا پھر یہیں اسکی حاجت پوری کر دیتا ہے اور یا قیامت پر اسکو موقوف رکھتا ہے سعدی علیہ الرحمۃ اس بارہ میں فرماتے ہیں ؎ کرم بین و لطف خداوندگار گناہ بندہ کردست و او شرمسار ٭ اور نظامی علیہ الرحمۃ کا یہ قول ہے ؎ توکئی آنکہ در ہیچ درباب ؛ دعائے کند من کم مستجاب ایک اور عربی شعر کا اس بارہ میں یہ مضمون ہے کہ اے فلانے تو دعا کو سستا ہے اور اسکو حقیر جانتا ہے۔ تجھے معلوم ہو جائیگا۔ کہ دعا نے کیا اثر کیا ہے رات کے تیر خطا نہیں کرتے۔ اور اسکے لئے ایک وقت مقرر ہے اس وقت پر دعا کا پورا ہونا ضروری ہے ٭

شعبان کے مہینے کی بزرگی اور آدھی رات کی برکتوں کا بیان

شیخ ابو نصر محمد اپنے باپ علی حسن سے اور وہ ابو الحسن علی بن محمد بن عمر بن حفص بن جعفر مقری سے اور وہ ابو الفتح حافظ کو اور وہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی سے اور وہ اسحاق بن حسن سے اور وہ عبد اللہ بن مسلمہ سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ ابی النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے اور وہ ابی سلمہ بن عبد الرحمان سے اور وہ حضرت رسول مقبول کی زوجہ عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضہ نے فرمایا ہے کہ جب خدا کے رسول مقبول روزہ رکھا کرتے تھے۔ تو مجھے یہ گمان ہوتا تھا کہ اب اپنے روزے کو کبھی افطار نہیں کرینگے اور جب افطار کرتے تھے تو پھر مجھ کو ایسا خیال ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ ہی نہیں رکھینگے اور رمضان کے مہینے کے سوا کسی اور مہینے میں میں نے آپ کو پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور رمضان کے سوا شعبان کے مہینے میں جسقدر روزے رکھتے تھے اس سے زیادہ کسی اور مہینے میں نہیں رکھے یہ صحیح حدیث ہے۔ اور اسکو بخاری نے عبد اللہ بن یوسف سے بیان کیا ہے اور وہ مالک سے اور وہ ابو النضر سے اور وہ محمد سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا ہے کہ آپ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ نہیں افطار کرینگے اور افطار کرتے جہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہیں رکھینگے اور عائشہ رضہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول شعبان میں روزہ رکھنے کو بہت دوست جانتے تھے ایک دفعہ میں نے آپ سے پوچھا کہ شعبان کے روزوں کو آپ بہت دوست رکھتے ہیں اس کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ جن لوگوں نے اس سال میں مرنا ہوتا ہے ملک الموت انکے نام کو اس مہینے میں لکھ

ہوتی تھی جیسے اس پر ثابت قدمی نہیں رہتی تھی اور خدا کی طرف بازگشت مقبول نہیں ہوتی تھی۔ اور رجب اور شعبان کے مہینے
میں ہمیشہ میں گناہ کیا کرتا تھا اور میرا باپ شفیق اور بڑا نرم دل تھا وہ میری لغزشوں اور گناہوں سے مجھ کو خوف دلایا کرتے
تھے اور فرمایا کرتے تھے اے بیٹا کہ خداوند تعالےٰ کی گرفت بہت ہی سخت ہے اور اس کا غضب اور قہر بڑا اجودہاک ہے
اور ایذا دینے والا ہے۔ جو آگ سے عذاب دیتا ہے اسکے حکم سے روگردانی نہ کر۔ اور بہت لوگ تیرے ظلم سے نالاں
ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں اسکے ہاتھ بلند ہو رہے ہیں اور تیرے مظالم کی فریاد کر رہے ہیں اور بہت سے
مقرب فرشتے تجھ سے نالاں ہیں اور جن مہینوں اور دنوں میں جنگ کرنا حرام ہے تو نے ان دنوں میں بھی ظلم کیا ہے
میرا باپ نصیحت کے واسطے اکثر مجھ کو لعنت ملامت کیا کرتا تھا اور میں اپنے والد کو مارا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن میں اپنے
والد کے پاس سے گذرا اور انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ میں روزہ رکھونگا مگر افطار نہیں کرونگا
اور نماز پڑھوں گا اور نہیں سوؤنگا۔ پس آپ نے ایک ہفتہ تک روزے رکھے اور پھر ایک اونٹ پر سوار ہو کر جو املق
سُرخ اور سعید تھا حج اکبر کے دن مکہ میں تشریف لائے اور جاتے ہوئے مجھے یہ کہا کہ میں خانہ کعبہ کی طرف جاتا ہوں
اور وہاں تجھ پر خداوند تعالےٰ کے ہاں بددعا مانگونگا۔ پس میرے والد جب مکہ میں تشریف لائے تو آتے ہی اسکے پردوں
سے لپٹ گئے اور میرے حق میں بددعا فرمائی اور کہا اے اللہ دور سے حاجی لوگ تیری طرف آتے ہیں اور تیری بزرگ
مہربانی کی اُمید رکھتے ہیں تو یگانہ ہے اور بے نیاز ہے اور میرا بیٹا منازل میری نافرمانی کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا
اسلئے تو میرے حق کے واسطے میرے لڑکے سے مواخذہ کر اور اپنی بخشش اور برکت کے ذریعہ اس کے پہلو کو شل کر دے
تاکہ اس کا ایک پہلو مارا جائے اور فرمایا اے اللہ نہ تجھ کو کسی نے جنا ہے اور نہ ہی تو کسی کو جنتا ہے میری اس دعا
کو قبول فرما جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو وہیں سے نکالا ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ ابھی تک
اس کی دعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرا داہنا بازو شل ہو گیا۔ اور میں ایسا ہو گیا جیسے سوکھی لکڑی اور حرم کے ایک
گوشہ میں گر پڑا اور وہیں پڑا رہ گیا۔ صبح اور شام لوگ میرے پاس آتے اور گذرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ وہی آدمی
ہے جس کے حق میں خداوند تعالےٰ نے اُسکے باپ کی دعا قبول فرمائی ہے۔ اسکے بعد حضرت علیؓ نے اس شخص سے
پوچھا کہ اس حال ہونے کے بعد تیرے باپ نے تیرے ساتھ کیا کیا اُس نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین میں نے
اپنے باپ کی خدمت میں جب وہ مجھ سے راضی ہو گیا کہ جس جگہ میرے حق میں آپ نے بددعا کی ہے اُسی میں جا کر میرے
حق میں نیک دعا کرو۔ تو انہوں نے میری اس درخواست کو قبول کیا۔ اور وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ پس میرے والد
ایک اونٹنی پر سوار ہوئے اور چل پڑے جب وادی اراک میں پہنچے تو اس جگہ ایک درخت سے ایک پرندہ اُڑا۔ اور سواری کی
اونٹنی اس سے ڈری اور ڈر کر بھاگی اور میرے والد اس اونٹنی سے گر پڑے اور گرتے ہی مر گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے اسکو
فرمایا کہ میں نے رسول مقبولؐ سے ایک دعا سُنی تھی۔ وہ میں تجھے سکھلاتا ہوں ایسا کوئی غمناک نہیں ہوگا کہ وہ اس کو
پڑھے اور اس کا غم دُور نہ ہو جائے اور کوئی رنجور ہو اگر اسکو پڑھے تو خداوند تعالےٰ اس کے رنج کو دُور کر دیتا ہے یہ سُن کر
اُس نے عرض کی کہ وہ دعا آپ مجھے بتلائیں پس آپ نے اس کو وہ دعا سکھلائی حسین بن علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس شخص نے
اس دعا کو پڑھا اور دوسرے روز ہی اللہ تعالیٰ نے اسکو اس بیماری سے شفا دیدی اور صحیح سلامت ہو کر ہمارے پاس چلا آیا
گویا اسکو کبھی بیماری لاحق ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور جب آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے وہ دعا کس طرح پڑھی تھی
جواب دیا کہ جب میری آنکھوں میں آرام آگیا۔ اسوقت میں نے ایک دفعہ اور دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اس دعا کو پڑھا۔
اس کے بعد ایک پکارنے والے نے مجھے پکار کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ تیرے لئے کافی ہے تو نے اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی ہے اور
جب کوئی اس طریق سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور جو کچھ مانگتا ہے وہ اسکو دیا جاتا ہے اس کے بعد مجھے نیند
آگئی اور میں سو گیا میں نے خواب میں اللہ کے رسولؐ کو دیکھا اور وہی دعا اُن کے سامنے پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے چچا کے

ہے اور شعبان کی بزرگی باقی سب مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ تمام نبیوں پر مجھ کو بزرگی دی گئی ہے اور رمضان کی بزرگی باقی مہینوں پر
مخلوقات پر خدا کی بزرگی ہے اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول کے بزرگ اصحاب جب شعبان مہینے کا چاند دیکھا کرتے تھے
ھا کرتے تھے اور اپنے مال سے مسلمان زکوٰۃ بھی نکال لیتے تھے تاکہ غریب اور مسکین لوگ اس سے آسودہ
کے روزے رکھنے کے لئے انہیں قدرت ہو جاوے اور حاکم قیدیوں کو بلاتے تھے ان میں سے جو
کرنے کے قابل ہوتے تھے ان پر حد جاری کی جاتی تھی اور باقی لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے اور سوداگر بھی اس
مہ ادا کر دیتے تھے اور دوسرے لوگوں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا اُسے وصول کر لیتے تھے اور جب
چاند نظر آتا تھا تو لوگ غسل کرتے اور اعتکاف میں بیٹھتے تھے ۔

شعبان کا بیان

اس میں پانچ حرف ہیں ش ۔ ع ۔ ب ۔ الف ۔ ن ۔ اور ان پانچوں میں ایک ایک بزرگی کی طرف
ش سے شرف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ع سے بلندی کی طرف اشارہ ہے اور ب سے نیکی کی جانب
کی جانب اور ن سے نور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں
میں ہوتی ہیں ۔ اور ان پر نیکیوں کا دروازہ کھولا جاتا ہے برکتیں نازل ہوتی ہیں ۔ خطائیں معاف کی جاتی
اشارہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ محمد پر جو تمام مخلوقات سے بہتر ہیں کثرت سے درود بھیجا ہے اور نبی پر درود
مہینہ خاص کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے
اس پر درود بھیجو اور سلام جو بھیجنے کے لائق ہے) اللہ تعالیٰ کے درود سے رحمت مراد ہے اور فرشتوں کے
اور استغفار اور مسلمانوں کے درود سے دُعا اور ثنا ۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے درود
ہے کہ اللہ نیکی کی توفیق دے اور گناہ سے نگاہ رکھے اور فرشتوں کے درود سے مدد اور نصرت مراد ہے ۔ اور مسلمانوں
پیروی کرنی اور پرستش کرنی ہے ۔ ابن عطا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے نبی پر درود بھیجنا اسکے وصال
فرشتوں کی طرف سے دل کی نرمی ہے اور مسلمانوں سے فرمانبرداری اور محبت اور اسکے سوا یہ بھی کہا ہے
ئے کا درود ان کی بزرگی اور حرمت کا اظہار کرنا ہے اور ان پر فرشتوں کے درود کا ہونا کرامت
کا درود شفاعت کی طلب کرنی ہے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ مجھ
پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے پس ہر ایک عقلمند کو لازم ہے کہ اس مہینے میں غفلت نہ کرے اور ماہ رمضان کے استقبال کے
اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے ۔ اور جو کچھ فوت کر چکا ہے اسکی تلافی میں مشغول ہو اور سبحان کی
کی درگاہ میں الحاح اور زاری کرے ۔ اور صدق دل سے اسکی طرف رجوع ہو اور اس مہینے کے جانے سے
معلوم نہیں خداوند تعالیٰ سے رحمت مانگے تاکہ وہ اسکے دل کے فساد کو دُور کرے اور اسکے باطن کی مرض کی
تو کل پر موقوف نہ رکھے کیونکہ اصل میں تین ہی دن ہیں ایک تو کل کا دن ہے جو گذر گیا اور دوسرا
یعنی آج کا نہ کام کر سکے واسطے ہے ۔ اور تیسرا آئندہ ہے نہ امید کا دن ہے اور نہ کسی کو معلوم ہے
میں سلامت رہونگا یا نہیں ۔ پس جو دن گذر گیا ہے وہ تو نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے ہے
مت ہے اور آئندہ دن خطرہ میں ہے شاید اسکو پائے یا نہ پائے ان میں مہینوں کا حال بھی ایسا
رہ جاتا ہے اور رمضان کی انتظار ہوتی ہے اور نہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا ۔ کہ اسکے آنے تک میں زندہ
رہونگا اور شعبان ان دونوں کے درمیان ہے جب یہ مہینہ حاصل ہو تو اس میں خدا کی عبادت اور طاعت
تو پیغمبر نے ایک دفعہ عبداللہ بن عمر خطاب کو نصیحت کی ۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے ان
کو غنیمت جانو ۔ بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو ۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو ۔ فقیری سے پہلے تونگری کو ۔

لیتا ہے اسلئے مجھ کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرا نام بھی اس فہرست میں لکھا جانے کو ہو تو اس وقت میں روزے سے ہوں اور ابو النصر محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عطاء بن یسار سے اور وہ حضرت ام سلمہ سے راوی ہیں۔ کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول رمضان سے علاوہ جسقدر شعبان میں روزے رکھتے تھے اتنے اور کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے۔ اور یعنی جو اس سال میں مرتا ہے اس کا نام شعبان کے مہینے میں زندوں کی فہرست سے نکالکر مُردوں کی فہرست میں داخل کیا جاتا ہے اور تحقیق اللہ کوئی شخص سفر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔ اور ابو النصر اپنے باپ سے اور وہ باپ سے اور وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم سے یہ سوال کیا گیا کہ روزوں میں سے بہتر روزے کونسے ہیں آپ نے جواب دیا کہ شعبان کے روزے واسطے تعظیم روزوں رمضان کے اور ابو النصر اپنے باپ معویہ بن صالح سے اور وہ عبداللہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رض فرمایا کرتی تھیں کہ پیغمبر صلعم کے نزدیک شعبان کا مہینہ زیادہ دوست ہے اور یہ رمضان شریف کی قربت کے سبب سے ہے اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی شعبان کے آخری دوشنبہ کو روزہ رکھے تو اللہ تعالے اسکے گناہ بخش دیگا لیکن آخری دوشنبہ اس ماہ کا تاکہ آخری دن مہینے کا اس واسطے کہ ماہ رمضان پہلے ایک دو دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ شعبان نام اس واسطے پڑا ہے۔ کہ اس میں بہت سی نیکیاں تقسیم ہوتی ہیں اور رمضان کا اسواسطے رمضان نام رکھا گیا ہے کہ اس میں سب گناہ سوختہ کئے جاتے ہیں ●

اللہ تعالیٰ کی بہتر پیدائش

اللہ جلشانہ فرماتا ہے (جس چیز کو چاہتا ہے اسے پروردگار پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے برگزیدہ کرتا ہے) اللہ جلشانہٗ نے اپنی پیدائش میں سے چار چیزوں کو چُنا ہے پھر ان میں سے ایک کو۔ سب فرشتوں میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔ جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل اور پھر ان میں سے حضرت جبرئیل کو۔ اور نبیوں میں سے برگزیدہ کیا حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلعم اور پھر ان میں سے حضرت محمد صلعم کو چن لیا ہے۔ اور صحابوں میں سے برگزیدہ کیا ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ اور پھر ان میں سے حضرت ابوبکرؓ کو برگزیدہ کیا ہے اور مسجدوں میں سے برگزیدہ کی گئی ہیں مسجد حرام مسجد اقصیٰ۔ مسجد مدینہ شریف۔ مسجد طور سینا۔ اور ان میں سے مسجد حرام کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور دنوں میں سے سب سے بہتر ہیں عید الفطر عید الضحیٰ۔ عرفہ اور روز عاشورہ۔ اور پھر ان میں سے عرفہ کے دن کو ترجیح دی ہے اور راتوں میں سے شب برات۔ شب قدر۔ شب جمعہ۔ شب عید پسند کی ہیں۔ اور پھر ان چاروں میں سے شب قدر کو زیادہ فضیلت دی ہے اور مقاموں میں سے چار مقاموں کو فضیلت دی ہے مکہ۔ مدینہ۔ بیت المقدس۔ مساجد العتایر۔ اور پھر ان میں سے مکہ کو بزرگی دی ہے۔ اور پہاڑوں میں سے چار پہاڑوں کو بزرگی دی ہے۔ احد۔ سینا۔ ولکام۔ لبنان اور پھر ان میں سے طور سینا کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور دریاؤں میں سے ان چار کو فضیلت دی ہے جیحوں سیحوں۔ فرات اور نیل اور پھر ان سے فرات کو افضل کہا ہے۔ اور مہینوں میں سے چار مہینے برگزیدہ کئے ہیں۔ رجب شعبان رمضان۔ محرم۔ اور پھر ان میں سے شعبان کو زیادہ بزرگی بخشی ہے اور اسکو نبیؐ کا مہینہ قرار دیا ہے اور جسطرح محمد صلعم سب پیغمبروں سے افضل ہیں اسی طرح ان کا مہینہ بھی سب مہینوں سے افضل ہے اور ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رجب خدا کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے اور شعبان گناہ سے کفارہ کرنے والا ہے۔ اور رمضان آدمی کو پاک کرتا ہے اور پیغمبر نے فرمایا ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے اور اس کی فضیلت سے لوگ غافل ہیں۔ اس مہینہ میں بندوں کے عمل اللہ تعالے کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اسلئے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ جب میرے عمل اٹھائے جائیں۔ تو اسوقت میں بھی روزے سے ہوں انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب کی بزرگی باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ سب کلاموں پر

بوجھ ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ یعنے اسکے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور خداوند تعالے فرماتا ہے جو آدمی کعبہ میں آیا وہ امن میں ہوگیا) پس اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ میں آئے اور وہ مسلمان ہے اور خداوند تعالیٰ سے ثواب کا طلبگار اور تابعدار ہے تو خدا تعالےٰ اسکو سب بلاوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اسکی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور اسکو اپنی رحمت اور اپنے فضل سے بخش دیتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس گھر میں داخل ہو جائے تو اسکو کوئی ایذا اور مصیبت نہیں پہنچیگی۔ اور کعبہ کی حرمت کے باعث شکار کا مارنا اور درخت کا کاٹنا حرم میں حرام ہے پس کعبہ کی حرمت اللہ تعالیٰ کی حرمت کی مانند ہے اور مسجد کی حرمت ایسی ہے جیسی کہ کعبہ کی ہوتی ہے اور مکہ کی حرمت مسجد کی حرمت کی مانند ہے اور حرم کی حرمت ایسی ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے جیسے فرمایا ہے کہ کعبہ اہل مسجد کا قبلہ ہے اور مسجد مکہ والوں کا قبلہ ہے اور جو خاص مکہ ہے اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم تمام دنیا والوں کا قبلہ ہے اور مکہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں لوگوں کی اسقدر کثرت ہوتی ہے کہ اس سے بعض آدمیوں کو ایک دوسرے کے دھکے لگتے ہیں۔ اور بکہ اور مکہ دونوں لفظ مترادف ہیں۔ اور بائے موحدہ میم سے بدلجاتی ہے جیسے کمد اور کبد معنے غم آیا ہے اور لازب اور لازم چسپیدہ کے معنوں میں ہے (اور اس کا نام اس واسطے بھی مکہ رکھا گیا ہے کہ ظالم اور جبار لوگوں کی گردن اسجگہ خم ہوتی ہیں اور مکہ کے لغوی معنے بھی گردنوں کا جھکنا ہے)۔ اور شب رات کا نام مبارک اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس رات میں لوگوں پر رحمت اور برکت اور خیر اور درگذر اور بخشش نازل ہوتی ہے اور ہم اپنے ماں باپ سے اسکی حدیث دیتے ہیں۔ اور وہ محمدؒ سے اور وہ عبداللہ بن محمدؒ سے اور وہ اسمٰعیل بن عمر مکی سے اور وہ عمر بن علی دھنی سے اور وہ زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے دادا سے اور حضرت علی ابن ابیطالب سے اور وہ پیغمبر خدا سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں خدا کے رسول نے فرمایا ہے شعبان کی درمیانی رات میں دُنیا کے آسمان کی طرف حکم الٰہی نازل ہوتا ہے اور ہر ایک مُسلمان کو اللہ تعالےٰ بخشدیتا ہے مگران لوگوں کو نہیں بخشتا۔ یعنے مشرک۔ کینہ رکھنے والا قطع رحم کرنیوالا۔ زنا کرنیوالی عورت۔ اور ابونصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن سعید سے اور وہ عروہ سے اور وہ عائشہ رہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپنے فرمایا ہے کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات میں پیغمبر میری چادر سے باہر نکلے۔ اور خدا کی قسم نہ تو وہ ابریشم کی تھی اور نہ قز کی اور نہ کتان کی اور نہ حریر کی اور نہ صوف کی۔ پوچھا گیا کہ وہ کس چیز کی تھی عائشہ رہ نے جواب دیا کہ اس کا تانا بکری کے بالوں کا تھا۔ اور بانا اونٹ کے بالوں کا پھر فرمایا کہ میں نے اس وقت خیال کیا کہ آپ صلعم اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لیگئے ہیں۔ اس لئے میں بھی اپنے بستر سے اٹھی۔ اور گھر میں آپ کی تلاش کی۔ پس ناگاہ میرا ہاتھ خدا کے رسول کے پاؤں پر جا لگا۔ اور اس وقت آپ سجدے میں تھے اور یہ دُعا پڑھ رہے تھے جو میں نے بھی یاد کرلی۔ اے اللہ میرا جسم اور دل تجھ کو سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میں تیری نعمتوں کا شکر کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقبال کرتا ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے بخشدے۔ کیونکہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں میں تیرے عذاب سے تیرے بچنے کے لئے تیری بخشش کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے بچنے کے لئے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی تیرے عذاب سے امن میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں اور میں تیری حمد اور ثنا کچھ بیان نہیں کرسکتا تو نے آپ اپنی ثنا کی ہے اور وہ تو ہی کرسکتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا عائشہ رضنے فرمایا کہ خدا کے رسولؐ مقبول کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے۔ یہانتک کہ صبح ہوگئی۔ اور اس سے آپ کے دونوں پاؤں میں ورم پڑگئی۔ اور میں اُن پر پھوک مارتی تھی اور اس وقت کہتی تھی کہ اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان کیا آپ کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف نہیں ہوگئے۔ اور کہتی تھی کہ کیا اللہ نے آپ سے یہ نہیں کیا وہ نہیں گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا میں شکر گذار بندوں میں سے نہ ہوں کیا تجھ کو معلوم ہے کہ اس رات میں کیا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اس رات میں کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس رات آئندہ سال کی پیدائش و اموات لکھی جاتی ہے اور اسی رات اُنکے رزقوں کی بھی تقسیم ہو جاتی ہے اور اسی رات بندوں کے اعمال

شغل سے پہلے فراغت کو موت سے پہلے زندگی کو۔

فصل شب برات کی فضیلت اور اس حرمت اور کرامت اور فضائل کے بیان میں جو اس رات کے ساتھ مخصوص ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روشن کتاب کی قسم کہ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں
کہ حم سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا ہونا قیامت تک خداوند تعالےٰ نے مقرر کردیا ہے اور پھر روشن کتاب کی قسم کھائی قرآن
شریف کی اور فرمایا کہ ہم نے اسکو مبارک رات میں نازل کیا ہے اور وہ مبارک رات شعبان مہینے کے وسط میں ہے او
وہ رات شب برات ہے اور اکثر مفسروں میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور عکرمہ کہتے ہیں کہ وہ رات شب قدر ہے اور
خداوند کریم نے قرآن شریف میں بہت سی چیزوں کو مبارک نام سے موسوم کیا ہے منجملہ اُسکے قرآن بھی ہے اللہ جلشانہ
فرماتا ہے۔ (یہ ذکر مبارک ہے جسکو ہم نے بھیجا ہے لیے قرآن اور اسکی برکتوں میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی
قرآن کو پڑھے۔ اور اس پر ایمان لاوے تو وہ سیدھی راہ پالیتا ہے اور دوزخ کی آگ سے اسکو نجات مل جاتی ہے اور
اسکی برکتیں اسکے بزرگوں اور اسکے لڑکوں تک جا پہنچتی ہیں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن
پڑھے اور اسکا دلی خیال اس پر اچھی طرح جمائے تو اسکی برکت کے سبب سے خداوند تعالےٰ اسکے ماں باپ کے عذاب کو ہلکا
کردیتا ہے چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اللہ جلشانہ نے پانی کو بھی مبارک کہا ہے۔ فرماتا ہے (ہم نے آسمان
سے مبارک پانی اُتارا)۔ اور پانی میں بڑی برکت یہ ہے کہ اُس پر سب چیزوں کی زندگی کا مدار ہے جیساکہ خداوند تعالےٰ
فرماتا ہے (ہم نے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ کیا تم ایمان نہیں لاتے ہو) اور پانی میں دس لطافتیں
بیان کی گئی ہیں رقت۔ نرمی۔ قوت۔ لطافت۔ صفائی۔ حرکت۔ طراوت۔ سردی۔ فروتنی۔ زندگی اور علامت
مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ان لطافتوں کو پیدا کیا ہے رقت قلب۔ نرمی خلق۔ بندگی کی قوت۔ لطافت
عمل کی صفائی۔ نیکی کی جانب حرکت۔ آنکھوں میں تری۔ گناہوں کی سردی۔ خلقت کے ساتھ فروتنی اور حق بات کے سننے سے
زندگی پانی۔ اور زیتون کو بھی خداوند تعالےٰ نے مبارک کہا ہے فرمایا ہے (مبارک درخت زیتون سے) یہ وہی پہلا
درخت ہے کہ جس کا حضرت آدم علیہ السلام نے میوہ کھایا تھا اور زمین کی طرف اُتارے گئے اور اس درخت میں شفائی
ہے اور کھانا ہے جیساکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (کھانے والوں کے واسطے سالن کا کام
دیتا ہے) اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مبارک درخت سے مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مبارک
درخت قرآن ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ ایمان کا نام درخت مبارک ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ مومن وہ نفس مراد
ہے جو خدا کی یاد میں آرام پکڑے نیکی کا حکم کرے۔ خدا کے حکم کو بجالائے۔ اور منکر چیزوں سے باز رکھے اور قضا اور
قدر پر شاکر ہو اور قسمت کے لکھے پر صبر کرے اور حضرت عیسےٰ کو بھی خداوند تعالیٰ نے مبارک نام سے یاد کیا ہے۔
حضرت کا مقولہ ہے میں جس جگہ ہوں اُسی جگہ مبارک ہوں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی برکت سے ہے کہ مریم علیہا السلام
انکی والدہ کے واسطے انکی دعا کی برکت سے سوکھے کھجور کے درخت سے میوہ پیدا ہوا۔ اور پانی کے چشمہ نے جوش مارا خداوند
فرماتا ہے (اس درخت کے نیچے مریم کو آواز دی کہ تو غمگین نہ ہو۔ اس درخت کے نیچے تیرے پروردگار نے پانی کا چشمہ
نمودار کیا ہے اور اس خرما کے درخت کو ہلا اس سے پکی ہوئی کھجوریں تیرے واسطے گر پڑینگی۔ پس تو ان کھجوروں کو کھا
اور اس چشمہ سے پانی پی اور اپنی آنکھ کو ٹھنڈا کر) اور مادر زاد اندھوں کو آپ نے بینا کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی دعا سے کوڑھی آدمی کو شفا عطا ہوئی ہے مُردوں کو زندگی بخشی اور اسکے سوا اور بھی بہت سی خوبیاں اور معجزے
دئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کعبہ کا نام بھی مبارک کہا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے (آدمیوں کی عبادت کے واسطے جو پہلا گھر بنایا گیا
ہے وہ مکہ مبارک میں ایک گھر ہے اور اسکی برکتوں میں سے ایک برکت یہ ہے کہ جو آدمی اس گھر میں جاتا ہے۔ اگر وہ
گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا بھی ہو تو جب وہاں سے رخصت ہوتا ہے اس حالت میں ہوتا ہے کہ اس پر گناہ ہوگا

شعبان درمیانی رات میں اپنی مخلوق پر نگاہ کرتا ہے اُس رات میں جس شخص کو وہ پاک کرتا ہے اس رات کے پھر آنے تک وہ پاک صاف رہتا ہے اور عطا بن یسار روایت کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات میں بندوں کے سال بھر کے اعمال خداوند تعالیٰ کے پیش ہوتے ہیں اور ایک شخص سفر کے واسطے نکلتا ہے یا ایک شخص نکاح کرتا ہے حالانکہ وہ مُردوں کی جماعت سے نکال کر مُردوں کی جماعت میں لکھے جاتے ہیں۔ اور ابو نصر اپنے والد سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضہ نے فرمایا میں نے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ چار راتوں میں خداوند تعالیٰ سب نیکیوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور وہ راتیں یہ ہیں عید الضحیٰ کی رات عید الفطر کی رات۔ وسط شعبان کی رات اس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی عمریں اور ان کے رزق اور حج کرنے والے لکھتا ہے اور عرفہ کی رات نماز صبح کی اذان تک۔ اور سعید نے ابراہیم بن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ پانچ راتیں ہیں اور پانچویں رات جمعہ کی ہے اور ابو ہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہِ شعبان کی وسط رات میں حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا اے محمد آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھا کیونکہ یہ برکت کی رات ہے میں نے پوچھا کہ اس میں کیسی برکت ہے جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور ان سب لوگوں کو بخش دیتا ہے جو اس کا شریک نہیں بناتے ہیں مگر ان لوگوں کو نہیں بخشتا ساحر۔ اور کاہن اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ سُود خوری اور زنا پر اصرار کرنے والا جبتک کہ یہ توبہ نہ کریں تب تک انکو بخشش نہیں ہوتی اور رات کا چوتھا حصہ گذر گیا تو حضرت جبریل ع پھر آئے اور کہا اے محمد اپنا سر بلند کر میں نے سر اُوپر اُٹھایا جونہی میں نے نگاہ کی دیکھتا کیا ہوں۔ کہ جنت کے سب دروازے کھولدئے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا یہ پکار رہا ہے کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے اسکو خوشخبری ہو اور دوسرے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو آدمی اس رات میں سجدہ کرتا ہے اس کو خوشخبری ہو اور تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا ہے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو لوگ اس رات میں ذکر کرتے ہیں انکو خوشخبری ہو۔ اور پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ آواز دے رہا ہے کہ جو آدمی اس رات میں خدا کے خوف سے زاری اور الحاح کرتا ہے اسے خوشخبری ہو اور چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو خوشخبری ہو اور ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ پکار رہا ہے کہ کوئی سوال کرنے والا ہے اگر ہے تو وہ سوال کرے اس کا سوال پورا کیا جائیگا اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی بخشش کی درخواست کرنے والا ہے اگر خدا کے ہاں سے بخشش کی درخواست کرے تو وہ بخشا جائیگا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل ع یہ دروازے کب تک کھلے رہینگے انہوں نے جواب دیا کہ پہلی رات سے صبح کے ہونے تک کھلے رہینگے اور بعد میں فرمایا اے محمد اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ کی آگ سے اسقدر اپنے بندوں کو نجات دیتا ہے جسقدر کہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں ۔

شبِ برات کا بیان

اس رات کو شب برات اسواسطے کہتے ہیں کہ اس رات میں دو بیزاریاں ہیں بدبخت رحمٰن سے بیزار ہوتے ہیں۔ اور دوستانِ خدا خواری اور گمراہی سے بیزار ہوتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ پیغمبر نے فرمایا جب ماہِ شعبان کی درمیانی رات آتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے احوال پر نگاہ کرتا ہے مومنوں کو بخشدیتا ہے اور کافروں کو انکے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور جو لوگ بغض کینہ ہوتے ہیں انکو بھی ان کے کینہ کی حالت میں ہی رہنے دیتا ہے یہانتک کہ وہ اپنی کینہ وری کو ترک کریں اور فرمایا ہے کہ آسمان پر بھی فرشتوں کے لئے دو عید کی راتیں ہیں جیسے مسلمانوں کے لئے دُنیا میں دو عید کے دن ہیں۔ فرشتوں کی عید تو ان دو راتوں میں ہوتی ہے شب برات۔ شب قدر اور مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن اور فرشتوں کی عیدیں رات کے وقت اسواسطے مقرر ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مسلمان سوتے ہیں اسواسطے انکی عیدیں دن کو مقرر کی ہیں اور فرمایا ہو کہ شب برات کو جو ظاہر کیا ہو اور شب قدر کو پوشیدہ ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے۔ کہ شب قدر

اور اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ایسا شخص کوئی نہیں ہے جو خدا کی رحمت کے
بغیر بہشت میں جا سکتا ہے جواب دیا کہ خدا کی رحمت کے بغیر بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا میں نے پھر عرض کی۔ کہ آپ بھی نہیں
جا سکتے۔ فرمایا کہ میں بھی اسکی رحمت کے بغیر نہیں جا سکتا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سر کے اوپر اپنے ہاتھ پھیرے اور
اپنے منہ پر بھی انکو ملا۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ عبد اللہ بن محمد سے اور وہ ابو العباس
ہروی سے اور ابراہیم بن محمد بن حسن سے اور وہ ابو عامر دمشقی سے اور وہ ولید بن مسلم سے اور وہ ہشام بن عمار سے اور سلیمان
بن سلم و عمر سے اور وہ مکحول سے اور وہ عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اے عائشہ
تو جانتی ہے کہ یہ کونسی رات ہے جواب میں عرض کی۔ کہ خدا اور خدا کا رسول ہی اسکو اچھی طرح جانتا ہے پس کر آپ
نے فرمایا کہ یہ ماہ شعبان کی درمیانی رات ہے اور اس رات کو تمام دنیاداروں کے جملہ عمل ہوتے ہیں وہ سب آسمان
کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں اللہ تعالےٰ اسے اسے بندوں کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے کہ
بقدر کلب کی بکریوں کے بال ہوتے ہیں پس کیا تو مجھے آج رات کی اجازت دیتی ہے کہا عائشہ نے میں نے کہا ہاں
پس حضور نے نماز پڑھی اور ہلکا سا قیام کیا۔ اور سورۂ فاتحہ اور ایک چھوٹی سی سورہ پڑھی۔ اور پھر آدھی رات تک
اسجدہ میں پڑے رہے پھر کھڑے ہوئے اور جس طرح پہلی رکعت مختصر پڑھی تھی اسی طرح دوسری رکعت کو بھی ختم ہی
کر دیا اور پھر صبح تک سجدہ میں پڑے رہے اور میں آپ کو دیکھتی تھی۔ اور آپ سجدہ میں ایسے محو اور مستغرق ہوئے کہ
مجھے یہ خیال ہو گیا کہ شاید خدا وند تعالےٰ نے آپ کی روح مبارک کو قبض کر لیا ہے اور جب دیر حد سے بڑھ گئی اور
باوجود انتظار کرنے کی طاقت باقی نہ رہی تو اسوقت میں آپ کے پاس چلی گئی اور جا کر آپ کے پاؤں کے تلووں کو
ملا اس سے آپ نے کچھ جنبش کی اور میں نے سنا کہ اسوقت آپ سجدہ میں پڑے ہوئے یہ کہہ رہے تھے اے اللہ تیرے
عذاب سے تیری عفو اور تیری بخشش کے ہاں میں امن چاہتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری رضا میں پناہ مانگتا ہوں اور
تجھ سے تیرے ہاں ہی امن کی درخواست کرتا ہوں۔ تیری ذات بزرگ ہے اور مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں تیری
ثنا اور وصف کو بیان کروں جیسا کہ تو نے آپ اپنی ثنا اور تعریف کی ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول رات
کے وقت جو کچھ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے میں نے اسکو سنا ہے اور پہلے آپ سے کبھی ایسا نہیں سنا تھا۔ آپ نے فرمایا
جو کچھ میں نے کہا تھا وہ تو نے معلوم کر لیا ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا جو کلمے میں نے کہے ہیں انکو سیکھ لے اور
دوسرے آدمیوں کو بھی سکھلا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا تھا کہ تم سجدے میں یہ کلمے پڑھو۔ اور ابو نصر اپنے باپ
سے اور وہ عبد اللہ بن محمد سے اور وہ اسحاق بن احمد فارسی سے اور وہ احمد بن صباح بن ابی شریح سے اور وہ یزید
بن ہارون سے اور وہ حجاج بن ارطاة سے اور وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے اور وہ عروہ سے اور وہ عائشہ رضہ سے راوی ہیں
کہ عائشہ رضہ نے فرمایا کہ ایک رات خدا کے رسول میرے پاس سے گم ہو گئے اور میں انکے پیچھے پیچھے انکی تلاش میں نکلی
پس بالآخر میں نے انکو بقیع میں پایا۔ اسوقت آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف تھا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ
کیا تجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ خدا کا پیغمبر اور اس کا خدا تجھ پر ظلم کریگا۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ اپنی ازواج
میں سے کسی کے پاس گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ شعبان مہینے کی درمیانی رات میں دنیا کے آسمان کی طرف توجہ کرتا
ہے اور اس رات میں لوگوں کے اسقدر گناہ معاف کرتا ہے کہ انکی تعداد قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ
ہوتی ہے اور عکرمہ ابن عباس سے خدا تعالےٰ کے اس قول کی تفسیر میں (اور اس رات میں تمام مضبوط کام خدا کیئے
جاتے ہیں) یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں جس رات کا مذکور ہوا ہے وہ شعبان کی درمیانی رات ہے اس رات میں اللہ
سال بھر کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے اور جو لوگ مرنے والے ہوتے ہیں وہ زندہ آدمیوں سے الگ کیئے جاتے ہیں اور حاجی خدا کی حج
کرنیوالے ہوتے ہیں وہ بھی گن کر اکٹھے جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ کم اور زیادہ نہیں ہوتا اور حکم بن کیسان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

اس آیت میں حرف یَآ ندا ہے ایک دا یا کی اور لفظ ایّ منادیٰ معلوم کا اسم ہے۔ اور ھَا سے آگاہ اور خبردار کرنا مقصود ہے یعنی بلانے والے سے با خبر ہو اور لفظ الذین سے اس طرف اشارہ ہے کہ سابقہ اور قدیمی صحبت کو جانے اور لفظ آمنوا میں اس عہد کی طرف اشارہ ہے جو ندا کرنیوالے اور ندا کئے گئے کے درمیان ہوتا ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے دلی راز سے واقف اور باخبر ہوتے ہیں جب ایک طرف سے کوئی رمز کی جاتی ہے تو دوسری طرف اسکو جھٹ سمجھ جاتی ہے اور اور جو یہ فرمان کیا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ تو اس میں کتب یعنی لکھا گیا سے مراد ہے کہ رمضان کے روزے تمہارے اوپر فرض کئے گئے ہیں اور صیام مصدر ہے جیسے کہ عرب کا یہ محاورہ ہے کہ صُمْتُ صِیَامًا اور صُمْتُ دیا یا روزہ رکھا میں نے روزہ رکھا اور کھڑا ہوا میں کھڑا ہو یا اور اصل لغت میں لفظ صیام کے معنے بند رہنے کے ہیں جیسے کہ بولتے ہیں صامت الریح اور یہ اس وقت بولتے ہیں جب کہ ہوا چلنے سے ٹھیر جائے اور جب چلتے چلتے گھوڑا ٹھیر جاتا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں صامت الخیل اور جب دن برابر ہو جاتا ہے تو اس وقت صائم النہار بھی بولتے ہیں اور جب دوپہر کو آفتاب ساکت ہوتا ہے یعنی آسمان کے درمیان پہنچتا ہے اور وہاں کھڑا ہوتا ہے تو اسوقت یہ کہتے ہیں قام قائم الظہیرہ۔ ایک شاعر بھی ایسے ایک شعر میں اس مضمون کو ادا کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب ٹھیرتا ہے تو اس وقت دن برابر ہوتا ہے اور جب پیچھے اُترتا ہے تو اس وقت آفتاب کی شاعیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جب کوئی آدمی کلام کرنے سے بند ہو جاتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں صام۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے رخدا کے واسطے میں نے صوم (یعنی چپ) کی نذر مانی ہے) یعنی میں نے خاموشی اختیار کی سو شرعاً صوم کے معنے ہیں اپنی مفاد کھانے پینے اور جماع سے بند رہنا اور گناہوں کا ترک کرنا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے لوگ تم سے پہلے جتنے بنیا گذرے ان پر لکھا گیا ہے) یعنی پہلے نبیوں اور انکی اُمتوں پر فرض کیا گیا ہے ویسا ہی تم پر ہے اور آدم علیہ السلام اُن میں سے پہلا ہے۔ عبدالملک بن ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ حُجرہ میں تھے میں نے آپ کو سلام کہا اور آپ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا کہ اے علیؓ جبرئیل علیہ السلام تم کو سلام کہتے ہیں میں نے عرض کی۔ کہ آپ پر اور ان پر بھی میرا سلام ہو یہ سُن کر رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میرے نزدیک آجاؤ میں آپ کے نزدیک ہوا آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور وہ تمہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ہر ایک مہینے میں تین روز روزے رکھا کرو تو پہلے روزہ کے عوض میں دس ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطاء ہوگا اور دوسرے روزہ کے بدلے میں تیس ہزار سال کا ثواب اور تیسرے میں ایک لاکھ روزے کا ثواب دیا جائیگا میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ یہ ثواب میرے ہی واسطے مخصوص ہے یا سب لوگوں کے لئے آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ خدا تعالیٰ نے یہ ثواب تم کو عطا کیا ہے اور اس کو بھی جو تمہارے بعد یہ کام کرے گا۔ میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ وہ کونسے دن ہیں۔ فرمایا ایام بیض یعنی ہر ایک مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔ عنترہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ انکو ایام بیض کیوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے حضرت آدمؑ کو بہشت سے نکال کر دُنیا میں پھینک دیا تو آفتاب کی حرارت سے آپ کا جسم جل گیا اور رنگ سیاہ ہوگیا۔ پس حضرت جبرئیلؑ انکے پاس آئے اور کہا کہ اے آدمؑ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ سارا بدن سفید ہو جائے آپ نے فرمایا کہ ہاں میں چاہتا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ تو ہر ایک مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کا روزہ رکھا کر۔ پس حضرت آدمؑ نے جب پہلی تاریخ کا روزہ رکھا تو ان کے بدن کا تیسرا حصہ سفید ہوگیا اور جب دوسرے دن کا روزہ رکھا تو اس سے بدن کے دو ثلث سفید ہو گئے اور جب تیسرے دن کا روزہ رکھا تو پھر ان کا سارا بدن سفید ہوگیا اور اسی واسطے ان دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں پس اُمتِ محمدؐ سے پہلے جن لوگوں پر روزے فرض ہوئے ہیں ان میں سے ایک حضرت آدمؑ بھی ہیں حسن بصری اور مفسرین کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ربا الذین من قبلکم کہتے ہیں کہ ان پہلوں سے قوم نصاریٰ مراد ہے کیونکہ

خدا کی رحمت اور بخشش کے نازل ہونے اور دوزخ سے آزادی حاصل کرنیکی رات ہے اسلئے اس رات کو خداوند کریم نے چھپا رکھا ہے تاکہ سب لوگ اس رات پر ہی تکیہ اور بھروسا نہ کر بیٹھیں اور شب برات کو اسواسطے ظاہر کیا ہے کہ یہ رات قضا اور حکم قہر اور رضا قبولیت اور رد نزدیکی اور دوری سعادت اور شقاوت کرامت اور پرہیزگاری کی ہے اس رات میں ایک آدمی کو تو نیک بخت کر دیتے ہیں اور دوسرے کو مردود بنا دیتے ہیں۔ ایک کو نیک عملوں کی جزا دیکر سربلند کرتے ہیں اور دوسرے کو خوار کرتے ہیں۔ ایک کو بزرگی دیجاتی ہے اور دوسرے کو اس سے محروم کیا جاتا ہے۔ ایک آدمی کو تو مزدوری دیتے ہیں اور ایک کو دھتکار دیتے ہیں۔ پس بہت لوگ ایسے کاروبار میں ناداں مشغول ہوتے ہیں اور انکے کفن دھوئے جا رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کی قبریں کھودی جاتی ہیں۔ اور وہ خوشی اور خرمی میں مشغول ہیں اور مغرور اور بہت سے چہرے ہنسا رہے ہیں جو عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں اور بہت سی ٹنا دار محل اپنی تکمیل کو پہنچتے ہیں اور انکے مالک عنقریب فنا ہو کر خاک میں بسیرا کرنے والے ہیں۔ اور بہت لوگ ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں مگر ان پر عذاب نازل ہوتا ہے اور بہت لوگ خوشخبری کی امید رکھتے ہیں مگر آخر کار ان کو نقصان پہنچتا ہے اور بہت سے لوگ بہشت کے امیدوار ہوتے ہیں مگر انہیں دوزخ نصیب ہوتی ہے اور بہت سے لوگ وصل کی امید رکھتے ہیں مگر ان کے نصیب میں جدائی ہوتی ہے اور بہت سے لوگ بخشش کے امیدوار ہوتے ہیں مگر انجام کار ان پر بلا نازل ہوتی ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ امید ہوتی ہے کہ ہمیں بادشاہت حاصل ہوگی مگر خداوند انکے نصیب میں ہلاکت لکھی ہوتی ہے روایت کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ شعبان میں اپنے گھر سے باہر نکلا کرتے تھے تو آپ کا چہرہ اس طرح دکھائی دیتا تھا کہ گویا کوئی مردہ قبر سے نکلکر آیا ہے۔ لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا۔ آپنے فرمایا اللہ کی قسم میری مصیبت اسکی مصیبت سے کم نہیں جسکی کشتی ٹوٹ جاوے۔ اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گناہوں کے مواخذہ پر یقین ہے اور اپنی نیکیوں سے ڈرنے والا ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے عمل قبول ہونگے یا رد کئے جاوینگے ؟

شعبان کی درمیانہ رات کی نماز کا بیان

ماہ شعبان کی درمیانہ رات میں نماز کی سو رکعتیں پڑھنے کے واسطے فرمایا ہے ہزار دفعہ قل ہو اللہ پڑھی جاتی ہے یعنی ہر ایک رکعت میں دس دس دفعہ اور اس نماز کو نماز خیر کہتے ہیں اور اسکی برکت پھیلتی ہے۔ اور اگلے زمانہ کے صالح لوگ اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اسکے پڑھنے کے وقت لوگ جمع ہو جاتے تھے اس نماز میں فضیلتیں اور برکتیں بہت ہیں اور ثواب بیشمار ہے۔ حسن بصری رہ رسول مقبول کے تیس صحابیوں سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اس رات میں اس نماز کو ادا کرے تو خداوند کریم اس پر ستر نظریں ڈالتا ہے اور ہر ایک نظر میں اس کی ستر حاجتیں پوری کر دیتا ہے اور اسکی حاجتوں میں سے کم درجہ کی حاجت یہ ہوتی ہے کہ اسکی آمرزش ہو جاتی ہے اور اس چودھویں رات میں اس نماز کا ادا کرنا مستحب ہے جس کا بیان ماہ رجب کی فضیلتوں میں ہو چکا ہے۔ ہماری کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو فضیلت اور بزرگی عطا ہو اور ثواب ملے ؟

ماہ رمضان کی فضیلت

اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے اے ایمان والو تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم بچو۔ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب تم خداوند تعالےٰ کا یہ کلام سنو (اے لوگو جو ایمان لائے ہو) تم اس وقت اپنے کانوں کو اس طرف لگا دو۔ کیونکہ اسکے بعد کوئی نہ کوئی حکم صادر کرتا ہے اور اس میں یا تو کسی کام کے کرنے کا حکم ہوتا اور یا کسی چیز کی ممانعت ہوتی ہے۔ اور جعفر صادق رض کہتے ہیں کہ ندا کی لذت عبادت کی سختی اور رنج کو دور کر دیتی ہے اللہ جلشانہ ارشاد کرتا ہے (یا ایہا الذین امنوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو)۔

(شہر رمضان) اور اصمعی روایت کرتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں گرمی کے باعث اونٹ کے بچے
کے پاؤں گرم ہو جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اس مہینہ میں آفتاب کی حرارت سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں اور رمضان
گرم پتھر کو کہتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اس مہینہ کا نام رمضان اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں گناہ سوختہ ہو جاتے ہیں
اور پیغمبر صلعم نے بھی یہی روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں آخرت کی فکر اور نصیحت کی حرارت سے دل
متاثر ہو جاتے ہیں جیسے کہ آفتاب کی حرارت سے ریگستان اور پتھر جل اُٹھتے ہیں اور خلیل نے کہا ہے کہ رمضان رمض
سے مشتق ہے اور رمض ایک بارش کو کہتے ہیں جو خریف کے موسم میں برستی ہے اور ماہ رمضان بھی لوگوں کے دلوں اور
جسموں کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اس لئے اس مہینے کا نام رمضان رکھا ہے ۔

خداوند تعالیٰ کے قول کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے (رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کو نازل کیا گیا ہے) عطیہ بن اسود روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن
عباس سے اسکے معنے پوچھے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنوں میں شک ہے کیونکہ سب مہینوں میں قرآن شریف
نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے بھیجا تاکہ لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اسکو پڑھے) اور فرمایا
ہے (اور کافروں نے کہا کہ قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا) اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان کی شب قدر میں لوح محفوظ
سے ایک ہی دفعہ قرآن اُتارا گیا اور دنیا کے آسمان میں جو بیت العزت ہے اس جگہ اسکو رکھا گیا اور جبرئیل علیہ السلام
تھوڑا تھوڑا لیکر تیئیس سال میں رسول مقبول کے پاس آتے رہے ہیں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (قرآن کے نازل ہونیکے
دنوں کی میں قسم کھاتا ہوں) اور داؤد ابن ابی ہند کہتے ہیں کہ [illegible] نے شعبی سے پوچھا کہ کیا ماہ رمضان
میں ہی قرآن اتارا گیا ہے سب برسوں میں پھر خدا پر نازل نہیں ہوا انہوں نے فرمایا کہ کئی سالوں میں نازل ہوا ہے
لیکن یہ بھی درست ہے کہ رمضان کے مہینے میں جبرئیل علیہ السلام خدا کا کلام [illegible] دہرایا کرتے
تھے اور جس قدر خداوند تعالیٰ کو منظور ہوتا تھا اسی قدر ہی [illegible] جاتے تھے۔ اور تہامہ بن
طارق عامری ابی درعاء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول [illegible] نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کی تین راتوں میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے ہیں [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ماہ رمضان کی
چھ راتوں میں توریت کا ورود ہوا ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام پر رمضان کی اٹھارہ
راتوں میں زبور اتری ہے۔ اور ماہ رمضان کی [illegible] راتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی ہے
اور حضرت محمد صلعم پر ماہ رمضان کی چوبیس راتوں میں پورا قرآن مجید نازل ہوا ہے اور اسکے بعد حضرت خداوند تعالیٰ قرآن
شریف کی صفت فرماتے ہیں (یہ گمراہی سے نکالکر سیدھا راستہ دکھلانے والا ہے اور حلال اور حرام کو ظاہر کرنیوالا ہے اور شرع
کی حدود اور واجب احکام کا بیان کرنیوالا ہے اور حق اور باطل کے درمیان قرآن شریف فرق کرنے والا ہے ۔

ماہ رمضان کی خاص فضیلتوں کا بیان

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابن فارسی سے اور وہ ابو حامد احمد بن محمد بن حلوری بغدادی سے اور وہ محمد بن اسحاق
بن خزیمہ سے اور وہ علی بن حجر سعدی سے اور وہ یوسف بن زیاد سے اور وہ ہمام بن یحییٰ سے اور وہ علی بن زید بن جدعان
سے اور وہ سعید بن مسیب سے اور وہ سلمان سے خبر دیتے ہیں کہ پیغمبر نے ماہ شعبان کے آخر دن ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا
اے لوگو بزرگ اور مبارک مہینہ تمہارے قریب آپہنچا ہے اور اس مہینے کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔
اور خدا نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور نفل پڑھنے کے لئے رات کے وقت قیام کرنا مستحب کیا ہے اگر
کسی نے اس مہینے میں ایک نیکی کی یا کوئی فرض ادا کیا تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو ماہ رمضان کے سوا ستر فرض
ادا کرتا ہے اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور اس صبر کا ثواب جنت ہے یہ مہینہ ایک دوسرے سے سلوک کرنے کا ہے ۔

ہمارا روزہ وقت اور قدر میں نصاریٰ کے روزہ کے مشابہ ہے نصاریٰ پر بھی ماہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور ان کو ان کا رکھنا سخت مشکل معلوم ہوا کیونکہ رمضان کبھی سردیوں میں واقع ہوتا اور کبھی سخت گرمیوں میں اور ان کو سفر اور دیگر معاش کے کاروبار میں سخت نقصان دیتے تھے۔ اس لئے اس قوم کے عالموں اور سرداروں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم ایسے مہینے میں اپنے روزے مقرر کریں۔ کہ اس کا زمانہ معتدل ہو یعنی گرمی اور سردی کا اس واسطے انہوں نے ربیع کے موسم میں اپنے روزے مقرر کر لئے اور دس روزے ان پر اور بڑھا دئے تاکہ وہ اس تغیر کا کفارہ ہوں اسلئے ان کے واسطے چالیس روزے مقرر کئے گئے اور پھر بعد میں اور بھی ان میں زیادتی ہوئی۔ ایک دفعہ ان کے ایک بادشاہ کے منہ میں درد ہوا۔ اس وقت اس نے نذر مانی۔ کہ اگر میں اس درد سے اچھا ہو جاؤں تو اپنے روزوں میں ایک ہفتہ اور بڑھا دوں گا خدا نے اس کو صحت دی اسلئے صحت پانے کے بعد اس نے ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دئے اور جب یہ بادشاہ فوت ہو گیا تو جو بادشاہ اسکے قائم مقام ہوا اُس نے حکم دیا کہ روزوں کو پچاس تک بڑھا دو مجاہد کا بیان ہے کہ پھر اسکی رعیت میں وبا پھیل گئی اور ان میں سے بہت لوگ مرنے لگے اس لئے اُس نے حکم دیا۔ کہ جو روزے پہلے مقرر ہیں دس اسکے پہلے اور دس اسکے پیچھے اور زیادہ کر دو۔ اور شعبی نے کہا ہے کہ اگر میں سال بھر روزے رکھوں تو جس روز مجھے شک پڑ جائے گا اس روز میں افطار کر دوں گا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شعبی کی مراد شعبان کے روزوں سے ہے اور بعض نے کہا ہے رمضان کے روزوں سے مراد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ پر رمضان کے مہینے میں لوگوں کو روزے رکھنے ایسے ہی فرض تھے جیسے کہ ہم لوگوں پر فرض تھے اور بعد میں نصاریٰ نے اپنے روزے فصل ربیع میں مقرر کر لئے کیونکہ انکو گرمی کے دنوں میں روزے رکھنے پڑتے تھے۔ اور ان کے متحمل نہیں ہو سکتے اور تیس تک اپنے روزوں کی تعداد مقرر کر لی۔ اور جب ایک قرن گذر گیا تو پھر انہوں نے روزے رکھنے کے واسطے اپنی جانوں کو مضبوط بنایا اور ان تیس کے ایک پہلے اور ایک بعد میں ایک اور بڑھا دیا اور پھر ہر قرن کے بعد پہلے روزوں پر زیادتی کرنی سنت قرار دی اور بڑھتے بڑھتے پچاس تک پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ تم سے پہلے تھے ان پر روزے لکھے گئے تاکہ تم ذرا بھی کھانے اور پینے اور جماع کرنے سے خوف کرو اور مفسر یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خدا کے رسول اور تمام مسلمانوں پر عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا اور ہر ایک مہینے میں تین دن روزے رکھنے فرض کئے اور جب اللہ کا رسول مدینے میں تشریف لایا تو اس وقت بھی سب پہلے کی طرح ہی روزے رکھا کرتے تھے اور رمضان کے روزے جنگ بدر سے ایک مہینہ اور کچھ دن پہلے نازل ہوئے۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ایام گنتی کے یعنی رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہے اور یا انتیس دن کا۔ اور سعد بن عمر بن سعد بن عاص روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول مقبول نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں اور میری امت کے لوگ ناخواندہ ہیں لکھنا پڑھنا اور حساب نہیں جانتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ مہینہ اتنا ہے اور اتنا اور اتنے پورے تیس دن ہوتے ہیں اور مہینے کو جو شہر کہتے ہیں تو یہ اسکی شہرت کے واسطے بولتے ہیں اور یہ شہرت سے ہی ماخوذ ہے اور شہر سعدی کو بولتے ہیں اور اسی واسطے تلوار کے صیقل کرنے کے وقت اہل عرب کہتے ہیں شہرت السیف اور چاند چڑھنے کے وقت کو شہر الہلال کہتے ہیں ❊

ماہِ رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان کے معنے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان خداوند تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اسی واسطے اس مہینہ کو ماہ رمضان کہا گیا ہے جیسا کہ رجب کو شہر الاصم کہا ہے اور عبداللہ اور جعفر صادق اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مہینہ ماہ رمضان کا اللہ کا مہینہ ہے۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ رمضان کو صرف رمضان نہ کہو بلکہ جیسا اللہ تعالیٰ نے نسبت کی ہے کہو

صروف ہوگئے اور ستر ہزار خدمتگار بھی اسکے شوہر کی خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہو گئے اور
ہوئے کا ایک ایک پیالہ لیا ہوا ہوگا۔ اور اس میں اس قسم کا کھانا ہوگا کہ اس کے ہر نوالے میں
لے شوہر کیواسطے بھی اسی طرح کا سامان موجود ہوگا پس یہ اس روزہ کا عوض ہوگا جو اس سے ماہ
نیک عمل کرتا ہے اس کا ثواب اور اجر اسکو علیحدہ ملیگا ؂

رمضان کی برکتوں کا بیان

ے اور وہ محمد بن احمد سے اور وہ عبداللہ بن محمد سے اور وہ ابوقاسم بن عبداللہ بن محمد سے اور وہ حسن
وابراہیم بن محمد بن حارث سے اور وہ سلمہ بن شبیب سے اور وہ قاسم بن محمد سے اور وہ حسام بن
سلیمان دوسی سے اور وہ حسن سے اور وہ ضحاک بن مزاحم سے اور وہ ابن عباس رض سے روایت
ے فرمایا کہ رمضان مبارک کے واسطے بہشت کو ایک سال سے دوسرے سال تک پاک اور
ں کو سجاتے ہیں اور جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آجاتی ہے تو اس میں عرش کے نیچے
ے اس کا نام مثیرہ ہے اور جب یہ ہوا چلتی ہے تو اس سے بہشت کے درختوں کے پتے اور
لے لگ پڑتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک آواز نکلتی ہے اور یہ ایسی خوش ہوتی ہے۔ کہ
سے بہتر کبھی کوئی آواز نہیں سنی ہوگی۔ اس رات میں حوریں اپنے آپ کو زیور اور لباس
بہشت کے بالاخانوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور پکارتی ہیں کہ کوئی ہے جو خداوند کریم کی
رخواست کرتا ہو جسے ان کا نکاح کیا جاوے۔ اس وقت حوریں رضوان سے پوچھتی ہیں
ہ جواب دیتا ہے کہ یہ رمضان شریف کی رات ہے اور اس میں محمد صلعم کی اُمت
ں اسکے واسطے بہشت کے دروازے کھول دئیے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ جو حکم
بہشت کے دروازے کھول دیئے اور محمد صلعم کی اُمت پر دوزخ کے دروازے بند کردیئے
اہے کہ اے جبرئیل زمین پر اُترو اور سرکش شیطانوں ان سب کو زنجیروں سے جکڑ
ں کے گردنوں میں انہیں ڈال دو تاکہ وہ میرے دوست محمد کی اُمت کے روزہ داروں
اور ہر ایک رات میں تین دفعہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ کوئی سوال کرنے والا ہے کہ
ے اور میں اسکی حاجت پوری کروں کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ میں اسکی توبہ قبول کروں۔ کوئی
ئیں اسکو بخشدوں۔ اور ایسے غنی کو قرض دینے والا کون ہے جو نادار نہیں اور پورا ادا کرنیوالا
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر روز رمضان کے مہینے میں جو لوگ دوزخ کی آگ میں سزا پاتے
تے ہیں۔ ان میں سے روزہ افطار کرنیکے وقت ایک کروڑ گنہگاروں کو معافی دیتا ہے
ں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اس دن رات کی ہر ایک ساعت میں اللہ تعالےٰ
وں کو بخشدیتا ہے جو دوزخ کی آگ میں سزا پانے کے مستحق ہوتے ہیں اور ماہ رمضان
میں اسے بندوں کو آزاد کرتا ہے جتنے کہ تمام رمضان میں آزاد کئے جاتے ہیں اور شب قدر
ں کو حکم ہوتا ہے اور وہ حکم کے موافق فرشتوں کا ایک گروہ ساتھ لئے ہوئے زمین پر نازل
کے ہاتھوں میں سبز جھنڈیاں ہوتی ہیں اور زمین پر اُترتے ہی ان جھنڈیوں کو کعبے کی
ر حضرت جبرئیل ؑ کے چھ سو بازو ہیں اور وہ شب قدر کی رات کو کھلاتے ہیں۔ اور جب وہ
تے ہیں تو مشرق اور مغرب کو گھیر لیتے ہیں اور اس وقت حضرت جبرئیل ؑ فرشتوں کو حکم دیا
میں پھیلجائیں اس سے وہ پھیلجاتے ہیں اور ہر ایک شب بیدار اور نماز پڑھنے والے آدمی

مسلمان کے رزق میں ترقی ہوتی ہے اگر کوئی اس مہینے میں کسی کا روزہ کھلوائے تو وہ اُسکے گناہوں کے معاف ہوجانے کا ذریعہ ملتا ہے اور دوزخ کی آگ سے اسکو آزاد کرتا ہے اور اسکے اجر میں ہرگز کمی نہیں ہوتی۔ اس پر بعض اصحاب نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسُول ہم میں تو اسقدر طاقت نہیں ہے کہ روزہ داروں کے روزے کھلوائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اسکو بھی ملتا ہے جو روزہ دار کا روزہ کھلوائے چاہے ایک کھجور سے ہی ہو یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا دودھ کے ایک چلو سے۔ اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کی ابتدا رحمت ہے اور اس کا درمیان مغفرت ہے اور اسکے آخر میں دوزخ کی آگ سے آزادی ہے پس اگر کوئی آدمی اس مہینے میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کردیگا تو اللہ تعالےٰ اسکو بخش دیگا اور دوزخ کی آگ سے آزاد فرمائیگا۔ اس مہینے میں چار خصلتیں زیادہ اختیار کرنی لازم ہیں ان میں سے دو تو تمہارے پروردگار کو راضی اور خوش کرنے والی ہیں اور دو ایسی ہیں کہ تم کو اُنکے بغیر چارہ نہیں پس وہ دو باتیں جن سے اللہ راضی ہے ایک لا الٰہ الا اللہ ہے اور دوسرا استغفار ہے اور دوسری دو باتیں جن کے بغیر چارہ نہیں ایک اللہ تعالیٰ سے بہشت مانگنا ہے اور دوسری دوزخ سے بچنے کے واسطے اُسسے پناہ مانگا کرے۔ اگر کوئی آدمی روزہ دار کو اس مہینے میں سیر کرکے کھلائیگا۔ تو قیامت کے دن اس کو خدا تعالےٰ میرے حوض سے ایسا شربت پلا دیگا کہ اسکے بعد وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور کلبی ابی لعد سے اور وہ ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی پہلی رات میں آسمان اور بہشت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور مہینے کی آخری رات تک بند نہیں کرتے۔ اگر کوئی مومن یا مومنہ عورت ان راتوں میں نماز پڑھتی ہے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ ہر سجدے کے عوض میں ایک ہزار سات سو نیکی عطا کریگا۔ اور یاقوت سرخ سے اس کا بہشت میں ایک گھر بنائیگا جس کے ستر ہزار دروازے ہونگے۔ اور یہ سب دروازے بھی سونے کے ہونگے جن میں سرخ یاقوت جڑے ہونگے پس جب مومن بندہ پہلے دن ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ رمضان کے آخیر تک اس کے سب گناہ معاف کردیتا ہے اور دوسرے ماہ رمضان کا کفارہ ہوتا ہے اور جتنے روزے رکھتا ہے ہر ایک روزے کے عوض بہشت میں اسکے واسطے سونے کا ایک محل تیار کرتا ہے جس کا ہزار دروازہ ہوگا اور صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے واسطے بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور رات اور دن میں جسقدر سجدے کرتا ہے ان میں سے ہر ایک کے عوض بہشت میں ایک کو ایک درخت عطا ہوگا جس کا سایہ اسقدر ہوگا۔ کہ اگر ایک سوار سو برس تک اُسکے سایہ میں چلا جائے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو اور اللہ زیادہ جانتا ہے اور وہ اعرج سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اس میں اللہ تعالےٰ اپنی مخلوقات کی طرف نظر کرتا ہے اور جب وہ اپنے کسی بندے کی طرف ایک دفعہ نظر کرتا ہے تو پھر اسکو کبھی عذاب نہیں کرتا اور ہر روز ایک کروڑ آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سہل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اس وقت بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سب شیاطین کو بند کردیتے ہیں۔ اور نافع بن بردہ نے ابی مسعود غفاری سے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ رمضان کے مہینے میں ایک روزہ بھی رکھے تو اُسکے عوض ایک حور عین کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائیگا۔ اور یہ حور اُن حوروں میں سے ہوگی جو موتیوں کے خیموں میں پوشیدہ کی گئی ہیں جیسا خدا وند تعالےٰ ان کی تعریف کرتا ہے حور مقصورات فی الخیام یعنی حوریں پوشیدہ ہیں اور ہر ایک حور پر ستر بہشتی حلّے ہونگے اور ان میں سے ہر ایک کا رنگ دوسرے سے جدا ہوگا اور ستر ہی طرح کی اُن میں خوشبوئیں ہیں جو ایک سے ایک نہیں ملتی اور مروارید کے جڑاؤ اور یاقوت کے ستر تخت رکھے ہیں اور ہر ایک تخت پر ستر طرح کے بچھونے بچھے ہوئے ہیں اور ہر عورت کے لئے ستر ہزار خدمتگار

ں کپڑے کا نام ہے اور پھول بچھونے آگے ہوئے آراستہ پیراستہ فرش بچھائے گئے ہیں۔ اور ہر ایک عورت کی خدمت کے
۔۔ اسکے کام اور خدمت میں آمادہ رہتی ہیں اور اس حور کے شوہر کی خدمت کے لئے ستر ہزار خادم الگ ہیں
میں سونے کا ایک پیالہ ہے اور اس پیالے میں اس قسم کا کھانا بھرا ہے کہ اسکے ہر لقمے میں ایک الگ مزا
ہے کے رنگ بھی عجائب ہوتے ہیں جو یاقوت سے مرصع ہیں۔ بس یہ انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو
ے رکھتے ہیں اور روزوں کے سوا باقی نیکیوں کا اجر جدا ہے۔ اور تفتازانی میں مالک کی روایت کی
جاتی ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالے جنت کے دربان رضوان کو پکارتا ہے وہ
رسہ فرمان کیلئے حاضر ہوں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ محمدؐ کی امت کے روزہ دار لوگوں کے لئے جنت کو
ب زینت دو۔ اور اسکے دروازوں کو کھول دے اور جب تک رمضان کے تمام دن گذر نہ جائیں جنت کا
ں کے بعد دوزخ کے دربان کو آواز ہوتی ہے وہ بھی فوراً آواز دیتا ہے کہ میں حاضر ہوں اور آپ کے
کا منتظر ہوں۔ اسکو حکم ہوتا ہے کہ محمدؐ کی امت کے روزہ داروں کے واسطے دوزخ کے دروازے بند کرو
کا مہینہ گذر نہ جائے دوزخ کا کوئی دروازہ نہ کھولو اسکے بعد حضرت جبرئیلؑ کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے
ہے کہ میں حاضر ہوں۔ خداوند تعالے اس کو فرماتا ہے کہ تم زمین پر جاؤ اور جسقدر شیطان سرکش ہیں ان
محمد صلعم کی امت کے روزوں میں خلل نہ ڈالیں۔ اور ان روزوں کے افطار کرنیکے وقتوں میں کوئی خرابی
اللہ تعالے آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت سے روزہ افطار کرنیکے وقت تک اپنے غلاموں اور
آگ سے آزادی بخشتا رہتا ہے اور ہر ایک آسمان پر خداوند تعالی کے حکم کو مشہور کرنیوالا ایک فرشتہ ہے۔
عالی کے نیچے ہے اور اسکے پاؤں ساتوں زمینوں کے نیچے ہیں اور اس کا ایک پر مشرق کے آخر میں
ر مغرب کے انتہا میں ہے اور وہ مرجان اور مروارید اور یاقوت اور جواہر سے مرصع ہیں یہ فرشتہ
ہے جو گناہ سے باز آنے والا ہو اور خداوند تعالے کی درگاہ میں رجوع لانے والا اگر ہے تو آئے اور توبہ
قبول کی جائے اور دعا کرنیوالا دعا کرے تاکہ اسکی دعا کو قبول کیا جاوے۔ او کوئی مظلوم مدد کا طلبگار
ئے۔ او اگر کوئی بخشش کی درخواست کرنی چاہتا ہے تو کرے اسکو بخشدیا جائے گا۔ کوئی سوال کرنیوالا ہے
حاجت کو پورا کیا جائیگا اور ماہ رمضان کے تمام مہینے میں اللہ تعالے یہ ارشاد فرماتا رہتا ہے کہ اے
ے میری لونڈیو تم کو خوشخبری ہو۔ تم صبر کرو اور اس صبر پر ہمیشگی کرو جلدی ہی تم کو رنج اور محنت سے خلاصی
اور اپنے قرب جوار میں تم کو ملا لونگا۔ اور بیشک قدر میں حضرت جبرئیلؑ ایک فرشتے گروہ کے ساتھ زمین
ہر ایک بندہ کے واسطے جو خدا کی یاد میں کھڑا یا بیٹھا ہوتا ہے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور
ر است کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالی آسمان اور زمین کو کلام کرنے
وہ اس بندہ کو بہشت کی خوشخبری دیدیں جو رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عباس
ںد کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو کلام کرنے کی اجازت دیدے تو
ی خوشخبری دیں جو رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے۔ اور عبد اللہ بن اوفی روایت کرتے
ہے فرماتا ہے کہ اگر روزہ دار آدمی سو جائے تو اس کا سونا بھی عبادت میں داخل ہے اور اسکی خاموشی تسبیح پڑ
ہے اور جو وہ عمل کرتا ہے اس کا اسکو دوگنا ثواب ملتا ہے اور انس ابی خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ
ہ کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک اور ایک حج دوسرے حج تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ
ا ہمارے لئے کفارہ ہیں جو کچھ انسان سے صادر ہوتا ہے مگر یہ شرط ہے کہ کبیرہ گناہ سے پرہیز رکھے
عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ تم کو ماہ رمضان کے آنے کی خوشخبری ہو۔ کیونکہ اس مہینہ میں

کے پاس آموجود ہوتے ہیں انکو سلام دیتے اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب وہ دعا مانگنے لگتے ہیں تو یہ بھی آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اس کے بعد حضرت جبرئیل آواز دیتے ہیں کہ اے اولیاء کی جماعت اب تم یہاں سے کوچ کرو اس وقت وہ پوچھتے ہیں کہ اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کی امت کی کون کونسی حاجتیں پوری کی ہیں وہ جواب دیتا ہے کہ ان پر رحمت کی نظر کی ہے اور انکے گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور انہیں بخش دیا ہے مگر چار آدمیوں کو نہیں بخشا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ نہیں بخشے جائینگے اور وہ چار آدمی یہ ہیں دائم الخمر یعنی ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا تیسرا سلسلۂ رحم کو قطع کرنیوالا چوتھا مسلمانوں سے قطع تعلق کرنے والا اور جب فطر کی رات آتی ہے جس سے جائزہ بھی کہتے ہیں تو اس صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم ہر ایک شہر میں پھیل جاؤ۔ وہ زمین پر نازل ہو کر ہر ایک راستے پر کھڑے ہو جاتے ہیں آواز دیتے ہیں اور اس آواز کو جن اور انسان کے سوا سب سنتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے محمدؐ کی امت کے لوگو تم خداوند کریم کی طرف نکلو کیونکہ وہ تمہیں بہت بڑی عطائیں عنایت کرتا ہے اور تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ اور جب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتو اس مزدور کی کیا مزدوری ہے جس نے اپنا کام پورا کیا ہوتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سردار اسکو اسکی پوری مزدوری عطا کر دے۔ اس کے جواب میں خداوند کریم ارشاد کرتا ہے۔ کہ اے فرشتو تم لوگ گواہ رہنا اس نے ماہ رمضان کے جو روزے رکھے ہیں اور رات کے وقت قیام کیا ہے ان کے عوض میں میں اُن پر خوش ہوں اور راضی ہوں اور میں اسکے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور اسکے بعد ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے بندو۔ اگر تم نے کچھ اور بھی مجھ سے مانگنا ہے تو مانگ لو۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخرت اور دنیا کے واسطے جو کچھ تم مانگو گے میں تمہیں عطا کر دوں گا اور جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے اس وقت تک تمہاری لغزشوں پر پردہ ڈالے رکھوں گا اور اصحاب حدود کے درمیان تم کو رسوا اور خوار نہیں کروں گا۔ تم بخشے بخشائے واپس جاؤ (اپنے گھروں کو) تم مجھ سے راضی ہوئے اور میں تم سے راضی ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس بات کو فرشتے سن کر بڑے خوش ہوتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے جو انعام عنایت کرتا ہے روزہ افطار کرنے کے وقت محمد صلعم کی امت کو انکی خوشخبری دیتے ہیں اور ضحاک بن مزاحم نے بھی ابن عباس سے ایسی ہی روایت کی ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور الفاظ دونوں حدیثوں کے ملتے جلتے ہیں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ نافع سے اور وہ ابی مسعود غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو رمضان کی بزرگیاں معلوم ہوں تو خدا سے سب یہی درخواست کریں کہ رمضان کا مہینہ ایک سال تک رہے۔ قبیلہ خزاعہ میں سے ایک شخص نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ہمارے پاس رمضان کی وہ بزرگیاں بیان فرماؤ۔ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے آنے کے لئے ایک سال سے دوسرے سال تک جنت آراستہ ہوتی رہتی ہے اور جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اس میں عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اور وہ بہشت کے درختوں کے پتے ہلاتی ہے جب حوریں اسے محسوس کرتی ہیں تو وہ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں کہ اے پروردگار اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے جوڑے بنا دے تاکہ انکے دیدار سے ہماری آنکھیں روشن ہو جائیں اور انکی آنکھیں ہمارے جمال سے ٹھنڈی ہوں اور اس لئے ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والا کوئی بندہ ایسا باقی نہیں رہتا جس کا نکاح ان حوروں میں سے ایک حور کے ساتھ نہیں ہو جاتا جو چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہروں سے موتیوں کے خیموں میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان حوروں کی صفت میں فرمایا ہے۔ بہشت میں حوریں ہیں جو خیموں میں نگاہ رکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک حور نے ستر بہشتی لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر ایک کا پہناوا رنگ میں دوسرے سے الگ ہوتا ہے اور ان لباسوں سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور ہر ایک حور کے واسطے ایک تخت بچھا ہے جو یاقوت اور مروارید سے مرصع ہے اور اس تخت کے اوپر استبرق کے ستر فرش

ن ہے۔ دنوں کا سردار روز جمعہ ہے اور سب راتوں کی سردار شب قدر ہے۔ اور تمام کلاموں کا سردار
ان حمید ہے اور سورۃ بقر کا سردار آیت الکرسی ہے اور تمام پتھروں کا سردار حجر اسود ہے۔ اور تمام
ر چاہ زمزم ہے اور سب عصاؤں کا سردار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور مچھلیوں کی سردار
ی پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے۔ اور تمام اونٹنیوں کی سردار حضرت صالح کی اونٹنی ہے۔ اور
راق ہے اور تمام انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہے اور تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے ۔

شب قدر کی بزرگی

لئے سورہ انا انزلنا کو شب قدر کی بزرگی میں نازل فرمایا ہے اور اس سورہ میں قرآن کے نازل فرمانے کی
یعنی خداتعالیٰ نے لوح محفوظ سے اتار کر قرآن مجید کو دنیا کے فرشتہائے سفرہ کے پاس نازل کیا اور
وہ ہیں جو فرشتوں میں محرری اور خط وکتابت کے عہدوں پر ممتاز ہیں اور اس رات میں لوح محفوظ سے
قرآن اسی قدر نازل فرمایا کرتا تھا جسقدر اس سال میں پیغمبرؐ پر بھیجا ہوتا تھا۔ اور آپ پر جبرئیل علیہ السلام
نازل فرمایا کرتے تھے اور شب قدر تک دفعہ دفعہ کرکے نازل کرتے رہتے تھے اور وہ وحی جو ... ماکھا جو
اردی سے نازل ہو چکتا تھا۔ اور ابن عباس وغیرہ دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انا انزلناہ کی
مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں یعنے خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سورہ کو اور باقی تمام قرآن شریف کو
سوقت شب قدر میں محرر فرشتوں کے پاس بھیجا اور پھر اُن کے ہاں سے تھوڑا تھوڑا ہو کر حضرت
ہوا ہے اور وقتاً فوقتاً تئیس برس تک تمام مہینوں میں دن رات نازل ہوا ہے اور خدا تعالیٰ
ۃ القدر میں شب قدر کی بزرگی اور اس کے مرتبہ کے واسطے فرمایا ہے کیونکہ خداتعالیٰ اندازہ کرتا ہے
ان کا جو اس سال سے آئندہ سال تک ہونے والے ہیں۔ اور اس کے بعد فرماتا ہے کہ اے محمد مصطفیٰ
ہے اگر اللہ تعالیٰ اسکی نسبت تجھ کو حال نہ بتلاتا تو تجھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا کہ اس رات کی تعظیم اور اس
ہے اور خداوند تعالیٰ نے جس چیز کو قرآن میں اس لفظ سے تعبیر کیا ہے وما ادریک اسکی اطلاع تو رسول
ہے اور جو لفظ ما یدریک میں آیا ہے اسکی اطلاع آپ کو نہیں دی گئی فرماتا ہے اور تم کو کسی چیز معلوم
ہے کہ قیامت نزدیک ہو مگر اس کا وقت نہیں بتلایا اور اس رات کو لیلۃ القدر سے تعبیر کیا ہے یعنے
رات۔ اور اس رات کو مبارک رات کہا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (قرآن کو ہم نے مبارک
ور یہ اسی واسطے کہ اس رات میں سال بھر میں جسقدر قرآن نے نازل ہونا ہوتا تھا اس کو ایک ہی
تھا۔ اور اسکے بعد فرمایا ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنے ... جسقدر عمل کیا جاتا
ہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہیں آتی اور کہتے ہیں کہ جب قدر آجاتی اس قول سے
خیر من الف شہر سے اور کسی قول سے خوش نہیں ہوتے تھے اور ایک دن پیغمبرؐ صلعم نے اپنے اصحابوں
ل کے چار شخصوں کا ذکر کیا۔ اُنھوں نے اسّی برس تک خداوند تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور اس عرصہ میں
تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور ان چار پیغمبروں کا ذکر کیا۔ حضرت ایوب۔ زکریا۔ حزقیل۔ یوشع بن نون
نے اس سے اس حدیث کو سنا تو انکو اس سے تعجب ہوا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے
سے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپکے اصحابوں کو اس سے تعجب ہوا ہے کہ ان شخصوں نے اسّی برس تک
ہے اور اس عرصہ میں ایک لحظہ بھی اپنے پروردگار کے نافرمان نہیں ہوئے خداوند تعالیٰ نے جو تجھے نعمت
سے بھی بہتر ہے اور پھر آخر تک سورہ انا انزلنا پڑھی اور فرمایا کہ جس بات پر تیرے اصحابوں نے تعجب کیا
رہے اور جب پیغمبرؐ نے اس بات کو سنا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یحیٰی بن نجیح روایت کرتے ہیں کہ ہمیں

سب نیکیاں ہی نیکیاں ہیں اس کا دن نور رہتا ہے اور اسکی رات تمام ہے۔ اور جو آدمی اس مہینے میں کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ خدا کے راستے میں خرچ کرتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایمانداری کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے اور رات کے وقت قیام کرتا ہے۔ خداوند تعالے اسکے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور ابی ہریرہ رض راوی ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے اگر کوئی آدم کا فرزند نیکی کرتا ہے تو اسکے اجر میں دس نیکیوں سے لیکر سات سو تک اور سکماں بڑھادی جاتی ہیں۔ اور روزہ سکے ماسوا میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ خاص میرے واسطے ہے اس میں بندہ اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کو ترک کرتا ہے اور میرے واسطے ہی کھانے اور پینے سے ہاتھ اُٹھالیتا ہے اسلئے میں بھی اسکو اپنی عظمت اور اپنے شان کے موافق اجر عطاء کرتا ہوں اور روزہ اسکے واسطے ایک ڈھال ہے۔ اور روزہ دار آدمی کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک تو روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری پروردگار کا دیدار حاصل ہونیکے وقت اور اسکے برابر اور کوئی فرحت نہیں ہے اور ابوالبرکات سقطی رح یزید بن ہارون سے اور وہ مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ رمضان کی ایک رات میں اپنے نفلوں میں سورہ انا فتحنا پڑھے تو وہ آدمی اُس سال میں تمام بلاؤں سے بچا رہتا ہے ☙

ماہ رمضان کے حروف کا بیان

رمضان کے لفظ میں پانچ حروف ہیں اور ہر ایک حرف میں ایک طرف اشارہ کیا گیا ہے ر میں تو اپنے پروردگار کی رضامندی کی طرف اشارہ ہے اور حرف م میں خدا کی محبت کی طرف ایما ہے اور حرف ض سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کا ضامن ہے۔ اور ا سے خدا کی اُلفت مقصود ہے اور ن سے خدا کا نور مراد ہے پس یہ رمضان کا مہینہ اسقدر چیزوں کا جامع ہے خدا کی رضا۔ خدا کی محبت۔ خدا کی ضمانت اور اسکی اُلفت اور خدا کا نور۔ اور خدا کا جو نور ہے یہ بہت بڑی بزرگی اور بخشش ہے اور یہ ان لوگوں کے واسطے ہی ہے جو خداوند تعالے کے دوست اور نیکو کار ہیں۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے کی دوسرے مہینوں سے تشبیہ ایسی ہی ہے جیسی کہ دل کی سینہ سے ہے اور نبی کی آدمیوں سے ہے اور حرم کی دوسرے شہروں سے ہے اور حرم میں دجال نہیں گھس جائیگا اور رمضان کے مہینہ میں سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں اور نبی صلعم گناہگاروں کے شفیع ہونگے اور ماہ رمضان روزہ داروں کا شفیع ہوگا اور مومنوں کے دل اس مہینہ میں معرفت اور ایمان کے نور سے آراستہ ہوتے ہیں اور ماہ رمضان کو قرآن پڑھنے کے نور سے آراستگی ہوتی ہے اور جو آدمی اس مہینہ میں نہ بخشا جائیگا اُسکے حال پر بہت ہی افسوس ہے کیونکہ جب اس میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائیگا پس توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اور موت کی سختی کے وارد ہونے کے پہلے انسان کو لازم ہے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرے اور اللہ عزوجل کی جناب میں توبہ اور گریہ وزاری کرے ایسا نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور گریہ وزاری کا وقت ہاتھ سے جاتا رہے اور اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب تک رمضان کے مہینے میں میری اُمت کے لوگ ہمیشہ روزے رکھتے رہینگے وہ کبھی خوار اور ذلیل نہیں ہونگے اور ایک آدمی نے پیغمبر سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول کس بات میں خواری اور ذلت ہے آپنے فرمایا کہ ان باتوں میں کوئی رمضان کے مہینے میں حرام کرے یا کوئی بُرا فعل کرے شراب پئے۔ زنا کرے اگر ایسے فعل کرنیوالا روزے رکھے تو اسکے روزے قبول نہیں ہونگے۔ اور خداوند تعالے اور خدا کے فرشتے اور باقی آسمان کے سارے لوگ آئندہ رمضان تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر وہ آئندہ رمضان کے آنے سے پیشتر ہی مر جائے تو اسکے لئے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں ☙

سرداروں کا بیان

کہتے ہیں کہ سب لوگوں کے سردار حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور عرب کے سردار محمد صلعم ہیں۔ اور فارس کا سردار سلمان رضی اللہ عنہ ہے۔ اور روم کے سردار صہیب ہیں اور حبش کے سردار بلال ہیں اور شہروں کا سردار مکہ ہے اور سب وادیوں کا سردار

کہف کی تعداد بھی سات ہے اور حضرت ہود کی قوم ہلاک ہوئی تو وہ بھی سات راتوں میں ہی ہوا سے ہلاک ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام جیب قید ہوئے ہیں تو وہ بھی سات برس تک جیلخانہ میں رہے تھے اور وہ گائیں بھی شمار میں سات ہی ہیں جن کا ذکر سورہ یوسف میں ہے اور وہ قحط بھی سات سال ہی کا تھا جسکا ذکر سورہ یوسف میں ہے اور سات سال ہی فراخی اور کشادگی رہی۔ اور پانچ وقت کی نماز کی سترہ رکعتیں ہیں اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حج کے بعد سات روزے رکھو اور نسب کے رو سے سات قسم کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور سات قسم کی ہی سسرال میں حرام ہیں۔ اور اگر کوئی کتا مٹی کے برتن میں منہ ڈال جائے۔ تو اسکے دھونے کے واسطے پیغمبر صلعم نے سات دفعہ ہی ارشاد فرمایا ہے۔ جب دھوئے تو پہلی دفعہ مٹی سے دھوئے اور اسکے بعد صرف پانی سے دھوئے اور سورۃ انا انزلناہ میں سلام تک ستائیس حرف ہیں اور جب حضرت ایوب علیہ السلام بلا میں گرفتار ہوئے تو وہ سات برس تک مصیبت میں مبتلا رہے اور عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبر صلعم نے مجھے اپنے نکاح سے سرفراز فرمایا ہے تو اس وقت میں سات برس کی تھی۔ اور نکلی ہوئی گرمیوں کے دن بھی سات ہیں جن میں دو ماہ شباط کے ہیں اور چاردن وہ ہیں جو آذر (چیت) مہینہ کے پہلے ہیں۔ بس یہ سات دن ایسے ہیں کہ یہ گرمیوں کو قطع کرتے ہیں اور رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے لوگوں میں سے جو شہید ہوئے ہیں وہ بھی سات قسم کے شہید ہیں۔ پہلے وہ جو خدا کی راہ میں مارے جائیں۔ دوسرے وہ جو طاعون کی بیماری سے مرتے ہیں۔ تیسرے وہ جو سل کی بیماری سے مریں۔ اور چوتھے وہ جو پانی میں ڈوب کر مرجائیں۔ پانچویں وہ جو آگ میں جلکر مرجائیں۔ اور چھٹے وہ جو اسہال یعنی دستوں کی بیماری سے فوت ہوں۔ اور ساتویں وہ عورت ہے جو نفاس کی حالت میں فوت ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ اور وہ یہ ہیں آفتاب۔ چاشت کا وقت۔ چاند۔ دن۔ رات۔ آسمان۔ اور جس نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کی لمبائی بھی سات گز تھی اور اس وقت کے گزوں کے حساب سے تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی سات گز لمبا تھا۔ پس اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کو خدا نے سات سات بنایا ہے اور جب یہ سب شب قدر ماہ رمضان کی آخری عشرہ میں ہے تو اس اوپر کے بیان سے استدلال ہوتا ہے کہ یہ بھی ستائیسویں تاریخ کو ہوگی۔ اور اس آیت سے بھی حتی مطلع الفجر' لفظ ہی ستائیس حروف کے بعد واقع ہوا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو ہے ۔

کیا شب جمعہ افضل ہے یا شب قدر

اس باب میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے کہ جمعہ کی رات بہتر ہے یا شب قدر۔ شیخ ابوعبداللہ بن بطہ اور شیخ ابوالحسن جزری اور ابوحفص عمر برکی کہتے ہیں کہ شب قدر سے شب جمعہ افضل ہے اور ابوالحسن تمیمی کہتے ہیں کہ شب قدر بہتر ہے کیونکہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ اور جس شب قدر میں قرآن شریف نازل ہوا ہے جو اس کے سوا باقی ہیں ان سے شب جمعہ بہتر ہے۔ اور اکثر علماء کا قول ہے کہ جمعہ کی رات سے شب قدر بہتر ہے اور ہمارے اصحابوں نے جو اس قول کو اختیار کیا ہے تو اس کا باعث یہ ہے کہ قاضی امام ابویعلی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو بخشدیا ہے۔ اور اس رات کی جو فضیلت ہے اتنی کسی اور رات کے حق میں پیغمبر نے بیان نہیں کیا اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اس بزرگ رات اور روشن دن میں مجھ پر بہت کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ اور اس دن اور رات سے جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات مراد ہے اور جو چیز برگزیدہ ہوتی ہے وہ سب سے بہتر ہوتی ہے اور جمعہ کی رات دن کی تابع ہوتی ہے اور جمعہ کے دن کی فضیلت شب قدر کے دن کی فضیلت سے زیادہ ہے اسلئے جمعہ کی رات بھی بزرگی میں شب قدر کی رات سے بڑھ کر ہے انس رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جس طرح آفتاب جمعہ کے روز بزرگی سے طلوع کرتا ہے ایسا اور کسی

اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا کہ وہ ایک ہزار مہینہ تک خداوند تعالےٰ کے راستہ میں ہتھیار باندھے رہا اور یہ آ مارے۔ حضرت رسول صلعم نے اپنے صحابوں سے یہ ذکر کیا تو ان کو اس سے تعجب ہوا۔ پس اللہ جلشانہ نے سورہ انا انزلناہ نازل کی۔ اور فرمایا۔ کہ تمہارے واسطے یہ ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے کہ جن میں اس آدمی نے میری راہ میں ہزار مہینہ تک ہتھیار باندھے اور اس عرصہ میں انکو کبھی نہیں اوتارا۔ اور کہتے ہیں کہ اس آدمی کا نام شمعون عابد تھا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس آدمی کو شمسون کہتے تھے۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تنزل الملائکۃ والروح اس سے مراد یہ ہے کہ آفتاب کے غروب ہوتے سے فجر کے طلوع ہونے تک فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ضحاک ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ روح ایک بزرگ فرشتہ ہے جو انسان کی صورت میں ہے اور عظیم الخلقت ہے اللہ جلشانہ اسکی شان میں فرماتا ہے کہ مجھ سے روح کی بات پوچھتے ہیں روح ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے روز فرشتوں کی صف کے مقابلہ میں اکیلا کھڑا ہوگا یعنی سب کے برابر وہ ایک ہی ہوگا۔ اور مقاتل کہتے ہیں کہ جتنے فرشتے ہیں ان سب سے یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس فرشتہ کا منہ تو انسان کی صورت پر ہے اور اس کا جسم فرشتوں کے جسم کی مانند ہے اور وہ تمام مخلوقات سے بہت بڑا ہے اور فرشتوں کی صفیں عرش کے نزدیک کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شب قدر کی رات میں تمام فرشتے تو ایک صف میں ہوتے ہیں اور وہ اکیلا ہی ایک صف میں سماتا ہے۔ اور یہ رات سلامتی کی رات ہے اور فجر تک کھڑے رہتے ہیں اور بجز خوبی کے اس میں سختی اور ماندگی لاحق نہیں ہوتی اور لفظ مطلع الفجر لام کی کسرہ سے مصدر ہے اسکے معنے نکلنا ہے اور اگر لام کی فتح تصور کی جاوے تو اس صورت میں آفتاب کے نکلنے کی جگہ ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ سلام سے فرشتوں کا سلام مقصود ہے جو زمین کے رہنے والوں پر نازل ہوتا ہے اور اس سلام کو فرشتے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں بھیجتے ہیں ۔

لیلۃ القدر کی تلاش

ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اسکی تلاش کرنی چاہئے۔ اور خاصکر ستائیسویں رات میں اور امام مالک کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کی آخری دس برابر ہیں کسی ایک کو دوسری پر فضیلت نہیں۔ اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی اکیسویں رات ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ تیسویں رات ہے اور عائشہ رض کا بھی یہی قول ہے اور ابو بریدہ اسلمی کہتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی تیئسویں رات ہے۔ اور ابو ذر اور حسن کہتے ہیں کہ پچیسویں رات۔ اور حضرت بلال رض حضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کی چوبیسویں رات ہے۔ اور ابن عباس اور ابی ابن کعب کہتے ہیں کہ ستائیسویں رات ہے اور اس پر دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد حنبل اپنی اسناد میں ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کا یہ دستور تھا کہ وہ ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں حضرت پیغمبر صلعم کی خدمت میں اپنی اپنی خوابوں کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو پے در پے یہ خوابیں آتی ہیں یہ ستائیسویں رات میں واقع ہوئی ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور جو اسکو تلاش کرے۔ اور ابن عباس عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شب قدر کے واسطے طاق عددوں میں غور کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سات کا عدد اس کے واسطے سب سے زیادہ لائق ہے اور پھر سات کے عدد میں غور کی تو معلوم ہوا کہ آسمان سات ہیں اور زمینیں بھی سات ہیں اور دن بھی سات ہیں اور سات ہی دریا ہیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سات ہی دفعہ دوڑتے بھی ہیں اور کعبہ کے اردگرد بھی سات دفعہ ہی طواف کرتے ہیں اور سنگریزے بھی سات ہی پھینکے جاتے ہیں اور آدمی کی پیدائش بھی سات عضووں سے ہی ہوئی ہے اور آدمی کا رزق بھی سات دانے ہی ہیں اور انسان کے چہرے میں بھی خداوند تعالیٰ نے سات سوراخ بنائے ہیں اور وہ یہ ہیں دو کان۔ دو نتھنے دو آنکھیں اور ایک منہ کا سوراخ ہے۔ اور رحم کی سورتیں بھی سات ہی ہیں۔ اور الحمد کی آئتیں بھی سات ہیں۔ اور قرآن مجید کی قرائتیں سات ہیں اور جب سجدہ کیا جاتا ہے تو وہ بھی سات اعضاؤں سے ہی کرتے ہیں اور سات ہی دوزخ کے دروازے ہیں اور دوزخ کے نام بھی سات ہیں اور سات ہی دوزخ کے طبقے ہیں۔ اور اصحاب

ے گئے ہیں اس وقت تک نفسانی شہوت اور دنیاوی لذت اٹھالیں۔ اور جب موت نزدیک آئے گی
، اور اپنے رب کی عبادت اور بندگی کرینگے اور نیکو کار بنینگے اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکی عمروں کی مدت ان سے
ہمیشہ خوف اور ڈر میں رہیں اور نیک کاموں کا شغل رکھیں اور ہمیشہ توبہ کرتے رہیں اور اسے عمل کو درست
ایسا کرینگے ان کو دنیا کی لذتیں بھی ملجائینگی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھوٹ جائینگے۔ اور فرمایا
ول سے پانچ چیزوں کو پوشیدہ کیا ہے پہلی یہ ہے کہ لوگوں کی عبادت پر اپنی رضامندی ظاہر کرنے کو پوشیدہ رکھا
جاہوں پر اپنے غصے اور غضب کو پوشیدہ رکھا ہے اور تیسری وسطی نماز کو باقی نمازوں میں پوشیدہ رکھا ہے چوتھی
لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔ پانچویں رمضان کے مہینے میں شب قدر کو چھپایا ہے +

پانچ راتوں کی بندگی کا بیان

ے حضرت محمدؐ کو پانچ راتیں عنایت کی ہیں۔ پہلی معجزہ اور قدرت کی رات ہے یہ وہ رات ہے جس
ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے (ساعت نزدیک آئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا) اور اسی رات میں موسیٰ ع
ہ دو ٹکڑے ہوگئے تھے اور جب پیغمبرؐ نے انگلی سے اشارہ کیا تو اس سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور
جتنے معجزے ہیں ان سب سے شق القمر کا معجزہ بڑا ہے اور دوسری رات وہ ہے جس میں خدا قول
نے فرماتا ہے جب ہم تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو پھیرتے ہیں تو وہ قرآن کو سنتے ہیں اور تیسری
س قضاء و قدر جاری ہوتی ہے اور احکام جاری کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مبارک رات
لیف کو آگاہ اور ہم ڈرانے والے ہیں اس رات میں ہر ایک مضبوط کام جدا ہو جاتا ہے) اور چوتھی رات
دیکی اور قرب حاصل ہوا ہے اور یہ معراج کی رات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وہ ذات پاک ہے جس نے
۔ رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصٰے تک سیر کرائے) پانچویں رات سلام اور درود کی ہے خدا تعالیٰ نے
ر لنا فی لیلۃ القدر آخر آیت تک) اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
ہے کہ تم زمین پر جاؤ۔ اور جو سدرۃ المنتہٰی کے رہنے والے ہیں انکو بھی اسکے ساتھ لیتے جاؤ یہ سات
راں کے ہاتھ میں نور کے جھنڈے ہوتے ہیں اور جب حضرت جبرئیل ؑ فرشتوں کے اس لشکر کے ساتھ
تے ہیں تو اُترتے ہیں اور اسی زمین پر گاڑدیتے ہیں اور فرشتے بھی اپنے سرے ان چار مکانوں میں
ہ کے نزدیک حضرت محمدؐ کی قبر کے نزدیک بیت المقدس کے نزدیک مسجد طور سینا کے نزدیک
ب فرشتوں کو حکم کرتے ہیں کہ تم سب ادھر ادھر پھیل جاؤ پس ہر ایک گھر اور حجرہ اور مکان اور کشتی میں جہاں
مومن مرد یا عورت ہر ایک میں پہنچ جاتے ہیں اور جس گھر میں کتا یا سور یا شراب یا کوئی زانی یا زانیہ جنبی ہو یا جس گھر میں تصویر ہو اس
میں فرشتے خدا کی تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہوتے ہیں اور محمد صلعم کی اُمت کے واسطے بخشش کی دعا کرتے
و جاتی ہے تو پھر سب کے سب آسمانوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور دنیا کے آسمان کے فرشتے ان کا
اور ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس جگہ سے آرہے ہو اور خدا نے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے واسطے
ہے اور کیا حکم دیا ہے جبرئیل جواب دیتے ہیں کہ پروردگار نے جو ارحم الراحمین ہے نیکوں کو بخشدیا ہے
ک آدمیوں کی سفارش سے بخشدینے کا وعدہ کیا ہے۔ جب آسمان کے فرشتے یہ سنتے ہیں تو اس سے
ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں اور محمد صلعم کی امت کو جو مغفرت اور عطا
ہوتی ہے اسکے شکر گذار ہوتے ہیں پھر وہ دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور اسی طرح ہر ایک آسمان
کے لئے آتے ہیں اور خوشی کرتے ہوئے آگے بڑھتے اور ساتوں آسمانوں تک یہی حال ہوتا ہے۔ اور
، آسمانوں کے فرشتوں کو حضرت جبرئیل کہتے ہیں کہ اب تم اپنے مقاموں کو واپس لوٹ جاؤ۔ اس لئے

میں نہیں طلوع کرتا اور سب دنوں سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک جمعہ زیادہ پیارا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جیسے آفتاب جمعہ کے دن میں طلوع اور غروب ہوتا ہے اس سے بہتر اور کسی دن میں طلوع اور غروب نہیں ہوتا اور ہر ایک جانور اس دن خدا تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کرتا ہے مگر آدمی اور جن نہیں کرتے اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک دن کو اپنی اصلی حالت پر ظاہر کریگا۔ اور جمعہ کے دن کو روشن اور چمکتا ہوا اٹھائیگا اور لوگ اس طرح جمعہ کے ارد گرد گھیرا ڈالینگے جیسے کہ شوہر کے پاس جانے والی دلہن کے ارد گرد گھیرا ڈالتے ہیں۔ جمعہ کا دن لوگوں کو روشنی دیگا۔ اور اسکی روشنی میں لوگ چلینگے۔ جمعہ میں حاضر ہونے والے لوگوں کے رنگ برف کی طرح سفید ہونگے اور ان سے کستوری کی خوشبو آویگی اور ایسے معلوم ہونگے کہ یہ لوگ کافور کے پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور جن اور آدمی جتنے اہل محشر ہونگے سب انکو دیکھینگے اور تعجب کرینگے۔ یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہو جاینگے۔ پس اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا جو یہ قول ہے (لیلۃ القدر خیر من الف شہر) اس میں تمہارا کیا جواب ہے تو اسکے جواب میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ شب قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جمعہ کی رات ان میں داخل نہیں ہے اور بعض نے بھی اس آیت کی تفسیر یہی کی ہے کہ شب قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے مگر جمعہ کی رات ان میں شامل نہیں ہے اور بہشت میں بھی جمعہ کی رات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن اپنی زیارت سے اپنے بندوں کو ظہر یاب کریگا اور دنیا میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ جمعہ کی رات تو آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے اور شب قدر کا یہ حال نہیں اس کا آنکھوں سے دیکھنا ایک ظنی امر ہے۔ اور تمیمی وغیرہ کے اس قول کو کہ جمعہ کی رات سے شب قدر بہتر ہے جنہوں نے اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (خیر من الف شہر) ہزار مہینے کے تراسی سال اور چار مہینے ہوتے ہیں اور مذکور ہے کہ پیغمبر کی امت کے لوگوں کی عمریں آپ کے روبرو پیش کی گئیں جب آپ نے ان کو ملاحظہ کیا تو ان میں کمی پائی اس لئے عمر بڑھانے کے واسطے اس کمی کے عوض میں ان لوگوں کو شب قدر عنایت کی ہے۔ اور مالک بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی کی زبانی سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جسقدر پہلی امتوں کے لوگ تھے میں نے ان کی عمروں اور اعمال نامہ کا ملاحظہ کیا جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھ سے اپنی امت کی عمر کم معلوم ہوئی۔ اور پایا گیا کہ اپنی عمر کی کمی کے سبب سے پہلی امت کے لوگوں کے عملوں کو نہیں پہنچینگے۔ اس لئے اللہ نے انکو شب قدر عطا کر دی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور مالک بن انس کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی شب قدر کی عشا کی نماز میں حاضر ہو جاوے تو وہ اس رات سے حصہ پا لیتا ہے روایت ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کی نماز کے ساتھ پڑھے تو وہ شب قدر سے اپنا حصہ ضرور حاصل کر لیتا ہے اور جو سورہ قدر پڑھتا ہے تو گویا کہ وہ قرآن کا چوتھا حصہ پڑھ لیتا ہے اور رمضان کے مہینے کے آخیر کی نماز عشاء میں سورۂ قدر پڑھنا مستحب ہے۔

شب قدر کے پوشیدہ رکھنے کا ذکر

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قطعی اور یقینی طور پر اس رات کی اطلاع کیوں نہیں دی جیسا کہ جمعہ کی رات کو صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاف طور پر اس لئے بیان نہیں کیا کہ کوئی بندہ اس پر بھروسہ نہ کرے اور اپنے دل میں یہ نہ ٹھان لے کہ ہم نے تو آج رات ایسی عبادت اور نیک عمل کئے ہیں جو ہزار مہینے سے بہتر ہیں۔ اس لئے ضرور ہی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا ہے اور خدا کی بارگاہ سے ہمیں بڑے درجے ملیں گے اور بہشت کی نعمتیں عطا ہونگی اور اس خیال میں سست نہ ہو جائے اور آرام کے ساتھ بے فکر بیٹھ رہے اگر ایسا کریگا تو اسکی دنیاوی امیدیں اس پر غلبہ پا جاوینگی اور اس کو ہلاک کر دینگی اور اللہ تعالیٰ نے ہی ایسے اپنے بندوں کو انکی عمر کے تمام ہو جانے کی ہرگز کچھ خبر نہیں دی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ اطلاع دے دیتا تو بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھتے کہ

عمر نے مجھ سے ایک حدیث سن کر تراویح پڑھی اختیار کی ہے۔ صحابیوں نے پوچھا۔ کہ وہ کونسی حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک مقام ہے۔ اس کا نام حظیرۃ القدس ہے اور وہ تو رہی نور ہے اور بیشمار فرشتے اس میں ہیں۔ وہ وہاں اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک لحظہ بھی سستی نہیں کرتے اور جب رمضان آتا ہے تو اسکی راتوں میں اپنے پروردگار سے زمین پر اترنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ انہیں اجازت عطا کی جاتی ہے۔ اور پھر وہ زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اور بنی آدم کے ساتھ ملکر نمازیں پڑھتے اور جو آدمی ان فرشتوں سے چھو جاتا ہے یا وہ جو کسی سے چھو جاتے ہیں وہ بہشت کے واسطے نیک بخت ہوجاتا ہے۔ اور وہ پھر کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اور حضرت عمرؓ نے کہتے ہیں کہ جب یہ معاملہ ہے تو ہمارے لیئے اس کا کرنا بہت مناسب اور زیادہ لائق ہے۔ اس کے بعد آپ نے سب لوگوں کو نماز تراویح کے لیئے اکٹھا کیا۔ اور ایک دستہ مقرر کیا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہ آپ ماہ رمضان کی اول رات میں گھر سے باہر آئے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا۔ تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کی قبر کو خداوند تعالیٰ روشن کرے۔ کیونکہ انہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن سے روشنی دی ہے۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ مسجدوں کے پاس سے گذرے۔ اور ان میں قندیلیں روشن ہو رہی تھیں اور لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے اس حال کو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے جس طرح ہماری مسجدوں کو روشن اور معمور کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انکی قبر کو روشن کرے۔ ایک روایت میں آیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی خدا کے گھروں میں سے ایک میں بھی قندیل روشن کرے۔ تو جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے تب تک فرشتے اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور اس کے اوپر درود بھیجتے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی تعداد ستر ہزار ہوتی ہے۔ اور ابی ذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے پیغمبر خدا کے ساتھ ماہ رمضان میں نماز ادا کی اور جب رمضان کی تئیسویں رات آئی تو خدا کے رسول صلعم اٹھ کر کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ گذر گیا۔ اور جب چوبیسویں رات آئی۔ تو اس میں آپ گھر سے نکلکر ہمارے پاس باہر تشریف نہ لائے۔ اور پچیسویں رات میں تشریف لے آئے۔ اور ہم کو نماز پڑھائی۔ یہاں تک۔ آدھی رات اسی میں بسر ہوگئی بعد میں ہم نے عرض کی۔ کہ اگر ہم اس رات میں نفل ادا کریں۔ تو ہمارے واسطے یہ ہر طرح سے بہتر ہوگا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی اس وقت تک امام کے ساتھ کھڑا رہے جب تک وہ کھڑا ہو۔ تو اسکو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ اور چھبیسویں رات میں بھی ہمیں رسول اللہ نے نماز نہ پڑھائی اور ستائیسویں رات میں بھی حضرت پیغمبر نماز میں کھڑے ہوئے اور اپنے اہل کو بھی جمع کیا اور نماز ادا کی۔ اور یہاں تک نماز میں کھڑے ہوئے۔ کہ ہمیں یہ خیال ہوا۔ کہ ہم لوگوں سے فلاح فوت ہوگئی۔ اور فلاح طعام سحری ہے جو ماہ رمضان میں آخر رات میں کھایا جاتا ہے۔

تراویح کا بیان

نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی اور قرآن کو اس میں بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ کیونکہ خدا کے رسول نے تراویح میں قرآن کو بلند آواز سے ہی پڑھا ہے اور رمضان کی اس رات سے نماز تراویح کی ابتدا کرے جس میں چاند دیکھے کیونکہ یہ رات رمضان میں داخل ہے۔ اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی نماز تراویح پہلی رات سے ہی پڑھی ہے۔ اور نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ اور ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے۔ اور تراویح پانچ ہیں۔ اور ان میں سے ہر چار کو ترویحہ کہتے ہیں اور چاہے کوئی اکیلا پڑھے اور چاہے امام کے ساتھ ہر دو رکعتوں میں نیت کرے۔ یعنی یہ کہے کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھتا ہوں۔ اور مستحب ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی رات میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ علق پڑھے اور سورہ علق یہ ہے اقرا باسم ربک الذی خلق الخ" اور ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبل کے نزدیک قرآن کی پہلی آیت یہی نازل ہوئی ہے اور باقی سب اماموں کا قول بھی یہی ہے۔ اور جب یہ سورہ پڑھ چکے تو اسکے بعد سجدہ کرے اور سجدہ سے اٹھ کر

سب رخصت ہو کر چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے بھی اسے ایسے مکان پر چلے جاتے ہیں اور جب اپنے مقام
پر پہنچتے ہیں تو وہاں کے رہنے والے ان سے کہتے ہیں کہ تم کہاں گئے تھے یہ انہیں ایسا ہی جواب دیتے ہیں جیسے کہ پہلے آسمان
والوں کو دیا تھا یہ سنتے ہی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک خوش ہوتے ہیں کہ انکی
خوشی کی آواز جنت الماویٰ میں جا پہنچتی ہے اور جنت عدن میں جاتی ہے اور فردوس بریں میں سنائی دیتی ہے۔ اور
خدا تعالیٰ کا عرش اسکو سنتا ہے اور خدا کا عرش اس نعمت کے عوض میں جو محمدؐ کی امت کو عطا ہوئی ہے۔ خدا کی تسبیح
اور تہلیل پڑھتا ہے اور اسکی حمد اور ثنا بیان کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ عرش سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے
کہ تو نے ایسی آواز کیوں بلند کی ہے۔ وہ جواب میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے اللہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ محمدؐ کی امت کے
نیکوکاروں کو تو قیامت کے دن بخش دیگا اور بدکاروں کے حق میں جو وہ سفارش کرینگے اسے قبول کریگا۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے میرے عرش تو سچ کہتا ہے محمدؐ کی امت کے واسطے میرے پاس بے شمار خلعت ہیں اور ان کے عطا کرنے کے
لئے ایسی چیزیں ہیں کہ نہ تو انہیں کسی کی آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ کسی کے کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں انکا
خیال آیا ہے اور فرماتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل شب قدر میں آسمان سے نازل ہوتے ہیں تو ہر ایک مسلمان کو سلام
کہتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور اسکی نشانی یہ ہے کہ اسوقت انسان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور آدمی کا
دل بھی نرمی اختیار کر لیتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول اپنی امت
کے فکر سے بہت غم میں رہتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد نہ تو کوئی غم اور رنج کر میں تیری امت کو دنیا سے
اس وقت تک نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ انہیں پیغمبروں کے درجے نہ دے لوں۔ اور انہیں [illegible] نبیوں کے
پاس تو فرشتے وحی اور پیغام لاتے تھے اور تیری امت کے لوگوں پر شب قدر میں فرشتوں کو بھیجتا ہوں۔

شب قدر کی علامت کا ذکر

اس رات کے پہچاننے کے واسطے یہ علامت ہے کہ نہ تو اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور کہتے ہیں کہ اس میں
کتوں کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔ اور اس رات کی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس میں کچھ
روشنائی نہیں ہے اور وہ ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ طشت ہوتا ہے اور اس رات کی عجائبات باتیں ان لوگوں پر ظاہر ہوتی
ہیں اہل دل اہل طاعت۔ اہل ولایت اور جنکو خدا دکھلانا چاہتا ہے اور ہر ایک کو اسکے اندازے اور حال اور مرتبہ
اور قرب کے موافق نصیب ہوتی ہیں۔

نماز تراویح

پیغمبرؐ نے ایک رات ہی تراویح کی نماز پڑھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ دو رات اور بعض یہ کہتے ہیں کہ تین رات
نماز تراویح پڑھی ہے اور پھر پیغمبر خدا اصحابوں کے پاس تشریف نہ لائے حالانکہ وہ آپ کے منتظر تھے اور اسکے بعد آپ نے
فرمایا کہ اگر میں اس وقت نکل آتا تو تم لوگوں پر تراویح کی نماز فرض ہو جاتی پس حضرت عمرؓ کی خلافت کے دنوں میں ماہ رمضان
کا سارا مہینہ نماز تراویح پڑھی گئی اسی واسطے یہ نماز انہیں کی طرف منسوب ہوئی۔ اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا
ماہ رمضان کی رات میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور دوسرے آدمیوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اور دوسری رات اس
قدر لوگ مسجد میں جمع ہوئے کہ مسجد کا صحن تنگ ہو گیا مگر پیغمبر خدا نہ نکلے اور صبح کی نماز کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور
اصحابوں سے فرمایا کہ رات کے تمہارے جمع ہونے کا حال تو مجھے معلوم تھا لیکن اس خوف سے باہر نہ نکلا کہ یہ نماز بھی تم پر فرض
نہ ہو جائے۔ اور پھر تم اسکے ادا کرنے میں عاجز ہو۔ عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر لوگوں کو یہ ترغیب دیا کرتے تھے کہ رمضان
کی راتوں میں قیام کریں۔ مگر اس پر قصداً ہمیشگی کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اور جب آپ وفات پاگئے تو آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ
کی خلافت کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کے زمانے کے شروع تک یہی حال رہا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ حضرت

اور اگر تو سوتا ہے تو خداوند تعالیٰ کی رضا کے ساتھ تیرے اوپر سلام ہے اور اگر تو قبر میں پڑا ہوا ہے۔ تو رحمت اور راحت
کے ساتھ تجھ پر سلام ہے۔ اور یہ سب کچھ خداوند تعالیٰ کے فرمانے کے موافق ہی خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (ہر چیز سے
سلام ہے) اور بعض کا قول ہے۔ کہ فرشتے ان لوگوں پر ہی سلام بھیجتے ہیں۔ جو اہل طاعت ہوتے ہیں اور گناہگار
لوگوں پر نہیں بھیجتے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو ظالم ہوتے ہیں اور بعض حرام خور ہوتے ہیں۔ اور بعض قاطع رحم ہوتے
ہیں۔ اور بعض محض چغل خور ہوتے ہیں۔ اور بعض یتیموں کا مال کھاتے ہیں اور اس میں پس ایسے لوگوں کو فرشتوں کے سلام
سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اور آدمی کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ایسے مہینہ کو اپنے ہاتھ
سے کھو دے کہ جس کے اول میں تو رحمت ہے اور اس کے درمیان مغفرت ہے۔ اور اس کے آخر میں دوزخ کی آگ
سے آزادی نصیب ہوتی ہے اور عاصیوں کے خدا اور فرشتوں کے سلام سے محروم رہے۔ یہ اس واسطے کہ تو رحمان سے
دور ہو گیا ہے۔ اور ان لوگوں میں شامل ہوا ہے۔ جو نافرمان اور سرکش ہیں اور شیطان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں
اور ان لوگوں کے ساتھی ہیں جو دوزخ کے راستے میں جا رہے ہیں۔ اور ان سے کوسوں دور ہیں۔ جو بہشت کے
راستے چلتے ہیں اور تو ایسے عالیشان سلطان کی طاعت سے دور ہو گیا ہے جس کی قدرت کے ہاتھ میں ضرر پہنچانا اور احسان
کرنا ہے۔ فرمایا ہے (تذل من تشاء وتعز من تشاء) جس کو چاہتا ہے اسکو عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے۔ اس کو
ذلیل کرتا ہے بس ماہ رمضان خدا تعالیٰ کا مہینہ ہے اور ان لوگوں کا مہینہ ہے جو اہل وفا ہیں اور خدا کا ذکر کرنے والے
ہیں اور صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں۔ اور اگر یہ مہینہ تیرے دل کی درستی نہ کریگا۔ اور خداوند کریم کے گناہوں سے
تجھ کو نہ بچا سکا۔ اور جو اہل معصیت اور گنہگار ہیں۔ ان سے تجھ کو نہ رکھیگا تو پھر اور کونسی چیز تم کو بچائیگی اور اس سے بہتر
کونسی بات تجھ میں تاثیر ڈالیگی اس صورت میں تجھ سے کسی نیکی کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ اور نہ ہی تجھ سے کوئی بہتری
باقی رہتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نہ ہی تیری خلاصی کی کوئی صورت ہے۔ اے مسکین اور غریب بھائیو ! اس کو ضرور ہونا چاہیئے
بلا کی میت نازل ہو چکی ہے) جواب غفلت سے سر اٹھاؤ اور آنکھیں کھولو اور جو تم کو نعمت عطا ہوا ہے اور پہنچائی گئی ہے اس پر غور و فکر
کرو اور جو لغو باتیں رہ گئے ہیں۔ ان میں اپنے گناہوں سے دعا کرو اور استغفار پڑھو اور خدا تعالیٰ سے جو بڑا کارساز ہے آمرزش
مانگو اور اسکی اطاعت کرو۔ ممکن ہے کہ ان لوگوں پر خداوند تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت نازل ہونے والی ہے تم بھی ان میں
ہی ہو جاؤ۔ اور رمضان شریف کو جو کہ اب اترا جا رہا ہے آنسو بہاتے ہوئے زاری سے رخصت کرو۔ اور اپنے نفسوں کی نگاہ
پر افسوس جانے کا لو اور اونچی اونچی آواز سے روؤ کیونکہ آئندہ سال کو رمضان کی ملاقات ہونی شبہ میں ہے۔ بہت سے
روزہ رکھنے والے ایسے ہونگے۔ کہ پھر وہ اس کو کبھی نہیں دیکھینگے۔ اور بہت سے قیام کرنے والے ہیں۔ جن کو پھر رمضان میں
قیام نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو لوگ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو ایسے عمل کا اجر عمل کرنے کے بعد ملتا ہے پس کیا ہی بہتر ہو
کہ ہم کو یہ معلوم ہو۔ کہ بارگاہ ایزدی میں ہمارے روزے اور ہماری عبادت قبول ہو گئی ہے۔ تاکہ اسکو اٹھا کر ہمارے منہ پر
مار دیا ہے یعنی وہ مردود اور رد کی گئی ہے۔ اور ہم کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ فلاں خوش نصیب آدمی کا عمل ہم سے مقبول ہو گیا ہے۔
تاکہ ہم ہی اسکو مبارکباد دیں اور ویسا ہی کرتے اور جس بدنصیب کی یہ خبر ملتی۔ کہ اس کا عمل مردود ہوا ہے۔ اس کی تعزیت
کرتے اور اس کے عمل سے پرہیز رکھتے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کا روزہ بھوک
اور پیاس ہی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور بہت سے قیام کرنے والے ہیں۔ کہ ان کو اپنے قیام سے صرف جاگنا
ہی نصیب ہوتا ہے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اے ماہ رمضان تیرے اوپر سلام ہووے اے ماہ قیام تیرے اوپر سلام ہو۔ اے ماہ ایمان
تیرے اوپر سلام ہو۔ اے ماہ قرآن تیرے اوپر سلام ہو۔ اے نوروں کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے
مغفرت اور آمرزش کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے مہینے کہ تجھ میں بہشت کے درجے حاصل ہوتے ہیں۔ اور دوزخ کی
عذابوں سے رستگاری ملتی ہے تیرے اوپر سلام ہو۔ اور توبہ کرنے والوں کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اور عارفوں اور

سورہ بقر پڑھے اور امام کے واسطے تمام قرآن پڑھنا مستحب ہے تاکہ سب لوگ اس کو سنیں اور امر اور نواہی اور وعید اور نصائح اور پھر اور تو بیخ جہاں وارد ہو وہاں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ سامعین خوب سمجھتے جائیں۔ اور اس قدر پڑھنا مستحب نہیں ہے کہ ایک ختم سے زیادہ ہو جائے۔ اور پیچھے والوں کو دشوار گذرے۔ اور ان کو ملال اور تنگی لاحق ہو۔ اور جماعت میں داخل ہونے سے کراہت کریں۔ اور جب جماعت میں کھڑا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ تو اس سے اجر عظیم اور بزرگ ثواب جاتا رہتا ہے۔ اور اس کا باعث امام صاحب ہی ہوتے ہیں اس کا گناہ بڑا ہوگا اور وہ گناہگاروں میں سے ہو جاویگا محروم نے معاذ سے فرمایا تھا۔ اے معاذ کیا تو فتنہ ڈالنے والا ہے۔ اور آپ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب کہ معاذ نے ایک قوم کے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی۔ اور قرات کو لمبا کیا تھا اور ایک آدمی نے تنگ آکر اپنی نماز توڑدی۔ اور جماعت سے الگ ہو کر اکیلے نماز پڑھ لی اور پیغمبر ﷺ کے حضور میں اس کی شکایت ہوئی۔ اور مستحب ہے کہ وتر کی نماز تراویح کے بعد پڑھے۔ اور پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ کافرون پڑھے۔ اور تیسری میں سورہ اخلاص کیونکہ پیغمبر خدا اسی طرح ہی پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی تراویح کے درمیان نفل پڑھے تو یہ مکروہ ہیں۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ دو مسجدوں میں تراویح پڑھے۔ اور ایک روایت کے رو سے یہ بھی مکروہ ہے کہ تراویح کے بعد نفلوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ کیونکہ یہ تعقیب ہے۔ اور امام احمد حنبل کے نزدیک تعقیب مکروہ ہے انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے۔ اور ان کا یہ دستور تھا کہ تھوڑا سا سو جاتے تھے اور پھر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور جس قدر چاہتے تھے۔ وہاں تک نماز تہجد میں مشغول رہتے تھے۔ اور پھر خوابگاہ کی طرف چلے جاتے تھے۔ اور رات کے اس اٹھنے کا ذکر خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے (رات کا اٹھنا سب سخت ہے نفس کشی کے لئے اور بہت قوی راستہ ہے) اور ایک دوسری روایت میں ملتا ہے۔ کہ اگر تراویح کے بعد کوئی جماعت کے ساتھ نماز نفل پڑھے تو وہ جائز ہے مکروہ نہیں۔ لیکن اس میں دیر کرے کیونکہ حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تم آخر رات کی نماز کو چھوڑتے ہو۔ جب تم سو جاتے ہو وہ مجھ کو بہت پیارا ہے جب تم جاگے ہو۔

شب قدر اور ماہ رمضان کے خاتمہ کا بیان

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ شب قدر میں روح یعنی جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے اترتے ہیں۔ اور فجر تک سرشار ہوتے ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام ان کا امیر ہوتا ہے اور جبرائیل ان آدمیوں پر جو بیٹھے ہوں اور فرشتے ان پر جو سوتے ہوں سلام دیتے ہیں مگر خداوند تعالیٰ ان پر سلام دیتا ہے جو کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ اپنے ان مومن بندوں پر سلام بھیجتا ہے جو اہل بہشت کے لئے اہل اللہ نے فرمایا ہے۔ پروردگار مہربان کی طرف سے سلام ہوا پس جب اللہ نے اہل بہشت پر سلام بھیجا ہے تو لازم ہے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے ان بندوں پر سلام بھیجے جو پاک ہوں۔ اور اس کی عبادت اور اطاعت میں مصروف مگر یہ سلام ان لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ جن کے واسطے خداوند تعالیٰ نے اول روز میں ہی نیکی اور سبقت لکھدی ہے۔ ان لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے آپ ہی آخرت کی سعادت اور عنایت سے سرفراز اور سربلند کردیا ہے۔ یہ لوگ مخلوق سے جدا ہو گئے ہیں اور ایسے پروردگار کے ساتھ باقی ہیں۔ اور اس سے آرام پاتے ہیں۔ غرض جب شب قدر آتی ہے۔ تو اس میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہتی۔ جہاں ایک نہ ایک فرشتہ موجود نہ ہو۔ کوئی تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور کوئی سجدہ میں دعا کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ سب فرشتے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ مگر گرجوں یا یہودیوں کی پرستش کی جگہ یا آتشکدہ یا بت پرستوں کا استھان یا ناپاک جگہ میں فرشتے نہیں آتے۔ غرض سب فرشتے مومن لوگوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں رات بھر دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام سب کو سلام پہنچاتے ہیں۔ اور ہر ایک سے مصافحہ کرتے ہیں اور زبان سے بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر تو طاعت میں ہے تو تیرے اوپر سلام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ تیری عبادت قبول ہوئی۔ اور تجھ پر احسان کیا گیا۔ اور اگر تو معصیت میں ہے تو اس صورت میں امرش کی دعا کے ساتھ تیرے اوپر سلام ہے

عید کا بیان

عید کا نام اس واسطے عید ہوا۔ کہ اس میں اپنے بندوں کو خداوند کریم نئے سرے سے خوشی اور سرور بخشتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس دن کو عید اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو احسان کا فائدہ پہنچتا ہے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اس دن بندے گڑگڑانے اور رونے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت اور بخشش نازل کرتا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اس دن بندے اپنی اصلی طہارت کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ جب خدا کی طاعت اور عبادت سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو پھر رسول خدا کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور فرض ادا کرکے سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور جب رمضان کے روزے رکھ چکتے ہیں۔ تو پھر شوال کے چھ روزے رکھنے کی باری آتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس دن کو عید اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس دن مومنوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے گناہ معاف ہوئے اور اب تم اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جاؤ۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ اس دن کا نام عید اس واسطے رکھا ہے کہ اس دن میں ثواب عطا ہوتا ہے عملوں کی جزا ملتی ہے۔ انعام اور عطا کی زیادتی ہوتی ہے۔ غلام اور لونڈیوں کو آزاد کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جو نیک ہوں چاہے دُو دو رونق بڑھاتا ہے۔ انہیں توبہ کی توفیق دیتا ہے گناہ سے خدا کی طرف بازگشت کرتے ہیں۔ اور آمرزش کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں خوشی اور خرمی کا باعث ہیں۔ اور وہب ابن منبہ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند کریم نے بہشت کو عید فطر کے دن پیدا کیا ہے اور طوبیٰ کا درخت بھی عید کے دن ہی بہشت میں لگایا گیا ہے اور جبرائیلؑ کو بھی عید کے دن ہی وحی پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور فرعون کے ساحروں کو جو ہدایت کا نور عطا ہوا۔ تو وہ بھی عید کے دن عطا ہوا۔ روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ عید فطر کے دن جب لوگ نماز پڑھنے کیلئے عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم نے میرے واسطے روزہ رکھا ہے اور میرے واسطے ہی تم نے نماز پڑھی ہے اب تم تو آمرزش کی خلعت لیکر رخصت ہو جاؤ۔ اور انس رض کہتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ عید فطر کی رات کو جن لوگوں نے روزے رکھے ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ تمام نعمتیں بخشتا ہے۔ اور پورا اجر عطا کرتا ہے۔ اور عید کے دن کی صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ تم زمین پر جاؤ۔ وہ حکم کے موافق زمین پر اُترتے ہیں۔ اور رستوں پر اور تمام گلیوں اور چوراہوں اور بازاروں میں بڑی اونچی آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ اس کو تمام مخلوق سوائے جن اور انسان کے سن لیتی ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے محمدؐ کی اُمت تم اپنے پروردگار کی طرف نکلو کہ وہ تمہاری کم قیمت طاعت کے عوض میں تمہیں بہت بڑی عطاء فرمانے کو ہے۔ اور کبیرہ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پس جب آدمی نماز کے واسطے نکلتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ تو اُس وقت اللہ تعالیٰ بندوں کی تمام حاجت اور مراد پُوری کر دیتا ہے اور جو سوال کرتے ہیں ہر ایک قبول ہو جاتا ہے۔ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا سب معاف کئے جاتے ہیں۔ اور پھر وہ بخشے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ اور ابن عباس رض کہتے ہیں۔ کہ شب فطر کا نام شب جائزہ ہے اور عید کے دن کی صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ہر ولایت میں پھیل جاؤ۔ اس لئے سب فرشتے اپنی زمین کی طرف اتر آتے ہیں۔ اور فرمانِ ایزدی کے موافق ہر ایک گلی اور ہر ایک کوچہ میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں جس کو انسان اور جنوں کے سوا باقی سب مخلوقات سن لیتی ہے اور پکار کر یہ کہتے ہیں۔ کہ اے محمدؐ کی اُمت تم اپنے پروردگار کی طرف نکلو۔ وہ کریم اور کارساز تمہیں بہت بڑا ثواب دینے کو ہے اور تمہارے کبیرہ گناہوں کو بھی بخشدیگا۔ پس جب سب لوگ نماز عید کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ میرے فرشتو وہ جواب میں عرض کرتے ہیں۔ کہ حکم کے بجا لانے کے

مجتہدوں کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے امان کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ کیونکہ تو گنہگار کو گنہگاری سے روکتا ہے اور عبادت کرنے والوں اور پرہیزگار لوگوں کا مونس اور انیس ہے۔ روشن قندیلوں اور روشن چراغوں پر سلام ہو۔ بیدار آنکھوں اور جاری آنسوؤں پر سلام ہو۔ اور تیرے محرابوں پر سلام ہو۔ آنسوؤں کے قطروں اور سوختہ دلوں کی آتش بار آہ پر سلام ہو۔ اے اللہ ہم کو ان لوگوں میں سے شامل کر جن کے تمام روزے تو نے قبول کر لئے ہیں۔ اور انکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ اور اپنی کامل رحمت سے ان کو بہشت بریں میں داخل کیا ہے اور ان کے درجے بڑھائے ہیں۔ یا ارحم الراحمین ۰

عید فطر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو شخص پاک ہوا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی بیشک اس نے نجات پائی اور خدا کے اس قول کی تفسیر (قد افلح) دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ فلاح سے مراد بہشت میں پہنچنا ہے اور آخرت میں آگ سے بچنا ہے۔ اور دنیا میں اسکی بلاؤں سے رہائی پانی اور دوسری یہ کہ دنیا میں اللہ کی توفیق سے اسکی فرمانبرداری کے سبب برکت اور نیک بختی کا حاصل ہونا اور آخرت میں جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قد افلح المومنون" یعنے مومنوں کو رستگاری اور سعادت ابدی حاصل ہوئی۔ اور اسی طرح فرمایا ہے "قد افلح من تزکی" جو پاک ہوا اس نے خلاصی پائی۔ اور پاک ہونے سے یہ مقصود ہے۔ کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے۔ اپنے نفس کو بچائے رکھا ہے۔ گناہوں سے پرہیز کیا ہے۔ پس ان لوگوں کے واسطے تو نجات ہے۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے۔ ان کے واسطے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں۔ انہیں کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے گنہگار رستگار نہیں ہوتے یعنی ان کو فلاح اور نیکبختی نصیب نہیں ہوتی۔ اور خدا کے اس قول (من تزکی) کی تفسیر میں بعضوں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس تو اسکے معنے یہ کرتے ہیں کہ پاک ہو بیٹھنے سے مقصود شرک سے پاک ہونا ہے۔ یعنی جو ایمان کے سبب شرک سے پاک رہا اور حسن نے یہ کہا ہے۔ کہ اس کے معنی یہ ہیں۔ جو آدمی صالح ہو اور اس نے نیک کام کئے اور ان میں ترقی کرتا رہا۔ ابو جعفر کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد تمام مالوں کی زکوٰۃ دینی ہے۔ اور قتادہ اور عطا کہتے ہیں کہ اس سے صرف فطر کی زکوٰۃ مقصود ہے۔ دوسری زکوٰتیں اس میں شامل نہیں اور خدا کے اس قول میں بھی (وذکر اسم ربہ فصلی) مفسروں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس یہ کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ انسان خدا کو واحد جانے اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا رہے اور ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ اسکے معنی ہیں اپنے پروردگار کا نام تکبیر سے یاد کرے اور عیدگاہ میں جاکر نماز پڑھے۔ اور وکیع بن جراح کہتا ہے۔ کہ ماہ رمضان کے لئے صدقۂ فطر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز میں سہو کا سجدہ ہے اور پیغمبر خدا نے روزہ دار کے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے صدقۂ فطر فرض کیا پس گویا اگر کوئی ماہ رمضان میں گناہ کرے یا کسی قسم کا نقصان سرزد ہو تو یہ صدقہ اس کا جبر کرتا ہے لغو گناہ سے اور لعو۔ فحش۔ جھوٹ۔ غیبت۔ سخن چینی اور مشتبہ چیز کے کھانے اور پینے اور خوبصورت عورتوں کی طرف نظر کرنے سے جو نقصان یا گناہ وارد ہوتا ہے یہ صدقہ اس کا بدلہ ہے۔ اور روزے کو کامل کرتا ہے۔ یہ روزے کی ایسی اصلاح کرتا ہے جیسی کہ توبہ اور استغفار گناہوں کی مصلح ہے۔ اور جس طرح نماز میں شیطان کے بہکانے سے نقص آتا ہے اور سجدہ سہو اسکی تلافی کرتا ہے۔ اور شیطان شرمندہ اور خوار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی اس کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح روزے میں شیطان کے بہکانے سے روزہ میں جو گناہ اور بیہودہ گوئی ہوتی ہے۔ صدقۂ فطر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مافات کی تلافی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمان بھائیوں کو شیطان کے مکر اور فریب سے بچائے۔ اور دنیا کی آفت اور اس کی بلاؤں سے اور شیطان کا شکار ہونے سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے احسان اور اپنی رحمت سے اسی رحمت اور بخشش کی طرف تاکی اور رہنمائی کے ساتھ اس فانی دنیا سے ہم اٹھائے جائیں۔ آمین یا رب العالمین ٭

جب آفتاب کی حرارت تیز ہوئی۔ تو اس سے پارہ رواں ہوا۔ اور اس کے رواں ہوتے ساتھ ہی جادوگروں کی لاٹھیاں جو رسیوں میں لپٹی ہوئی تھیں دوڑ پڑیں۔ جب لوگوں نے یہ حال دیکھا۔ تو ان کو یہ گمان ہوا۔ کہ یہ تو سانپ دوڑتے جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے جب اپنی قوم کو خوف زدہ دیکھا۔ اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ جادوگروں کی اس چالاکی کو میری قوم کے لوگوں نے سچ مان لیا ہے۔ اور ان کا ایمان ناقص ہو گیا ہے۔ تو انہیں خوف ہوا۔ کہ کہیں یہ مرتد ہو جاویں۔ مگر اس خوف کو آپ نے اپنی قوم سے چھپایا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ تو اپنے عصا کو زمین پر پھینک دے۔ فرمان الٰہی کے موافق موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا۔ اور وہ زمین پر گرتے ہی اونٹ کے برابر ایک بڑا اژدہا اور آتش فشاں اژدہا بن گیا اور اس نے جادوگروں کے جادو پر ناگہانی حملہ کیا۔ اور انکی لاٹھیاں اور رسیاں جو کچھ اُسکے سامنے آیا سب کو نگل گیا۔ اور پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ یہاں تک کہ جیسا تھا۔ ویسا ہی رہا۔ پیٹ ذرا بھی نہ پھولا۔ اور اسکی حرکت میں کوئی نقصان نہ آیا۔ یہ حرکت دیکھ کر جادوگر ڈر گئے۔ اور موسیٰؑ کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ ان جادوگروں کا سردار شمعون تھا۔ وہ سردار مع تمام اپنی قوم کے بڑی عاجزی سے پیش آیا۔ اور عرض کی کہ ہم سب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے۔ اس کے بعد اس اژدہے نے فرعون اور اسکے لشکر کی طرف رخ کیا۔ وہ دیکھتے ہی ایسے بھاگے کہ انہوں نے لوٹ کر پیچھے تک نظر نہ کی۔ اور ایسے بے سر و پا ہو کر بھاگے کہ پچاس ہزار آدمی کچل کر ہی مر گئے۔ یہ قصہ کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ تیسری عید حضرت عیسیٰؑ اور اس کی قوم کی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ہمارے پروردگار آسمان سے ہمارے اوپر ایک خوان بھیج جو اول سے آخر تک ہمارے لوگوں کے لئے عید اور تیری نشانی ہو۔ اس درخواست کی وجہ یہ تھی کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا تھا۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر تو خدا سے درخواست کرے کہ وہ آسمان سے ہمارے واسطے ایک خوان بھیجے تو وہ تجھے عنایت کر دیگا۔ حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا۔ کہ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ اور یہ بلا نہ مانگو۔ اگر آسمان سے خوان نازل ہو گیا اور تم نے اس کو جھوٹ جانا۔ تو اس سے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ ہمیں بھوک ستا رہی ہے۔ ہم کھانا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے دل آرام اور تسلی پائیں۔ اور جب ہماری اس خواہش کی تصدیق ہو گی۔ تو اس سے ہمارے دین میں اور بھی زیادتی ہو گی۔ اور ہم یقین کرینگے۔ کہ تو سچا نبی اور رسول ہے جب ہم بنی اسرائیل کی طرف جائینگے تو ہم گواہی دینگے۔ کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا خوان عنایت ہوا۔ حواری وہ لوگ تھے۔ کہ جب حضرت عیسیٰؑ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تو وہ آپ پر ایمان لائے۔ یہ لوگ بیت المقدس میں رہا کرتے تھے اور کپڑے دھویا کرتے تھے۔ اور عبرانی زبان میں حواری دھوبیوں کو کہتے ہیں اور یہ بارہ آدمی تھے۔ جب حضرت عیسیٰؑ ان کے پاس گئے۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ کون تم میں سے میرا مددگار ہے اللہ کے واسطے تاکہ میں کفار اور گنہگاروں کو ہدایت کروں۔ تو انہوں نے اپنی ارادت ظاہر کی اسلئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت کی اور ان کے پاس خداوند تعالیٰ کی توحید بیان کی۔ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مدد دینے کا اقرار کیا اور کپڑے دھونے کا کام چھوڑ کر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہو گئے۔ اور جہاں آپ جاتے تھے۔ وہیں ساتھ ساتھ یہ بھی پھرتے رہتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے جو عجائب امور اور معجزے صادر ہوتے تھے۔ انہیں دیکھتے رہتے تھے۔ اور جب بھوکے ہوتے تھے۔ تو اس وقت کھانے کی خواہش کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ اور زمین سے دو دو روٹیاں اٹھا کر ہر ایک کو دیدیا کرتے تھے۔ اور اسی قدر اپنے واسطے بھی لے لیتے تھے۔ اور جبرائیلؑ ان کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ان کو عجائبات دکھلاتے اور اُن کی تائید اور مدد کرتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی قدرت ایزدی کے ویسے ہی عجائبات دکھلایا کرتے تھے۔ مگر ان میں کوئی اثر نہیں ہوتا تھا بلکہ یقین اور تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ اور پہلے سے بھی دوری اور جدائی زیادہ ہو جاتی تھی۔ ایک دن حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچ ہزار آدمی تھے۔

واسطے ہم سب حاضر ہیں۔ ہماری کمریں کسی ہوئی ہیں۔ اور بالکل تیار کھڑے ہیں جو ارشاد ہو وہ ہم بجا لائینگے۔ خداوند
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس مزدور نے اپنا کام پورا کیا ہو اس کی کیا مزدوری ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے
پروردگار۔ اے ہمارے سردار۔ اے ہمارے مولا اس کی مزدوری کا پورا اجر اس کو عطا کر۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ اے فرشتو تم گواہ رہنا ان لوگوں نے جو روزے رکھے اور نمازیں پڑھی ہیں۔ ان کے عوض میں انہیں میں نے اپنی
رضامندی اور مغفرت عطا کر دی۔ اسکے بعد اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ اے میرے بندو تم مجھ سے کچھ مانگ لو اور
مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے۔ کہ جو شخص تم میں سے دنیا اور آخرت کے واسطے کوئی چیز مانگیگا میں وہ اسے عطا
کرونگا۔ اور تمہارے عیبوں اور تمہاری لغزشوں کو چھپا دونگا۔ کیونکہ تم ہمیشہ میرے حکم پر عمل کرتے رہے ہو اور جن
لوگوں پر حدیں واجب ہوئی ہیں۔ ان میں تم کو ذلیل اور خوار نہیں کرونگا۔ میں تمہیں ایسی حالت میں رخصت کرتا
ہوں۔ کہ جس میں تم بخشے گئے ہو۔ تم نے مجھ کو راضی کیا اور میں تم سے راضی ہوا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرشتے
اس کو سن کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے جو کچھ امت کو مرحمت فرمایا ہے ہر ایک کو اس کی خوشخبری
سناتے ہیں ٭

عیدوں کی تفصیل

قوموں کی چار عیدیں ہیں ایک حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی عید۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ پس ابراہیمؑ نے ستاروں
کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں بیمار ہوں اس صورت سے کہ عید کے دن ابراہیمؑ کی قوم عیدگاہوں میں جانے کو تھی اور
ابراہیم علیہ السلام نے اس دن یہ بہانا کیا کہ میں بیمار ہوں۔ اور اس بہانے سے ان کے ساتھ نہ گیا۔ اور اسکی وجہ یہ
تھی۔ کہ وہ لوگ آپ کے دین میں نہ تھے۔ اور جب وہ سب باہر چلے گئے۔ تو پیچھے سے آپ نے ایک کلہاڑا ہاتھ
میں لیا۔ اور بُت خانے میں جا کر ان کے سب بُت توڑ ڈالے اور جو سب سے بڑا بت تھا اُس کی گردن کلہاڑا رکھ
دیا۔ جب لوگ عیدگاہوں سے واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ سب بت ٹوٹے پڑے ہیں۔ اور بڑے
بت کے کندھوں پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے معبودوں کا ایسا حال
کس نے کیا۔ (ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ جس بت کے کندھے پر کلہاڑا ہے۔ اُس نے توڑے ہونگے اُنہوں نے
کہا۔ کہ یہ کیونکر توڑ سکتا ہے یہ تو بے جان ہے۔ ابراہیمؑ نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ جب اس بت کو اتنی طاقت نہیں
ہے۔ تو وہ تمہاری حاجتوں اور ضرورتوں کو کیونکر پورا کر سکتا ہے جیسا انہیں توڑنے کی طاقت نہیں رکھتا
اسی طرح تمہیں بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا) یہ جواب سنکر اس قوم کے لوگ خاموش ہو گئے۔ اور پروردگار عالم کی
وحدانیت کا اقرار کیا جب قوم کے لوگوں نے حقیقی خدا کو چھوڑ کر اور چیزوں کو خدا مانا۔ تو اس سے ابراہیمؑ کو غیرت
آئی۔ اور غصے میں آکر ان بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ پس یہ کام اُنہوں نے اپنے پروردگار
کی دوستی کے واسطے کیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنی دوستی سے سرفراز کیا۔ اور ان کے ہاتھ سے مُردہ
جانوروں کو زندگی بخشی۔ اور ان کی نسل سے نبی اور رسول پیدا کئے۔ یہاں تک کہ انہیں محمدؐ کے باپ ہونے کا فخر
دیا جو تمام مخلوقات سے بہتر ہیں۔ اور دوسری عید قوم موسیٰ کی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (تمہارے وعدے
کا وقت زینت کا دن ہے) اور اس کو زینت کا دن اس واسطے کہا ہے۔ کہ اس میں فرعون اور فرعون کی قوم کو ہلاک کیا
تھا جو موسیٰ اور اس کی قوم کے لئے خوشی کا باعث تھا۔ اور اسی واسطے یہ دن ان کے لئے عید کا مقرر ہوا ہے۔ فرعون اور
اس کی قوم کے ساتھ بہت ساحر نکلے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ستر تھے۔ اور ان کے پاس سات سو عصا اور رسیاں
تھیں۔ اور ان عصاؤں میں پارہ بھرا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ اس نظارے کے لئے جمع تھے۔ یہاں تک کہ ایک بڑا
ہجوم تھا۔ آفتاب کی تپش سے گرمی کی شدت تھی۔ اور لوگ اس میں کھڑے ہو کر قدرت الٰہی کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

کی ہے اور اس کے باعث سے وہ آپس میں مہربانی کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر رحم فرماتے ہیں۔ اور ننانوے
خدا تعالیٰ کے پاس ہیں۔ ان سب کو قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں
ہے۔ کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ ایک بڑا فرش بچھائیگا۔ اور اول سے آخر تک جتنے گنہگار ہیں۔ ان سب
کو اکٹھا کرے گا۔ اور باوجود اسکے وہ فرش پُر نہیں ہوگا خالی رہیگا۔ اور اس خالی جگہ میں ابلیس اپنے ہاتھوں
کو دیکھیگا۔ کیونکہ وہ اس خالی جگہ کو اپنا حصہ سمجھیگا۔ پس ہر ایک دانا آدمی کو خدا کی رحمت پر بالکل تکیہ نہیں کرنا چاہیئے اور
بے خوف بھی نہ ہو جائے۔ اگر بخشش کی امید اس پر غلبہ کر جائیگی تو اس سے وہ ہلاک ہو جائیگا۔ کوشش کرکے فرائض ادا
کرے۔ اور اس کے امروں کو بجا لائے۔ جو چیزیں منع کی گئی ہیں ان سے باز رہے۔ اور اپنے سارے کام خدا کے سپرد
کرے۔ اور اسکی درگاہ میں توبہ اور استغفار کرے۔ اور اس سے ہمیشہ ڈرتا رہے۔ اور اس قدر اور اتنا زیادہ بھی خوف
نہ کرے۔ کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہو جائے اور اتنا نڈر بھی نہ ہو جائے۔ کہ اپنا جیسا چاہے ویسا حرامکاری اختیار کرے۔ اور حکم کو
دے۔ بلکہ ان دونوں میں ایک درمیانی راستہ اختیار کرے۔ جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ مسلمان کو خوف اور امید
برابر رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر ان کو تولا جائے۔ تو ان دونوں کے پلڑے برابر رہیں۔ اور خوف اور امید کو اس طرح برابر
جیسا کہ پرندے کے دونوں بازو برابر ہوتے ہیں اگر پرندہ کا بازو ایک ہی ہو یا کسی میں نقص ہو تو وہ اڑ نہیں
اور چوتھی عید محمدؐ کی امت کی ہے۔ اور اس کا بیان پہلی مجلس میں ہو چکا ہے ✚

مومن اور کافر آدمی کی عید

مومن اور کافر دونوں عید میں شریک ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے عید ہے۔ مومن کی عید تو خداوند تعالیٰ کا راضی کرنا ہے
اور کافر کی عید شیطان کا راضی کرنا ہے اور جب مومن عیدگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اسکے سر پر ہدایت کا تاج ہوتا ہے
اور اس کی آنکھوں میں عبرت اور فکر کی علامت پائی جاتی ہے اور اسکے کانوں میں حق بات کے سننے کی طاقت رکھتا
اور خدا کی توحید میں اسکی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہوتا ہے۔ اور اسکے دل میں معرفت اور یقین ہوتا ہے
اسکے کندھوں پر اسلام کی چادر ہوتی ہے۔ اور عبودیت اور بندگی کا کمربند اسکے کمر پر ہوتا ہے۔ اور محرابوں اور
مسجدوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور ان کا معبود وہی ذات ہے۔ جو تمام جہان اور مخلوقات کا پروردگار ہے۔ پس
اس کی طرف سے عاجزی اور انکساری ہوتی ہے۔ اور خداوند کریم اس کو قبولیت کا خلعت عطا کرتا ہے اور
اس سے اس کو سرفراز اور سربلند فرماتا ہے۔ اور اس کو بہشت اور عزت والے گھر میں داخل کرتا ہے
اور کافر اپنی عیدگاہ میں جاتا ہے۔ اور اسکے سر پر گمراہی اور نقصان کا تاج ہوتا ہے۔ اور اسکے کانوں پر غفلت اور
مہر لگی ہوئی ہوتی ہے اور اسکی آنکھوں میں کھوٹے اور جھوٹوں کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور دوری اور بدبختی
اس کے منہ پر لگی ہوئی ہے اور اسکے بیٹھنے کی جگہیں نصاریٰ کے عبادت خانے۔ اور یہودیوں کی عبادت کا مقام
اور مجوسیوں کے آتشکدے ہیں۔ اور ان کے معبود بُت وغیرہ ہیں۔ اور آخر کو انکی بازگشت دوزخ کی آگ ہی ہے ✚

عید کی خوشی کا بیان

عید یہ نہیں۔ کہ نفیس اور عمدہ عمدہ کپڑے پہنیں۔ لذیذ اور خوشگوار کھانے کھائیں اور خوبصورتوں کو گلے لگائیں
لذتوں اور خواہشوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دل کی ہوا اور ہوس نکالیں۔ عید یہ ہے۔ کہ خدا کی درگاہ میں طاعت
ہو۔ اور عبادت کے قبول ہونے کے آثار پائے جائیں۔ اور گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہو اور برائیاں
نیکیوں سے بدل جائیں۔ اور بزرگ درجوں کے عطا ہونے کی خوشخبری ملے۔ اور خدا کی طرف سے خلعتیں اور عمدہ
عمدہ اور گرانقدر عطا کی جائیں۔ اور سینہ کینہ سے خالی ہو جائے۔ اور ایمان کے نور سے منور اور دل میں یقین کی
قوتیں قوی ہوں۔ نور کی علامتیں ظاہر ہوں۔ اور دل سے زبان کے ذریعہ علوم کے دریا بہ رہے ہوں۔ اور ہر ایک

اس سبب سے مع حواریوں کے آپ سے یہ سوال کیا۔ کہ ہم پر خوانچہ اُتارا۔ حضرت عیسٰیؑ نے خدا کی درگاہ میں عرض کی۔ کہ اے خدا آسمان سے کھانے کا ایک خوانچہ عنایت کر۔ تاکہ ہمارے اول اور آخر کے لوگوں کے لئے عید ہو یعنی ہمارے زمانے میں بھی لوگوں کے واسطے عید ہو اور ان کے واسطے بھی عید ہو جو ہمارے بعد ہوں۔ اور اس کا نازل ایک معجزہ ہو۔ اور اپنے فضل سے ایک خوان روٹیوں کا نازل کر۔ کیونکہ تو روزی دینے والوں میں سے بہتر ہے کوئی اور روزی دینے والا تجھ سے بہتر نہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں جلدی ہی تم پر مائدہ بھیجنے والا ہوں۔ اس کے نازل ہونے کے بعد اگر تم میں سے کوئی نعمت کا کفران کریگا تو میں اسکو ایسا عذاب کرونگا۔ کہ دنیا میں ویسا کسی کو عذاب نہ ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یکشنبہ کے دن بھنی ہوئی ایک ایک مچھلی اور ایک ایک پتلی روٹی اور کھجور آسمان سے اُتاری۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ خوان میں بھنی ہوئی مچھلیاں رکھی تھیں۔ اور ان کی ایک طرف نمک اور دوسری طرف سرکہ تھا۔ اور اس خوان میں پانچ روٹیاں تھیں اور ہر ایک پر زیتون کا پھل تھا۔ اور پانچ انار اور کھجوریں تھیں۔ اور اس کے ارد گرد اور ترکاریاں بھی تھیں۔ مگر گندنا نہ تھا کیونکہ اس میں بدبو ہوتی ہے۔ اور بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک باغ میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا۔ کہ تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے۔ پس شمعون دو چھوٹی بھنی ہوئی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں لایا۔ اور ایک دوسرا ستو لایا۔ حضرت عیسٰیؑ نے مچھلیوں کو کاٹا۔ اور روٹیوں کو توڑا۔ اور توڑ کر انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا۔ اور طہارت کی اور اس کے بعد نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور اپنے پروردگار کی جناب میں دعا مانگی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ان پر نیند ڈالدی۔ اور وہ سو گئے۔ اور پھر جب بیدار ہوئے۔ اور آنکھیں کھولیں اور انہوں نے کھانے پر نگاہ کی تو انہوں نے کھانے کی ایک بڑی مقدار موجود پائی۔ جو تمام قوم کے سواروں اور پیادوں وغیرہ کو کافی تھا۔ حضرت عیسٰیؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا۔ کہ خدا کا نام لیکر کھانا شروع کرو گویا ٹھنڈا کیا جا اور حلقے باندھ کر بیٹھو اس لئے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پانچ ہزار آدمی کھانے والے تھے سب اس سے سیر ہو گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار مرد تھے اور آٹھ سو ایسی عورتیں اور مرد جو فقیر اور بھوکے تھے۔ جب سب کھا کر آسودہ ہوئے تو خدا کی حمد و ثناء کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دسترخوان پر جسقدر کھانا پہلے موجود تھا اسی قدر اس پر باقی پایا۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ دسترخوان کو آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اور اس کو وہ دیکھ رہے تھے اور جس قدر فقیر تھے۔ اس طعام کے کھانے کے بعد غنی ہو گئے۔ اور پھر مرتے وقت تک کبھی محتاج نہ ہوئے۔ اور جو لوگ اپاہج اور بیمار تھے۔ وہ اس سے تندرست ہو گئے مقاتل کہتے ہیں۔ کہ پھر حضرت عیسٰیؑ نے اپنی قوم کو فرمایا۔ کہ تم سب نے کھانا کھا لیا ہے انہوں نے عرض کی کہ ہاں اسکے بعد فرمایا۔ کہ کھانے کو اُٹھا کر لیجاؤ۔ تو جواب دیا۔ کہ ہم نہیں اُٹھائینگے۔ مگر چند زنبیلیں اس کھانے میں سے بھر لیں۔ اور اس معجزے کے بعد وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔ اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ اور بعد میں اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے یہ بنی اسرائیل کے یہودی لوگ تھے اور ان کے پاس وہ بچا ہوا کھانا بھی تھا۔ جو انہوں نے زنبیلوں میں بھرا تھا۔ یہ اپنی قوم میں ہی رہتے تھے اس لئے قوم کے لوگوں نے انہیں اسلام کی طرف سے پھیر دیا۔ اور کافر ہو گئے۔ اور خوان کے نازل ہونے سے بھی منکر ہوئے۔ اس کفران کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔ ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا۔ جس وقت سوتے تھے۔ اور اچانک اسی حال میں ان کی صورتیں سور کی مانند ہو گئیں۔ یہ سب مرد تھے۔ کوئی لڑکا اور عورت ان میں نہ تھی۔ اور اس قصے میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ تھوڑا سا خوان جو رکھا گیا تھا جس سے اتنی بڑی قوم سیر ہوئی ہے اور پھر بھی اس میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ تو سوچنا چاہیئے کہ خدا کی رضا اور رحمت کا مائدہ کس قدر ہوگا۔ اسکی تو کوئی حد اور نہایت ہی نہیں ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو اپنی مخلوقات پر

آتی ہیں جن میں لوگ اپنے جناب پروردگار خداوند تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونگے اور وہاں ان کے سربستہ راز ظاہر ہونگے۔ اور سب اپنی اپنی عبادتگاہوں سے پھرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے گھروں یا مسجدوں یا دکانوں میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اس وقت ان کو میدان حشر کا وہ نظارہ دکھائی دیتا ہے جبکہ مخلوق لیے حساب کے واسطے کے حضور میں حاضر ہوگی اور ایسے کئے کی جزا اور ثواب حاصل کرنیکے بعد بہشت یا دوزخ کی طرف جارہے ہونے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (جب قیامت برپا ہوگی۔ تو اس روز لوگ گروہ گروہ ہو جائینگے۔ اور بعض گروہ تو بہشت کی طرف جا رہے ہونگے۔ اور بعض دوزخ کی طرف جاتے ہونگے) ٭

مجلس۔ دس روز کی بزرگی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (صبح کی قسم ہے اور دس راتوں کی قسم ہے۔ اور جفت اور طاق کی قسم ہے۔ اور اس رات کی قسم ہے جو گذر جاتی ہے) اور یہ قسمیں عقلمند لوگوں کے واسطے ہیں۔ پس اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ صبح اور رات کے وقت اور جفت اور طاق چیزوں میں فضیلت ہے۔ اور خدا کے اس قول میں والفجر لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس تو یہ کہتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے اور جو دس راتیں مذکور ہوئی ہیں ماہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں اور جفت خلق اللہ سے مراد ہے۔ اور طاق اس ذات سے مراد ہے جو وحدہ لا شریک لہ ہے۔ اور جو یہ فرمایا ہے کہ گذر گئی رات کی قسم ہے۔ اس میں داناؤں کی طرف اشارہ ہے جو عبرت پکڑا کرتا ہے۔ اور اس قسم کا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ میری انتظار کرنے والا ہے۔ اور مقاتل کہتے ہیں کہ فجر سے مراد نحر کے روز مزدلفہ کی صبح ہے اور مذکورہ بالا دس راتیں وہ ہیں جو عید الضحیٰ کے اول میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا نام دس راتیں اس واسطے رکھا کہ وہ دن اور دس راتیں ہیں اور جفت سے آدم اور حوا مقصود ہیں۔ اور طاق سے مراد خداوند تعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور جو گذر گئی اس کی قسم کھائی ہے وہ عید کی رات ہے پس ان کے مواقع اللہ تعالیٰ نے مہینے والی کی قسم کھائی ہے اور ماہ ذی الحجہ کے دس دنوں کی قسم کھائی ہے اور آدم اور حوا کی قسم کھائی اور اپنے بزرگ ذات کی قسم کھائی اور شب جمع کی قسم کھائی ہے اس سے فراغت پا چکا تو اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ دانا ہیں ان کے واسطے ان قسم میں جو ذکر ہیں کافی اعتبار ہے۔ جو لوگ صاحب عقل اور شعور ہیں ان کے واسطے یہ قسمیں کافی ہیں کہ بیان کا برداشت ان کی سمجھ میں ہے اور بعض کا قول ہے کہ فجر سے دن مراد ہے اور اس سے دن مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ فجر دن کا اول ہی ہے۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ جس فجر کی خدا نے قسم کھائی ہے اور اس سے دن مراد رکھا ہے وہ یوم النحر کا دن ہے اور عکرمہ کہتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ نے چشموں سے جاری پانی کی قسم کھائی ہے یعنی کی رو شدہ کی قسم کھائی ہے۔ اور داؤد کی قسم کھائی ہے۔ اور جس نے یہ کہا ہے کہ پتھر کی سخت چٹان سے جو پانی جاری ہوتا تھا اسے اس کی قسم کھائی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی قسم کھائی ہے جو پتھر کو کھا کر نکلی تھی اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس پانی کی قسم کھائی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بہت کر جاری ہو پڑا تھا۔ اور گنہگاروں کی آنکھوں سے پشیمان اور توبہ کے وقت جو آنسو نکلتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے اور ایمان والوں کے دلوں کی معرفت کی قسم کھائی ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اور خدا کو ہم نے ایمان اور معرفت دلنے سے زیادہ کیا ہے) اور فرماتا ہے ان دس راتوں کی قسم ہے اور عطیہ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ مذکورہ دس راتیں جو مذکور ہوتی ہیں وہ عید الضحیٰ کے دس روز ہیں اور ابن عباس اور ابن جریر راوی ہیں کہ ذی الحجہ کے دس روز ہیں اور ابن عباس سے ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ رمضان کے مہینے کے اول کے دس دن ہیں اور یہ مجاہد کا قول ہے کہ یہ دس روز حضرت موسیٰ کے عشرہ کے ہیں جو لیس دن سے زیادہ ہیں اور محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ جو عشرہ مذکور ہوا ہے۔ وہ محرم الحرام کا عشرہ ہے اور شفع اور وتر کا جو قول مذکور ہے اس کے بارے میں قتادہ اور سدی نے کہا ہے کہ شفع تو سب اکو کہتے ہیں اور

طرح کی فصاحت اور بلاغت اور حکمت سے انسان کا سینہ آباد ہو۔ ذکر ہے کہ عید کے دن ایک آدمی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ خشک روٹی کھا رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کی۔ کہ آج تو عید کا دن
ہے۔ اور آپ سوکھی روٹی چبا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آج عید ان لوگوں کی ہے جن کے روزے قبول ہوئے
اور ان کی کوشش مشکور ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخشدیا۔ اور ہماری عید آج بھی ہے اور کل بھی ہماری
عید ہے اور اس دن بھی ہماری عید ہے۔ جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔ اس لئے ہر ایک عقلمند آدمی کو لازم ہے۔ کہ وہ اسی
ظاہری آرائش کو نہ دیکھے۔ اور اس کا پابند نہ ہو جائے بلکہ عید کے دن عبرت پکڑے اور آخرت کی فکر کرے اور عید
کو قیامت کے دن کا نمونہ سمجھے۔ اور بادشاہی نرسنگے کی آواز کو قیامت کے صور کو اور خیال کرے۔ اور عید کی رات کو
جب آدمی اس امید میں سو جائیں۔ کہ صبح کے وقت ہم عید کی خوشیاں منائینگے۔ تو اس سونے کی حالت کو دونوں نفخوں کا
درمیانی وقفہ سمجھے اور جب عید کے دن صبح کو دیکھے کہ ہر ایک طرح کے لباس اور رنگا رنگ کے زیور پہنکر لوگ عیدگاہ
میں جا رہے ہیں۔ تو اس وقت یہ خیال کرے کہ ان میں سے ایک تو خوش ہے اور یہ وہی ہوگا جو اہل طاعت ہے اور
دوسرا جو اہل معصیت ہے وہ غمناک اور اندوہ میں مبتلا ہے۔ پرہیزگار تو خوش خرم گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے۔ اور
جو گنہگار اور مشرک ہے۔ اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار رہے۔ اور حشر میں ان لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ کہ کسی کے تو پاؤں
لڑکھڑا رہے ہونگے۔ اور کوئی منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا ہوگا۔ اور کوئی گھسیٹتا ہوا چلا جا رہا ہوگا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ
جس روز میں رحمان کی طرف پرہیزگاروں کو اٹھاؤنگا۔ اس روز وہ اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اور جو لوگ گنہگار ہونگے۔
وہ بھوکے پیاسے دوزخ کی طرف جا رہے ہونگے۔ اور زاہد اور عارف اور ابدال بڑی راحت اور بڑے آرام میں
ہونگے۔ اور اپنے حقیقی بادشاہ اور اپنے محبوب کے پاس عرش کے سایہ کے نیچے کھڑے ہونگے۔ اور بعض بیٹھے ہونگے
اور بہشتی لباس اور بہشتی زیور اور خلعت پہنے ہوئے خوب آراستہ اور پیراستہ ہونگے۔ اور ان کے چہرے طاعت
اور معرفت کے نور سے خوب چمک دمک رہے ہونگے۔ اور ان لوگوں کے آگے خوانچے رکھے ہونگے۔ وہ ہر ایک طرح
کے طعاموں اور میووں سے پر ہونگے۔ اور مختلف قسم کی پینے کی چیزیں ہونگی۔ اور جو باقی مخلوق ہوگی وہ میدان
حشر میں کھڑی ہوگی۔ اور ان کا حساب ہو رہا ہوگا۔ اور جب سب آدمیوں کا حساب ہو جائیگا۔ تو اسکے بعد جو خدا کی
درگاہ کے مقبول ہونگے۔ انکو حکم ہوگا۔ کہ تم بہشت میں اپنے اپنے مقاموں پر چلے جاؤ۔ جن کا تم کو وعدہ بھی دیا گیا ہے
خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ بہشتی لوگوں کے واسطے جنت میں وہ چیزیں ہونگی جو ان کے دل چاہینگے۔ اور جن سے
انکی آنکھوں میں ٹھنڈک آئیگی۔ اور وہ ایسی چیزیں ہونگی۔ جنکو نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ کسی کو خیال میں کبھی
آیا ہوگا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کام یہ لوگ کرتے ہیں۔ اس کا اجر دینے کے واسطے جو چیزیں انکی آنکھوں کی
ٹھنڈک کی پوشیدہ رکھی گئی۔ اس سے کوئی واقف نہیں ہے / اور جو لوگ دنیا کے حریص ہونگے اور اس کی دولت
اور عظمت کے خواہشمند وہ گریہ زاری اور رنج میں گرفتار ہونگے اور آخرت کی نعمت سے محروم۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا میں
حلال اور حرام اور مشتبہ چیزیں سب کچھ کھا گئے۔ اور ان سے پرہیز نہ کیا۔ حالانکہ ان کو بتلایا گیا تھا۔ کہ بہشت میں تمہارے
واسطے مکان اور محل بنائے گئے ہیں۔ اور ان کو وہ نصیب نہ ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے خداوند تعالیٰ کے حقوق کو ادا نہ
کیا۔ اور کافر لوگوں کے واسطے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ ان کو طرح طرح کے عذاب ہیں اور قیدیں ہیں اور ذلت
اور خواری ہے۔ اور ہمیشہ کے واسطے دوزخ میں قیام۔ اور جس وقت خدا کی مدح اور ثنا کے جھنڈے نصب
ہوتے ہیں۔ تو اس وقت مسلمان بھائیوں کو حشر کے علم یاد آتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ ایک پکارنے والا اس وقت پکار کر یہ
کہیگا۔ کہ یہ خداوند تعالیٰ کا مہمان ہے نام پروانہ آگیا ہے۔ تم اسکی زیارت کے واسطے چلو۔ اور جب یہ لوگ خداوند تعالیٰ
کی مخلوق کو کہیں جمع دیکھتے ہیں۔ اور ان کی صفوں پر نگاہ کرتے ہیں۔ تو اس وقت ان لوگوں کو محشر کی صفیں یاد

کر نیوالوں پر بھی خدا کی رحمت ہو۔ اور اس عشرہ میں ہی اونٹوں کے پانی پلانے کا دن ہے اور عرفہ کا دن اور نحر کا دن اور
حج اکبر کا دن بھی اسی میں آتا ہے۔ اور شیخ ابو البرکات فضل بن محمد سے اور وہ احمد بن علی حافظ سے اور وہ ابو سعد صدری
سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے سب مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے۔ اور دوسرے
مہینوں سے بلحاظ حرمت کے ذی الحجہ زیادہ بزرگ ہے۔ اور شیخ ابو البرکات فضل بن محمد غفار اصفہانی سے
اور وہ ابو سعید حسن بن علی بن ہمدان سے اور وہ عبد اللہ بن محمد وراق سے اور وہ ابو بکر بزار سے اور وہ ابو کامل
فضل بن حسین صدری سے اور وہ ابو عاصم بن ہلال سے اور وہ ایوب سے اور وہ ابی زبیر سے اور وہ جابر سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر نے فرمایا ہے۔ دنیا کے جتنے دن ہیں۔ ان سب سے زیادہ بزرگ ذی الحجہ کے عشرہ
کے دن ہیں۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ کیا جہاد کی بزرگی بھی ان دنوں کی بزرگی کے برابر نہیں ہے۔ آپنے فرمایا
کہ جہاد بھی ان دنوں کے برابر نہیں ہے۔ مگر اس شخص کی بزرگی سے برابر ہے جس شخص نے اپنے منہ کو مٹی سے آلودہ کیا اور ابو البرکات
قاضی بن ابو مطہر سعادہ بن ابراہیم بخاری نخعی سے اور عطا بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے میں
نے عائشہ رضہ سے سنا ہے۔ پیغمبر خدا کے زمانے میں ایک شخص سرود سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اور جب ذی الحجہ کا
مہینہ آتا تھا۔ تو اس میں وہ ہر روز روزہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے اس شخص کی نسبت پیغمبر خدا کی خدمت میں عرض کی
آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس حاضر کرو آپ کے فرمان کے مطابق اسکو حاضر کیا گیا۔ جب خدمت میں آیا
تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے روزہ رکھنے پر آمادہ کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول
یہ مشاعر اور حج کے دن ہیں۔ میرے دل نے ان دنوں میں یہ آرزو کی ہے۔ کہ حج کرنے والے لوگوں کی دعا اور ثواب
میں مجھے بھی شریک کر اس لئے میں نے روزہ رکھنا مناسب جانا ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ ہر روزے کے عوض میں
اس دن کے بدلے کے برابر ثواب ملیگا۔ اور اس کے سوا سو غلام آزاد کرنے اور سو اونٹ قربانی کرنے کا اور خدا کے
راستے میں سو گھوڑوں کی سواری کا ثواب عطا ہوگا اور ترویہ کے دن کے روزے کا ثواب تجھے اس قدر ملیگا۔
جو اک ہزار غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے راستے میں ہزار اونٹوں اور ہزار گھوڑوں پر سواری
کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور عرفہ کے دن کے روزے کا تجھے دو ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوگا اور دو ہزار
اونٹ کی قربانی کا اور خدا کے راستے میں دو ہزار گھوڑوں کی سواری کا اور اس کے سوا ایک سال پہلے اور ایک سال
پچھلے روزوں کا ثواب بھی ملیگا اور شیخ ابو البرکات سعد بن حسین سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جس قدر تشریق کے دنوں کے عمل خدا کی درگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر
اور کسی دن کے عمل پسندیدہ نہیں ہیں۔ یاروں نے عرض کی اے اللہ کے رسول خدا کی راہ میں جہاد کرنیکا ثواب
بھی ان روزوں سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ نہیں اور اگر کوئی شخص جان اور اپنا مال جہاد میں فدا
کرے۔ تو البتہ وہ ان روزوں کے عمل سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور شیخ ابو البرکات ابی بکر بن احمد بن علی بن ثابت
حافظ سے اور حسین بن خالد خزاعی سے اور وہ حفصہ سے روایت کرتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں پیغمبر
خدا نے کبھی ترک نہیں کیا۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ عاشورہ کے روزے۔ اور ہر مہینے کے تین روزے یعنی بیض کے
دن اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعت نماز۔ اور شیخ ابو البرکات حمزہ بن علی بن حسن وراق سے اور وہ سعید
بن مسیب سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے نزدیک جس قدر ماہ
ذی الحجہ کے دس روزوں میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اس قدر اور کسی دن کی عبادت کا ثواب نہیں۔ اگر
کوئی اس عشرہ میں ایک روزہ رکھے تو وہ سال بھر روزہ رکھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اور اگر کوئی ایک رات قیام
کرے تو وہ ایک سال کے قیام کے برابر ہے۔ اور شیخ ابو البرکات نے حسن بن احمد نقری سے اور وہ محمد بن سکندر سے

والتر خدا وند تعالیٰ سے مراد ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ شفع اور وتر آدم علیہ السلام اور حوا ہیں اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے
کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے طاق تھے اور پھر اماں حوا کے باعث سے جفت ہو گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نماز سے
مقصود ہے کیونکہ بعض نماز جفت ہیں اور بعض طاق ہیں۔ اور ربیع بن انس اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ طاق اور جفت مغرب
کی نماز ہے۔ اسکی دو رکعت تو جفت ہیں اور ایک رکعت طاق ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جفت نحر کا دن ہے۔ کیونکہ وہ
دسواں روز ہے اور طاق عرفہ کا روز ہے کیونکہ نواں روز ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شفع نحر کے بعد کے دو روز ہیں۔ اور
وتر اس کے بعد کا تیسرا دن ہے۔ اور خدا کا جو قول ہے (اور اس رات کی قسم ہے جبکہ وہ گذر جاتی ہے) اسکی نسبت بعض
یہ کہتے ہیں کہ گذر جانے سے وہ وقت مراد ہے جب کہ رات کی تاریکی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ خاص مزدلفہ کی رات ہے۔
اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت ہے جبکہ خدا کے اہل اس رات میں سیر کرتے ہیں۔ کیونکہ سری کے معنے رات کا چلنا ہے۔
اور یہ مذکور ہوا ہے کہ یہ قسمیں دانا لوگوں کے واسطے ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اور حسن اور ابو رجاء کہتے ہیں
کہ ذی حجر سے ذی علم لوگ مراد ہیں۔ اور محمد بن کعب کہتے ہیں۔ کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو صاحب دین ہیں کیونکہ
اس قسم میں خاص صاحب دین کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے اور اس مقام میں لفظ ہل کے معنے تحقیق کے ہیں اور
اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ فجر کی قسم ہے۔ اور دس راتوں کی قسم ہے۔ اور فجر کے پروردگار کے حق کی قسم ہے۔ اور
راتوں کے پروردگار کی قسم ہے آخیر تک یعنی ہر قسم کے پہلے رب کا لفظ مقدر ہے۔ اور اکثر مقام پر ایسا ہی واقع ہوا
ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ آفتاب اور چاشت کی قسم ہے۔ آفتاب اور چلنے والے ستاروں کی قسم ہے۔ اور آسمان برجوں
والے کی قسم ہے۔ اور اس کے سوا اور چیزوں کا صاحب ✣

ذی الحجہ کے دس دنوں میں انبیاء کی کرامتیں

حدیثوں اور آثاروں سے انبیاء کی جو کرامتیں معلوم ہوئی ہیں۔ بزرگوں کی زبان سے ان کی تشریح یہ ہے شیخ ابو البرکات
روایت کرتے ہیں۔ اور وہ شیخ حافظ ابو بکر احمد بن علی ثابت خطیب سے اور وہ احمد بن احمد بن رزقویہ سے اور وہ محمد بن عبد اللہ
شافعی سے اور وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمان سے اور وہ عمر بن عثمان سے اور وہ ولید بن مبارک سے اور وہ جابان
جدار سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے بیان کیا۔ کہ ذی حجہ کے عشرہ میں حضرت آدم علیہ السلام
نے توبہ کی اور خدا وند نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن انھیں اپنی رحمت سے سرفراز کیا۔ کیونکہ
آدم علیہ السلام اپنے گناہ سے معترف ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عشرہ مبشرہ میں ہی دوستی کا خلعت عنایت ہوا
ہے۔ اور اسی عشرہ میں مہمانوں کی دعوت کے لئے آپ نے اپنا مال خرچ کر دیا۔ اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اپنے آپ
کو آگ میں ڈالیں۔ اپنے فرزند کو قربانی دیں۔ اپنے دل کو خدا کی قربانی کے لئے حاضر کریں۔ اور خاص کل حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی ذات پر ختم ہوا ہے۔ اور اسی عشرہ میں ابراہیم خلیل اللہ نے کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد اٹھائی ہے۔ اور اسمٰعیل نے اس کو تیار کیا۔ اور اس عشرہ میں خدا نے
حضرت موسےٰ کو مناجات کی فضیلت لطف فرمائی ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خدا نے اسی عشرہ میں
مغفرت بخشی ہے۔ اور اسی عشرہ میں ہی معراج کی رات ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ عید الضحیٰ کی صبح کو ہی پہلے
پہل قرآن اترنا شروع ہوا ہے۔ اور اس وقت خدا کے رسول صبح کی نماز پڑھنے کے قصد میں تھے۔ اور اسی عشرہ
میں ہی رضوان کی بیعت کی ہے۔ خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے (جب کہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے) اور وہ
کیکر کا درخت تھا اور جس دن حدیبیہ کی جنگ ہوئی ہے اس روز یہ بیعت واقع ہوئی تھی۔ اور ایک ہزار چار سو یار
آپ کے پاس جمع تھے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ایک ہزار پانچسو جمع تھے۔ اور جس نے سب سے پہلے بیعت کے واسطے اپنا ہاتھ
بڑھایا وہ ابو سنان اسدی تھے۔ ان پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ اور ان کے سوا تمام اصحابوں پر بڑی

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے حواؑ کو اُن کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ اور جب آپ کی آنکھیں کھلیں تو حواؑ کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا
دیکھتے ہی ان سے پوچھا کہ تو کس کے لئے ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تیرے واسطے ہی ہوں۔ پس حضرت آدمؑ نے
ارادہ کیا کہ اس کو ہاتھ لگائیں تو ایک آواز آئی کہ ابھی اسکو مت چھوؤ۔ پہلے اس کا مہر ادا کرلو۔ پس حضرت آدمؑ نے
درخواست کی۔ کہ اے اللہ اس کا مہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تو نبی آخر الزمانؐ پر دس
دفعہ درود بھیج اور دوسری دس چیزیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (کہ جب
اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو چند کلموں سے آزمایا۔ اور انہوں نے ان کو پورا کیا) یہ دس سنتیں ہیں۔ ان میں سے پانچ تو
سر سے تعلق رکھتے ہیں (۱) سر کے بالوں کی مانگ نکالنی۔ (۲) مونچھوں کا کترانا۔ (۳) مسواک کرنا (۴) کلی کرنا۔
(۵) ناک میں پانی ڈالنا۔ اور پانچ کا تعلق باقی جسم سے ہے (۱) ناخن کاٹنے۔ (۲) موئے زیر ناف مونڈنے (۳)
بغلوں کے بال اُکھاڑنے۔ (۴) ختنہ کرنا (۵) انگلیوں کا خلال کرنا۔ اور جب حضرت ابراہیمؑ نے ان دس سنتوں
کو ادا کیا۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی دوستی کی خلعت سے سرفرازی بخشی۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔
(اور خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو دوست بنایا) اور تیسری دس باتیں حضرت شعیبؑ کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے۔ اگر
تو نے دس سال پورے کئے۔ تو میری طرف سے احسان ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے دس برس
تک حضرت شعیبؑ کی خدمت کی۔ اور یہ خدمت آخر شعیبؑ کی لڑکی کا مہر قرار پایا۔ جو حضرت موسیٰ کے نکاح میں آئی
اور کہتے ہیں۔ کہ حضرت شعیبؑ دس سال تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ روتے روتے نابینا ہو گئے۔ اور اس کے
بعد اللہ تعالیٰ نے پھر انکی آنکھوں میں روشنی عطا کی۔ اور ان پر وحی بھیجکر فرمایا کہ اگر تو دوزخ کی آگ کے خوف سے
روتا ہے۔ تو میں نے تجھے اس سے بےخوف کیا۔ اور اگر تجھے بہشت کی خواہش تھی۔ اور اس واسطے رویا ہے کہ بہشت
سے محروم نہ رہوں۔ تو میں نے تجھے بہشت عطا کی۔ اور اگر میری رضامندی کے لئے رویا ہے۔ تو میں تجھ پر راضی
ہوا۔ شعیبؑ نے کہا۔ کہ اے جبرائیلؑ نہ تو میں بہشت کی خواہش کے لئے روتا ہوں۔ اور نہ دوزخ کی آگ کے ڈر سے
میں صرف محبوب حقیقی کے دیدار کے شوق کے واسطے روتا ہوں۔ اس پر یہ آواز آئی کہ اے شعیب تو حق پر رویا ہے۔
جہاں تک رو سکتا ہے تو بھی رو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا۔ کہ حضرت موسےؑ جیسے بلند مرتبے والے نبی
نے دس سال تک آپ کی خدمت کی۔ اور یہ مرتبہ شعیبؑ کو اسی واسطے ملا کہ اس نے صرف اپنے پروردگار کی محبت کے لئے
گریہ وزاری کی تھی۔ اسی واسطے اللہ نے انہیں کرامتیں دیں۔ ان کے درجے بلند کئے۔ انہیں اپنا قرب عطا کیا
اور اپنے دیدار کی بزرگی بخشی۔ اور ایسی ایسی نعمتیں بخشیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اور نہ کانوں نے سنا۔ اور
نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گذرا۔ چوتھے دس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخصوص ہیں۔
خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس اور کر کے وعدہ کو پورا کیا) اس امر
کی تفصیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تم سے ہمکلام کرونگا۔ اس کے
بعد خدا تعالیٰ نے آپ پر توریت نازل کی۔ اور پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے تیس روزے رکھے۔ اور یہ ذی الحجہ کا
مہینہ تھا۔ اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ مہینہ ذیقعدہ کا تھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کا ارادہ
کیا۔ تو آپ نے اس وقت اپنے منہ میں ایک ٹکڑا درخت کا رکھ لیا۔ تاکہ اُن کے منہ سے بری بو نہ آئے۔ اور اس
کی بجائے خوشبو نکلے۔ اس لئے بارگاہ ایزدی سے حکم صادر ہوا۔ کہ روزہ دار کے منہ سے جو بو آتی ہے۔ وہ میرے نزدیک
کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اور اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو ارشاد ہوا۔ کہ تم محرم کے مہینے میں دس روزے رکھو
اور ان کا آخری روزہ عشرہ یعنی عاشورہ کا روزہ ہے۔ اور جو ذیقعدہ کے مہینہ کا قائل ہے۔ اس کے قول کے موافق
یہ روزے ذی الحجہ میں آتے ہیں۔ اور اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلا کر قرب

اور وہ جابر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھے۔ تو اس کو ایک روزے کے عوض میں اس قدر ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب ہوتا ہے۔ اور سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ذی الحجہ مہینے کی راتوں میں تم اپنے گھروں کے چراغ گل نہ کرو۔ اور اپنے خادموں کو ہدایت کیا کرتے تھے۔ کہ تم سو نہ جاؤ بیدار رہو۔ اور عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں آپ عبادت کرنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔

عشرہ ذی الحجہ میں نماز کے آداب

شیخ ابوالبرکات نے شریف ابی عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ مہدی سے اور انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے عائشہ رضہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی عشرہ ذی الحجہ میں کسی دن خدا کی عبادت کرے۔ اور شب بیدار رہے۔ تو وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی ایک سال تک حج کرتا ہے۔ اور سال بھر ہی عمرہ کرتا ہے۔ اور جو ان روزوں میں سے ایک روزہ رکھتا ہے۔ تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے تمام سال میں خدا کی عبادت کی ہے۔ اور شیخ ابوالبرکات رہ محمد بن محمد بن عبدالعزیز بن شاہد سے اور وہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے اور وہ اپنے باپ محمد سے اور وہ اپنے باپ علی بن حسین بن زین العابدین سے اور وہ اپنے باپ حسین سے اور وہ اپنے باپ علی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ آ جائے تو اس میں اپنی عبادت میں کوشش کرو اس مہینے کے روزوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور اس کی رات کو بھی ایسی ہی بزرگی دی ہے جیسی کہ اس کے دن کو دی ہے۔ پس جو آدمی اس عشرہ کی کسی رات میں پچھلی رات باقی رہتے نماز کی چار رکعتیں پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک ہی دفعہ معوذتین اور تین دفعہ سورہ اخلاص اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنی دعا میں یہ کہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بزرگ ہے اور صاحب جبروت ہے اور صاحب قدرت ہے۔ اور مالک ملکوت ہے وہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرتا نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے سوا دوسرا معبود ہے وہی پیدا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسے خود موت نہیں آتی مومن اور مشرک سب بندوں کو پالنے والا ہے۔ اور زیادہ حمد اسی کے لائق ہے کیونکہ وہ ہر حال میں پاک اور ستائش کے لائق ہے وہ بزرگ ہے برتر ہے پروردگار ہے ہر کون اور مکان میں اس کی قدرت بھری ہے اور ہر ایک مکان میں اس کا علم ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد جس چیز کی دل میں خواہش ہو اسے طلب کرے تو خدا اسے پوری کر دیتا ہے اور اس کو ایسا اجر ملتا ہے کہ گویا اس نے بیت اللہ شریف کا حج کر لیا۔ اور خدا کے رسول کی قبر کی زیارت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جو چیز خدا کی درگاہ سے طلب کرے وہی اس کو عطا کی جاتی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے وہ مانگے اور اسے عطا نہ ہو۔ اور اگر عشرہ مبشرہ میں ہر ایک رات اسی طرح نماز پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اس کی سب برائیاں معاف کی جاتی ہیں اور پھر اسے کہا جاتا ہے۔ کہ اب نئے سرے سے عمل کرو۔ لو تم بالکل ویسے ہی ہو گئے جیسے کہ تم پیدا ہوئے تھے۔ اور جب عرفہ کے روز میں روزہ رکھے اور رات میں نماز پڑھے اور اس میں یہی دعا کرے۔ مذکور ہوئی ہے۔ اور خدا کی درگاہ میں بڑی زاری اور عاجزی ظاہر کرے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس بندے کو بخش دیا۔ اور بیت اللہ کے حاجیوں میں اس کو شریک کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ جو اس بندے پر عنایت کرتا ہے۔ فرشتے اسکو اس کی خوشخبری سناتے ہیں۔

عشروں کیلئے دس خاص چیزیں

پانچ پیغمبروں کیلئے دس باتیں پہلی دس حضرت آدم ء کو اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سوئے ہوئے تھے

میں خانہ خدا کا گھر ہے اور عشرہ کے دنوں کے آنے تک صبر کرو۔ اور جب ذالحجہ کے عشرہ کے دن آجائیں تو اس وقت خداوند تعالیٰ کے ہاں توبہ کرنی ممکن ہے کہ تیری توبہ قبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تیری لغزش اور عاجزی پر رحم کرے پس جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو آپ جلدی جلدی چلے جہاں جہاں آپ کے قدم آتے تھے وہ جگہ آباد ہو جاتی تھی۔ اور دونوں قدموں کے درمیان ویرانہ اور جنگل رہتا تھا بعض کا قول ہے۔ کہ آپ کے دو قدموں کے درمیان میں سو کوس کا فاصلہ پڑ جاتا تھا۔ آخر آپ سرقدم چلتے ہوئے خانہ کعبہ میں جا پہنچے۔ اور وہاں جا کر ایک کامل ہفتہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہے اور روتے رہے اور اس کثرت سے آنسو بہائے کہ آپ کی گھٹنوں تک اس جگہ زمین میں پانی ہی پانی ہو گیا۔ اور سیلاب کی مانند جاری ہو گیا۔ اور کہا اے اللہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں تجھے پاکی سے یاد کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں میں نے بدی کی ہے اور اپنی جان پر میں نے ظلم کیا ہے۔ تو مجھے بخشدے اور تو بخشش کرنے والوں میں سے بہتر بخشش کرنے والا ہے اور تو میرے اوپر رحم کر اور تمام رحم کرنے والوں میں سے بہتر رحم کرنے والا تو ہی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی۔ کہا کہ اے آدم میں نے تیری لغزش پر رحم کیا۔ اور تیرے گناہوں کو میں نے معاف کر دیا۔ اور میں نے تیری توبہ قبول کی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ آدم نے اپنے پروردگار سے چند کلمے یاد کئے یعنی خدا کی درگاہ میں دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا۔ پس اسی عشرہ کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی۔ اور اس کی برکت سے ہی اسکو قبولیت کا درجہ عطا ہوا۔ اور جو آدمی خداوند تعالیٰ سے نافرمان ہو۔ اور ہوا اور ہوس میں پڑکر نفس امارہ کی فرمانبرداری اور پیروی کرے وہ ان دنوں میں اگر بازگشت کریگا۔ اور فرمانبردار ہو کر خداوند تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگا تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح رحمت فرمائیگا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر رحمت نازل کی ہے۔ اس کے گناہ معاف کئے جائینگے اور اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل جائینگی۔

خداتعالیٰ کی قسم کا بیان

اللہ جلشانہ نے فجر کی قسم کھائی ہے۔ دس راتوں کی قسم کھائی ہے۔ جفت اور طاق چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ اور اس رات کی قسم کھائی ہے جو گذر جاتی ہے۔ اس قول تک اِنّ ربک لبالمرصاد۔ مسیب بن شریک کہتے ہیں یہ اور یہ آٹھ سیڑھیاں ہیں جو دوزخ کے پل ہیں۔ اور جب بندہ پلصراط پر سے گذرنے لگیگا۔ اور پہلی سیڑھی پر پہنچیگا تو وہاں اس سے اس کے ایمان کا حال پوچھینگے۔ اگر مومن ہوا تو وہ رستگاری پائیگا۔ اور اگر مومن نہ ہوا۔ تو دوزخ میں جا پڑیگا۔ اور جب دوسری سیڑھی پر جائیگا تو وہاں اس سے اس کے وضو اور اس کی نماز کا حال دریافت کرینگے۔ اگر اس کے سجدے اور رکوع کامل ہونگے تو نجات پائیگا ورنہ دوزخ میں پھینکا جائیگا۔ اور جب تیسری سیڑھی پر پہنچیگا۔ تو وہاں اس کی زکوٰۃ کا حال پوچھینگے اگر اس نے زکوٰۃ ادا کی ہوگی۔ تو نجات پائیگا۔ اور جب چوتھے زینہ پر پہنچیگا تو وہاں اس سے روزوں کا حال پوچھینگے اگر اس نے تمام روزے رکھے ہونگے تو اس کو نجات ملجائیگی۔ اور اس کے بعد پانچویں زینہ پر پہنچیگا اس جگہ سے حج اور عمرہ کی بات پوچھا جائیگا اگر یہ فرض ادا کیا ہوگا۔ رہائی دینگے پھر چھٹی سیڑھی پر جائیگا وہاں اسکی امانت اور دیانت داری دیکھی جائیگی اگر اس نے کوئی خیانت نہیں کی ہوگی اور امانتدار ہوگا تو اس کو بھی نجات اور رستگاری حاصل ہو جائیگی۔ اور جب ساتویں سیڑھی پر جائیگا۔ تو اسکی نسبت یہ دیکھینگے کہ اس نے کسی کی غیبت اور بخل چغلی تو نہیں کی اور جھوٹ تو نہیں بولا اگر وہ ان باتوں سے پاک ہوگا۔ تو رستگاری پائیگا۔ اور پھر آٹھویں زینہ پر جائیگا وہاں اس سے یہ سوال ہوتا ہے کہ تو نے حرام تو نہیں کھایا۔ اگر اس نے حرام نہیں کھایا ہوگا۔ تو اس کو رہائی دینگے ورنہ جہنم میں پھینکا جائیگا۔

کے شرف سے سرفراز کیا۔ اور ان کو اپنی ہمکلامی کی عزت اور بزرگی عطا کی۔ فرمایا اور جب موسیٰ وقت معین پر آیا۔ آیت کے آخر تک) اور پانچویں دس راتیں محمد مصطفےٰ صلعم سے مخصوص ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دفجر کی قسم ہے اور دس راتوں کی قسم ہے) اور یہ ذی الحجہ کا عشرہ ہے اور اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے +

عشرہ ذی الحجہ کی تعظیم

فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی ان دنوں کی تعظیم کرے۔ تو خداوند تعالیٰ اس شخص کو دس بزرگیاں عطا فرماتا ہے۔ اسکی عمر میں برکت آجاتی ہے اور اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے عیال کی اللہ تعالیٰ نگہبانی فرماتا ہے۔ اور اس سے جو برائیاں صادر ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کا کفارہ کرتا ہے۔ اور ان کی نیکیوں کو دوچند کر دیتا ہے۔ اور موت کی سختی اس آدمی پر آسان ہو جاتی ہے۔ اور تاریکی میں اس کو روشنی عطا کی جاتی ہے اور ترازو میں اسکی نیکی کے پلہ کو خدا تعالیٰ بھاری کر دیتا ہے۔ اور دوزخ کے درجوں سے اُس آدمی کو رہائی اور نجات نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے بہشت کے درجوں کو خداوند تعالیٰ بلند کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی ان دنوں میں صدقہ دے۔ یعنی کسی غریب آدمی کو کچھ عطا کرے تو اس کا یہ صدقہ دینا ایسا ہوتا ہے کہ گویا وہ سب پیغمبروں اور سب رسولوں کو صدقہ دیتا ہے اور اگر کوئی مریض ہو اور ان دنوں میں جا کر اس کی عیادت کرے۔ تو وہ گویا خدا کے دوستوں اور ابدالوں کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرتا ہے اور جو آدمی ان دنوں میں جنازہ کے ساتھ گیا۔ گویا وہ شہیدوں کے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اور اگر کوئی کسی ننگے کو کپڑا دیتا ہے۔ تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کو بہشتی حُلّے پہناتا ہے۔ اور اگر کوئی ان دنوں میں کسی یتیم پر مہربانی کرتا ہے۔ تو اس کے عوض میں خداوند تعالیٰ عرش کے سایہ میں اس کو جگہ دیگا۔ اور جو آدمی کسی علم کی مجلس میں حاضر ہو تو وہ گویا نبیوں اور رسولوں کی مجلس میں حاضر رہتا ہے اور وہب ابن منبہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو اس وقت آپ اپنے گناہ پر چھ روز تک روتے رہے۔ ساتویں دن اللہ تعالیٰ نے اُس پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنا سر جھکائے ہوئے غمگین اور اندوہناک بیٹھے ہوئے تھے وحی نے کہا کہ اے آدم علیہ السلام خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کہ تو اس وقت کس مشقت اور مصیبت میں ہے۔ آپ نے عرض کی کہ اے خدا میری مصیبت تو بہت بڑی اور بے اندازہ ہے۔ گناہوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے۔ اور سعادت اور کرامت کے حاصل ہونے کے بعد خواری اور بدبختی کی سرائے میں مجھ کو پھینکا گیا ہے۔ میں ملک جاودانی میں تھا اور پھر مجھے سرائے فانی میں لایا گیا ہے۔ پس اس حال کے ہوتے ہوئے میں کیوں گریہ اور زاری نہ کروں۔ وحی نے کہا کہ اے آدم خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ اور اپنی تمام مخلوقات سے تجھے برگزیدہ نہیں کر لیا تھا۔ اور اپنی کرامت عطا کر کے میں نے تم کو خاص الخاص نہیں بنا دیا تھا۔ اور میں نے اپنی محبت سے تیرے دل کو لبریز نہیں کیا تھا۔ اور جس قدر فرشتے تھے۔ ان سب سے تم کو سجدہ نہیں کرایا۔ اور کیا تو میری بزرگی اور میری نے ہمارے جنت میں نہ تھا۔ اور اب تو میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور میرے عہد کو بھول گیا ہے تو میری نصیب اور رحمت کیونکر فراموش کر سکتا ہے۔ اس کو کیوں بھول گیا ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ کہ اگر ایسے لوگوں سے زمین بھر جائے۔ کہ وہ سب کے سب تیری طرح ہی عبادت کرنے والے ہوں۔ اور رات اور دن میری تسبیح میں مشغول رہیں۔ اور ایک لحظہ بھی عبادت سے غفلت نہ کریں۔ اور پھر وہ میری نافرمانی کریں۔ تو اس صورت میں ان سب لوگوں کو گنہگار آدمیوں کے مرتبہ میں اُتار دونگا۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس عتاب کو سنا تو آپ تین سو برس تک ہند کے ایک پہاڑ پر روتے رہے۔ اور یہاں تک گریہ اور زاری کی۔ کہ ان کی آنسوؤں سے پہاڑوں میں نہریں جاری ہو گئیں۔ اور ان سے وہاں ایسے درخت پیدا ہوئے۔ جن سے خوشبو آتی تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو فرمایا۔ کہ اے آدم اب تم خانہ کعبہ

اس کے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور اس کو سلام کہتے ہیں۔ اور جب ذوالحلیفہ کے پانی پر پہنچ کر غسل کرتا ہے تو اس سے
خداوند تعالیٰ اس کو تمام گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ اور جب وہ سلے کپڑے نہیں لیتا ہے تو اس سے خداوند
اسکو نئے سرے سے نیکیاں لطف فرماتا ہے اور جس وقت لبیک کہتا ہے۔ تو اس وقت خداوند کریم اس کو
جواب دیتا ہے کہ میرے کلام کو تو نے سن لیا ہے۔ اور تیری طرف میں نے توجہ بھی کی ہے اور جب مکہ معظمہ
میں داخل ہوتا ہے۔ اور طواف کرتا ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتا ہے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کو بہت
سی نیکیاں عطا کرتا ہے۔ اور جب عرفات میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور اونچی آواز سے اپنی حاجت کی درخواست
کرتا ہے۔ تو اس سے خداوند تعالیٰ فخر کرتا ہے۔ اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو کہتا ہے کہ اے آسمان
کے رہنے والو تم میرے بندوں کی طرف نہیں دیکھتے ہو۔ جو دور دور سے آئے ہیں۔ اور ان کے بال بکھرے
ہوئے ہیں اور گرد آلود ہو رہے ہیں۔ اپنے مالوں کو ان لوگوں نے خرچ کیا ہے اور اپنے جسموں کو انہوں
نے تکلیف دی ہے۔ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال اور اپنے کرم کی قسم ہے کہ ان میں سے جو نیکوکار ہیں۔
ان کی طفیل اپنے بدکاروں کو بخش دونگا۔ اور گناہوں سے ان کو ایسا پاک اور صاف کر دونگا۔ جیسے کہ کوئی
ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور جس وقت یہ لوگ سنگریزے پھینکتے ہیں۔ اور اپنے سر کے بال منڈواتے
ہیں۔ اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف یاب ہوتے ہیں۔ تو اس وقت عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا
ان کو پکار کر یہ کہتا ہے کہ اب تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ تمہارے پہلے سب گناہ بخش دئے گئے ہیں۔
اور آئندہ کے واسطے نئے سرے سے عمل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک اعرابی
آدمی خدا کے رسول کے پاس آیا۔ اور آ کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں حج کرنے کے واسطے گھر سے باہر
نکلا تھا۔ مگر مجھ سے حج فوت ہو گیا ہے اور میں محروم ہوں۔ اب میں کیا کروں کہ حج کرنے والے لوگوں میں شامل
ہو جاؤں۔ اور یا مجھے حج کا ثواب ہی مل جائے۔ رسول خدا نے اس آدمی کو فرمایا۔ کہ ابی قبیس کے پہاڑ کو دیکھ۔ اگر
یہ تمام پہاڑ سرخ سونا بن جائے اور تیرے قبضہ میں آجائے۔ اور پھر تو اس تمام سونے کے پہاڑ کو خدا کی راہ میں خرچ
کر دے تو باوجود اس قدر خرچ کر دینے کے تجھے وہ مقام اور درجہ حاصل نہیں ہوگا۔ جو حاجیوں کو حاصل ہوتا ہے
اور اس کے بعد فرمایا کہ حج کرنے والا آدمی جب حج کے لئے سامان تیار کرتا ہے تو اس تیاری میں ہر ایک چیز کے
اٹھانے اور رکھنے کے عوض میں اسے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔ اور اسکی دس برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور
اس کے دس درجے بڑھ جاتے ہیں۔ اور جب یہ شخص سوار ہو کر روانہ ہوتا ہے۔ تو اس کی سواری کے ہر قدم
اٹھانے اور رکھنے میں بھی اسکو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا کہ چیزوں کے اٹھانے اور رکھنے میں اور جب
کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ تو اس سے تمام گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اور جب صفا اور مروہ
کے درمیان دوڑتا ہے۔ تو اس سے بھی اسکے سارے گناہ بخشے دئے جاتے ہیں۔ اور عرفات میں کھڑا ہونے
سے بھی اسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور مشعر الحرام میں کھڑا ہونے سے بھی گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔
اور جب سنگریزے پھینکتا ہے۔ تو اس عمل سے بھی اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس
اعرابی سے خطاب کیا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو حاجیوں کے درجے کو پہنچ جائے اور یہ کلمہ آپ نے استفہام
انکاری کے طور پر فرمایا تھا یعنی تو ان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپ نے
فرمایا ہے کہ میں پیغمبر خدا کے ساتھ بیت الحرام کا طواف کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں میں نے عرض کی کہ اے
اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پہ فدا ہوں۔ یہ کیسا گھر ہے۔ آپ نے فرمایا اے علی دنیا میں اللہ تعالیٰ
نے اس گھر کی اس واسطے بنیاد ڈالی ہے۔ کہ اس میں میری امت کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ اس کے بعد میں نے

روز ترویہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حج ادا کرنے کے واسطے لوگوں کو اعلان کر وہ تیرے پاس پیادہ آویں) یہ آیت سورہ حج میں وارد ہے۔ اور قرآن مجید کی عجائب سورتوں میں سے ہے اور اس میں بعض آیتیں مکی اور بعض مدنی ہیں اور بعض سفری ہیں اور بعض حضری اور بعض لیلی اور بعض نہاری۔ اور اس میں ناسخ اور منسوخ آیتیں بھی ہیں اُن میں سے پانچ تک تو مکی آیتیں ہیں اور چھ سے ۱۴ تک نہاری اور پندرہ سے ۲۴ تک مدنی ہیں۔ اور انتیس آیتوں کے بعد مکی ہیں۔ اور تیس اس میں حضری ہیں۔ اور باقی سفری۔ اور مدینہ کے قرب کے باعث یہ سورہ مدینہ کی طرف منسوب ہے۔ اور اس میں ناسخ قولہ تعالیٰ اُذِنَ لِلَّذِیْ آخر تک (جو لوگ مقابلہ کرتے تھے ان کو حکم دیا گیا) اور تین آیتیں منسوخ ہیں۔ (اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر الخ) اس کو اس آیت سے منسوخ فرمایا ہے (عنقریب ہی ہم تجھے پڑھاؤنگا۔ اور تو نے اس کو بھول نہ جانا) اور خداوند تعالیٰ کا دوسرا قول یہ ہے (جس امر میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے۔ قیامت کے دن ان کے درمیان اللہ تعالیٰ حکم کریگا) اور جب سیف کی آیت نازل ہوئی۔ تو اس سے وہ منسوخ ہوگئی۔ اور تیسری آیت یہ ہے۔ فرماتا ہے خدا کی راہ میں تم ایسی ہی کوشش کرو۔ جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے) یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوئی ہے۔ (پس جس قدر تم میں طاقت ہے اسی قدر ہی خداوند تعالیٰ سے خوف کرو) اور ارشاد کیا ہے (لوگوں کو حج کرنے کا حکم دے یعنی اے ابراہیم اپنی اولاد کو پکار اور ان کے سوا ان آدمیوں کو جو ایماندار ہیں حج کے واسطے پکار پیادہ اور سوار ہو کر وہ تیرے پاس آئینگے۔ اور جو آدمی ضعیف اور لاغر ہوگا۔ وہ دُور دراز کے ملکوں اور شہروں سے اُونٹ پر سوار ہو کر تیرے پاس آئیگا) اور حضرت ابراہیم کے بارے میں خداتعالیٰ فرماتا ہے (جب خانہ کعبہ کی عمارت سے فارغ ہوا۔ اور کہا کہ الٰہی اس گھر کی کون حج کرنے والا ہے۔ اس وقت خدا کی درگاہ سے آپ کے نام حکم ہوا۔ کہ لوگوں کو حج کرنے کی ندا کر) تب حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور صفا پہاڑی اسی پہاڑ کی جڑ میں ہے۔ وہاں آپ نے اونچی آواز سے پکارا اور پکار کر کہا۔ کہ اے لوگو اپنے اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔ کیونکہ وہ خانہ کعبہ کی حج کرنے کے واسطے تم کو حکم دیتا ہے۔ ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت جو زمین پر رہتی تھی۔ سب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس آواز کو سُن لیا۔ یہاں تک کہ مردوں کی پیٹھ میں اور عورتوں کے رحموں میں جو تھے۔ اُن کے کانوں میں بھی یہ آواز جا پہنچی۔ پس حضرت ابراہیم نے جو پکارا تھا۔ حج کے دن میں اس کا جواب یہ تلبیہ ہے۔ اور آپ نے اپنے پروردگار کے حکم سے ہی پکارا تھا۔ پس اس وقت سب نے آپ کو لبیک کہکر جواب دیا۔ اور جس نے اس روز آپ کو یہ جواب دیا۔ وہ جب تک حج نہ کریگا دنیا سے نہیں نکلیگا۔

احرام اور لبیک کی بزرگی

جس آدمی نے حج کا احرام باندھا اور خانہ کعبہ کا قصد کر کے اس کی طرف گیا۔ اُسکی فضیلت اور بزرگی جابرؓ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم رسول صلعم کی خدمت میں تھے۔ کہ اچانک یمن سے ایک گروہ آیا۔ اور ان لوگوں نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ پر ہمارے ماں اور باپ فدا ہوں ہم کو حج کی فضیلتوں اور بزرگیوں سے مطلع فرماؤ۔ رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی حج کے ارادہ پر اپنے مقام سے کوچ کرے یا عمرہ کا ارادہ کرے۔ تو جو قدم وہ اُٹھاتا ہے۔ اور زمین پر رکھتا ہے۔ تو ہر ایک قدم پر اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جیسے کہ ہوا کے ساتھ درخت کے پتے گرتے ہیں۔ اور جب وہ مدینہ میں آجاتا ہے اور آکر مجھے سلام اور مصافحہ کرتا ہے۔ تو اس وقت فرشتے

کی اور فسق اور فجور وغیرہ گناہوں سے بچا رہا۔ وہ ایسا ہو گیا۔ کہ گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔ اور فرمایا کہ ایک حج کے
سبب سے تین آدمی بہشت میں جاتے ہیں۔ ایک حج کی وصیت کرنے والا ہے اور دوسرا اس وصیت کو جاری
کرنے والا اور تیسرا وہ ہے جو اس کے موافق حج کرتا ہے اور جہاد کی نسبت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔
علی بن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں۔ کہ میں ایک سال تک ابی عبید قاسم بن سلام کے ساتھ ہمسفر رہا۔ جب موقف
کی طرف آیا۔ تو جبل رحمت کی طرف پھرا۔ اور میں نے طہارت کی۔ اور وہاں سے چلتا ہوا اس پہاڑ کے پاس
اپنا خرجی بھول گیا۔ جب مازمین میں آیا تو ابو عبید نے مجھے کہا کہ اگر میرے واسطے کچھ مکھن اور کھجوریں ہو لے آؤ
تو بہت ہی بہتر ہے۔ میں نے ان کے لانے کا ارادہ کیا۔ اور جب خرجی کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہاں بھول آیا ہوں
اس لئے اس پہاڑ کی طرف لوٹا۔ جب اس کے پاس پہنچا۔ تو جس جگہ خرجی پڑا ہوا بھول آیا تھا۔ اسی جگہ اسی طرح پڑا
پایا جیسا کہ رکھا تھا۔ میں نے اسے لے لیا اور وہاں سے لوٹا اور پھرتے ہوئے جب اس وادی میں نگاہ کی۔ تو
اس کو بندروں اور سؤروں اور دوسرے جانوروں سے بھرا ہوا پایا۔ مجھے ان سے خوف آیا۔ مگر اسی حالت
میں چل پڑا۔ ہر ایک جانور اپنی اسی جگہ رہی رہا مجھے کسی نے کچھ نہ کہا اور صبح سے پہلے ہی ابو عبید کے پاس پہنچ
گیا۔ انہوں نے میرا حال پوچھا میں نے ان سے سارا قصہ بیان کر دیا۔ اور بندروں اور سؤروں وغیرہ جانوروں
کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا۔ کہ جو جانور تو نے دیکھے ہیں۔ یہ بنی آدم کے گناہ تھے۔ جنہوں نے ان کو چھوڑ دیا
ہے۔ اور اب ان کے پاس سے چلے گئے ۔

ترویہ کے نام میں اختلاف

لوگوں نے اس نام میں اختلاف کیا ہے۔ ترویہ ماہ ذی الحجہ کا آٹھواں دن ہے۔ اس دن میں لوگ مکہ معظمہ
سے نکل کر منیٰ کی طرف جاتے ہیں۔ اور زمزم کے پانی سے سیر ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس کو ترویہ کہتے ہیں۔
اور ترویہ کا لفظ تفعلہ کے وزن پر ہے۔ اور اہل عرب پانی پینے اور پلانے اور بہانے کو ارتوا
بولتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس دن کا نام ترویہ اس واسطے ہوا ہے۔ کہ ابراہیمؑ کو اس دن کی رات میں
خواب آیا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو فکر میں پڑے۔ کہ کیا یہ خواب شیطان نے
دل میں ڈالا ہے جو ہمارا دشمن ہے یا ہمارے دوست رحمان کی طرف سے ہے۔ اس لئے تمام دن اسی فکر میں
رہے۔ اور عرفہ کا روز آیا تو خداوند تعالیٰ کا حکم سمجھا۔ کہ جو کام تجھے کرنے کے واسطے کہا گیا ہے اسے کرو۔
اس وقت آپ نے جانا۔ کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے نہیں ہے بلکہ دوست کی طرف سے ہے اور اسی
واسطے اس کا نام عرفہ کا دن یعنی عرفہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمان دیا۔ کہ حج کرنے کے لئے لوگوں کو
دعوت کر۔ اور دعوت چار قسم پر ہے۔ ایک تو بندوں کے لئے خدا کی دعوت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (خدا
سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے) اور اس سے مطلب یہ ہے کہ فنا کی سرائے سے جو دنیا ہے شرف
کی سرائے کی طرف۔ اور غیب کی سرائے سے مشاہدہ کی سرائے کی طرف۔ اور فانی سرائے سے ہمیشہ رہنے والی
سرائے کی طرف۔ اور آزمائش کے گھر سے مولائی سرائے کی طرف۔ اور اس سرائے سے بلاتا ہے جس کے
اول میں تو رونا ہے اور درمیان میں رنج اور دکھ اور اس کے آخر میں فنا۔ اور جنت کی طرف بلاتا ہے۔
اس کے اول میں عطا ہے۔ اور اس کے درمیان میں رضا اور اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا لقا ہے اور
دوسری دعوت پیغمبر خدا کی دعوت ہے جو دین اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (لوگوں
کو اپنے پروردگار کی طرف ایسے کلمات سے بلا جو حکمت آمیز ہوں۔ اور ان میں دل پسند نصیحتیں ہوں آخر
آیت تک) خدا کا پیغمبر جو دعوت کرتا ہے تو وہ سیدھے راستہ کی طرف کرتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں

پھر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ حجر اسود کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ایک جوہر ہے۔ اور اس کو جنت سے لائے ہیں۔ اور اس کی روشنی آفتاب سے بھی زیادہ چمکتی تھی۔ مگر مشرکوں کے چھونے سے اس کی چمکیلی روشنی سیاہی سے بدل گئی۔ اور ابن ابی ملیکہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں بیت الحرام پر نازل ہوتی ہیں۔ ان میں ساٹھ تو ان لوگوں کے لئے ہیں جو اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ اور چالیس ان کے واسطے ہیں۔ جو خانہ کعبہ کے آس پاس اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ اور بیس انہیں عطا کی جاتی ہیں۔ جو خانہ کعبہ کی طرف صرف نظر ہی کرتے ہیں۔ اور زہری نے سعد بن مسیب سے اور انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ جس آدمی کو میں نے بیس سال تک تندرستی دی ہو۔ اور اس کی عمر دراز کی ہو۔ اگر وہ تیس سال تک اس گھر کی زیارت کے واسطے نہ آئے۔ تو وہ محروم ہے۔ اور ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں ہم آپ کے ساتھ حج کو گئے آپ مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت عمر نے حجر اسود سے خطاب کر کے کہا۔ کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ ضرر۔ اگر میں رسول خدا کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا۔ تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے امیر المومنین ایسا نہ کہو۔ یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔ اور اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا انکار نہ کرتے۔ حضرت عمر رض نے کہا اے ابو الحسن آپ ہی فرمائیے قرآن شریف میں اسکی کیا تعریف ہے۔ حضرت علی رض نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیٹھ سے اولاد پیدا کی تو انہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا۔ ان سے سوال کیا۔ کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا۔ کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اقرار کو لکھ لیا۔ اور اس کے بعد پتھر کو بلایا۔ اور اس صحیفے کو اس کے پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تاکہ قیامت کے دن گواہی دیوے کہ وعدے کا وفا ہوا ہے یا نہیں اس کے بعد حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اے ابو الحسن تیرے سینے کو خدا نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے اور ابی صالح ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو لوگ حج اور عمرہ کرتے ہیں وہ اللہ سے جو کچھ مانگتے ہیں۔ ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اگر آمرزش کی درخواست کرتے ہیں۔ تو انہیں بخشتا ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اے اللہ حاجیوں کو بخش دے۔ اور جس کی وہ آمرزش چاہیں انہیں بھی بخش دے۔ اور حسن روایت کرتے ہیں۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ فرشتے حاجیوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور جو شتر سوار ہوتے ہیں انہیں سلام کہتے ہیں۔ اور جو لوگ گدھوں اور خچروں کے مالک اور ان پر سوار ہوتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور پیادہ آدمیوں کے گلے ملتے ہیں۔ اور ضحاک کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی مسلمان آدمی جہاد کے ارادے سے گھر سے نکلے اور جنگ کرنے سے پہلے ہی اپنی سواری سے گر پڑے اور کوئی زہریلا جانور اس کو کاٹے یا کسی اور عارضے سے مر جائے تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان کعبے کی زیارت کے لئے گھر سے نکل جائے اور منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے پہل ہی مر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ ابی زیاد سے اور وہ حارث سے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر آدمی اس گھر کا حج کرے۔ اور گناہ اور فسق اور جہل سے بچا رہے۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے اس گھر کی زیارت

جب تک کوئی بیمار کسی مرض میں گرفتار رہتا ہے۔ تب تک وہ خداوند تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے اور ہر روز اسکو ستر ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر باری مطلق اسکو شفا عنایت کر دیتا ہے۔ تو اپنے گذشتہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور اگر خدا کی تقدیر سے فوت ہو جائے تو وہ حساب کے بغیر ہی بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ موذن لوگ خداوند تعالیٰ کے دربان ہیں۔ اور ہر ایک اذان کے عوض میں اللہ تعالےٰ ان کو ایک ہزار نبی کا ثواب عطا کرتا ہے۔ اور امام خداوند تعالیٰ کے نائب ہیں۔ ان کو ہر ایک نماز کے عوض میں ایک ہزار صدیق کا ثواب ملتا ہے۔ اور علماء خداوند تعالیٰ کے وکیل ہیں۔ قیامت کے دن انکی ہر ایک حدیث کے عوض ایک ایک نور عطا ہوگا۔ اور ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا ہوگا اور علم سیکھنے والے مرد اور عورتیں خداوند تعالیٰ کے خادم ہیں۔ اس خدمت کے صلہ میں انکو جنت عطا ہوگی۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن جسقدر لوگ لمبی گردنوں والے ہونگے۔ ان سب سے زیادہ لمبی گردنیں ان لوگوں کی ہونگی۔ جو اذان دینے والے ہونگے۔ اور پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی سات برس تک اذان کہے۔ اور اپنی نیت بھی نیک رکھے۔ تو اللہ جلشانہ اس شخص کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اذان دینے والے کو اسقدر ثواب عطا ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک اسکی آواز کی رسائی ہوتی ہے یعنے جہانتک خشکی اور تری میں اسکی آواز پہنچتی ہے۔ اس فاصلہ میں جسقدر چیزیں ہوتی ہیں وہ سب اسکی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اور چوتھی دعوت وہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور لوگوں کو حج کرنے کا حکم دے) اور اس کا ذکر پہلی مجلس میں ہم نے کر دیا ہے ✦

ایک اور مجلس اس میں عرفہ کی بزرگی بیان کی جاتی ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا) اس آیت کا نزول عرفات میں ہوا ہے۔ اور باقی سورہ مدینہ منورہ میں اتری ہے۔ اور اس سورہ کا نام سورہ مائدہ رکھا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا یعنے حلال اور حرام کے جسقدر احکامات تھے وہ سب تم پر نازل کر دئے ہیں اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر کامل کر دیا ہے یعنے پورا احسان ظاہر کر دیا ہے کہ کافر اور مشرک اگر تمہارے ساتھ عرفات میں جمع نہیں ہونگے۔ اور میں تمہارے دین سے جو اسلام ہے راضی ہوا۔ یعنے میں نے تمہارے واسطے دین اسلام پسند کیا۔ اور یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز نازل ہوئی تھی۔ اور اس کے نازل ہونیکے بعد اللہ کے رسول اکیاسی دن زندہ رہے۔ اور اس کے بعد وفات پا گئے۔ اور خداوند کریم کی رضا اور رحمت میں داخل ہو گئے۔ عبداللہ بن عباس نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اور دوسرے مفسر بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ اور محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت اس روز نازل ہوئی تھی جس دن مکہ فتح ہوا ہے۔ اور جعفر صادق رضہ کہتے ہیں۔ کہ آج کا دن اس دن کی طرف اشارہ ہے جس دن نبی صلعم بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کو رسالت ملی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ الیوم روز ازل کی طرف اشارہ ہے اور لفظ رضا سے ابد کی طرف اشارہ ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ دو چیزوں سے دین کامل ہوتا ہے ایک تو خداوند تعالیٰ کی معرفت ہے اور دوسری رسول کی سنت کی پیروی اور اسکی فرمانبرداری کرنی ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دین امن اور فراغ بالی میں کامل ہوتا ہے۔ کیونکہ امن میں خدا شناس ہوتا ہے اور جب خدا شناس ہوتا ہے تو اس صورت میں وہ بیخوف ہو جاتا ہے اور اسکی عبادت کے واسطے اچھی طرح اسکو فراغت حاصل ہوتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ دین کا کمال اسمیں ہے کہ گناہوں سے انسان بیزار ہو اور سب چیزوں کو ترک کرکے خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع لائے اور بعض کا قول ہے کہ دین کا کمال حج کے روز اور عرفہ کے دن میں ہوا ہے

ہدایت کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔ اور لیکن ہدایت میرے اختیار میں نہیں ہے۔ یعنی خدا کے سوا کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور ابلیس گمراہ کرنے کے واسطے بھیجا گیا ہے۔ اور اس کے اختیار میں کسی کا گمراہ کرنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ اس کو تو راستہ نہیں دکھا سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو راستہ دکھاتا ہے۔ رسولِ خدا نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں درخواست کی۔ کہ اے اللہ میرے چچا ابی طالب کو ہدایت کر۔ مگر خدا نے آپ کی اس درخواست کو قبول نہ کیا۔ اور آپ کے چچا کو ہدایت نہ کی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کو ہدایت کرنی نہیں چاہا تھا۔ اور اس وحشی کو جو حمزہ کا قاتل تھا۔ خدا نے ہدایت کر دی۔ کیونکہ اسے منظور تھا۔ کہ اس کو ہدایت کرے۔ اور خدا نے رسولِ مقبول سے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تیرے ذمہ صرف لوگوں کو دعوت کرنی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اے اللہ کے رسول جو کچھ تیرے پاس بھیجا گیا ہے تو اس کو پہنچا دے) اور فرمایا ہے ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ اور بہشت کی خوشخبری دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا خدا کی طرف حکم کے موافق بلانے والا۔ اور روشن چراغ آخر تک) یعنی تیرے ذمہ شفاعت کرنی ہے۔ لیکن اس کا قبول کرنا اور ہدایت کرنی میرا کام ہے۔ اور فرماتا ہے جس کو اللہ چاہتا ہے اپنے نور سے اسکو ایسا سیدھا راستہ دکھلاتا ہے) اور فرمایا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک آدمی کو سیدھی راہ دکھا دیتے) اور یہی دعوت مؤذنوں کی ہے۔ یہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے حکم بجا لانے اور نماز کی طرف بلاتا ہے۔ خدا نے فرمایا ہے (جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ بلانے میں اس سے زیادہ اچھا کون ہے) اور جابر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ جو لوگ اذان دیتے ہیں۔ اور لبیک کہتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح اٹھینگے کہ جو کچھ دنیا میں کرتے تھے۔ وہی کرتے ہونگے یعنی مؤذن تو اذان دیتا ہوگا۔ اور لبیک کہنے والا لبیک کہتا ہوگا اور جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہوگی۔ وہاں تک جتنی مخلوق ہوگی۔ سب اس کی شفاعت کرے گی۔ اور ہر ایک درخت چاہے سوکھا ہو چاہے ہرا۔ اور ہر ایک پتھر جس نے اس کی آواز سنی ہوگی۔ ہر ایک گواہی دیگا۔ اور جس مسجد میں مؤذن اذان دیتا ہے۔ اس میں جتنے آدمی نماز پڑھتے ہیں۔ ہر ایک کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اذان اور اقامت کے درمیان مؤذن کے دل میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی خواہش بھی پوری کر دیتا ہے۔ یا تو دنیا ہی میں اسکو بہت سا اجر ملتا ہے اور یا ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کے عوض میں اسکی برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور یا آخرت پر موقوف رکھا جاتا ہے۔ کہ وہاں اس کا بدلہ ملے روایت ہے کہ ایک شخص رسولِ مقبول کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایک ہی ایسا عمل فرماویں جس سے میں بہشت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی قوم کا مؤذن بن تاکہ تیرے ذریعہ لوگ اپنی نمازوں میں جمع ہوں۔ اس نے عرض کی۔ کہ اگر مجھے یہ طاقت نہ ہو۔ تو پھر کیا کروں۔ آپ نے فرمایا اپنی قوم کا امام بن جا۔ تاکہ لوگ تیرے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اس نے عرض کی۔ کہ اگر مجھے اس کی طاقت بھی نہ ہو۔ تو پھر کیا کیا جاوے۔ فرمایا کہ نماز میں اول صف میں شریک ہو بالالتزام پکڑ۔ اور عائشہ رضی سے روایت ہے کہ آپ نے کہا ہے۔ یہ آیت مؤذنوں کے شان میں ہی اُتری ہے (جو آدمی لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے گفتار کی رو سے اس سے زیادہ نیک کون ہے) یعنے لوگوں کو بلاتا ہے کہ آؤ۔ اور آکر نماز پڑھو اور اذان اور اقامت کے درمیان نماز ادا کرتا ہے۔ ابی امامہ باہلی رضی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی اذان دیتا ہے۔ تو جہاں تک اس کی آواز پہنچی ہے اسی قدر اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے برابر اور بھی اس کو زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور ان کے اجر میں سے کچھ کمی اور نقصان نہیں۔ او سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔

نے جواب دیا۔ کہ جس جگہ اور جس دن کو یہ آیت نازل ہوئی ہے میں اسکو تحقیق سے جانتا ہوں۔ اس کا نزول عرفہ کے
روز جمعہ کے دن ہوا۔ اور رسول مقبول اس وقت عرفات میں کھڑے تھے اور یہ دونوں دن خدا کے حمد بجا لانے
کے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک ہمارے واسطے عید کا دن ہے۔ اور جب تک کچھ نہ کچھ مسلمان باقی رہینگے۔
تب تک وہ اس دن کو عید کا دن تصور کرینگے۔ اور ایک یہودی نے ابن عباس سے کہا۔ کہ اگر ہماری قوم میں یہاں
ہوتا۔ تو وہ اس دن عید کیا کرتے آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں میں جیسی کہ عرفہ کے دن کامل عید ہے۔ اس سے
بڑھ کر اور کسی دن میں تصور نہیں کی جاتی ٭

عرفہ کے معنے

علماء اس کے معنوں میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہونے کے دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ اور
کھڑے ہونے کے مقام کو عرفات بولتے ہیں۔ ضحاک کہتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر پھینکے گئے۔ تو آپؑ
سراندیب میں اترے اور حوا ان سے الگ جدہ میں گریں۔ اس لئے حضرت آدمؑ حوا کی تلاش میں پھرتے رہے
اور حوا حضرت آدمؑ کی تلاش میں اور ایک دوسرے کو تلاش کرتے ہوئے دونوں عرفہ کے روز مقام عرفات
پر جمع ہوگئے۔ اور ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اور اس واسطے اس مکان کا نام عرفات رکھا۔ اور اس دن کا نام عرفہ
رکھا گیا۔ اور سدی کہتا ہے۔ کہ اس کا نام عرفات اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ جب حضرت ہاجرہ نے ہجرت کی۔ تو
اس وقت حضرت اسمٰعیل کو لیکر سارہ خاتون کے پاس سے نکل آئیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اس وقت
گھر میں موجود نہ تھے جب تشریف لائے۔ تو انہوں نے اسمٰعیلؑ کو نہ دیکھا اور حال پوچھا۔ سارہ خاتون نے
ہاجرہ بی بی کا حال بیان کیا سنتے ہی حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیل کی تلاش کے واسطے گئے۔ اور دیکھتے بھالتے
عرفات میں ان کو مع ہاجرہ کے پالیا۔ اور ان کو پہچان لیا۔ اور اس سبب سے اس مکان کا نام عرفات ہوا۔ اور ایک
روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے روانہ ہونے لگے۔ تو سارہ خاتون
نے ان کو قسم دی۔ کہ ہمارے پاس واپس آنے تک اپنے گھوڑے سے نہ اترنا۔ اس لئے جب ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ
کے پاس پہنچے۔ تو بدستور گھوڑے پر سوار رہے۔ اور اسی حالت میں ہی واپس لوٹ آئے۔ اور اس کے بعد ایک
سال تک سارہ خاتون نے آپ کو باہر نہ جانے دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے سارہ خاتون سے درخواست
کی۔ کہ ہم کو باہر جانے کی اجازت دو۔ انہوں نے جانے کے واسطے آپ کو اجازت دے دی۔ اس سے
آپ گھر سے باہر نکلے۔ اور پھرتے پھراتے مکہ اور مکے کے پہاڑوں تک جا پہنچے۔ ایک رات ڈھونڈتے ہوئے
جا رہے تھے۔ اور پہر رات باقی تھی۔ کہ کوہ عرفات کے دامن میں آپ کو خدا کا حکم پہنچا۔ اور صبح ہوتے ہی آپنے
شہر اور راستوں کو پہچان لیا۔ اور اس پہچاننے کی وجہ سے ہی اس مقام کا نام عرفات رکھا۔ پھر عرض کیا یا اللہ بنا
گھر سا اس شہر میں تو تجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہے جسکی طرف مسلمانوں کے دل مائل ہوں۔ اور دور دور ملکوں
سے۔ اور عطا نے کہا کہ جبرائیل حضرت ابراہیم کو عبادت کی جگہیں دکھاتے تھے اور پوچھتے کہ پہچان لیا وہ کہتے کہ
ہاں پہچان لیا اس واسطے اس مقام کا نام عرفات رکھا گیا۔ اور سعید بن مسیب حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت
کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ اور انہوں نے ملکر حج کیا۔ اور جب عرفات
کے مکان میں پہنچے۔ تو جبرئیلؑ نے پوچھا۔ کہ آپ نے اس مقام کو پہچان لیا۔ آپ نے کہا۔ کہ ہاں میں نے اسے
پہچان لیا ہے کیونکہ وہ پہلے ہی ایک دفعہ اس جگہ پر گئے تھے۔ اسی واسطے اس کا نام عرفات رکھا گیا۔ اور ابو طفیل
کہتے ہیں۔ کہ حضرت عباس رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے پاس تشریف لائے
اور ان کو بتلایا۔ کہ مکہ کی جگہ یہ ہے اور لوگوں کے حاضر ہونے کا مقام بھی بتلایا اور فرمایا کہ اے ابراہیم یہ جگہ تو

کیونکہ پہلے ہر سال کے ہر مہینے میں لوگ حج کیا کرتے تھے۔ اور بعد میں خداوند تعالیٰ نے حج کا ایک وقت مقرر کر دیا۔ اور وقت مقرر کرنے کے بعد اسکو فرض کر دیا اور پھر اس آیت کو نازل فرمایا۔ اور لفظ دین کئی معنوں میں آیا ہے جیسا خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں کئی جگہ فرماتا ہے۔ ایک تو دین دنیا کے معنوں میں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو پکڑ نہیں سکتے تھے۔ یعنے اسکی دنیا اور عادت اور سیرت میں اور دین حساب کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ (درست دین) یعنے درست حساب۔ اور جزا کے معنوں میں بھی ہے۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے (خداوند تعالیٰ قیامت کے دن ان کے عملوں کے موافق بدلہ دیگا یعنے ان کے عملوں کی جزا دیگا۔ اور حکم کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (خدا کے دین میں تم کو لوگوں پر مہربانی نہ پکڑ لے) یعنے خدا کے حکم میں تم لوگوں کی رعایت نہ کرو۔ اور دین عید کے معنوں میں بھی آیا ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے (اور ان لوگوں کو چھوڑ دے جنہوں نے دین کو بازی اور ایک بیہودہ کام قرار دیتے ہیں) یعنے عید کے دن کو بازی اور بیہودگی جانتے ہیں۔ اور زکوٰۃ اور نماز کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ دین سچا ہے) یعنے نماز اور زکوٰۃ اور قیامت کے معنوں میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (وہ دین کے دن کا مالک ہے) یعنے قیامت کے دن کا۔ اور دین یعنے شریعت ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (میں نے آج کے دن تمہارے دین کو کامل کیا) یعنے تمہارے دین کی شریعتوں کو پورا کر دیا ہے ✤

خدا کے قول کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کیا) اور یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کے سوائے باقی سارے صحیفے خدا تعالیٰ نے ایک ہی دفعہ نازل کئے ہیں۔ اور قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔ بعض نے سوال کیا ہے۔ کہ نزول کے اعتبار سے ان میں سے بہتر کون ہے۔ اس کا جواب یہی دیا گیا ہے۔ کہ قرآن شریف بہتر ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے ایک ہی دفعہ توریت کو نازل کیا تو اسکے حکموں کو تو بنی اسرائیل نے قبول کر لیا۔ اور ان پر عمل تھوڑا کیا لیکن پھر اس میں امر اور نواہی کے باب میں جو حکم ہے ان کا سنبھالنا ان لوگوں پر گراں گذرا۔ اس لئے انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی یعنی ان سے روگرداں ہوئے اور قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا۔ اور مسلمانوں کے لئے جو پہلا حکم نازل ہوا ہے۔ وہ خدا کے قول کے موافق یہ ہے۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے اور جب مسلمانوں نے اس کلمے کا اقرار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں داخل کرنے کے لئے ان کا ضامن ہو گیا۔ پس انہوں نے سنا اور اسکی اطاعت کی اس کے بعد حکم ہوا۔ کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعت پڑھو اور دو رکعت آفتاب کے غروب ہونیکے بعد پڑھو۔ اس کے بعد پانچوں وقت کی نماز کا حکم ہوا۔ اور ہجرت کے بعد جمعہ کی نماز کا حکم ہوا۔ پھر فرمان ہوا۔ کہ زکوٰۃ دو۔ اسکے بعد عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اسکے بعد فرمایا کہ ہر ایک مہینے میں تین روزے رکھو اور اس کے بعد ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ اسکے بعد جہاد کے واسطے حکم ہوا۔ اور پھر حج کرنے کے واسطے ارشاد کیا۔ اور جب امر اور نواہی کے سب احکاموں سے فارغ ہو چکا تو رسول مقبول پر حجۃ الوداع کے روز کہ جمعہ اور عرفہ کا دن تھا یہ آیت نازل ہوئی۔ آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے اوپر کامل کیا یعنی تمہاری شریعت کو کامل کیا (آیت کے آخیر تک) اور طارق بن شہاب کی روایت ہے۔ کہ یہودیوں میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا۔ اور کہا کہ جس آیت کو تم پڑھتے ہو۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی اور ہمیں یاد ہوتا کہ فلانے دن اتری ہے تو اس دن کو ہم عید کا دن مقرر کرتے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جواب دیا وہ یہ ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ آخر آیت تک یہ سن کر حضرت عمرؓ

ماں حیلی پڑتی ہیں ٭

عرفہ کے دن اور رات کی بزرگی

رک نے ابوعلی حسن بن احمد سے اور وہ علی محمد بن عبداللہ معدل سے اور وہ ابوعلی بن صواف سے
ماجیہ سے اور وہ عمر بن حفص ابو عمر سے اور وہ محمد بن مروان سے اور وہ ہشام دستوائی
سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے راوی ہیں۔ کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ
کا دن ہے۔ اس سے اور کوئی دن بہتر نہیں۔ اس دن میں اللہ تعالے اہل زمین کی
ان کے رہنے والوں پر فخر کرتا ہے۔ اور ان کو فرماتا ہے۔ کہ میرے ان بندوں کی طرف نگاہ
اور پراگندہ ہیں۔ اور میری رحمت کے امیدوار دور کے راستے سے میری درگاہ میں آکر
اور میرے عذاب سے خوف کرتے ہیں۔ پس جمعہ روز عرفہ کا دن دوزخ کی آگ سے آزادی
بڑھ کر اور کوئی دن آزادی بخشنے والا نہیں ہے۔ اور رحمۃ اللہ ابی محمد حسن بن احمد فارسی سے اور وہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ کے رسول مقبول نے عرفہ کے روز خطبہ پڑھا۔ اور
سے لوگو اونٹوں کے تیز چلانے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ اور نہ گھوڑوں کے دوڑانے میں
اس میں ہے کہ تم اچھی چال چلو۔ اور ضعیف لوگوں سے میل ملاپ رکھو۔ اور کسی مسلمان
ح ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ عرفہ کے دن خداوند تم
نگاہ کرتا ہے۔ اور اگر کسی آدمی کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان کا نور ہوتا ہے۔ تو اسکو
رحم نہیں کھتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ ابن عمر رضہ سے میں نے پوچھا۔ کہ اس دن میں
بندوں کو بخشتا ہے۔ یا صرف اہل عرفہ کو ہی بخشتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ تمام
مختار فرماتا ہے۔ اور رحمۃ اللہ بکار بن محمد بن عنس مازنی سے بصرہ میں اور وہ الی رسر سے اور وہ
تے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن میں خداوند تعالے دنیا کے آسمان
۔ اور اپنے حاجیوں سے آسمان کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور ان کو فرماتا ہے۔ کہ اے
بندوں کی طرف دیکھو کس طرح اپنے بال بکھیرے ہوئے گردآلود ہیں۔ اور میری رحمت کے
اور دور دراز راستے سے میری درگاہ میں آکر حاضر ہوئے ہیں۔ اور میرے عذاب سے ڈرتے
واجب ہے۔ کہ جو لوگ میری زیارت کرنے آئے ہیں۔ میں انکی بزرگی اور عزت کروں
ن کی عزت کرنی لازم ہے۔ تم نے اس بات کا گواہ رہنا۔ کہ میں نے ان لوگوں کو بخشدیا ہے
سطے جگہ مقرر کردی ہے۔ اس کے بعد فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ اے پروردگار ان
تکبر کرتا ہے اور فلاں عورت مغرور ہے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے۔ کہ میں نے ان سب
کا دن دوزخ کی آگ سے آزادی دلانے والا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں ہے
ہ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ شیطان نے
اسطے ایسا کوئی دن نہیں دیکھا جو اسکو ذلیل اور خوار کرنے والا ہو۔ اور مسکین اور لاغر بنانے والا
نے والا اور شرمندگی دلانے والا ہو۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس دن خدا کی رحمت نازل ہوتی
واسطے بخشش حاصل ہوتی ہے۔ مگر بدر کے دن جو کچھ شیطان نے دیکھا تھا وہ اس سے زیادہ
ی کہ اے اللہ کے رسول بدر کے دن شیطان نے کیا دیکھا تھا آپ نے فرمایا کہ اس دن شیطان

ایسی ہے اور وہ جگہ ایسی ہے اور آپ کو یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ تم نے اس کو پہچانا اس سبب سے اس کا نام عرفات ہوا اور اسباط سری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو حج کے واسطے دعوت کی تو سب نے آپ کی دعوت کو لبیک کہا۔ اور لوگ حج کرنے کے واسطے دوڑے اللہ نے حکم دیا۔ کہ عرفات کی طرف جائیں اور ساتھ ہی عرفات کی صفت بھی فرما دی۔ اور یہ اس وقت بیان کی تھی۔ جب کہ آپ ایک درخت کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔ اور جب جمرہ کے پاس گئے۔ جسے جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ تو وہاں شیطان آپ کے سامنے آ گیا۔ اس لئے آپ نے سات سنگریزے پھینکے اور ہر ایک سنگریزہ پھینکتے ہوئے تکبیر کہی۔ اس لئے شیطان غائب ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے جمرہ پر بھی آموجود ہوا۔ وہاں سے بھی اسکو نکالا اور تکبیر کہی۔ پھر جمرہ اول کے پاس چلا گیا اور وہاں بھی آپ نے تکبیر کہی۔ اور شیطان کو باہر نکال دیا۔ اور جب شیطان کو معلوم ہو گیا۔ کہ مجھ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ تو وہاں سے چلدیا۔ اور نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ بھی اس جگہ سے چلکر المجاز میں پہنچے۔ اور جب آپ نے اس مقام میں نگاہ کی۔ آپ نے اُسے نہ پہچانا۔ اور وہاں سے آگے بڑھے۔ اسی واسطے اس کا نام ذوالمجاز رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ عرفات میں گئے۔ اور اس جگہ کھڑے ہوئے۔ اور جب اس مقام کو دیکھا تو جیسے اللہ تعالیٰ نے اسکی صفت کی تھی ویسا ہی اسکو پایا۔ اور اُسے پہچان لیا۔ اس واسطے اس کا نام عرفات پڑا۔ اور اس روز کا نام عرفہ ہوا۔ اور رات کے وقت جمع کے پاس گئے۔ اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔ اور اس جگہ کا نام جمع اسواسطے رکھا ہے کہ یہاں مغرب اور عشا کی نماز اکٹھی پڑھی جاتی ہے۔ اور مشعر حرام کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ مقام حرم کے رجوں میں سے ہے۔ اور یہاں کی کسی جان کو آزار پہنچانا روا نہیں۔ اور ابی صالح روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ کہ اس کو ترویہ اور عرفہ اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ترویہ کی رات میں حضرت ابراہیمؑ کو خواب آیا۔ اس میں آپ نے دیکھا کہ ان کو حکم ہوا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ صبح کے وقت آپ نے اس بات میں غور اور فکر کی رات کے وقت جو میں نے خواب آیا ہے کیا وہ خدا کا حکم ہے یا شیطانی وسواس ہے۔ اور اس غور اور فکر کرنے کے سبب اس روز کا نام ترویہ ہوا۔ عرفہ کی رات میں بھی آپ نے پھر دوسری دفعہ وہی خواب دیکھی۔ اور جب صبح ہوئی۔ تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا حکم ہی ہے اس واسطے اس دن کا نام عرفہ رکھا۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ اس نام پڑنے کا سبب یہ ہے۔ کہ جب لوگ اس مقام پر پہنچے تھے۔ تو یہاں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے تھے اور اصل امر یہ ہے۔ کہ جب حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ تم حج کرو۔ تو آپ عرفہ کے دن عرفات میں جا کر کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا آیت کے آخیر تک اور بعض کہتے ہیں۔ کہ عرفات کو عرف سے اخذ کیا گیا ہے اور وہ ایک خوشبو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (بہشتوں کے واسطے بہشت کو خوشبودار کیا گیا ہے) اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ مقام منیٰ کی طرح ہے اور منیٰ کا نام اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ وہاں خون گرایا جاتا تھا۔ اور خون اور گوبر اس جگہ جمع رہتا تھا۔ اور عرفات ایسی غلاظت سے پاک تھا۔ اور اسی پاک ہونے کے سبب سے اس مقام کو عرفات کہا ہے۔ اور اس جگہ کھڑے ہونیکے دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب لوگ اس مقام پر پہنچے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اس واسطے اسکو عرفہ کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں ناموں کی اصلیت صبر سے ہے جیسا کہ یہ کہتے ہیں۔ رجل عارف یعنی جب کوئی آدمی صابر اور عاجز ہوتا ہے۔ اور النفس عروف جبکہ نفس صابر ہوتا ہے۔ اور وجہ اس مصرعہ کے مضمون پر عمل کرنے والے ہیں۔ [illegible] اس پرچس میں تیزی رہتا ہے۔ پس یہ نام اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ اس میں عاجزی اور بیماری ہوتی ہے۔ اور دعا پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں اور ملامتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور

عباس بن مرداسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی رات میں رسول مقبول نے اپنی اُمت کی آمرزش اور رحمت کے واسطے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور کہا کہ میرے بندوں نے جو خطائیں میری کی ہیں میں نے ان کو بخشدیا۔ اور جن لوگوں نے اوروں پر ظلم کیا ہے۔ ان کو میں نے نہیں بخشا اسکے بعد آپ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ تو اس پر قدرت رکھتا ہے۔ کہ جو اس ستم رسیدہ پر جسقدر ستم اور ظلم ہوا ہے۔ تو اس سے زیادہ اس کو ثواب عطا کرے اور ظالم کو بخشدے۔ بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوا۔ کہ اس شام کو میری یہ دعا مقبول نہیں ہے۔ پس جب مزدلفہ کا دن آیا۔ تو پیغمبر خدا نے پھر یہی دعا مانگی۔ جواب آیا کہ ہر حالت میں ان سب کو میں نے بخشدیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت پیغمبر خدا کو تبسم ہوا۔ اصحابوں میں سے بعض نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول آپ نے ایسے وقت میں تبسم کیا ہے۔ اس سے پہلے آپ ایسے وقت کبھی نہیں ہنسے تھے آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت شیطان لعین پر ہنسا ہوں جو خدا کا دشمن ہے۔ کیونکہ جب شیطان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی اُمت کے حق میں جو دعا میں نے کی ہے اس کو خداوند تعالیٰ نے منظور کر لیا ہے تو اس مردود نے بڑا شور مچایا۔ اور فریاد اور واویلا کیا ہے۔ اور اپنے سر پر اس نے خاک ڈالی ہے۔ اور سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول ایک دفعہ عرفہ کے روز اس جگہ میں تھے۔ جہاں کہ عرفات میں لوگ خداتعالیٰ کی درگاہ میں دعا کے واسطے اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ اور شب روز سے دعائیں مانگتے ہیں لوگ دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہ اسی اثنا میں اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آکر فرمایا کہ اے محمد جو سب دنیا کا سرتاج ہے وہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جسقدر لوگ اکٹھے جمع ہیں۔ اور میرے گھر کی حج اور زیارت کرنیکے واسطے آئے ہیں۔ یہ سب میرے مہمان ہیں اور میں ان کا میزبان ہوں۔ اور میزبان پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کی عزت کرے اس لئے تم گواہ رہو۔ کہ ان سب کو میں نے بخشدیا اور اپنے فرشتوں کو بھی اس بات میں گواہ کرتا ہوں۔ اور جو لوگ جمعہ کے روز زیارت کرنیکے واسطے آتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرونگا۔ اور حضرت علی رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی رات میں خدا کے رسول کھڑے ہوئے تھے اسی اثنا میں لوگوں سے مخاطب ہوئے اور ان کو فرمایا۔ کہ اے خدا کے گروہ کے لوگو تم خوش رہو تم خوش رہو۔ تم خوش رہو۔ آپ نے تین دفعہ یہ مقولہ فرمایا۔ اور بعد میں کہا۔ کہ تم نے خدا سے جس چیز کی درخواست کی ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت کر دیا ہے۔ اور دنیا میں تمہارے خرچ کرنے کی چیزوں میں برکت ڈال دی ہے اور قیامت کو ہر درہم کے بدلہ جو اس کے رستے میں دیا ہوگا۔ خداتعالیٰ ایک ہزار درہم عطا فرمائیگا۔ اور تم اس سے آگاہ رہو۔ کہ میں تم سب کو خوشخبری دیتا ہوں۔ لوگوں نے رسول مقبول کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول جو کچھ آپ فرماتے ہیں سچ ہے۔ غرض جب یہ رات آتی ہے۔ تو اس میں اللہ جلشانہ دنیا کے آسمان کی طرف توجہ فرماتا ہے۔ اور اپنے فرشتوں سے ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم دنیا پر اُتر جاؤ۔ پس فرشتے دنیا پر اُتر آتے ہیں۔ اور اس کثرت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ کہ اگر ایک سوئی گرے تو وہ بھی زمین پر نہ گرے فرشتوں کے سر پر ہی گرے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم میرے بندوں کی طرف نگاہ کرو۔ انکے بال پریشان ہو رہے ہیں۔ اور گرد آلود ہیں۔ اور شہر کی ہر ایک طرف سے آ رہے ہیں۔ کیا تم سنتے ہو۔ کہ کونسی چیز کا یہ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار یہ سب تجھ سے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم اس امر کے گواہ رہو۔ کہ ان سب کو میں نے بخشدیا۔ اور میں وحدہ خداوند ایسا ہی فرماتا ہے۔ اور اسکے بعد کہتا ہے۔ کہ اب تم اپنی جگہ سے نکلو اور ایسی حالت میں نکلو کہ تم سب کے سب بخشے گئے ہو ؁

نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو ملا رہے تھے۔ اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے
فرمایا ہے کہ حج اکبر عرفہ کا دن ہے۔ اور یہ دن فخر کرنے کا دن ہے۔ اس روز میں خداوند تعالیٰ دنیا کے آسمان
کی طرف توجہ کرتا ہے اور اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندوں کو میری زمین میں دیکھو۔ جو میری
صداقت کرتے ہیں۔ اور عرفہ کے دن سے بڑھ کر اور کوئی دن ایسا نہیں ہے۔ کہ وہ دوزخ کی آگ سے
زیادہ آزادی دلانے والا ہو۔ اور ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ روز موعود سے
قیامت کا دن مقصود ہے۔ اور شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ اور عطا ابن
عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اور آدمیوں
سے عموماً اور حضرت عمرؓ سے خصوصاً فخر کرتا ہے۔ اور ابن عمر رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم اس سے خبردار رہو۔ اگر کوئی تم میں سے عرفات سے لوٹ جاوے۔ تو وہ تمام محروموں
میں سے زیادہ محروم ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ اسکو نہیں بخشیگا۔ اور ابی ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی شام
کو اہل مزدلفہ سب کو خداوند تعالیٰ بخشدیتا ہے۔ مگر کبیرے گناہ کرنیوالے نہیں بخشے جاتے۔ اور مزدلفہ کی صبح
کو بخشے آزاد دینے والے اور اہل کبائر ہوتے ہیں ان سب کو بخشش کا خلعت پہنا دیتا ہے اور ہبۃ اللہ ابن مبارک
نے ابوالفتح محمد بن احمد بن مظفری سے جو ناہر کے نام سے معروف ہیں۔ اور وہ ابن علی بن احمد بن ابا سامری
سے اور وہ ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی سے اور وہ ابو مصعب سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ نافع سے اور
وہ ابن عمر سے راوی ہیں۔ کہ رسول خدا ایک دفعہ عرفہ کی رات میں کھڑے رہے اور جب چلنے کو ہوئے
تو آپ نے سب کو فرمایا۔ کہ خاموش ہو جاؤ۔ آپ کے ارشاد کے موافق سب آدمی خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد
آپ نے فرمایا کہ اے لوگو اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔ اور جسقدر تمہارے
نیکوکار آدمی ہیں۔ انکی طفیل تمہارے بدکار آدمیوں کو بخشدیا ہے۔ اور نیکوکار آدمیوں نے جس چیز کی
درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ انہیں عطا فرمائی ہے۔ اور تمہارے گناہوں کو آج کے دن بخشدیا ہے
اور جس نے دوسرے آدمیوں کو ناحق رنج اور تکلیف دی ہے انکو بھی بخشدیا ہے۔ اور ان کے ثواب کا خود
ضامن ہوگیا۔ اب تم خدا کا نام لو اور روانہ ہو پڑو۔ اس لئے ہم روانہ ہو پڑے۔ اور جب چلتے چلتے مزدلفہ میں
پہنچے تو وہاں کھڑے ہو گئے۔ اور صبح تک پیغمبر خدا کے ساتھ اس جگہ میں کھڑا رہے۔ اور چلنے کے وقت بھی آپ
نے سب لوگوں کو کھڑا کیا۔ اور ان کو خاموش رہنے کے واسطے امر کیا۔ اس لئے آپ کے کہنے کے موافق سب
آدمی خاموش رہ گئے۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد کیا کہ اے لوگو آج کے دن میں تمہارے پروردگار نے تمہارے
اوپر احسان کیا ہے۔ اور جو تم میں بد آدمی تھے ان کو تمہارے نیکوکاروں کی طفیل معاف کردیا ہے۔ اور جو لوگ
تم میں سے نیک تھے جو کچھ انہوں نے مانگا۔ وہ ان کو عطا کیا گیا۔ اور جس قدر تمہارے گناہ تھے۔ ان کو آج کے
دن بخشا گیا۔ اور جو لوگ تم کو رنج اور تکلیف دیتے تھے۔ ان کو رنج اور تکلیف دی۔ اور ان کے حق میں خدا تعالیٰ
ثواب دینے کا ضامن ہوا ہے۔ اور اب تم خدا کا نام لو۔ اور اس جگہ سے چلو۔ اس کے بعد ایک اعرابی اٹھا۔
اور اٹھ کر خدا کے رسول کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میں اس
خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس نے تم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کوئی ایسا برا عمل باقی نہیں رہ گیا جسکو میں نے
نہ کیا ہو۔ اور میں نے جھوٹی قسمیں بھی کھائی ہیں۔ جن لوگوں کی آپ نے اس وقت صفت فرمائی ہے کیا میں بھی
ان میں شامل ہوگیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو تیرے پہلے گناہ تھے۔ انکو خداوند تعالیٰ نے بخشدیا ہے تو اونٹ کی مہار
چھوڑ دے۔ اور نئے سرے سے نیک عمل کرنے شروع کر۔ ہبۃ اللہ رضہ ابی علی حسن بن جماعت مقری سے اور وہ

او ندتعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم آگاہ رہو۔ میں نے اُسکے گناہوں کو بخشدیا۔ اور دعاؤں کی نسبت بھی ہبۃ اللہ
ـــ نے واصی شریف ابی الحسن محمد بن علی بن مہدی باللہ سے روایت کی ہے اور وہ ابی الفتح یوسف
ے اور وہ مسروق خواص سے اور وہ عبداللہ بن احمد بن ثابت بزار سے اور وہ ابوب سے یعنی ابن ولید
، اور وہ ابو نصر یعنی ہاشم بن قاسم سے اور وہ محمد بن فضل بن عطیہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عطیہ
ں سے اور وہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ تم کو یہ خبر ملی ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے
معرفت پانچ دعائیں بطور ہدیہ عطا فرمائی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ یہ پانچوں دعائیں پڑھا کرو اور
کے نزدیک عشرہ کے دنوں کی عبادت سے اور کوئی عبادت بڑھ کر نہیں ہے۔ پہلی دعا یہ ہے۔ خدا تم
نگاہ ہے کوئی دوسرا سچا معبود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی اُس کا شریک ہے۔ اور بادشاہت اسی کے
ہے۔ اور حمد بھی اسی کے واسطے مخصوص ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور ہر ایک
ارہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور دوسری دعا یہ ہے میں اس بات کی
ا ہوں۔ کہ خدا برحق کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اور کوئی اس کا
ں اور وہ بے نیاز ہے اور یگانہ ہے اس کی کوئی زوجہ نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی فرزند ہے۔ تیسری یہ
، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا جو یگانہ ہے کوئی دوسرا سچا معبود نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس کا شریک
اسی کے واسطے مخصوص ہے۔ اور اسی کے واسطے ستائش ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا
اپ کبھی نہیں مرتا۔ نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور چوتھی دعا یہ ہے
الٰہی بس ہے اور میرے واسطے کافی ہے۔ اور جو آدمی خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کرتا ہے اسکی دعا سنتا
ے سوا کسی کا کوئی ٹھکانا اور معبود نہیں اور پانچویں دعا یہ ہے۔ اے اللہ سب تعریف کے لائق تو ہی ہے جیسا
تعریف کی ہے اور جسقدر ہم تیری تعریف کریں تو اُسسے بہتر ہے۔ اے اللہ میری نماز اور میری عبادت اور
کانی اور میری موت تیرے واسطے ہی ہے۔ اور میری میراث بھی خاص تیرے واسطے ہی ہے اے اللہ
ورت میں تیرے ہاں میں تیرے عذاب سے اس کی درخواست کرتا ہوں۔ اور کام کی پراگندگی سے
ا ہوں۔ اے اللہ جس چیز پر ہوا چلتی ہے میں اسکی بہتری کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ یعنی اسکی
طا فرما۔ پس حواریوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ اگر کوئی ان دعاؤں کو پڑھے تو اسکو کیا ثواب عطا
پ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی سو دفعہ پہلی دعا کو پڑھے۔ تو قیامت کے دن وہ تمام عابدوں سے نیکیوں میں بڑھا
اور جو آدمی دوسری دعا کو سو دفعہ پڑھیگا۔ خداوند تعالیٰ ہزار در ہزار نیکیاں اس کے حق میں لکھدیگا اور
ی بدیاں دُور کر دیگا۔ اور اس کے واسطے دس ہزار درجے بہشت میں بڑھا دیئے جائینگے۔ اور اگر کوئی آدمی
سری دعا کو پڑھے۔ تو اسکے واسطے آسمانِ دنیا کے ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوتے جنہوں نے
سطے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہونگے۔ اور اس کے واسطے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں رحمت کی درخواست
گے۔ اور جو آدمی سو دفعہ چوتھی دعا کو پڑھتا ہے۔ تو فرشتہ اس دعا کو اُٹھا لیتا ہے اور لیجا کر خداوند تعالےٰ
رکھدیتا ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر کرتا ہے۔ جس نے وہ دعا کی ہوتی ہے۔ اور
، خداوند تعالیٰ نگاہ کرتا ہے۔ اور آدمی کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد لوگوں نے عرض کی کہ
علیہ السلام اگر کوئی پانچوں دعا پڑھے۔ تو اس کو کسقدر ثواب ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سری دعا ہے
کم نہیں ہے۔ کہ میں اس دعا کی خاصیت کو بیان کروں۔ اور امام ہبۃ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد
دمکری سے روایت کی ہے۔ اور وہ خلیفہ بن حسن سے اور وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے

عرفہ کے روز کی بزرگی

عرفہ کے دن کے روزے اور نمازوں اور دعاؤں کے متعلق احکام کے سبب حضرت عبداللہ بن مبارک نے احمد بن
محمد سے روایت کی ہے اور وہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اور وہ اپنے باپ سے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔
کہ اگر کوئی شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے ایک سال کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا
ہے۔ اور حضرت اللہؓ ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عرفہ کے دن میں
روزہ رکھتا ہے وہ روزہ اس کے حق میں دو سال کے واسطے کفارہ ہوتا ہے ایک گذشتہ سال کے واسطے
اور ایک آئندہ سال کے واسطے اور نماز کے بارہ میں بھی حضرت اللہ رہ شیخ ابو علی بن حسن بن احمد بن عبداللہ مقری
سے اور وہ ابو الفتح ہلال بن محمد بن محمد بن جعفر حفار سے اور وہ ابو الحسن علی بن احمد حلوانی سے اور موسیٰ بن عمران
ملی سے اور وہ ابو یوسف بن موسیٰ قطان بن عمر بن نافع سے اور وہ مسعود بن واصل سے اور وہ نہاس بن قہم سے
اور وہ قتادہ سے اور وہ سعید بن مسیب سے اور وہ ابوہریرہ رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔
کہ جو آدمی عرفہ کے روز ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان چار رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ
تو سورہ فاتحہ پڑھے اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ تو اس آدمی کے واسطے اللہ تعالیٰ ہزار در ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے
اور قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے عوض میں اسکو ایک درجہ بہشت میں عنایت کیا جائیگا۔ اور اس درجہ کی
لمبائی اسقدر ہوگی کہ جسقدر پانچسو برس کی راہ ہوتی ہے۔ اور قرآن شریف کے ہر ایک حرف کے عوض
میں اسکو یہ بدلہ ملیگا۔ کہ ایک ایک حرف کے عوض میں ستر ہزار حوریں اس کے نکاح میں آوینگی۔ اور ہر ایک
حور کے پاس موتی اور یاقوت کے ستر ہزار خوانچے موجود ہونگے۔ اور ہر ایک خوان میں ستر ہزار طرح کے کھانے
رکھے ہونگے۔ اور بھنے ہوئے سبز پرند کا گوشت ہوگا۔ جو سردی میں برف کی مانند ہونگے۔ اور مزہ میں شہد کی
طرح شیریں اور انکی خوشبو کستوری کی مانند ہوگی۔ اور وہ چھری سے کاٹا گیا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی آگ پر پکایا
گیا ہوگا۔ اور اس کے ہر ایک لقمہ میں اول سے آخر تک ایک ہی مزہ ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ان
لوگوں کے پیالوں میں جانور خود بخود آ پڑینگے۔ ان کے بازو سرخ یاقوت کے ہونگے اور انکی چونچ سونے
کی ہوگی۔ اور ہر ایک جانور کے ستر ہزار بازو ہونگے۔ اور جب وہ بولینگے تو اس خوش الحانی سے بولیں گے۔ کہ
ویسی خوش آواز کبھی سننے والے کے کان میں نہیں پڑی ہوگی۔ اور وہ ایسی خوش آواز سے یہ کہینگے۔ کہ جو لوگ
اہل عرفہ ہیں انکو خوشی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ جب کوئی انکی خواہش کریگا۔ تو وہ جانور ہر ایک کے پیالہ میں آپ ہی
آ جائیگا۔ اور ستر طرح کے کھانے اسکے بازوؤں سے پیدا ہو کر آپ ہی باہر آ جائینگے۔ اور پھر وہ بہشت میں مزے
سے ان کو کھائیگا۔ اور اسکے بعد وہ جانور اپنے پر جھاڑیگا۔ اور جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو کر اڑ جائیگا۔ اور جب اہل
عرفہ کو قبر میں رکھتے ہیں۔ تو قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے عوض میں اسکو ایک نور مرحمت ہوتا ہے اور اس کی
روشنی اس قدر ہوتی ہے۔ کہ جو لوگ کعبہ کے گرد میں طواف کر رہے ہوتے ہیں انکو اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔ اور
بہشت کی طرف سے بھی اس پر ایک دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اس وقت اس حال کو دیکھ کر بندہ کہتا ہے کہ
اے میرے پروردگار تو قیامت کو قائم کر دے۔ اور اسکی درخواست کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ میرے حال پر
خداوند تعالیٰ کا کرم ہے اور بیشمار ثواب ملنے والا ہے۔ اور حضرت اللہ بن مبارک رحمہ نے حسن سے اور اس نے علی
ابن ابی طالب سے اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی
آدمی عرفہ کے دن دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے۔ اور بسم اللہ سے شروع
کرے۔ اور آمین پر ختم کرے۔ اور تین دفعہ قل یایہا الکافرون اور ایک دفعہ قل ہو اللہ معہ بسم اللہ پڑھے تو اس کی

علم اور قدرت سے ہر ایک چیز کو گھیر لیا ہے۔ اور اس کے بعد شیطان مردود سے پناہ مانگا کرتے تھے اور پھر دفعہ یہ فرمایا کرتے
اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے اس کے بعد تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور ہر ایک دفعہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑھ لیتے تھے اور آمین کے ساتھ ختم کرتے تھے۔ اور سو دفعہ سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد سو مرتبہ یہ کہا کرتے
تھے۔ اے اللہ اپنے امی نبی کے اوپر رحمت نازل کر اور اپنی برکتیں بھیج اور اس کے بعد آپ کی جو حاجت اور آرزو ہوتی
تھی اسکو بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو
فرمایا ہے کہ اے میرے فرشتو تم میرے اس بندہ کی طرف نگاہ کرو۔ اور دیکھو کہ کیسے سچے ارادہ سے یہ میرے گھر کی
طرف منہ کر رہا ہے۔ اور میری تکبیر کہتا ہے۔ اور میرے واسطے لبیک کہہ رہا ہے اور میری تسبیح پڑھ رہا ہے۔ یہ
مجھ کو یگانہ جانتا ہے اور میری تہلیل بیان کرتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیئے کہ جن عورتوں کو میں زیادہ دوست رکھتا
ہوں۔ ان کو پڑھیں اور میرے رسول کے اوپر درود بھیجیں۔ اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے اس کے عمل کو قبول کر لیا
ہے۔ اور اس کا اجر دینے کو اپنے اوپر واجب کیا ہے اور اس کے گناہوں کو میں نے بخش دیا ہے۔ اس کا سوال
میں نے قبول کر لیا ہے ✤

عرفہ کے دن جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور خضر علیہ السلام کی دعا

ہبۃ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری سے اور وہ حسن بن عمران مؤذن سے اور وہ ابوالقاسم دار
زی اور وہ ابو علی حسن بن علی سے اور وہ احمد بن عمار سے اور وہ محمد بن مہدی سے اور وہ ابن جریج سے اور وہ عطار
سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہر سال میں خشکی اور تری کے تمام لوگ مکہ میں
آکر جمع ہوتے ہیں۔ اور تری کے لوگوں سے حضرت الیاس اور حضرت خضر مراد ہیں اور یہ ایک دوسرے کا سر
مونڈتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے یہ کہتا ہے کہ یہ پڑھو بسم اللہ ما شاء اللہ خدا کے سوا کوئی نیکی نہیں لاتا
بسم اللہ ما شاء اللہ تھوڑی بہت جسقدر نعمت ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہی ہے۔ بسم اللہ ما شاء اللہ
خداوند تعالیٰ کے حکم کے سوا کسی چیز کو گردش نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی چیز کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور ابن عباس
کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی ہر روز اس دعا کو پڑھا کرے۔ تو وہ ڈوبنے اور آگ میں جلنے اور مال کے چوری ہو جانے سے
بچا رہتا ہے۔ اور رات کے آنے تک مکروہ چیزوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جب رات کو پڑھتا ہے تو صبح تک خداوند تعالیٰ
کی حفاظت میں رہتا ہے۔ اور ہبۃ اللہ حسن بن احمد زہری سے اور وہ ابو طالب بن حمدان بکری سے اور وہ اسمعیل سے اور
وہ عباس دوری سے اور وہ عبید اللہ بن اسحاق عطار بن محمد بن بشر قیس سے اور وہ عبد اللہ بن حسن سے اور وہ اپنے
باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ علی رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کے روز حضرت جبرائیل میکائیل اسرافیل
اور خضر عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر جبرائیل اسطرح کہتا ہے کہ جو کچھ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور خدا
کے حکم کے سوا کسی چیز کو گردش اور قوت حاصل نہیں ہوتی۔ اور میکائیل کہتا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہو جاتا ہے ہر ایک
نعمت اللہ کی طرف سے ہی ہے۔ اور اسرافیل کہتا ہے کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور جسقدر بھلائیاں ہیں۔
وہ سب خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اس کے بعد خضر کہتا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور خدا کے سوا کوئی
بدی کو دور نہیں کر سکتا۔ اور اس کے بعد سب چلے جاتے ہیں۔ اور پھر سال بھر تک اس دن تک اکٹھے نہیں ہوتے۔
واللہ اعلم بالصواب ✤

دعاؤں کا بیان

اس طرح لکھے ہیں کہ جب مسلمان موقف میں جا کھڑے ہوتے تھے۔ تو اکثر ان کا یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے
ہمارے پروردگار تو ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی دے۔ اور دوزخ کی آگ سے ہم کو نگاہ رکھ اور مجاہد ابن عباس سے

ہیں کہ پیغمبر خدا اس دُعا کو عرفہ کے دنوں میں بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ اور اس میں یہ کہا کرتے تھے یعنی کہ تو نے
آپ فرمائی ہے ویسی حمد تیرے واسطے ہی ہے۔ اور جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں تو اس سے بھی بہتر ہے۔ اے اللہ میری نماز
اور میری عبادت اور میری زندگانی اور میری موت خاص تیرے واسطے ہی ہے۔ اور میری میراث بھی تیرے لئے
ہی ہے۔ اے اللہ میں تیرے ہاں اس چاہتا ہوں کہ مجھے قبر کے عذاب اور سینہ کے فتنہ اور کام کی پراگندگی سے
نگاہ اور محفوظ رکھ۔ اے اللہ جس چیز کے ساتھ ہوا چلتی ہے۔ میں تجھ سے اسکی بہتر چیز کی درخواست کرتا
ہوں۔ وہ مجھے عطا فرما۔ اور ہبۃ اللہ بن مبارکؒ موسیٰ بن عبیدہ سے اور وہ علی بن اسمٰعیل سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز میں میری دُعا اور پہلے نبیوں کی دعا یہ ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ
کے سوا جو یگانہ ہے دوسرا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔ ملک اسی کا ہے۔ اور اسی کے واسطے
ستائش اور حمد ہے۔ اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور ڈال اور میرے کانوں میں بھی
نور کو داخل کر دے۔ اور میری آنکھوں میں بھی نور بھر دے۔ اے اللہ میرے واسطے میرے سینہ کو کھول دے
اور میرے کام کو آسان کر۔ اے اللہ میں سینہ کے وسوسوں اور قبر کے فتنے اور کام کی پراگندگی سے تیرے ہاں اس
کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ رات اور دن کی شرارت سے میں تجھ سے اس چاہتا ہوں۔ اور ہوا کے چلنے
سے اور زمانہ کے حادثوں سے جو شر اور بدی پیدا ہوتی ہے۔ میں اس سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں۔ اور
ضحاکؒ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جب لوگ جمع تھے۔ تو اس وقت خدا کے رسولؐ [illegible]
نے فرمایا کہ یہ روز حج اکبر ہے۔ اور آج کے دن یعنی عرفہ کے روز جو اس جگہ نہیں آئیگا۔ اس کا حج نہیں ہوگا۔
پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ روز خدا کی درگاہ میں سوال اور دُعا کرنے کا ہے اور تہلیل اور تکبیر پڑھنے کا روز ہے
اور لبیک کہنے کا۔ اگر کوئی آدمی آج کے دن اس مقام میں پہنچ جائے۔ اور خدا کی درگاہ میں دعا نہ کرے اس
سے محروم رہے تو وہ تمام نیکیوں سے بھی محروم رہتا ہے۔ اور جس سے تم کچھ مانگتے ہو وہ بڑا سخی ہے بخیل نہیں اور حلیم
ہے اور عالم ہے وہ اپنے بندوں کی دعا کو فراموش نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی مقیم عرفہ کے دن روزہ رکھے تو گویا وہ
اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزے رکھ لیتا ہے ◆

عرفہ کی رات میں خدا کے رسُول کی خاص دُعاء

عرفہ کی رات کو پیغمبر خدا خاص دُعا کیا کرتے تھے ہبۃ اللہ بن مبارکؒ قاضی ابو القاسم عبد الرحمٰن علی بن حسن بن
بن عبد الکریم عسکری سے اور وہ علی بن محمد بن عبید اللہ معدل سے اور وہ محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم سے اور وہ محمد بن احمد
ابی شیبہ سے اور وہ علی سے اور وہ مسلم سے اور وہ ابن ابی فدیک سے اور وہ ابراہیم بن فضل مخزومی سے اور وہ سلیمان
بن زید سے اور وہ حکیم بن حسان سے اور وہ علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسُول مقبول
نے فرمایا ہے کہ عرفہ کی شام کو اس دعا سے جو آگے مذکور ہوتی ہے موقف میں اور کوئی بہتر قول اور عمل نہیں ہے [illegible]
اور جو کوئی اس دُعا کو پڑھے خداوند تعالیٰ اس پر سب سے پہلے نظر کرتا ہے۔ اس کے پڑھنے کے وقت رسول مقبول
قبلہ کی طرف منہ کر کے عرفہ میں کھڑے ہوتے اور دعا کرنے والے لوگوں کی طرح اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیتے تھے
اور تین دفعہ لبیک کہا کرتے تھے۔ اور سو دفعہ یہ کہتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کے سوا جو یگانہ ہے اور کوئی معبود نہیں
ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے بادشاہی اسی کی ہے۔ اور اسی کے واسطے حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا
ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں نیکی ہے۔ اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اور اس کے بعد
سو مرتبہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ خدا کے حکم اور ارادہ کے سوا کسی چیز کو گردش نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی چیز کو اس کے
سوا طاقت ہوتی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ نے اپنے

کے واسطے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اس وقت اس بیمار کا حال ایسا تھا جیسا کہ نوچے ہوئے پروں والا پرندہ ہوتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ خدا کی درگاہ میں تو کوئی دعا کیا کرتا تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول میں خدا کی درگاہ میں ہمیشہ یہ دعا کیا کرتا تھا۔ کہ اے اللہ جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے وہ دنیا میں ہی مجھے دے دے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ پاک ہے۔ اور پاکی اسی کو لائق ہے۔ تو نے اس عذاب کے دنیا میں ملنے کی کیوں درخواست کی۔ دنیا میں اسکے برداشت کرنے کے واسطے تم کو طاقت نہیں ہے۔ تجھ کو یہ دعا مانگنی چاہئے تھی۔ اے اللہ تو مجھے دنیا اور آخرت میں نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے مجھے بچا پس اس بیمار نے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی دعا کی جو خدا کے رسول مقبول نے فرمائی تھی اور اس سے خداوند نے اس کو شفا بخشدی۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں نیکی سنت ہے اور آخرت میں جنت ہے اور بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس آیت سے وہ لوگ مقصود ہیں۔ جن کو خدا نے دنیا میں اسلام کی نعمت عطا کی ہے۔ قرآن کی نعمت بخشی ہے اہل اور عیال اور مال لطف فرمایا ہے۔ اور ان لوگوں کے واسطے دنیا کی نیکی بھی ہے۔ اور آخرت کی نیکی بھی ہے۔ اور عبدالعلی بن وہب سے راوی ہیں۔ کہ سفیان ثوری نے اس آیت کے معنے یہ کئے ہیں۔ دنیا کی نیکی سے تو پاک رزق مقصود ہے۔ اور آخرت کی نیکی سے جنت کا عطاء ہونا مراد ہے۔

عید الضحیٰ اور نحر کے دن کی بزرگیاں اور ان کی فضیلتیں

خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے (ہم نے تجھ کو کوثر دیا ہے پس تو اپنے پروردگار کے واسطے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے نسل برا دشمن ہے) اور عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد بہت سی نیکیوں کا عطا ہونا ہے۔ اور قرآن اور نبوت بھی ان نیکیوں میں شامل ہے۔ اور وہ نہر بھی داخل ہے جو بہشت میں جاری ہے۔ اور اسکی سطح موتی کی بند حوض دار ہے اور سرپا قوت کے آبخورے اس کے کناروں پر سجے ہوئے ہیں۔ اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مکھن سے زیادہ نرم۔ اور اس نہر کا کیچڑ کستوری خالص ہے۔ اس نہر کی مٹی کافور سفید ہے اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں۔ اور اس تری سے بنی ہے جتنے کمال سے ہیں۔ یہ نہر خداوند تعالیٰ نے محمد صلعم کو عطا فرمائی ہے۔ اور مقاتل کہتے ہیں۔ کہ یہ نہر بہشت کے درمیان چلتی ہے۔ اور اس کا نام کوثر اس واسطے رکھا ہے۔ کہ بہشت کی جتنی نہریں ہیں۔ ان سب سے بڑی نہر ہے۔ اور بڑی زور شور سے اسکی موج اچھلتی ہوئی جاتی ہے۔ اور اس کی رفتار ایسی ہے جیسے کہ تیر اور اس کی مٹی خالص کستوری ہے۔ اور اس کے سنگریزے یاقوت اور زبرجد اور مروارید ہیں۔ اور سفیدی میں برف سے زیادہ سفید ہے اور مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ اور اس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے۔ اور اس کے کناروں پر گنبد بنے ہوئے ہیں اور یہ گنبد جوف دار مروارید کے بنائے گئے ہیں۔ اور اسکی درازی تو سو کوس ہے۔ اور چار ہزار سونے کے دروازے ہر گنبد میں بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک گنبد میں ایک ایک بی بی حور موٹی آنکھ والی ہوگی۔ اور ستر ہزار خدمتگار ہر ایک حور کی خدمت میں ہونگے۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں جبرئیل سے پوچھا کہ بہشت کی نہر پر یہ خیمے کیسے نظر آتے ہیں اس نے جواب دیا۔ کہ یہ آپکی بیبیوں کے گھر ہیں۔ اور کوثر سے بہشت کے لوگوں کے واسطے چار نہریں نکلی ہوئی ہیں۔ ان نہروں کا ذکر خداوند تعالیٰ نے سورۃ محمد صلعم میں کیا ہے۔ ان میں سے ایک نہر تو پانی کی ہے۔ اور دوسری نہر دودھ کی ہے اور تیسری نہر شراب کی ہے اور چوتھی نہر شہد کی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ مقاتل اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ اپنے خدا کے واسطے پانچوں وقتوں کی نماز پڑھ اور

روایت کرتے ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اسی وقت سے رکن یمانی کے پاس ایک
فرشتہ کھڑا ہوا ہے۔ اور آمین کہہ رہا ہے پس اے لوگو تم یہ کہو۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا اور آخرت میں نیکی عطا
کر اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حماد بن ثابت کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے
انس بن مالک کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہمارے واسطے دُعا کرو۔ آپ نے فرمایا۔ اے ہمارے اللہ دنیا اور
آخرت میں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس پر کچھ اور بھی زیادتی
کرو۔ آپ نے پھر بھی یہی دُعا پڑھی لوگوں نے پھر درخواست کی۔ کہ کچھ اور بھی آپ پڑھائیں۔ آپ نے جواب میں
ان کو فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ تم اور کیا چاہتے ہو۔ دُنیا اور آخرت کی بہتری کی دعاؤں میں نے تمہارے واسطے مانگ
لی ہے۔ پس اس سے بہتر اور کونسی خیر ہے۔ اور حضرت انس رض کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول اکثر یہ دُعا مانگا
کرتے تھے اے ہمارے پروردگار تو ہم کو دنیا اور آخرت کی نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اور
خداوند تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ جو آدمی اس دعا سے اللہ کو یاد کرتا ہے اسکو خداوند تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے فضل
کا ایک حصہ اور بھی زیادہ عطا کر دیتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض آدمی یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے
ہمارے پروردگار دنیا میں ہم کو اونٹ بکریاں اور گائیں اور غلام اور لونڈیاں دے اور سونا اور چاندی دے۔
پس یہ آدمی دنیا کی ہر ایک چیز کا ہی ارادہ کرتا ہے اس لئے سب کچھ دُنیا کے واسطے ہی جمع کرتا ہے اور دنیا کے
واسطے ہی عمل کرتا ہے۔ اور دنیا کی ہی مصیبت اُٹھاتا ہے۔ اس واسطے دنیا ہی اسکی مراد ہوتی ہے اور وہی اسکی
خواہش ہوتی ہے۔ اور وہی اس کا مطلوب ہوتا ہے۔ اور اس آدمی کے حق میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور
اس آدمی کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور بعض لوگ یہ دعا مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہم کو دنیا کی
نیکی عطا فرما۔ اور ہم کو آخرت کی نیکی عنایت کر۔ اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اور یہ مقولہ مومنوں اور
مومن لوگوں کی زبان سے ہی نکلتا ہے۔ اور علماء نیکیوں کے معنے میں اختلاف کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب فرماتا
ہے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نیکی دے یعنی ہم کو صالحہ عورت عطا فرما۔ اور آخرت میں حور ایسی عطا فرما۔
اور دوزخ کے نگاہ رکھنے سے مراد ہے بُری عورت۔ اور حضرت حسن رض کہتے ہیں کہ دُنیا کی نیکی سے مراد علم اور
عبادت ہے اور آخرت کی نیکی سے مراد بہشت ہے۔ اور سدی اور ابن حبان کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کی نیکی سے
یہ چیزیں مراد ہیں رزق حلال۔ فراخی اور نیک کام۔ اور آخرت کی نیکی سے مغفرت اور ثواب مقصود ہیں۔ اور
عطیہ کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کی نیکی یہ ہے۔ کہ علم حاصل ہو۔ اور اس پر عمل نصیب ہو اور آخرت کی نیکی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ
حساب کی آسانی ہو۔ اور بہشت میں دخول نصیب ہو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کی نیکی سے خدا کی توفیق اور بچاؤ مقصود
ہے۔ اور آخرت کی نیکی نجات ہے اور خداوند تعالیٰ کی رحمت۔ اور بعض لوگوں کا یہ مقصود ہے کہ دنیا کی نیکی یہ ہے۔
کہ آدمی کو صالح اولاد نصیب ہو۔ اور آخرت کی نیکی یہ ہے۔ کہ پیغمبروں کی موافقت حاصل ہو۔ اور بعض کہتے
ہیں۔ کہ دنیا کی نیکی تو مال اور نعمت ہے اور آخرت کی نیکی نعمت کا پورا ہو جانا ہے۔ اور نعمت کا پورا ہونا یہ ہے کہ دوزخ
کی آگ سے خداوند تعالیٰ نجات دے اور بہشت میں داخل فرمائے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کی نیکی تو
اخلاص ہے اور آخرت کی نیکی خلاصی پانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کی نیکی ایمان پر قائم رہنا ہے۔ اور آخرت کی
نیکی سلامتی اور خدا کی خوشنودی کا حاصل ہونا اور بعض بزرگوں نے یہ کہا ہے۔ کہ دُنیا کی نیکی تو یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ
طاعت کی حلاوت نصیب کرے اور آخرت کی نیکی دیدار کی لذت کا حاصل ہونا ہے۔ اور قتادہ رح کہتا ہے۔ کہ دنیا
کی نیکی دنیا میں عافیت کا حاصل ہونا اور آخرت کی نیکی آخرت میں عافیت کا ہونا ہے۔ اور اس قول کی تصدیق
اور تائید میں انس رض سے ثابت بنانی کی روایت ہے کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ایک بیمار آدمی کے پوچھنے

لوگ ہمارے رستہ کی تلاش اور کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہ دکھلینگے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم
ساتھ یاد کرو میں تم کو اپنی بخشش کے ساتھ یاد کرونگا جیسا کہ فرماتا ہے کہ تم خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا
ور فضیل بن عیاض کہتے ہیں۔ کہ اس کے یہ معنے ہیں تم عبادت کے ساتھ مجھ کو یاد کرو میں تم کو ثواب
ذکر ونگا۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں
، اجر کو ضائع نہیں کرینگے۔ اور نیک عمل کرنے والوں کے واسطے بہشت عدن ہے الخ) اور خدا نے
، فرمایا ہے کہ جس آدمی نے خدا کی اطاعت کی اس نے اللہ کو یاد کیا اگرچہ اس نے روزہ اور نماز اور قرآ
ن کمی ہی کی ہو اور جو آدمی خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ خداوند تعالیٰ کو فراموش کردیتا ہے۔
ہت سی نمازیں پڑھتا ہو۔ اور روزے رکھتا ہو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہو۔ اور ابوبکر صدیق
ہ عبادت کے لئے توحید کافی ہے اور ثواب میں بہشت کافی ہے۔ اور ابن کیسان کہتے ہیں۔ کہ اس
یں۔ کہ تم شکر کے ساتھ مجھے یاد کرو۔ میں تم کو نعمت کی زیادتی کے ساتھ یاد کرونگا۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے
تم نے شکر کیا۔ تو میں تمہارے واسطے نعمت کو زیادہ کرونگا۔ اور بعض نے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ تم توحید
سے مجھے یاد کرو۔ میں تم کو بہشت کے درجوں کے ساتھ یاد کرونگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے
انہوں نے نیک عمل کئے ہیں۔ ان کو یہ خوشخبری دے کہ تمہارے واسطے بہشت ہے۔ جس کے
جاری ہیں۔ اور بعض نے یہ معنے کئے ہیں۔ تم زمین کی پشت پر مجھے یاد کرو۔ اور میں تم کو زمین کے
ت یاد کرونگا۔ جبکہ زمین کے تمام لوگ تم کو بھولے ہوئے ہونگے۔ جیسا کہ اصمعی رح کہتے ہیں۔ میں نے
عرفات میں ایک اعرابی کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ جو یہ کہہ رہا تھا۔ الٰہی ہر قسم کی زبانوں سے تیری
یں بلند ہوئی ہیں۔ اور وہ تجھ سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں اور تیری جناب میں میری حاجت یہ
ے بلا کے وقت یاد فرمائے۔ جبکہ میرے اہل مجھ کو بھول جائیں۔ اور بعض یہ معنے کرتے
مجھے طاعت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عفو کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور اسکی دلیل یہ دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ
اگر کوئی عورت یا مرد نیک عمل کرے۔ اور وہ مومن ہو۔ تو ہم اس کو پاک زندگی کے ساتھ زندہ
ر بعض یہ کہتے ہیں کہ فرماتا ہے کہ تم ظاہر اور باطن میں مجھ کو یاد کرو۔ میں بھی تم کو ظاہر اور باطن
نگا۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ بعض کتابوں میں خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ کہ جسقدر بندہ
ہ میری طرف گمان رکھتا ہے۔ میں بھی اسی طرح ہی اسکی طرف نزدیک ہوں۔ پس جس طرح
کرے۔ اور جب یاد کرتا ہے۔ تو اس وقت میں اُسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس جو آدمی مجھے اپنے
دکرتا ہو۔ میں اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی آدمی مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے
اپنی نیک جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اور جو آدمی ایک بالشت بھر میرے نزدیک ہوتا ہے۔
پھر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ (اور اگر کوئی ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں دو گز اسکے
جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی چل کر میرے پاس آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔ اور
میرے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ وہ زمین کے برابر گناہوں سے لدا ہوا ہوتا ہے۔ تو
ی ہی آمرزش سے اس کا استقبال کرتا ہوں۔ مگر اس میں یہ شرط ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ
ے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ تم مجھے نعمت اور آسائش کے وقت یاد
کو بلاؤں اور سختی میں یاد کروں گا۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے اگر وہ (یونس) تسبیح کہنے
سے نہ ہوتا۔ تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔ اور سلمان فارسی رح کہتے ہیں۔ جب

قربانی کے دن خدا کے لئے اونٹ کی قربانی کر اور بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا کے واسطے عید کی نماز پڑھ اور پھر اس اونٹ کی قربانی کر۔ اور بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ تکبیر کہتا ہوا اپنے ہاتھ اپنے گلے کی طرف اٹھا یعنے نماز پڑھے کی سب کر۔ اور بعض کا یہ مقولہ ہے۔ کہ اس کے معنے یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر اور جو خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ (وہ بے نسل تیرا دشمن ہے) اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول بنی سہم بن عمرو بن حصیص کے دروازے سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اس وقت قریشی لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ آکر بیٹھے نہیں آتے ہی کھڑے کھڑے باب صفا کی طرف چلے گئے۔ ان قریشی لوگوں نے آنحضرت صلعم کو جاتے وقت تو دیکھا اور آتے ہوئے آپ کو نہ دیکھا۔ عاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سعد بن سہم آرہا تھا وہ آتا ہوا صفا کے دروازہ پر آپ کو ملا جب آپ اس دروازہ سے نکل رہے تھے۔ اور اس وقت آپ کا بیٹا عبداللہ فوت ہو چکا تھا اور اس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ کہ جس آدمی کا بیٹا مر جاتا تھا اور اس کا کوئی وارث باقی نہیں رہتا تھا اس کو ابتر کہا کرتے۔ یعنے بے نسل اور جب عاص بن وائل اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ رستے میں تم کو کون ملا ہے۔ جواب دیا ابتر سے ملا ہوں۔ اس واسطے خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کہ تیرا دشمن جو تجھ سے بغض رکھنے والا ہے وہ ابتر ہے یعنے اس کی قسم کٹی ہوئی ہے۔ اور نیکی اس سے دور کی گئی ہے۔ اور اس آدمی کا نام عاص بن وائل ہے۔ اللہ فرمایا اے محمد صلعم تو میرے نام کے ساتھ یاد کیا گیا ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تمام آدمیوں میں سے اپنے رسول مقبول کا مرتبہ بہت بلند بنایا ہے۔ اور اللہ جلشانہ نے فرماتا ہے کہ دیکیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا۔ اور جس بوجھ نے تیری پیٹھ کو توڑ رکھا تھا۔ ہم نے دین بوجھ کو تجھ سے ہلکا نہیں کیا) ہر ایک عیدہ اور جمعہ کے دن ممبروں پر آپ کے نام کو یاد کرتے ہیں۔ مسجدوں میں آپ کا نام لیتے ہیں۔ اذان کے وقت اور اقامت اور نماز میں آپ کے نام کا ذکر کرتے ہیں۔ نکاح کے وقت خطبوں کے وقت۔ بات چیت کرتے ہوئے ہر ایک جگہ آپ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور آپ کے ٹھہرنے کی جگہ فردوس کے عالی مکانوں میں بنائی گئی ہے۔ اور اس بے دین دشمن نے آپ کے حق میں جو کچھ کہا تھا اس سے آپ کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچا۔ اور عاص بن وائل کی جگہ دوزخ میں بنائی گئی ہے اور طرح طرح کا عذاب اس کے نصیب ہوا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے رسول کی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومن آدمیوں کو جو نبی صلعم کے دوست ہوتے ہیں۔ محبت اور ایمان کا صلہ بہشت میں عطا کرتا ہے۔ اور جو اس کے دشمن اور منافق اور کافر ہوتے ہیں ان کو دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہے اور ان میں جلاتا ہے +

نماز اور قربانی میں خداوند تعالیٰ کا قول

اللہ جلشانہ نے اپنے رسول مقبول کو اور انکی امت کو ارشاد فرماتا ہے۔ کہ تم نماز پڑھو اور نماز کے بعد جہد اور احکام بجالانے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے بعض تو ذکر ہیں اور بعض دعائیں ہیں۔ اور بعض قربانی کے متعلق ہیں +

خداوند تعالیٰ کے قول کا بیان

اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا اور فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ مجھے بہت یاد کرو تاکہ میں تم کو یاد کروں اور میرا شکر کرو اور میری نعمت کا کفران مت کرو۔ اور علماء نے اس قول کے معنوں میں اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ اس قول کے معنے یہ ہیں۔ تم عبادت کے ساتھ مجھے یاد کرو اور میں تم کو اپنی مدد سے یاد کرونگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

آیت کے معنے یہ ہیں کہ ایسا کوئی بندہ نہیں ہے جو خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اسکو یاد نہیں فرماتا۔ جو مومن خدا کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس مومن کو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے۔ اور جو اس کو کفر سے یاد کرتا ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ ملامت عذاب سے یاد کرتا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ کہ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کو اس طرح کی چیزیں عطا کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ جبرائیل اور میکائیل کو عنایت کی جائیں تو ان کے واسطے وہ بہت بڑے عظیم امر کا باعث ہوں میں نے اپنے بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم ظالم لوگوں سے یہ کہدو کہ تم مجھے یاد نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص مجھ کو یاد کرتا ہے۔ میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں اور ظالم آدمیوں کو میرا یاد کرنا یہ ہے کہ میں ان پر لعنت کرتا ہوں اور ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ جب میرا پروردگار مجھ کو یاد فرماتا ہے۔ تو اس وقت مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا تم کو یہ بات کیونکر معلوم ہو جاتی ہے۔ جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو یاد کرونگا۔ پس جب میں خدا کو یاد کرتا ہوں۔ تو اس وقت وہ مجھے بھی یاد کرتا ہوگا۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے داود تو میرا ذکر کرتا ہے۔ اسلئے مجھ سے اور میرے ذکر سے خوش اور خرم رہو اور میری نعمت کا شکر کر۔ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ ایک جانور خیر کے واسطے تکلیف پیدا کی گئی ہے۔ اور عابد آدمی کی تکلیف یہ ہے کہ خدا کا ذکر اس سے منقطع کیا جائے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی کے دل میں خداوند تعالیٰ کا ذکر بیٹھ جائے اور اس میں اچھی طرح اسکا اثر ہو جائے۔ اور اس کے بعد اس کے پاس شیطان آئے تو اس حالت میں شیطان کو مرگی کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ اور ایسا ہی جو اس باعث ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ شیطان کے غلبہ پانے سے آدمی کے ہوش اور حواس جاتے رہتے ہیں۔ اور جب اس ہوش اور حواس باختہ شیطان کو باقی شیطان اور شیطانو گرتے دیکھتے ہیں۔ تو وہ آپس میں کہتے ہیں کہ اس کو کیا عارضہ ہو گیا ہے۔ کیا یہ کسی انسان کے ساتھ چھو تو نہیں گیا۔ اور سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سب سے بدتر یہ گناہ ہے کہ آدمی خداوند تعالیٰ کو بھول جاوے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ جو خفی ذکر ہوتا ہے اسکو فرشتے آسمان پر نہیں لیجاتے کیونکہ فرشتوں کو اس ذکر کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور وہ بندے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان میں چھپا رہتا ہے۔ اور ایک آدمی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص خدا کا ذکر کرنے والا تھا۔ ہم نے اسکی تعریف سنی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک جنگل میں رہتا ہے۔ اس لئے جہاں وہ رہتا تھا وہاں ہم گئے اور جا کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اچانک ایک عظیم الشان درندہ اس جنگل میں سے نکلا اور آتے ہی اس ذکر کرنے والے پر ایک سخت ضرب لگائی اور اپنے پنجے سے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا نوچ لیا اور اس کو اس صدمہ سے غش آ گیا۔ اور ہم بھی خوف کے مارے بیہوش ہو گئے۔ اور جب ہوش آیا۔ تو ہم نے اس ذاکر آدمی سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے خدا کے ذکر میں سستی کی تھی۔ اس واسطے اللہ جل شانہ نے میری سزا دہی کے واسطے اس درندہ جانور کو مقرر کیا ہے۔ اس واسطے اس نے آکر مجھ کو کاٹ کھایا ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے ۞

دُعاء کا بیان

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے۔ تم مجھ سے دُعا مانگو۔ اور میں تمہاری دُعا کو قبول کرونگا) اور فرمایا ہے کہ جب تو نماز سے فراغت پائے تو کھڑا ہو کر اپنے خدا کی درگاہ میں دعا کر اور اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب مجھ سے میرے بندے سوال کرتے ہیں۔ تو میں اس وقت ان کے نزدیک ہوتا ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں مفسروں کو اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ کلبی ابی صالح

کوئی آدمی خوشی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس وقت دعا کرتا ہے۔ اور بعد میں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے
تو فرشتے اُسکے واسطے خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اے پروردگار تیرا بندہ بلا میں گرفتار ہے۔ ہم اسکی
سفارش کرتے ہیں۔ تو اسکو بخش دے۔ خداوند تعالےٰ اسکی شفاعت کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اگر اس نے دعا نہیں
کی ہوتی۔ اور بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت خدا کی درگاہ میں دعا کرتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ
پہلے تو غافل رہا ہے اور اب بلا میں گرفتار ہوا ہے تو دعا کرنے لگ پڑا ہے۔ اس لئے اسکی سفارش نہیں کرتے جیسا کہ
فرعون کے قصہ میں مذکور ہوا ہے۔ اس کو فرمایا ہے کہ اب تو توبہ کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے ہمیشہ نافرمان
رہا ہے۔ اور بعض اسکے معنے یہ کرتے ہیں کہ تم مجھے تسلیم اور رضا کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو اپنے اختیار کے ساتھ
اختیار کرونگا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (جو آدمی خدا پر توکل کرتا ہے اسکے واسطے وہی کافی ہے) اور بعض یہ
معنے کرتے ہیں کہ خدا نے فرمایا ہے تم مجھ کو شوق اور محبت سے یاد کرو۔ میں تم کو اپنے وصل اور اپنی قرب سے
یاد کرونگا اور بعض نے اسکے معنے یہ کئے ہیں کہ تم مجھ کو بزرگی اور تعریف کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو عطا اور جزا
کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ تم مجھ کو توبہ کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو گناہ
کے بخشنے کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تم کو عطا سے یاد کرونگا۔ تم مجھ کو سوال سے یاد کرو۔
میں تم کو کرم کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم میری یاد میں غفلت نہ کروگے۔ تو میں بھی تمہاری یاد میں توقف نہیں کرونگا
تم مجھ کو ندامت کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو فائدہ پہنچانے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو عذر خواہی سے یاد کروگے
تو میں مغفرت کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور اگر تم مجھ کو ارادت سے یاد کروگے۔ تو میں تم کو فائدہ اور نفع رسانی کے
ساتھ یاد کرونگا۔ تم گناہوں کے چھوڑنے میں مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو عظمت اور بزرگی کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر
تم محنت سے یاد کروگے۔ تو میں تم کو نجات کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو دلوں میں یاد کروگے۔ تو میں تم کو
سختیوں کے دُور کرنے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو نہ بھولوگے اور بھولنے کے سوا یاد کروگے۔ تو اس صورت میں
تم کو میں ایمان کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھ کو افتقار کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اقتدار کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھے
عذرخواہی اور آمرزش طلب کرنے سے یاد کرو۔ میں تم کو رحمت اور بخشش کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو ایمان کے
ساتھ یاد کرو۔ تو میں تم کو بہشت کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم دینداری سے مجھ کو یاد کروگے تو میں تم کو حسن کے ساتھ
یاد کرونگا۔ اور اگر تم مجھ کو دل سے یاد کروگے تو میں تم کو پردوں کے کھول دینے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو فانی ذکر
سے یاد کروگے تو میں تم کو باقی ذکر سے یاد کرونگا۔ اور اگر تم مجھے عاجزی سے یاد کروگے تو میں تم کو بزرگی سے یاد
کرونگا۔ اور اگر تم مجھ کو انکساری کے ساتھ یاد کروگے تو میں تم کو گناہوں کے بخشنے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو اقرار سے
یاد کروگے۔ تو میں تم کو گناہوں کے کم کرنے سے یاد کرونگا۔ تم مجھے باطن کی صفائی سے یاد کرو۔ میں تم کو خالص نیکی
سے یاد کرونگا۔ تم مجھ کو صدق سے یاد کرو۔ میں تم کو نرمی کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھے زندگی سے یاد کرو میں تم کو
زندگی دینے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو تکبیر کے ساتھ یاد کروگے۔ تو میں تم کو دوزخ سے نجات دینے کے ساتھ یاد کرونگا
اگر تم جود اور خیرات کرنے میں مجھے یاد کروگے۔ تو میں تم کو نگاہبانی اور وفا سے یاد کرونگا۔ تم گناہوں کے ترک کرنے
سے مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو طرح طرح کی عطاؤں سے یاد کرونگا۔ اگر تم خدمت میں کوشش کرنے سے مجھ کو یاد کروگے
تو میں تم کو تم پر نعمت کے پورا اور تمام کرنے سے یاد کرونگا۔ جہاں تم ہو اگر وہاں تم مجھے یاد کروگے جس جگہ میں ہوں
وہاں میں بھی تم کو یاد کرونگا۔ بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور اس آیت کے معنے میں فرماتا ہے کہ جو خداوند تعالیٰ
اس کی نعمت کو یاد کرتا ہے جو اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو کوئی اسکی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اسکی نعمت کو
زیادہ کرتا ہے اور جو اسکی نعمت کا کفران کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ اس

روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی دُعا کرے اور اس میں قطع رحم کی درخواست نہ کرے
اور گناہ اس میں شامل نہ ہوں تو خداوند تعالیٰ تین باتوں میں سے ایک اسکو ضرور عطا فرماتا ہے یا تو جلدی اس کی
حاجت پوری ہو جاتی ہے اور یا اس کا ثواب قیامت کے لئے جمع کرتا ہے اور یا اُسکی اتنی ہی بُرائیاں دُور کر دی
جاتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم دعائیں زیادہ زیادہ مانگیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم دعائیں
زیادہ کرو گے۔ تو خداوند تعالیٰ نے قبولیت میں بھی تمہارے واسطے زیادتی کریگا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ یہ عام آیت
ہے۔ اس میں دُعا کے واسطے اجابت ہی اجابت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں رکھتی اور ان کا یہ قول بہت
درست اور سچا ہے۔ مگر دعا کا قبول کرنا اور حاجت کا پورا فرمانا یہ دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ مگر دینا مذکور نہیں ہوا جیسے نہیں
فرمایا کہ میں تم کو دونگا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صاحب یعنے مالک اپنے بندے اور باپ اپنے بیٹے
کے سوال کو قبول تو کر لیتا ہے مگر دیتا نہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ دُعا کے واسطے اجابت کا ہونا ضروری اور
لازم ہے اور مانگی گئی چیز کا دینا ضروری نہیں۔ اور خدا کے قول اجب اور استجیب یہ خبر ہے انشا نہیں اور جو خبر ہوتی ہے
وہ منسوخ نہیں ہوتی۔ اور اگر خبر منسوخ ہو تو اس صورت میں خبر دینے والا جھوٹا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ جھوٹا نہیں
ہے۔ اسکی ذات کذب سے پاک اور برتر ہے کیونکہ اسکی خبر میں ہرگز خلاف کو دخل نہیں اور اسکی تائید میں نافع بن عمر
سے روایت کرتا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جس آدمی کے واسطے دعا کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے
اسکی قبولیت کے واسطے کئی ایک دروازے کھول دئے جاوینگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی
نازل کی۔ اور ارشاد کیا۔ کہ ظالموں کو کہدو کہ وہ مجھ سے کوئی دعا نہ کریں۔ کیونکہ میں نے اپنے اوپر اس بات کو لازم کیا
ہے۔ کہ جو آدمی مجھے پکارے میں اُسکو جواب دوں۔ اور جب ظالم مجھ سے دُعا مانگتا ہے۔ تو اس کو جواب میں میں لعنت
کرتا ہوں۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ جب مومن دُعا کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اسکی دعا کا جواب تو فوراً دیدیتا ہے مگر اس کی
حاجت روائی میں کچھ تاخیر کر دیتا ہے۔ اور تاخیر اس واسطے کرتا ہے کہ وہ شخص بار بار دُعا کرے اور خداوند تعالےٰ اس کی
آواز کو سنتا رہے اس پر دلالت کرتی ہے۔ وہ روایت محمد بن منکدر جو جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا
کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بندہ خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تو اس سے خداوند تعالیٰ اسکو دوست
رکھتا ہے۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے۔ کہ اے جبرائیل تو میرے اس بندے کی حاجت کو پورا کر دے
مگر حاجت پوری کرنے میں ذرا دیر کرنی۔ کیونکہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ اپنے بندے کی آواز کو ہمیشہ سنتا
رہوں اور جو خدا کا دشمن ہوتا ہے جب وہ دعا کرتا ہے تو خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے جبرائیل اس بندہ کے خالص
نیت سے دعا کی ہے۔ اس کے خلوص کے باعث سے تو اسکی دُعا کو جلدی سے پوری کر دے اور ایسا نہ ہو کہ یہ دوبارہ
پکارے کیونکہ میں دوسری دفعہ اسکی آواز کو سننا نہیں چاہتا۔ اور مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ
مجھے خواب آئی۔ اور اس میں اپنے پروردگار کو میں نے دیکھا۔ عرض کی کہ اے رب العالمین میں بار بار تیری درگاہ میں
دعا کرتا ہوں۔ اور تو اسکو قبول نہیں فرماتا۔ بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔ کہ اے یحییٰ مجھ کو تیری آواز سے محبت ہے اس
واسطے اس کو بار بار سننا چاہتا ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دُعا کے قبول ہونیکے واسطے چند آداب اور شرطیں ہیں اور
اگر وہ موجود ہوں۔ تو دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ پس جو آدمی ان شرطوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور ان آداب کو بجا لاتا ہے۔
جب وہ دُعا کرتا ہے تو اپنا مقصد پا لیتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے اور ان کو بجا نہیں لاتا یا ان میں خلل ڈالتا ہے
وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو دعا کے بارے سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور ابراہیم ادھم سے لوگوں نے ایک دفعہ
پوچھا۔ کہ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور وہ قبول نہیں ہوتی اس کا کیا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ
تم نے خدا کے رسول کو پہچان تو لیا مگر اسکی سنت کی پیروی نہیں کی۔ اور تم نے قرآن کو پہچانا مگر اس پر تم نے عمل نہیں کیا۔

سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے یہودی پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ
کا عقیدہ ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان پانسو برس کی راستہ کی مسافت ہے۔ اور اسی قدر ہر ایک آسمان کی
موٹائی ہے۔ اور جب اتنی دوری ہو تو اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو کیونکر سن سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
(جب میرے بندے میری نسبت تجھ سے سوال کریں۔ تو میں اس وقت نزدیک ہوں) اور حسن رہ کہتے ہیں۔ کہ
اصحابوں نے خدا کے رسول سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ اس وقت مذکورہ بالا
آیت نازل ہوئی۔ اور عطا اور قتادہ رہ کہتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا پروردگار
کہتا ہے تم جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ وہ مجھ سے مانگو۔ میں اسکو قبول کرونگا۔ اس وقت ایک آدمی نے کہا کہ اے
اللہ کے رسول میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کیونکر دعا کروں اور کہاں کروں اس لئے اس وقت یہ آیت نازل
ہوئی۔ کہ جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں اور ضحاک کہتے ہیں۔ کہ
بعض اصحاب نے پیغمبر خدا کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ہمارا خدا ہمارے نزدیک ہے یا ہم
سے دُور ہے۔ اگر نزدیک ہے تو اس کی خدمت میں آہستہ دعا مانگیں۔ اور اگر دُور ہے تو زور سے چلا چلا
کر دعا مانگیں۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے اس وقت مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔ اور جو لوگ اہل معانی ہیں وہ یہ کہتے
ہیں۔ کہ اس آیت میں ایک ضمیر ہے جو یہ معنی پیدا کرتی ہے۔ کہ ان لوگوں کو کہدے کہ ان کو جتلا دے۔ کہ بہ علم
سے ان کے نزدیک ہوں۔ اور جو لوگ اہل اشارہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قدرت کا اظہار یہ ہے کہ درمیان سے
واسطہ کو اُٹھا دیا جائے۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (جس وقت دُعا کرنے والا مجھ سے دُعا کرتا ہے میں اسکی
دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ پس انسان میری طاعت کرے۔ اور میرے حکم کو قبول فرمائے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اجابت
اور استجابت کے معنے ایک ہی ہیں۔ اور ابو رجا خراسانی کہتے ہیں کہ یعنے انکو چاہیئے کہ مجھ سے دُعا کریں۔ اور
لغت میں اجابت کے معنے بندگی کرنے کے ہیں۔ اور جو چیز مانگی جائے اس کا دینا ہے اور اہل عرب کا محاورہ
ہے اجابت السماء بالمطر اور اجابت الارض بالنبات یعنے آسمان سے پانی کا سوال کیا گیا۔ پس اس نے دیا اور زمین
سے روئیدگی کا سوال کیا گیا۔ پس اس نے روئیدگی دی اور اجابت کا لفظ جب خداوند تعالیٰ سے منسوب ہو
تو دینے کے معنوں میں ہوتا ہے۔ اور جب بندہ سے منسوب ہو تو اس وقت اطاعت اور عبادت کے معنے
میں ہوتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ میرے اوپر ایمان لائیں اور اُمید ہے
کہ وہ سیدھا راستہ پالینگے۔ اور اگر کوئی آدمی یہ سوال کرے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جب دُعا کرنیوالے دُعا کرتے ہیں۔
تو اس وقت میں اُن کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اور فرمایا ہے کہ تم دُعا کرو۔ میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ ان دو نو
آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں دُعا کرنے والوں کی دُعا کو اللہ جلشانہ قبول فرماتا ہے۔ اور اکثر ایسا
دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ دُعا کرتے ہیں۔ مگر انکی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ علماء نے اسکا جواب
دیا ہے۔ اور مختلف طور پر تاویل کی ہے بعض نے تو یہ کہا ہے۔ کہ اس جگہ دعا کے اور اجابت کے معنے یہاں
ثواب کے ہیں۔ اور اس صورت میں یہ معنے ہیں۔ کہ اطاعت کرنے والے جب میری اطاعت کرتے ہیں تو
میں ثواب کے ساتھ انکی اطاعت کو قبول کرتا ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں کے معنے خاص
ہیں چاہے ان کے لفظ عام ہی ہیں۔ یعنے اگر میں چاہوں تو دُعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اور جب
دعا کرنے والے کی دُعا سے قضا موافق ہو۔ تو اس حال میں اسکی دعا قبول کرتا ہوں۔ اور دُعا کرنیوالے کی دعا کو
اس وقت قبول کرتا ہوں۔ جبکہ وہ طلب محال نہ کرے۔ اور اس وقت دُعا کرنیوالے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔
جب کہ اس میں اسکی بھلائی ہو۔ اور اسکی دلیل میں علی ابن ابی متوکل کی روایت کو بیان کیا ہے۔ یہ ابی سعید سے

اسحٰقؑ ہی کو حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کرنا چاہا۔ تو ان کے فدیہ میں اللہ تعالیٰ نے اس دُنبہ کو بھیجا۔ خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے نیکوکاروں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اُن کی نیک خدمت کے عوض ان کو
نیک خوشخبری دی۔ کیونکہ آپ نے خدا کے حکم بجا لانے میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ اور
بعض کا یہ قول ہے کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے واسطے حضرت ابراہیمؑ کو خواب نہیں آئی تھی۔ بلکہ خدا نے حکم دیا
تھا۔ اور پھر اللہ نے ان کو فرمایا۔ کہ یہ تیرے لئے ظاہر نعمت ہے یعنی جب اللہ نے معاف کر دیا۔ اور فدیہ میں
دنبہ عنایت کیا۔ اسی کو نعمت ظاہر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے
بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ اور ان کے حلق پر چھُری رکھی۔ تو اس وقت آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم اپنے بیٹے کو ذبح نہ
کر اس کو چھوڑ دے۔ ہماری اصلی غرض یہ نہ تھی۔ کہ تیرے بیٹے کی قربانی ہو۔ بلکہ یہ مقصود تھا۔ کہ تو اپنے دل کو اپنے
بیٹے کی محبت سے خالی کر دے۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے بیٹے کو ذبح کرنے
کا قصد کیا۔ تو اپنے دل میں کہا۔ کہ اے اللہ اگر یہ ذبیحہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے ہوتا تو اچھا ہوتا خدا نے
حکم دیا کہ نہیں۔ یہ تیرے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ اس کے بعد فرشتوں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ تو نے ایسا کیوں کیا
ہے۔ فرمایا اس واسطے کہ ملال کے اوپر اور بھی ملال زیادہ ہو۔ اس کے بعد فرشتوں نے عرض کی۔ کہ یہ کیوں؟ ارشاد
ہوا۔ کہ یہ اس واسطے ہے کہ میرے سوا کسی اور کو دوست نہ بنائے۔ کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کسی اور کو دوست
بنائے۔ اپنی دوستی میں میں کسی کو شریک کرنا نہیں چاہتا۔ اور ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے سے بڑی محبت تھی جس کا
نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے واسطے ان کو مجبور کیا گیا اور حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کو دوست رکھتے
تھے۔ اس کی سزا حضرت یعقوبؑ کو یہ ملی۔ کہ چالیس برس تک اپنے بیٹے سے الگ رہے۔ اور ان کے
فراق میں رو دیا کئے۔ اور ہمارے نبی محمدؐ کو امام حسنؑ اور حسینؑ سے دوستی تھی۔ اور دل سے ان کو چاہتے تھے
اس کی سزا یہ ملی کہ لکھا ہے جبرئیلؑ نبیؐ کے پاس آئے اور آکر خبر دی کہ ان دونوں میں سے ایک کو تو زہر دیا
جائیگا۔ اور دوسرا قتل ہوگا۔ اور یہ اس واسطے ہوا۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کو دوستی میں اختیار نہ کرے +

عید کی نماز کا بیان

اگر کوئی شخص عید کی نماز کے واسطے عیدگاہ میں جائے۔ تو اس پر مستحب ہے۔ کہ دوسری راہ سے لوٹے۔
ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول عید کی نماز میں ایک راہ سے گئے۔ اور دوسری راہ سے واپس
آئے۔ اور لوگوں کو اس میں اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ مشرک لوگوں کے شر سے بچنے کے واسطے
آپ نے دوسری راہ اختیار کی تھی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ آنے کا راستہ نزدیک تھا۔ اس واسطے اس راستے
سے آتے اور جاتے ہوئے زیادہ ثواب کے خیال سے دوسرے راستے سے تشریف لے گئے۔ اور بعض کہتے
ہیں۔ کہ جس راستے سے آپ گذرتے تھے۔ وہاں کی زمین آپ کے حق میں گواہی دیتی تھی۔ اس واسطے دوسرے
راستے سے تشریف لائے۔ کہ اس راستے کی زمین بھی گواہی دے۔ اور بعض کا یہ منقول ہے۔ کہ پیغمبر خدا جاتے
ہوئے تو ایک قبیلہ کی طرف سے گذرتے اور آتے ہوئے دوسرے قبیلہ کی طرف سے تشریف لاتے تھے۔
تاکہ دونوں گروہوں کے لوگوں کو آپ کے دیدار کا ثواب تمام ملے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے تجھ کو
جہان کے لوگوں کے واسطے رحمت بھیجا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حوریں پیغمبرؐ اور دوسرے پیغمبروں اور
ولیوں کے پاؤں کے پیچھے آرہی ہے وہ اس سبب سے فخر کرتی ہے۔ اس لئے آپ نے مختلف راستے
اختیار کئے۔ تاکہ دونوں طرف کی زمین کو فخر کا برابر درجہ ہو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جب پیغمبرؐ نے عیدگاہ
میں جانے کا ارادہ کیا۔ تو اس وقت آپ کا ارادہ تھا۔ کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جاؤں۔ اور واپسی کے

اور خداوند کریم کی نعمت کو کھاتے ہو۔ مگر تم اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اور بہشت کو تم نے پہچانا ہے۔ مگر اسکی طلب نہیں کرتے۔ دوزخ کو تم نے پہچان لیا ہے۔ مگر اس سے خوف نہیں کرتے۔ اور شیطان سے واقف ہو گئے مگر اسکے ساتھ تم نے لڑائی نہ کی۔ بلکہ لڑائی کرنے کی بجائے اس کے ساتھ موافقت کی ہے۔ اور تم کو موت معلوم ہو گئی ہے۔ مگر اس کے واسطے تیار نہیں ہوتے۔ اور تم مُردوں کو دفن کرتے ہو۔ مگر اس سے تم کو کچھ عبرت پیدا نہیں ہوتی۔ اور تم نے اپنے عیبوں کو تو چھوڑ دیا۔ مگر دوسرے لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول رہے ۔

قربانی کا بیان

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری راہ میں قربانی کرو۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے واسطے قربانی کا حکم بالخصوص آیا ہے۔ اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم کو خدا نے ظالم نمرود کی آگ سے نجات بخشی اور اس کے مکر اور عذاب سے بچا لیا۔ تو اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنے خدا کی رضامندی کے واسطے بیت المقدس کی طرف جاتا ہوں۔ اور یہ ہجرت اس واسطے کرتا ہوں۔ کہ خدا مجھے دین کی ہدایت کرے۔ اور جن لوگوں نے خدا کے دین کی طلب کے واسطے ہجرت کی ہے۔ ان میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پہلے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ حضرت لوط اور سارہ آپ کی بیوی اور حضرت لوط کی بہن بھی تھیں اور حضرت لوط حضرت ابراہیم کے خالہ زاد بھائی تھے۔ جب آپ نے ہجرت کی۔ اور باقی ہمراہیوں کے ساتھ بیت المقدس میں پہنچے۔ تو وہاں آپ نے بارگاہ باری میں درخواست کی۔ کہ اے میرے پروردگار مجھے لڑکا عطا کر۔ اور وہ صالح لوگوں میں سے ہو۔ یعنی ایک صالح فرزند لطف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خوشخبری دی کہ تم کو حلیم بیٹے دانا فرزند عطا کیا گیا۔ اور خداوند تعالیٰ بینا و دانا ہے۔ آپ کو خدا نے سارہ سے ایک فرزند عنایت کیا اور اس کا نام اسحاق رکھا۔ اور جب اسحاق بالغ ہوئے۔ تو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کوہ عرفات پر گئے۔ تاکہ ان کے ہمراہ کوشش کریں۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو اطلاع دی کہ اے بیٹا مجھے خواب آیا ہے۔ اور میں نے اس میں دیکھا ہے۔ کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ یعنی مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تم کو ذبح کروں۔ اور حضرت ابراہیم نے ایک منت مانی تھی۔ اور یہ حکم اس نذر کے ادا کرنے کے واسطے تھا۔ اور اس خبر دینے کے بعد پوچھا۔ کہ تم سوچ کر ہم کو جواب دو۔ کہ اس میں تمہاری کیا صلاح ہے۔ حضرت اسحاق نے غور کے بعد جواب دیا۔ کہ اے باپ میری صلاح یہی ہے۔ کہ جس بات کے کرنے کے واسطے آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اسکو کرو۔ تاکہ آپ کو اپنے پروردگار کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روگردانی نہ ہو۔ اور حضرت ابراہیم نے تین رات میں برابر اس خواب کو دیکھا۔ اور جب حضرت ابراہیم خدا کے اس حکم کو بجا لانے لگے۔ تو پہلے انہوں نے روزے رکھے اور نماز پڑھی۔ اور کہا انشاء اللہ ذبح کرنے پر تو مجھ کو صابروں سے پائیگا۔ پس جب باپ اور بیٹا دونوں خداوند تعالیٰ کے حکم کے بجا لانے پر رضا اور آمادہ ہوئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو پیشانی کے بل زمین پر گرا دیا۔ اور ذبح کرنے کے واسطے اپنے فرزند کی پیشانی پکڑ لی۔ اس وقت اللہ جل شانہ نے دونوں کے سچے ارادے اور خلوص کو دیکھا۔ اور بارگاہ لم یزل سے حکم ہوا۔ کہ اے ابراہیم اپنے فرزند کے ذبح کرنے سے تو نے خواب کو سچا کر دیا۔ اب اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کے بجائے تو ایک دنبہ لے اور اس کو ذبح کر۔) اور فرمایا (ہم نے اسحاق کے عوض میں بزرگ ذبیحہ عطا کیا) اور جو دنبہ حضرت اسحاق کے عوض میں ذبح کیا گیا اس کا نام زریر تھا۔ اور اس کو ان بکریوں میں سے لیا گیا تھا۔ جو چالیس برس پہلے ہی جنت میں پیدا کر لی تھیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ یہ دنبہ وہ تھا۔ جسکو ہابیل بن آدم علیہ السلام نے جو مقتول اور شہید ہوئے تھے۔ قربانی کے واسطے اللہ کی نذر کی تھی۔ اور تب سے ہی وہ دنبہ بہشت میں چرا کرتا تھا۔ اور جب

ہو نگی۔ قربانیوں کے عوض میں ان کو ایسے اونٹ ملینگے۔ کہ انہوں نے ویسے کبھی دیکھے نہیں ہونگے۔ اور ان کے اوپر سونے کے پالان پڑے ہونگے۔ اور ان کے ناک کی نکیلیں زبرجد کی ہونگی۔ ان اونٹیوں پر یہ لوگ سوار ہوکر بہشت کو جائینگے۔ اور جب وہ دروازوں پر پہنچینگے تو انہیں کھٹکھٹائینگے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ اے مسلمانوں قربانی کرو اور خوشی خوشی کرو۔ کیونکہ جو شخص قربانی کرتا ہے۔ اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کرکے ذبح کریں اور اس قربانی کا جسقدر خون اور بال ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن تک اس کے واسطے نگاہ رکھے جاتے ہیں جسقدر خون زمین پر گرتا ہے۔ خدا اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ خرچ تھوڑا کرو اور اس کا اجر زیادہ ملیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے دو دنبے خاکی سیاہی مائل منگوائے ان کے سینگ بڑے بڑے تھے۔ اور ایک کو ان میں سے پہلو کے بل لٹا دیا۔ اور یہ کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ واللہ اکبر۔ اے اللہ۔ محمد اور اس کے اہل بیت کی طرف سے ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے کو لٹایا۔ اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر۔ اور کہا کہ یہ محمدؐ اور اسکی اُمت کی طرف سے ہے۔ اور جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ قربانی کے روز پیغمبر خدا نے دو دنبے قربانی کئے۔ اور حمۃ اللہ نے محمد بن احمد بن حارث معدل کوفی سے اور وہ قاضی محمد بن محمد بن عبداللہ جعفی سے اور وہ محمد بن جعفر اشجعی سے اور وہ علی بن مسطر طرقی سے اور وہ ابن فضیل سے اور وہ ہشام سے اور وہ عروہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عائشہ رض سے اور وہ حضرت رسولِ خدا سے روایت کرتی ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ جو آدمی قربانی کے دن اپنی قربانی کے پاس اس واسطے جاتا ہے۔ کہ اس کو ذبح کرے۔ خدا اسکو بہشت کے نزدیک کردیتا ہے۔ اور جب ذبح کرتا ہے۔ لہو کا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس کے عوض اسکو بخشدیتا ہے۔ اور پھر حشر کے میدان میں جانے کے لئے وہ قربانی اسکی سواری بنتی ہے۔ اور جسقدر اس کے جسم پر بال اور پشم ہوتی ہے۔ اس کے برابر اسکو نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے دو دنبے قربانی کئے ہیں۔ جو شاہدار املح تھیں۔ اور ذبح کرتے وقت آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ اور اپنا پاؤں ان کے منہ پر رکھے۔ اور ابو عبیدہ کہتے ہیں۔ کہ املح اسکو کہتے ہیں۔ جو سیاہ اور سفید رنگ کا ہو۔ اور اس کی سیاہی زیادہ ہو۔ اور وہ سیاہی میں دیکھتی ہو۔ اور سیاہی میں بیٹھی ہو۔ اردو میں اس قسم کے جانور کو ابلق کہتے ہیں۔ اور عائشہ رض نے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ ایک ایسا شاخدار دنبہ لاؤ۔ جو سیاہی میں دیکھتا اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ آپ کے فرمان کے موافق دنبہ لائے۔ اور آپ نے اسکی قربانی کی۔ اسکو لٹا کر ذبح کیا۔ اور ذبح کرنے کے وقت یہ فرمایا۔ بسم اللہ اے بار خدایا محمد اور محمد کی آل اور محمدؐ کی اُمت کی طرف سے اسکو قبول کر۔ اور جو لوگ اصحاب حدیث ہیں۔ وہ رسولؐ کے قول کے یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ وہ چربی اور گوشت سے اسقدر موٹا ہو کہ اپنے ہی سایہ میں جاتا ہو۔ اور اپنے سایہ ہی میں بیٹھتا ہو۔ اور جو اہل لغت ہیں وہ اس جگہ سواد کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ دونوں ہاتھ اور دونوں آنکھیں سیاہ ہوں۔ اور دونوں رانوں بھی سیاہ رکھتا ہو۔

عید الضحیٰ کی رات میں نماز کا بیان

عید الضحیٰ کی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے۔ کہ ہر ایک رکعت میں پندرہ پندرہ دفعہ یہ سورتیں پڑھے سورۂ فاتحہ۔ قل ہو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ اور جب سلام پھیرے تو تین دفعہ آیت الکرسی پڑھے اور پندرہ مرتبہ استغفر اللہ پڑھے۔ اور اس کے بعد دنیا اور دین کی جو چاہ رکھتا ہو۔ خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے اسکی درخواست کرے۔

وقت اپنے اہل وطن اور یاروں اور مٹی کی طرف آتے تھے۔ جہاں ہمیشہ رہتے تھے۔ اس واسطے آپ نے اِس بات کو مکروہ جانا۔ کہ جس راستے سے میں خدا کی طرف گیا ہوں۔ اسی راستے سے لوگوں کی طرف آؤں۔ اسی واسطے آپ نے دوسری راہ اختیار کی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ جس راہ سے گئے تھے۔ اگر اسی راستے سے واپس آتے تو سب کو سنت کے طور پر آپ کی پیروی کرنی واجب ہو جاتی۔ اور اصحابوں کو نماز عید کے بعد یہ مشکل ہو جاتا کہ آپ سے جُدا ہو کر مختلف راستوں کو جائیں۔ اِس واسطے آپ نے چاہا۔ کہ اُمت کے لوگوں پر راستہ فراخ ہو جائے۔ جس طرف سے جس کا جی چاہے اسی طرف کو چلا جاوے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ کافروں اور منافقوں کے مکر سے آپ نے خوف کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نماز کے بعد صدقہ دیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی دیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے ارادہ کیا کہ متفرق فقیروں اور غریبوں کو صدقہ پہنچے۔ اس واسطے جدا جدا راہ اختیار کئے تاکہ ہر راستے سے فقیروں کو صدقہ ملے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا نے دوسرا راستہ اس واسطے لیا تھا۔ کہ عیدگاہ میں ہر طرف سے آکر کثرت سے لوگوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ اور مخلوق کے انبوہ کے سبب ایک ہی راستے سے نکلنے میں بڑی دقت تھی ؛

قربانی اور عید الضحٰی کی بزرگی

عبداللہ بن قرط روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ بزرگ دن قربانی کا ہے۔ اور روایت میں آیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فاطمہ رض سے فرمایا۔ کہ اپنی قربانی کیسی طرف کھڑی ہو۔ اور اس کے پاس موجود ہو۔ کیونکہ قربانی کے جانور کی گردن سے خون کا جو پہلا قطرہ ٹپکے گا اس کے عوض میں تیرے سب گناہ معاف کئے جائینگے۔ اور اس وقت یہ کہو۔ کہ میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت سب اللہ کے واسطے ہے۔ جو تمام جہاں کے لوگوں کا پالنے والا ہے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت داؤد نے خدا کی درگاہ میں سوال کیا کہ اے اللہ جو آدمی محمد کی اُمت سے قربانی کرے۔ اس کا کیا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ اسکا ثواب یہ ہے کہ ہر ایک بال کے عوض میں اسکو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور دس بُرائیاں دُور ہوتی ہیں۔ اور دس درجے اس کے واسطے بلند کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پوچھا۔ کہ جب قربانی کا پیٹ پھاڑتے ہیں۔ تو اس وقت کسقدر ثواب ملتا ہے۔ جواب ملا۔ کہ اس کا عوض یہ ہے۔ کہ جب اپنی قبر سے اٹھتا ہے۔ تو اس کا حشر ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کو بھوک اور پیاس نہیں ہوتی۔ اِس سے بے پرواہ ہوتا ہے اور قیامت کا خوف اسکے نزدیک نہیں پہنچتا۔ اور فرمایا کہ اے داؤد جو شخص قربانی کرتا ہے۔ اسکو قربانی کے ہر ایک ٹکڑے کے عوض میں بہشت میں ایک جانور عطا کیا جاتا ہے۔ جو اونٹ کے برابر ہوتا ہے اور قربانی کے گوشت کے ہر ایک ٹکڑے کے بدلے بہشت کے گھوڑوں میں سے اس کو ایک گھوڑا مرحمت ہوتا ہے۔ اور اس کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اتنے ہی جنت میں اسکو محل ملتے ہیں۔ اور اسکے ہر بال کے برابر اسکی خدمت کے واسطے ایک حور عطا کی جاتی ہے۔ اے داؤد تم کو یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ قربانیاں قربانی کرنے والے لوگوں کی سواریاں ہیں۔ یہ گناہوں کو محو کرتی ہیں۔ بلاؤں کو دُور کر دیتی ہیں اسواسطے تو لوگوں کو قربانی کرنے کے واسطے حکم دے۔ پس یہ قربانی مومنوں کا ایسا ہی صدقہ ہے جیسا کہ اسحٰق کا ذبیحہ صدقہ تھا۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اپنی قربانیاں اچھی طرح کرو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہیں۔ اور حضرت علی رض نے اِس آیت کو پڑھا۔ کہ جب رحمان کی طرف پرہیزگار لوگوں کا حشر ہوگا۔ تو یہ لوگ اپنے اچھے اچھے اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اور وہ اونٹ ان لوگوں کی قربانیاں ہی

معمول کیا گیا ہے۔ یہ نہی تحریمیہ نہیں ہے اور ایسے جانوروں کی قربانی کرنے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ اور اگر ان کی
قربانی کرے۔ تو جائز بھی ہے۔ اور قربانی کرنے کے واسطے تین دن مقرر ہیں۔ ایک تو عید کا دن ہے۔ اس میں نماز
کے بعد قربانی کرے۔ اور یا نماز کے وقت میں اگر نماز نہ پڑھے۔ اور دو روز عید کے بعد کے ہیں۔ اکثر فقہا کا مذہب
یہی ہے۔ اور امام شافعی رح کہتے ہیں۔ کہ عید کو دن اور تشریق کے تین دن میں قربانی کریں اور جو تین دن پہلے بیان کئے ہیں انکو حضرت
علی رض اور حضرت عمر رض اور ابن عباس اور ابی ہریرہ رض سے نقل کیا ہے۔ اور جو آدمی نماز سے پہلے قربانی کرتا ہے
اسکی وہ قربانی دوسری بکریوں کے گوشت کی مانند ہے۔ کیونکہ قربانی کرنے والے کو اس کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ
منصور رح شعبی رح سے اور وہ براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ
قربانی کے دن ہم لوگوں میں نماز کے بعد خطبہ پڑھا۔ اور اس میں ارشاد فرمایا۔ کہ جو آدمی اس طرح نماز پڑھتا
ہے کہ جس طرح ہم پڑھتے ہیں۔ اور ہماری طرح قربانی دیتا ہے۔ وہ ہمارے ان اصحابوں میں شریک ہوتا ہے
جو قربانی کرنے والے ہوتے ہیں اور جو آدمی نماز کے پہلے قربانی کرتا ہے تو اسکی قربانی بکری کا گوشت ہے۔
اس وقت ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو گئے۔ اور اس نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میں تو نماز پڑھنے
سے پہلے ہی قربانی کر آیا ہوں۔ کیونکہ میں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ آج کھانے پینے کا دن ہے۔ اس واسطے
میں نے قربانی کرنے میں جلدی کی ہے۔ قربانی کر کے آپ کھایا ہے۔ اور لوگوں کو کھلایا ہے۔ جن میں اپنے
اہل اور ہمسائے شامل ہیں۔ خدا کے رسول مقبول نے سنکر فرمایا۔ کہ تیری وہ قربانی بکری کا گوشت ہے۔
اس کے بعد ابو بردہ نے عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اور عمر میں چھ ماہ کا ہے اور ایسا ہے
کہ دو بکریوں سے بہتر ہے۔ اگر میں اس کی قربانی کروں تو میرے واسطے وہ کافی ہے۔ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا۔ کہ ہاں تیرے واسطے وہ کفایت کرتا ہے۔ مگر تیرے بعد کوئی دوسرا ایسا نہ کرے۔ اور اسود بن قیس
راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول کو میں نے دیکھا۔ کہ قربانی کے دن ایک قوم پر آپ کی گذر ہوئی۔ اس قوم کے
لوگوں نے نماز سے پہلے قربانی کی تھی۔ آپ نے وہ حال دیکھ کر فرمایا۔ کہ جس آدمی نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے
وہ دوسری دفعہ پھر قربانی کرے اور ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی نماز سے پہلے قربانی کرے
تو اسکو نماز کے بعد پھر قربانی کرنی مناسب ہے۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی نہ کی ہو۔ وہ نماز کے بعد قربانی کرے

تشریق کے دنوں کا بیان

خداوند تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ (گنے ہوئے دنوں میں تم خدا کو یاد کرو) اور اس جگہ یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ
نمازوں کے بعد اور ہر کنکری پھینکنے کے وقت تکبیر کہے۔ اور پہلی دہائی سے لیکر ایام تشریق کے آخر تک تکبیر کہنی
مستحب ہے۔ اور گنے ہوئے دنوں سے تشریق کے دن مقصود ہیں۔ اور وہ عید کے تین دن ہیں۔ اور جو ایام
معلومات ہیں۔ وہ دس روز ہیں۔ اور بہت سے عالم لوگ اسی قول پر ہیں۔ اور خداوند تعالی کے قول کو
اس پر دلیل لاتے ہیں۔ فرمایا ہے (اگر کوئی دو روز میں ہی جلدی سے نکل آئے تو اس پر گناہ نہیں) غرض حاجیوں
کا حج سے باہر آنا ایام تشریق میں ہے چاہے دو دن کے بعد ہو۔ اور چاہے تین دن کے بعد اور ابن عباس رض
کہتے ہیں۔ کہ خداوند تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ گنے ہوئے دنوں میں میرا ذکر کرو۔ اور یہ دن قربانی کے
بعد تشریق کے تین دن ہیں۔ اور کم ہونے کے باعث سے خداوند تعالی نے ان دنوں کو گنے ہوئے دن سے
تعبیر فرمایا ہے۔ انسان کی عمر کے مقابلہ میں یہ بہت تھوڑے سے دن ہیں۔ جیسا کہ رمضان کے مہینہ کی
نسبت بھی خدا نے فرمایا ہے۔ کہ یہ گنے ہوئے دن ہیں۔ اور خداوند تعالے فرماتا ہے (یوسف کو کم قیمت یعنی
چند درموں سے بیچا) اور بعض نے کہا ہے کہ ان دنوں کو اس واسطے گنے ہوئے دنوں سے تعبیر کیا ہے۔ کہ

قربانی کا بیان

قربانی کرنی سنت ہے۔ اور جس آدمی کو قربانی کرنے کی مقدرت ہو۔ امام احمد اور مالک اور شافعی کے نزدیک قربانی کا ترک کرنا اچھا نہیں۔ اور ان کے سوا دوسروں کے نزدیک قربانی کرنی واجب ہے۔ اور مستحب ہونیکی وجہ نہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مجھ کو تو قربانی کرنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہارے اوپر قربانی کا کرنا سنت ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے تین چیزیں میرے اوپر تو فرض کی گئی ہیں۔ اور تمہارے اوپر وہ نفل ہیں اور وہ یہ ہیں، قربانی کرنی۔ وتر کی نماز۔ نماز صبح کے پہلے دو رکعت۔ اور ام سلمہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب ذالحجہ کا عشرہ شروع ہو تو جو آدمی تم میں سے قربانی کرنا چاہتا ہو تو وہ اس میں اپنے مال یا بدن کی کسی چیز کو نہ اترائے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ہر ایک آدمی کی خواہش پر قربانی کو منحصر رکھا ہے۔ اور جو چیز شرع میں واجب کی گئی ہے۔ وہ ارادہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی +

قربانی کے جانوروں کی بزرگی اور فضیلت کا بیان

قربانی کے واسطے سب جانوروں سے افضل اونٹ ہے۔ اور اس کے بعد گائے ہے۔ اور اس کے بعد بکری۔ اور چھ مہینے کے بھیڑ کے بچہ کی قربانی اور اس کے سوا اوروں کے جو دو دانت والے ہوں قربانی جائز ہے۔ جذع کامل چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ مثنیٰ ایک سال کامل کا ہوتا ہے۔ اور اگر گائے قربانی کرے تو وہ کامل دو سال کی ہو۔ اور اونٹ پانچ سال کا کامل ہو۔ اور ایک بکری ایک آدمی کو قربانی میں دہی کفایت کرتی ہے۔ اور اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور قربانی کے جانور کا رنگ سفید ہونا افضل ہے۔ اور اس کے بعد زرد ہے اور اس کے بعد سیاہ ہے۔ اور قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اور اگر آپ ذبح کرنا نہ جانتا ہو۔ تو اسکو ذبح کرتے ہوئے دیکھے۔ اور قربانی کی ایک تہائی اپنے خاص صرف کے واسطے رکھے۔ اور دوسری تہائی رشتہ داروں اور دوستوں کو ہدیہ دے۔ اور جو باقی تیسرا حصہ رہجائے وہ خیرات کردے۔ اور عیب دار جانور کی قربانی سے پرہیز کرے۔ اور جانور کے واسطے پانچ عیب ہیں۔ اگر ان میں سے کسی میں ایک عیب بھی ہو۔ تو اس کی قربانی نہ کرے۔ سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ کان کٹا ہوا ہو۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ بعض تو یہ کہتے ہیں۔ کہ سینگ اور کان کا زیادہ حصہ جاتا رہا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ تہائی حصہ مدار ہو۔ اور جس کے سینگ ہی نہ ہوں تو اسکی قربانی بھی نہ کرے۔ کیونکہ وہ سینگ کٹے ہوئے جانور کی مانند ہی ہوتا ہے۔ اور یہ قول صحیح ہے۔ اور جو اندھا جانور ہو۔ اس کی قربانی بھی نہ کرے یعنے جسکو آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا ہو۔ اور جو بکری دُبلی ہو اسکی قربانی کرنی بھی جائز نہیں یعنے جس کے بدن کا گودا پگھل گیا ہو۔ اور لنگڑے جانور کی قربانی بھی نہ کرے یعنے جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ اور چل کر جنگل میں چرنے کے واسطے نہیں جا سکتا ہو۔ اور ایسے جانور کی قربانی بھی نہ کرے جسکو ضعیفی اور ناتوانی کے سبب سے چراگاہ میں چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور بیمار جانور کی قربانی بھی نہ کرے اور نہ اسکی قربانی کرے جسکو خارش کی بیماری لاحق ہو۔ کیونکہ خارش کی بیماری سے جانور کا گوشت خراب اور ناقص ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مقابلہ کی قربانی نہ کرو۔ اور مقابلہ یہ ہے کہ جانور کے کان کا آگے کا تمام حصہ کٹ گیا ہو۔ اور پچھلا باقی باقی ہو اور جس جانور کے کان کا پچھلا حصہ کٹ گیا ہو اسکی قربانی بھی نہ کرے اسکو مدابرہ کہتے ہیں اور داغ دینے کے سبب سے جسکے کان میں سوراخ پڑگیا ہو اسکی قربانی [illegible] اور [illegible] کو جانور [illegible] کہتے ہیں اور [illegible] کہ سب سے جس کا کان پھٹ گیا ہو اسکی قربانی بھی نہ کرے ایسے جانور کو شرقا کہتے ہیں اور اسکو بھی تمریہ پر

انکی خبر ہے جو تجھ سے پہلے گذرے ہیں) اور شرف اور بزرگی کو بھی ذکر کہا ہے فرمایا ہے (یہ ذکر خاص کر تیرے لئے ہے اور تیری قوم کے لئے یعنی شرف اور بزرگی اور توبہ کو بھی ذکر کہا ہے ۔ فرمایا ہے (ذکر کرنیوالوں کے لئے یہ ایک ذکر ہے) یعنی توبہ اور نماز کو بھی ذکر کہا ہے (تم اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم کو اسکی تعلیم دی گئی ہے) یعنی نماز پڑھو۔ اور عصر کو بھی ذکر سے نامزد کیا ہے۔ حضرت سلیمان ؑ کی حکایت میں فرمایا ہے (اپنے رب کے ذکر سے مال کی محبت کو میں نے زیادہ دوست رکھا) یعنی عصر کی نماز سے اور جمعہ کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو) یعنی جمعہ کی نماز کی طرف۔ اور شفاعت کو بھی ذکر کہا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی حکایت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اپنے رب کے پاس میرا ذکر کرنا) یعنی اپنی شفاعت کرنا۔ اور طاعت کو بھی ذکر کہا ہے (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا) یعنی تم طاعت سے مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں مغفرت سے یاد کرونگا۔ اور ندامت کو ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (جب تم اپنے نفسوں پر ظلم کرو۔ تو اس وقت اپنے دل میں اللہ کا ذکر کرو) یعنے دل میں نادم ہوؤ۔ اور اس کی بخشش چاہو۔ اور تکبیر کو ذکر کہا ہے ۔ فرمایا ہے (تشریق کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو) یعنے خدا کی تکبیر کہو ؂

ایام تشریق وغیرہ کی وجہ تسمیہ

ایام تشریق میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مشرک لوگ یہ کہا کرتے تھے ۔ کہ اے ثبیر تو سفید ہو۔ تاکہ ہم چلیں یعنے روشن ہو اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے آئیں جائیں۔ اور ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے ۔ اور جب تک آفتاب نہیں نکلتا تھا۔ مشرک لوگ مزدلفہ سے نہیں چلا کرتے تھے۔ اور جب اسلام کی روشنی پھیل گئی۔ تو پھر ان کا یہ قول باطل ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ان دنوں کا نام ایام تشریق اسواسطے ہوا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کردیتے تھے ۔ اور آفتاب میں انہیں سکھلاتے تھے اور جو گوشت آفتاب میں خشک کیا جاتا ہے۔ اسکو تشریق اللحم کہتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے ۔ کہ عید کی نماز او قربانی کے دن کو تشریق کہتے ہیں ۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عید کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے ۔ جبکہ آفتاب چمکتا ہے۔ اور مصلی کو بھی اسواسطے مشرق کہتے ہیں۔ کہ وہ وہاں آفتاب نکلنے کا منتظر ہوتا ہے پس اس لحاظ سے عید کے دن کا نام تشریق رکھا گیا ہے ۔ اور پھر بعد میں ان دنوں کا نام جو عید کے بعد آتے ہیں تابع ہونے کے سبب سے تشریق ہوا۔ اور لوگوں نے ذوالنون مصری سے پوچھا۔ کہ موقف کو مشعر کیوں کہتے ہیں۔ جواب میں فرمایا اس واسطے کہ کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا پردہ ہے۔ اور جواس کا دروازہ ہے وہ مشعر ہے ۔ اور جب کوئی شخص خدا کے گھر کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پہلے اس کو دروازہ پر ہی کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ خدا کی درگاہ میں حاضری کرے۔ اور پھر دوسرے پردہ میں جسے مزدلفہ کہتے ہیں کھڑا ہوتا ہے ۔ اور خدا کی درگاہ میں حاضری کرتا ہے ۔ اور جب اسکی زاری قبول ہوتی ہے ۔ تو اس کو قربانی کا حکم دیا جاتا ہے ۔ اور جب قربانی کرے تو گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے ۔ اور پھر اسکو حکم ہوتا ہے ۔ کہ طہارت کرکے خانہ کعبہ کی زیارت کرے ۔ سوال کیا گیا کہ تشریق کے دنوں میں روزے مکروہ کیوں ہوئے ۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں ۔ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں ۔ اور مہمان کو یہ لازم نہیں ہے ۔ کہ جس نے دعوت کی ہو۔ اس کے گھر میں روزہ رکھ کر جاوے ۔ اس کے بعد پھر پوچھا۔ کہ اے ابوالفیض خانہ کعبہ کے پردہ میں جو آدمی لٹکے ہیں۔ کیوں لٹکے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کا لٹکنا ایسا ہی ہے ۔ جیسا کہ کوئی بندہ اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اور پھر گناہوں کے بخشوانے کے واسطے اسے صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہے۔ اور عاجزی اور زاری سے معافی کی درخواست کرتا ہے ؂

ایام تشریق میں تکبیریں

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ تشریق کے دنوں میں کسقدر تکبیریں کہی جاویں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ

یہ حج کے دنوں میں شمار ہوتے ہیں اور حاجی لوگ بھی فراغت سے جیسے خداوند نے بیان کیا ہے اور بیان میں ذکر ہی جیسا کہ ان دونوں کے بعد فارغ ہو جاتے ہیں اور حاجی کہتا ہے تھوڑی سی چیز کو لغت میں گنتی کی چیز کو کہتے ہیں اسواسطے ان دنوں کا نام یہ رکھا گیا ہے غرض ایام تشریق گنتی کے دن ہیں اور ذکر سے مراد ان دنوں میں تکبیر کہنا ہے یا رمی ابن عمر رض سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے گنتی کے دن تین ہیں ایک تو قربانی کرنے کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں۔ اور ابراہیم نخعی رح کہتے ہیں۔ گنتی کے دنوں سے ذی الحجہ کے دس روز مراد ہیں۔ اور معلومات سے مراد قربانی کرنے کے دن ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے (تم خدا کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو) اس کی نسبت مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ عرب میں یہ دستور تھا کہ جب لوگ حج سے فارغ ہوتے تھے۔ تو اس وقت خانہ کعبہ کے نزدیک کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اپنے آبا اور اجداد کی بزرگیاں اور ان کا فخر ظاہر کرتے تھے۔ مثلاً ایک یہ کہتا کہ میرے باپ کا یہ دستور تھا۔ کہ وہ مہربان ملتا تھا۔ اور لوگوں کو اپنا مہمان بناتا تھا۔ اور پھر اپنے مہمانوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ اور ان کی تعظیم اور تکریم بجا لاتا تھا۔ اونٹوں کی قربانی کرتا تھا۔ قیدیوں کو قید سے آزادی بخشتا تھا۔ غلام آزاد کرتا تھا۔ اور اسی طرح اور اوصاف بیان کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ تم خدا کو یاد کرو۔ جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو۔ کیونکہ میں نے تمہارے اور تمہارے باپوں کے لئے یہ کام کیا۔ تمہارے اور ان کے ساتھ نیکی کی۔ اور تم اور ان پر پھر احسان کیا۔ اور سدی کہتے ہیں۔ کہ عرب کے لوگ جب عبادت کر چکتے تو منیٰ میں جا کر کھڑے ہو جاتے ایک اٹھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کرتا۔ کہ اے اللہ میرے باپ کا بہت بڑا پیالا تھا۔ اور اس کی بہت بڑی دلیر تھی۔ اور بڑا مالدار تھا۔ مجھے بھی اس کی طرح ہی مال اور دولت عطا کر یہ لوگ حقیقت میں اللہ کو یاد نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے تھے اور دنیا ہی کی نعمت اور دولت پانے کی آرزو رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔ اور ابن عباس اور عطا اور ربیع اور ضحاک رح کہتے ہیں۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم خدا کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اپنے باپوں کو لڑکے یاد کرتے ہیں۔ جب لڑکا کچھ بولنے لگتا ہے۔ تو باپ کو ابا اور ماں کو اماں کے نام سے پکارتا ہے۔ اور دوڑ کر ان سے لپٹ جاتا ہے۔ اور عمر بن مالک ابی جوزا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ابن عباس رض سے کہا کہ مجھے خدا کے اس قول کے معنی بتلاؤ۔ قول (تم اللہ تعالیٰ کو اپنے باپوں کی یاد کرنے کی مانند یاد کرو) کوئی دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس میں بیٹا اپنے باپ کو ہرگز یاد نہیں کرتا۔ ابن عباس نے فرمایا۔ کہ جیسا تم نے سمجھا ہے اس کے معنی ویسے نہیں ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ اگر تم کسی کو دیکھو۔ کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو اس پر ایسا غصہ کرو جیسا کہ تم کو اس شخص پر غصہ آتا ہے جو تمہارے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ غصہ کرو۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اَوْ اَشَدُّ ذِكْرًا میں اَوْ۔ بلکہ کے معنوں میں آتا ہے۔ اور مقاتل کہتا ہے۔ کہ اکثر کے معنی میں ہے۔ جیسے کہ اس قول میں ہے اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً اَوْ اَشَدُّ خَشْيَةً۔ یعنی سختی کے رُو سے بہت زیادہ اور خوف کے رو سے بہت زیادہ ۔

ذکر کا بیان

اللہ جلشانہ نے قرآن میں چند چیزوں کو ذکر کے نام سے پکارا ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ توریت فرمایا ہے کہ (اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھو یعنی اہل توریت سے اور قرآن کو بھی ذکر کے نام سے یاد کیا ہے (کہ یہ مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے) یعنی قرآن اور لوح محفوظ کو بھی ذکر سے موسوم کیا ہے۔ فرمایا ہے (ذکر کے بعد ہم نے زبور میں لکھا) یعنی لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد۔ اور نصیحت کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (جب اس کو بھول گئے جس کا کہ ان کے پاس ذکر کیا گیا تھا) یعنی جو نصیحت کی گئی تھی۔ اور رسول مقبول کو بھی ذکر سے نامزد کیا ہے (اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو بھیجا ہے جو رسول ہے) اور خبر کو بھی ذکر سے پکارا ہے۔ فرمایا ہے (یہ ان کی خبر ہے جو میرے ساتھ ہیں۔ اور

آدمی آنے لگیں۔ تو اُس کے بعد نہیں۔ اور امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ عید کی رات کو بعد آفتاب غروب ہو جانے کے
اس وقت تکبیر کہنی شروع کرے اور دونوں خطبوں سے امام کے فارغ ہونے تک کہتا رہے۔ اور ایک قول
میں اس طرح آیا ہے۔ کہ عید کی رات میں آفتاب کے ڈوبنے کے بعد شروع کرکے اس وقت تک کہے کہ امام مصلے
پر کھڑا ہو جاوے یعنی نماز کے وقت تک۔ اور ایک قول میں اس طرح آیا ہے۔ کہ تکبیر تحریمہ کے کہنے تک
اور ایک قول میں یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک کہے۔

عاشورہ کے دن کی بزرگی کا بیان

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ اور ان میں سے چار مہینے
حرام ہیں۔ ان کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ اور ماہ محرم ان مہینوں میں سے ہی ہے۔ اور اسی میں عاشورہ کا دن واقع
ہوتا ہے۔ جو آدمی اس میں طاعت اور عبادت کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اسکو بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔ اور ابو نصر
اپنے باپ سے اور وہ مجاہد سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر
کوئی آدمی محرم کے مہینہ میں روزہ رکھے تو اسکو ہر ایک روزہ کے عوض میں تیس روزوں کا ثواب مرحمت ہوتا ہے
اور میمون بن مہران رض ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر
کوئی آدمی ماہِ محرم میں عاشورہ کے دس روزے رکھے تو اسکو دس ہزار فرشتوں کا ثواب عنایت کیا جاتا ہے۔
اور اگر کوئی خاص عاشورہ کے دن روزہ رکھے تو اس کو دس ہزار شہیدوں کا ثواب عطا ہوتا ہے اور اس کے
سوا دس ہزار حاجیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور عمرہ کرنیوالے لوگوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی
عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے۔ تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کو بہشت
میں اس قدر درجے عنایت کرتا ہے۔ جس قدر اس کے سر کے بالوں کی تعداد ہو۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ
کی رات میں کسی مومن کو کھانا کھلائے۔ تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے محمد صلعم کی تمام امت کو پیٹ بھر کر
کھانا کھلایا۔ اصحابوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول کیا اللہ نے عاشورہ کو تمام دنوں پر
بزرگی دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ اس دن میں خدا نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے پہاڑ
اور دریاؤں کو پیدا کیا ہے۔ لوح اور قلم کو اسی دن میں پیدا کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام بھی اسی دن میں
پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی دن میں انکو بہشت میں داخل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش بھی
عاشورہ کے دن میں ہی ہوئی ہے۔ اور آپ نے اسی دن اپنے فرزند کے عوض قربانی کی ہے۔ اور عاشورہ کے
دن ہی فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا کو اسی دن خدا نے دور کیا۔ اور عاشورہ
کے دن میں ہی خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن میں ہی خدا نے حضرت داود کے گناہ
بخشے۔ اور اسی روز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور قیامت کا دن بھی عاشورہ کا دن ہی ہوگا۔ جیسے
ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عاشورہ کے دن روزہ رکھے اور
شب بیدار رہے اس کو خداوند تعالیٰ ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جو کوئی عاشورہ کے
دن صرف روزہ ہی رکھے اس کو ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے اور ایک روایت میں یہ آتا ہے۔ کہ جو آدمی عاشورہ
کے دن میں روزہ رکھتا ہے۔ اسکو اس قدر اجر عطا کرتا ہے۔ کہ جیسا ساتوں آسمانوں کے لوگوں کو ملتا ہے۔ اور
اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز کسی مسلمان کو کھانا کھلائے۔ تو وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ گویا اس نے محمد صلعم کی تمام
امت کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ اور جو عاشورہ کے روز کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتا ہے۔ تو اسکو خداوند تعالیٰ
بہشت میں اس قدر درجے دیتا ہے کہ جس قدر اس کے سر کے بال ہوتے ہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی

اور ان کے صاحب زادے عبداللہ کا یہ معمول تھا۔ کہ تشریق کے دنوں میں نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے۔ مجلس میں
تکبیر کہتے تھے۔ فرش پر تکبیر کہتے تھے اور خیموں میں تکبیر کہتے اور دوسرے آدمی بھی ان کو دیکھ کر تکبیر پڑھتے تھے۔ اور
اس پر اتفاق ہے۔ کہ تکبیر کہنی سنت ہے۔ صرف اس کی تعداد اور ابتدا میں اختلاف ہے۔ اور حضرت علیؓ
کا یہ دستور تھا۔ کہ آپ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے لیکر تشریق کے آخری دن کی عصر کی نماز تک تکبیر کہا کرتے
تھے۔ ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام شافعی بھی ایک قول میں ایسا ہی
کہتے ہیں۔ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور یہ سب قولوں میں سے بہتر اور صحیح قول
ہے۔ اور دوسرے قولوں کا جامع ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود عرفہ کے دن صبح کی نماز سے تکبیر شروع کرتے
تھے اور قربانی کے دن میں عصر کی نماز تک کہتے تھے۔ امام اعظم ابی حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ابن عباس
اور زید بن ثابتؓ قربانی کے دن ظہر کی نماز سے تکبیر کہنی شروع کرتے تھے اور ایام تشریق کے آخری دن کی عصر کی نماز تک کہتے تھے اور عطا
کا بھی قول ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ قربانی کے اور ظہر کی نماز سے تکبیر کہنی شروع کرے۔ اور تشریق کے آخری دن کی صبح
کی نماز تک حاجیوں کی پیروی کے واسطے پڑھتا رہے۔ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اور امام شافعی کا
دوسرا قول یہ ہے۔ کہ قربانی کی رات میں مغرب کی نماز سے تکبیر شروع کرے۔ اور تشریق کے آخری دن صبح کی
نماز تک جاری رکھے۔ اور ابن مسعود رضؓ تکبیر کے الفاظ کو دو دفعہ کہا کرتے تھے۔ یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ
اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد امام احمد اور ابو حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور اہل عراق کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ایک
روایت میں آیا ہے کہ امام مالک اللہ اکبر اللہ اکبر دو دفعہ کہا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے
اور سعید بن جبیر تین دفعہ اللہ اکبر پے در پے کہا کرتے تھے۔ اور پھر بعد میں آخر تک تکبیر کہتے تھے جیسا کہ
اوپر ذکر ہوا ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور اہل مدینہ بھی اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور قتادہؓ
اس طرح کہا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر علی ما ہدانا اللہ اکبر وللہ الحمد اور ابو ہریرہ رضؓ خدا کے رسول مقبول
سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے منیٰ کے دن اس واسطے ہیں۔ کہ لوگ ان میں کھائیں پئیں۔
اور خدا کو یاد کریں۔ اور حضرت محمدؐ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ نے تشریق کے دنوں میں ایک شخص کو بھیجا۔ اور اس
کو ارشاد کیا کہ تو بلند آواز سے یہ کہہ دے اے لوگو یہ دن کھانے اور پینے کے واسطے ہیں۔ اور جماع کرنے
کے لئے ہیں ؛

احرام کی حالت میں تکبیر

اگر کوئی آدمی محرم ہو۔ تو وہ قربانی کے دن ظہر کی نماز کے بعد سے تشریق کے دنوں کے آخر تک تکبیر کہے۔ مگر اس
صورت میں ہے کہ جماعت کے ساتھ فرض کی نماز ادا کرے۔ اور جب اکیلا ہو۔ تو تکبیر نہ کہے اور نہ ہی نفلوں کے بعد
کہے۔ یہ امام احمد کا مذہب ہے ؛

عید فطر کی تکبیر

جس طرح عید الضحیٰ میں تکبیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ عید فطر میں بھی اسی طرح کہے بلکہ یہ بہتر ہے کہ عید فطر کی رات
کو تکبیر زیادہ کہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ (تم ماہ رمضان کو کامل کر دو اور تکبیر کہو جیسا کہ تمہیں کہا گیا ہے۔
آیت کے آخر تک) اور اس کی ابتدا عید کی رات میں اس وقت کرے۔ جبکہ آفتاب غروب ہو جاوے۔ اور عید کے
دن دونوں خطبوں سے جب امام فارغ ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد تکبیر کہنے کا وقت نہیں رہتا۔ اور ابو حنیفہؒ
یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی تکبیر عید کے دن سنت نہیں ہے۔ اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ عید فطر کے دن میں تکبیر
کہے اور اس کی رات کو نہ کہے اور نماز کے آنے تک تکبیر کہنے کا وقت ہے جب امام صاحب آجاویں۔ اور

تو خداوند تعالیٰ اس پر تمام سال روزی کو فراخ کر دیتا ہے۔ اور بعض پہلے زمانہ کے بزرگ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی
عاشورہ کے روز روزہ رکھے۔ تو اس سے اس کے سال بھر کے فوت شدہ روزوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور جو آدمی
اس دن میں صدقہ دیگا۔ وہ اس کے ایک سال کے فوت ہو گئے صدقہ کا کفارہ ہوگا۔ اور یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں۔ کہ
اگر کوئی آدمی اپنی آنکھوں میں اس قسم کا سرمہ ڈالے کہ اس میں کستوری پڑی ہوئی ہو۔ تو اس سے آئندہ تمام سال
تک اسکی آنکھیں دُکھتی نہیں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی غلیظ بن امیہ بن خلف جمحی سے روایت کرتے
ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ خدا کے رسول نے میرے گھر میں ایک چڑیا دیکھی۔ اور فرمایا کہ یہ وہ پہلا
جانور ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے۔ اور قیس بن عبادہ کہتے ہیں۔ کہ عاشورہ کے روز میں
وحشی جانور روزہ رکھتے ہیں۔ اور ابوہریرہ رض راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ رمضان کے بعد
افضل روزے ماہ محرم کے ہیں۔ اور نماز فرض اور آدھی رات کی نماز کے بعد اور جسقدر نمازیں ہیں۔ ان
میں سے بہتر نماز وہ ہے۔ جو عاشورہ کے روز پڑھی جائے۔ اور حضرت علی رض کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول
مقبول نے فرمایا ہے کہ محرم خداوند تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اور اس میں خدا نے ایک قوم کی توبہ کو قبول کیا ہے۔
اور جو آدمی اس مہینہ میں توبہ کریگا۔ خداوند تعالیٰ اسکی توبہ کو قبول فرمائیگا۔ اور ابن عباس رض راوی ہیں۔ کہ اللہ
کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ ذی الحجہ کے آخر دن کا اور ماہ محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھے۔ تو وہ ایسا
ہے۔ کہ گویا اس نے گذشتہ سال کے تمام روزے رکھ لئے۔ اور آئندہ سال کے روزوں کو شروع کیا۔ پچاس سال
کے واسطے اس کا خدا تعالیٰ کفارہ گناہ کرتا ہے۔ عروہ رض عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے دنوں
میں عاشورہ کے دن قریش روزے رکھا کرتے تھے۔

مکہ میں اسی دن خدا کے رسول بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اور جب خدا کے رسول مقبول مدینہ میں تشریف
لائے۔ تو آپ نے یہودی لوگوں سے عاشورہ کے دن کی کیفیت دریافت فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ
اس دن میں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ دیا تھا۔ اس لئے
اس روز کی تعظیم کے واسطے ہم اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ یہ سنکر خدا کے رسول مقبول نے فرمایا جسقدر تم حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہو۔ ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اپنی امت کے لوگوں کو فرمایا۔ کہ عاشورہ کے
دن روزہ رکھیں ٭

روز عاشورہ کی وجہ تسمیہ

اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا تو یہ قول ہے کہ اس کا نام عاشورہ اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ماہ محرم
کا دسواں روز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ عاشورہ کا دن دس کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ اور محمد صلعم کی امت
کو خدا نے اس سے بزرگی عطا کی ہے۔ اور اس واسطے اس کا نام عاشورہ ہوا ہے۔ اور وہ دس کرامتیں اور
بزرگیاں یہ ہیں۔ پہلی ماہ رجب ہے۔ یہ خدا کا مہینہ ہے اور اصم ہے۔ اور دوسرے مہینوں پر اسکی فضیلت ایسی
بیان کی گئی ہے۔ جیسی کہ محمد صلعم کی امت کو دوسری امتوں پر ہے۔ دوسری ماہ شعبان ہے۔ اور اس
کی بزرگی دوسرے مہینوں پر ایسی ہے۔ جیسی کہ محمد صلعم کو باقی نبیوں پر ہے۔ تیسری ماہ رمضان ہے۔ اس
کی فضیلت دوسروں پر ایسی بیان ہوئی ہے۔ جیسی کہ تمام مخلوقات پر خدا کی بزرگی ہے۔ اور چوتھی شب قدر
ہے۔ اور یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور پانچویں فطر کی بزرگی ہے۔ اور وہ جزا کے ملنے کا دن
ہے۔ چھٹی عشرہ ذی الحجہ کی ہے۔ اور یہ دن خداوند تعالیٰ کے یاد کرنے کے روز ہیں۔ اور ساتویں عرفہ کا دن ہے
جو آدمی اس دن میں روزہ رکھتا ہے۔ وہ دو سال کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور آٹھویں روز نحر کی فضیلت ہے۔ اور یہ

کہ اے اللہ کے رسول کیا خدا نے عاشورہ کے روز ہم لوگوں پر بڑا فضل اور احسان کیا ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ہاں ایسا ہی کیا ہے۔ اس روز میں خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ تمام پہاڑوں اور ستاروں کو اسی روز میں پیدا کیا ہے۔ عرش اعظم اور کرسی اور لوح محفوظ کی پیدائش اسی روز میں ہوئی ہے۔ اور جبرائیل اور دوسرے فرشتوں اور حضرت آدم علیہ السلام کو اسی دن میں ہی خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ حضرت ابراہیم کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن میں ہی ہوئی ہے۔ اور اسی دن میں اللہ نے اس کو آگ سے نجات بخشی ہے۔ اسی روز میں ابراہیم نے اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربانی دیا۔ فرعون کو عاشورہ کے دن میں ہی دریا میں غرق کیا ہے۔ اسی روز میں حضرت ایوب کو مرض اور دکھ سے شفا عطا فرمائی ہے۔ اسی میں حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔ اسی روز حضرت آدم کی توبہ قبول کی گئی ہے۔ عاشورہ کے روز ہی حضرت داؤد علیہ السلام کے گناہ معاف ہوئے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو ملک عنایت کیا ہے تو وہ بھی عاشورہ کے روز ہی ہوا ہے۔ اور عرش اعظم پر اسی دن میں خداوند تعالیٰ استوار ہوا ہے۔ اور عاشورہ کے روز ہی قیامت برپا ہوگی۔ اور پہلے پہل جب آسمان سے پانی برسا ہے تو وہ عاشورہ کا روز ہی تھا۔ اور سب سے پہلے خدا کی رحمت عاشورہ کے دن میں ہی زمین پر نازل ہوئی ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز نہائے تو وہ بیمار نہیں ہوتا۔ مگر مرض الموت سے نہیں بچتا۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز میں اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالے تو سال بھر اسکی آنکھیں دکھتی نہیں۔ اور جو آدمی اس روز میں کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو وہ گویا تمام ہی آدم کی عیادت کر لیتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز کسی کو ایک جام شربت پلائے تو وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ جیسے کوئی خداوند تعالیٰ کی عبادت میں ایک ساعت بھی غفلت نہیں کرتا۔ اور جو شخص اس روز میں چار رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اور پچاس دفعہ سورۂ اخلاص تو اس کے عوض میں اللہ جل شانہ اس کے پچاس گذشتہ سالوں کے گناہ اور پچاس آئندہ سالوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور فرشتوں کے گروہ میں اس کے واسطے نور کے پچاس محل بنائے جاتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے۔ کہ چار رکعت نماز پڑھے اور دو دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور ایک دفعہ ہی اذا زلزلت الارض زلزالہا پڑھے۔ اور ایک دفعہ ہی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے۔ اور ایک دفعہ ہی سورہ اخلاص پڑھے۔ اور اس کے بعد جب نماز سے فارغ ہو تو ستر دفعہ خدا کے رسول مقبول پر سلام بھیجے۔ اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام سال میں بنی اسرائیل پر ایک ہی روزہ فرض کیا گیا ہے اور وہ روزہ عاشورہ ہے۔ جو ماہ محرم کا دسواں روز ہوتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس دن میں روزہ رکھیں اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کھانے پینے کی فراخی کریں۔ کیونکہ اس دن کی برکت سے خداوند تعالیٰ سال بھر کے واسطے روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور جو آدمی اس روز روزہ رکھتا ہے۔ اس کو چالیس برس کا کفارہ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کی رات کو شب بیدار رہے۔ اور صبح تک خدا کی عبادت کرے۔ تو وہ مرنے سے پہلے ہی اپنی موت پر واقف ہو جاتا ہے۔ اور حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کی رات شب بیدار رہے تو جب تک وہ چاہے اللہ تعالیٰ اسکو زندہ رکھتا ہے۔ اور سفیان بن عیینہ جعفر کوفی سے اور وہ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے جو اپنے زمانہ میں کوفہ کے بہتر لوگوں میں سے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز اپنے اہل و عیال کی روزی فراخ کرے۔ تو تمام سال ہی خداوند تعالیٰ اسکی روزی کو فراخ کرتا ہے۔ سفیان کہتے ہیں۔ کہ پچاس سال تک میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور اس عرصے میں اپنی روزی کو میں نے ہمیشہ فراخ ہی دیکھا ہے۔ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں [illegible] رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز اپنے اہل اور عیال پر روزی کو فراخ کر دے۔

رت امام حسن آ گئے۔ اور میں اس وقت دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت
کے سینہ مبارک پر کھیل رہے تھے۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ کے ہاتھ میں تھوڑی سی مٹی لی
۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو رہے ہیں تب امام حسین چلے گئے۔ تو میں نے آپ کی
عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں مٹی
ہوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ جس وقت میں نے امام حسین کو اپنے سامنے
ے دیکھا۔ تو اس وقت مجھے خوشی ہوئی۔ اسی اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف
لا کر مجھے تھوڑی سی مٹی دی۔ اور دیکھ کر کہا۔ کہ اس مٹی میں امام حسین شہید ہونگے۔ اس خبر کے سبب سے
ہوں۔ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک نے خدا کے رسول مقبول کو خواب
اور اس میں آپ نے سلیمان کو خوشخبری دی۔ اور مہربانی کے کلمات آپ نے بیان فرمائے اور جب
سلیمان نے حسن بصری سے اس خواب کی تعبیر پوچھی حسن بصری نے کہا کیا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے رسول خدا کے اہل بیت کے ساتھ کوئی
احسان کو نیک سلوک کیا ہے۔ سلیمان نے جواب دیا کہ ہاں کیا ہے۔ کہ یزید بن معاویہ کے خزانہ میں حسین بن
علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک میں نے دیکھا تھا۔ میں نے اس کو لیکر دیبا کے پارچہ کفن پہنائے اور اپنے دوستوں کے گروہ
کو ساتھ لیا۔ اور اس پر نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد میں اسکو دفن کر دیا گیا یہ سُن کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی کام خدا
کے رسول کی خوشنودی کا باعث ہوا ہے۔ اور انہوں نے آپ کو خوشخبری دی ہے اور یہ سنکر سلیمان نے حسن بصری
کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ ان کو فاخرہ خلعت عطا کیا۔ اور بیش قیمت تحفہ بخشا۔ اور حمزہ بن زیات کہتے ہیں۔
کہ میں نے خدا کے رسول اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ حسین بن ابی طالب
کی قبر پر درود پڑھ رہے تھے۔ اور ابو النصر اپنے باپ سے اور وہ منصور بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس روز
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی ہے۔ اس دن ستر ہزار فرشتے آپ کی قبر پر نازل ہوئے ہیں۔ اور وہ
آپ کی مظلومی اور زار حالت پر قیامت تک روتے رہینگے +

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے پر طعن

ایک قوم کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں طعن کیا ہے۔ اور وہ اس واسطے ہے
کہ اس روز امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑی مصیبت اور ظلم اٹھانے کے بعد شہید کئے گئے ہیں
اور آپ کے دنیا سے چلے جانے کا عام لوگوں کو افسوس اور رنج کرنا چاہئے نہ خوشی۔
جیسا کہ اس دن میں اپنے اہل اور عیال پر روزی کو فراخ کرنا۔ اور فقیروں اور مسکینوں اور ضعیف محتاجوں کو
اس دن بہت سا کھانا کھلانا۔ حالانکہ امام حسین کے حق میں یہ مفید نہیں۔ اور بعض بزرگوں نے اس کا یہ جواب دیا
ہے کہ مسلمانوں کو عاشورہ کے روزہ رکھنے کے واسطے امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے لئے امر نہیں فرمایا جو لوگ
شہادت کی وجہ سے عاشورہ کے روزہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ خطا کرتے ہیں۔ بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ
نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عاشورہ کے روزوں میں جو بزرگ دن تھے شہادت پانے کے واسطے مخصوص کیا ہے کہ اگر ایسے
بزرگ دنوں میں شہید ہونگے۔ تو اس سے آپکی شہادت کا درجہ اور بھی بلند ہوگا۔ اور انکی کرامت اور بزرگی میں اضافہ
کیا جاویگا۔ اور وہ شہید شدہ خلفائے راشدین کے مقام پر پہنچینگے۔ اور اگر امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن
کو مصیبت کا دن شمار کیا جائے تو دوشنبہ کا دن اس سے اور بھی زیادہ غم اور زیادہ اور مصیبت کا روز ہے کیونکہ
اس دن میں خدا کے رسول مقبول نے وفات پائی ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی روز میں وفات
پائی ہے۔ اور ہشام بن عروہ روایت کرتے ہیں۔ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ

قربانی کا دن ہے۔ اور نواں جمعہ کا روز ہے۔ اور جمعہ سب دنوں کا سردار ہے۔ اور دسویں عاشورہ کا دن ہے
اور جو شخص اس دن میں روزہ رکھتا ہے۔ وہ ایک سال کے واسطے کفارہ ہوتا ہے۔ اور یہ جتنے دن بیان
ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ساعت بزرگ ہے۔ کیونکہ ان کو خدا نے اُمّتِ محمدیہ کے کفارہ کے واسطے
اور ان کے گناہوں کے دُور کرنے کے لئے مخصوص کیا ہے اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے۔ کہ عاشورہ اس
کا نام اس واسطے رکھا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے دس نبیوں کو دس کرامتوں سے خصوصیت بخشی ہے۔ اور
انہیں ان سے سرافراز کیا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ حضرت آدم کے توبہ کو اس دن قبول کیا ہے۔ دوسری یہ کہ
اس روز میں حضرت ادریس علیہ السلام کو نیچے سے اُٹھا کر ایک بلند جگہ پہنچایا ہے تیسری یہ ہے کہ اسی روز
میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی۔ چوتھی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش
اسی روز میں ہوئی تھی اور اسی دن خدا نے ان کو اپنا دوست بنایا۔ اور اسی روز میں ہی نمرود کی آگ سے اللہ
نے ان کو نجات دی۔ اور پانچویں یہ کہ اسی روز خداوند تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کو اجابت کا درجہ بخشا۔ اور حضرت سلیمان کے
ہاتھ سے نکلا ہوا ملک اسی دن میں ہی پھر ہاتھ میں آیا۔ اور چھٹی یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیماری اور دکھ میں گرفتار
تھے۔ اسی دن میں ہی اللہ نے آپ کی بیماری اور دکھ کو دور کیا۔ ساتویں یہ کہ اللہ سبحانہ نے عاشورہ کے روز میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو دریا سے پار کر دیا تھا۔ اور فرعون کو مع اسکی قوم کے اس میں غرق کر دیا۔ اور آٹھویں یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی
نگل گئی تھی۔ اسی دن میں ہی خدا نے آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اور نویں کرامت یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام
کو دنیا سے آسمانوں پر اٹھا لیا تھا۔ تو آپ اسی روز میں ہی اُٹھا لئے گئے تھے۔ دسویں یہ کہ خدا کے رسول مقبول محمد مصطفےٰ
عاشورہ کے روز ہی پیدا ہوئے تھے۔

عاشورہ کے دن کا اختلاف

ماہ محرم میں روزِ عاشورہ کی تعیین میں اختلاف ہے یعنے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ماہِ محرم کا کونسا دن ہے
اکثر لوگوں کا تو یہ قول ہے کہ عاشورہ کا دن ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے۔ اور صحیح قول یہی ہے۔ اور بعض
لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ محرم کی گیارھویں تاریخ کو ہے۔ اور عائشہ رض سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے عاشورہ کا روز
ماہ محرم کا نواں دن ہے۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حکیم بن اعرج نے ابن عباس سے پوچھا کہ عاشورہ کا روزہ
کون سے دن میں رکھا جائے تو انہوں نے فرمایا کہ جس روز تم محرم کا چاند دیکھو۔ اس روز سے دنوں کا شمار کرو۔ اور جب نواں دن آئے
تو اسکی صبح کو روزہ رکھو۔ اس پر پوچھا گیا۔ کہ خدا کے رسول مقبول اسیطرح روزہ رکھا کرتے تھے تو فرمایا کہ ہاں اسیطرح رکھا کرتے تھے اور ایک دوسری روایت
میں اس طرح آیا ہے۔ کہ ابن عباس نے فرمایا ہے پیغمبر صلعم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو ارشاد کیا کہ تم
اس دن روزہ رکھو۔ صحابیوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول یہ دن تو یہودیوں اور نصاریٰ کا ہے
ان قوموں کے لوگ اس دن کو بزرگ جانتے ہیں۔ اور اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ سال اگر خدا نے چاہا
تو ہم ماہ محرم کی نویں تاریخ کو روزہ رکھا کرینگے۔ مگر اس کے بعد ابھی دوسرا سال آنے ہی نہیں پایا تھا۔ کہ خدا کے رسول
مقبول وفات پا گئے۔ اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا۔ اور میری
زندگی رہی تو آئندہ سال ماہِ محرم کی نویں تاریخ کو میں روزہ رکھونگا۔ اور یہ اس واسطے کہا ہے کہ کہیں عاشورہ کا روز
فوت نہ ہو جائے۔

عاشورہ کے دن کی بزرگیاں

حضرت امام حسین بن علی کی وفات عاشورہ کے روز میں ہی واقع ہوئی ہے۔ یعنے اسی دن میں آپ کو شہادت
کا درجہ ملا ہے۔ اور امام سلمہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ خدا کے رسول میرے گھر میں موجود تھے۔ اسی اثنا میں

کہ ہم کو خدا نے شنبہ کا بزرگ دن عطا کیا ہے اور تمہارے واسطے یہ دن نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالے نے ان لوگوں کو یہ جواب دیا اور انہیں اس آیت سے خوب شرمندہ کیا پیغمبر صلعم سے فرماتا ہے (اے محمد یہودیوں سے کہدے کہ تم کو یہ گمان ہے کہ ہم دوسرے آدمیوں کے سوا خدا کے دوست ہیں اگر تم اس میں سچے ہو تو موت کی آرزو کرو) اور ان لوگوں کے قول کے رد میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ (تم جاہل ہو تمہارے واسطے کتاب نہیں ہے) اور اللہ نے فرمایا ہے (خداوند تعالیٰ نے جاہل لوگوں میں سے ہی ان کے پاس پیغمبر بھیجا) اور یہودیوں کی مذمت میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی تعریف یہ ہے چارپائے یعنی گدھے جیسے یعنی موری عالم چوپایہ کی طرح ہیں جس کے اوپر کچھ کتابیں لادی گئی ہوں۔ اور وہ ان کو جانتا نہیں ہے کہ میرے اوپر کیا لادا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی اسی طرح توریت کے احکامات لادے ہوئے ہیں۔ اور ان کو جانتے نہیں۔ اور ان پر انہوں نے کچھ عمل نہیں کیا۔ اور ان لوگوں کا جو یہ قول تھا کہ ہم کو خدا نے شنبہ کا دن دیا ہے اور تم کو نہیں دیا اس کے جواب میں خداوند تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے (اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے پکارے جاؤ) آیت کے آخر تک۔ اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ جب تم تجارت یا کھیل کی کسی چیز کو دیکھ لیتے ہو۔ تو اس وقت تم اس کی طرف دوڑ جاتے ہو۔ اس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ کہ جب قافلہ کے لوگ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے تھے تو اس جگہ آدمی اس وقت ڈھول اور دمامے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اور اسی حال میں اس کا استقبال کرتے تھے اور جب لوگوں کو جو مسجد میں ہوتے تھے یہ آواز سنائی دیتی تھی۔ تو وہ مسجد سے نکلکر باہر آجاتے تھے۔ اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب قافلہ آیا۔ اور لوگوں نے آواز سنی تو وہ مسجد سے باہر نکل آئے۔ مگر بارہ مرد اور ایک عورت پیچھے وہیں رہ گئے۔ اور جب دوسری دفعہ قافلہ آیا۔ تو اس دفعہ بھی بارہ مرد اور ایک عورت تھے۔ باقی سب لوگ مسجد سے باہر نکل آئے۔ اور اس کے بعد ہی عامر بن عوف سے ایک آدمی اسلام لانے سے پہلے سوداگری کے واسطے مدینہ منورہ میں آیا۔ اس کا نام دحیہ بن خلیفہ کلبی تھا۔ اور یہ شام کی طرف سے آیا تھا۔ اور یہ ہر قسم کی چیزوں کی تجارت کیا کرتا تھا۔ اور مدینہ کے لوگ اپنے دستور کے موافق ڈھول اور دمامے اور تالیاں بجاتے ہوئے ہمیشہ اس کے استقبال کے واسطے بھی نکلا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب یہ آیا تو ایسا اتفاق ہوا۔ کہ مدینہ میں اس کے وارد ہونے کا دن جمعہ کا روز تھا اور خدا کے رسول مقبول اس وقت منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اور جب لوگوں نے اس کے آنے کی خبر سنی۔ تو وہ اس کے دیکھنے کے واسطے مسجد سے باہر نکل کھڑے ہوئے۔ اور جب سب نکل گئے تو خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ دیکھو مسجد میں کتنے لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ عورت اور مرد کل بارہ آدمی مسجد میں باقی ہیں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مسجد میں باقی نہ ہوتے تو جو لوگ چلے گئے ہیں وہ سنگسار کئے جاتے۔ یعنی ان پر پتھر برسائے جاتے۔ اور ان پتھروں کی بوچھاڑ سے ہی ہلاک ہو جاتے اور پھر اس وقت میں ہی خدا نے اس آیت کو نازل فرمایا (جب کوئی تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں۔ تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔ اور تم کو منبر پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو کہدے کہ خداوند تعالے کے پاس جسقدر ثواب ہے وہ اس سے بہتر ہے کہ تم ڈھول اور دمامہ کو سنو۔ اور تالیاں بجاؤ۔ اور جو سوداگر لایا ہے۔ اس سے خداوند تعالے کے پاس بہتر اور زیادہ فائدہ ہے۔ اور جسقدر رزق دینے والے ہیں۔ ان سب سے خداوند تعالے افضل اور بہتر ہے۔) اور کہتے ہیں کہ مسجد میں جو بارہ لوگ باقی رہ گئے تھے حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض بھی ان میں سے تھے۔

روز جمعہ کی بزرگی

جمعہ کے فضائل جو احادیث میں وارد ہیں علاء ابن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے اور وہ ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جس طرح جمعہ کے روز آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اس سے بہتر اور کسی دن میں نہیں ہوتا۔ خداوند تعالیٰ کی تمام مخلوق جمعہ کے دن سے خوف کرتی ہے مگر انسانوں اور جنوں

خدا کے رسول مقبول کس روز فوت ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ کہ آپ کی وفات دوشنبہ کے دن واقع ہوئی ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ سے مجھ کو بھی اُمید ہے۔ کہ میری جان کو بھی اسی دن میں ہی قبض کریگا۔ اور پھر جب آپکی وفات ہوئی۔ تو وہ دوشنبہ کے دن میں ہی ہوئی ہے۔ پس پیغمبر کا اور حضرت ابوبکر صدیق کا اس جہان سے گم ہونا۔ دوسروں کی وفات کی نسبت ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ اور سب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ اگر کوئی دوشنبہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اس میں بہت بڑی فضیلت اور بزرگی ہے۔ کیونکہ اس روز بندوں کے عملوں کو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں لیجاتے ہیں۔ اور وہاں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور پنجشنبہ کے دن میں بھی عملوں کو عالم بالا پر اٹھا کر لیجاتے ہیں۔ اور عاشورہ کا دن بھی ایسا ہی ہے۔ اس کو ماتم کا دن شمار نہیں کرتے اور اس میں رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کو اچھا نہیں جانتے۔ تو اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ بزرگی اور فضیلت کا روز ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس دن میں نبیوں کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے اور جو لوگ ان کے دشمن اور بدکار تھے۔ ان کو خدا نے ہلاک کر دیا ہے۔ جیسے کہ فرعون اور اس کی قوم بھی ہے۔ اور دوسرے کافر لوگ اور اسی دن خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ اور اسی روز آدم پتھر اور درخت پیدا ہوئے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اور دوسرے بہت بزرگوں کو بھی اسی مبارک دن میں پیدا کیا۔ اور اگر کوئی شخص اس دن کا روزہ رکھے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کو بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اس کے گناہوں کا کفارہ کرتا ہے۔ اور اس کی بُرائیوں کو دُور کر دیتا ہے۔ اس لئے عاشورہ کا روز بھی دوسرے بزرگ دنوں کی مانند ہی قرار پایا ہے جیسا کہ دونوں عیدوں کے دن ہیں۔ جمعہ کا دن ہے۔ عرفہ وغیرہ کا دن ہے۔ پس اگر عاشورہ کے دن ماتم کرنا جائز ہوتا۔ تو رسول صلعم کے اصحاب اور ان کے تابعین بھی اس رسم پر عمل کرتے اور اس کو جاری رکھتے۔ اور یہ لوگ اس امر کے زیادہ نزدیک اور اس کے مستحق تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جب عاشورہ کا دن آتا تھا۔ تو وہ اس دن اپنے اہل اور عیال کی روزی کو فراخ کرتے تھے۔ اور روزہ رکھا کرتے تھے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ حسن رض نے فرمایا ہے کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا فرض ہے۔ اور حضرت علی رض نے بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اور جب لوگوں نے اس خبر کو عام اور مشتہر کیا۔ تو عائشہ رض نے پوچھا کہ عاشورہ کے دن میں روزہ رکھنے کے واسطے تم کو کس نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت علی نے اور عائشہ رض نے کہا۔ کہ جو لوگ خدا کے رسول کی سنت پر قائم ہیں۔ وہ دانا لوگوں میں سے ہیں۔ اور حضرت علی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے دن روزہ رکھے۔ اور شب بیدار رہے۔ تو خداوند تعالیٰ اس آدمی کو جب تک وہ چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے ✦

جمعہ کے دن کی بزرگیاں

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم نماز کے واسطے بلائے جاؤ۔ تو اس وقت تم خداوند تعالےٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اور اگر کچھ خرید اور فروخت کر رہے ہو۔ تو اس کو چھوڑ دو۔ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اور عبداللہ بن عباس نے کہا ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ یعنے زبان اور دل سے تم نے خداوند تعالیٰ کی تصدیق کی ہے۔ کہ وہ واحد اور لاشریک ہے۔ جب جمعہ کی نماز کے واسطے دوڑ جاؤ۔ اور اگر خرید و فروخت کر رہے ہو۔ تو اس کو چھوڑ دو یعنے کسب اور تجارت کرنے سے نماز تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر تم اسکو جانتے ہو یعنے خداوند تعالےٰ کو تم نے پہچان لیا ہے۔ اور اس آیت کے نازل ہونے کا باعث یہ ہے۔ کہ یہودی لوگ تین چیزوں سے مسلمانوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ ایک یہ کہ ان لوگوں کا یہ مقولہ تھا۔ کہ ہم لوگ اللہ کے دوست اور محب ہیں۔ تم نہیں ہو۔ دوسری فخر کرنے کی بات یہ تھی۔ کہ ان کا مقولہ تھا کہ ہم صاحب کتاب ہیں۔ اور تم لوگوں کے پاس کتاب نہیں۔ اور تیسری یہ بھی

بھی طرح خطبہ نہیں سنتا اور خاموش بھی نہیں رہتا تو اس آدمی کو تو اس کی بجائے دو حصے گناہ دیا جاتا ہے اور جو امام سے دور ہو کر ایسا کرتا ہے
اسکو ایک حصہ گناہ ملتا ہے اور اگر کوئی خطبہ کے وقت دوسرے آدمی کو یہ کہے کہ تم چپ رہو تو بس تو وہ بھی کلام کرنیوالوں اور لغو کرنے والوں
لوگوں میں سے ہو جاتا ہے۔ اور جمعہ کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اور حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے
بھی خدا کے رسول مقبول سے ایسا ہی سنا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ اور ابو ہریرہ رض راوی ہیں۔ کہ خدا کے
رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز جب امام خطبہ پڑھتا ہو۔ اگر اس وقت کوئی آدمی اپنے ہمنشینوں
میں سے کسی کو یہ کہے کہ تو خاموش رہ تو اس کا یہ کہنا بھی لغو بات ہے۔ اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے
دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے اس روز مسجدوں کے
دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ مسجد میں آتے ہیں۔ ان کو لکھتے رہتے ہیں۔ اور جب امام صاحب
آجاتے ہیں۔ تو اس کے بعد تحریر دفتر لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے قلمیں بھی رکھ دیتے ہیں۔ اور
اس کے بعد فرشتے کہتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی نہیں آیا اس کو کس چیز نے مار رکھا۔ اور کیا باعث ہوا۔ کہ وہ نہیں آیا ہے
اور اس کے بعد پھر فرشتے اس کے واسطے اس طرح دعا مانگتے ہیں۔ اے اللہ اگر وہ آدمی بیمار ہے تو تو اس کو شفا
عطا کر۔ اور اگر وہ گمراہ ہے تو اس کو ہدایت کر۔ اور اگر وہ رستہ بھول گیا ہے۔ تو اسکی رہبری فرما۔ اور حضرت ثابت رض
سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے پاس فرشتے ہیں۔ اور وہ تختیاں اور قلمیں لئے ہوئے ہیں۔ ان کے
پاس جو تختیاں ہیں۔ وہ تو چاندی کی ہیں۔ اور جو قلمیں ہیں وہ سونے کی ہیں۔ اور جو آدمی جمعہ کی رات اور جمعہ کے
دن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اس کو سونے کی قلم سے چاندی کی تختی پر لکھ لیتے ہیں۔ اور شیخ ابو نصر اپنے
باپ سے اور وہ ابی زبیر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے
جو آدمی خدا اور آخرت کے روز پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ جمعہ کے روز جمعہ کی نماز ادا کرے۔ اور اگر بیمار
ہے یا مسافر ہے یا عورت ہے یا لڑکا ہے یعنی نابالغ یا بندہ یعنی غلام ہے۔ تو ان میں سے اگر کوئی نہ بھی پڑھے۔ تو مضائقہ
نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آدمی کھیل کود میں مصروف رہے یا تجارت میں مشغول رہے۔ اور اس سبب سے بے پروائی
کرے۔ تو خداوند تعالیٰ بھی اس آدمی سے بے پروائی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ بے نیاز ہے اور تعریف کیا گیا ہے۔
اور ابی الجعد الضمری کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی سستی کے سبب اور حقیر جانکر
جمعہ کی نماز کو ترک کر دے۔ تو اللہ جلشانہ اس آدمی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور
وہ سعد بن سعید سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے راوی ہیں۔ کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول ممبر پر کہہ رہے
تھے۔ اے لوگو! موت کے آنے سے پہلے تم اپنے پروردگار کی طرف پھرو اور نیک کام کے کرنے میں دنیا کے کاموں
میں مشغول ہونے سے پہلے جلدی کرو۔ اور خداوند تعالیٰ کا بہت ذکر کرو۔ اور اس طرح اسکی طرف نزدیکی حاصل
کرو۔ اور سعادت مند بن جاؤ۔ اور ظاہر اور پوشیدہ بہت سا صدقہ دو۔ تاکہ تم کو اجر دیا جائے۔ اور تمہاری تعریف
کریں۔ اور تم کو بہت سا رزق حاصل ہو جائے۔ اور اس بات کو یاد رکھو کہ نماز جمعہ کو خدا تعالیٰ نے تمہارے اوپر
فرض کر دیا ہے۔ اور تاکید کیا ہے۔ اس میرے سال اور مہینے اور مقام میں قیامت تک پس اگر کوئی آدمی امام صاحب
کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو اور چاہے ظالم ہو۔ اس کو حقیر جاننے کے سبب یا اس سے انکار کی وجہ نماز کو ترک
کر دے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کو پریشان کرتا ہے۔ اور پھر اسکی پریشانی کو جمع نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے کام میں
برکت ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ آگاہ رہو جو آدمی مذکورہ بالا امور کے سبب سے نماز جمعہ کو ترک کریگا۔ نہ تو اس کی
نماز درست ہوگی۔ اور نہ ہی اس کا وضو ٹھیک ہوگا۔ اور نہ ہی اسکی زکوٰۃ اور حج قبول ہوگی۔ اور جب تک وہ آدمی
توبہ نہیں کریگا۔ برکت اس کے پاس ہرگز نہیں آئیگی۔ اور اگر سچے دل سے توبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو

کے دونوں گروہ نہیں ڈرتے اور ہر ایک مسجد کے ہر دروازہ پر دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہ فرشتے لوگوں کو ثواب عطا کرنے کے واسطے لکھتے رہتے ہیں۔ پہلے کے لئے اونٹ کی قربانی کا ثواب اور اسکے بعد کیلئے گائے قربانی کروانے کا اور پھر بکری کی قربانی کرنے والے کا اور پھر مرغی قربانی کرنے والے کا لکھتے ہیں۔ اور پھر مرغی کے انڈے کی قربانی کروانے کا ثواب لکھتے ہیں۔ اور جب امام کھڑا ہو کر خطبہ پڑھنے لگتا ہے۔ تو اس وقت وہ دفتر لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور ابی سلمہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن دنوں میں آفتاب طلوع کرتا ہے اور غروب ہوتا ہے ان سب سے جمعہ کا دن زیادہ بزرگ ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور اسی روز میں ہی ان کو بہشت میں داخل کیا۔ اور بہشت سے نکالا بھی اسی دن میں ہی ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو وہ بھی جمعہ کے روز ہی ہوگی۔ اور اس روز میں ہر ایک ایسی ساعت پوشیدہ رکھی ہے۔ کہ اس میں ملاقی کرنے والا مومن جو کچھ خداوند تعالیٰ سے مانگے وہ اسکو عطا کیا جاتا ہے۔ ابو سلمہ رضہ اور عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں کہ مجھے یہ ساعت معلوم ہو گئی ہے اور وہ روز جمعہ کی آخری ساعت ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی ساعت میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ کہ آدمی کو جلدی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے۔ اور جتنے دن ہیں ان سب سے خدا کے نزدیک یہ دن زیادہ بزرگ ہے۔ بلکہ عید فطر کے روز سے بھی زیادہ بزرگی رکھتا ہے۔ اور اس دن کو خداوند تعالیٰ نے پانچ برکتیں دی ہیں۔ آدم علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے اسی روز پیدا کیا۔ اور اسی روز ان کو زمین پر نازل کیا۔ اور جمعہ کے روز ہی اس سرائے فانی سے آپکا انتقال ہوا۔ اور خدا نے اس میں ایک ایسی ساعت رکھی ہے کہ اس میں مومن جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے خداوند تعالیٰ وہ اسکو عنایت فرما دیتا ہے۔ مگر حرام چیزوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ یعنے اگر خدا سے حرام چیزوں کی درخواست کرے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ عطا نہیں کرتا۔ اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی اور جتنے خدا کے مقرب فرشتے ہیں۔ وہ اس روز میں سب خدا سے خوف کرتے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو اس روز میں اپنے پروردگار سے جو سب کا پالنے والا ہے۔ خوف نہ کرتا ہو۔ اور جمعہ کے دن آسمان اور زمین کو بھی خوف آتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جس دنوں میں آفتاب نکلتا ہے ان سب سے بہتر جمعہ کا روز ہے اسی دن حضرت کا روز موعود ہے۔ اور جیسا کہ جمعہ کے روز آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اس سے بہتر اور کسی دن میں نہیں ہوتا۔ اور اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مومن اس میں خدا سے نیکی کی طلب کرتا ہے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کی درخواست کو قبول فرما لیتا ہے۔ اور اگر کسی چیز سے امن کی خواہش کرتا ہے تو اس سے اس کو امن دیا جاتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے۔ تو تمام شیطان اور شیطانوں کے گروہ اکٹھے ہو کر اپنے ہاتھوں میں جھنڈیاں پکڑ لیتے ہیں۔ اور ڈھول اور باجے بجاتے ہوئے بڑی شان اور شوکت سے بازاروں میں سے ہوتے ہوئے نکلتے ہیں۔ اور لوگوں کو فریب دیتے جاتے ہیں۔ اور مسجدوں کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ان میں آنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے مرتبوں کو لکھے جاتے ہیں۔ اور جو مصلے کے نزدیک ہوتے ہیں۔ ان کو بھی لکھ لیتے ہیں۔ اور جب امام صاحب خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے اور لوگ بھی اسکو سننے لگتے ہیں۔ تو جو آدمی ان میں سے امام کے نزدیک ہوتا ہے اور خاموش ہو کر خوب دل لگا کر خطبہ سنتا ہے اور بے ہودہ بکواس نہیں کرتا۔ اس کو دو حصے ثواب ملتا ہے۔ اور جو امام سے دور ہوتا ہے اور خاموش ہو کر کان لگاتا ہے۔ بیہودہ بکواس نہیں کرتا۔ اسکو نزدیک والے کی نسبت آدھا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔ اور جو امام کے نزدیک تو ہوتا ہے۔ مگر لغو باتیں کرتا ہے۔ اور

کے قائم ہونے کے ڈر سے خوف نہ کھاتا ہو مگر شیطان اور آدمؑ کی اولاد کے بدبخت لوگ نہیں ڈرتے۔ اور ذکر کرتے ہیں۔ کہ زمین کے جانور اور اڑنے والے جانور جمعہ کے دن آپس میں ملتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے سلام کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ آج کا دن نیک ہے اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ ہر روز آگ سے دوزخ کو تپاتے ہیں۔ مگر جمعہ کے دن نہیں تپائی جاتی۔ اسی واسطے باقی دنوں میں دوپہر کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور جمعہ کے دن تمام وقتوں میں نماز پڑھنی درست ہے ❊

جمعہ کی نماز کی تیاری

ابی صالح ؒ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے۔ اور غسل کرنیکے بعد پہلی ساعت میں ہی مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسکو اس قدر ثواب ملتا ہے جسقدر کہ ایک اونٹ کی قربانی کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور جو دوسری ساعت میں مسجد میں جاتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسا اس نے گائے کی قربانی کی ہے۔ اور جو تیسری ساعت میں مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ تو اسکو سینگدار بکری کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو چوتھی ساعت میں جاتا ہے۔ اس کو اس شخص کا ثواب ملتا ہے جو ایک مرغی کو قربانی دیتا ہے اور جو پانچویں ساعت میں جاتا ہے تو اسکو مرغی کے ایک انڈے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے اور جب امام خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے۔ تو فرشتے حاضر ہو کر خطبہ سنتے ہیں۔ اور جن ساعتوں کا ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے پہلی ساعت تو صبح کی نماز کے بعد ہوتی ہے۔ اور دوسری ساعت اس وقت کہ جب آفتاب بلند ہوتا ہے۔ اور جب زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اور روشنی پھیل جاتی ہے اور اسکی گرمی کے سبب سے زمین پر پاؤں جلنے لگتے ہیں۔ تو اس وقت تیسری ساعت ہوتی ہے اور چوتھی ساعت زوال کے پہلے اور پانچویں ساعت زوال کے بعد ہوتی ہے۔ اور یا اس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ آفتاب عین سر پر ہو۔ نافع رضؓ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے۔ جو آدمی ہر جمعہ کو غسل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اسے حکم ہوتا ہے کہ اب تم نئے سرے سے عمل کرو۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسولؐ نے فرمایا ہے۔ جو آدمی غسل کرتا ہے یا کسی کو غسل کرواتا ہے اور اس کے بعد بہت جلد امام کے پاس چلا جاتا ہے اور کسی قسم کی لغو کلام نہیں کرتا۔ تو اسکو ہر ایک قدم کے عوض میں اسقدر ثواب عطا ہوتا ہے۔ جتنا کہ ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ہوتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنے اہل کو غسل کرواتا ہے اسکو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے۔ یہاں غسل سے مراد جماع ہے۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک جمعہ کے روز روزہ سے بہتر ہونا مستحب بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلے زمانہ کے بعض بزرگ اس حدیث پر عمل کرنیکے لئے ایسا ہی کیا کرتے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ پہلے سر دھونا چاہیئے۔ اور اس کے بعد جسم کو دھویا جائے۔ اور حسن ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ اے ابو ہریرہ تم ہر جمعہ کو غسل کیا کرو۔ خواہ تم کو ایک ہی دن کی قوت دستیاب ہو اور ہر روز پانی خرید یا ہی کیوں نہ پڑے۔ پس اکثر فقیہوں کے نزدیک جمعہ کے دن میں غسل کرنا مستحب ہے۔ اور داؤد رضؓ کہتے ہیں۔ کہ اس روز غسل واجب ہے۔ جو شخص جمعہ کی نماز میں جانا چاہتا ہے۔ وہ غسل کو ترک نہ کرے۔ اور اس کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد ہے۔ اور غسل کے بعد مسجد کو جانا بہتر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں خلاف سے بچتا ہے۔ اور جمعہ کی نماز کے ادا کرنے تک طہارت کو قائم رکھے۔ اور جب غسل کی نیت کرے۔ تو پروردگار کی طاعت کے لئے کرے۔ اور اگر جنب کی حالت میں ہو۔ اور اس میں صبح ہو جائے۔ تو پھر وہ پہلے وضو کرے۔ اور اس کے بعد غسل کرے اور وضو اور غسل سے جنابت

قبول کر لیتا ہے۔ اور اس بات سے آگاہ رہو۔ کہ کوئی عورت مرد کا امام نہیں ہے۔ اور اعرابی مہاجر کا امام نہیں ہے اور فاجر مومن کا امام نہ ہے۔ مگر یہ کہ بادشاہ قہر کرے اور یہ اس کی تلوار اور کوڑے سے ڈرے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثابت ماسلے سے اور وہ طاؤس سے اور وہ ابی موسیٰ اشعری سے راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ دنوں کو اپنی اصلی ہیئت میں اٹھائیگا۔ اور جمعہ کے دن کو بھی اٹھائیگا۔ یہ جب اٹھیگا تو چمکتا ہوا ہوگا۔ اور لوگوں کو روشنی دے رہا ہوگا۔ اور اس طرح آراستہ اور پیراستہ ہوگا جس طرح نئی بیاہی ہوئی دلہن ہوتی ہے۔ اور جیسے بہت سی روشنی میں لوگوں کے رنگ برف کی مانند چمکتے ہیں۔ اور اس سے کستوری کی لو آتی ہوگی۔ اور وہ لوگ کافور کے پہاڑوں میں چلتے ہونگے۔ اور جنوں اور انسانوں کے دونوں گروہ ان کو اس طرح تعجب سے دیکھتے ہونگے۔ کہ تعجب کے مارے انکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہجائینگی۔ اور اسی شان و شوکت اور جلال سے جاکر بہشت میں داخل ہوجائینگے۔ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ شامل نہیں ہوسکینگے۔ مگر مؤذن لوگ جو صرف طالب ثواب ہوں گے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثابت بنانی سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر روز چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔ اور جمعہ کے دن کی چوبیس ساعتیں ہیں۔ اور اس کی ہر ایک ساعت میں چھ لاکھ لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا ہے۔ اور یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو دوزخ میں سزا پانے کے لائق ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں ثابت انس سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ خداتعالے دنیا کی ساعتوں میں سے ہر ایک ساعت میں جو لوگ دوزخ کی آگ کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان میں سے چھ لاکھ آدمیوں کو آزاد کرتا ہے۔ اور جمعہ کی رات اور اس کی چوبیس ساعتوں میں سے ہر ساعت میں اللہ تعالے چھ لاکھ ایسے گنہگاروں کو آزاد کرتا ہے جو دوزخ اور اس کی آگ کے عذاب کے سزاوار ہوتے ہیں۔ اور عبدالرحمان بن لیلیٰ ابی درداء سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے نام ایک مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ لے۔ تو اسکو عمرہ کرنے والے کا ثواب ہوتا ہے۔ اور اگر شام کی نماز بھی اُسی جگہ پڑھے۔ تو جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے مانگیگا۔ اُس کو ضرور ملیگا۔ اور ابی امامہ باہلی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ جو آدمی جمعہ کے دن روزہ رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اور کسی جنازے پر جاتا ہے۔ صدقہ دیتا ہے۔ کسی بیمار کے ہاں جاکر اس کا حال پوچھتا ہے۔ کسی کے نکاح میں شریک ہوتا ہے۔ تو اسکے واسطے بہشت کا ملنا واجب ہوجاتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ اور وہ عمر بن شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ تین طرح کے آدمی جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو لغویات کے واسطے آتے ہیں۔ پس ان کو اپنی لغو کارروائی کا حصہ ہی ملتا ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں۔ جو اس واسطے آتے ہیں۔ کہ خدا کی درگاہ میں بصدق دل سے دُعا کریں۔ پس جو کچھ وہ مانگتے ہیں۔ اگر خدا چاہتا ہے۔ تو ان کو دے دیتا ہے۔ اور اگر نہیں چاہتا۔ تو نہیں دیتا۔ اور تیسرے وہ ہیں۔ جو حاضر ہوکر خاموشی اور سکوت اختیار کرتے ہیں اور چلنے کے وقت کسی گردن کو نہیں روندتے۔ اور نہ ہی کسی کو ایذا دیتے ہیں۔ پس ان لوگوں کا یہ فعل آئندہ جمعہ تک ان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس کفارے میں تین دن زیادہ بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (جو آدمی ایک نیکی کرتا ہے۔ اس کو ویسی ہی دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں)۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ ایسا کوئی جاندار نہیں جو جمعہ کے دن قیامت

ا تھا۔ آپ نے اسکو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ تو نے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز کیوں ادا نہیں کی۔ اُس نے عرض
یب نے مجھ کو نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے تجھے دیکھا۔ کہ تو دیر
ا۔ اور لوگوں کو ایذا پہنچائی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ خدا کے پیغمبر نے فرمایا تجھے
۔ میں شریک ہونے سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں جماعت میں شریک تو ہوا ہوں
خدا نے فرمایا۔ کہ میں نے تجھے آدمیوں کے سروں اور گردنوں کو روندتا ہوا دیکھا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ
ے فرمایا ہے جو شخص ایسا کریگا وہ قیامت کے دن دوزخ کی پیٹھ پر پل بنیگا۔ اور اس کے اوپر سے ہو کر
گذر جائینگے۔ اور اپنے پاؤں تلے اسکو روندینگے۔ اور جب کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس کے آگے سے
ا چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس کے آگے سے گذرنے سے
رس تک کھڑا ہونا پڑے تو یہ بہتر ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ اگر آدمی ریت کے
ی کی طرح ہوا میں اُڑ جاوے۔ تو ایسا ہونا اس سے بہتر ہے۔ کہ وہ کسی نماز پڑھنے والے آدمی کے آگے
رے۔ اور جب کوئی آدمی آگے بیٹھا ہوا ہو۔ تو اس کو اسی جگہ سے نہ اُٹھائے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے
جگہ پر آپ بیٹھے۔ کیونکہ روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ تم اپنے کسی
کو اس جگہ سے مت اُٹھاؤ نہیں۔ تاکہ اس کو اُٹھا کر آپ اسکی جگہ میں بیٹھ جاؤ۔ اور ابن عمر رض کا یہ دستور
کہ جب کوئی آدمی اپنی جگہ سے اُٹھا کرتا تھا۔ تو خود اُسکی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ اگر وہ آکر بیٹھ جاتا تھا اور پھر
ی جگہ پا لیتے۔ تو وہاں بیٹھ جاتے تھے۔ اور جب کوئی دیکھے کہ سامنے کچھ فاصلہ پر جگہ خالی ہے مگر وہاں
کو روند کر جانا پڑتا ہے۔ تو اس بات میں دو روایتیں ہیں۔ امام احمد کا قول یہ ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب یا
کسی شخص کو بھیجے اور اس کو ہدایت کرے کہ تو میری جگہ پر جا کر بیٹھ جا۔ اور وہ اپنے مالک کے کہنے
ہی جا کر بیٹھے تو اس کو جائز ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کا یہ قول بھی ہے۔ کہ خالی جگہ پر گذر کر بیٹھنا درست
اور گذرتا ہوا کوشش کرے۔ کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے واسطے مصلیٰ بچھائے
ں میں بھی گفتگو ہے۔ کہ دوسرے لوگوں کو یہ لازم ہے کہ وہ اسکو اُٹھا کر آپ اس جگہ پر بیٹھ جائیں بعض
ل ہے کہ اگر مصلیٰ سے زیادہ جگہ رُکتی ہو۔ تو اس کو اُٹھا کر زائد جگہ پر بیٹھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں
کے اوپر ہی بیٹھ جائیں۔ اور جہاں تک ہو سکے امام کے نزدیک بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ اور جب
خطبہ پڑھ رہا ہو۔ اس وقت خاموش ہو کر بیٹھے کسی قسم کی کوئی بات نہ کرے۔ اگر اس وقت میں بات
تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک گناہگار ٹھیریگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کوئی خطبہ شروع ہونے
پہلے اور خطبہ ختم ہو جانے کے بعد باتیں کرے۔ تو اس وقت میں حرام نہیں ۞

جمعہ کے دن کی بزرگی

یخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو القاسم عبداللہ بن عمر شافعی سے اور وہ خلیب بن حسن قزاز سے
جعفر بن محمد خراسانی سے اور وہ ابو ایوب سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی سے اور وہ محمد بن سعد سے
عمر بن عبداللہ غلام عفرہ سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا
ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے۔ اور اس دفعہ ان کے ہاتھ میں ایک
پر تھا۔ اور اس میں ایک سیاہ نقطہ بھی تھا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل تو نے ہاتھ میں کیا لیا ہوا ہے
نے جواب دیا۔ کہ میرے ہاتھ میں یہ جمعہ کا دن پکڑا ہوا ہے۔ اور اس میں تمہارے واسطے بہت سی
ں لئے ہوئے ہوں۔ اس کے بعد میں نے پوچھا۔ کہ اس میں جو کالا سا نقطہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ جبرئیل

کی طہارت اور جمعہ کی نماز کی نیت کرے تو یہ دونوں جائز ہیں۔ اور اپنے بالوں اور ناخنوں کو ترشوائے اور بدن
سے بو دُور کرے اور اچھے کپڑے پہنے جو سفید ہوں اور سر پہ پگڑی باندھے اور چادر اوڑھے۔ کیونکہ حدیث
میں وارد ہے۔ کہ جو لوگ پگڑی باندھتے ہیں۔ ان پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور اچھی خوشبو لگائے۔ جس
کی خوشبو پراگندہ ہوتی ہو۔ اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو۔ اور جب اپنے گھر سے جامع مسجد کو نکلکر جائے۔ تو آرام اور
بردباری اور عاجزی سے چلے اور اپنی حاجتمندی ظاہر کرے۔ اور دعا اور استغفار کرتا جائے۔ اور خدا کے
رسول پر درود بھیجتا ہوا اور جب گھر سے نکلنے لگے۔ تو اس وقت اپنے مالک کی زیارت کی نیت کرے۔ اور فرض
کے ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کی نیت کرے۔ اور مسجد میں اعتکاف کرنے کے وقت سے واپس آنے
تک خدا کے قرب کی نیت رکھے۔ اور اپنے بدن کے اعضاؤں کو لغو حرکتوں اور لغو کھیلوں سے روکے رکھے۔
اور جمعہ کے دن آرام کو ترک کر دے اور دنیا کے حظ سے بھی پرہیز کرے۔ اور بہت سے درود اور وظیفے پڑھے
پس جمعہ کے اول روز سے لے کر نماز کے وقت تا آخر روز تک خدا کی طاعت اور عبادت میں اپنا وقت کاٹے۔
اور جب جمعہ کی نماز پڑھ چکے۔ تو پھر عصر تک علم کی مجلس میں شریک ہو۔ اور وعظ سنے۔ اور پھر عصر سے
آفتاب کے ڈوبنے تک درود اور وظائف میں مشغول رہے۔ اور استغفار پڑھے۔ اور اگر ہر رات اور دن کے
تمام وقت کو خدا کے ذکر میں ہی بسر کرے تو یہ بہتر ہے۔ اور اس وظیفے کو دو سو دفعہ پڑھے۔ خدا کے سوا جو
یگانہ ہے کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے۔ اور اسی کے لئے حمد ہے
وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور اسکو کبھی موت نہیں آتی۔ ہر ایک نیکی کا اندازہ اس کے ہاتھ
میں ہی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور ایک سو دفعہ یہ پڑھے۔ وہ خداوند بزرگ اور پاک ہے اور حمد اسی
کے واسطے ہے۔ اور ایک سو دفعہ یہ کہے خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ برحق بادشاہ ہے۔
اور ظاہر ہے۔ اور ایک سو مرتبہ یہ کہے۔ اے اللہ محمد پر درود بھیج جو تیرا بندہ ہے۔ اور تیرا امی رسول ہے۔ اور
سو مرتبہ یہ کہے میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں۔ جو زندہ اور قائم ہے اور تجھ سے توبہ کی قبولیت چاہتا ہوں
اور سو دفعہ یہ کہے اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور خدا کے سوا کسی کو قوت نہیں ہے۔ پس یہ ذکر سات
سو مرتبہ پڑھنا ہوتا ہے اور بعض صحابوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ روزمرہ بارہ ہزار دفعہ تسبیح پڑھا کرتے
تھے۔ اور بعض تابعین سے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ہر روز تیس ہزار دفعہ تسبیح پڑھتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہی
ہے۔ کہ لوگوں نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو اچھی طرح جان لیا تھا اور اس کو پہچان لیا تھا۔ پس تم کو بھی خوف
کرنا چاہئے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ ہم محروموں کے گروہ میں داخل کئے جائیں۔ اگر تم خدا کو یاد نہ کرو گے۔ تو اللہ تم کو
بھی یاد نہ کریگا۔ جو بندہ مومن ہوتا ہے۔ وہ پہلے خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسکو یاد
فرماتا ہے۔ خدا فرماتا ہے (تم مجھے یاد کرو اور میں تم کو یاد کرونگا) اور یہ لائق نہیں ہے کہ نماز سے پہلے
قصہ پڑھنے والے لوگوں کا قصہ سنا جائے۔ کیونکہ قصہ پڑھنا بدعت ہے۔ اور ابن عمر وغیرہ صحابوں کا یہ دستور
تھا۔ کہ جو لوگ قصہ پڑھنے والے ہوتے تھے۔ آپ انہیں مسجد سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور اگر قصہ خواں لوگ
خدا کے عارف ہوں۔ اور صاحب معرفت اور اہل یقین تو ان کی مجلس میں حاضر ہونا نماز سے بہتر ہے۔
جیسا کہ ابی ذر کا قول ہے۔ اگر کوئی آدمی اہل علم کی مجلسوں میں حاضر ہو۔ تو اس کا حاضر ہونا نماز کی ایک ہزار
رکعت سے بہتر ہے۔ اور جب لوگ جامع مسجد میں آئیں۔ تو انہیں لوگوں کی گردنیں لتاڑتا ہوا نہ جانا چاہئے
یعنی ان کے سروں کو پھاندتے اور پامال کرتے ہوئے نہ گذریں۔ اور اگر امام یا مؤذن ہو۔ تو اسکو اوپر سے
گذرنا جائز ہے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو روندتا ہوا

ان کو درجہ بدرجہ لکھنا شروع کرتے ہیں۔ پہلے اس کو لکھتے ہیں جو سب سے اول مسجد میں آتا ہے اور اسی طرح ترتیب وار
باقی لوگوں کو لکھتے جاتے ہیں اور جب مسجد میں آنیوالے لوگوں میں سے ستر آدمی آچکتے ہیں۔ تو اسکے بعد اپنے دفتر کو لپیٹ کر
رکھدیتے ہیں۔ اور صبح کے وقت سب سے پہلے جو ستر آدمی درجہ بدرجہ مسجد میں آکر داخل ہوتے ہیں۔ ان کا رتبہ ان ستر
آدمیوں کا سا ہوتا ہے۔ جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے برگزیدہ کیا تھا۔ اور یہ ستر آدمی میعون میں
سے تھے اور اس کے بعد فرشتے صفوں میں جاتے ہیں۔ اور ان میں نماز پڑھنے والے لوگوں کی جستجو کرتے ہیں۔ اور
ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی دکھلائی نہیں دیتا۔ وہ کہاں گیا۔ اس کا جواب ان کو یہ ملتا ہے۔
کہ وہ تو مر گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس پر اپنی رحمت نازل کرے۔ وہ صاحب جمعہ تھا۔ کہ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا کرتا
تھا۔ اور نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور پھر دوسرے آدمی کو پوچھتے ہیں۔ اسکی نسبت یہ جواب دیا جاتا ہے کہ وہ تو غائب ہے۔
یہ سنکر فرشتے کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اسکو محفوظ رکھے۔ اور اس کے بعد پھر اور آدمی کا حال پوچھتے ہیں۔
اس کی نسبت ان کو جواب دیتے ہیں کہ وہ بیمار پڑا ہوا ہے۔ یہ سنکر فرشتے کہتے ہیں۔ کہ خداوند کریم اس بیمار کو اپنے
فضل اور کرم سے صحت بخشے یہ بھی صاحب جمعہ تھا جمعہ سے محبت رکھتا تھا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔

روز جمعہ کی مقبول ساعت

جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ جب کوئی بندہ اس میں خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کرتا ہے۔ تو
وہ قبول ہو جاتی ہے۔ ابو نضرہ اپنے باپ سے اور وہ محمد بن ابراہیم سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہؓ سے
روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ کوہ طور پر گیا۔ اور وہاں میں نے دیکھا کہ کعب احبار موجود
ہیں۔ میں نے ان کو رسول مقبول کی ایک حدیث سنائی اور انہوں نے میرے پاس توریت کی عبارت پڑھی۔ اور
ہم نے کسی بات میں اختلاف نہ کیا۔ یہانتک کہ اپنی اپنی کلام کو ختم کیا۔ میں نے یہ حدیث سنائی۔ کہ جمعہ کے روز میں
ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ جب کوئی مومن اس میں نماز پڑھے۔ اور خدا کی درگاہ میں کسی چیز کی درخواست کرے
اور وہ نیک بات ہو تو اللہ جلشانہ۔ اس کو وہ عطا کر دیتا ہے۔ کعبؓ نے پوچھا۔ کہ ہر ایک سال میں ہے میں نے
کہا کہ ہر ایک جمعہ میں ہے اور ہمارے رسول مقبول نے ایسا ہی فرمایا ہے یہ سنکر تھوڑی دیر تک سر نیچا اور فکر کیا
اور بعد میں سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ ہاں آپ نے سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم اس ساعت کے حق میں جیسا کہ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے وہ ویسی ہی ہے اور سب روز میں سب کا سردار روز جمعہ ہے۔ اور خدا کے نزدیک یہ زیادہ پیارا
ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسی روز میں ہی پیدا کیا ہے۔ اور اسی دن میں ہی ان کو بہشت
میں داخل کیا ہے اور اسی روز میں خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارا ہے۔ اور جب قیامت
قائم ہوگی تو وہ بھی جمعہ کے دن میں ہی قائم ہوگی اور جسقدر مخلوق ہے سب کی سب اس روز میں اس چیز کی منتظر رہتی ہے اور وہ آواز پر کان لگائے
رکھتی ہے۔ کوئی چیز غافل نہیں رہتی۔ اگر غفلت اختیار کرتے ہیں۔ تو دو گروہ ہی کرتے ہیں۔ جن اور انسان اس کے
بعد میں وہاں سے لوٹا اور لوٹتے ہوئے عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی۔ اور میرے اور کعب احبار کے درمیان جو
گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا عبداللہ نے سنکر جواب دیا کہ کعب جھوٹا ہے۔ اور خدا کے رسول کی حدیث کا ثبوت
توریت میں موجود ہے۔ میں نے کہا کہ آخر کار کعب نے بھی اقرار کیا ہے۔ کہ جیسا حدیث میں بیان ہوا ہے۔ بیشک
ویسا ہی ہے۔ عبداللہ نے اس کے بعد کہا کہ جمعہ میں جس ساعت کا مذکور ہوا ہے میں اسکو جانتا ہوں میں نے آپ سے
پوچھا کہ وہ کونسی ساعت ہے جواب دیا بعد جمعہ کی آخری ساعت ہے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ آخری ساعت
کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا کے رسول کی زبان سے یہ سنا گیا ہے کہ اس ساعت میں مومن نماز پڑھے اور آخری ساعت
میں نماز کیونکر ہو سکتی ہے جواب میں فرمایا۔ کہ تو نے پیغمبر خدا کی یہ حدیث نہیں سنی کہ آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی نماز

نے جواب دیا۔ کہ وہ کالا نقطہ قیامت ہے۔ اور وہ اسی دن میں یعنے جمعہ کے روز ہیں ہی قائم ہوگی۔ اور جمعہ کا دن
ایسا ہے۔ کہ وہ سب دنوں کا سردار ہے۔ اور اپنے محاورہ میں ہم اس دن کو روز مزید کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ
اس دن کا یہ نام کس واسطے رکھا ہے۔ جواب دیا کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا ہے۔ کہ خدا نے بہشت میں ایک
وادی بنائی ہے۔ وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ اور جب جمعہ کا دن آتا
ہے۔ تو خداوند تعالیٰ عرش معظم سے اُس وادی میں آتا ہے۔ اور اس میں آکر اپنی کرسی پر جو وہاں رکھی ہوئی ہے
اجلاس فرماتا ہے۔ اور اس کرسی کے اردگرد دوسری بہت سی کرسیاں اور منبر بچھائے ہوئے ہیں۔ اس پر انبیاء
آکر اپنے اپنے درجہ کے موافق جلوس سے رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور جواہر سے مرصع سونے کی کرسیاں بھی اپنے
قرینے سے رکھی ہوئی ہیں۔ ان پر شہید اور صدیق لوگ آکر بیٹھتے ہیں۔ اور اس کے بعد دربار میں وہ لوگ آکر
حاضر ہوتے ہیں۔ جو بالاخانوں والے ہوتے ہیں۔ اور ان کا اسقدر کثیر انبوہ ہوتا ہے۔ کہ جسقدر ریت
کے ٹیلے ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وہ ہوں۔ جس نے اپنا وعدہ تم سے سچا کیا ہے۔ اور
تمہارے اوپر اپنی نعمت کو کامل کر دیا ہے۔ اور اسی رحمت کے قرب وجوار میں تم کو اُتارا ہے۔ اور جو کچھ تم
مجھ سے مانگنا چاہتے ہو۔ اُس کا مجھ سے سوال کرو۔ یہ سنتے ہی سب حاضرین جلسہ سجدہ میں پڑ کر عرض کرتے
ہیں۔ کہ ہم جسقدر حاضرین مجلس ہیں۔ سب کے سب تیری رضامندی کی درخواست کرنے والے ہیں۔ اس کے
سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ خداوند تعالےٰ جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں تم پر راضی ہوں۔ میری رضامندی نے
ہی تم کو میرے گھر میں لا کر اُتارا اور جگہ دی ہے۔ اور تم کو اسقدر بزرگی کا رتبہ عطا کیا گیا ہے۔ اب جو کچھ تم اور
مانگنا چاہتے ہو وہ مانگو۔ جب یہ عام اجازت ہو جاتی ہے۔ تو اسکے بعد جو کسی کی آرزو ہوتی ہے۔ اسکو دل کھولکر
اپنے پاک پروردگار سے طلب کرتے ہیں۔ اور جو جو کسی کی آرزو ہوتی ہے۔ خداوند تعالےٰ اُسکی آرزو کو پورا
کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد ہر ایک آدمی اپنے پروردگار کی عطا کی گئی نعمت کے شکریہ میں اس کا مقر ہوتا ہے
ہمارا پروردگار ہمارے واسطے کافی ہے۔ غرض جمعہ کے اجر اور عوض میں لوگوں کو جو نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔
وہ ایسی نادر نیاں کی گئی ہیں کہ نہ تو ان کو کسی بشر کی آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی دوسرے کانوں میں
اُن کی آواز پہنچی ہوتی ہے۔ اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال گذرا ہوتا ہے۔ اور جب اس خلعت فاخرہ سے سرفراز
ہو جاتے ہیں۔ تو اس کے بعد بالاخانوں والے اپنے اپنے بالاخانوں کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ اور ان کے
مکان سفید موتیوں اور یاقوت سرخ اور سبز زمرد کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ شکست و ریخت نہیں
ہوتی اور نہ ہی ان کے مرمت کرنے کی حاجت پڑتی ہے۔ اور ان کے اندر نہریں جاری ہیں۔ اور بہت سے
درخت ہیں۔ اور نرم نرم سبزہ زار بھی ہے۔ اور درختوں کی شاخوں کے ساتھ پھل بھی لگے ہوئے ہیں۔ اور پھل
کے بوجھ سے ڈالیاں جھک رہی ہیں۔ اور بہشتی لوگوں کی بیبیاں مسندوں پر بیٹھی ہوئی اپنے جوبن اور حسن کی بہار
کو دکھا رہی ہیں۔ اور خدمتگار بھی ہاتھ باندھے ہوئے خدمت میں موجود کھڑے ہیں۔ پس جو لوگ بالاخانوں والے
ہیں۔ وہ جمعہ کے سب سے زیادہ محتاج ہیں۔ اور ابو نصر نے اپنے باپ سے اور وہ محمد بن حافظ سے اور وہ ابو علی محمد
بن احمد صواف سے اور وہ ابو العباس عبداللہ بن اصفر سے اور وہ اسحٰق بن ابراہیم ابو صالح جرار سے اور وہ عمر
بن شمس سے اور وہ سعد بن طریق الاسکاف سے اور وہ اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت علی رض سے روایت
کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب جمعہ کا روز آتا ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی مسجد
میں آتے ہیں۔ اور وہاں اپنا بیرہ گاڑ دیتے ہیں۔ اور تمام فرشتے سب مسجدوں کے دروازوں پر بیرے گاڑ دیتے
ہیں۔ اور اس کے بعد چاندی کے ورق نکالتے ہیں۔ اور سونے کی قلم پکڑ کر جو لوگ مسجد میں آنے والے ہوتے ہیں

کا درجہ کیا چیز ہے۔ جواب میں فرمایا کہ یہ بہشت کے تمام درجوں میں سے بہت بڑا اونچا درجہ ہے اور یہ درجہ کسی کو نہیں ملیگا۔
اگر ملیگا تو یہ ہی کو ہی ملیگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ خداوند کریم یہ درجہ مجھ کو عطا فرمائیگا۔ اور محمد بن منکدر حضرت جابر کو
راوی ہیں۔ کہ جب کوئی مومن اذان سنے تو اس وقت اسکو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اے اللہ جو اس پوری پکار اور قائم
ہونے والی نماز کا پروردگار ہے تو محمد صلعم کو وسیلہ اور بزرگی دے اور بلند رتبہ عطا کر اور ان کو محمود مقام میں پہنچا۔
جو آدمی میرے واسطے ایسی دعا مانگیگا۔ اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو جاوے گی۔ اور عبداللہ
بن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رات اور دن میں میرے اوپر کثرت سے دعا
کرو۔ اور درود پڑھو۔ اور یہ جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔ اور عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ انس بن مالک رسول
مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جمعہ کے روز میرے اوپر اسی دفعہ درود بھیجیگا۔ تو خدا تعالےٰ
اس کے اسی سال کے گناہ بخشدیگا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپ پر کس طرح درود بھیجا جائے
آپ نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو۔ اے اللہ محمد صلعم پر درود بھیج جو تیرا بندہ ہے اور تیرا اُمی رسول ہے اور انگلی سے شمار کرے
اور مکحول شامی رح ابی امامہ رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز کثرت کو ساتھ
مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جمعہ کے دن میری امت کا درود میرے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے جو آدمی میرے اوپر زیادہ
درود بھیجیگا۔ وہ قیامت کے دن درجہ میں میرے زیادہ نزدیک ہوگا۔

کونسی سورتیں پڑھنی مستحب ہیں

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی الاحوص سے اور وہ عبداللہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ جب جمعہ کا روز آتا تھا۔ تو خدا
کے رسول اس کی صبح کو سورہ الم سجدہ اور سورہ ہل اتی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ مغرب کے
وقت میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ اور جب عشا کا وقت آتا تھا تو اس میں سورۂ جمعہ اور سورہ
منافقون پڑھتے تھے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم ان سورتوں کو جو مذکور ہوئی ہیں جمعہ کی نماز
میں پڑھا کرتے تھے۔ اور حسن رح حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر
کوئی آدمی جمعہ کی رات میں ان سورتوں کو پڑھے سورہ یٰس حٰم الدخان تو قیامت میں جب اس کا حشر ہوگا۔ تو بخشا ہوا اٹھیگا
اور فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھتا ہے۔ وہ گویا اس شخص کی طرح ہوتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں دس ہزار
دینار صدقہ میں دیتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جمعہ کی رات کو اور جمعہ کے دن سورہ انعام اور سجدہ کہف اور سورہ طٰہٰ اور
سورہ الملک کے ساتھ نماز کی چار رکعتیں پڑھنی مستحب ہیں۔ اور اگر قرآن اچھی طرح نہیں جانتا یاد نہیں ہے
تو جسقدر جانتا ہو وہی پڑھے اور جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اسی کے واسطے ہے۔ جو قرآن مجید کا حافظ ہے۔ اور فرمایا
ہے۔ کہ جو آدمی قرآن کو حفظ کرتا ہے۔ یہ اس کی عقلمندی پر دلالت کرنے والا ہے۔ اور اگر قرآن اچھی طرح
یاد ہو۔ تو اس صورت میں جمعہ کے روز پورا قرآن پڑھنا چاہئے۔ اور اگر دن بھر میں وہ تمام قرآن پورا نہ کر سکے
تو جمعہ کی رات کو بھی ساتھ ملالے اور دن اور رات دونوں میں سارا قرآن ختم کرے اور بہتر یہ ہے کہ اگر دن کو ختم
کرے۔ تو مغرب کی دو رکعتوں تک کرلے۔ اور رات بھی ساتھ ملائے۔ تو صبح کی دو رکعت تک ختم کرے اور اگر
ایسا کر سکے کہ روز جمعہ کی اذان اور اقامت کے درمیان ختم کرے، تو بہت ہی افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر جمعہ کے
روز دس یا بیس یا اس سے زیادہ رکعتوں میں ہزار دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو اس کا پڑھنا قرآن کے ختم کرنے
سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ مستحب ہے کہ جمعہ کے روز پیغمبر صلعم پر ایک ہزار دفعہ درود بھیجا جائے۔ اور اسی طرح
یہ بھی مستحب ہے کہ ایک ہزار دفعہ تسبیح پڑھے اور تسبیح کے یہ چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ
اکبر۔

عرش کی اسطار میں بیٹھے۔ تو اس کا بیٹھنا نماز میں داخل ہے۔ میں نے اس پر کہا ہاں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں محمد بن سیرین رحمہ حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ اگر کوئی مومن اس میں خداوند تعالیٰ سے کسی نیک چیز کی درخواست کرے تو اللہ جل شانہ وہ چیز اس کو عطا کر دیتا ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے اپنی انگشت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ وہ بہت تھوڑی سی ساعت ہے۔ اور بعض پہلے بزرگوں نے روایت کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک فضل تو بندوں پر یہ کیا ہے کہ ان کو رزق عطا کیا ہے۔ اور اس کے سوا اور بھی بہت سے مفصل بزرگیاں ہیں اور وہ انہی آدمی کو دی جاتی ہیں جو پنجشنبہ کی رات اور جمعہ کے دن کو خداوند تعالیٰ کی جناب میں سوال کرتا ہے۔ اور ابونصر رہ اپنے باپ سے اور وہ سعید بن ارشد سے اور وہ زید بن علی سے اور وہ مرجانہ سے اور وہ بی بی فاطمہ رضہ بیٹی رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مومن اس میں نیکی طلب کرے تو خداوند تعالیٰ اسکو وہ نیکی عطا کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کی اے والد بزرگوار وہ کونسی ساعت ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ساعت وہ ہے جسمیں آفتاب کا نصف حصہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اور مرجانہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت بی بی فاطمہ رضہ کا یہ دستور تھا۔ کہ جب جمعہ کا روز آتا تھا۔ تو اس دن اپنے غلام سمی زید سے فرمایا کرتی تھیں۔ کہ تم جا کر بلند ٹیلوں پر چڑھ جاؤ۔ اور آفتاب کی طرف نگاہ کرو جب قریباً نصف کے غروب ہونے کو ہو۔ تو اس وقت مجھے اطلاع دو۔ اس نے زید فرمان کے موافق عمل کرنے۔ جب وہ وقت آتا تھا۔ تو فوراً آ کر اس سے آپ کو اطلاع دیا کرتے تھے۔ فاطمہ رضہ اطلاع کے ہوتے ہی مسجد میں تشریف لیجاتی تھیں۔ اور اس وقت نماز ادا کرتی تھیں۔ اور کثیر بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اس میں کوئی بندہ خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور کوئی چیز مانگے۔ تو اللہ اسکو وہ عطا کر دیتا ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ اے اللہ کے رسول وہ ساعت کونسی ہے آپ نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے قائم ہونے سے اس کے ختم ہونے تک اور کثیر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں۔ کہ اس سال سے پیغمبر صلعم کا مقصود جمعہ کا روز ہے۔ اور ابونصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن سکندر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں مندرجہ ذیل دعا عرض کی گئی۔ اور اس کے اثر کے بات میں پوچھا گیا۔ دعا۔ سبحانک لا الٰہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام۔ سرکار نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی جمعہ کے دن کی ایک ساعت میں مشرق اور مغرب کی کسی چیز کے واسطے یہ دعا پڑھے تو خداوند تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ اور صفوان بن سلیم کہتے ہیں۔ کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ جب جمعہ کے دن امام منبر پر کھڑا ہوتا ہے۔ اگر اس وقت کوئی یہ کہے (خدا کے سوا جو یگانہ ہے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے واسطے ملک ہے اور اسی کے لئے ہی حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ خداوند تعالیٰ اسکو بخشدیتا ہے۔ اور براء بن عازب کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ماہ رمضان میں جو جمعہ آتا ہے اسکی بزرگی باقی سب دنوں پر ایسی ہے جیسی کہ ماہ رمضان کے دنوں کو دوسرے دنوں پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے +

جمعہ کے روز خدا کے رسول مقبول پر درود

ابونصر اپنے باپ سے اور وہ حضرت علی بن ابی طالب رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز مجھ پر بہت اور بہت درود بھیجو۔ کیونکہ اس میں جو آدمی نیک عمل کرتا ہے اسکو اس کا دونا ثواب ملتا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجنے کے واسطے وسیلہ کے درجہ کی دعا مانگو۔ لوگوں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول بہشت میں یہ وسیلہ

تعریف میں ہی خدا نے یہ فرمایا ہے۔ کہ پاک آدمیوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اور ایک روایت میں سعید بن جبیر نے
فرمایا ہے کہ جو لوگ شرک اور گناہ سے توبہ کرتے ہیں انکو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو لوگ
کفر سے توبہ کرتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ پاک رہتے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو آدمی
گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور پھر دوسری دفعہ انکی طرف عود نہیں کرتے اور جب گناہ سے پاک ہوتے ہیں تو پھر اسکے
نزدیک نہیں جاتے۔ ان کو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے
ہیں۔ اور ان سے پاک رہتے ہیں ان سب کو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور انکو خدا دوست رکھتا ہے۔ جو
بُرے فعلوں اور بُرے قولوں سے پاک رہتے ہیں اور فرمایا ہے کہ جو لوگ نالائق اعمال اور بُرے اقوال سے توبہ کرتے
ہیں۔ اور اپنے دل کو بُرے عقیدہ اور توہمات سے پاک رکھتے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے جو
لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے دلوں سے میل کو دور رکھتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ پاک رکھتا ہے۔ اور انکو
دوست رکھتا ہے جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اور عیب سے پاک رہتے ہیں۔ اور جو ہر وقت کے گناہوں سے
توبہ کرتا ہے۔ انکو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بخشنے والا
ہے)۔ اور محمد بن منکدر نے جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ تم
سے پہلے زمانہ میں ایک شخص کی گدی ایک کھوپری پر ہوئی۔ اور اس نے اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ اے پروردگار جو ہے
وہ تو ہی ہے۔ اور جو میں ہوں۔ وہ میں ہی ہوں تو آمرزش یعنی بخشش سے پھرنے والا ہے۔ اور میں گناہوں
سے پھر آنے والا ہوں یہ کہتے ہوئے سجدہ میں گر پڑا اسی اثنا میں عرش سے اسکو ایک آواز آئی کہ تو اپنے سرکو اٹھا میں
بخشش کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ اور تو گناہوں کی طرف سے رجوع کرنے والا ہے۔ یہ آواز سنکر اس شخص نے اپنا
سر اٹھایا۔ اور رحمت ایزدی نے انکو بخشدیا۔ اور خداوند تعالیٰ اخلاص کے باب میں فرماتا ہے (اور ان کو یہی حکم کیا گیا ہے۔ کہ
جب پاک ہوں تو اس وقت اللہ کی عبادت کریں) اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (آگاہ رہو کہ خالص دین اللہ کے واسطے
ہے) اور ارشاد کیا ہے (اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ مگر تمہاری پرہیزگاری پہنچ جاتی ہے) اور خدا
نے فرمایا ہے۔ (ہمارے اعمال ہمارے واسطے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے واسطے ہیں۔ اور ہم اسکے واسطے اخلاص کرنیوالے
ہیں) اور اخلاص کے معنوں میں لوگوں کو اختلاف ہے حسن نے کہے ہیں کہ میں نے حذیفہ سے پوچھا کہ اخلاص کے کیا معنے ہیں۔
انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے بھی خدا کے رسول سے اسکے معنے پوچھے تھے۔ رسول مقبول نے جواب دیا کہ میں نے اس کے
معنے جبرئیل سے پوچھے تھے اور جب ان سے پوچھے تو انہوں نے کہا کہ میں نے پروردگار کی درگاہ میں عرض کی تھی۔ کہ
اخلاص کے کیا معنے ہیں۔ تو اللہ سبحانہ نے فرمایا وہ ایک بھید ہے میرے بھیدوں میں سے میں اُسے اس دل
میں رکھتا ہوں جسے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اور ابی ادریس خولانی کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔
کہ ہر ایک امر کے واسطے ایک حقیقت ہے اور بندہ خلوص اخلاص کی حقیقت کو اسی وقت پہنچتا ہے۔ جبکہ وہ خدا کے کام کو دوست
رکھتا ہے۔ اور اسکی تعریف کرتا ہے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں۔ کہ اخلاص یہ ہے۔ کہ اپنے دین اور عمل کو بندہ خدا کے واسطے
خالص کر لے۔ اور اس میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ اور اس کے عمل میں نمود اور ریاکاری نہ ہو۔ اور فضیل نے فرمایا ہے
کہ اگر عمل آدمیوں کے دکھانے کے واسطے چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ بھی ریا ہے۔ اور اگر لوگوں کے سبب سے کیا ہے تو وہ شرک ہے
اور ان دونوں کاموں میں اللہ کے ڈر کے ہوتے ڈرنا اخلاص ہے اور یحیی بن معاذ کہتے ہیں کہ اخلاص عیبوں سے عمل کو اس طرح الگ
کرتا ہے جیسے گوبر اور خون سے دودھ جدا ہو جاتا ہے۔ اور ابوالحسین نوشی کہتے ہیں۔ اخلاص ایک ایسی چیز ہے کہ نہ تو
اسکو فرشتے لکھتے ہیں اور نہ ہی شیطان اسکو فاسد کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس پر انسان کو اطلاع ہوتی ہے۔ اور رویم کہتے
ہیں۔ کہ اخلاص یہ ہے کہ تو عمل پر نظر نہ رکھے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ اخلاص یہ ہے۔ کہ اس سے حق کا

روز جمعہ کی وجہ تسمیہ

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دن مجھے فرمایا
کہ تم جانتے ہو کہ روز جمعہ کا نام جمعہ کیوں ہوا ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول مجھ کو تو معلوم نہیں
ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس دن میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام جمع کئے گئے۔ اس واسطے اس کا نام
جمعہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور نماز جمعہ پڑھے۔ تو اسکے
تمام گناہ سوائے کبیرہ گناہوں کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور بعض یہ
کہتے ہیں۔ کہ جمعہ جماع سے مشتق ہے۔ اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب اور انکی روح کا آپس میں
جمع ہونا مقصود ہے۔ اور چالیس برس کی جدائی کے بعد یہ دونوں آپس میں جمع ہوئے تھے۔ اس واسطے اس
کا نام جمعہ ہوا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آدم اور حوا کے جمع ہونے کے باعث یہ نام رکھا گیا ہے حالانکہ حوا آدم کی پسلی سے
پیدا ہوئی اور بعض آدم اور حوا کے فراق طویل کے جمع ہونے کے باعث اس روز میں شہر اور دیہات کے لوگ آپس
میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روز میں قیامت
کا قیام ہوگا اور سب مخلوق وہاں ایک جگہ جمع ہوگی۔ اس واسطے اسکو جمعہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ
نے فرمایا ہے۔ کہ جس دن جمع ہونے کے واسطے تم کو جمع کریگا ٭

توبہ کا بیان

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ روزوں اور عید الضحیٰ اور نماز اور دوسری عبادتوں اور ذکر کے باب میں جو کچھ بیان ہوا ہے اور
جو آئندہ کہا جائیگا۔ یہ اسی صورت میں قبول ہوتا ہے۔ کہ پہلے توبہ کرے اور پھر جو عمل کرے وہ دلی خلوص سے ہو۔ اس
میں ریا مطلق نہ ہو۔ اور توبہ کرنے کا طریق اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور اب توبہ کے باب کو کچھ اور بھی زیادہ کھولا جاتا ہے
اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ توبہ کرنیوالے ہوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالیٰ زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اور ایسے دل سے الفت
اور محبت رکھتا ہے۔ جو گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (خدا تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کو دوست
رکھتا ہے۔ اور پاک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے) اور عطاء اور مقاتل اور کلبی کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ گناہوں سے توبہ
کرتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور ان کو دوست رکھتا ہے جو پانی سے غسل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ حدث
اور حیض کی ناپاکی اور نجاست کی ناپاکی اور نجاستوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ انکو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اہل قبا کے
قصہ میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ (مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ طہارت کو دوست رکھتے ہیں) خدا کے رسول نے اہل
قبا سے پوچھا کہ تمہارا کیا طریق ہے۔ انہوں نے جواب میں عرض کی۔ کہ ہم لوگ پہلے پتھر سے استنجا کرتے ہیں اور اس
کے بعد پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جو آدمی گناہوں سے توبہ کرتا ہے اس کو
اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور جو لوگ عورتوں کے دبر یعنی پاخانہ کی جگہ میں جماع کرنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہتے ہیں
خدا انکو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ جو شخص عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے۔ وہ ہرگز پاک نہیں۔ کیونکہ عورت اور مرد کی
دبر ایک جیسی ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اور شرک سے پاک رہتے ہیں۔ ان کو
خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ ایک روایت میں ابی سہال لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں ابی عیالہ کے پاس موجود
تھا۔ انہوں نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح سے کیا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ جو آدمی توبہ اور طہارت
کرتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ جواب میں فرمایا کہ وضو اتنی کونسی بڑی چیز ہے۔ کہ جس کے واسطے
خدا یہ فرماتا ہے کہ وضو کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہوں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ وضو ایک اچھی چیز ہے۔ اور پاک لوگوں
سے خدا نے ان آدمیوں سے مراد لی ہے۔ جو گناہوں سے اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی

اخلاص سے نفس کو کچھ حصہ نہیں ملتا اور بعض نے کہا ہے۔ کہ اخلاص یہ ہے کہ آدمی کے عمل پر خدا کے سوا اور کوئی اطلاع نہ پاسکے۔ اور ایک بزرگ کہتا ہے۔ کہ جمعہ کی نماز سے پہلے ہم سہل بن عبداللہ کے پاس آئے۔ آتے ہی ہم نے اسکے گھر میں ایک سانپ گھسا ہوا دیکھا اسکو دیکھ کر ہم گھبرا گئے۔ کبھی آگے قدم رکھتے تھے اور کبھی پیچھے ہٹا لیتے تھے۔ آپ نے دیکھ کر ہمیں فرمایا۔ کہ تم جھجکتے کیوں ہو اندر چلے آؤ۔ جو شخص ایمان کی حقیقت کو پہنچا ہوا ہے۔ اس سے زمین کی سب چیزیں ڈرتی ہیں۔ اس کے بعد سہل رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ تم جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ کہ مسجد اور ہمارے درمیان اس وقت ایک رات اور دن کے فاصلہ کی راہ ہے۔ یہ سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چل پڑے تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ مسجد دکھائی دی۔ ہم دونوں آدمی اس میں چلے گئے۔ اور وہاں نماز پڑھی۔ اور جب نماز پڑھ کر وہاں سے نکلے۔ تو سہل کھڑے ہو گئے۔ اور جو لوگ مسجد سے نکلتے تھے۔ انکو دیکھتے رہے اور بعد میں فرمایا۔ کہ ان لوگوں میں کلمہ توحید کہنے والے تو بہت نظر آتے ہیں۔ مگر صاحب اخلاص تھوڑے دیکھے گئے ہیں۔ اور ابوعوت الاعظم کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ ابراہیم خواص کے ساتھ سفر میں تھے چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پہنچے۔ کہ وہاں کثرت سے سانپ تھے۔ ابراہیم خواص نے وہاں اپنی ڈولچی رکھ دی اور بیٹھ گئے۔ اور وہیں ان کے پاس ہم بھی بیٹھ گئے۔ جب رات ہوئی۔ تو سرد ہوا چلی۔ جس کی خنکی سے بہت سے سانپ نکل آئے۔ انہیں دیکھ کر میں نے شیخ کو آواز دی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اے خدا کو یاد کرو۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیا۔ اس سے سانپ اپنے اپنے راستے پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے۔ میں نے شیخ کو پکارا۔ انہوں نے پھر یہی جواب دیا کہ خدا کو یاد کرو۔ صبح تک ایسا ہی حال رہا جب سانپ نکلتے تھے۔ تو ہر دفعہ میں شیخ کو آواز دیتا تھا اور وہ مجھے یہی کہتے تھے۔ کہ اللہ کو یاد کرو۔ اور صبح کے ہوتے ہی شیخ صاحب اٹھ کر چل پڑے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ ہم راستے میں جا رہے تھے۔ کہ شیخ صاحب کے بچھونے سے اچانک ایک بڑا سانپ زمین پر گر پڑا۔ اسکی گردن میں ایک طوق سا تھا میں نے کہا اے شیخ آپ نے اپنے بستر سے میں اسے بڑے سانپ کو نہیں دیکھا تھا۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ ایک بڑی مدت کے بعد آج رات میں ہی بڑے آرام سے سویا ہوں۔ اور ابو عثمان کہتے ہیں۔ کہ جو آدمی غفلت اور وحشت کا مزا چکھتا۔ اسکو انس اور ذکر کی لذت حاصل نہیں ہوتی؟

دل کی طہارت کا ذکر

ہر ایک عارف اور عابد کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں ریا سے پاک رہے۔ اور لوگوں کے دکھلاوے اور غرور سے خوف کرے۔ کیونکہ ناپاک نفس درپئے ہے اور ہمیشہ اسکو گمراہ کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔ مہلک خواہش پیدا کرتا ہے اور ایسی لذتوں کے پیدا ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ جو بندے اور خدا کے درمیان پردہ ڈال دیتی ہیں۔ جب تک انسان کے بدن میں روح باقی ہے اسکی غارت گری سے بچ نہیں سکتا۔ اگرچہ بندہ بدلیت کی حالت میں ہو اور صدیقیت کی حالت میں ہو۔ اور صدیقیت کی حالت پہلی حالت سے زیادہ سالم اور نفس کی ملاوٹ سے زیادہ امن کی ہے۔ اس میں نیکی زیادہ غالب ہوتی ہے۔ اور باطن کا نور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور خدا کے راستے میں ہدایت ثابت ہوتی ہے اور خدا کی توفیق شامل اور اللہ کی حفاظت موجود رہتی ہے اور عصمت پیغمبروں اور نبیوں کے واسطے ہی مخصوص ہے۔ اور یہ اسواسطے ہے کہ نبوت اور ولایت کے درمیان فرق باقی رہے۔ اور جو لوگ اہل ریا اور اہل سمعہ ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ نے نفس امارہ کی غارتگری سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور اسکی پیروی سے باز رہنے کے واسطے سمجھا دیا ہے۔ اور قرآن نے ایسا ہی مخالفت کے باب میں ارشاد کر دیا ہے۔ اور پہلے حدیثوں اور سنت کے ذریعہ رسول اللہ نے آگاہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو نمازی اپنی نماز سے غافل ہیں۔ ان کے واسطے ہلاکت ہے اور جو ریاکار ہیں۔ اور برتنے کی چیزوں کو منع کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھی ہلاکت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ یہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں۔ وہ ان کے دلوں میں نہیں۔ اور خدا اسکو جانتا ہے جسے یہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب یہ نماز کے واسطے اٹھتے ہیں

ارادہ کیا جاوے - اور اس میں ریا ہی کا ارادہ کیا جاوے - اور فرمایا ہے - کہ اخلاص ایک ایسی چیز ہے - کہ اسکو
آفت نازل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کسی نادخل کو اس میں دخل ہے - اور فرمایا ہے کہ اخلاص وہ ہے جو مخلوق
ہوا و آلائش اور علائق سے پاک ہو اور خدا لگتے ہیں - کہ اخلاص اسکو کہتے ہیں - کہ بندہ کے ظاہری ا
یکساں ہوں - اور ابو یعقوب سکفوف کا یہ قول ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ جسطرح اپنے عیبوں کو آدمی چھپاتا ہے
نیکیوں کو بھی پوشیدہ رکھے اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ اخلاص ہے - اور انس بن مالک روایت کرتے
کہ رسول نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے دل کو تین چیزوں میں خیانت روا رکھنی نہیں چاہیئے جو عمل کرے وہ خالص
کے واسطے کرے اور جو لوگ صاحب حکم ہوں انکی خیر خواہی کرے اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے - ا
فرمایا ہے کہ اخلاص فرمانبرداری میں اپنی خواہش سے حق کا جدا کرنا ہے - اور وہ طاعت اور عبادت جس بندہ
جو حقیقی پروردگار کی بندگی اور قرب کے واسطے ہوتا ہے سوا کسی کے انکی مخلوق میں سے اس لئے انسان کو لازم
لوگوں کے واسطے عمل نہ کرے - اور نہ ہی لوگوں کی تعریف کا امیدوار ہو - اور نہ ہی لوگوں سے دوستی کی خواہش
رکھے - اور طاعت اور عبادت میں ملامت اور حیلہ سے برے کاموں سے اپنے نفس کو باز رکھے - اور بعض
فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ مخلوق کے دیکھنے سے اپنے عملوں کو صاف رکھے - اور ذوالنون مصری کہتے ہیں
یہ ہے کہ صدق اور صبر پر ہمیشہ قائم اور مضبوط رہے - اور صدق پورا نہیں ہوتا جب تک اس پر ہمیشگی نہ
اس میں اخلاص نہ ہو - اور ابو یعقوب سوسی کہتے ہیں - کہ اگر کوئی آدمی اپنے اخلاص کو اخلاص کی نظر سے دیکھے
شخص اخلاص سے کمال کا محتاج ہوتا ہے اور کمال اس میں ہے کہ اپنے عمل میں اپنا اخلاص بھی دکھائی نہ
ذوالنون کہتے ہیں کہ اخلاص کی علامت تین چیزیں ہیں - اول یہ ہے کہ لوگوں کی تعریف اور مذمت دونوں اس کے
یکساں ہوں دوسری یہ ہے کہ عمل کو دیکھنا بھول جائے - تیسری یہ ہے کہ عمل کے ثواب پانے کی امید آخرت
اور فرمایا ہے کہ اخلاص دل میں ایک ایسی چیز ہے - کہ اس کو دشمن فاسد نہیں کرسکتا ہے - اور ابو عثمان مغربی
کہ اخلاص یہ ہے کہ کسی حال میں نفس کا اس میں حصہ نہ ہو - اور یہ عام لوگوں کا اخلاص ہے اور خاص آدمی
اخلاص یہ ہے - کہ وہ ان پر جاری ہو اور نہ ان کے ساتھ ہو - اور جسقدر وہ شمار طاعت کرتے ہیں - ان
اس کا خیال بھی نہ آئے - اور انکی نظر اس پر نہ رہے - اور نہ ہی اپنی طاعت کا شمار کریں - اور ابو بکر دقاق کہتے ہیں
اخلاص کے دیکھنے میں ہر ایک مخلص آدمی کا نقصان ہے - جب خدا کسی کے اخلاص کو خالص بنانا چاہتا ہے
تو دیکھنا اس کے اخلاص سے ساقط کر دیتا ہے - اور اس کے بعد وہ شخص خدا کا خاص حبیب ہو جاتا ہے اور اس کو اخلا
ہے اور اخلاص کرنیوالا نہیں بنا - اور سہل اس پر اللہ کی رحمت اور رضامندی ہو کہتے ہیں - کہ ریا کو مخلص
کے سوا اور کوئی پہچان نہیں سکتا - اور ابو سعید خراز کہتے ہیں - عارف کا ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے
کہتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ اپنے خالق کی طرف نظر کرنے کے سبب مخلوق کی طرف دیکھنا بھول جائے اور بعض
ہے کہ اخلاص یہ ہے - کہ اس میں حق کا ارادہ کیا جاوے - اور سچائی کا قصد کیا جاوے - اور بعض نے
اپنے عملوں سے آنکھ بند کرلینی اخلاص ہے - اور سری سقطی کہتے ہیں - کہ جو آدمی لوگوں کے دکھلانے کے واسطے
سے اپنے آپ کو آراستہ کرے - جو اس کی اپنی ذات میں نہ ہو - تو وہ خدا تعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے - اور جنید
ہیں کہ اخلاص بندے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے - اور اسکو فرشتہ نہیں جانتا - تاکہ وہ لکھ سکے - اور نہ
شیطان جانتا جو بگاڑ دے - اور خواہش نفسانی بھی اس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسری طرف نہیں پھیر
رویم کہتے ہیں کہ عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنیوالا دونوں جہان میں اس کا کچھ عوض نہ چاہے - اور دونوں
میں سے کچھ حصہ نہیں لیتے - ابن عبداللہ سے پوچھا گیا - کہ نفس پر زیادہ سخت چیز کونسی ہے - آپ نے جواب دیا کہ

کمانا مال اور آخرت میں اسکو کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آخرت کی سبب سے
دنیا دیتا ہے اور دنیا حاصل کرنے کی نیت سے آخرت نہیں دیتا۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں خدا کے رسول نے فرمایا ہے
معراج کی رات میں کچھ لوگوں پر گزرا آگ کی مقراضوں سے ان کے ہونٹوں کو کتر رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا
کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو اوروں کو کہتے تھے۔ اور خود عمل نہ کرتے تھے لوگوں
کو تو کہتے تھے نیکی کرو اور آپ نفس و غرور میں مستغرق رہتے تھے اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جتنی جو خاک چیزیں
ہیں۔ ان کی نسبت میں اپنی امت کے منافق لوگوں سے جو زباں کے عالم ہیں زیادہ ڈرتا ہوں۔ اور جس پاک خدا
کے قبضے میں میری جان ہے اسکی قسم ہے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس قسم کے لوگ مسلط نہ
ہونگے۔ جھوٹے امیر۔ فاسق وزیر۔ خائن مددگار۔ ظالم سردار۔ فاسق اور گناہگار قاری۔ جاہل عابد اور ان
لوگوں پر اللہ تعالیٰ فتنہ گھپ اندھیرا نازل کریگا۔ اور اس فتنے میں اس طرح حیران ہونگے جیسا کہ یہودی حیران ہیں پس
اس وقت اسلام تھوڑا تھوڑا گھٹنا شروع ہوگا۔ جتنے کہ زمین پر اللہ اللہ کی آواز سنائی نہیں دیگی۔ اور عدی بن حاتم
کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے قیامت کے دن لوگوں کو بہت بڑے عذاب سے لائینگے۔ اللہ تعالیٰ
انہیں فرمائیگا دنیا میں تمہارا یہ حال تھا جب تم اکیلے ہوتے تھے تو اس وقت بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرے
مقابل آتے تھے۔ اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو ان سے عاجزی کرتے تھے۔ تمہیں میرا خوف نہیں تھا۔ اور لوگوں
سے ڈرتے تھے۔ تم لوگوں کو بزرگ جانتے تھے اور میری بزرگی نہیں کرتے تھے مجھ کو اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں تم کو
دردناک عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔ اور اسامہ بن زید کہتے ہیں خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کو دوزخ میں
ڈالینگے اور اس کی ساری آنتیں اس وقت پیٹ سے باہر نکل آئینگی اور اسکے بعد اسکو اسطرح گھمائینگے جیسا کہ چکی کو
پھرایا جاتا ہے اس کے بعد اُسے کہیں گے کہ کیا تو لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم نہیں دیا کرتا تھا اور برے کاموں سے
ان کو منع نہیں کیا کرتا تھا۔ اور آپ اس پر عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ مگر آپ برے کاموں سے باز نہیں آتا تھا اور خدا کے رسول
نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوا بھوک پیاس کے کچھ نصیب نہیں ہوتا اور
بہت سے رات کے قیام کرنے والوں کو اُن کے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ نصیب نہیں ہوتا اور فرمایا ہے کہ ایسے
لوگوں کی حرکت سے عرش کانپ گیا اور خداوند تعالیٰ غصے میں آیا اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بندوں
میں سے بہت برا وہ بندہ ہے کہ اسکے اور خدا کے درمیان خدا کی مخلوقات میں سے اور کوئی بندہ حائل ہو جائے
اور جو آدمی دوسرے آدمی کی اس خیال سے پرستش کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ میں اختیار رکھتا ہے اور اُس کے خوش کرنے کے
لئے یہ شخص اپنے جسم کو ناحق رنج اور دکھ دیتا ہے اس کا دین نکل جاتا ہے۔ اور نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ایسا
برا ہو جاتا ہے کہ اسکے اور خدا کے درمیان آپ ہی پردہ ہو جاتا ہے اور یہ شخص ظاہر جسم سے اللہ کی عبادت کرتا ہے
اور دل سے بندے کی۔ یہ بندے کی ایسی عبادت کرتا ہے جیسی کہ خدا کی کرنی چاہئے تھی۔ اور مجاہد روایت
کرتے ہیں کہ رسول مقبول کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اُس نے عرض کی کہ میں خدا کی راہ میں صدقہ دیتا
ہوں۔ اور اُسکے دینے سے میری غرض یہ ہے کہ خدا کی رضامندی حاصل کروں اور لوگ مجھے نیک کہیں اسلئے اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی جو آدمی اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے اور اسکی عبادت میں کسی اور
کو شریک نہ بنائے۔ خدا کے رسول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی۔ کہ لوگوں کو
فریب دیگی۔ اور دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کرے گی۔ اور بھیڑوں کی کھالوں کا لباس پہنے گی اور نہ صرف بزرگی جتلانے
اور لوگوں کے دکھلانے کے واسطے ہوگا۔ اور سادگی نرمی اور تواضع کے ظاہر کرنے کے واسطے ان لوگوں کی زبانیں
تو شکر سے بھی زیادہ شیریں ہونگی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں سے بھی زیادہ سخت ہونگے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے

تو سست کھڑے ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھاتے ہیں اور خدا کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا سا مذبذب حالت میں یاد کرتے ہیں یہ دو گروہوں کے درمیان ہیں۔ نہ ادھر ہیں اور نہ ادھر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے عالموں اور عابدوں میں سے بہت لوگ ایسے ہیں جو باطل طور پر لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔ اور خدا کی راہ سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو چیز تم آپ نہیں کرتے۔ وہ اوروں کو کس واسطے کہتے ہو۔ خدا کے نزدیک ایسا کرنا بڑا سخت گناہ ہے کہ جو تم آپ نہ کرو۔ وہ دوسروں کو کہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (چاہے تم پوشیدہ کہو چاہے ظاہر جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے) اور فرمایا ہے (جو خدا کے پاک دیدار کا طالب ہے اُسے کہہ دے کہ تو نیک عمل کر۔ اور خدا کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ بنا)۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (بیشک نفس بدی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جس پر پروردگار رحم کرے تو اس وقت انسان اس سے محفوظ ہوتا ہے) اور فرمایا ہے (نفسوں کو بخل کی طرف متوجہ کیا گیا) اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خدا نے خطاب کیا ہے۔ اے داؤد اپنے نفس کی خواہش کو چھوڑ دے۔ نفس کی خواہش کے سوا میرے ملک میں کوئی جھگڑا کرنے والا نہیں ہے۔ اور فرمایا ہے اگر تو نفس کی خواہش کی پیروی کرے گا تو وہ خدا کی راہ سے تم کو گمراہ کر دیگی۔ اور سب سے وہ روایت داخل ذکر ہے۔ جو شداد بن اوس کہتے ہیں کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اس وقت آپ کے سارک چہرہ میں کچھ ایسی چیز پائی جس سے مجھے بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول آپکا ایسا حال کیوں ہوا ہے۔ جواب دیا مجھے یہ خوف ہے کہ میرے بعد میری اُمت شرک میں مبتلا ہو جائے۔ میں نے عرض کی کہ کیا وہ آپ کے بعد شرک کرے گی۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ نہ تو سورج کو پوجینگے اور نہ چاند کو اور نہ ہی بتوں اور پتھروں کی عبادت کرینگے۔ مگر عملوں میں ریاکار ہونگے۔ اور ریاکاری شرک ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔ جو لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں انکو نیک عمل کرنے چاہئیں اور خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں یعنی ریاکار نہ ہوں۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ جب قیامت ہوگی۔ تو بندوں کے اعمال نامے لائینگے۔ اور ان پر مہر لگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیگا۔ کہ تم ان اعمال ناموں کو پھینک دو۔ اور انکو دیکھو۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں عرض کرینگے۔ کہ تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم۔ ہم نے تو نیکی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیگا۔ کہ ہاں یہ تو سچ ہے۔ مگر ان کے یہ عمل میرے سوا کسی اور کے واسطے ہیں۔ میں انہیں قبول نہیں کرتا۔ اور ان میں سے وہی چیز قبول کرونگا۔ جو خاص میری ذات کے طلب کرنے کے لئے کی گئی ہے اور خدا کے رسول نے ایسی دعا مانگی فرمایا ہے۔ اے اللہ جھوٹ سے میری زبان پاک کر اور نفاق سے میرے دل کو پاک کر۔ اور ریا سے میرے عمل کو پاک کر۔ اور خیانت سے میری آنکھ کو پاک کر۔ تو آنکھوں کی خیانت کو اور دلوں کے پوشیدہ حال کو جانتا ہے۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ تم ایسے عالم کے پاس بیٹھو جو تجھ کو پانچ چیزوں سے منع کرے اور پانچ چیزوں کی طرف توجہ دلائے۔ دُنیا کی طرف رغبت کرنے سے منع کرے۔ اور زہد کی طرف بلائے ریا سے روکے۔ اور اخلاص کی طرف توجہ دلائے۔ غرور سے روکے اور تواضع پر آمادہ کرے سستی سے بچائے اور نصیحت اور پند اختیار کرنے کی تلقین کرے۔ جہالت سے نکالے اور علم سکھائے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ میں اور شریک ہونے والوں سے بہتر ہوں۔ اگر کوئی میرے ساتھ اپنے عمل میں کسی کو شریک کریگا۔ تو اس کا وہ عمل میرے واسطے نہیں ہوگا۔ بلکہ دوسرے کے لئے ہوگا۔ اور میں اسکو قبول نہیں کرونگا۔ میں اس چیز کو قبول کرونگا۔ جو خالص میرے لئے ہوگی۔ اے فرزند آدم میں بانٹنے والوں سے بہتر بانٹنے والا ہوں جو عمل تو نے میرے سوا اور کے لئے کیا ہے۔ تو اس کا اجر اسی کے ذمے ہے جس کے لئے تو نے یہ کام کیا ہے۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ میری اُمت کو ایک خوشخبری دی گئی ہے اس اُمت کو دین میں بزرگی حاصل ہوگی۔ اور شہروں پر قدرت اور توانائی۔ پس جو تم آخرت کے واسطے عمل کرنا چاہتے ہو اسکو دنیا حاصل کرنیکے لئے نہ کرو۔ اور جو آدمی دنیا حاصل کرنے کے لئے آخرت کا عمل کرتا ہے۔ اس کا وہ عمل قبول نہیں

ہی ہم کو دوزخ میں ڈال دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا اور ایسے دوستوں کے واسطے جو چیزیں تو نے بنائی ہیں وہ ہم کو نہ دکھلاتا کیونکہ
ہم کو اسقدر حسرت اور ندامت اُٹھانی نہ پڑتی اسکے بعد خداوند تعالیٰ فرمائیگا۔ کہ تم کو یہ حسرت اور ندامت اس واسطے نصیب
ہوئی ہے کہ جب تم اکیلے ہوتے تھے تو میری سامنے گناہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو ان سے عاجزی اور تواضع سے پیش آتے
تھے۔ اور اپنے نیک عمل ان کو دکھلاتے تھے اور نہ جو کچھ کرتے تھے تمہارے دلوں میں اسکے برخلاف تھا اور لوگوں سے
تم نے خوف کھایا اور مجھ سے خوف نہ کیا اور دوسرے آدمیوں کو تو بزرگ سمجھا اور میری بزرگی نہ سمجھی۔ اور عمل جو تم نے ترک
کئے ہیں تو وہ لوگوں کے واسطے ترک کئے ہیں میرے واسطے ان کو نہیں چھوڑا۔ پس میں آج کے دن تم کو دردناک عذاب
کا مزہ چکھاؤنگا۔ اور میرے عظیم ثواب سے تم لوگ محروم ہوگئے ہو۔ اور ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول
مقبول نے فرمایا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی چیزوں کو پیدا کر دیا۔ کہ ان کو نہ کسی کی
آنکھوں نے دیکھا اور نہ ہی کانوں نے ان کو سنا۔ اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال آیا۔ اسکے بعد خداوند تعالیٰ نے
جنت عدن کو فرمایا کہ اے میری جنت تو بول۔ تو اس نے کہا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مومن آدمی رستگار ہو گئے ہیں اور
ہر ایک بخیل اور ریاکار آدمی پر میں حرام ہوں۔ اس لئے بہشت نے تین دفعہ ایسا ہی کہا۔ اور ایک آدمی جناب پیغمبر
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ کل کو قیامت کے روز کس بات سے مجھ کو نجات حاصل ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا
کہ تم خداوند تعالیٰ کو فریب نہ دو اُس نے پھر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح فریب دیا جاتا ہے فرمایا اس طرح کہ جس بات
کا تم کو امر کیا گیا ہے۔ ویسا ہی کرو اور اس سے خدا کے سوا کسی اور کی خوشی منظور ہو ایسا کرنا خدا کو فریب دینا ہے۔
اس لئے تم لوگ ریا سے پرہیز کرو کیونکہ وہ شرک ہے۔ اور قیامت کے روز ریاکار آدمی کو مخلوق کے سامنے چار ناموں
سے پکارینگے۔ یعنی اے کافر۔ اے فاجر اے فریب کرنے والے۔ اے زیاں کار۔ اور اس کے بعد خطاب
ہوگا۔ کہ تیرا عمل گم ہو گیا ہے۔ اور جسقدر تیرا اجر تھا وہ بھی باطل ہو گیا ہے۔ اس لئے آج کے دن تجھے اپنے عمل کی
کچھ مزدوری نہیں ملتی۔ اس آدمی سے اپنے عمل کی مزدوری مانگ جس کے واسطے تو عمل کیا کرتا تھا۔ اے فریبی اور
اے مکار آدمی تو ریاکاری کرے اور اسکے سبب اور اسکے دیکھنے سے خداوند تعالیٰ کے ہاں اس کی درخواست کر
اور نفاق سے ساتھ مانگ لے جو عمل کیا ہے۔ تو دوزخی لوگوں کا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے منافق آدمی دوزخ
کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے لیکن ان باتوں میں جن میں فرعون اور ہامان پڑے ہیں اور ان کی قوم
کے ساتھ ہی ان لوگوں کا ساتھ ہوگا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ کیا حدیثوں میں نہ آیا ہے کہ اگر مخلوق عمل کو دیکھے تو اس
میں کوئی نقصان نہیں تو اسکی نسبت یہ ہے کہ وکیع رض نے سفیان سے اور انہوں نے حبیب سے اور انہوں نے
ابی صالح سے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول کی خدمت میں ایک آدمی آیا۔ اور
اُس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں عملوں کو پوشیدہ رکھتا ہوں مگر باوجود اسکے لوگوں کو اس پر خبر ہو جاتی ہے
اور مجھے اس سے بڑا تعجب ہے کیا اس عمل کا مجھ کو اجر ملیگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اس سے تجھے دو اجر ملینگے
ایک تو عمل کے چھپانے کا اور دوسرے اسکے ظاہر ہو جانے کا اور اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کے عمل
کی پیروی کرتے تھے اور اس سے اس کو تعجب آیا تھا جب رسول صلعم کو اسکے بیان سے یہ معلوم ہوا۔ تو آپ نے
فرمایا کہ تیرے واسطے دو اجر ہیں ایک تو عمل کرنے کا ہے اور دوسرا اجر اس کا ہے کہ لوگ تیرے عمل کی پیروی
کرتے ہیں اور فرمایا ہے جو آدمی نیک طریقہ نکالتا ہے اس کے واسطے اجر ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کا بھی اسکے
واسطے اجر ہے اور قیامت تک ملیگا الخ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ لوگوں کی پیروی کرنے سے مقصود نہ ہو اگر مقصود ہوگا تو سارا
اجر اُٹھ جائیگا اور خداوند تعالیٰ کی نظروں سے گر جائیگا کیونکہ ریاکار کو خداوند تعالیٰ اسی نگاہ سے گرا دیتا ہے۔ اور
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب تو دیکھے تو ... مردہ دل کو تو دیکھیگا اسکے دل میں ... نہیں۔ اور تو

کہ میرے درگذر کرنے سے مغرور ہو گئے ہیں یا یہ دھوکہ دے رہے ہیں مجھ کو اپنی پاک ذات کی قسم ہے جب میں ان کے عملوں کے سبب سے ان پر بلا نازل کروں گا تو تمام سمجھدار اس میں حیران رہ جائینگے۔ اور ضمرہ رضہ ابی حبیب رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بندوں کے عملوں کو فرشتے خداوند تعالیٰ کے ہاں اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے عملوں کو اچھے اور پاک سمجھتے ہیں اور جب یہ عمل خداوند تعالیٰ کی بارگاہ معلیٰ میں جو اُس نے اپنے واسطے مقرر کر رکھی ہے اور وہاں عملوں کے حاضر کرنے کے واسطے ارشاد دیا ہے جا پہنچتے ہیں تو اس وقت خداوند کریم اپنے فرشتوں پر وحی بھیجتا ہے۔ اور یہ فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم تو ان کے عملوں کے نگاہبان تھے۔ اور میں ان کے دلوں کا حال بھی جانتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں میرے اس بندے نے میرے واسطے خالص عمل نہیں کیا ہے۔ اس کو تم سجین میں لکھو اور اسی طرح دوسرے شخص کے عملوں کو جن کو وہ تھوڑا اور حقیر خیال کرتے ہیں اس جگہ جہاں خدا چاہتا ہے لیجاتے ہیں پس اللہ اُن کی طرف وحی بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے اُسکے عملوں کی نگہبانی کی ہے اور میں اُسکے دل کو جانتا ہوں۔ اس کو ان لوگوں کی فہرست میں لکھو جو علیین میں بھیجے جائینگے۔ اور ابو ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ گروہ گروہ اور دو زانوں گرے پڑے ہونگے۔ خداوند تعالےٰ حکم کریگا کہ ان کو میرے پاس حاضر کرو۔ پس پہلے یہ لوگ حاضر کئے جائینگے۔ قرآن مجید کا حافظ۔ اور جو خدا کے راہ میں پوشیدہ ہوا۔ اور جس نے صدقہ میں بہت سا مال دیا۔ جب یہ حاضر ہو جائینگے تو خداوند تعالیٰ سب سے پہلے قاری سے فرمائیگا۔ کہ تو نے قرآن یاد کیا۔ تو اُس پر کیا عمل کیا۔ وہ جواب میں عرض کریگا۔ کہ میں رات دن تیری خوشنودی کے لئے قیام کرتا اور قرآن پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ اور فرشتے بھی کہینگے کہ ہاں یہ بیشک جھوٹا ہے تو قرآن اس واسطے پڑھا کرتا تھا کہ لوگوں میں سخی اور کریم مشہور ہو جاوے۔ جیسا کہ لوگوں میں ایسا ہی مشہور بھی ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو حاضر کرینگے جو خدا کی راہ میں مارا گیا۔ اس سے پوچھا جائیگا۔ کہ تو نے کیوں اپنی جان کھوئی وہ جواب میں عرض کریگا۔ کہ میں تیرے واسطے اور تیری راہ میں لڑا ہوں۔ اور لڑتے لڑتے مارا گیا ہوں۔ خداوند تعالےٰ فرمائیگا۔ کہ تو بھی جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہینگے کہ بیشک یہ جھوٹا ہے ارشاد ہوگا کہ یہ تو اس واسطے لڑا ہے کہ میری مشہوری ہو۔ اور لوگ مجھ کو دلیر کہیں سو ایسا ہی اسے کہا گیا۔ اور اس ذکر کے بعد خدا کے رسول مقبول نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر دے مارا۔ اور فرمایا ہائے افسوس اے ابوہریرہ خدا کے لوگوں میں سے جن سے پہلے دوزخ کی آگ سلگائی جائیگی وہ یہی تین شخص ہونگے۔ معاویہ رضہ کو بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ جب آپ نے سنی تو آپ زار زار روئے اور فرمایا خداوند تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ فرمایا ہے اور اسکے بعد پیغمبر خدا نے اس آیت کو پڑھا جو آدمی دُنیا کی زندگانی چاہتا ہے اور اس کی پوری زیب و زینت ہم اسکے نیک عملوں کی جزا اس کو دُنیا میں دیتے ہیں اور اُس میں سے کچھ کم نہیں کیا جاتا اور آخرت میں دوزخ کے سوا اس کے واسطے اور کچھ نہیں ہے۔ پس دنیا میں جو انہوں نے نیک عمل کئے تھے وہ ضائع ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ باطل ہے۔ اور ان لوگوں کے واسطے بڑا عذاب ہے اور آخرت میں ٹوٹا پانے والے ہیں۔ اور عدی بن حاتم طائی کہتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز کچھ لوگوں کو جو دوزخ میں جانے والے ہونگے۔ بہشت میں لیجانے کا حکم دیا جائیگا۔ اس لئے ان کو بہشت کی طرف لیجائینگے۔ جب وہ بہشت کے نزدیک پہنچینگے۔ اور ان کو بہشت کی خوشبو آئیگی اور بہشت کے محلوں کو دیکھینگے۔ اور اہل بہشت کے واسطے اُس میں جو چیزیں مہیا اور تیار کی گئی ہیں۔ ان کو دیکھینگے تو جھٹ حکم الٰہی صادر ہوگا۔ کہ ان کو اس جگہ سے پھیر لو ان کے لئے بہشت سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے بڑی حسرت اور ندامت سے ان کو اس جگہ سے واپس کرینگے اور وہ ایسی حسرت اور پشیمانی سے واپس لوٹائینگے کہ نہ کوئی ان سے پہلا اور نہ پچھلا ایسی حسرت سے لوٹا ہوگا۔ اور وہ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار اگر تو بہشت دکھانے سے پہلے

اُن کو چاہتے ہیں۔ محبت اور درنج اور جو اس کے سوا ہے آپ ہی جو لباس انکو خداوند تعالیٰ نے عطا کر دیا ہے اس کو اوڑھ لیتے ہیں۔ اور جو لباس مذکور ہوئے ہیں ان کے سوا جتنے لباس ہیں وہ یا تو جامہ سابقہ کے لباس ہیں یا اہلِ مس کی حماقت کے سوا ہوں گے ۔

ایام ہفتہ اور بعض وغیرہ دنوں کی بزرگیاں

انکے وظائف اور روزوں کے بیان میں

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابوالحسن علی بن معری سے اور وہ ابوالحسن احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی سے اور وہ عباس بن محمد حاتم دوری سے اور وہ حجاج بن محمد اعور سے اور وہ ابو جریج سے اور وہ اسمٰعیل بن امیہ سے اور وہ ایوب بن خالد سے اور عبداللہ بن رافع سے جو ام سلمہ کے مولی تھے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شنبہ کے روز خاک یعنی زمین کو پیدا کیا۔ اور پھر اس میں پہاڑ یکشنبہ کو پیدا کئے اور پھر دوشنبہ کو اس میں درخت پیدا کئے۔ اور سہ شنبہ کو مکروہ اور ناخوش چیزیں ہیں ان سب کو سہ شنبہ کو پیدا کیا اور سب اچھی چیزیں چہارشنبہ کو پیدا کیں۔ اور پنجشنبہ کے روز تمام چارپاؤں کو اس میں پیدا اور پراگندہ کیا۔ اور جمعہ کے روز عصر کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور یہ پیدائش جمعہ کی آخری ساعت سے عصر کے درمیان رات تک ہوئی ہے۔ اور انس بن مالک رضی روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول دنوں کے بارے میں پوچھے گئے شنبہ کی نسبت سوال ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ روز مکر اور فریب کا ہے۔ عرض کی لئے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے جواب دیا اہل قریش نے اسی روز دارالندوہ میں میرے ساتھ مکر اور فریب کیا تھا۔ دیہ ایک سرائے کا نام ہے اس کو قریش مکہ نے بنایا تھا اس میں ایک دفعہ سب قریش جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ کسی طرح خدا کے رسول کو مار ڈالیں۔ اس واسطے آپ کو حکم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کروں اس کے بعد عرض کی کہ یکشنبہ کیسا دن ہے فرمایا کہ یہ دن بونے اور عمارت بنانے کا ہے کیونکہ دنیا اور اسکی عمارت کی ابتداء اسی روز میں شروع ہوئی۔ اس کے بعد پوچھا گیا کہ دوشنبہ کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سفر اور تجارت کا دن ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ کیونکر ہے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ شعیب ہی نے اسی روز میں ہی سفر کیا تھا۔ اور تجارت کی تھی۔ اس کے بعد سہ شنبہ کی کیفیت دریافت کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ خون کا دن ہے۔ سوال کیا گیا کہ یہ خون کا دن کیونکر ہے۔ فرمایا حوا کو سب سے پہلے اسی دن حیض کا خون آیا اور آدم کے بیٹے نے اپنے بھائی کو اسی دن قتل کیا۔ اس کے بعد چہارشنبہ کی نسبت پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑا منحوس اور کمبخت دن ہے۔ عرض کی گئی کہ منحوس کیونکر ہے خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ فرعون اور اسکی قوم اسی روز غرق ہوئی تھی اور اسی دن عاد اور ثمود کی قوم ہلاک ہوئی۔ اسکے بعد سوال کیا گیا کہ پنجشنبہ کیسا دن ہے آپ نے فرمایا کہ یہ دن مرادوں کے پورا ہونے کا ہے اور بادشاہوں کے پاس پہنچے اور انکی درگاہ میں باریابی حاصل کرنے کا دن ہے۔ آپ سے پوچھا گیا یہ کیونکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ اسی روز نمرود کے پاس آئے تھے اور اسی حاجتوں کو اُس نے پورا کیا تھا اور اس سے ہاجرہ کو لیا۔ اس کے بعد پوچھا جمعہ کی کیا کیفیت ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ دن خطبہ پڑھنے اور نکاح کرنے کا ہے۔ سوال کیا گیا یہ کیونکر ہے آپ نے فرمایا اکثر نبیوں نے اسی دن میں ہی نکاح کیا اور زہری رضی عبدالرحمٰن بن کعب سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول پنجشنبہ کے دن ہی سفر کو نکلا کرتے تھے اور کسی دن سفر نہیں کیا کرتے تھے۔ اور معاویہ بن قرہ انس رضی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے جو آدمی سہ شنبہ کے دن مہینے کی سترھویں تاریخ میں پچھنے لگوائے خداوند تعالیٰ

دیکھے گا کہ اُن کی آوازیں ہیں مگر اُن کی طرف کوئی دل نہیں لگاتا۔ بہت سا بجنے والی رانیں ہیں مگر دل محظوظ نہیں اور میرے
پاس ایک جماعت اصحاب رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ ہماری اُمت کے علماء جب تک امراء کی طرف رغبت نہیں کرینگے
اور اس کے صالح لوگ دوڑ دوڑ کے فاجروں کے پاس نہیں جائینگے ۔

اور نیک آدمیوں کو بُرے آدمیوں سے خوف نہیں ہوگا اس وقت تک یہ اُمت خداوند تعالیٰ کی نگاہبانی
اور اُسکی مہربانی کے سایہ میں رہیگی اور جب ایسا ہوگا تو اس وقت خداوند کریم اس کے لوگوں کے سروں سے اپنی مہربانی اور
شفقت کا ہاتھ اُٹھالیگا اور بھوک اور فاقہ کی بلامیں ان کو گرفتار کردیگا۔ اور ان کے دلوں میں خوف آجائیگا اور ظالم لوگ
ان پر مقرر ہوجائینگے۔ جو اُن کو بُرے عذابوں کا مزا چکھائینگے ۔ اور حسن بصری رح کہتے ہیں کہ بندوں میں سے بہت
بُرا بندہ وہ ہے جو خدا سے معرفت کا خواستگار ہوتا ہے مگر گناہ بھی کرتا جاتا ہے اور اپنے دل کا خشوع ظاہر کرتا ہے
تاکہ لوگوں میں بڑا دیانتدار اور پرہیزگار ظاہر ہو اور یہ اس کا مکر ہی ہوتا ہے اور ظاہری بناوٹ اور خارجی ہوتا ہے لوگوں
کو ذکر کرنے سے منع کرتا ہے اور جو اس سے باز نہیں آتا اور دوسرے آدمیوں پر تو حکم کرتا ہے کہ فلاں کام کرو۔ اور آپ
اُس پر عمل نہیں کرتا۔ اور اگر بخشش کرتا ہے تو وہ تنگی کے ساتھ کرتا ہے اور اگر منع کرتا اور اسکو بند رکھتا ہے۔ تو اپنے
قصور اور کوتاہی کی عذرخواہی نہیں کرتا۔ اور اگر تندرست ہے تو اس حالت میں عذاب سے بیخوف ہے اور جب
بیمار ہوتا ہے تو اس وقت پشیمانی اختیار کرتا ہے۔ اور فقیری کی حالت میں غمگین ہوجاتا ہے۔ مالدار ہے تو
اس کے ہونے سے بلا میں گرفتار رہے اور اگر عمل کرتا ہے تو اس سے امیدوار ہوتا ہے کہ مجھے نجات ملے
اور اس کا اجر حاصل ہو۔ اور عذاب سے خوف تو کرتا ہے مگر جو بُرے کام ہیں ان سے باز نہیں رہتا۔ اور یہ چاہتا
ہے کہ میری قیمت اور میرے مال میں زیادتی ہوجائے۔ مگر خدا کا شکر بجا نہیں لاتا اور ثواب کے ملنے کی آرزو کرتا
ہے مگر جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو اس پر صابر نہیں ہوتا۔ اور جب سوتا ہے تو خوب مست ہوکر سوتا ہے۔ اور
اپنے روزے کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ ذکر کرتے ہیں کہ حسن بصری رح ایک دفعہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور
خوب فاخرہ لباس پہنا ہوا تھا اور فرقد نے اس وقت صوف کا جامہ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے فرقد سے فرمایا کہ میرے
کپڑے تو اس وقت ایسے ہیں جیسے بہشتی لوگوں کے کپڑے ہونگے اور تیرے کپڑے دوزخیوں کے سے ہیں۔
ظاہر میں تو ایسے کپڑوں سے تو نے دنیا کو ترک کردیا ہے اور تیرے دل میں اس کا غرور بھرا ہوا ہے اور میں خدا کی
قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تم میں جو آدمی اپنی کملی میں ہے وہ اس سے زیادہ غرور رکھتا ہے جو چادر میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ
کس واسطے فخر کرتے ہیں۔ کپڑوں پر کیا موقوف ہے کپڑے چاہے بادشاہوں کے سے ہوں۔ دلوں کو صاف رکھو
اور انکو خدا کے خوف سے مارو (درویش صفت باش و کلاہ تتری دار)۔ اور حضرت عمر رض کہتے تھے کہ تم ایسے کپڑے
پہنو کہ عالم لوگ ان پر ہنسی نہ کریں اور جاہل انکو حقیر نہ سمجھیں اور فرمایا ہے کہ دل کے صوفی ہو اور کپڑے چاہے سوتی
پہنو۔ اور فرمایا ہے کہ تین طرح کا لباس ہے ایک تو پرہیزگار لوگوں کا ہے اور دوسرا ان کا ہے جو خدا کے ولی ہیں۔ اور
تیسرا ابدالوں کا ہے پرہیزگاروں کا لباس حلال ہے اس سے نہ تو لوگوں کو کچھ رنج و ملال پہنچتا ہے اور نہ ہی شرع کا
اس پر مطالبہ وارد ہوتا ہے خواہ سوتی ہو خواہ اُون سے ہو یا سپید اس کے واسطے ہر قسم کے لباس حلال ہیں اور
اولیاء کا لباس خدا کے حکم کے موافق ہوتا ہے اور یہ اسی قدر کافی کیا گیا ہے کہ اُسے ضرورت پوری ہوجاوے۔ اور
ستر عورت ڈھانپا جاوے۔ اور یہ ظاہر ہی ہے کہ اس لباس سے دُنیاوی ہوا اور ہوس لوٹ جاتی ہے کیونکہ وہ اُٹھ
ہی نہیں سکتی اور اچھی طرح نفس کی ہی ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ ابدالوں کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور جو ابدالوں
کا لباس ہے وہ خداوند اسی حدوں کے نگاہ رکھنے کے واسطے آپ عنایت کرتا ہے چاہے وہ ایک حبہ کا
ہو اور چاہے سو اشرفی کا مگر اس گروہ کے لوگوں کو یہ خواہش ہی نہیں ہوتی۔ کہ ہم کو اعلیٰ قسم کا لباس ملے۔ اور نہ ہی

بھی ادا کرے سفر میں ہو یا گھر میں اس کو شہید کا اجر ملتا ہے اور سعید بن ابی ہند ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا مجھے میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ جب تک تم مجھ سے نہ آملو ہر
مہینے کے تین روزے اور سونے سے پہلے وتر کی نماز اور عید الضحیٰ کی نماز کبھی ترک نہ کرنا۔ اور عبد الملک بن ہارون بن عنترہ اپنے
باپ سے اور وہ اپنے دادے سے اور وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں ایک دن
دوپہر کے وقت رسول مقبول کے حجرے کے پاس آیا اور آکر سلام عرض کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
کہ اے علی ابھی جبرئیل تمہیں سلام دیتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا بھی ان پر سلام ہو۔ اور
آپ نے پھر اس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس آجاؤ میں آپ کے نزدیک چلا گیا۔ جب میں پاس گیا تو فرمایا اے علی!
جبرائیل تمہیں کہتے ہیں کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو۔ پہلے روزے میں تو تم کو دس ہزار سال کی نیکی کا ثواب ملیگا اور
دوسرے روزے میں تیس ہزار سال کا اور تیسرے روزے میں سو ہزار برس کا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض
کی کہ اے اللہ کے رسول یہ ثواب میرے واسطے ہی مخصوص ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ
نے یہ ثواب تمہیں بھی عطا کرتا ہے اور جو کوئی میرے بعد تجھ سا عمل کریگا اسے بھی میں نے عرض کی کہ وہ کونسے دن
ہیں۔ فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ جو ایام بیض کہلاتے ہیں۔ اور میں نے حضرت علی
سے سوال کیا کہ ان دنوں کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اس واسطے کہ جب حضرت آدمؑ کو زمین پر
اُتارا گیا۔ تو آفتاب کی گرمی کی شدت سے ان کا بدن سیاہ ہو گیا۔ پس حضرت جبرائیلؑ ان کے پاس آئے۔ اور عرض
کی کہ اے آدمؑ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیرا بدن جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے کہا ہاں جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اگر ایسا
چاہتے ہو تو ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں کے روزے رکھو پس آدمؑ نے اس پر عمل کیا جب پہلا
روزہ رکھا تو ان کے جسم کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا اور دوسرے روزے میں دوسری تہائی اور تیسرے روزے میں
سارا بدن سفید ہو گیا۔ اسی واسطے ان دنوں کا نام ایام بیض رکھا گیا ہے۔ اور روایت کئے ہیں کہ میں نے ایک
دفعہ ابن مسعود سے بیض کے دنوں کا حال پوچھا آپ نے جواب دیا کہ میں نے خدا کے رسول مقبول سے پوچھا تھا
اُنہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ جس درخت کا پھل کھانے سے حضرت آدمؑ کو منع کیا تھا اور اُنہوں نے اس کا پھل
کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی اور حکم دیا کہ اے آدمؑ میری ہمسائیگی چھوڑ دے اور میں اپنی عزت اور
اپنے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص میری نافرمانی کرے وہ میری ہمسائیگی میں نہیں رہ سکتا اس لئے آدمؑ
زمین پر اُتارے گئے۔ اور ان کا بدن سیاہ ہو گیا آپ کی حالت پر فرشتے بہت روئے اور اللہ کی درگاہ میں
عرض کی۔ کہ اے پروردگار اپنے ہاتھ سے تونے اسکو پیدا کیا اور اپنی بہشت میں اسکو جگہ دی اور سب فرشتوں کو
حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ چنانچہ اُنہوں نے سجدہ کیا اور پھر ایک ہی گناہ کے سبب ان کی تمام سفیدی کو سیاہی
سے مبدل کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی بھیجی اور حکم دیا کہ اے آدم تو تیرھویں تاریخ میں میرے واسطے
روزہ رکھ آپ نے حکم کے موافق عمل کیا اور جب صبح کو اُٹھے تو اُنہوں نے اپنے بدن کے تیسرے حصے کو سفید
پایا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر وحی بھیجکر حکم دیا۔ کہ چودھویں تاریخ کو روزہ رکھو اس لئے آپ نے اُس دن بھی روزہ
رکھا۔ اور جب صبح ہوئی تو ان کے بدن کی دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجکر پندرھویں
تاریخ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور اگلی صبح کو آپ کا سارا بدن سفید ہو گیا۔ اسلئے ان دنوں کا
نام ایام بیض رکھا گیا اور بعض ادیب اسکا باعث یہ کہتے ہیں کہ ان دنوں کو اہل عرب اسواسطے ایام بیض کہتے ہیں۔ کہ ان کی
راتوں کی روشنی بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ پہلی رات سے آخر رات تک چاند کی چاندنی سے دنیا چمکتی رہتی ہے۔ اور
اس واسطے یہ دن ایام بیض کہلاتے ہیں ❖

اس کا ایک برس کا درد دور کر دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اور ان کے سوا اور پچاس پیغمبروں کو شنبہ کا دن عطا کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مرسل رسولوں کو یکشنبہ کا دن۔ اور محمدؐ اور ان کے اہل بیت کو دوشنبہ کا دن۔ اور حضرت سلیمانؑ اور پچاس رسولوں کو سہ شنبہ کا دن اور یعقوبؑ اور پچاس پیغمبروں کو چہارشنبہ کا دن۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور پچاس رسولوں کو پنجشنبہ کا دن عطا ہوا ہے۔ اور جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مخصوص ہے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اے میرے پروردگار میری امت کا کیا حصہ ہے۔ بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوا۔ کہ جمعہ کا دن میرے واسطے ہے اور بہشت بھی میرے واسطے ہے اور تیری امت کو جمعہ کا روز بخشا ہے اور اس کے ساتھ ہی بہشت بھی ہے اور میں آپ جنت تک تیری امت کے ہمراہ ہوں۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص بدھ اور جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے ایک محل اپنے بہشت میں بنا دیا ہے۔ اور یہ مروارید اور یاقوت زمرد سے بنا کیا ہے اور دوزخ کی آگ سے بھی اس کو بچا لیتا ہے۔ اور انس بن مالکؓ ایک دوسری روایت بیان کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کے جو شخص ماہ حرام میں تین روزے رکھتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے نو برس کی عبادت لکھ دیا ہے اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں تم شنبہ اور یکشنبہ کے دن روزہ رکھو۔ اور یہود اور نصاریٰ کا خلاف کرو۔ اور ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب دوشنبہ اور پنجشنبہ کا دن آتا ہے۔ تو اس دن آسمان کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ اور ان دنوں میں ہر ایک بندے کو جس نے شرک نہیں کیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ مگر جس آدمی کے دل میں اپنے بھائی کی طرف سے کینہ اور بغض ہوتا ہے اس کو مہلت دے دیتا ہے تاکہ وہ آپس میں صلح صفائی کر لیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول ان دنوں میں خواہ سفر میں ہوتے اور خواہ گھر میں وہ ان کا روزہ کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں دنوں میں بندوں کے اعمال خدا کی درگاہ میں پیش ہوتے ہیں ﴿

امام حسن کا ساں

ان دنوں میں روزہ رکھنے کی بہت سی بزرگیاں ہیں ابو نصر اپنے باپ سے اور ہلال بن محمد اور وہ لباس سے اور وہ حسین بن سفیان سے اور وہ سلیمان بن یزید موصلی بن ہاشم سے اور وہ علی بن زید سے اور وہ عبدالملک بن ہارون سے اور وہ سعید بن عثمان سے اور وہ علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ تیرھویں تاریخ کا روزہ تین ہزار سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور اگر کوئی چودھویں تاریخ میں روزہ رکھے تو وہ دس ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے اور جو آدمی پندرھویں تاریخ میں روزہ رکھتا ہے اس کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور ابی اسحاق حریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو شخص ہر مہینے کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ میں روزہ رکھتا ہے۔ اس کے یہ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔ اور خدا کے رسول روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے تو وہ عمر بھر کے روزے رکھ لیتا ہے اور اللہ کی کلام میں اس قول کی صداقت ثابت ہے فرماتا ہے جو ایک نیکی کرتا ہے اس کے عوض میں اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں) اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول سفر میں ہوتے یا گھر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ اور شعبی ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا جو آدمی ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور صبح کی دو رکعت (سنت) نماز پڑھے اور وتر کی نماز

روزہ کی بزرگی اور ثواب

ہر روزہ کے روزہ کی فضیلت بطور اجمال بیان کی گئی ہے۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عمرو بن مرہ سے اور وہ
سلام بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی خدا تعالیٰ کی رضامندی
کے واسطے ایک روزہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ سے اسقدر دور کر دیتا ہے جسقدر دور وہ کوا اڑتا جاتا
ہے جو بچپن سے اپنے گھونسلے سے اڑے اور بوڑھا ہونے تک اڑتا چلا جاتا ہے۔ اور اسی حالت میں رہتا
اور کہتے ہیں کہ کوے کی عمر پانچسو برس ہوتی ہے۔ ابو الدرداء رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی ایک دن بھی خدا کی راہ میں روزہ رکھے تو اس آدمی اور دوزخ کے درمیان خدا تعالیٰ
ایک خندق حائل کر دیتا ہے اور اس خندق کی لمبائی اسقدر ہوتی ہے کہ جتنی آسمان اور زمین کی درمیان
ہے۔ اور ابو سعید خدری رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی خدا
کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ جل شانہ اس کے منہ کو اسقدر دوزخ کی آگ سے دور کر دیگا جتنا ستر سال
کی مسافت۔ اور عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی روزہ دار ہونے کی حالت میں
صبح کرے تو آسمان کے دروازوں کو اس آدمی کے واسطے کھول دیا جاتا ہے اور اسکے اعضا تسبیح پڑھتے
ہیں اور آسمان دنیا کے جسقدر فرشتے ہیں وہ سب اسکے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور آفتاب کے
غروب ہونے تک مانگتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ نفل کے طور پر ایک یا دو رکعت نماز ادا کرے تو تمام آسمان کو
اس کے واسطے نورانی کر دیتے ہیں اور اسکی حور العین بیبیاں اسکے حق میں دعا مانگتی ہیں کہ اے اللہ تو اس
کو ہمارے پاس بھیجدے ہم کو اسکے دیدار کا افسوس ہو رہا ہے اور اگر وہ تسبیح و تہلیل کرتا ہے تو اس کے
واسطے ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور اس کی تسبیح و تہلیل کو لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے
اور ابی صالح ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اے آدم کے فرزندو اگر کوئی
تم میں سے ایک نیکی کرتا ہے تو وہ دس گنا ہو جاتی ہے اور بڑھ کر سات سو تک جا پہنچتی ہے۔
اور خداوند تعالیٰ نے اپنی نفس کتابوں میں روزہ کی نسبت فرمایا ہے کہ جو آدمی روزہ رکھتا ہے اس کا وہ روزہ میرے
واسطے ہے اور اسکو میں اسکی جزا دیتا ہوں اور جو آدمی روزہ دار ہوتا ہے خدا کے نزدیک اسکے منہ کی بو کستوری
سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور حضرت علی رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جو آدمی روزہ
کے سبب کھانے پینے سے اپنے آپ کو ہٹا رکھتا ہے تو بہشت کے میوے اسکو خدا تعالیٰ بہشت کے میوے
کھلائیگا اور اسکو شراب طہورا پلائیگا۔ ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ لوگ جو عمل کرتے ہیں ان
میں سے ہر ایک کے واسطے بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ مقرر ہے اور اس عمل کے باعث اسی
دروازہ سے بلایا جائیگا۔ اور جو لوگ روزہ دار ہیں ان سب کے واسطے ایک ہی دروازہ ہے اس دروازہ کا
نام ریان ہے۔ اور ابو بکر رض نے آپ سے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ وہ سب دروازوں سے بلایا جائیگا
آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا بھی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے تم ہو۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
چیز کے واسطے ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔ اور انس بن مالک رض کہتے ہیں کہ خدا کے
رسول مقبول نے فرمایا ہے اے مسلمانو تم اپنے دلوں کو روزہ سے صاف کرو۔ اور ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں
کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے انسان کے واسطے روزہ آدھا صبر ہے اور ہر ایک چیز کی زکوۃ ہے۔ اور جسم
کی زکوۃ روزہ ہے اور ابی اوفی رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار آدمی جب سوتا ہے تو
اسکی نیند بھی عبادت ہے اور اسکی خاموشی بھی تسبیح ہے اور اس کے سب عمل قبول کئے جاتے ہیں اور اسکی دعا

ہمیشہ کے روزے اور اُن کے ثواب کا ذکر

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ حسن علی بن احمد مقری سے اور وہ ابراہیم بن احمد مقری سے اور وہ حسن بن سہل سے اور وہ یحییٰ سے اور وہ ابراہیم بن ابی سحاب سے اور وہ صفوان بن سلیم سے اور وہ علقمہ سے اور وہ عمر بن عطا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد کے روزے سب کے روزوں سے بہتر ہیں۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے (جو آدمی ہمیشہ روزے رکھتا ہے وہ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں بخش دیتا ہے اور ابی موسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ہمیشہ کے لئے روزے رکھتا ہے دوزخ اس کے واسطے اس طرح تنگ ہو جاتی ہے اور آپ نے نوے کا عقد کیا۔ اور سعد بن سعید بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھیں اور یعقوب رح کہتے ہیں کہ اپنی وفات سے پہلے سعد رض نے چالیس برس تک برابر روزہ رکھے۔ اور ابی ادریس ایک روایت میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ اشعری رض نے اسقدر روزے رکھے کہ ان کا بدن لاغر ہو کر ہلال کی مانند ہو گیا تھا۔ اسی حال میں میں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ اپنے نفس کو اگر آرام دیتے تو بہتر ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس حال میں راحت ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جو گھوڑا دبلا ہوتا ہے وہ سب گھوڑوں سے آگے بڑھ جاتا ہے ۔

ابی اسحق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمار راہب نے میرے پاس یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ مجھے خواب آئی اور اس میں میں نے سکینہ طفاوہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ بصرہ سے شہر ابلہ میں عیسیٰ بن زادان کی ملاقات کے واسطے ہمارے ساتھ آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ عیسیٰ نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جو زیارت کے قابل ہوا ہے یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور کہا کہ میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے کہ اس کو بڑا قیمتی جامہ پہنایا گیا ہے اور خادم اسکے اردگرد پھر رہے ہیں۔ اور اس کو زیوروں سے خوب آراستہ کیا گیا ہے اور اس کے بعد انہیں کہا گیا کہ اے قاری چڑھتا جا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم کہ روزوں کے سبب سے تجھے پاک کر دیا گیا ہے۔ اور عیسیٰ نے اسقدر روزے رکھے تھے۔ کہ روزے رکھتے رکھتے یہاں تک نحیف ہو گئے تھے کہ ان کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ اور انس رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جہاد کے باعث ابو طلحہ روزے نہیں کھا کرتے تھے اور جب حضرت رسول مقبول نے وفات پائی تو اسکے بعد میں نے ان کو ہمیشہ روزہ دار ہی دیکھا۔ سوا عید الفطر اور قربانی کے دن کے۔ اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ایک ایسے شخص کی زبانی بیان کرتے ہیں جس نے خدا کے رسول مقبول کو دیکھا تھا۔ کہ آپ گرمی اور تشنگی کے سبب سے روزہ کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالا کرتے تھے اور سفیان رض ابی اسحق سے اور وہ حارث سے اور وہ علی رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک دن افطار فرمایا کرتے تھے۔ اور جابر رض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رض نے خدا کے رسول مقبول سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول جو شخص تمام عمر روزہ رکھے اسکی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نہ شخص نہ روزے رکھتا ہے اور نہ ہی روزے افطار کرتا ہے اور آپ کے اس قول کو اس آدمی پر محمول کیا گیا ہے جو ہمیشہ اسقدر روزے رکھے کہ نہ تو دونوں عیدوں میں افطار کرے اور نہ ہی ایام تشریق میں افطار کرے۔ اور امام احمد بن حنبل رح کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی دونوں عیدوں اور تشریق کے دنوں میں افطار کرے اور باقی سارا سال روزے رکھے تو اس صورت میں اسکو روزے رکھنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس آدمی کو وہ فضیلت اور بزرگی نصیب ہوتی ہے۔ جس کا اوپر مذکور ہوا ہے ۔

اس دوا کو کسی کے ناک میں ڈال دیتا ہے تو اس سے اسکے اخلاق بُرے ہو جاتے ہیں۔ اور جب اس دوا کو چکھا دیتا ہے تو اس صورت میں اُسکی زبان بُری ہو جاتی ہے۔ اور اگر اُس دوا کو چھڑک دیتا ہے تو پھر وہ خواب میں ہی مستغرق رہتا ہے صبح تک سوتا رہتا ہے۔ اور رات کے وقت نماز میں سب زیادہ قیام کرنا چاہئے۔ اور دو دو رکعت نماز پڑھے اور دن کے وقت جو نماز پڑھے تو اس میں رکوع اور سجود زیادہ کرے۔ اور دن میں جائز ہے کہ ایک ہی سلام سے چار رکعت نماز ادا کرے اور رات کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ حضرت محمد صلعم کے حق میں تو نفل ہے اور موجب بزرگی اور بندگی کا سبب ہے اور اگر امت کے لوگ پڑھیں تو انکے واسطے فرائض کے تمام اور کامل ہونے کا باعث ہے اور سالمؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خدا کے رسول مقبول حیات تھے تو اُس وقت جب کوئی آدمی خواب دیکھتا تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُسکو بیان کیا کرتا تھا۔ ابن عمرؓ کو بھی خواہش ہوئی کہ اگر مجھے بھی خواب آتا اور میں اُسکو پیغمبر کی خدمت میں بیان کرتا۔ اس وقت جوان تھے اور انکی شادی نہیں ہوئی تھی اور پیغمبر خدا کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتے تھے پس انکو بھی خواب آگیا انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑا ہے اور آگ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور جب اس آگ کے پاس لیگئے تو میں نے اُسکو دیکھا کہ وہ مثل ایک کنوئیں کی بند ہو گئی ہے۔ اور اسکی دو شاخیں ہیں اور میں نے کئی آدمیوں کو بھی دیکھا جن کو میں پہچانتا ہوں۔ اسلئے میں نے یہ پڑھنا شروع کیا اعوذ باللہ من النار اسکے بعد ایک دوسرا فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں۔ جب بیدار ہوا تو حفصہ سے میں نے اس خواب کو بیان کیا اور انہوں نے خدا کے رسول کے پاس اس کا ذکر کیا۔ آپ نے سنکر فرمایا۔ کہ آدمیوں میں بہتر آدمی عبداللہ ہے اور کیا اچھا ہو کہ رات کے وقت نماز پڑھا کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ اسکے بعد ابن عمرؓ رات کے وقت بہت ہی کم سویا کرتے تھے۔ اور ابی سلمہ عبداللہ بن عمرو بن عاصی سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے مجھ کو فرمایا کہ تو نے فلاں کی طرح نہ ہونا جو پہلے تو رات کے وقت قیام کیا کرتا تھا اور بعد میں اسکو ترک کر دیا۔ اور ابن صالح ابن شہاب سے اور وہ علی بن حسین سے اور وہ حسین بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ کو حضرت علی ابن ابی طالب نے خبر دی کہ رسول اللہ رات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور میں اور فاطمہؓ ہم دونوں اس وقت سوئے تھے۔ آپ نے ہم کو فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو۔ میں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ہماری جان تو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جب خواب سے بیدار کرنا چاہتا ہے اس وقت بیدار کر دیتا ہے یہ جواب سنتے ہی آپ واپس چلے گئے۔ اور میں نے سنا کہ جاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی ران پر مار کر یہ کہتے جاتے تھے کہ انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سفیان ثوری سے اور وہ ابو زبیر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ اگر کوئی آدمی آدھی رات میں نماز کی دو رکعتیں پڑھے تو اسکے واسطے دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے اگر میری اُمت میں یہ کام مشکل نہ ہوتا۔ تو میں اسکو اپنی امت پر فرض کر دیتا۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی العالیہ سے اور وہ ابو مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ابا ذرؓ سے پوچھا کہ جسقدر نمازیں ہیں ان سب سے بہتر نماز کونسی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے اس بات میں خدا کے رسول مقبول سے پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا کہ آدھی رات کے وقت نماز پڑھنی اور اس کے پڑھنے والے تھوڑے آدمی ہی ہیں۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ حضرت داؤدؑ نے خداوند تعالیٰ کے پاس عرض کی۔ کہ الٰہی میں عبادت کرنی چاہتا ہوں۔ اسکے واسطے بہتر وقت کونسا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اے داؤدؑ تو اول رات اور آخر رات میں عبادت کے لئے نہ اٹھ

روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ دار لوگوں کے دو روسوئے کا ایک خوان رکھینگے اور اُس پر ایک مچھلی رکھی ہوگی۔ پس وہ اُس میں سے کھائینگے۔ اور لوگ دیکھ رہے ہونگے۔ اور احمد بن ابی حواری رہ ابو سلیمان سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو علی عاصم سے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ روزہ دار لوگوں کے واسطے ایک خوان ہے جو اُن کے آگے رکھا جائیگا۔ یہ لوگ تو اس میں سے کھا رہے ہونگے اور باقی لوگ حساب اور کتاب میں پکڑے ہوئے ہونگے اور اُس وقت یہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تو حساب و کتاب میں پکڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ کھانے میں مشغول ہیں اس کا کیا باعث ہے خداوند تعالےٰ ارشاد فرمائیگا کہ یہ لوگ دنیا میں بڑی مدت تک روزہ دار رہے اور تم افطار کیا کرتے تھے اور یہ عبادت میں کھڑے رہتے تھے اور تم اس وقت آرام سے سوتے ہوتے تھے۔ اور ابن عباس رہ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ جب روزہ دار اپنی اپنی قبروں سے اُٹھینگے تو اسکے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہوگی۔ اور کھانے کا ایک خوان بہشت سے لاکر ان کے روبرو رکھا جائیگا۔ اور اس خوان میں سے خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہوئے یہ کھا رہے ہونگے۔ اور سفیان بن عیینہ رہ روایت کرتے ہیں کہ جس چیز سے روزہ دار افطار کرتا ہے قیامت کے روز اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اور ابی صالح ابی ہریرہ رہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اُسکی جزا دونگا۔ اور جو آدمی روزہ کے واسطے اپنی خواہشوں کو چھوڑ دیتا ہے اور کھانے اور پینے کو ترک کردیتا ہے وہ روزہ اسکے حق میں اسکی ڈھال ہو جاتا ہے۔ اور دو فرحتیں روزہ دار آدمی کو نصیب ہوتی ہیں۔ ایک تو روزہ کے افطار کرنے کی فرحت ہے اور دوسری فرحت اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت اُسکو حاصل ہوگی اور روزہ دار آدمی کے منہ سے جو بُو آتی ہے خدا کے نزدیک وہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ اور جابر بن عبداللہ رہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے انسان کے واسطے روزہ ایک ڈھال ہے خداوند تعالیٰ اسکے سبب سے دوزخ کی آگ سے اُسکو بچا دیگا اور سعید بن جبیر رہ ابن عمر رہ سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میں دُنیا کی جسقدر چیزیں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں مجھے ان چیزوں کا غم اور افسوس نہیں ہے مگر اس کا افسوس ہے کہ جب دُنیا میں نہ رہونگا تو گرمی کے دنوں میں روزے نہیں رکھوں گا۔ اور نہ ہی نماز میں جاؤنگا۔ اور مجاہد ابو ہریرہ رہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی نفل کے طور پر خدا کے واسطے روزے رکھے تو اس کو اتنا ثواب ملیگا۔ کہ اگر اس کو زمین کے برابر بھی سونا دیا جائے تو پھر بھی وہ اسکے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔

رات کے وظیفے اور قیام

جو کچھ اس باب میں لکھا جاتا ہے وہ صحیحین اور دوسری صحیح روایتوں سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ شقیق رہ عبداللہ رہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کے سامنے ایک آدمی کا مذکور ہوا کہ وہ آج رات بھر سوتا رہا ہے۔ اور اسقدر غفلت میں رہا ہے کہ صبح ہوگئی اور وہ خواب ہی میں رہا اور نماز بھی قضا کردی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ شیطان نے اس آدمی کے کان میں پیشاب کردیا ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو شیطان اُس کے پاس آتا ہے اور اُسکے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور اگر وہ آدمی اُٹھ بیٹھتا ہے اور خداوند تعالےٰ کو یاد کرتا ہے تو اُس وقت اُسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور جب وضو کرلیتا ہے تو پھر دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز کی دو رکعت پڑھ لے۔ تو اسکے بعد اُسکی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور صبح کو بڑا خوشحال ہوتا ہے اور اس کا نفس پاک اور طیب ہوتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا نفس خبیث ہوتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کے پاس ایک دوا ہے جو ناک میں ڈالے اور چکھے اور چھڑکنے والی ہے۔ جب

اور بدن کے درد اور دُکھ دور ہوتے ہیں اور ابونصر اپنے باپ سے اور وہ انس سے اور وہ ابی سفیان سے اور وہ جابر رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی بندہ اس ساعت میں خدا وند تعالیٰ سے دعا مانگے تو خدا کی درگاہ میں اُسکی دُعا قبول ہو جاتی ہے اور کوئی رات ایسی نہیں ہے جس میں یہ ساعت نہ ہو اور اس ساعت کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ روز جمعہ اور شب قدر کا ہے جو ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے اور فرمایا ہے کہ رات میں ایک ایسا وقت بھی ہے کہ اس میں ہر ایک زندہ چیز جو صاحب آنکھ ہے سو جاتی ہے اس میں وہی جاگتا رہتا ہے جو ہمیشہ کو باقی رہتا ہے اور دائم اور کبھی مرتا نہیں ہے اور شاید دُعا کی قبولیت کی جو ساعت ہے وہ وہی ہو اور عمر بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھو کیونکہ یہ نماز حاضر کی گئی ہے اور اس وقت میں رات اور دن کے جسقدر فرشتے ہیں سب کے سب اکٹھے ہو جاتے ہیں +

خدا کے رسُول کی رات کی نماز

آپ کی نماز میں یہ روایت بالاتفاق ہے ابی اسحٰق کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سے بھائی اسود بن یزید دوست کے پاس آیا۔ اور ان سے کہا کہ اے ابا عمرو عایشہ رض نے خدا کے رسول مقبول کی نماز کے بارے میں جو حدیث آپ سے بیان کی تھی وہ مجھے بھی سُنا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے رسول پہلی رات میں تو سو جاتے تھے اور آخر رات میں جاگا کرتے تھے اور اگر مزاج عالی میں کبھی خیال آجاتا تو اس وقت اپنی کسی بی بی کے پاس چلے جاتے تھے اور جب اپنی حاجت دفع کر لیتے تھے تو اسکے بعد پانی کو نہیں چھوتے تھے اور سو جاتے تھے اور جب اذان ہوتی اور اسکی آواز کان میں پڑتی تھی تو آپ کودتے اللہ قسم نہیں کہا کھڑے ہوتے تھے اور اُٹھ کر اپنے اوپر پانی ڈالتے تھے اور خدا کی قسم نہیں کہا غسل کرتے تھے مجھے معلوم ہے کہ اس پانی ڈالنے سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ اور اگر سوئے نہ ہوتے تو نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے اور وضو کرنیکے بعد نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ کے غلام ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رات کو آپ ام المومنین میمونہ کے پاس تشریف لیگئے اور آپ اپنے بچھونے کی طول میں عرض پر لیٹ گئے اور اسی عرض پر جہاں میں بھی لیٹ رہا اور اللہ کے رسول سو گئے۔ آدھی رات ہوگی یا کچھ کم و بیش گذری ہوگی کہ اس وقت آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ اُٹھ بیٹھے اور اپنی آنکھیں ملیں اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر ایک مشکیزہ کیطرف گئے جو لٹک رہا تھا پھر خوب وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اور ابن عباس رض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد میں بھی اُٹھا اور خدا کے رسول مقبول کی پیروی کی اور پھر آنحضرت صلعم کے پہلو میں جا کر نماز میں کھڑا ہو گیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو میرے سر کے اوپر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر ملا۔ اور پھر آپ نے نماز کی دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ رہے اور پھر مؤذن آیا اور اُس نے اذان کہی اور اسی صبح کی نماز ادا کی۔ اور ابی سلمہ رض روایت کرتے ہیں کہ عایشہ رض نے فرمایا کہ خدا کے رسول جب وتر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو وہ صبح تک میرے پاس سویا کرتے تھے اور مسروق رض کہتے ہیں کہ عائشہ رض نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کو کسی عمل پر ہمیشگی کرنا پسند تھا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رات کو کس وقت قیام کیا کرتے تھے فرمایا جب مُرغ کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ اور حسن رض کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر چاہو تو رات کے وقت چار رکعت نماز ادا کرو اور اگر چاہو تو دو رکعت ہی پڑھو۔ اور جس گھر میں رات کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے اُس میں وقت پر ایک آواز دینے والا یہ آواز دیکر کہتا ہے کہ اے گھر کے لوگو اپنی اسی نماز کے پڑھنے کے واسطے اب اُٹھ کھڑے ہو۔ اور ابی سلمہ رض ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ نبی صلعم کے قرآن کو سنتا ہے جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے ایسا اور کسی کے قرآن کو نہیں سنتا۔ اور عروہ رض عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو ایک سورہ پڑھتے سُنا جو رات کے وقت پڑھ رہا

کیونکہ جو اول رات میں اٹھتا ہے وہ آخر رات میں سو جاتا ہے اور جو آخر رات میں اٹھتا ہے وہ اول رات کو نماز نہیں
ہو سکتا۔ آدھی رات کے وقت کھڑا ہو۔ اور اس وقت میں تجھ کو تیرے ساتھ اور مجھے تیرے ساتھ خلوت ہوگی
خلوت ہو تو اُس وقت جو تجھے حاجتیں ہوں وہ میرے پاس بیان کر۔ اور یحییٰ بن عمارہ حسن رح سے راوی ہیں
اچھا عمل رات کے وقت قیام کرنا ہے اس سے بہتر اور کوئی اس عمل نہیں ہے جو آنکھ کو ٹھنڈا کرنے والا ہو۔ اور
روح کو ہلکا اور نفس کو خوش کرنے والا ہو۔ اور ابو درداء رض کہتے ہیں کہ اے لوگو میں تمہارا شفیق ہوں اور تم کو نصیحت
تمام اندھیری رات میں نماز پڑھا کرو تاکہ تمہاری قبر کی تنہائی اور وحشت دور ہو اور دنیا میں روزے رکھو اس
کے روز کی کشاکش سے چھوٹ جاؤ گے اور اسکی گرمی سے رہائی پاؤ گے۔ اور صدقہ دو تاکہ سخت دن کا خوف
اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن کثیر سے اور وہ ابی جعفر سے اور وہ ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا
رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب دو حصے رات گذر جاتی ہے اور تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو اس وقت خداوند
کے آسمان میں رونق افروز ہوتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میری درگاہ میں کون دعا کرنے والا ہے کہ میں
قبول کروں اور کوئی ہے کہ مجھ سے بخشش کی درخواست کرے اور میں اسکو بخشوں اور کوئی مجھ سے رزق مانگے
کہ اس کو رزق دیا جائے اور کوئی ایسا ہے جو دنیا کے رنج اور تکلیف کے دور ہونے کا مجھ سے سوال کرے
تاکہ میں انکو دور کر دوں یہاں تک کہ اسی ارشاد میں صبح ہو جاتی ہے۔ اور ابو نصر رح اپنے باپ سے اور وہ
سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب آدھی رات باقی ہوتی ہے تو اسوقت ہمارا رب
دنیا کے آسمان پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی آدمی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کو بخشش دوں
کوئی دعا کرنے والا ہے کہ میں اسکی دعا کو قبول کروں اور کوئی سوال کرنے والا ہے کہ مجھ سے سوال کرے اور
مانگے وہ اسکو دیا جائے یہی باعث ہے کہ وہ لوگ آخر رات میں نماز کے پڑھنے کو دوست رکھتے تھے
ابی امامہ رح روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کی حدیث میں سوال کیا گیا کہ وہ کونسا وقت ہے جس
زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرضوں کی نماز پڑھنے کے بعد۔ اور عبداللہ
روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سب روزوں
بہتر ہیں آپ کا یہ معمول تھا کہ ایک دن تو روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن افطار فرمایا کرتے تھے اور نمازوں
میں سے بہتر نماز بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ کا یہ دستور تھا کہ آدھی رات تک سو کر
اور اسکے بعد اٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور چھٹا حصہ رات باقی ہوتی تھی کہ آپ سو جاتے تھے۔ اور عبداللہ
سے ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک نمازوں میں سے زیادہ پسند
داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور آپ رات کے پہلے حصہ میں سویا کرتے تھے اور اسکے بعد آپ قیام میں کھڑے
رہتے اور پھر سونے کے بعد آخر رات کے حصہ میں قیام کیا کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ میں نے رات کو تین
میں تقسیم کیا ہوا ہے ایک حصہ میں تو سو جاتا ہوں اور دوسرے حصے میں نماز پڑھا کرتا ہوں۔ اور تیسرے
میں خدا کے رسول کی حدیثیں یاد کرتا ہوں۔ اور ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ رات کی نماز کی بزرگی ایسی بزرگی
کہ پوشیدہ صدقہ دینے کو ظاہر صدقہ دینے پر بزرگی ہے اور عمرو بن عاص رض کہتے ہیں کہ رات کے وقت جو نماز
جائے اسکی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے بہتر ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے حضرت جبرائیل علیہ
سے پوچھا کہ رات کا وہ کونسا وقت ہے جس میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے فرمایا وہ سحر کا وقت ہے اس میں
کا ہلنا ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رات کے وقت قیام کرو کیونکہ اگلے بزرگ ایسا ہی کیا کرتے
اور یہ خداوند تعالیٰ کی نزدیکی کا باعث ہے اور اس سے برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور گناہوں سے انسان باز رہتا

ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ کو خداوند تعالیٰ نے بخش نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے بلال کیا میں شکرگذار بندہ نہیں
ہوں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آج کی رات میں مجھ پر سے اور اس آیت کو نازل کیا ہے ان میں کوئی شک نہیں کہ آسمانوں
اور زمینوں اور رات دن کے اختلاف میں اہل دانش کے واسطے نشانیاں اور علامتیں ہیں یہ لوگ کھڑے ہوں یا بیٹھے
یا لیٹے ہوئے خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں
کہ اے ہمارے پروردگار تو نے بے فائدہ پیدا انہیں کیا تیرے واسطے پاکی ہے تو ہم کو آگ کے عذاب سے نگاہ رکھ لے
اور عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ میں نے خدا کے رسول کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی ہو۔ اور بہت ضعیفی کا زمانہ
آگیا تو اس وقت آپ نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور جب تیس یا چالیس آیتیں سورہ میں سے باقی رہجاتی تھیں تو اس وقت
آپ اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ان کو قیام کی حالت میں پڑھتے تھے اور بعد میں رکوع کیا کرتے تھے۔ اور عمر بن بشر کہتے
ہیں کہ ایک دن عشا کے وقت میں عبد اللہ بن مبارک کے دروازہ پر آیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے اور
اس وقت میں نے سنا کہ آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے۔ اذا السماء انفطرت۔ اور جب اس جگہ پہنچے کہ اے لوگو کس چیز
نے جو خداوند کریم سے تم کو غرور میں رکھی ہے) تو اس کو آپ نے بار بار پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتے پڑھتے رات کا بہت
سا حصہ گذر گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو پڑی کہ میں نے ان سے واپس ہونے کا ارادہ کیا اور جب آپ نے دیکھا
کہ صبح ہو گئی ہے تو اس وقت آپ نے اس عبارت کا پڑھنا موقوف کیا جو یہ تھی یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ
اور اسکے بعد میں فرمایا کہ تیرے علم نے اور ہمارے جہل نے ہم کو دلیر کر دیا ہے اور بار بار یہی کہے گئے۔ اور میں نے
آپ کو اسی حالت میں چھوڑا۔ اور آپ واپس آگیا اور خدا کے رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لوگوں کے واسطے
جاڑے کی موسم خوشگوار موسم ہے اس موسم کے دن چھوٹے ہیں اور راتیں بڑی ہوتی ہیں اسلئے دن میں تو آدمی روزے
رکھے اور رات کے وقت خدا کی عبادت میں قیام کرے۔ اور ابن مسعود رض کہتے ہیں کہ جو شخص قرآن پڑھنے والا ہو
اسکے واسطے یہ مناسب ہے کہ رات کے وقت جب لوگ سو جائیں وہ وقت قرآن پڑھنے کے واسطے مقرر کرے۔
اور جب لوگ کھانے میں مشغول ہوتے ہیں اس وقت اپنے روزے کا خیال کرے۔ اور جب لوگ ہنستے ہیں اس
وقت میں اپنے خشوع و خضوع کا وقت پہچانے اور جب کہ لوگ حلال اور حرام میں خلط ملط کر دیتے ہیں اس وقت
اپنی پرہیزگاری کے وقت کو جانے اور جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو اس وقت عاجزی اور انکساری کو یاد کرے۔ اور جب
لوگ ملا دیتے ہیں اس وقت حزن اور ملال کو دھیان میں لائے اور جب لوگ بیہودہ بکتے ہیں اس وقت خاموشی
اختیار کرے۔

مغرب اور عشا کی درمیانی نماز کی بزرگی

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس حافظ املا سے اور وہ بشر سے اور وہ محمد
بن سلیمان مصیصی سے اور وہ زید بن حباب سے اور وہ عمر بن عبد اللہ بن خثعم سے اور وہ یحیی بن ابی کثیر سے اور
وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مغرب کی نماز کے بعد
چھ رکعت نماز پڑھے اور ان کے درمیان کلام نہ کرے تو اس آدمی کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے
اور زید بن حباب لکھتے ہیں کہ ان رکعتوں کے درمیان کسی کلام نہ کرے اور کہتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ
کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور ان کو جلدی سے پڑھے اور فرمایا ہے کہ ان دونوں رکعتوں کو نماز مغرب کے
ساتھ آسمانوں پر خدا کی بارگاہ میں اکٹھا کر لیجاتے ہیں۔ اور ان دو رکعتوں کے سوا جو باقی ہیں انکو جتنی دیر تک
چاہے پڑھتا رہے۔ اور ابن عباس رض کہتے ہیں کہ خدا کے رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب
کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے۔ اور ان میں کسی سے بات چیت نہ کرے۔ تو اس کے عمل کو علیین میں

تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس پر خداوند تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرے اور اس نے مجھ کو چند آیتیں یاد دلائی ہیں جن کو میں بھول گیا تھا۔ اور شیخ ابونصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد بن ابی الفوارس سے اور وہ احمد بن یوسف احمد بن ابراہیم بن ملحان سے اور وہ ابوبکر سے اور وہ لیث سے اور وہ ابن ابی حبیب سے اور وہ عراک سے اور وہ عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا رات کے وقت نماز کی تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ رکعت نماز فجر کو ادا کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ رات کے وقت نماز کی بارہ رکعتیں اور اسکے بعد ایک رکعت نماز وتر ادا کرتے تھے اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ آپ رات کو دس رکعت پڑھتے اور پھر بعد میں ایک رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے۔

رات کی نماز

جو لوگ رات کے وقت قیام کرتے ہیں۔ اُن کے بارے میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (رات کے وقت سوتے تھے اور صبح کے وقت خداوند تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے) اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور ان لوگوں کی کروٹیں خوابگاہ سے دور ہوتی ہیں اس وقت خوف اور طمع سے خداوند تعالیٰ کو پکارتے ہیں) اور جو لوگ رات کے وقت خدا کی عبادت کرتے ہوئے سجود اور قیام فرماتے ہیں وہ آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اپنے پروردگار کی رحمت کے اُمیدوار ہوتے ہیں) اور فرمایا ہے رات کے وقت تہجد کی نماز پڑھ اور یہ زیادتی ہے۔ اور جلد ہی تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود میں اٹھائیگا اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے حشر کے روز خداوند تعالیٰ پہلے اور آخر کے لوگوں کو جمع کریگا۔ تو اس وقت ایک پکارنے والا پکار کر یہ کہیگا کہ جو اپنی خوابگاہوں سے پہلو دور رکھتے تھے اور سوتے نہیں تھے اور خدا کے خوف اور بہشت کی طمع میں عبادت کرتے تھے وہ اُٹھ کر کھڑے ہوں اسلئے فرمان کے موافق وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے اور ان لوگوں کا تھوڑا ہی ہوگا وہ اُٹھ کر پھر بیٹھ جائینگے۔ اس کے بعد ایک آواز دینے والا آواز دیگا۔ کہ جو لوگ نعمت اور بلا میں خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لاتے تھے وہ اُٹھیں اسلئے وہ اُٹھینگے وہ بھی تھوڑے ہی ہونگے بعد تمام لوگوں کا حساب و کتاب ہوگا۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب دن کو روزہ رکھو اس کی مدد کے واسطے سحری کھاؤ۔ اور رات کے وقت نماز کے واسطے اُٹھنے کو دن میں قیلولہ کرو۔ اور صاحب خواب ہوتا ہے جسے رات بھر سوتا ہے وہ صبح کے وقت مفلس اور تہیدست اٹھتا ہے اور جو کہ وقت بہت سوتا ہے شیطان آکر اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے اور خدا کے رسول مقبول بھی تھا کہ ایک ہی آیت کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ اسکے دہرانے میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ عائشہ کہ پیغمبر خدا ایک رات میرے پاس سوئے اور جونہی آپ کے مبارک بدن نے میرے بدن سے مس ہوئے فرمایا اے عائشہ تو مجھ کو اجازت دیتی ہے کہ میں آج کی رات میں اپنے خدا کی عبادت کر لوں۔ جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اپنے خداوند کریم کی قسم ہے کہ مجھے آپ کی نزدیکی اور قرب بہت ہی پیاری اور دور آپ کی خواہش کے مطابق کرنے میں آپ کی رضامندی ہے اس واسطے آپ کی مرضی کے موافق کرنا یہ سننے کے بعد خدا کے رسول مقبول کھڑے ہو گئے اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ ہی جاتے تھے اور اسقدر روئے کہ آپ کی آنسوؤں سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ اس کے بعد اور بیٹھ کر قرآن کو پڑھنا شروع کیا اور ایسے روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے دونوں پہلو کمر تک تر ہو گئے۔ آپ پہلو کے بل لیٹ گئے اور لیٹے لیٹے قرآن کو پڑھتے بھی جاتے تھے اور روتے بھی تھے اور اسقدر روئے آس پاس کی زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی سا اور اسی اثناء میں حضرت بلال آ گئے اور انہوں نے آکر عرض

اٹھا کر لیجاتے ہیں اور اس کو یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے کہ گویا اس نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر کو پالیا ہے اور نصف رات کی نماز سے بہتر ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ طارق بن شہاب سے اور وہ ابا بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز اور ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو دوبارہ حج کرتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی چھ رکعت پڑھے فرمایا اس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سعید بن ضرار وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے) اگر کوئی آدمی مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان جامع مسجد میں اپنے نفس کو بند رکھے۔ اور نماز اور قرآن پڑھنے کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے کہ بہشت میں اس کے واسطے دو محل بنائے اور ان میں سے ہر ایک کی وسعت اس قدر ہو کہ جس قدر ایک سو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور ہر ایک محل کے درمیان ایک ایسا باغ ہو گا کہ اگر دنیا کے تمام لوگ اس باغ میں مہمان ملیں تو ان کو سما لے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ دوست مغرب کی نماز ہے کیونکہ اس نماز سے آدمی اپنے دن کو ختم کرتا ہے۔ اور رات شروع ہوتی ہے اور مسافر مقیم سے اس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی جو اس نماز کو پڑھے۔ اور جو آدمی اس کے بعد کسی قسم کی کلام کرنے کے سوا چار رکعتیں پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے واسطے دو محل بہشت میں بنا دیگا۔ جن میں یاقوت اور مروارید جڑے ہوئے ہونگے اور ان میں باغ ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جو آدمی مغرب کی نماز کو پڑھے اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان میں کسی قسم کی کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ بخش دیتا ہے اور ابو ہریرہ رض کا یہ دستور تھا کہ وہ مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے اور وہ عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان بیس رکعتیں نماز کی ادا کرے تو اس کے لئے خداوند تعالیٰ بہشت میں ایک گھر بنا دیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ انس بن مالک مغرب اور عشا کے مابین اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے اور زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ یہی رات کا اٹھنا ہے۔ اور عبد الرحمن بن اسود اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں جب کبھی مغرب اور عشا کے درمیان عبد اللہ بن مسعود کے پاس گیا۔ میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا رہا ہوں۔ اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ غفلت کی ساعت ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اس ساعت کے حق میں نازل ہوئی ہے (تتجافی جنوبہم الخ) جدا ہوتی ہیں انکی کروٹیں بستروں سے۔ اور عبد اللہ بن اوفی روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد الم تنزیل سورۃ سجدہ اور تبارک الذی پڑھے تو وہ قیامت کے روز اس طرح اٹھیگا کہ اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہو گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آدمی اس رات میں اس کا حق ادا کرتا ہے۔ اور اس حدیث میں احتمال ہے کہ یہ دو رکعتیں دو سنت کی رکعتوں سے الگ ہوں اور یا یہ بھی ان میں شامل ہوں ❊

مغرب کی نماز کی پہلی رکعتیں

امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ مغرب کی نماز سے پہلے جو رکعتیں ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں تو ان رکعتوں کو نہیں پڑھتا ہوں۔ اور اگر کوئی ان کو پڑھ لے تو اس کے واسطے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اور ابن عمر رض سے پوچھا گیا ان رکعتوں کے پڑھنے کی نسبت آپ نے جواب دیا کہ میں نبی خدا کے وقت میں کسی شخص کو ان کے

اس کا منہ زیادہ روشن تھا۔ اُس کے بال کوٹھے کے اوپر سے زمیں پر لٹک رہے تھے پس جو فرشتے مجھ کو بہشت کے محل میں لیگئے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کس کی محل ہے اور یہ عورت کس کی ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ اس کے واسطے ہے جو تمہاری طرح عمل کرنے والا ہو۔ اسکے بعد مجھ کو خوب پیٹ بھر کر بہشت کے میوے کھلائے اور شراب پلائی۔ اور شراب طہور کا مزا اور اُسکی لو وہی جانتے ہیں جو اس کے پینے والے ہوتے ہیں۔ اسکے بعد مجھے وہاں سے نکالکر اسی جگہ پر واپس لائے اور واپس آکر لیٹا ہی تھا کہ ناگاہ محمد صلعم تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ سبز اور بھی تھے اور فرشتوں کی سرصفیں تھیں اور ہر ایک صف طول میں مشرق سے مغرب تک تھی اور جناب سرور کائنات نے آتے ہی میرے اوپر سلام کہا اور میرا ہاتھ آپ نے پکڑلیا میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول حضرت خضر علیہ السلام مجھے ملے ہیں اور اُنھوں نے مجھ کو یہ حدیث سنائی ہے آپ نے سنکر فرمایا۔ کہ خضر علیہ السلام نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ اور جو اس کو سکھلانے والا ہے وہ بھی سچا ہے۔ اور وہ زمین کے دانا لوگوں میں سے ہے اور ابدال ہے اور خدا کے لشکر کا سردار ہے۔ مابعد ہم بھی کہتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول جو آدمی اس عمل کو کرتا ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکے سوا کچھ اور ثواب بھی اسکو ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ اور کیا لینا چاہتے ہو کہ تم کو میری زیارت نصیب ہوگئی ہے اور بہشت میں جو تم کو مقام ملیگا اس کو دیکھ لیا ہے اور بہشت کے میوے اور اُس کے پھلوں کو کھالیا ہے اور شرابیں پی ہیں جو طہور ہیں اور نبیوں اور فرشتوں کو میرے ہمراہ دیکھ لیا ہے اور حورعین کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول مقبول اگر کوئی آدمی میری طرح عمل کرے اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ نہ دیکھے تو اسکو بھی وہ چیزیں ملجائینگی جو مجھ کو عطا ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس خدا نے محمد کو برحق اور سچا نبی بنایا ہے مجھ کو اسی کی قسم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سچ کہتا ہوں۔ اس آدمی کے سارے کبیرے گناہ جو اُس نے آگے اور پیچھے کئے ہونگے سب کے سب بخش دئے جائینگے۔ اور اسی ایسی نگاہ کو جو غضب آلود ہوگی اُس پر سے اُٹھالیگا۔ اور خداوند کریم کی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ جو اس عمل کو کریگا چاہے اس نے بہشت وغیرہ کو خواب میں نہ بھی دیکھا ہوگا۔ پھر اسکو وہ سب کچھ عطا ہوگا جو کچھ کہ تم کو دیا گیا ہے اور ایک منادی کرنے والا بھی پکار کر یہ کہیگا کہ اس عمل کے عامل کو خداوند تعالی نے بخشدیا ہے اور محمد صلعم کی امت کے جسقدر مومن مرد اور عورتیں ہیں ان سب کو بخشدیا گیا اور جو آدمی مذکورہ بالا عمل کرنیوالا ہوتا ہے۔ اُسکی بائیں جانب جو فرشتہ ہوتا ہے اسکے نام ایک حکمنامہ جاری ہو جاتا ہے کہ آئندہ سال تک اس کا کوئی گناہ فہرست میں درج نہ کرنا۔ اسکے بعد میں نے پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں جس خدا نے آپ کے جمال سے میری آنکھوں کو روشن کیا ہے اور بہشت کی سیر کرائی ہے اور یہ کام جو عمل ہے اسکے عامل کو بھی یہ دولت دی جائیگی۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں یہ سب کچھ اس کو عطا کیا جائیگا اسکے بعد میں نے پھر عرض کی کہ کیا تمام مومن مردوں اور عورتوں کو یہ واجب اور لازم ہے کہ وہ اس عمل کو آپ بھی سیکھیں اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھلائیں۔ کیونکہ اس میں بڑا فضل اور ثواب ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے اس عمل پر وہی عمل کرتا ہے جسکو اللہ تعالے نے سعید پیدا کیا ہے۔ اور جسکو خدا تعالے نے بدبخت پیدا کیا ہے وہ اس عمل پر عامل نہیں ہوتا۔ میں نے پھر پوچھا کہ اس عمل کے کرنے والے کو اس کے ثواب کے سوا کچھ اور ثواب بھی ملتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اسکو ایک رات ہی کرے تو اسکے بدلہ میں اسکو اتنی نیکیاں عطا کی جاتی ہیں کہ دنیا کے پیدا ہونے سے صور کے پھونکنے تک جو بارش نازل ہو جسقدر اس کے قطرے ہوتے ہیں۔ اور جسقدر روئیدگی کے دانے ہوتے ہیں ان کے برابر اسکی برائیاں دور کیجاتی ہیں۔ اور مسلمان مردوں

جو بتلا دیں کہ اس کے پڑھنے سے میں خدا کے رسول کو خواب میں دیکھ لوں اسکے بعد میں نے کہا کہ کیا یہ دعا
رسول نے ہی تم کو دی ہے انہوں نے فرمایا کہ کیا تم میرے اوپر تہمت لگاتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں
جواب دیا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پیغمبر صلعم کی زبان سے میں بھی سن لوں
بعد آپ نے ارشاد کیا کہ اگر تم خدا کے رسول کو خواب میں دیکھنا چاہتے ہو تو جب مغرب کی نماز پڑ
پھر عشا کے وقت کے آنے تک نماز پڑھا کرو۔ اور اس عرصہ میں کسی غیر آدمی سے کلام نہ کرو،
مصروف اور مشغول رہو اور دو دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے جاؤ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ
فاتحہ پڑھو اور سات دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھو اور جب عشا کا وقت آجائے تو پھر جماعت کے
کی نماز پڑھو اور اپنے گھر میں واپس آنے تک کسی سے بات چیت نہ کرو۔ اور اس کے بعد وتر کی
اور جب سونے لگو تو اس وقت بھی دو رکعت نماز پڑھ کر سو جاؤ اور ہر ایک رکعت میں الحمد اور قل ہو
سات دفعہ پڑھو۔ اور نماز کے بعد سجدہ میں جاؤ۔ اور سجدہ کی حالت میں خداوند کریم کی درگاہ میں
استغفار پڑھو اور سات ہی دفعہ یہ پڑھو سبحان اللّٰہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ
العلی العظیم۔ اس کے بعد سجدہ سے اپنا سر اٹھا لے اور ہموار اور برابر ہو کر بیٹھ جائے اور اپنے دونوں
کو اٹھائے اور یہ کہے یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام یا الہ الاولین والآخرین ویا رحمٰن الدنیا والآخرۃ
رب یا رب یا رب یا اللہ یا اللہ یا اللہ اور اس کے بعد اسی طرح دعا کر جس طرح کہ نماز کے بعد کی
سجدہ سے سر کو اٹھائے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور جب تک نیند نہ آئے خدا کے
پر درود پڑھتے رہو۔ اس کے بعد میں نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ حضرت جس نے آپ کو یہ دعا
مجھے بھی اس کا نام اور نشان بتلا دیجئے۔ جواب دیا کیا مجھے جھوٹا سمجھے ہو، میں نے عرض کی۔ کہ اس خدا
جو وحدہ لاشریک لہ ہے اور جس نے محمد صاحب صلعم کو سچا نبی بنایا ہے۔ میں آپ کو جھوٹا ہونے
نہیں لگا سکتا کیونکہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ محمد صلعم کے پا
تھا اُس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی تھی اور یہ دعا آپ کو سکھلائی گئی تھی۔ اور میں بھی پاس تھا
بھی اس دعا کو سیکھ لیا۔ ابراہیم کا قول ہے کہ اس کے بعد میں نے عرض کی کہ اے حضرت اس دعا
کیا ہے مجھے اس سے بھی خبر دیجئے آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تم کو خواب میں خدا کے رسول
زیارت ہو جائے اور ان سے ملو تو اُس وقت آپ سے اس کا ثواب پوچھ لینا۔ اسکے بعد جو کچھ
نے ارشاد فرمایا تھا۔ اس پر میں نے عمل کیا اور جب بستر خواب پر گیا تو نیند کے آنے تک پیغمبر صلعم
رہا۔ مگر اس بات کی خوشی میں کہ خدا کے رسول نے ایک عمدہ چیز بتلائی ہے تو پیغمبر صاحب کے
ہے میری نیند اچاٹ ہو گئی اور جاگتے جاگتے ہی صبح ہو گئی۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے صبح کی
لیے محراب میں جا کر بیٹھ گیا اور یہاں تک بیٹھا کہ آفتاب بلند ہو آیا۔ اور پھر ظہر کا وقت آ پہنچا اور ظہ
اور اپنے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر جیتا رہا تو آج رات کو یہی عمل کروں گا جو گزشتہ رات میں کیا ہے
رات آئی تو ویسا ہی کیا۔ اچانک خواب نے غلبہ پا لیا اور میں سو گیا۔ اسی اثنا میں میرے پاس فرشتے
اور انہوں نے مجھ کو اٹھا لیا۔ اور اٹھا کر جنت میں لے گئے۔ میں نے وہاں محل دیکھے جو یاقوت سر
اور سبز زبرجد کے بنے ہوئے تھے اور اس میں نہریں دیکھیں۔ کہیں تو دودھ کی نہر جاری تھی
شہد کی نہر بہتی تھی اور کہیں شراب کی نہر جاری ہو رہی تھی۔ اور ایک محل میں ایک حور جھانک رہی
مجھ کو دیکھ رہی تھی اور میں نے اس کے منہ کے اوپر دیکھا کہ جس طرح آفتاب چاشت کی روشنی ہوتی ہے

علامت معلوم ہوا کرتی تھی۔ غرض جس پر نیند غلبہ کرے اُسکے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ وہ سو رہے۔ اور جب خواب کی سستی
دور ہو اور طبیعت بحال ہو جائے اور جو کہتا ہے سمجھتا ہو تو عبادت کرتی ہو۔ اس وقت کرے۔ اور ابن عباس کہتے
ہیں۔ کہ آپ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ بیٹھے بیٹھے سو جائیں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ رنج اور تکلف
میں رات بسر نہ کرو۔ اور بعض نیکوکار لوگوں کا یہ دستور تھا۔ کہ وہ جان بوجھ کر بھی خواب کی طرف رغبت کیا کرتے تھے۔
تاکہ رات کے وقت قیام پر قوت حاصل ہو اور بعض بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ قصداً سونا مکروہ ہے۔ اور جب تک ان
پر نیند کا اچھی طرح غلبہ نہ ہو جاتا تھا سونے کا ارادہ نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ وہب بن منبہ یمانی نے تیس برس
تک زمین پر اپنا پہلو نہیں لگایا۔ اپنے پاس ایک چمڑے کا تسمہ رکھا کرتے تھے اور جب ان کو نیند غلبہ کرتی تھی
تو اس تسمہ پر اپنا سینہ رکھ کر چند دفعہ جھونکے لیتے تھے جس سے انکی نیند کی سستی جاتی رہتی تھی۔ پھر نماز کی طرف
متوجہ ہوتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر میں شیطان کو اپنے گھر میں دیکھوں تو یہ بہتر ہے اسے میں اپنے گھر میں تکیہ
دیکھوں کیونکہ آدمی کو نیند کی طرف بلاتا ہے۔ اور بعض بزرگوں سے پوچھا گیا کہ ابدال کی کیا صفت ہے اُنہوں نے
جواب دیا۔ کہ ان کی علامتیں یہی ہیں ان کا کھانا فاقہ ہے اور سوتے اس وقت ہیں جب کہ خواب کا غلبہ ہوتا ہے
اور بات اس وقت کرتے ہیں جب کہ اس کی ضرورت پڑے۔ اور اُن کی خاموشی میں حکمت ہے۔ اور ان کا
علم قدرت ہے اور پھر پوچھا گیا کہ ان میں سے جو ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہے۔ جواب دیا۔ کہ
ان کا کھانا تو ایسا ہوتا ہے جیسا کہ بیماروں کا ہوتا ہے اور انکی نیند ایسی ہوتی ہے جیسے ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔
اور فرمایا ہے کہ صالح لوگوں کے افعال اور احوال پر نظر کریں۔ مگر جسکی بات خدا کے رسول نے فرمائی ہے اور معتبر بھی
یہی امر ہے کہ بندہ اس حالت میں پہنچ جائے کہ غیب اس سے اٹھ جائے۔ اور ام سلمہ رضہ نے عائشہ رضہ سے روایت
کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا گیا کہ عملوں میں سے بہتر عمل کونسا ہے آپ نے جواب دیا جو ہمیشہ ہو سکتا
ہے خواہ وہ کم ہی ہو۔ اور علقمہ نے عائشہ رضہ سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا کا یہ معمول تھا۔ کہ انہی راتوں میں کبھی
تو آدھی رات تک قیام کرتے تھے اور کسی رات میں اسکے تیسرے حصے تک اور کسی میں نصف رات اور اسکے
چھٹے حصے کے قریب تک اور کسی رات میں صرف رات کے چوتھے اور چھٹے حصے تک اور قیام کے وہ سورہ
مزمل میں ذکر کی گئی ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ تم رات کو نماز پڑھو خواہ اس قدر
عرصے تک ہی ہو کہ جس قدر بکری کا دودھ دوہتے ہیں اور چوتھے حصے میں نماز کی چار رکعتیں ادا ہو سکتی ہیں اور کبھی دو رکعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور آپ نے
فرمایا ہے کہ اگر کوئی رات کو نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھے۔ تو یہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں اور اگر لوگوں پر
گراں نہ ہوتی تو ان دو رکعتوں کو ان پر فرض کر دیا جاتا اور جو وجوہ قیام کی بیان ہوئی ہیں۔ انکی وجہ یہ ہے کہ لوگ بہتر
عبادت کریں اور رات کا قیام سہل ہو جاوے اور عبادت کرنے سے دل میں سمی رکھیں اور رنج نہ ہو اسی واسطے
ارشاد کر دیا واسطے قیام رات کے اور ساتھ ہی اسکی بزرگی اور ثواب کا ذکر کر دیا۔ تاکہ فرضوں اور سنتوں پر رہ کر
قصر نہ کریں۔ اور رات کے تیسرے حصے تک قیام کرنا مستحب ہے۔ اور سب سے کم درجہ یہ ہے کہ رات کے چھٹے
حصے تک قیام کریں۔ پیغمبر خدا نے کسی رات میں ایسا قیام نہیں کیا کہ اس میں صبح ہو جائے۔ درمیان میں سو بھی
جاتے تھے اور نہ ہی اسطرح سوئے ہیں کہ سوتے ہوئے صبح ہو گئی ہو۔ بلکہ رات میں قیام بھی کرتے تھے جیسا کہ
ذکر کیا گیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ پہلی رات کی نماز تہجد پڑھنے والوں کے لئے ہے اور رات کے درمیانی حصہ
کی نماز عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے ہے اور آخری حصہ نمازیوں کے لئے ہے اور صبح کا قیام ان لوگوں
کے واسطے ہے جو غافل ہیں۔ اور یوسف بن مہران یوں روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے۔ کہ عرش
کے نیچے ایک فرشتہ ہے اسکی شکل مرغ کی ہے۔ اور اسکے پنجے مروارید کے ہیں۔ اور بہ اُن کے چادر جلد

ایمان لایا ہوں اور تیرے اوپر توکل کرتا ہوں اور تیری ثنا کہتا ہوں اور تیرا شکر کرتا ہوں۔ اور تیری نعمت کا کفران نہیں کرتا۔ اور جو شخص تیرے گناہ کرتا ہے اس سے اپنی الفت کو قطع کرکے اُسے چھوڑتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تیرے ہی واسطے نماز ادا کرتا ہوں۔ اور تیرے لئے ہی سجدہ ہے۔ اور تیری تمام کوشش تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے ہی ہے اور تیری خدمت میں مستعد اور آمادہ ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار اور تیرے عذاب سے خائف اس میں کوئی شک نہیں کہ کافروں کو تیرا عذاب پہونچے گا اے اللہ مجھے اُن لوگوں کا رستہ دکھلا جنہیں تونے سیدھی راہ دکھلائی ہے اور جن لوگوں کو تو نے عافیت بخشی ہے ان کی طرح ہی مجھے بھی عافیت عطا کر۔ اور جن کو تونے دوست رکھا ہے اُنکی طرح مجھے بھی دوست رکھ۔ اور جو کچھ تونے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ اور جو بدی تونے پیدا کی ہے اُس سے مجھ کو محفوظ رکھ۔ تو حکم کرنے والا ہے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے جو تجھ پر حکم کرے۔ جس کا تو دوست ہو وہ خوار نہیں ہوتا۔ اور جس کو تو ذلیل کرے وہ عزت نہیں پاتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو بزرگی اور بلندی تیرے لئے ہے تیرے غصے میں تیری رضا میں چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی میں پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے ہاں ہی اس کی درخواست کرتا ہوں۔ اور مجھے یہ طاقت نہیں کہ تیری ثنا کر سکوں۔ اپنی ذات کی ثنا تو نے آپ ہی کی ہے۔ اور وہ تو آپ ہی کر سکتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ دُعا شمار کرے تو جائز ہے اور اسکے بعد اسے منہ پر سے ہاتھ پھیر دے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے کے بعد اسے سینے پر ہاتھ پھیرے۔ اور اگر رمضان کا مہینہ ہے اور امام ہے۔ تو پھر امام صیغے واحد کی بجائے جمع متکلم کے کہے۔

رات کی نماز کا بیان

رات کی نماز میں جن شخصوں کو نیند کا غلبہ ہو جاتا ہو انکے واسطے سو رہنا بہتر ہے کیونکہ صحیحین میں عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور خواب کی سستی اس پر غلبہ کرے تو وہ سو جائے تاکہ اسکی نیند دور ہو جائے۔ اگر حالت نیند میں نماز ادا کرے گا تو وہ یہ تمیز نہیں کر سکے گا۔ کہ میں خدا کی درگاہ میں استغفار کر رہا ہوں یا اپنے نفس کو گالیاں دیتا ہوں اور عبد العزیز بن صہیب رضہ نے انس رضہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مسجد میں تشریف لائے مسجد کے دو ستونوں کے درمیان ایک لمبی سی رسی بندھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا گیا۔ کہ اسکو زینب نے اس واسطے باندھا ہے کہ جب نماز میں سست یا ڈھیل ہو جاوے تو اس رسی میں اپنے ہاتھ لٹکائے اور وہ ایسا ہی کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس رسی کو کھول دو اور جب خوشحالی ہو تو اس وقت نماز پڑھا کرو۔ اور جب سستی اور نیند غلبہ کرے تو اس وقت بیٹھ رہو۔ اور عروہ نے عائشہ رضہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسد کی ایک عورت آپ کے پاس بیٹھی تھی۔ اس وقت خدا کے رسول بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا یہ عورت کون ہے عائشہ نے جواب دیا کہ یہ فلاں عورت ہے جو رات میں سویا نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کہ تم وہ کام کرو جسکی تمہیں طاقت ہو۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالے کسی عمل کے بدلہ دینے سے نہیں تھکتا۔ جب تک تم کسی عمل کے کرنے سے تھک نہ جاؤ۔ اور فرمایا کہ خدا کو زیادہ پسند وہ عمل ہے جسے کوئی شخص ہمیشہ کرتا رہے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو پس خدا کے رسول جب کسی کو کوئی حکم دیا کرتے تھے تو اس کی طاقت کے موافق ہی فرماتے تھے اور جب لوگ آپ کی خدمت میں یہ التماس کیا کرتے تھے۔ ہمیں زیادہ عمل بتلاؤ۔ کیونکہ ہم آپ کی طرح نہیں آپ کے تو تمام گناہ اللہ تعالے نے پہلے معاف کر دیئے ہیں۔ اس وقت آپ غصہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے روئے مبارک سے غصے کی

دم تک بچھایا نہیں جاتا۔ اور عثمان بن عفان رضہ کی روایت کرتے ہیں کہ آپ تمام شب بیدار رہتے اور تمام رات میں ایک ہی رکعت کے
اندر اول سے آخر تک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے اور پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے اور خدا کے رسولؐ کے چالیس آدمی تھے جو آپ کے اولیا
میں سے تھے سب روزہ دار رہتے تھے اور چالیس سال تک انہوں نے عشا کے وضو سے ہی صبح کی نماز پڑھی ہے اور ان میں سے مشہور
آدمی یہ تھے۔ یحییٰ بن حسیر۔ صفوان بن سلیم۔ ابو حازم محمد بن منکدر یہ اہل مدینہ سے تھے۔ فضیل بن عیاض۔ وہیب بن ورد۔
یہ اہل مکہ سے تھے طاؤس۔ وہب بن منبہ اہل یمن سے تھے۔ ربیع بن خیثم۔ حکم یہ اہل کوفہ سے تھے ابو سلیمان دارانی علی
بن بکار یہ لوگ اہل شام سے تھے۔ ابو عبداللہ خواص۔ ابو عاصم یہ اہل عبادان سے تھے۔ حبیب ابو محمد۔ ابو جابر سلیمانی یہ اہل
فارس تھے۔ مالک بن دینار۔ سلیمان تیمی۔ یزید رقاشی۔ حبیب بن ابی ثابت۔ یحییٰ بکا یہ اہل بصرہ سے تھے۔ اور ان کے
سوا اور لوگ بھی ہیں۔ اور ان کا بیان لمبا چوڑا ہے ✦

عبادت کا ذکر

اور جسکی غفلت زائل ہو گئی ہو اور اُسکے گناہوں نے اُسے گھیر لیا ہو اور اُس کو بند کیا ہو اور اُس کی خطاؤں نے قیام
شب سے اسکو روک رکھا ہو۔ اور وہ رات کے وقت نماز پڑھنی چاہتا ہے اور وہ عبادت کرنے والوں سحر کے وقت استغفار
کرنے والوں میں داخل ہونا پسند کرتا ہو تو اسکو چاہیئے کہ سوتے وقت اور اپنے پہلو پر لیٹتے وقت بیس دفعہ خداوند تعالیٰ سے
بخشش مانگے۔ پھر پڑھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورہ کہف کے اول اور آخر سے دس دس آیتیں پڑھے۔ اور پھر امن الرسول
اور سورہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے تو اسکو اللہ تعالیٰ اسی طرح نعمت سے بہرہ یاب کرتا ہے اور اپنی بخشش کے عام سلسلہ میں
شامل کرکے وقت پر رات کو جگا دیتا ہے۔ اور رات کے وقت قیام کرنیکے واسطے اسکو ہمت بھی عطا فرماتا ہے۔ اور اسکو یہ بھی
پڑھنا چاہیئے۔ اے میرے پروردگار جو ساعتیں تجھ کو زیادہ پسند ہیں ان میں مجھ کو جگا دے اور ان کاموں میں لگا جو تجھ کو بہت
پسند ہیں۔ اور تیرے قرب کا باعث ہیں اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ کہ ان سب کو مجھ سے دُور کر دے۔ اور میں تیری
درگاہ میں استغفار پڑھتا ہوں تو مجھے بخشدے اور میں تیرے ہاں دُعا کرتا ہوں تو میری دعا کو قبول فرما۔ اے اللہ!
مجھ کو اپنے عذاب سے امن دے اور اپنے سوا کسی دوسرے آدمی کے سپرد نہ کر۔ اور اپنا پردہ آگے سے میرے اوپر
اُٹھا دے اور اپنے ذکر کو مجھ سے فراموش نہ کر۔ اور ان لوگوں میں مجھے شامل نہ کر جو غافل ہیں بزرگوں نے ارشاد کیا ہے
کہ سوتے ہوئے جو آدمی یہ کلمے کہتا ہے پروردگار اس پر تین فرشتے مقرر کرتا ہے اور وہ نماز کے وقت اس کو جگاتے
رہتے ہیں۔ اور جب یہ آدمی نماز پڑھتا ہے اور بعد میں دعا کہتا ہے۔ تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور
اگر وہ سویا رہے بیدار نہ ہو تو اُس کے قائم مقام ہو کر فرشتے اُسکی جگہ عبادت کرتے ہیں اور دُعا پڑھنے والے کو اس کا ثواب
پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا کے رسولِ مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی عبادت کرنیکے واسطے رات کو جاگنے کی خواہش کرے تو
وہ سوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ اپنے ذکر کے واسطے وقت پر مجھے اسی خوابگاہ سے بیدار کر تاکہ میں اقرار کروں
اور میں تیرا شکر کروں۔ اور تیری نماز اور استغفار پڑھوں اور قرآن کی تلاوت اور نیک عبادت میں مشغول ہوں اور
تسبیح اور حمد کو تینتیس تینتیس دفعہ کہے اور چونتیس دفعہ تکبیر پڑھے۔ اور اگر چاہے تو پچیس دفعہ بھی پڑھ لے سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور ان کلموں کو پڑھنا آسان ہے اور یہ تمام اول سے آخر تک سو ہیں اور عائشہ رضہ نے روایت
کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول جب سویا کرتے تھے اور اپنے دائیں ہاتھ پر اپنا رخسارہ رکھتے۔ تو اس وقت آپ کا چہرہ
ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا بدن سے روح پرواز کر گئی ہے۔ اور پھر اس وقت یہ پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ تو ساتوں
آسمانوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہمارا اور ہر چیز کا پروردگار ہے اور توریت اور انجیل کا اور فرقان مجید کا نازل
کرنیوالا ہے۔ اور ہر دانہ اور تخم کو تو ہی پھاڑتا ہے۔ میں بدوں کی بدی سے تیرے ہاں اس کی درخواست کرتا ہوں اور
ہر ایک جاندار کی بدی سے امن چاہتا ہوں اور تو اُسکی پیشانی کو پکڑ لیتا ہے اے اللہ تو سب سے پہلا تو ہی ہے۔ کوئی

سوتے ہیں جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا ہے تو وہ اپنے دونوں بازوؤں کو پھڑپھڑاتا ہے اور آواز دیتا ہے
اور کہتا ہے کہ اے بیدار ہونے والو لوگو اٹھو اور آدھی رات گذر جانے کے بعد پھر اسی طرح پکارتا ہے اور اس
وقت تہجد پڑھنے والوں کو پکارتا ہے اور دو تہائی رات گذر جانے کے بعد پھر پروں کو جھاڑتا ہے اور آواز دیتا
ہے کہ اے عبادت کرنے والو اٹھو اور صبح کے وقت مرغوں کو بلا کر کہتا ہے کہ اے غافلو جاگو تم پر تمہارا بوجھ ہے
اور بعض عارف کہتے ہیں۔ خداوند تعالے صبح کے وقت ان لوگوں کی طرف دیکھتا ہے جو رات کو جاگتے ہیں
اور ان کے دلوں کو نور سے منور کرتا ہے۔ اور اس سے دلوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور جب ان
لوگوں کے دل روشن ہوتے ہیں۔ تو ان سے غافلوں کے دلوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اور ایک روایت ہے
کہ اپنے بعض نبیوں پر خداوند تعالے نے وحی نازل کی اور ان کو فرمایا کہ میرے ایسے بندے ہیں جو مجھ کو دوست
رکھتے ہیں۔ اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں وہ میرے شائق ہیں اور میں ان کا شائق ہوں۔ وہ مجھے یاد
کرتے ہیں میں انہیں یاد رکھتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں ان کو دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر تم بھی ان کا
طریق اختیار کروگے۔ تو میں تم کو دوست جانوں گا۔ اور اگر ان کا طریق چھوڑ دوگے تو ہماری مخالفت کرنے والے
ہوگے۔ انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ان لوگوں کی کیا نشانی ہے۔ جواب دیا وہ سایہ کی ایسی
ہی نگہبانی کرتے ہیں جیسی کہ مہربان چرواہا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ بالکل اس کی حفاظت ہی میں مستغرق
ہوتا ہے۔ اور آفتاب کے غروب ہونے کی ایسی ہی انتظاری کرتے ہیں جیسے کہ گھونسلے میں جانے
کے واسطے پرندے اس کے غروب ہونے کے منتظر ہوتے ہیں۔ پس جب رات کا اندھیرا تمام جہان کو پوشیدہ کرلیتا
ہے اور اسرار کے پردے چھا جاتے ہیں۔ اور ہر ایک طالب اپنے مطلوب کو آغوش میں لیتا ہے تو اس
وقت جو ہمارے چاہنے والے ہوتے ہیں وہ ہماری طرف اپنے قدم بڑھاتے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ یہ لوگ
دعا کے واسطے میری طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور میری بارگاہ میں میرے ہی کلام سے حاجت مانگتے ہیں۔ اور انعام
کے امیدوار ہوتے ہیں میں میرے بندے ان لوگوں کے درمیان ہیں جو مجھے پکارنے والے ہیں آہ وزاری
کرنے والے ہیں۔ گلہ کرنے والے ہیں قیام کرنے والے ہیں بیٹھنے والے ہیں۔ رکوع کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اور
جو میری محبت میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں میرے واسطے غم اٹھاتے ہیں وہ میری محبت کی شکایت کرتے ہیں ان سب کے کانوں میں اور کوئی
چیز سنائی نہیں دیتی پہلی چیز جو میں انہیں عطا کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں نور ڈالتا ہوں اور اس
کے بعد وہ غافلوں کو میری خبر دیتے ہیں اور ان عارفوں کی خبر ملاء اعلیٰ میں پہنچا دیتا ہوں اور دوسری
چیز ان کو یہ عطا ہوتی ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر وہ ایک پلڑے میں رکھے جائیں
اور ان کے اعمال نامے میزان کے دوسرے پلڑے میں ہوں تو پھر بھی یہ آسمان وغیرہ ہلکے ہوں گے اور تیسری
چیز یہ دیتا ہوں کہ میں اپنی کریم ذات سے آپ ان لوگوں پر توجہ کرتا ہوں۔ اب تم جان سکتے ہو۔ کہ جس پر میں
بذات خود توجہ کروں یہ اس کے حق میں کیسی بڑی بات ہے اور کس قدر دولت اور عظمت میری درگاہ سے عطا
ہوتی ہے۔

تمام رات کا قیام

رات بھر وہ آدمی قیام کرسکتے ہیں جو مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔ اور مضبوط اور طاقتور آدمی وہی ہوتے
ہیں جن کے حال پر اللہ تعالے ہمیشہ اپنی عنایت مبذول رکھتا ہے اور جن کی نگہبانی کیجاتی ہے اور اپنی
توفیق اور اپنے جمال کے نور سے ان کے دلوں کو منور رکھتا ہے۔ پس ان لوگوں کا قیام بھی ان کے حق میں
ایک کشش الٰہی ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے بیداری اور شب بیداری کا ایک خلعت ہوتا ہے جو ان سے برتتے

سچا تو ہی ہے اور تجھ سے ہی سچائی کا وجود ہے اور تیرا دیدار اور بہشت اور دوزخ یہ ساری باتیں برحق ہیں اور تیرے سب نبی
سچے ہیں اور محمد مصطفےٰ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سچے اور برحق ہیں اور آخر الزماں نبی ہیں یعنی ان کے بعد دوسرے نبیوں کے
خروج کے دروازہ پر مہر لگ گئی ہے۔ اے اللہ میں تیرے واسطے ہی مطیع ہوا ہوں اور میں نے تیرے ساتھ ہی رغبت کی
ہے۔ اور تیرے اوپر ہی میں نے توکل کیا ہے اور جسقدر ایسے ظاہری اور باطنی کام تھے وہ سب تیرے سپرد کر دئے ہیں اور
میرا حاکم تو ہی ہے جو آگے اور پیچھے میں نے کسی کے ساتھ گناہ کئے ہیں ان سب کو بخشدے اور میں نے جو کچھ چھپایا
اور ظاہر کیا ہے تو وہ سب جانتا ہے تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد بھی تو ہی رہیگا۔ تیرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے
اے اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک کر پاک کرنیوالوں سے بہتر پاک کرنیوالا تو ہی ہے تو نفسوں
کا مالک اور ان کا خداوند ہے اے اللہ مجھے زیادہ نیک عملوں کی راہ دکھا۔ اور تجھ سے بڑھ کر ایسا اور کوئی نہیں ہے
جو بہتر اور نیک کاموں کی طرف راستہ دکھلائے۔ اور نفسوں کی برائی کو مجھ سے دور کردے۔ تیرے سوا اسکی برائیوں کو اور
کوئی پھیر نہیں سکتا۔ میں بڑی عاجزی کے ساتھ ان ناموں کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں محتاج ہوں۔ فقیر ہوں۔
ذلیل ہوں اور بڑی حاجتمندی کے ساتھ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ تو میرے اوپر مہربانی اور کرم کر جس سے سوال کیا جاتا
ہے۔ تو ان سب سے زیادہ نیک ہے اور کرم کرنے والوں سے زیادہ کریم ہے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن کثیر سے
اور وہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ عائشہ رض سے پوچھا۔ کہ خدا کے رسول مقبول کس
سے نماز کو شروع کیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے تکبیر کہا کرتے تھے اور اس کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔ الٰہی
اے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کو تو نے ہی پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمینوں کے جو ظاہری اور باطنی بھید ہیں ان کا
جاننے والا تو ہی ہے اور بندے جو کچھ اختلاف کرتے ہیں۔ ان میں تو ہی حکم کرنیوالا ہے جس جس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس
میں مجھے سیدھا راستہ دکھلا اور جسے تو چاہتا ہے اسے سیدھا راستہ دکھلا دیتا ہے ۔

رات کے نماز کے مستحب

رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی مستحب ہے پہلے دو رکعت نماز مختصر سی پڑھے اور نماز اور تسبیح سے فارغ ہونے سے پہلے کوئی چیز
کھائے پئے نہیں کیونکہ جب آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہے تو اس وقت اس کا دل صاف ہوتا ہے اور اس میں کوئی فکر بھی نہیں ہوتا
اور جب کوئی چیز کھا پی لیتا ہے تو پھر اس کا دل صاف نہیں رہتا اپنی ہیئت سے بدل جاتا ہے اور اس میں تاریکی آجاتی ہے
اس لئے یہی بہتر ہے کہ اس سے فارغ ہو کر کھائے پئے۔ اور اگر بھوک غالب ہو یا ماہ رمضان کا مہینہ اور اس کو خوف ہو
کہ دن کو بھوک لگیگی۔ یا صبح ہوجانے کا خوف ہو تو پہلے کھا پی لینا بھی مستحب ہے ۔

رات کے وردوں کا بیان

رات کے وقت جب تک تین سو آیتیں نہ پڑھ لے سوئے نہیں یہ مستحب ہے اور ایسا کرنے سے عابد لوگوں میں
شمار ہوجاتا ہے اور اسکو غافلوں کی فہرست میں نہیں لکھتے اور یہ ورد پورا کرنے کے واسطے سورہ فرقان اور سورہ
شعرا پڑھے۔ کیونکہ ان دونوں سورتوں میں تین سو آیتیں ہیں اور اگر یہ یاد نہ ہوں تو ان کو پڑھے سورہ واقعہ۔ سورہ نون
حاقہ اور سورہ واقعہ یعنی سال سائل اور مدثر اور اگر ان کو بھی اچھی طرح نہ جانتا ہو تو پھر قرآن کے آخر تک سورہ طارق
پڑھے اور انکی بھی تین سو آیتیں ہیں۔ اور اگر ایک ہزار آیت تک پڑھے تو یہ اور بھی بہتر ہے اور اس میں کامل فضیلت ہے
اس آدمی کے واسطے اس ورد کے عوض میں اجر کا ایک بڑا خزانہ لکھا جاتا ہے اور عابدوں کے گروہ میں شمار کیا
جاتا ہے اور سورۂ تبارک الذی سے لیکر قرآن کے آخر تک ہزار آیتیں ہوتی ہیں۔ اور اگر اس کو اچھی طرح نہ جانتا ہو۔
تو دو سو پچاس دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ کیونکہ یہ مجموعہ ایک ہزار آیت کے برابر ہوتا ہے اور ہر رات میں ان سورتوں
کا پڑھنا مناسب ہے، الم سجدہ۔ سورہ یٰسٓ۔ حٰم۔ دخان۔ تبارک الذی۔ ان چاروں کو برابر پڑھتا رہے۔ ان کا پڑھنا

دوسری چیز تجھ سے پہلے نہیں تھی اور تیرے پیچھے تو ہی رہیگا کوئی چیز تیرے بعد رہنے والی نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے اور کوئی چیز تیرے اوپر نہیں ہے اور تو پوشیدہ ہے اور تیرے سوا کوئی دوسری چیز ایسی پوشیدہ نہیں۔ مجھ سے میرا قرض دُور کر۔ اور مجھے فقر سے بچا کر غنی کر دے ✦

نماز تہجد کا بیان

جس کو خدا وند تعالے نے رات کے قیام کی توفیق دے اور اس نعمت سے مالا مال کرے اگر اسکو کوئی عذر لاحق نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرے۔ عائشہ رضہ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت کرنے والا ہو اور تکلیف سے ڈر کر چھوڑ دے تو یہ اسکی نارضامندی اور اس سے دوری کا باعث ہوتا ہے۔ اور عائشہ رضہ کہتی ہیں۔ کہ خدا کے رسول پر جب کبھی نیند زیادہ غالب ہو جاتی یا بیمار ہونے اور اس سبب سے رات کے وقت اُٹھ نہیں سکتے تھے تو اسکی بجائے دن کے وقت بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ خدا کے نزدیک عملوں میں سے زیادہ دوست عمل وہ ہے۔ جو ہمیشہ کے واسطے کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو ✦

تہجد کے وردوں کا بیان اور طہارت کا طریق

جب کوئی آدمی رات کے وقت تہجد کے واسطے اُٹھے تو اس وقت یہ کہے خدا کا حمد ہے۔ کہ جس نے مارنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا ہے۔ اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہی ہے اور اسکے بعد آل عمران کے آخر میں جو دس آیتیں ہیں انکو پڑھے۔ اور پھر مسواک کرے اور پھر وضو کرے اور اسکے بعد یہ کہے اے اللہ میں تجھے پاکی سے یاد کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور تجھ ہی سے بخشش اور توبہ کی درخواست کرتا ہوں تو مجھے توبہ کرنے کی توفیق دے تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو توبہ کرنے والے ہیں اور پاک رہنے والے ہیں۔ اور مجھے صبر کرنیوالا اور شکر کرنے والا اور ان لوگوں میں شامل کر جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح اور شام کو تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد آسمان کی طرف اپنے سر کو اٹھائے اور کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا جو یگانہ ہے دوسرا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد صلعم خدا کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیرے قہر سے تیری رضا میں امن مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرے ہاں ہی پناہ چاہتا ہوں جیسی کہ تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔ مجھ میں ایسی تعریف کرنے کی طاقت نہیں ہے میں بلاشبہ تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور سر تا پا میرے بدن پر تیرا حکم جاری ہے۔ اور تیرے ہی عدل سے قائم ہے۔ جن ہاتھوں سے میں نے کسب کیا ہے وہ یہی ہیں اور جس نفس سے میں نے عمل کیا ہے وہ نفس یہ ہے۔ تیرے سوا میرا کوئی اور معبود نہیں ہے اور تو پاک ہے۔ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ظالم ہیں اور میں نے برے عمل کئے ہیں اور اپنی جان پر میں نے ظلم کیا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے میرا پروردگار تو ہی ہے۔ اور تیرے سوا کوئی دوسرا گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور معبود ہے اور جس وقت نماز کے واسطے اُٹھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اس وقت یہ پڑھے خدا بزرگ ہے اور بزرگوں کے لائق بھی وہی ہے۔ اور خدا کے واسطے ہی حمد ہے۔ اور میں خدا کو صبح اور شام پاکی سے یاد کرتا ہوں اور اس کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھے اور دس دفعہ ہی حمد پڑھے اور دس دفعہ یہ کہے لا الہ الا اللہ۔ اور دس دفعہ ہی تکبیر پڑھے اور یہ کہے خدا بزرگ ہے وہ صاحب جبروت اور ملکوت ہے اور بزرگی اور عظمت اور جلال اور قدرت کا صاحب ہے اور اگر چاہے تو یہ پڑھے جو قیام تہجد میں خدا کے رسول مقبول پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ حمد تیرے واسطے ہی مخصوص ہے۔ تو آسمانوں اور زمینوں کو روشنی دینے والا تو ہی ہے اور تو ہی ان کو زینت دیتا ہے اور شان صرف تیرے واسطے ہی ہے آسمانوں اور زمینوں کو تو نے ہی قائم کیا ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ ہے اور ان کے اوپر ہے اسکو بھی تو نے ہی بنایا ہے۔

رہتا ہے اور خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی رہتی ہے اور خواب کی حالت میں بھی ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر حرکت کرتے ہیں اور یہ حالت عام مخلوق کو نصیب نہیں ہوتی یہ اسی گروہ سے مخصوص ہے ٭

رات کا قیام

اگر کوئی آدمی رات کے وقت قیام کرے تو آخر رات میں سو جانا اس کے واسطے مستحب ہے ۔ اور اس کے دو باعث ہیں ۔ ایک یہ کہ اس وقت کا سونا صبح کے اُونگھنے کو دُور رکھتا ہے اور صبح کا سونا مکروہ ہے اور اسی لئے صبح کی نماز سے پہلے سونا منع کرتے تھے اور نماز کے بعد سونا جائز کہتے تھے ۔ اور وارد ہے کہ فجر کی نماز کے بعد خدا کے رسول تھوڑی دیر سو لیا کرتے تھے ۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آخر رات کے سونے سے منہ کی زردی دُور ہو جاتی ہے اور اگر تکلیف سے نیند کو ہٹائے اور نہ سوئے تو زردی باقی رہتی ہے اسی حال پر ۔ اور اس سے بچنا مناسب ہے ۔ کیونکہ یہ بڑا تاریک دروازہ ہے ۔ اس میں نفس کی شہوت نہاں ہوتی ہے ۔ اور یہ شرک خفی ہے ۔ اور جس میں نفسانی شہوت اور شرک خفی ہو وہ لوگوں کے نزدیک انگشت نما ہوتا ہے ۔ اور فراست سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ اس آدمی کا جو منہ زرد ہو رہا ہے وہ شب بیداری اور روزہ رکھنے اور خدا کے خوف سے ہوا ہے ۔ میں خداوند تعالیٰ کے ہاں شرک اور ریا اور ہر ایک چیز سے جو ان دونوں امور پر دلالت کرنے والی ہے پناہ مانگتا ہوں اور رات کے وقت پانی کم پینا مناسب ہے کیونکہ اس سے نیند زیادہ آتی ہے اور اوپر اس کا ذکر کیا گیا ہے اور چہرہ پر بھی زردی لاتا ہے خصوصاً پچھلی رات نیند سے جاگنے کے وقت اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے ۔ اور اس کے بعد دائیں کروٹ پر سو رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت بلال آتے ۔ اور آکر نماز کے واسطے آپ کو جگا دیتے اور پھر آپ ان کے ساتھ مسجد میں تشریف لاتے ۔ اور پہلے زمانہ کے بزرگوں کا یہ دستور تھا ۔ کہ وتر کی نماز کے بعد اور صبح کی نماز پڑھنے سے پہلے ذرا لیٹنے کو درست جانتے تھے اور اس وقت کے لیٹنے کو سُنت جانتے تھے ۔ حضرت ابوہریرہ اور آپ کے پیرواں لوگوں میں سے ہی تھے اور اس کے مستحب ٹھہرانے کی وجہ یہی ہے کہ جو لوگ اہلِ مشاہدہ ہیں ۔ خواب ان کے دل کے حضور کو بڑھاتی ہے اور عالم ملکوت کا حال انہیں کھلتا ہے اور کئی ایک طرح کے علوم اور عجائبات اور حکمتیں معلوم ہوتی ہیں ۔ اور پروردگار عالم نے مخلوق کے اقسام میں سے جو جو ان لوگوں میں آمادہ اور تیار کر رکھی ہے ۔ اگر غائب ہو جائے تو عالم خواب میں اس پر اطلاع پاتے ہیں ۔ اور ان میں سے جو لوگ عالم اور اہلِ ریاضت ہوتے ہیں ان کے واسطے راحت اور آرام کا باعث ہے اور اسی واسطے خدا کے رسول نے فجر کی نماز کے بعد آفتاب کے نکلنے تک نماز پڑھنا منع کیا ہے اور یہی عصر کی نماز کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک نہیں پڑھنی تاکہ یہ لوگ ورد اور وظائف میں مشغول ہونے والے ہیں وہ ان وقتوں میں آرام کریں ۔ اور دن رات کی نماز میں بیٹھنے سے فرق کرنا بھی مستحب ہے اور یہ تسبیح کو پڑھنے کے عرصہ تک بیٹھے اس سے اعضاؤں کو آرام ملتا ہے اور قوت بھی حاصل ہو جاتی ہے نفس کی کلفت اور ماندگی جاتی رہتی ہے اور آئندہ قیام کے واسطے قوی ہو جاتا ہے ۔ اور تہجد اور نماز کی طرف اپنے نفس کو راغب کرنا چاہئے اور خداوند تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (جب تھوڑی رات باقی رہ جائے تو اس وقت اور ستاروں کے غائب ہونے کے وقت خدا کی تسبیح کہو) اور ارشاد کیا ہے کہ سجدوں کے پیچھے یعنی نمازوں کے بعد تسبیح پڑھو ٭

قیام شب کا فوت ہو جانا

اگر نیند یا کسی شغل کے باعث کسی سے شب کا قیام فوت ہو جائے ۔ تو آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد زوال تک قضا کر لے قضا کر لینے کے بعد یہ شخص اس کی مانند ہی ہو جائیگا ۔ جو رات کے وقت میں ہی ادا کرتا ہے کیونکہ ابوالنصر اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز کے پہلے چار رکعتیں ادا کرنی حساب میں صبح کی نماز کی مانند ہی شمار ہوتی ہیں ۔ اور ایک دوسری

ترک نہ کرے اور اگر سورہ زمر و واقعہ بھی اسکے ہمراہ پڑھے تو ان کا پڑھنا اور بھی بہتر ہے اور مفصل بیان کیا گیا ہے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ اول سورۂ سجدہ اور سورہ تبارک الملک پڑھ لیتے تھے اور اسکے بعد جا کر سوتے تھے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ اس موقعہ پر سورہ بنی اسرائیل اور زمر کو پڑھا کرتے تھے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ مسبحات پڑھا کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں ایک آیت ایسی ہے کہ اس کا ثواب ایک لاکھ آیت کے برابر ہے ✽

قیام شب پر مدد دینے والے امور

رات کے قیام پر جو چیزیں مدد دیتی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ حلال کھانا تو یہ پر استقامت خدا کے عذاب کا خوف اور غم رکھنا۔ اور مغفرت کی اُمید کا شائق ہونا۔ جو چیزیں مشتبہ ہوں ان کے کھانے سے پرہیز رکھنا۔ گناہوں پر اصرار نہ کرنا موت کو یاد رکھے اور دنیا کے غم اور دوستی کو دل سے دور کرے اور موت کے بعد جو کچھ عاقبت میں پیش آنے والا ہے۔ اُس کا فکر رکھے۔ ایک آدمی نے حسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ لے ابا سعید میں تندرست ہوں اور رات بھر سویا رہتا ہوں۔ میرے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ میں رات کو نماز پڑھوں۔ اور اس ارادہ سے وضو کے واسطے پانی بھی اپنے پاس تیار رکھتا ہوں۔ مگر باوجود اس کے اُٹھ نہیں سکتا اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے گناہوں نے تم کو قید کر رکھا ہے۔ اور ثوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ایک گناہ کیا تھا اس کے باعث سے پانچ ماہ کے عرصہ تک رات کے قیام سے محروم رہا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کس گناہ کے باعث آپ کا یہ حال ہوا وہ کونسا گناہ تھا فرمایا ایک آدمی رو رہا تھا میں نے اُسکو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ ریاکار ہے اور حسن علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ آدمی ایک گناہ کے باعث رات کے قیام سے اور دن کو روزہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ایسے بہت سے کھانے ہیں جو رات کے قیام کرنے سے آدمی کو روک رکھتے ہیں۔ اور بہت سی نظریں ہیں کہ اُنکے سبب آدمی سورۃ قرآن پڑھنے سے محروم رہتا ہے اور بعضاً آدمی کو بعض کھانے اور بعض تمام سال بھر کے قیام شب سے محروم رکھتے ہیں۔ اور اگر آدمی اچھی جستجو کرے تو زیادہ نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اور گناہوں کی سے جستجو کی بیاقت ہو جاتی ہے اور ابو سلیمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ تماری آدمی سے اگر نماز فوت ہوتی ہے تو وہ کسی گناہ کے سبب سے ہی ہوتی ہے۔ اس کے سوا نہیں ہوتی اور فرمایا ہے کہ رات کے وقت انسان کو جو احتلام ہوتا ہے وہ ایک عذاب ہے اور جنابت خدا تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے اور کھانا پینا بھی اسی بلا میں گرفتار کرتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے اسکو کم استعمال کرو۔ تاکہ معدہ خالی رہے۔ اور عون بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کے عابدوں کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تھا تو اس وقت ایک آدمی ان کے پاس کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور ان کو پکار کر یہ ہدایت کیا کرتا تھا۔ کہ تم زیادہ نہ کھاؤ۔ اگر تم نے زیادہ کھایا تو اس سے تم کو نیند بہت آئیگی۔ اور زیادہ سویا کروگے اور نماز تھوڑی پڑھی جائیگی۔ اور کہتے ہیں کہ اگر پانی زیادہ پیا جائے تو اس سے نیند زیادہ ہوتی ہے اور اس پر ستر صدیق متفق ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے دل میں اندیشہ اور غم اور فکر کو لازم کرے۔ تو اس سے دل زندہ ہوتا ہے اور عالم ملکوت میں فکر کرنے کی عادت ڈالے اور دن کے وقت قیلولہ کیا کرے۔ اور دنیاوی امور میں اپنے اعضاؤں کو زیادہ تکلیف نہ دے۔ اور اگر اول رات میں قیام کرنا چاہے تو کرے اور جب نیند غلبہ کرے تو اس وقت سو جائے۔ اور جب آنکھ کھلے تو اُس وقت پھر قیام کرے اور پھر سو جائے اور پھر آخر رات میں قیام کے واسطے کھڑا ہو۔ اس طرح دو دفعہ تو قیام کرنیکے واسطے اُٹھیگا اور دو دفعہ ہی سوئیگا۔ اور سختی میں رات کٹے گی۔ اور عملوں میں سے یہ سخت عمل ہے اور یہ ان لوگوں کی حالت ہوتی ہے جو اہل تصوف اور اہل یقظہ اور اہل فکر اور ذکر ہوتے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ طریق خدا کے رسول کے اخلاق میں شامل ہے اور جو عابد صاحب قوت اور طاقت ہوتا ہے۔ وہ رات میں کئی دفعہ قیام کرتا ہے اور سوتا ہے۔ اور قیام اور خواب دونوں کا برابر ہونا نہ بڑے کمال کی بات ہے اور یہ خدا کے رسول کو ہی حاصل ہوتا ہے کسی اور کو نصیب نہیں ہوتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا دل ہمیشہ جاگتا

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تینتیس دفعہ تو تسبیح پڑھو اور اتنی دفعہ ہی حمد پڑھو اور چونتیس مرتبہ تکبیر کہو اور جب ختم کرو۔ تو اس کلام پر
کرو۔ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کے واسطے مخصوص ہے اور اسی کے لئے حمد ہے
وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی اس کو موت نہیں آئیگی۔ سب نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور
وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور عصر کے بعد اور سونے کے وقت بھی اسی طرح ہی پڑھا پڑھے اور ابو نصر اپنے باپ سے
اور وہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے صبح یا رات کو خدا کے راستے میں نکلنا دنیا اور
اسکی سب چیزوں میں بہتر ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے رسول اگر کسی آدمی کو اس کی طاقت نہ ہو تو وہ
کیا کرے آپ نے فرمایا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عشا کی نماز پڑھنے تک خدا کو ذکر میں مشغول رہنا خدا کی راہ میں نکلنے
کے برابر ہے۔ اور اگر کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے اور خدا کو یاد کرتا رہے۔ تو اس کا یہ
عمل ایسا ہے کہ گویا اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ اور ابو نصر نے اپنے باپ سے اور اس نے ابی امامہ سے
روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس دعا کو دس دفعہ پڑھے۔ خدا کے
سوا جو یگانہ ہے اور کوئی معبود نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے۔ ملک اسی کے لئے ہے۔ اور اسی کے واسطے ہی
حمد مخصوص ہے وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ نیکی کا اندازہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر
قادر ہے۔ تو اس کو اللہ تعالے دس نیکیاں عطا کرتا ہے اور اسکی دس برائیاں دور کر دیتا ہے۔ اور دس درجے اس
کے واسطے بہشت میں بڑھا دیتا ہے۔ اور اس کے سوا اس کو اس قدر ثواب عطا ہوتا ہے کہ جس قدر دس بردوں کے
آزاد کرنے کا ہوتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ شرک کرنے کے سوا جو گناہ اس آدمی سے صادر ہوتا ہے وہ بھی بخشا جاتا ہے۔ اور اگر
کوئی آدمی اچھی طرح سے وضو کرے اور خدا کے حکم کے موافق منہ کو دھوئے تو جو گناہ اس نے آنکھوں یا کلام سے کیا ہوتا
ہے اس کو بھی خداوند تعالے معاف کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی آدمی خدا کے حکم کے موافق اپنے ہاتھ دھوئے۔ تو اس کے
ہاتھوں کے تمام گناہ بھی معاف کر دئیے جاتے ہیں۔ اور سر کا اور دونوں کانوں کا مسح کرنے سے اس کے کانوں کے گناہ
جو باتیں سننے کے متعلق ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جب خدا کے حکم کے موافق دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس سے
وہ گناہوں کی راہ میں جسقدر چلے ہوتے ہیں۔ اس سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جب نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہے۔
تو وہ نماز اس کی فضیلت میں شمار کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی آدمی باوضو خداوند تعالے کی یاد میں سو جائے تو جاگنے پر وہ جو
دعا کرتا ہے خداوند تعالے اسکو قبول کرتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی خداوند تعالے کی راہ میں تیر چلاوے اور وہ نشانہ پر پہنچ جائے
یا خطا کرے تو ان دونوں صورتوں میں اس آدمی کو ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی آدمی خداوند تعالی کی راہ میں چلے اور چلتے چلتے اسکے پاؤں
غبار آلودہ ہو جائیں تو اسکے عوض میں قیامت کے روز اسکو نور عطا کیا جائیگا اور اگر کوئی آدمی غلام آزاد کرے تو اسکے ہر ایک عضو کے مقابلے آزاد کرنیوالے کو دوزخ کی آگ سے رہائی اور خلاصی
نصیب ہوتی ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ حسن بن علی رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے
اگر کوئی آدمی صبح کے وقت مسجد میں نماز پڑھے اور آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے اور خدا کی یاد کرے۔ اور جب سورج
نکل آوے۔ تو اس کی حمد و ثنا کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو خداوند تعالے ہر ایک رکعت کے عوض میں اس کے
واسطے بہشت میں ہزار در ہزار محل تیار کریگا اور ہر ایک محل میں ہزار در ہزار حوریں موجود ہونگے اور ہر ایک حور کے ساتھ ساتھ
ہزار در ہزار خدمتگار ہونگے اور اللہ جلشانہ کے نزدیک مقربوں میں شمار ہو جاتا ہے اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں
کہ جب خدا کے رسول فجر کی نماز پڑھ چکتے تھے۔ تو اس کے بعد جب تک آفتاب برآمد نہیں ہو لیتا تھا اپنی جگہ سے اٹھا نہیں
کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کو پڑھتا ہے اور پھر دوسری نماز کے آنے تک خدا کی یاد میں اپنی جگہ پر
بیٹھا رہتا ہے تو اس کو حج اور عمرہ مقبول کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اور حضرت ابن عمر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو اسکے
بعد آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا

روایتوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے جو آدمی رات کو سو جائے اور ورد کرنے سے محروم رہے یا بھول جائے۔ اور پھر صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک اس کو پڑھ لے تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ کہ گویا اس نے رات کو اسے پڑھ لیا ہے۔ اور بعض بزرگوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا کے رسول کی آل نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اگر رات کے وقت کسی کی نماز فوت ہو جائے اور وہ زوال سے پہلے اس کی قضا کر لے تو وہ اس آدمی کی مانند ہوگا کہ جس نے اس کو رات میں ہی ادا کیا ہو اور اگر اس وقت نہ پڑھ سکے۔ تو پھر ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان قضا کرے۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رات اور دن کو میں نے ایک دوسرے کا خلیفہ بنا دیا ہے جو چاہے ان میں اس کو یاد کرے اور جو چاہے خدا کا شکر بجا لائے۔ اور ایک دوسرے کا خلیفہ بنانے سے یہ غرض ہے کہ یہ ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ اور جو ایک دوسرے کے بعد آتا ہے وہ ایک دوسرے کا خلیفہ ہوتا ہے ٭

رات کے ورد

ان روایتوں سے بطور تحقیق اور ثابت ہے کہ رات کے وظیفے پانچ ہیں۔ ایک وہ مغرب اور عشا کے درمیان۔ دوسرا عشا کے بعد سونے کے وقت تک اور تیسرا رات کے درمیان اور چوتھا پیسرے حصے رات میں اور پانچواں سحر آخر صبح صادق سے پہلے۔ اور اس وقت قرآن اور استغفار پڑھیں اور غور کریں اور عبرت حاصل کریں۔ سوا نماز کے عبرت کے واسطے ہے کیونکہ کسی کو یہ خبر نہیں کہ صبح ہو جائے اور یہ نماز وتر رہ جائے۔ اسی واسطے خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ نماز دس دو دو رکعت ہے۔ اور جس کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت میں ایک رکعت نماز وتر پڑھ کر پہلی نماز کو طاق کر دے۔ اور اگر سو گیا ہے اور وتر اور ورد فوت ہو گئے ہیں۔ تو جیسا کہ وتر کی فصل میں اور بیان ہوا ہے اس طریق پر قضا کر لے ٭

دن کے اوراد

دن کے وظیفے۔ دن کے وقت جو وظیفے پڑھے جاتے ہیں وہ پانچ وقتوں میں منقسم ہیں اول تو وہ ہیں جو صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک پڑھے جاتے ہیں۔ اور دوسری نماز ضحیٰ ہے اور زوال آفتاب تک جو کچھ اس نماز میں شامل ہے تیسرے زوال کے بعد نماز کی چار رکعت ادا کرنی ان کو اچھی طرح اور ایک سلام سے پڑھیں۔ اور کہا گیا ہے کہ جو آدمی کا حائل ہوتا ہے۔ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور چوتھے وہ جو ظہر اور عصر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں اور پانچویں عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک ٭

ورد اور وردوں کے طریق

دن کے وظیفوں میں سے یہ مسنون ہے کہ فجر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک استغفار کرے۔ اور اس وقت یا قرآن کی تلاوت کرے یا تسبیح پڑھے یا خدا کی ذات اور صفات میں فکر کرے یا خدا کی یاد میں مشغول ہو یا تعلیم دے یا عالم کے پاس بیٹھے۔ اور عصر کی نماز کے بعد بھی آفتاب کے غروب ہونے تک ایسا ہی کرے۔ اور ان دونوں وقتوں میں نماز نفل کی ممانعت ہے۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو علی اسمٰعیل بن محمد بن اسمٰعیل حنبلی سے اور وہ محمد بن یعقوب سے اور وہ ہدبہ بن خالد قیسی اور وہ ابان بن یزید سے اور وہ قتادہ سے اور وہ انس بن مالک سے راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک میرا لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر خدا کو یاد کرنا مجھے بہت پیارا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں دو غلاموں کو آزاد کروں۔ اور اگر اسمٰعیل کی اولاد سے چار غلاموں کو میرے آزاد کرنے سے میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ نماز عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک خدا کا ذکر کروں۔ اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ تم اپنے رزقوں کے طلب کرنے میں سست ہو اور اس سے غافل ہو کر سو جاتے ہو۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول خدا کے اس قول کی زیادہ تشریح فرمایئے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جس صبح کی نماز پڑھ چکو۔ تو اس کے بعد ۳۳ دفعہ یہ کہو۔ سبحان اللہ خدا کے واسطے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اور خداوند تعالیٰ بزرگ ہے۔ اور ایک

نام میں یہ دلیل ہے کہ ربیع ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن بریدہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ عضو ہیں اور اس پر واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے عوض میں ہر روز کچھ نہ کچھ صدقہ دے۔ یہ سن کر اصحاب نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اسی طاقت کون رکھتا ہے اور کس طرح یہ صدقہ ادا ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی مسجد میں ناک کی رطوبت پڑی ہوئی دیکھے تو اس کو دفن کر دے۔ اور راستے میں سے خار و خس دور کر دے اور اگر اتنی قدرت بھی نہیں رکھتا تو چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھے یہی اس کو کفایت کریگی۔ اور ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو میرے دوست ابوالقاسم نے تین باتوں کی وصیت کی۔ (۱) سونے سے پہلے نماز وتر ادا کر۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھو۔ اور نماز ضحی کی دو رکعت ادا کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ اور ان کا بیان شروع فصل میں ہو چکا ہے اور عکرمہ رض ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور ایسا ہی معاذ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ضحیٰ کی نماز کی چار رکعت پڑھی اور پھر چھ رکعت اور پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں اور حمید طویل انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول چھ رکعت نماز ضحیٰ ادا کیا کرتے تھے اور بعد میں آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور عکرمہ بن خالد بن ام ہانی سے جو ابو طالب کی بیٹی تھی۔ روایت کرتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو اللہ کے رسول اس میں بلندی کی طرف سے داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں میں نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول اس نماز کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا۔ نماز ضحیٰ ہے۔ اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں اور یہ صحیح حدیث ہے اور اہل علم کے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں ہیں اور ابو سعید نے بھی خدا کے رسول سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عائشہ رض بھی نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور کہا قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ ضحیٰ کی آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور ان کو لمبا کیا کرتی تھی۔ نماز پڑھنے لگتی تھیں۔ تو اس وقت دروازہ بند کر لیتی تھیں۔ اور اگر چاہے تو دس رکعت نماز پڑھے اور اگر چاہے تو بارہ رکعت نماز ادا کرے اور یہ بہتر ہے۔ کیونکہ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثمرہ بن موسیٰ بن انس بن مالک انصاری سے اور وہ اپنے چچا ثمامہ بن انس سے اور وہ اپنے دادا انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی بارہ رکعت چاشت کی نماز پڑھے تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ بہشت میں سونے کا ایک محل بنا دیتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ام حبیبہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں بارہ رکعت نماز ادا کرے تو خداوند تعالیٰ نے اس کے واسطے بہشت میں گھر بنا دیا ہے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابراہیم تیمی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی ذر سے راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اے ابو ذر دن بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور ہر ایک گھنٹہ میں تو ایک رکوع اور دو سجدے کیا کر اور اگر ایسا کریگا۔ تو ان گھنٹوں میں جو گناہ تجھ سے ہوگا خداوند تعالیٰ اس کو معاف کر دیگا۔ اور فرمایا اے ابوذر اگر کوئی دو رکعت نماز ادا کریگا تو اس کو ان لوگوں میں شمار نہیں کرینگے جو غافل بن جاتے ہیں۔ اور جو آدمی نماز کی چار رکعت ادا کریگا اس کو ان لوگوں کی فہرست میں لکھینگے جو ذکر کرنے والے ہوتے ہیں اور جو چھ رکعت نماز پڑھیگا اس سے قیامت کے روز مواخذہ نہیں ہوگا اس کا حساب کتاب معاف ہو جائیگا مگر شرک معاف نہیں ہوگا اور اگر کوئی آدمی نماز کی بارہ رکعت پڑھیگا تو اس کے واسطے بہشت میں ایک گھر بنا دیا جائیگا۔ میں نے کہا کہ اے خدا کے رسول مقبول ان رکعتوں کو ایک ہی دفعہ پڑھنا چاہئے یا متفرق طور پر پڑھے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر کوئی حرج نہیں ٭

چاشت کی نماز کا وقت

اس نماز کے دو وقت ہیں ایک تو جائز ہے اور یہ آفتاب کے نکلنے کے بعد ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو مستحب کہتے ہیں اور وہ آفتاب کے زوال کے نزدیک ہے۔ جب کہ گرمی کے باعث اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہو جاتے ہیں اور اس کے مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک قوم کے لوگوں کو زید بن ارقم نے دیکھا وہ

کہ اس فعل سے میں سنت کو ادا کرتا ہوں - اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں
کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرے اور پھر آفتاب کے نکلنے تک ایک گوشہ
میں بیٹھ جائے اور اس کے بعد پے در پے چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی تین دفعہ
اور سورہ اخلاص سات دفعہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ والشمس وضحٰہا اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور
والسماء والطارق - اور چوتھی میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے اس کے عوض
میں اسکو یہ ثواب ملتا ہے کہ ہر ایک آسمان سے اللہ تعالٰے اسکی طرف ستر فرشتے بھیجتا ہے - اور ان کے ہاتھوں میں
بہشت کے طبق اور بہشت کی رومال ہوتے ہیں اور وہ فرشتے اس نماز کو طبقوں میں اٹھا لیتے ہیں اور اس کو عالم بالا میں لیجاتے
ہیں - اور جہاں جہاں سے گذرتے ہیں وہاں کے رہنے والے فرشتے اس نمازیوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں - اور جب اس
نماز کو لے جاکر خدا جل شانہٗ کے روبرو رکھ دیتے ہیں - تو خداوند تعالٰے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے میرے واسطے
نماز پڑھی اور تو نے میری عبادت کی ہے میں نے تجھ کو بخش دیا - اور اب تو نئے سرے سے عمل شروع کر اور یہ نماز اس
روایت کی تفسیر ہے جو پیغمبر صلعم نے بیان کی ہے کہ خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے - اے میرے بندے میرے واسطے
دن کے شروع میں چار رکعت نماز ادا کر اور میں آخر روز تک اس دن تیری پشت پناہ رہونگا - اور تیرا مددگار ہونگا - اور بعض
لوگوں نے فرمایا ہے کہ اس نماز سے نماز فجر اور سنت اور نماز فرض مقصود ہے - اور جو اوپر مذکور ہوا ہے - وہی صحیح ہے ۔

ضحٰی کی نماز کے بعد کے ورد

دوسرا وظیفہ جو نماز ضحٰی کا ہے اس کو نماز اوابین کے نام سے نامزد کرتے ہیں - اور اس میں کلام ہے کہ اس پر مداومت
کرنی مستحب ہے یا نہیں - ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحیٰی بن کثیر سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابوہریرہ رض سے روایت
کرتے ہیں - کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ضحٰی کی نماز اوابین ہے - اور فرمایا ہے کہ یہ نماز اکثر داؤد کی نماز ہے ابو نصر
اپنے باپ سے اور وہ ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں
سے ایک دروازہ کا نام ضحٰی ہے اور جب قیامت ہوگی - تو ایک پکارنے والا اس روز پکار کر یہ کہیگا کہ جو لوگ ہمیشہ ضحٰی کی
نماز پڑھا کرتے تھے وہ کون ہیں - اور کہاں ہیں - ان پر خداوند کریم کی رحمت نازل ہوئی ہے ان کو بہشت میں داخل
کرو اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب اور حضرت علی کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے - کہ وہ صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے
تھے - اور بعد میں ضحٰی کی نماز کی انتظار کرتے تھے اور جب وقت آجاتا تھا تو اس کو پڑھتے تھے اور پھر اس جگہ سے اٹھتے تھے اور
ضحاک بن قیس ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں - کہ ایک زمانہ میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کے نزول کا باعث
کیا ہے (رات کے وقت اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس وقت تسبیح کہتے ہیں) اور پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا - تو اب
دیکھا جاتا ہے کہ آدمی ضحٰی کی نماز کو پڑھتے ہیں - اور ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عباس رض سے نماز ضحٰی کے بارہ میں پوچھا
گیا آپ نے جواب دیا - کہ خدا کی کتاب میں اس کا بیان موجود ہے - اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا (گھروں میں خداوند تعالٰے
نے حکم کیا ہے کہ ان میں خدا کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو ان میں صبح اور شام اور دوپہر کے وقت خدا کی تسبیح
پڑھی جاتی ہے - اور ابن عباس کا معمول تھا کہ آپ ضحٰی کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے - مگر ہمیشہ ان کو نہیں پڑھتے تھے اور
ایک دفعہ حضرت ابن عباس رض نے عکرمہ سے نماز ضحٰی کے بارہ میں پوچھا - اس نے جواب دیا کہ میں ایک دن پڑھا کرتا ہوں اور
دس روز نہیں پڑھتا - اور شعبی رح کہتے ہیں کہ اس نماز پر مداومت کرنے سے جو پرہیز کیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز فرض
کے برابر نہ ہو جائے ۔

نماز ضحٰی کی رکعتوں کا شمار

نماز ضحٰی کم سے کم دو رکعت ہے اور اوسط درجہ آٹھ رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور دو رکعت کے

باعث ہے آپ نے فرمایا کہ جب آفتاب کے زوال کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت آسمان کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں اور ظہر کی نماز کے پڑھنے تک ان کو کھولے رکھتے ہیں اس واسطے مجھ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے جانے سے پہلے اپنے آگے کچھ بھیجوں اور عائشہ رض سے سوال کیا گیا کہ وہ کونسی نماز ہے جس کو اللہ کے رسول ہمیشہ پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آپ ظہر کی نماز کے پہلے ہمیشہ چار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے اور بڑی دیر تک اس میں قیام فرمایا کرتے تھے اور خوب اچھا کر رکوع اور سجود کیا کرتے تھے۔

ظہر اور عصر کے درمیان کے ورد

چوتھا وظیفہ جو ظہر اور عصر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔ صالح بن مالک رحمہ حضرت عمر رض سے اور وہ یونس بن ابی حمزہ سے اور وہ عطا سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی حفاظت کریگا لوگوں کے دل مردہ ہونگے اس وقت خداوند تعالےٰ اس کے دل کو زندہ رکھیگا۔ اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رض ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی محافظت فرمایا کرتے تھے اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے جو نماز مغرب اور عشا کے درمیان ہے اور ظہر اور عصر کے مابین ہے اس کو رات کی نماز سے تشبیہ دی ہے۔ اور بہت سے عابد لوگوں کا یہ طریق تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں لوگوں سے الگ ہو جاتے تھے اور علیحدہ ہو کر اپنے ورد میں مشغول ہوتے تھے اور خدا کی درگاہ میں رجوع کرتے تھے اور خلوت میں ہو کر خدا تعالےٰ کے بہت خطاب کرتے اور اس کا ذکر کرنے کے واسطے بہت ہی اچھا ساعت ہیں اور یہ نماز ایسی ہے کہ انسان کو غفلت سے باہر نکالتی ہے اور مستحب ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان نماز اور ذکر کے واسطے مسجد میں اعتکاف کرے۔ اور پہلے بزرگوں کا یہ طریق تھا کہ اگر وہ زوال سے پہلے سویا نہیں کرتے تھے تو پھر وہ اس وقت میں اپنی نیند کو پورا کر لیا کرتے تھے۔ تاکہ رات کے قیام پر ان کو قوت حاصل ہو جائے۔ کیونکہ اگر کوئی ظہر سے پہلے سوئے تو وہ گذشتہ رات کیواسطے ہوتا ہے اور اگر کوئی ظہر کے بعد سوئے تو وہ آئندہ رات کیواسطے ہوتا ہے اور آٹھ ساعت تک سونے اس سے زیادہ سونا مستحب نہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس سے کم سوئیگا تو اس کا بدن بیقرار ہو جائیگا جو اب بدن کا قوت ہے۔ اور اسکی راحت ہے اگر بمقدار سے کم ہو تو وہ راحت کا باعث نہیں ہوتی۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سہل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی روزمرہ بارہ رکعت نماز پڑھے تو اس کے واسطے بہشت میں گھر بنا دیا جاتا ہے اور ان کے پڑھنے کے اوقات یہ ہیں دو رکعت فجر سے پہلے اور چار ظہر سے اول اور بعد میں دو رکعت اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد۔ اور سعید بن مسیب رح عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول [illegible] رکعت نماز پڑھا کرو اس سے خداوند تعالےٰ اپنی بخشش کو مہیا رکھے اور بہ لازم کر دیگا۔

نفلوں کو ملا کر کے پڑھنے کے اوقات

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ محمد بن حماری سے اور وہ حماد بن مدرک سے اور وہ عثمان بن عبداللہ شامی سے اور وہ محمد بن ابراہیم سے اور وہ عبداللہ بن ابی سعد سے اور وہ طاؤس سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے نماز کی چار رکعتیں پڑھے تو اسکی نماز کو علیین میں اٹھا کر لیجاتے ہیں اور وہ آدمی اسکی مانند ہو جاتا ہے جو مسجد اقصیٰ میں شب قدر کو پالے یعنی بیت المقدس میں اور آدھی رات کے قیام سے اسکی فضیلت بڑھ کر ہے اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (اور وہ رات میں تھوڑا سویا کرتے تھے) اور فرمایا ہے جو اب گاہ سے وہ اپنے پہلوؤں کو دور رکھتے ہیں) اور ارشاد کیا ہے (اور شہر میں اس وقت داخل ہوا جبکہ اس شہر کے لوگ غافل تھے) اور جو آدمی عشاء کے بعد نماز کی چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو مسجد حرام میں شب قدر کو پالے اور جو آدمی چار رکعت ظہر کے پہلے اور چار اس کے بعد ادا کرے۔ خداوند تعالےٰ اس آدمی پر آگ کو حرام کے واسطے

مسجد قبا میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو کہا کہ اس وقت میں یہ نماز اس وقت کی نماز سے فقط خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ رجوع کرنیوالوں کی نماز اس وقت ہے جبکہ اونٹ کے بچے گرم ہوتے ہیں۔ اور اگر بعد پڑھے تو اس وقت میں بھی اس نماز کا پڑھنا جائز ہے کیونکہ عوف بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت نماز ضحیٰ کو پڑھو اور یہ نماز عاجزی کرنیوالوں کی ہے اور اگر گرمی کی شدت میں پڑھے اور ظہر کی نماز کے پڑھنے تک چاشت کی نماز نہ پڑھے تو پھر اس کو قضا کرے ۔

نماز چاشت کی قرأت

نماز چاشت میں کیا پڑھا جائے۔ روایت میں ہے کہ خداوند تعالیٰ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ نماز ضحیٰ میں والشمس وضحٰہا اور سورہ والضحیٰ۔ اور عقبہ بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ احد پڑھے تو ہر ایک آسمان سے اس وقت ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایکے ہاتھوں میں سفید قلمیں ہیں اور وہ اسکی نیکیاں لکھتے ہیں اور صور کے پھونکے جانے تک لکھے رہتے ہیں۔ اور جب قیامت کا دن آئیگا ہر ایک فرشتے اور ان کے پاس بہشتی لباس اور تحفے ہونگے اور کہینگے کہ اے قبر کے صاحب خداوند تعالیٰ نے تم کو حکم کیا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ تم ان لوگوں میں شمار ہو گئے جن کو خدا نے عذاب سے امن میں کر دیا ہے ۔

چاشت کی نماز کی ممانعت

بعض اصحابوں نے فرمایا ہے۔ کہ چاشت کی نماز نہ پڑھو۔ ابن ساوی نے ابن عمر رض سے روایت کی۔ ہے جب سے میں مسلمان ہوا ہوں تب سے چاشت کی نماز کو میں نے ادا نہیں کیا اور جب خانہ کعبہ کا طواف اس وقت پڑھا کرتا ہوں۔ اور اس کے سوا اور دنوں میں اس نماز کا پڑھنا بدعت ہے مگر بدعت اچھی ہے اور جو ایجاد کیا ہے انہوں نے۔ اچھی چیز ایجاد کی ہے۔ اور ابن مسعود رض اس نماز کے باب میں کہتے ہیں۔ کہ اے لوگو خداوند تعالیٰ نے تمہارے اوپر نہیں ڈالا تم بھی لوگوں پر اس کا بوجھ نہ ڈالو۔ اور اگر یہ چاہتے ہو کہ ہم اس کا ضرور پڑھیں تو اسکو اپنے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ اور یہ باتیں اور ان فضیلتوں اور بزرگیوں کو رد نہیں کرتیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ یہ اس واسطے کہا گیا۔ کہ اس نماز کی مشابہت فرضوں سے نہ ہو جائے اور لوگ اسکو واجب نہ سمجھ لیں۔ اور عوام اور اس کی خوشی میں تمام لوگ یکساں نہیں ہیں اور اسی واسطے اسکو ضعیف اور کم کر دیا ہے اور طالب کے واسطے آسانی کر دی ہے۔ اور عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے اپنے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی آپ کی پیروی میں اسکو ادا کیا۔ اور جب عائشہ رض اس نماز کو پڑھتی تھیں تو اس دن اپنے دروازہ کو بند کر لیا کرتی تھیں۔ اور ابن عباس کا یہ دستور تھا۔ کہ آپ ایک دن تو نماز پڑھتے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے ۔

ظہر کی نماز کے پہلے اور بعد کے ورد

تیسرا وظیفہ وہ ظہر کی نماز کے پہلے اور اس کے بعد ہیں۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ام حبیبہ سے روایت کرتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور چار ہی رکعت اس کے بعد پڑھے تو اس کے گوشت کو زمین نہیں کھائیگی اور اس کو آگ پر حرام کر دیا جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز تک آسمان اور بہشت کو کھول دیتے ہیں اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ ان ساعتوں میں جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے اور ان ساعتوں میں خدا کی عبادت اور اس کا ذکر کریں۔ اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول کا یہ دستور تھا کہ نماز ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اس وقت یہ

دونوں طرفوں میں اور تھوڑی رات گذرنے تو نماز کو قائم رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (آفتاب کے ڈوبنے کے وقت نماز کو قائم کرو) اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے (آفتاب کے ڈھلنے کے وقت) اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (خدا کی عظمت بزرگ ہے یعنی بہت بڑی ہے اور اسکو پاکی کے ساتھ یاد کرو۔ اور آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے کے بعد اپنے پروردگار کی حمد کرو۔ اور رات کی ساعتوں اور دن کی طرفوں میں پاکی سے خدا کو یاد کرو۔ اور قتادہ رحمۃ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز آفتاب کے نکلنے سے پہلے ہے اور عصر کی آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہے اور مغرب اور عشا کی رات کے وقتوں میں ہے اور دن کی طرفوں سے مراد ظہر کی نماز کی ہے اور احادیث اس باب میں وارد ہیں۔ ابن عباس رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے نزدیک میری امامت کی۔ جب آفتاب ڈھلا اور جوتی کے تسمہ کے برابر اس کا سایہ ہوا۔ تو اس وقت انہوں نے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور جس وقت ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز کے برابر ہو گیا تو اس وقت آپ نے مجھے نماز عصر پڑھائی اور روزوں کے افطار کرنے کے وقت انہوں نے مجھے مغرب کی نماز پڑھائی اور شفق کے غائب ہو جانے کے بعد عشا۔ اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ داروں پر کھانا پینا حرام کیا گیا ہے اور پھر دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آکر اس وقت ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ اور جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوچند ہو گیا تو اس وقت آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور روزہ افطار کرنے کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور عشا کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گذر گیا اور صبح کو روشن ہونے کے وقت فجر کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا اے محمد صلعم جو انبیا تم سے پہلے گذرے ہیں یہ ان کا وقت ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان نمازوں کا وقت ہے۔ اور اس باب میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ سب اسی مضمون کی ہیں پس ہم ان کا ذکر نہیں کرتے ہ

ان لوگوں کا بیان جنہوں نے محمد مصطفےٰ صلعم سے پہلے ان نمازوں کو پڑھا ہے

روایت ہے کہ بعضا ہی میں سے ایک آدمی نے خدا کے رسول سے سوال کیا کہ سب سے پہلے صبح کی نماز کس شخص نے پڑھی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور خدا کے فضل وکرم سے انہوں نے اس سے نجات پائی تو اس وقت آپ نے ظہر کی نماز ادا کی۔ اور جب حضرت یعقوب کو یوسف علیہ کے فراق کے بعد حضرت یوسف کی خبر جبرئیل نے پہنچائی تو اس وقت آپ نے عصر کی نماز ادا کی۔ اور جب خدا کی درگاہ میں داؤد کی توبہ قبول ہوئی ہو وقت آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور یونس بن متی نے عشا کی نماز پڑھی اور اس کو آپ نے اس وقت پڑھا تھا جبکہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تھے اور اس وقت پرندہ کے اس بچہ کی مانند تھے جس کے پر نہیں ہوتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور خدا کا سلام کہا اور فرمایا کہ اللہ جلشانہ کہتا ہے کہ اس دنیا میں تم کو میں نے کیسا عذاب دیا ہے مجھ کو اس سے شرم آتی ہے کیا اب تم مجھ سے راضی ہو حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا کی اور کہا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں ہ

پہلی نماز جو خدا کے رسول مقبول پر واجب ہوئی ہے

سب سے پہلے پہلے فجر او مغرب کا آپ کو حکم دیا گیا پہلے آپ نے صبح کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اور پھر دو رکعت مغرب کی۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (صبح اور شام کے وقت اپنے پروردگار کو پاکی کے ساتھ یاد کر) اور جب رسول مقبول معراج پر لے گئے۔ اور آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ اور خدا کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اور دن میں پہلی نماز صبح کی ہے اور بعد ظہر کی اور علما جو ظہر کی نماز کو پہلی نماز کہتے ہیں یہ رسول کی سنت کی پیروی کے واسطے ہے۔ جیسا کہ ابن عباس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے پاس حضرت جبرائیل نے میری امامت کی اور مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور اس بیان میں خدا کے رسول نے ظہر کی نماز کا بیان پہلے کیا ہے مگر یہ نہیں کہا کہ یہ نماز

حرام کر دیتا ہے اور اگر کوئی عصر سے پہلے چار رکعت نماز ادا کرے تو خداوند تعالیٰ اس کو آگ کے عذاب سے نجات اور رہائی بخشدیتا ہے۔ اور نافع رح ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے نماز فجر کی دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے زیادہ دوست ہیں۔ اور ابو ہریرہؓ بھی اسی بات سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے صلعم کے نفلوں کے بارے میں حضرت علی رض سے سوال کیا گیا آپ نے فرمایا۔ کہ جس قدر آپ کو نفلوں کے واسطے طاقت تھی اس قدر اور کس کو طاقت ہے۔ جب آفتاب اس قدر بلند ہوتا تھا۔ جتنا کہ عصر کے وقت ہوتا ہے تو اس وقت آپ دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور پھر زوال کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد ادا کیا کرتے تھے اور چار رکعت عصر سے پہلے اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان نماز کے حاصل ہونے کو انسان غنیمت سمجھے کیونکہ اس وقت میں جو دعا اور زاری کیجاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے +

پانچویں قسم کے ورد اور وظیفے

اس کا وقت نماز عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک ہے اس وقت میں خدا کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ تسبیح اور تہلیل اور استغفار ہے اور عالم ملکوت میں متعلق اور قرآن مجید کی تلاوت اور اس وقت نماز نفل منع ہے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلا اس سورۃ کو پڑھے والشمس والضحیٰ واللیل اذا یغشیٰ اور اسکے بعد معوذتین کو پڑھے اور ان کے پڑھنے میں ہی دن کو ختم کرے اور رات کے وقت قرآن اور بہت زیادہ پڑھنے سے ابتدا کرے اور حسن رض نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول ایک دفعہ خدا کی یاد میں مصروف تھے آپ نے اسی اثنا میں فرمایا اے آدم کے فرزند نماز فجر کے بعد ایک ساعت مجھ کو یاد کر اور ایک ساعت ہی نماز عصر کے بعد مجھے یاد کر ان دونوں وقتوں میں میں مدد پر ہوں +

پانچ وقت کی نماز اور اسکے وقتوں اور اسکی سنتوں اور اسکی بزرگیوں اور فضیلتوں کا مذکور

فرائض نماز

نماز میں فرض پانچ ہیں دو رکعت نماز فجر۔ چار رکعت نماز ظہر۔ چار رکعت نماز عصر اور مغرب کی تین رکعتیں اور چار رکعت نماز عشا اور ان کل رکعتوں کی تعداد سترہ ہے۔ جب خدا کے حبیب محمد صلعم شب معراج میں تشریف لے گئے تو بارگاہ ایزدی سے دن میں پچاس وقت کی نمازیں آپ پر فرض ہوئیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اپنا لطف مبذول فرمایا۔ اور اس میں تخفیف کی اور پانچ نمازیں فرض رہ گئیں اور اس تخفیف کی وجہ یہی ہوئی کہ بندوں کو آسانی ہو۔ اور ان کو زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور پچاس وقتوں کا جو ثواب تھا وہ ان پانچ وقتوں میں ہی عطا کر دیا اور یہ ایسی ہی عنایت ہے جیسی کہ لڑائی کے وقت ایک مسلمان کو دس کافروں کا مقابلہ کرنے کے واسطے حکم ہوتا ہے اور ایک کو دو کے مقابلہ کے واسطے کافی سمجھا گیا ہے یا جیسے پہلے رمضان کے دنوں میں خواب کے بعد کھانا اور پینا اور جماع حرام کیا گیا تھا۔ اور پھر خداوند تعالیٰ نے اسی بندوں پر سے خواب کے بعد کھانا پینا اور جماع کرنا حلال کر دیا اور فرمایا سیاہی کے تاگے سے سفید تاگے کے ظاہر ہووے تک تم کھاؤ اور پیو

نماز کے واجب ہونے کا بیان

نماز کے واجب ہونے کے باب میں اللہ جل شانہ کا قول ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (تم نماز کو قائم کرو زکوٰۃ دو اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو) اور نماز کے وقتوں کے واسطے آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (جب تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو اس وقت خداوند تعالیٰ کو پاکی کے ساتھ یاد کرو) اور اسکی تعریف ہے آسمانوں میں رات کے وقت اور ظہر کے وقت خداوند تعالیٰ کی حمد کرو پس اللہ پاک ہے۔ جب مغرب اور عشاء کا وقت آئے تو خدا کے واسطے نماز پڑھو اور جب صبح ہو تو فجر کے وقت کی نماز پڑھو اور رات کو عشا کی نماز ادا کرو اور عصر کے وقت عصر کی پڑھو اور ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز ادا کرو۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (مقررہ وقت پر نماز مسلمانوں پر لکھی گئی ہے) اور فرمایا ہے دن کی

اور جماعت کی طرف جانا چاہے تو وہ توقف کر سکتا ہے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کا نمونہ ہے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خدا کے رسول کو اطلاع کی کہ اے اللہ کے رسول ظہر کا وقت آگیا ہے آپ نے فرمایا کہ سردی ہو لینے دے۔ اس کے بعد پھر میں نے دوسری دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کی پھر بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ اے بلال سردی کر۔ پھر تیسری دفعہ خدمت میں عرض کی اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا کہ سردی کر۔ اور اس وقت میں نے ٹیلوں کے سائے دیکھے اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ گرمی کی سختی دوزخ کا نمونہ ہوتی ہے پس اسے ٹھنڈا کرو اور جب آفتاب آسمان کے عین درمیان میں ہوتا ہے۔ تو یہ زوال سے اول کا وقت ہے اور جب کچھ ڈھلتا ہے تو یہ زوال کا وقت کہلاتا ہے اور ظہر کی نماز کا وقت بھی یہی ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ جب آفتاب جوتی کے تسمہ کے برابر ڈھلتا ہے تو یہ ظہر کا پہلا وقت ہے اور جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہے۔ اور عصر کا یہ اول وقت ہے اور اگر کوئی شخص ان وقتوں کو پہچاننا چاہے تو وہ ہموار زمین پر ایک ستون کھڑا کرے اور یا آپ ہی سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے اور سایہ کے انتہا پر ایک خط کھینچ دے سایہ کے آخر پر۔ اور پھر سایہ میں نگاہ کرے۔ جب سایہ عمودی خط کی طرف بڑھتا ہوا نظر آئے تو وہ زوال کا وقت ہے۔ اور جب اس قدر بڑھتا ہے کہ وہ عمود کے برابر ہو گیا ہے تو اس صورت میں ظہر کا آخری وقت ہے اور اگر اس عرضی خط سے ادھر بھی آگے بڑھا ہوا ہو تو وہ عصر کا اول وقت ہے اور اگر دو حصے کے برابر ہو گیا ہو تو وہ عصر کا آخری وقت ہے۔ اور اگر سایہ ستون یا اسے ڈھانچ سے ادھر ادھر نہیں ستون کے وسط میں ہے تو وہ نصف النہار کا وقت ہے اور اس وقت میں کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے اور ضرورت کے لحاظ سے عصر کا وقت آفتاب کے غروب ہونے تک بھی باقی رہتا ہے۔ اور اس طرح بھی تمیز کر لو۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو کہ سایہ کس طرف کو ہے اگر پشت کی طرف کم و بیش بڑھتا ہٹتا ہے۔ تو جان لو کہ ابھی زوال کا وقت نہیں آیا۔ اور اگر ادھر ادھر کسی طرف کو نہیں ہے صرف تمہارے جسم برابر ہی ہے۔ تو وہ نصف النہار کا وقت ہوگا۔ اور اگر تمہارے سامنے کو کسی قدر بڑھا ہوا ہے تو وہ زوال آفتاب ہے۔ اور اگر تمہارے قد کی لمبائی سات قدم ہو تو اپنے سامنے کی طرف سے اپنے سایہ کو ناپو اور جس قدم پر کھڑے ہو اس کو شمار میں نہ لاؤ اگر تمہارا سایہ برابر سات قدموں کے ہو تو جان لو کہ ابھی تک ظہر کا وقت ہے اور اگر اس فاصلہ سے آگے بڑھ جائے تو سمجھو کہ عصر کا وقت آگیا ہے

سایہ کی تشریح

جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے گرمی اور سردی میں اس کا اندازہ یکساں نہیں ہے مختلف ہے۔ زیادہ اور کم ہوتا ہے سردی کے موسم میں گرمی کی نسبت سایہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ آفتاب علی سمت الراس نہیں ہو کر نہیں گذرتا بلکہ وہ اس آسمان کی جانب سے ہو کر گذرتا ہے۔ اور گرمی کے دنوں میں سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ آفتاب علی سمت الراس یعنی آسمان کے درمیان میں سے ہو کر گذرتا ہے اور اس وقت میں اس کا عکس ٹھیک آدمی کے سر کے اوپر پڑتا ہے اور جس وقت آفتاب پہلے پہل نمودار ہوتا ہے تو وہ کنارہ آسمان میں دکھائی دیتا ہے اس وقت انسان آفتاب کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو اس کے سامنے کی چیزوں کا سایہ طولانی دکھائی دیگا۔ اور اسی طرح اس کا اپنا سایہ بھی لمبا ہوگا۔ اور جوں جوں سورج بلند ہوتا آتا ہے اسی قدر اس کا سایہ بھی کم ہوتا جاتا ہے اور جب وسط آسمان میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس کا سایہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور جب میلان سے جنوب کی جانب مائل ہوتا ہے تو سایہ بھی اس طرف کو بڑھنے لگتا ہے اور اسی طرح طریق شمس سے قرب اور بعد کے باعث شہر کا سایہ بھی مختلف ہوتا ہے جو شہر وسط آسمان کے مقابل ہیں جیسے کہ مکہ اور اس کے ارد گرد کے شہر ہیں ان کا سایہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اور جو وسط آسمان سے دور ہیں جیسے خراسان اور اس کا گرد و نواح ان میں گرمی اور جاڑے کے موسم میں طولانی سایہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں اسقدر سایہ لمبا ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے ملکوں کے جاڑوں میں ہوتا ہے۔ اور اسی طرح باقی شہروں کو سمجھ لیں۔

سب سے پہلے فرض ہوئی۔ اور اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے فجر کی نماز ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے
اور ان نمازوں میں سے جو پیغمبر سب سے پہلے زمین پر بھیجے گئے ہیں وہ آپ ہی ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ وہی نماز
پہلے فرض کی گئی ہے۔

فجر کی نماز کا وقت

جب صبح صادق ہوتی ہے تو یہ فجر کا اول وقت ہے۔ اور اس وقت روشنی مشرقی کنارہ سے شروع ہو کر تمام
جہاں پھیلاتی ہے سب کنارے روشن ہو جاتے ہیں اور محلوں کی چھتوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی روشنی آجاتی
اس کے آخر وقت کا نام اسفار روشن ہے اور یہ وہ وقت ہے جس کے پہاڑوں اور محلسراؤں پر آفتاب کی شعاعیں
ہوتی ہیں۔ نماز فجر کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان میں ہے۔ اور اس نماز کو نماز صبح یا نماز فجر کے نام سے
ہے۔ اور صلوٰۃ تام پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے (فجر کی نماز کو قائم رکھو کیونکہ فجر کی نماز حاضر
اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر
ہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ صبح کی نماز تاریکی میں ہی پڑھی جائے۔ اور امام ابوحنیفہ کو اس قول سے خلاف
یہ قول ہے کہ روشنی میں اس کا پڑھنا افضل ہے۔ اور تاریکی میں افضل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عائشہ رض روایت کر
پیغمبر خدا کے زمانہ میں جب عورتیں نماز پڑھنے کے واسطے نکلتی تھیں اور پڑھ کر واپس آتی تھیں تو اس وقت
کے وقت میں تاریکی کے باعث ایک دوسری عورت کو پہچان نہیں سکتی تھیں۔ اور ایک دوسری روایت میں امام
ایا ہے مقتدی لوگوں کے جمع ہونے کی انتظار کریں اور انتظاری روشنی تک کی جائے اس سے ثواب زیادہ
اور اول صبح کا اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں کوئی چیز نہ تو حرام ہے اور نہ ہی واجب ہے اور ابن عباس رض سے
روایت میں آیا ہے کہ فجریں دو ہیں ایک تو وہ ہے جس میں نماز کا پڑھنا حلال ہے اور روزہ دار کے واسطے اس
کا کھانا پینا حرام ہے اور نہ وہ وقت ہے جس میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض علماء
کہ خداوند تعالیٰ نے کا نور دو فجروں کی مانند ہے اور ہر ایک کو دو حدوں سے محدود کر دیا ہے۔ یعنی صبح میں
نمودار ہوتی ہے یہ خدا کا نور ہے اور یہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلی فجر وہ ہے جب آفتاب کی شعاع پہلے
ہے یعنی روشنی پانچ یا چھ نیزے کے لمبے سے فلک آسمان کے درمیان میں پھیلاتی ہے۔ اور جب تک وہ قائم رہے
وہ اول فجر ہے پس اول صبح وہ ہے جب کہ رات کے آخر حصہ میں آسمان پر روشنی ظاہر ہوتی ہے اور اس
بولتے ہیں اور پھر یہ روشنی سیاہی سے بدل جاتی ہے اور رات کی تاریکی ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسی کہ تھی اور اس
یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت میں آفتاب چھٹی زمین کے نیچے چلا جاتا ہے۔ اور زمین اس کو پوشیدہ کر لیتی ہے۔
فجر دوم یہ ہے جبکہ آفتاب کی شفق نمودار ہوتی ہے۔ یہ آفتاب کی روشنی کا ابتدا ہے جس کے پیچھے سرخی دکھائی د
اور یہ رات کے تمام ہونے کی پہلی علامت ہے اور اس کے بعد آفتاب نکلتا ہے اور اس کا نکلنا اس طرح ہے
کہ آسمان زمین کے کناروں سے جنہیں دامن آسمان کہتے ہیں۔ جب آفتاب کی شعاع نکلتی ہے اور ساتویں زمین
جس پر دنیا کے لوگ بستے ہیں تو اس وقت یہ شعاع پہاڑوں اور دریاؤں اور بلند ملکوں اور آسمان کے درمیان
جگہ پھیلاتی ہے اور ان کو روشن کر دیتی ہے اور بالکل اجالا ہو جاتا ہے اور آفتاب کے واسطے دو شفقیں ہیں
تو طلوع کے وقت ہے اور دوسری شفق آفتاب کے غروب ہونے کے وقت ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت

اس کا اول وقت وہ ہے جب آفتاب ڈھل جائے اور آخری وقت وہ ہے جب کہ ہر ایک چیز کا سایہ اس
برابر ہو جاتا ہے۔ اور ظہر کی نماز میں جلدی کرنی چاہئے اس کا اول وقت میں پڑھنا افضل ہے اور اگر گرمی کی شدت ہو

تو اس وقت ظہر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے گیارہ قدم کے فاصلہ پر پہونچے اور تمام ماہ کوار میں اول وقت ظہر اس وقت ہوتا ہے جبکہ چھ قدم پر سایہ ہوتا ہے اور عصر کا وقت سایہ کے ساڑھے بارہ قدم پر پہونچنے میں ہوتا ہے اور عصر کا وقت ماہ کاتک میں آتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے تیرہ قدم کے فاصلہ پر ہو اور تمام ماہ اگھن میں آٹھ قدم کے فاصلہ پر سایہ کے پہنچنے سے ظہر کا وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جب سایہ ساڑھے چودہ قدم کے فاصلہ پر جاوے اور تمام ماہ پوس میں ظہر کا اول وقت تب ہوتا ہے جبکہ دس قدم پر سایہ ہو اور عصر کا وقت سولہ قدم پر سایہ ہو جانے سے ہوتا ہے اور تمام ماہ ماگھ میں جبکہ سایہ نو قدم پر ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت تب ہوتا ہے جبکہ سایہ پندرہ قدم پر ہوتا ہے اور تمام ماہ پھاگن میں ظہر کا اول اس وقت ہوتا ہے جبکہ ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے اور عصر کا وقت ساڑھے ۱۴ قدم پر سایہ کے ہونے سے ہوتا ہے اور تمام ماہ چیت میں جب چھ قدم پر سایہ آجاتا ہے تو اس وقت ظہر کا اول ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جب سایہ ساڑھے بارہ قدم پر پہنچتا ہے۔ اور بیساکھ کے مہینے میں سایہ کے چار قدم پر سایہ ہونے سے ظہر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا اول تب ہوتا ہے جبکہ سایہ گیارہ قدم پر ہو۔ اور تمام ماہ جیٹھ میں ظہر کا اول اس وقت ہوتا ہے جب کہ سایہ ساڑھے تین قدم پر ہو اور عصر کا وقت دس قدم پر سایہ ہونے سے ہوتا ہے پس پہلی سایوں کا اندازہ یہ ہے اور ان کے ذریعہ ہر ایک ماہ میں زوال کا وقت معلوم ہو سکتا ہے اور ہر ایک امر کی بابت کو اچھی طرح خداوند تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ جہاں تک اس کا علم ہے۔ جہاں تک ہماری عقلیں پہنچ سکتی ہیں +

زوال آفتاب کے پہچاننے کا باعث

جو صورتیں بیان ہوئی ہیں اُن سے زوال آفتاب کی حدود کا جاننا کوئی واجب امر نہیں ہے بلکہ ایک سبب ہے جس سے خداوند تعالےٰ کی عبادت کرنے کا وقت پہچانتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی اس طریق میں جو بیان ہوا ہے اس کو نہیں پہچانتا بلکہ زوال آفتاب کے ایک وقت پر یقین ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب زوال کا وقت آگیا ہے تو اس وقت اس آدمی پر نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اور اس طریق سے پہچاننے والے آدمی تین طرح پر ہیں ایک تو وہ ہیں جنکو یقین کامل ہوتا ہے یہ لوگ گھڑی اور ستاروں کی رفتار سے معلوم کر کے یقین کر لیتے ہیں کہ اب زوال کا وقت ہو گیا ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں۔ جو اپنی کوشش میں ایک اندازہ مقرر کر لیتے ہیں یا کسی جماعت کی تقلید کرتے ہیں اور اس گروہ میں وہ اہل پیشہ اور اہل حرفہ شامل ہیں جن کو اوقات کے پہچاننے کا علم نہیں ہے اس سے جاہل ہیں اور کوشش اور اندازہ سے اپنے عمل کے وقت کا تعین کرتے ہیں۔ مثلاً ایک نانبائی ہے وہ دو خمیر یا تین خمیر کے آٹے کا اندازہ رکھتا ہے۔ کہ یہ ظہر کے وقت تک پکتا ہے جب وہ پکاتے پکانے تمام کر چکتا ہے تو اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لیتا ہے اسی طرح ایک چکی پیسنے والا ہے وہ بھی ایک پیمانہ کو ظہر کے وقت تک پیستا ہے جب وہ پیمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد نماز کو ادا کر لیتا ہے ایسا ہی اور لوگوں کو خیال کر لینا چاہیئے۔ اور اگر کسی روز بیمار ہو اور سستی یا کسی دوسرے سبب سے اس کے کام کے اندازہ میں فرق آجاوے تو اس صورت میں اس کے وقت کے اندازہ میں بھی فرق آجاتا ہے۔ اور جب اول سے ہیں تو تقلیداً جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی نماز درست ہے۔ اور تیسرے وہ ہیں جو صرف فکر اور کوشش سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ اب نماز کا وقت آگیا ہے اور یہ یقین انکو غالب گمان سے ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کسی ایسی جگہ قید ہیں کہ وہاں ذکر کے سوا وقت کو نہیں پہچان سکتے اور نہ ہی ان کو کوئی خبر دے سکتا ہے اور نہ ہی اذان کو سن سکتا ہے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب میں کسی کام کے واسطے تم کو حکم کروں تو اپنی طاقت کے مطابق اسکو بجالاؤ +

زوال آفتاب کی شناخت میں مشکل

زوال آفتاب کے وقت کا پہچاننا مشکل اور دقیق بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت کا ٹھیک دریافت کرنا مشکل ہے حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ کیا آفتاب کے زوال کا وقت ہو گیا ہے اُس نے جواب دیا کہ نہیں اور پھر کہا ہاں۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیسا جواب ہے جبرئیل نے کہا کہ جتنے عرصہ میں میں نے

قدموں کے سایہ کی پہچان

آفتاب کا بہت کم سایہ جس پر آفتاب ڈھلتا ہے جیسا کہ اس علم کے قدیم علماء نے بیان کیا ہے اور یہ ہے کہ ماہ
ساون دو قدموں پر ہوتا ہے اور ماہ پوہ میں آٹھ قدم ہے اور ماہ کوار میں پانچ قدم اور ماہ کاتک میں چھ قدم اور ماہ اگھن
قدم پر اور ماہ پوس میں آٹھ قدم پر اور یہ دن کے گھٹنے کی انتہا ہے اور یہ انتہا ہے چھوٹے دنوں کی اور بڑے ہو
اور اس کے بعد دن بڑھنے لگ جاتا ہے اور سایہ کم ہوتا ہے پس ماہ اگھن میں سات قدموں پر سورج ڈھلتا
پھاگن میں چھ قدموں پر۔ اور چیت میں پانچ قدم پر ہوتا ہے اور اس ماہ میں رات اور دن برابر ہوتے ہیں
بیساکھ میں چار قدم پر ہوتا ہے اور ماہ جیٹھ میں تین قدم پر ہوتا اور ماہ اساڑھ میں دو قدم پر اس ماہ میں دن انتہا درجہ تک بڑ۔
اور اسی طرح راتیں چھوٹی ہو لی ہیں اور یہ سب کم سایہ ہے جس پر سورج ڈھلتا ہے بس دن پندرہ گھڑی اور
ہو جاتا ہے اور ساون کے مہینے تین قدموں پر زوال ہوتا ہے اور ماہ بھادوں کے مہینہ میں چار قدم پر۔ او
پانچ قدم پر ہوتا ہے۔ اور اس میں رات دن ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور ملیاں ثوری کہتے ہیں
آفتاب کا وقت اکثر سات قدم کے سایہ پر ہوتا ہے۔ اور بہت کم سایہ جس پر زوال ہوتا ہے ایک قدم ہو
عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز ہم خدا کے رسول کے ساتھ پڑھا کرتے تھے تو وہ آ
کے سایہ سے پانچ قدم کے سایہ کے درمیانی وقت میں پڑھا کرتے تھے اور جاڑوں میں اس وقت پڑھا کر
کہ پانچ قدم پر سایہ ہوتا تھا ٭

زوال آفتاب کی دوسری صورت

بعض بزرگوں کا یہ قول ہے کہ جیٹھ کے مہینہ کی اُنتیسویں تاریخ کو زوال کا وقت اس وقت ہوتا ہے جو
کا سایہ تین قدموں کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح ہر چیز کا سایہ جو کھڑی کرے اس کے سات حصوں میں
تین حصوں کے برابر ہو اور اس کے بعد سایہ گھٹنے لگتا ہے دن بڑھتا ہے اور راتیں گھٹتی ہیں اور اساڑھ کی
تاریخ کو یہ گھٹنا و بڑھنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور ان دنوں میں زوال آفتاب انسان کے نصف قدم کے سایہ
اور یہ ان سایوں میں سے جن میں آفتاب کے زوال کا وقت ہوتا ہے کم درجہ کا ہے۔ اور اس کے بعد
شروع ہوتا ہے اور جب چھپنیں روز گذر جاتے ہیں تو ایک قدم زیادہ ہو جاتا ہے اور پھر ماہ کوار کی اُنیسویں تار
اور دن برابر ہو جاتے ہیں اور زوال آفتاب کا وقت اس روز میں قدم کے سایہ پر ہوتا ہے اور اس سے چود
بعد اور بھی زیادہ ایک قدم بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر پوس کی اُنیسویں تاریخ کو راتوں کا بڑھنا اور دنوں کا کم ہونا
انتہا پہنچ جاتا ہے۔ اور ان دنوں زوال آفتاب اس وقت ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے۔ ا
آفتاب کا اکثر وقت یہی کہا گیا ہے اور چودہ دن کے گذرنے کے بعد ایک قدم سایہ زیادہ ہونے لگتا ہے۔ اور ماہ چیت
تاریخ کو پھر رات اور دن برابر ہو جاتے ہیں۔ اور زوال آفتاب کا وقت تین قدم کے فاصلہ پر ہوتا ہے اور اس د
موسم گرما میں داخل ہوتا ہے۔ اور سایہ کا بڑھنا اور اس کا کم ہونا مدکور ہوا ہے یالتان اور خریف کے موسم
روز کے بعد ایک قدم ہے اور ربیع اور برسات میں ہر چودہ روز کے بعد ایک قدم ہے ٭

ایک اور طریق میں سایہ کی پہچان

بعض بزرگوں کا یہ قول ہے کہ ماہ اساڑھ میں جب سایہ تین قدم پر ہوتا ہے تو اس وقت زوال آفتاب
ہو جاتا ہے اور ایک قدم انسان کھڑے ہونے کے ساتویں حصہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور عصر کا اول وقت جب
ہے کہ جب سایہ ساڑھے نو قدم پر ہوتا ہے اور تمام ماہ ساون میں ظہر کا وقت چار قدم کے سایہ پر ہوتا ہے اور عصر
اس ماہ میں تب ہوتا ہے جب کہ ساڑھے دس قدم پر سایہ ہوتا ہے اور ماہ بھادوں میں جب سایہ پانچ قد

اور دوسرا عشاء آخر ہے کیونکہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ گنوار عرب اس نماز کا نام رکھنے سے تمہارے اوپر غلبہ کریں گے۔ اور اس نام میں تم انکی موافقت کرو گے اور اگر کوئی آدمی اس نماز کے پڑھنے میں آخری وقت تک توقف کرے تو یہ افضل ہے اور وہ رات کا بیشتر حصہ گذر جانے تک رہتا ہے یا اول شب کا نصف حصہ گذر جانے تک جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا ہے۔ اور نماز کے ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے سفیدی دور ہو جائے اور تاریکی دکھائی دے اور اس سفیدی سے مراد دوسری شفق ہے اور اگر چاہے تو چوتھا حصہ رات گذرنے تک تاخیر کرے۔ اور اگر چاہے تو ایک ثلث رات کے گذر جانے تک توقف کرے اور اگر چاہے تو نصف رات کے گذرنے تک تاخیر کرے ان سب وقتوں میں فضیلت ہے مگر بزرگی اس صورت میں ہے۔ کہ نماز پڑھنے سے پہلے ان وقتوں کے درمیان سو نہ جائے کیونکہ سونے کے بعد پھر نماز مکروہ کہی گئی ہے۔ اور اگر کسی آدمی کو یہ خوف ہو کہ نیند غالب ہو جائیگی تو اس کے واسطے پہلے نماز ادا کر لینی بہتر ہے۔ اور پھر نماز ادا کرنے کے بعد سو جائے اور اسی واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ افضل وقت میں اس نماز کا پڑھنا افضل ہے۔ اور تاخیر کرنے کو جو افضل کہا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ عشا کی نماز کو دیر سے پڑھو۔ اور ایک رات آپ دیر کے بعد عشا کی نماز پڑھنے کے واسطے آئے اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں پر مشکل معلوم نہ ہوتا تو میں انکو اس وقت ہی نماز پڑھنے کے واسطے حکم دیتا۔

پانچوں وقت کی نماز کی سنتیں

چنانچہ نماز کے ساتھ بارہ رکعت سنت ہیں نماز فجر کے پہلے دو رکعت ہیں اور دو رکعت ہی نماز ظہر کے پہلے۔ اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد ہیں اور دو رکعتیں نماز عشا کے بعد ہیں اور تین رکعت نماز وتر کی ہیں اور اختیار ہے کہ وتر کی نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے جیسا کہ مغرب کی۔ اور یا دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور آخری رکعت کو اکیلا پڑھ لے۔ اور پھر اس کے بعد سلام سے باہر آئے اور یہ طریق افضل بیان کیا گیا ہے اور پہلی رکعت میں جب الحمد پڑھ چکے تو اس کے بعد سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے اور فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور یہ امر مستحب بیان کیا گیا ہے کہ اپنے گھر میں ان سنتوں کو پڑھے اور اسکے بعد مسجد میں آکر خداوند تعالیٰ کو ذکر میں مصروف ہو اور کوئی بات نہ کرے اور اگر ضرورت لاحق ہو۔ تو اس وقت ضروری بات کر لینی جائز ہے اور یہاں تک درود اور وظیفہ میں مشغول رہے کہ پھر نماز فرض کے ادا کرنے کا وقت آجائے اور مغرب کے بعد سنتوں کی دو رکعت ایسی ہی پڑھے جیسی کہ ظہر کی دو سنتیں پڑھی ہیں۔ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول کو بیس دفعہ سے زیادہ مغرب کی سنت کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے سنا۔ اور طاؤس کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول پہلی رکعت میں تو آمن الرسول پڑھا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ اور مستحب ہے کہ ان کے پڑھنے میں جلدی کرے کیونکہ حذیفہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مغرب کی دو رکعت نماز پڑھ چکو تو ان میں جلدی کرو تاکہ فرشتے جب فرضوں کی نماز کو اُٹھا کر علیین میں لیجائیں تو ساتھ ہی ان کو بھی لے جائیں اور اسی واسطے ہی ان کو تخفیف سے پڑھنا واجب کہا گیا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی مغرب کے بعد دو رکعت نماز بات کرنے سے پہلے پڑھے تو فرشتے اس کی نماز کو اُٹھا کر علیین میں لیجاتے ہیں اور ان دونوں رکعتوں میں لمبی قرأت پڑھنی بھی مستحب ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مغرب کی دونوں رکعتوں میں یہاں تک لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے کہ سب مسجد کے لوگ آپ سے پہلے ہی فارغ ہو کر چلے جاتے تھے۔ اور حذیفہ رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ساتھ میں نے مغرب کی نماز پڑھی۔ اور آپ نے اس قدر قرأت کو لمبا کیا کہ اس کو نماز عشا کے وقت تک ختم کیا اور پھر نماز عشا پڑھنے کے بعد اپنے گھر میں واپس تشریف لائے اور یہ بھی آیا ہے کہ ان سنتوں کو اپنے گھر میں پڑھنا چاہئے

الفاظ نہیں پائے گئے۔ اتنے عرصہ میں آفتاب آسمان کی راہ پچاس ہزار کوس تک طے کر گیا تھا۔ اور خدا کے رسول نے جو یہ سوال کیا تھا تو خدا کے حکم کے موافق کیا تھا اور فرمایا ہے کہ اگر گرمی کے موسم میں تم میں سے کوئی آدمی قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو۔ اور اس کے داہنے ابرو کے مقابل میں آفتاب آگیا ہو۔ تو اس وقت ضرور ہی زوال آفتاب کا وقت ہو جاتا ہے اور وہ بے تامل ظہر کی نماز پڑھ لے۔ اور جب ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز کے برابر ہو تو وہ عصر کا وقت ہے اس وقت عصر کی نماز ادا کرو اور جب گرمیوں کے موسم میں قبلہ کی طرف کھڑے ہو اور آفتاب تمہارے بائیں ابرو کے مقابل میں ہو تو سمجھ لو کہ ابھی زوال کا وقت نہیں آیا۔ اور جب دونوں آنکھوں کے مقابل میں ہو تو اس وقت یہ جان لو کہ آفتاب بیچ میں ہوتا ہے اور جاڑوں کے اول میں کہ دن کمی میں ہوتا ہے جب آفتاب داہنے ابرو کے مقابل میں ہو تو سب زمانہ میں زوال آفتاب ہوتا ہے کیونکہ گرمیوں میں داہنے ابرو کے مقابل ہو تو ظہر کا اول وقت ہو جاتا ہے اور جاڑوں میں یہ وقت ظہر کا آخر ہے۔ اور جاڑوں میں اگر بائیں ابرو کے مقابل آفتاب ہو تو اس وقت ابتدا زوال آفتاب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت میں دن چھوٹے ہو جاتے ہیں اور جب دن بڑے ہوتے ہیں تو اول گرمی میں نماز ظاہر ہے کیونکہ دن کے لمبا ہونے کے سبب سے اس وقت زوال آفتاب نہیں ہوتا اور جاڑے کے موسم میں جب دونوں آنکھوں کے مقابل آفتاب ہوتا ہے تو ضرور آفتاب کے زوال کا وقت ہو جاتا ہے اور جاڑے کے موسم میں جب آفتاب داہنی آنکھ کے مقابل میں ہوتا ہے تو یہ وقت ظہر کا آخر وقت ہوتا ہے اور یہ حکم عراق اور خراسان کے لوگوں کے واسطے ہے۔ جو رکن اسود کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور خانہ کعبہ میں کعبہ کی طرف پڑھتے ہیں۔ اور جو اہل یمن اور اہل مغرب ہیں اور جو ان کے متصل ہیں۔ ان کو اس مسئلہ سے خلاف ہے کیونکہ یہ رکن یمانی کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور کعبہ کی پشت کی طرف اور اس سبب سے ان کو زوال آفتاب میں اختلاف ہے ٭

قبلہ کی سمت کی پہچان

زوال کا وقت تو بیان ہو چکا ہے۔ جب اس وقت کو پہچان لو اور قبلہ کی سمت معلوم کرنی چاہو۔ تو اپنے سایہ کو اپنی بائیں جانب کر کے اس وقت تمہارا منہ قبلہ کی طرف ہوگا۔ اور قبلہ کی یہ مختصر سی شناخت ہے اور اس میں کچھ رنج اور تکلیف برداشت کرنا نہیں پڑتا ہے اور زوال آفتاب کا معلوم کرنا آسان اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس کی شناخت بہت باریک اور مشکل ہے اور اس باب میں ابن مسعود رح کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہے ٭

عصر کے اول وقت کا ذکر

جب ہر ایک چیز کا سایہ اس سے بڑھ جاتا ہے تو وہ عصر کا اول وقت ہوتا ہے اور جب ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز سے دو چند ہو جاتا ہے تو وہ عصر کا آخر وقت ہے اور ضرورت کے ہوتے ہوئے جائز ہے کہ آفتاب کے غروب ہونے تک نماز کو پڑھ لیں اور اوپر یہ مذکور ہو چکا ہے اور اول وقت میں نماز کا پڑھنا افضل ہے ٭

مغرب کی نماز کا ذکر

جب آفتاب غروب ہو جائے تو وہ مغرب کی نماز کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب اس وقت غروب ہوتا ہے۔ جبکہ وہ نظروں سے غائب ہو جائے اور اس کی شعاعیں آسمان کے کناروں پر دکھائی نہ دیں اور اس کا آخری وقت وہ ہے جس میں آفتاب کی شفق دکھائی نہ دیتی۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ شفق سرخی کو کہتے ہیں ٭

نماز عشا کا وقت

جب شفق نہیں رہتی۔ تو اس وقت سے عشا کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رات کا تیسرا حصہ گذر جانے تک نماز عشا کی فضیلت کا درجہ اس کا ثواب باقی رہتا ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ آدھی رات تک باقی رہتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو اس وقت سے صبح صادق تک بھی اس کا وقت باقی ہوتا ہے۔ اور اس نماز کے وقت کو دو ناموں سے موسوم کیا گیا ہے ایک کا نام عتمہ ہے

نماز قیامت کے دن میزان کے پلڑے کو بھاری کر دیگی۔ اور جب لوگ پل صراط سے گذرنے لگیں گے تو اس کے اوپر
سے نمازیوں کو اس طرح سے جلدی اُتار دیگی جیسے ہوا گذر جاتی ہے۔ اور نماز جنت کے دروازہ کی کنجی ہے کیونکہ نماز
تسبیح ہے خدا کی حمد ہے اس میں خداوند کریم کو تقدیس اور تعظیم کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ اور قرآن پڑھا جاتا ہے خدا سے
ہدایت کی درخواست کی جاتی ہے۔ غرض جو نماز اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے وہ تمام عملوں میں سے بہت افضل عمل کہا
گیا ہے۔ اور ابن عمر رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں کا سلوں ہے
خداوند تعالٰے نماز کے ساتھ ہی دین کو قبول فرماتا ہے اس کے سوا نہیں کرتا۔ اور انس بن مالک رضہ کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی
خدا کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول خدا تعالٰے نے اس دن پر کسی چیز کو
فرض کیا ہے۔ فرمایا پانچ وقت کی نماز کو فرض کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر عرض کی کہ اس نماز کے آگے اور پیچھے بھی
کوئی چیز ہے آپ نے فرمایا۔ نہیں صرف پانچ وقت کی نماز ہی فرض اور کچھ نہیں۔ یہ سنکر اس شخص نے عرض کی کہ اگر اسی
قدر ہے اس کے آگے اور پیچھے سے اور کوئی چیز فرض نہیں کی گئی۔ تو خدا کی قسم میں اس میں سے نہ تو کچھ کم کرونگا اور نہ
بڑھاؤنگا۔ خدا کے رسول نے اس کی یہ بات سنکر فرمایا۔ کہ اگر تو سچا ہے تو بہشت میں داخل ہوگیا۔ اور تمیم داری رضہ کہتے ہیں۔
کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے بندہ سے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہوگی اور اگر اس نے
کامل طور پر اسکو ادا کیا ہوگا تو کامل طور پر ہی اُس کے حق میں لکھی ہوئی گئی ہوگی۔ اور اگر اس میں کچھ کسر رہگئی ہوگی تو اس
صورت میں خداوند تعالٰے فرشتوں سے فرمائیگا۔ کہ تم دریافت کرو کہ میرے بندے کی کچھ نفلیں بھی ہیں۔ اگر اس کی کچھ
نفلیں ہیں تو ان کو فرضوں میں ملادو اور ملا کر جو کمی ہے وہ پوری کر لو۔ اور انس بن حکیم ضبی کہتے ہیں۔ کہ ابو ہریرہ رضہ نے مجھ کو
فرمایا ہے کہ جب تم اپنے گھروں کو جاؤ۔ تو اپنے لوگوں کو خبر دیدو۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ سب کاموں سے پہل جس
چیز سے حساب ہوگا وہ نماز فرض ہوگی اور اگر اس کو کامل طور پر ادا کیا ہوگا بہتر ہے نہیں تو نفلوں کو ملا کر فرضوں کی کمی
کو پورا کرلینگے۔ اور جتنے عمل ہونگے سب میں اسی طرح ہی کیا جائیگا اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے۔ کہ اول بندہ کا حساب نماز کے بارہ میں ہوگا اور اس امت پر سب سے پہلے خداوند تعالٰی نے نماز کو ہی فرض کیا ہے۔

مسجد میں آنیکا بیان اور نماز میں خضوع اور خشوع کا ذکر

نافع رضہ ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے اور دوسرا
جماعت کے ساتھ پڑھے تو ان دونوں کی نمازوں میں ستائیس درجہ کا فرق ہے۔ اور ابو ہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ خدا کے
رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ وضو کرتا ہے اور پھر مسجد کی طرف آتا ہے۔ تو اس کے ہر ایک قدم کے عوض میں
خداوند تعالٰے اس کے نام ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اسی قدر بدی کم کردیتا ہے اور اس کے درجہ کو بڑھا دیتا ہے اور اس
سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے کوئی دوست مدت کے بعد اپنے بچھڑے ہوئے دوست کو ملکر خوش ہوتا ہے اور
ابی عثمان نہدی رضہ سلمان رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالٰے فرماتا ہے اگر کوئی
آدمی اپنے گھر میں وضو کرے اور اچھی طرح کرے اور اس کے بعد میری زیارت کے واسطے میرے گھر کی طرف آئے تو اس
کا مجھ پر یہ حق ہوجاتا ہے۔ کہ میں اپنے زیارت کرنے والے کی عزت کروں۔ اور سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ عمر بن
خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے رسول مقبول کے پاس آئے اور کہا۔ کہ
خداوند تعالٰے فرماتا ہے جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجدوں میں جاتے ہیں۔ ان کو یہ خوشخبری سنادے کہ ان کو قیامت کے دن
کامل نور ملیگا اور ابی درداء روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اندھیری رات میں جو آدمی
مسجدوں میں جاتا ہے اس کو قیامت کے دن خدا تعالٰے نور دیگا۔ اور ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے
فرمایا ہے کہ تنہا پڑھنے کی نسبت نماز جماعت میں پچیس درجے فضیلت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہے اور نافع ابن عمر سے

عائشہ رض روایت کرتی ہیں۔ کہ خدا کے رسول مغرب کے بعد کی دو رکعت گھروں میں آکر پڑھا کرتے تھے۔ اور ام حبیبہ سے بھی
روایت کی ہے۔ اور ابن عمر رض کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم جب مغرب کی نماز پڑھ لیتے تھے تو بعد کی دو رکعت گھر میں آکر پڑھا کر-
اور سہل بن سعد ساعدی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رض کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھ کر سلام پھیرا اور
مسجد سے باہر چلے آئے پس آپ کے زمانہ میں تھا آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی آدمی مسجد
دو رکعت نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ سنت کی نماز کو اپنے اپنے گھروں میں آکر پڑھا کرتے تھے +

پنجگانہ نماز کی فضیلتیں

ابی سلمہ رض نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ اے لوگو اگر تمہارے گھروں کے دروازہ
نہر جاری ہو اور ہر روز پانچ دفعہ تم اس میں غسل کرو۔ تو کیا تمہارے تمام جسموں پر کوئی میل کچیل رہ جائیگی۔ لوگوں نے کہا
آپ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے جو آدمی ان کو ادا کرتا ہے خداوند تعالےٰ اس کی تمام خطاؤں کو معا
کردیتا ہے۔ اور ابی ثعلبہ القرظی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے روایت کی کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ تم گنا
آگ میں جل رہے ہو اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے ہو۔ تو وہ اسکو ٹھنڈا کردیتا ہے اور جو کچھ پہلے ہوا ہوتا ہے وہ بخشا
ہے اور خدا کے رسول نے پانچ وقت کی نمازوں کی ایسی ہی بزرگی بیان فرمائی ہے۔ اور حارث جو حضرت عثمان
غلام تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمان رض بیٹھ گئے۔ اور آپ نے پانی مانگا آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا ا
وضو کیا اور فرمایا کہ خدا کے رسول کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے جس طرح میں نے وضو کیا ہے ا
میری طرح وضو کریگا۔ اور اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھیگا تو فجر اور ظہر کے درمیان اس سے جسقدر گناہ کئے ہونگے وہ
سب معاف ہو جائینگے۔ اور پھر مغرب کی نماز پڑھیگا تو ظہر اور مغرب کے درمیان کے گناہ معاف ہونگے۔ اور جب عـ
نماز پڑھیگا تو اس وقت اس کے وہ گناہ معاف ہو جائینگے جو اس نے مغرب اور عشا کے درمیان میں کئے ہونگے اور ا
بعد وہ سو جائیگا اور سوتے میں اس کی رالیں ٹپکینگی اور پھر جب صبح کے وقت اٹھ کر وضو کرکے فجر کی نماز پڑھیگا تو
اس نے عشا اور فجر کے درمیان میں کئے ہونگے وہ سب معاف کردئے جائینگے۔ اس کے بعد صحابوں نے آپکی
میں عرض کی کہ اے خدا کے رسول وضو اور پانچ وقت کی نمازوں کے حسنات تو آپ نے بیان کردئے ہیں۔ ا
صالحات کا بیان بھی فرمائیگا۔ اس لئے آپ نے یہ کلمات فرمائے۔ خداوند تعالےٰ پاک ہے اور اسی کے واسطے ہو
اور خدا کے سوا دوسرا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور وہ سب سے بلند ہے۔ خدا کی مدد کے سوا کسی کو قوت اور توا
نہیں ہوتی۔ اور جعفر بن محمد رض اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول۔
ہے کہ نماز پروردگار کی رضامندی ہے اور پیغمبروں کے ساتھ دوستی ہے اور انکی سنت۔ اسکا ادا کرنا اور [illegible] کا نور ہے
ایمان کا اصل۔ اور دعا اور عملوں کی قبولیت اسی پر ہی موقوف ہے۔ اور نماز سے رزق میں برکت آتی ہے اور
راحت ہوتی ہے۔ اور دشمنوں کے ساتھ لڑائی کرنے اور شیطان سے بچنے کا ایک بڑا آلہ ہے۔ جو ہر وقت مستعد
کھڑا رہے اور نماز کا جو صاحب ہوتا ہے اسکے واسطے وہ سفارش کی دعا کرتی ہے اور اس کی تاریک قبر کا چراغ ہم
اور قبر کے اندر مسہری بنتی ہے اور اس کا گرداگرد احاطہ ہوتی ہے اور جب قبر میں منکر اور نکیر آتے ہیں۔ اور آکر سوا
ہیں تو ان کے سوال کا جواب ہوتی ہے اور قبر میں قیامت تک جو تنہائی ہوگی اس کی مونس اور غمگسار رہے اور
قیامت کا دن آئیگا۔ تو اس کے سر پر چھا جائیگی اور اسکو گرمی کی شدت سے بچائیگی۔ اور اس کے سر کے واسطے
تاج ہوگی۔ اور اس کے واسطے عمدہ اور فاخرہ لباس اور اندھیرے میں اس کے آگے آگے
شمع کا کام دیتی ہوئی چلیگی اور جو نماز کا صاحب ہوگا۔ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان دیوار کی مانند کھڑی ہو
اور اپنے صاحب کو دوزخ کے گڑھے میں گرنے نہیں دیگی۔ اور خداوند کریم کے سامنے مومنوں کے واسطے ایک حجت ؛

براہیم نے خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کر کہ اس چشمہ میں پانی آجائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی مگر اس چشمہ میں کوئی
پانی نہ آیا اس سے آپ کو بھی شرمندگی ہوئی پس آپ نے ان فرشتوں کو کہا کہ تم خدا کی درگاہ میں دعا کرو کہ اس میں پانی
آجائے پس ایک فرشتے نے دعا کی اس سے اس چشمہ میں پانی آگیا اور اس کے بعد دوسرے فرشتہ نے دعا کی تو اس سے
وہ پانی چل پڑا اور جاری نہر ہو گئی۔ اور اس کے بعد انہوں نے آپ کو خبر دی کہ ہم تو فرشتے ہیں اور تو نے رات کے وقت
طعام کیا اور مسکراتے حال کیا تھا اس واسطے تیری دعا قبول نہیں ہوئی اب سوچنے کا مقام ہے کہ جب غرور کے باعث
خداوند تعالیٰ نے اپنے خلیل کے ساتھ ایسا معاملہ کرے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال۔ پس یہی خیال کرنا چاہیئے کہ عبادت کا
ہونا خدا کی طرف سے ایک توفیق ہے جو ہماری رفیق ہو رہی ہے۔ اور اس نے اپنے فضل اور کرم سے ہم پر یہ کرامت
کی ہے اور یہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم کو ایسی نعمت عظمیٰ عطا کی ہے اور طاعت کرنے کے واسطے ہم کو قدرت دی
ہے۔ پس ہر ایک آدمی کو لازم یہ ہے کہ وہ اپنے خدا کے روبرو ادب اور عاجزی سے کھڑا ہو۔ اور ایسا سمجھے کہ وہ مجھے دیکھ
رہا ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے خدا کی اس طرح عبادت کرو۔ کہ گویا وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔
اور اگر وہ تم کو نظر نہیں آتا۔ تو تمہیں تو وہ ضرور دیکھتا ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت
عیسیٰ کی طرف وحی کی اور ارشاد فرمایا کہ جب تو میری درگاہ میں میرے روبرو کھڑا ہو تو اس حالت میں کھڑا ہو کہ تو مجھ سے خائف
ہو۔ عاجزی کرنے والا ہو میری عظمت سے ڈرتا ہو کانپتا ہو۔ اور اپنے نفس کو ذلیل اور خوار سمجھے اور میری بارگاہ میں دعا
کرنے کے وقت اس حال میں ہو کہ تیرے جسم میں اس قدر بیقراری ہو کہ گویا تیرے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہوتے
جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس بھی خدا نے وحی بھیجکر ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ اور مذکور
ہے کہ جب آپ سرور نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے تو خوف کے مارے ان کے منہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور
مسلم بن یسار جب نماز پڑھا کرتے تھے تو اس وقت ایسے مشغول ہوتے تھے کہ ان کو کسی کی بات سنائی ہی نہ دیتی تھی۔ اور
خدا کے خوف کے سوا ان کے دل میں اور کوئی خیال نہیں گذرتا تھا۔ اور عامر بن عبد قیس کہتے ہیں کہ جس وقت میں نماز
پڑھنے لگتا ہوں تو اس وقت دنیا کے کام مجھے بہت ہی رذیل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہاں تک میں انکو برا جانتا ہوں کہ
ان میں فکر کرنے کی بجائے کوئی میرے دونوں کندھوں کے درمیان چھری مارے تو اسکو دنیاوی فکر سے بہتر جانتا ہوں
اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہرگز کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں دنیاوی فکر اسے میرے دل میں کوئی فکر آیا
ہو۔ اور مجاہد رحمۃ کہتے ہیں کہ ابن زبیر جب نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
وہ ایک سوکھی سی لکڑی ہیں کیونکہ خدا کے خوف سے بالکل بےحس اور بےحرکت ہو کر کھڑے ہوتے تھے اور بعض
علماء نماز میں کھڑے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا دوزخ کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور غلام علیہ الرحمۃ
موسم سرما میں نماز پڑھا کرتے تھے تو اس وقت ان کے بدن سے پسینہ جاری ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ
پسینہ آنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ سے حیا آتا ہے۔ اس واسطے بدن سے پسینہ جاری ہو پڑتا ہے۔
مذکور ہے کہ مسلم بن یسار ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے اسی اثنا میں ان کے گھر میں آگ لگ گئی اور اسی گھر میں ہی نماز
ہی پڑھ رہے تھے۔ بصرہ کے لوگوں نے اس واقعہ کو دیکھ کر بہت شور مچایا اور اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر اس آگ
کو بجھایا مگر باوجود اس غل غپاڑے کے مسلم کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ وہ اسی نماز میں ہی مصروف رہے اور جب نماز سے فارغ ہوئے
اس وقت انکو معلوم ہوا۔ کہ گھر کی کوٹھڑی میں آگ لگی تھی اور لوگوں نے اسکو بجھایا ہے۔ اور مذکور ہے کہ ایک دفعہ
مسلم جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور اسی حال میں انکے پہلو میں ایک ستون آگرا بازار کے لوگوں نے اس واقعہ پر
شور اور غل مچایا۔ مگر مسلم کو خبر نہ ہوئی۔ اور عمار بن یاسر کا ذکر ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے ادھر ادھر آگے رہا ہوا تھا اس
نے نکال لیا تھا۔ انکے نماز میں اس قصہ کی طرف آپ کا خیال جاتا رہا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس وقت آپ

روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اکیلی اور باجماعت نماز پڑھنے والے کی نماز میں ستائیس
ہے۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز
اسکو مبرور حج اور مقبول عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اسکو
نمازوں کا ثواب ملتا ہے جو باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ اور جنت فردوس میں اسکے ستر درجے اور زیادہ بڑھا دیئے جا
اور اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھے اور آفتاب کے غروب ہونے تک خداوند تعالےٰ کی یاد
میں رہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک آدمی کو آزاد کرتا ہے۔ اور اس
بارہ ہزار سے اور بھی آزاد کرتا ہے اور اگر کوئی مغرب کی نماز کو جماعت میں شامل ہو کر پڑھے تو اس کو اس قدر ثواب
گویا اس نے پچیس نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھی ہیں اور جنت عدن میں اس کے ستر درجے بڑھ جاتے ہیں اور ج
کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کوئی شب قدر کی رات میں تمام رات خدا کی عبادت کرتا
ہر آدمی کے واسطے مستحب ہے کہ جب مسجد میں آوے تو ڈر اور فروتنی اور عاجزی اور انکساری سے آوے۔ اور سکینہ
وقار کے ساتھ پر ہو۔ اور اپنے دل میں فکر اور ادب پیدا کرے اور دنیا کے جتنے شغل اور فکر ہوں۔ ان سب کو دل
سے اور ان باتوں کو اختیار کرے۔ رغبت۔ خدا کا خوف۔ عاجزی۔ تواضع۔ فروتنی۔ اور ان باتوں کو چھوڑ دے
تکبر۔ فخر کرنا۔ خود بینی اور خلقت کو دکھلانا اور اپنے دل میں ارادہ کرے کہ میں خدا کے گھروں میں سے ایک
جاتا ہوں جس میں خدا کا نام بلند کیا جاتا ہے اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں صبح و شام اور وہ
مرداں خدا ہیں جنکو خرید و فروخت اور تجارت اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی۔ پس جسقدر جماعت کا حصہ پائیں اس کو
کے ساتھ ادا کریں اور جو حصہ فوت ہو گیا ہو اسکی قضا کرلیں۔ اور ابوہریرہ بھی ایسا ہی روایت کرتے ہیں کہ خدا کے
فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اور تکبیر اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہو۔ پس چاہیے کہ وہ جس طرح
اسی پر چلے اور جسقدر اسکو نماز مل جائے اسکو ادا کرے اور جو باقی رہ گئی ہے وہ قضا کرے۔ اور ایک دوسرے لفظ میں
آیا ہے کہ وہ آرام اور وقار کے ساتھ چلے اور کسی کو ایسا کرنا نہ چاہیئے۔ کہ وہ عبادت کی ہمیشگی پر مغرور ہو جائے اس
کیونکہ اس قسم کا غرور اس شخص کو خداوند تعالےٰ کی نظروں سے گرا دیگا اور اس کے قرب سے دور کر دیگا جس
غرور ہو جاتا ہے وہ اپنی حالت کے دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے اور اس کی بصیرت کا نور جاتا رہتا ہے۔ اور جس
لذت سے جو اس کی عبادت سے پہلے حاصل ہوتی ہے دور اور محروم رہتا ہے اور اس کی معرفت کی جسقدر رصد
ہے وہ مکدر ہو جاتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کے عملوں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ اور روایت میں آیا ہے
متکبر اور مغرور ہوتے ہیں خداوند تعالےٰ ان کے کسی عمل کو جب تک وہ اس سے توبہ نہ کریں قبول نہیں کرتا
حدیث میں وارد ہے کہ ایک رات حضرت ابراہیم خلیل اللہ رات بھر خداوند تعالےٰ کی عبادت میں بیدار رہے اور
ہوئی۔ تو آپ کو اپنے قیام پر تعجب ہوا جیسے فخر کیا اور کہا کہ ابراہیم کا پروردگار بہتر ہے اور اس کے بہتر بندوں میں سے
اور جب دن کا کھانے کا وقت ہوا۔ تو اس وقت آپ نے کوئی آدمی اپنے ہمراہ کھانیوالا نہ دیکھا۔ اور آپ کی یہ عادت
کہ اکیلے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے دوسرے لوگوں کے ساتھ ملکر کھایا کرتے تھے اسلئے آپ نے کھانا نکالا اور راستے
گئے۔ تاکہ کوئی گذرنے والا آدمی گذرے تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھلائیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے دو فرشتے اتر
وہ آپ کی طرف آئے اور جب حضرت ابراہیم نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ کہ تم اس باغ میں میرے پاس آجاؤ۔ تاکہ ہم
کھانا کھلائیں اور یہاں باغ میں ایک چشمہ بھی بہتا ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے وہ فرشتے آپ کے پاس گئے
سکے سبزہ پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس کے بعد پانی پینے کے واسطے اس چشمہ پر گئے اور جب اس کے کنارے پر پہنچے تو
ہم سے غائب ہو گیا تھا۔ اور جب ابراہیم نے دیکھا کہ چشمہ تو سوکھا پڑا ہے تو وہ شرمندہ ہوا۔ اور فرشتوں نے آپ کو

لوگ ایسی نماز سے غافل ہیں انکے واسطے ہلاکت ہے) ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ یہاں وہ نمازی مقصود ہیں جو ایسی نماز کو ترک تو نہیں کرتے مگر نماز کے پڑھنے میں تاخیر کرتے ہیں اور سعد رضہ نے خدا کے رسول سے اس قول کے معنے پوچھے (الذین ہم عن صلاتہم ساہون) آپ نے فرمایا کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی نمازیں توقف کرتے ہیں اور راوی نے پیغمبر صلعم سے خدا کے اس قول کے معنے پوچھے (اضاعوا الصلوٰۃ الخ) یعنے جن لوگوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی وہ آخرکار غی میں داخل کئے جائینگے خدا کے رسول نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک جنگل ہے اسکو غی کہتے ہیں۔ بس یہ لوگ دوزخ کے اس جنگل میں داخل ہونگے جو اپنی نماز کے وقتوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص خدا کے رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی آدمی نماز کی نگاہبانی کریگا تو اس کے واسطے روشنی ہے گی اور اس کے ایمان پر روشن دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے رستگاری کا سبب ہے گی۔ اور اگر نماز کی حفاظت نہ کریگا تو اس کے واسطے روشنی کچھ نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی ایمان پر دلیل ہوگی اور نہ ہی دوزخ سے رستگاری کا باعث ہے گی اور قیامت کے دن یہ شخص فرعون اور ہامان اور قارون اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا اور جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کے پڑھنے میں سستی کرے تو خداوند تعالےٰ اسکو پندرہ عذابوں میں گرفتار کرتا ہے ان میں سے چھ عذاب تو اسکو دنیا کی زندگی میں دئے جاتے ہیں اور تین موت کے وقت ہوتے ہیں اور تین اس وقت ہوتے ہیں جب وہ قبر میں ہوتا ہے اور باقی تین عذاب اس وقت ہوتے ہیں جب وہ قبر سے اٹھتا ہے تو دنیا میں جو چھ عذاب دئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں پہلا اس کا نام صالح لوگوں کی فہرست سے نکال دیتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کی زندگانی کی برکت دور کر دیتے ہیں تیسرا یہ کہ اس کے رزق میں برکت نہیں ہوتی چوتھا یہ کہ جب تک وہ نماز کی تکمیل نہیں کرتا اس کے نیک عمل قبول نہیں ہوتے۔ پانچواں اسکی دعا قبول نہیں ہوتی۔ چھٹا یہ کہ صالح لوگوں کی دعا سے اسکو کچھ حصہ نہیں ملتا اور مرنے کے وقت جو تین عذاب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلا مرنے کے وقت وہ پیاسا ہی مریگا اگر اس کے حلق میں ساتوں دریا بھی ڈال دئے جائیں تو بھی اسکی پیاس نہیں بجھیگی۔ دوسرا یہ کہ اسکو اچانک موت آجائیگی۔ تیسرا یہ کہ اسکے کندھوں اور گردن پر لوہے اور پتھروں اور لکڑیوں کا بوجھ ڈال دینگے اور اس سے اسکو بوجھل بنا دینگے۔ اور جو قبر میں تین عذاب دئے جائینگے وہ یہ ہونگے۔ پہلا یہ کہ اس پر قبر تنگ ہو جائیگی۔ دوسرا اس کی قبر میں روشنی نہیں ہوگی اندھیرا ہوگا۔ تیسرا یہ کہ منکر اور نکیر اس سے سوال کرینگے وہ ان کو جواب نہیں دے سکیگا اس سے عاجز رہجائیگا اور جب قبر سے نکلیگا تو اس وقت اس کو یہ تین عذاب ملینگے۔ خداوند تعالےٰ قہر اور غضب میں بھرا ہوا اس سے ملاقات کریگا۔ دوسرا حساب اس کا حساب لیا جائیگا تو بہت سخت لیا جائیگا اور تیسرا یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے لوٹا کر دوزخ میں لے جائینگے اور اسکی عذابوں میں لڑھکا دیگے۔ اور ہو سکتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کسی دوزخی کو بخشدے اور دوزخ کی عذابوں سے نکال لے ۔

نماز کی شان

نماز کی شان بڑی عظیم ہے اور اس کے احکام بھی بہت بڑے جلیل ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے پیغمبر صاحب محمد مصطفےٰ صلعم پر رسالت نازل فرمائی پھر اکثر آیتوں میں سب چیزوں سے پہلے نماز کے واسطے حکم دیا۔ اور فرمایا قرآن میں جس چیز کی تیرے پاس وحی کی ہے تو اس کو پڑھ اور نماز کو قائم رکھ اور فرمایا ہے (فحش اور منکر باتوں سے نماز روکتی ہے) اور فرمایا (اپنے اہل کو نماز کے واسطے حکم کر اور اس پر ہمیشگی کر ہم تجھ سے رزق کی بابت نہیں پوچھتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں) اور فرمایا اے مسلمانو! ان صبر کے ساتھ عبادت کرنے والوں اور نماز پر خداوند تعالیٰ سے مدد مانگو اور فرمایا اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد طلب کرو جو لوگ صابر ہوتے ہیں خداوند تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کیا ہے کہ نیکی کرو اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اعمال کے طور پر نیکیوں کو یاد کیا ہے اور وہ نیکیاں جو مقدر ہیں سب کی سب طاعت ہیں اور گناہوں کا ترک کرنا بھی ان میں داخل ہے۔ اور جو نماز کا ذکر کیا ہے وہ ان سے الگ کیا ہے اور اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے اور پیغمبر صلعم نے

نے اس جوتے کو پھینک دیا۔ اور پھر عمر بھر جوتا نہ پہنا۔ ربیع بن خشیم کی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نماز میں مشغول تھے اور آپ کے روبرو ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اس گھوڑے کی قیمت بیس ہزار درہم تھی اور آپ سے چور اس کو کھول کر لے گئے صبح کے وقت لوگوں کو خبر ہوئی۔ کہ آپ کا گھوڑا چوری گیا ہے۔ وہ تعزیت کے لئے پاس آئے۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ تم اس سے آگاہ رہو کہ گھوڑا لے جانے میں جس گھڑی چور نے اس کو کھولا تو اس وقت میں اس کو کھولتے ہوئے دیکھ رہا تھا مگر اس وقت میں جس کام میں مشغول تھا وہ گھوڑے سے مجھ کو زیادہ پیارا تھا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد اچانک آپ کا گھوڑا سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا ایک دن نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اس میں ایک سرخ ڈورا تھا۔ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس سرخ ڈورے نے مجھے خدا سے غافل کر دیا ہے اور میری نماز میں خلل ڈالا ہے۔ اور جو لوگ نماز میں خاشع ہیں۔ انکی نسبت خداوند تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) اور رہبری کا مقولہ ہے کہ خشوع سکون ہے جو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت ادھر ادھر نہ ہو کہ بیرے دائیں اور بائیں کون ہے۔ اور اسی واسطے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ نماز ایک شے ہے

نماز کی نگاہبانی میں اور جو اس کو ضائع کرتا ہے اسکے عذاب کا بیان

اعمش نے عیوں بن سلمہ سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اول وقت اس نماز ادا کرتا ہے تو وہ نماز آسمانوں پر لیجائی جاتی ہے اور اس نماز کے ساتھ ایک روشنی بھی ہوتی ہے روشنی میں ہی اس نماز کو عرش معلی تک لیجاتے ہیں اور جب یہ نماز عرش معلے پر پہنچ جاتی ہے تو وہاں قیامت تک کے واسطے بخشش مانگتی رہتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اے میرے نمازی جس طرح تو نے مجھے نگاہ رکھا ہے۔ اسی طرح خدا تم کو نگاہ رکھے۔ اور اگر کوئی بندہ کسی غیر وقت میں نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی آسمان پر جاتی ہے مگر یہ اکیلی ہوتی ہے نماز کے ساتھ نہیں جاتا اور جب نماز آسمان پر پہنچتی ہے۔ تو اسکو طرح لپیٹ دیتے ہیں جس طرح ایک لتے یا کپڑے میں اور لپیٹ لپاٹ کر اس نمازی کے منہ پر اسکو الٹا کرکے مارتے ہیں اس وقت وہ نماز کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا اسی طرح خدا تعالے تم کو ضائع کرے۔ اور عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب آدمی اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز میں کھڑا ہو اور خوب طرح رکوع اور سجدہ کرے اور اچھی طرح قرأت پڑھے تو نماز اس کے حق میں یہ کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھ کو نگاہ رکھا ہے۔ اسی طرح خداوند تعالے تم کو نگاہ رکھے اس کے بعد اس نماز کو آسمانوں پر لیجاتے ہیں اور وہ ایسی ہوتی ہے جیسا کہ ایک نور ہوتا ہے اور آسمانوں کے دروازے اس کے لئے پہلے ہی کھول دیے جاتے ہیں۔ اور وہ جانے ہی ان سے داخل ہو جاتی ہے اور ہوتے ہوتے خداوند تعالے کے حضور جا پہنچتی ہے اور وہاں حاضر ہونے کے بعد خداوند تعالے سے اپنے صاحب کے واسطے سفارش کرتی ہے اور جب آدمی نے رکوع اور سجود اور قرأت کو ضائع کیا ہوتا ہے وہ نماز کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا ہے اسی طرح خدا تجھ کو ضائع کرے۔ پھر اوپر چڑھائی جاتی ہے۔ اور تاریکی کی حالت میں جاتی ہے اور اسکے واسطے آسمان کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور اس کو پرانے کپڑے کی مانند لپیٹ دیتے ہیں اور اس نمازی کے منہ پر اس کو الٹی کرکے مارتے ہیں ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا کہ عملوں میں سے بہتر عمل کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنی۔ ماں اور باپ کی فرمانبرداری کرنی۔ خدا کی راہ میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنا اور ابن عمر جو مؤذن ہیں اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا۔ کہ آدمی اول وقت میں نماز پڑھے تو یہ خدا کی رضامندی کا باعث ہے اور جو کوئی درمیانہ وقت میں ادا کرے تو یہ خدا کی رحمت کا باعث ہے آدمی آخر وقت میں نماز کو ادا کرے تو یہ اس کے گناہوں کے معاف ہونے کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا

اپنی آنکھوں کو اور طرف نہ پھیرے ۔ اور اس کے سوا یہ ہے کہ ٹھوڑی کو سینے سے لگائے ۔ کپڑوں کو لپیٹے ۔ انگڑائی لیوے ۔ لمبے لمبے
سانس لیوے ۔ آنکھیں بند کر لے ۔ داہنی بائیں طرف دیکھنا ۔ عقبہ بن عامر رض اس آیت کی تفسیر میں الذین ہم علی صلوتہم دائمون
کہتے ہیں کہ یہ لوگ نماز کو پڑھتے ہیں تو داہنی اور بائیں طرف ہرگز توجہ نہیں کرتے ۔ اور عائشہ رض کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے پیغمبر خدا
سے پوچھا کہ اگر نماز میں اور طرف توجہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطانی جھپٹ ہے ۔ جو نماز سے لگا کر آدمی کو اور
طرف لیجاتا ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ طلحہ ابن مصرف عبد الجبار ابن وائل کے پاس آئے اس وقت وہ اپنی قوم میں بیٹھے ہوئے تھے طلحہ نے
آہستہ سے کچھ کہا اور پھر وہاں سے چلے گئے ۔ عبد الجبار نے اپنی قوم کے لوگوں کو کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ طلحہ نے کیا کہا ہے ۔
مجھے یہ کہہ گئے ہیں ۔ کہ میں نے تم کو کل کے دن نماز کی حالت میں دیکھا تھا تیری توجہ اور طرف تھی اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا
نے فرمایا ہے جب بندہ نماز پڑھنے لگتا ہے ۔ تو اس وقت اللہ تعالے اسکی طرف دیکھتا ہے ۔ اور جب تک وہ نماز میں اور طرف توجہ نہیں
کرتا اور ادھر ادھر اپنا خیال نہیں دوڑاتا اس وقت تک اللہ تعالے اس سے اپنی نظر کو نہیں ہٹاتا اور ایک دوسری حدیث
میں وارد ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت آدمی کو تین خصلتیں حاصل ہوتی ہیں پہلی تو یہ ہے کہ آسمان سے اس کے سر پر نیکیوں کی
بوچھاڑ کی جاتی ہے دوسری یہ ہے کہ آسمان سے فرشتے اُتر کر اس کے قدموں کے پاس سے لیکر آسمان تک اسکو گھیر لیتے ہیں
اور تیسری یہ ہے پکارنے والا پکار کر اسکی نماز کی گواہی دیتا ہے پس اگر نمازی کو یہ بات معلوم ہو کہ میں جو مناجات کر رہا ہوں کس
کی درگاہ میں کر رہا ہوں تو پھر وہ کبھی دوسری طرف توجہ نہ کرے ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ نماز میں اور طرف توجہ کرنی مکروہ
ہے ۔ اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز میں اور طرف توجہ کرنی نماز کو قطع کر دیتی ہے اور اس سے نماز کی عزت بھی نہیں
رہتی اور اس کا ادب بھی نہیں رہتا اور نمازی کو چاہیئے کہ کتے کیطرح نہ بیٹھے کیونکہ یہ مکروہ ہے اور امام کا زدہ کرے اور جب سجدہ کرنے لگے تو
اسوقت دونوں زانو زمین پر ٹیکے پھر ہاتھ اور دونوں ہاتھوں پر سہارا کرکے دونوں پہلو جدا رکھے دونوں بازوؤں کا ملانا بھی مکروہ ہے کیونکہ [illegible]
روایت میں آیا ہے کہ جب پیغمبر ص سجدہ کیا کرتے تھے تو آپ اتنا فرق کرتے تھے ۔ کہ اگر دونوں بازوؤں میں سے بکری کا بچہ نکلنا
چاہتا تو آسانی سے نکل سکتا تھا ۔ اور اس بات میں جو مبالغہ کیا ہے تو اس واسطے کیا ہے کہ بغلوں سے دونوں
کہنیاں الگ ہیں اور اس بات میں تاکید ظاہر ہو ۔ اور دوسری حدیث میں آیا کہ پیغمبر خدا جب سجدہ کیا کرتے تھے تو اس وقت
بغل اور کہنیوں میں فرق رکھتے تھے اور جب آدمی سجدہ میں ہو تو اس وقت ہاتھ کی انگلیوں کو ملائے رکھے ان میں فرق
نہ کرے اور رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھ بغیر کہنیوں کے گھٹنوں پر رکھے ۔ اور نیچے اوپر پاؤں نہ رکھے اور زمین سے
دونوں قدم نہ اٹھائے ۔ اور مکروہ ہے کہ اپنا پاجامہ یا چادر لٹکا دے دامنوں میں خلال نہ کرے اور کھانے کی کوئی چیز منہ
میں نہ رکھے اور ایک یا دو دانے کے سوا بھی نہ نگلے اور نماز میں بار بار کسی چیز کو پھیر لینا بھی نہیں ۔ اور سجدے میں
منہ سے نہ پھونکے اور سنگریزوں کو بھی برابر نہ کرے اور دائیں بائیں نہ جھکے اور تشہد میں اپنے ہم نشیں پر آواز بلند نہ کرے
اور جو شخص دائیں بائیں کھڑے ہوں اُن کو پہچاننے کے واسطے یا کسی اور وجہ سے انکی طرف نہ دیکھے ۔ سر اور ابرو سے کوئی اشارہ
بھی نہ کرے اور نہ ہی ڈکار لے نہ کچھ کھائے نہ تھوکے اور نہ ہی ناک صاف کرے اور نماز میں چھینکنا بھی نہیں اور اپنے کپڑوں پر
بھی خیال نہ کرے ۔ اور جب تک نماز سے فارغ نہ ہو پیشانی سے خاک دور نہ کرے اور ایک مرتبہ سے زیادہ سجدے کے
مقام کو سنگریزہ دور کر کے پاک کرنا صحیح ہے اور اگر امام ہے تو تشہد کے بعد دعا نہ کرے ۔ اور جب سلام پھیر چکے —
اور محراب میں بیٹھے ۔ اسطرح بیٹھے کہ بائیاں ہاتھ محراب کی طرف ہو تو دائیاں پہلو مقتدیوں کی جانب اور محراب سے
نکلکر بیٹھنا مستحب بیان کیا گیا ہے اور نماز پڑھتا ہو تو کسی چیز سے انگلیوں میں گرہ نہ دے اور داڑھی اور کپڑوں سے کھیل نہ
کرے ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جو شخص دل کے حضور سے نماز نہیں پڑھتا اللہ تعالے اُس کیطرف
توجہ نہیں کرتا پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو نماز میں اپنی داڑھی کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے دل میں
خدا کا خوف نہیں ہے اگر اس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اس کے اعضاوں میں بھی خدا کا ڈر ہوتا اور کانپتے ہوئے ہوتے

اپنی وفات کے وقت اپنی امت کو نماز کی نصیحت کی ہے۔ اور فرمایا کہ نماز میں خدا ذوالجلال سے خوف کرو اور اس سے ڈرو اور اپنے ا
اپنے فرمانبرداروں کے متعلق جو تمہارے ماتحت ہوں انکو نگاہ رکھو اور حساب کی یہ آخری وصیت تھی اور حدیث میں آیا ہے کہ جتنے پیغمبر
اپنے وفات کے وقت اپنی امت کو آخری نصیحت یہی کی ہے۔ اور ہر ایک نبی کا آخری عہد اپنی امت کے ساتھ یہی ہوا ہے
فرائض امت پر فرض کئے گئے ہیں ان میں اول نماز ہے اور آخری وقت میں پیغمبروں نے جو نصیحت کی ہے وہ بھی نماز ہی ہے
چیزوں سے اسلام کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ان کی آخری چیز بھی یہی ہے اور قیامت کے روز جن باتوں کا سوال
کیا جائیگا ان سے پہلی چیز یہی ہے۔ نماز اسلام کا ایک ستون ہے اگر اسکو ضائع کیا جائے تو دین باقی رہتا ہے
اسلام۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے تمہارے دین سے سب سے پہلے جو چیز گم کیجائیگی
ہوگی اور اس میں سے جو آخری چیز گم ہوگی وہ نماز ہوگی۔ اور بہت سی ایسی قومیں بھی ہونگی کہ اپنی نمازیں سے ان کو
دیا جائیگا اور امام احمد صاحب کے نزدیک جو نماز کو ترک کرتا ہے اسواسطے کہ وہ اسے فرض نہیں مانتا وہ کافر ہے ا
کرنا واجب ہے اس میں کسی مذہب والے کا اختلاف نہیں۔ اور جو شخص نماز کو فرض سمجھتا ہے لیکن سستی اور کاہلی
ترک کرتا ہے تو اسکو نماز کے واسطے بلایا جاوے اگر بلانے سے وہ حاضر نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ کافر ہے
اسکو تین روز تک توبہ کرائیں اور وہ توبہ نہ کرے تو اس کے بعد تلوار سے اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ اور دونوں حالتوں
مرتد ہو جاتا ہے مسلمانوں کو اختیار ہے کہ اس کا مال لوٹ لیں اور اس کو بیت المال میں داخل کردیں اور اسکے جنازے پر نماز
اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں اسکو دفن کیا جائے اور امام کہتے ہیں۔ کہ اس شخص کا قتل واجب نہیں ہے
الصلوٰۃ کا قتل واجب ہے جو سستی سے تین دن تک نماز ترک کرے اور چوتھے دن بھی نماز میں نہ آئے یہاں تک کہ
تنگ ہو جائے اور اس کا قتل حد شرع کے رو سے ہوگا۔ نہ کفر کے سبب سے جیسے بیاہے ہوئے زانی کے لئے حد
اسی طرح سے اسکو حد لازم آتی ہے اور جو کچھ اس کا مال ہوتا ہے اس کے وارث اس کے مسلمان عزیز اور اقارب
امام ابوحنیفہ کہتے ہیں اس قسم کے تارک الصلوٰۃ کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو قید رکھیں اور بند کردیں تاکہ نماز پڑھے یا
یا اسی قید میں ہی مرجائے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ جو شخص تارک الصلوٰۃ ہو حد جاری کرنے کے لئے اس کو قتل
قتل کیا جائے اور وہ کافر نہیں ہوتا اور اس بات میں کہ تارک الصلوٰۃ کافر ہے یا نہیں اوپر حدیث بیان کی گئی ہے۔ ا
کے علاوہ یہ ہے کہ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کفر اور مسلمان میں نماز کا فرق ہے
عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے ہمارے اور تمہارے درمیان صرف نماز کا فرق
جو آدمی نماز کو ترک کرتا ہے وہ کافر ہے اور جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے ایک آدمی کو
دیکھا وہ اسطرح جلدی کر رہا تھا جیسے کوا جلدی جلدی دانے چگتا ہے۔ اسکی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ اگر یہ آدمی اسی حال
مرگیا تو دین محمدی سے باہر مریگا۔ اور عطیہ اوفی ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جان
بوجھ کر چھوڑے تو اس کا نام دوزخ کے دروازے پر ان لوگوں میں لکھا جاتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونیوالے ہوتے ہیں اور انس بن مالک کہتے
پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو تم اس سے آگاہ رہو کہ اگر تم میں سے کوئی عشا کی نماز کے پہلے سو جائیگا اور نماز نہ پڑھیگا تو فرشتے اس
کی بیوی کو دونوں آنکھوں کے درمیان پیدا آئے اور نہ ہی میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اللہ تجھے جنت اور دوزخ کے درمیان قید کر رکھے جیسا کہ تو نے

نماز کے مکروہات

حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے اصحابوں میں سے بعض علما نے فرمایا ہے کہ پینتالیس خصلتیں مکروہ ہیں۔ اور نماز
میں منع ہیں جانماز پر چہرہ کو رکھ کر گھمانا یا کسی دوسری طرف میں توجہ کرنی یا مشغول ہونا۔ بے ضرورت چھینکنا۔ اپنے سر کو آسمان
اونچا کرنا۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر آسمان کی طرف دیکھتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جو لوگ اپنی نماز میں عاجزی
نہیں ... نازل ہوتے ہی آپ نے اپنے سر اور اپنی آنکھ کو نیچے کر لیا۔ اور نمازی کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ جائے

کھڑا ہوں کہ وہ میری حرکتوں کو دیکھ رہا ہے اور میرے دلی خیالات کو جانتا ہے اس کے بعد وہ اسی نظر کو سجدہ کی جگہ پر لگائے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کچھ خیال نہ کرے اور آسمان کی طرف اپنے سر کو نہ اٹھائے اور جب یہ کہے سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک الخ اس وقت یہ جانے کہ میں ایسے شخص سے خطاب کر رہا ہوں جو بہت ہی بلند مقام ہے صاحب عزت ہے۔ صاحب شان ہے سنتا ہے دیکھتا ہے اور ہر حال میں حاضر ہے کوئی پوشیدہ راز چاہے بال کی طرح ہی باریک ہو اور وسوسہ کی طرح ایک حرکت چاہے کتنی ہی ضعیف ہو اس پر ظاہر ہے اور جب یہ کہے ایاک نعبد و ایاک نستعین اس وقت جو کہہ رہا ہے اس کو اپنے دل میں اچھی طرح سوچے اور جس سے خطاب کر رہا ہے اسے خوب پہچانے اور باوجود خشوع اور خضوع کے سہو اور نسیان کا خیال رکھے۔ ایسا نہ ہونے پائے کہ سہو اور نسیان کو دخل ہو۔ اور سورۃ فاتحہ میں گیارہ شدیں ادا کرے۔ اور قرات کو روانگی میں اس طرح نہ پڑھے کہ اس کے معنوں میں فرق آجاوے۔ اور قرأت فرض ہے اور نماز کا ایک رکن ہے۔ اگر اس کو ترک کردے۔ تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب ان امور کے لحاظ سے قرأت میں کھڑا ہو تو اس وقت یہ سمجھے کہ میں پل صراط کے اوپر کھڑا ہوا ہوں اور میری دائیں جانب اپنی نعمتوں سمیت بہشت موجود ہے۔ اور بائیں طرف پر دوزخ ہے اور دوزخ کا جس قدر سامان ہے وہ اس میں تیار ہے اور اس پر یقین لائے کہ اگر میں اس کو صحت سے ادا کرونگا تو خداوند تعالیٰ نے اس کے عوض میں جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اسکو ضرور پورا کریگا۔ اور میں اس وقت خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے عبادت اس چاہنے کے واسطے موجود ہونے اور ان باتوں کے یقین کے ساتھ دل کا حضور کامل طور پر رکھے۔ اور اس میں کوئی شک نہ کرے کہ میری نماز کو خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے روبرو پیش کیا جائیگا اور صحیح وہی ہوگی جو خداوند تعالیٰ کے نزدیک صحیح ٹھیرے گی اور کامل سورۃ کی قرأت پڑھے اور اگر اس کے آخر یا اس کے وسط سے سورہ پڑھے تو بہتر ہے اور جو کچھ پڑھ رہا ہے اس کو اچھی طرح سکوت اور غور کے ساتھ سنے اور اس کو سمجھے بھی اور قرأت میں صحیح اور درست تلفظ نکالے۔ اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو خاموشی سے اسکی قرأت کو سنے اور سمجھے اور اس میں جو پند اور نصیحت کے الفاظ ہوں ان سے نصیحت اور عبرت اعتبار کرے اور امر اور نواہی کے متعلق احکام وارد ہوں ان پر اعتقاد لائے۔ اور ان کی فرمانبرداری کرے اور آخر سورۃ تک ایسا ہی عمل میں لائے۔ اور جب قرأت پڑھنے والا قرأت سے فارغ ہو جائے تو اس وقت خاموش کھڑا ہو اور اپنے دم کو درست کرے اور اس کے درست ہو جانے کے بعد رکوع میں جائے قرأت کے ختم ہوتے ہی دم درست کرنے کے سوا رکوع نہ کرے۔ اور اس کے بعد تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی لو تک یا دونوں کندھوں کے برابر تک اٹھائے جیسا کہ کتاب کے ابتداء میں بیان کیا گیا ہے اور جب تکبیر تمام ہو چکے تو پھر اپنے ہاتھوں کو چھوڑ دے اور رکوع کرنے کے واسطے جھک جائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھے اور دونوں پہنچوں سے اپنے دونوں زانو پکڑلے اور پیٹھ کو برابر کرے اور اپنے سر کو بلند نہ کرے اور نہ ہی زیادہ جھکائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا جس وقت رکوع کیا کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ کی پشت اس طرح ہموار ہوتی تھی۔ کہ اگر اس پر پانی کا ایک قطرہ ہوتا تھا۔ تو وہ ہرگز حرکت نہیں کرتا تھا۔ اور روایت میں آیا ہے۔ کہ اگر پانی کا پیالہ بھی آپ کی پیٹھ پر رکھ دیا جاتا۔ تو اس کو بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔ اور یہ بات اسی واسطے ہی ہوتی تھی کہ آپ کی پشت برابر اور ہموار رہتی تھی۔ اور رکوع میں تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہے۔ اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ اور حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ پوری اور کامل تسبیح سات دفعہ کہنے سے ہوتی ہے اور ان دونوں درجوں کا اوسط پانچ دفعہ ہے اور ادنیٰ مرتبہ تین ہے اور اس کے بعد اپنے سر کو اٹھائے اور اس وقت یہ کہے "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" اور سیدھا کھڑا ہو کر اپنے دم کو راست اور درست کرے۔ اور اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو نیچے لٹکا دے اور سجدہ میں جائے اور جب سجدہ میں جائے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے اور پھر دونوں ہاتھ اور اس کے بعد پیشانی اور ناک کو زمین سے لگائے اور سجدہ میں آرام

اور جس وقت ایک آدمی کو کنکریوں سے کھیلتے دیکھا۔ اور اس وقت وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ ایک حور عین مجھے اس سے سرِ نکاح کر دے۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ پیغام پہنچانے والوں میں سے تو بہت برا پیغام پہنچانے والا ایک طرف سے تو خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں حورعین کی درخواست کرتا ہے اور دوسری طرف سے اس طرح

اور عبدالرحمن بن عبداللہ حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی نماز میں ادھر کسطرف اپنی آنکھیں اٹھا۔ مارا جاوے ورنہ اس کی آنکھیں اسکی طرف نہیں پھریں گی۔ اور اور احادیث میں ہیں کہ جو نماز ہی دلی حضور سے نماز اور دوسرا لہو ولعب اور سہو سے پڑھتا ہے ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک صحیح روایت ہے کہ نے فرمایا ہے جسقدر بہرا ہاں نمازی اپنے دل کو نماز میں حاضر کرتا ہے۔ اسکو اسی حضور کے اندازے سے کہ حصے سے لیکر دسویں حصے تک ثواب ملتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا کہ خدا کے رسول نے فرمایا بعض نمازی ایسے ہیں کہ ان کو اپنی نمازوں میں چارسو نماز کا ثواب ملتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو دوسو نماز کا اور ڈیڑھ سو نماز کا اور بعض کو ستر نمازوں کا اور بعض کو پچاس کا اور بعض کو ساٹھ کا اور بعض کو ایک نماز کا تو ملتا ہے۔ چارسو نماز کا ثواب تو اس آدمی کو ملتا ہے جو کہ اس جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے مسجد الحرام میں ہے اور پہلی تکبیر اس سے کبھی فوت نہیں ہوتی اور دوسو نماز کا ثواب امام کو ملتا ہے۔ کیونکہ نماز کا احکام پہنچا لوگوں نے اسکو امامت پر مقرر کیا ہے اور ڈیڑھ سو نماز کا ثواب مؤذن کو ملتا ہے اور ستر نماز کا ثواب اس کو مسواک کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے اور جامع مسجد میں جماعت کے ساتھ اپنی پوری نماز پڑھتا ہے اور ثواب اس کو ملتا ہے جو امام کے ساتھ جامع مسجد میں نماز پڑھتا ہے چاہے اول تکبیر اس سے فوت ہی ہو گئی ستائیس نمازوں کا ثواب وہ لیتا ہے جو اپنا وضو پورا کر کے مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے اور پہلی تکبیر کو فوت نہیں اور دس نمازوں کا ثواب اسکو ملتا ہے جو جماعت میں شریک ہو جاتا ہے مگر پہلی تکبیر کھو دیتا ہے اور جس قدر ہی نماز کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ وہ شخص وہ ہے کہ جسکو جماعت نصیب نہ ہو اور اکیلا ہی اپنی نماز پڑھا کرے ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملتا ہے یہ وہ ہے جو مرغ کی طرح زمین پر ٹھونگیں مارے اور رکوع اور سجود اچھی اس شخص کی نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ لیتے ہیں اور الٹ کر اس کے منہ پر دے مارتے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ جس طرح تو نے نماز کو نگاہ نہیں رکھا اسی طرح خدا تجھ کو نگاہ نہ رکھے ✤

نماز کے آداب

ہر ایک نمازی کو نماز کے واسطے سب کرنی واجب ہے اور سمجھے کعبہ بیت الحرام کو اپنے سامنے اور دونوں آنکھ کی جگہ پر رکھے جیسے کہ کتاب کے شروع میں کہا گیا ہے۔ اور اس وقت خیال کرے کہ میں خداوند تعالیٰ کے حضور میں ہوں اور اس یقین میں کسی طرح کا شک نہیں لانا چاہیے اور یہ سمجھے کہ میں جہاں کھڑا ہوں خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے اور جب پھرتا سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ تو اپنے پروردگار کی اس طرح عبادت کر اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسکو ظاہر نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو ضرور دیکھ رہا ہے اور جب فرضوں کی نماز پڑھنی چاہے اس وقت نماز کی نیت کرے۔ اور اگر نفل پڑھتا ہے تو قضا کی نیت کرے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں تک اٹھائے اور کتاب کے اول میں اسکی صفت بیان کی گئی ہے اور انگلیوں کے کھلا رکھے اور ملا دینے میں دو جس میں ملانا اور کھلا رکھنا دونوں طرح سے آیا ہے اور جب دونوں ہاتھ اٹھائے۔ تو اس وقت تکبیر کہے۔ بعد وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس نے گویا اپنے اور خدا کے درمیان سے پردے کو دور کر دیا ہے اور اسکو وہ جگہ ملی

[illegible]

نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اے ہمارے اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیاں ہم سے
دور کر۔ اور ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جو نیکوکار ہیں ملا دے۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے اپنے پیغمبروں سے دینے کے
واسطے وعدہ کیا ہے وہ ہم کو عطا کر دے اور قیامت کے دن ہم کو ذلیل اور خوار نہ کر تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی
آدمی اس سے بھی زیادہ دعا خداوند تعالے کے ہاں مانگے تو وہ بھی روا اور جائز کی گئی ہے۔ اور اگر امام ہے تو وہ اس خیال
سے کہ دعا کو لمبا نہ بڑھا دے سے لوگوں کا دل تنگ ہو جائے اس کو مختصر کرے اور سلام پھیرے تاکہ لوگوں کے دل کو رنج
نہ پہنچے۔ اکثر لوگ اہل حاجت بھی ہوتے ہیں اور انہوں نے جا کر اپنی حاجت روائی کرنی ہوتی ہے۔ اور اپنی ذات کے واسطے
اور اپنے ماں باپ کے واسطے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرے۔ اور اپنے کام کے انجام سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور
ڈرنے کا مقام بھی ہے۔ کیونکہ جس حساب میں کھڑا ہے وہ نماز کی خواستگار ہے۔ اور نیکی کا تو ثواب عطا کرنے والی ہے
اور برائیوں کے سبب سے عذاب دینے والی ہے۔ اور جب کوئی صحیح اور سلامت طور پر اپنی منزل کو طے کرلے تو وہ
خدا کی حمد کرے اور اسکی ثنا بجا لائے۔ کیونکہ خدا نے اسکو اس لائق بنایا ہے۔ اور اگر دیکھے کہ میری نماز میں خلل آگیا ہے تو اس
صورت میں پھر اللہ تعالے کی طرف توجہ کرے اور اس سے بخشش مانگے۔ اور جو فروگذاشت ہوئی ہے دوسری دفعہ آمادہ ہو کر
اسکی معاوضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور نماز مقبول اور مردود ان دونوں کے واسطے علامتیں ہیں۔ مقبول نماز کی علامت
تو یہ ہے کہ جو صاحب نماز ہوتا ہے۔ وہ فاحش اور منکر گناہوں سے دور رہتا ہے اور بہت نیکی کرتا ہے اور نیک صلاح
بتلاتا ہے۔ اور لوگوں کو مکروہات سے باز رکھتا ہے اور ایسا کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کرتا ہے اور مکروہات کو مکروہ جانتا
ہے اور گناہوں کو گناہ۔ اور اس کے موافق ہوتا ہے جو خدا نے ارشاد کیا ہے فرمایا ہے کہ (نماز فواحش اور منکرات سے
باز رکھتی ہے) غرض ہر حال میں خداوند تعالے کا ذکر بزرگ اور جلیل ہے۔ اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس تمام میں امام
اور مقتدی اور منفرد سب شریک ہیں۔ اور نماز کی جسقدر سنتیں ہیں اور جسقدر شرطیں اور واجبات ہیں ان سب کا ذکر کتاب
کے ابتدا میں کیا گیا ہے اور اللہ ہی ہے جو تو اس کی توفیق عطا کرنے والا ہے ٭

امام کی صفت کا بیان

جو خصلتیں بیان کی جاتی ہیں جب تک کسی میں وہ نہ ہوں۔ اس کو امام بنانے سے منع کیا گیا ہے جب کوئی پہلے
امامت کے لائق موجود ہے یا زیادہ فاضل ہے اور علم اور صلاحیت میں زیادہ لیاقت اور فضیلت رکھتا ہے تو اس کے ہوتے
ہوئے اپنے آپ کو امام نہ بنائے۔ اور اگر کوئی ایسا کریگا تو وہ ہمیشہ پستی اور ذلیل رہیگا۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے
ہیں کہ اگر میری نسبت یہ حکم لگایا جائے کہ اسکی گردن ماری جائے اور جس قوم میں ابوبکر صدیق ہیں اگر اس میں امامت
کرانے سے میری گردن بچ جائے تو میں اسی گردن کٹوا دینے کو امامت سے بہتر جانتا ہوں اور امام ایسا ہو کہ وہ
قرآن مجید کا قاری ہو اور خدا کے دین کا فقیہ ہو اور رسول مقبول کی سنت کا عالم۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنے دینی
کاموں کو فقہا کے سامنے پیش کرو اور قاریوں کو اپنے امام بناؤ۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ لوگ کریں جو
تم میں بہتر ہوں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ تم کو خدا کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور اس کام کے واسطے ان لوگوں کو خدا نے مخصوص
کر دیا ہے کیونکہ یہ اہل دین ہیں اور اہل فضل ہیں اور خداوند تعالے کے عالم ہیں اور اہل خوف ہیں اور اپنی اور دوسروں
کی نماز کو سمجھتے ہیں اور جو اپنے اور مقتدیوں کے بوجھ اٹھانے سے خوف رکھتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ وہ نماز کو خراب کریں۔
اور خدا کے رسول نے ان لوگوں کو پسند نہیں کیا جو قرآن مجید کے حافظ ہیں اور قرأت پڑھنے والے ہیں اور اس پر عمل
نہیں کرتے۔ اور ان کو پسند کیا ہے جو قرآن کے حافظ ہیں اور اس کے عامل اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن پڑھنے
کے واسطے آدمیوں میں سے زیادہ لائق وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے چاہے وہ قرأت بہ خوبی نہیں کرتا۔ اور بعض کا یہ حال
ہے کہ وہ قرآن کو یاد کر لیتے ہیں اور اس پر عامل نہیں ہوتے۔ اور امامت کے واسطے خدا نے جو خاص مقرر کی ہیں ان کی

کرے اور اپنے جسم کے تمام اعضا کو قبلہ کی جانب رکھے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے
عضو سے مجھ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ بندہ جب سجدہ کرے
سے کرے۔ اور جس عضو کا سجدہ ضائع کر دیتا ہے وہ اس بندہ پر ہمیشہ لعنت کرتا رہتا ہے۔ اور سجدہ میں ا
ہوا رکھے۔ سینہ کے اوپر پھیلا ہوا اور کشادہ نہ رہے اور نہ ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو سمیٹے بلکہ دونوں
انگلیاں اس طور سے زمین پر رکھے کہ وہ دونوں کانوں یا دونوں کندھوں کے برابر رہیں اور دونوں
جہاں ان کا رکھنا مستحب بیان کیا گیا ہے۔ اور جب اٹھنے لگے۔ تو اس وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھانے
مستحب ہے مگر اپنے ہاتھوں کو سر تک اونچا نہ کرے اور اپنی انگلیوں کو ملائے رکھے۔ اور ان کو قبلہ کی ا
دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے جدا رہیں اور اپنے ران بھی دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے۔ اور یہ ہی
لگائے اور جب سجدہ میں ہو تو اس وقت تین دفعہ یہ کہے سبحان ربی الاعلیٰ اور اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا اپنا سر اٹھا
بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تین دفعہ یہ کہے "رب اغفرلی" اور اپنی نگاہ
ڈالے رہے۔ اور اس کے بعد دوسرے سجدہ میں جائے اور اس میں بھی بدستور یہی تسبیح پڑھے اور تکبیر
کو اٹھائے اور اپنے دونوں گھٹنوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو ٹیک کر اٹھ کھڑا ہو اور جب اٹھنے لگے۔ تو ایک دم
پاؤں کے بل نہ اٹھے کیونکہ اس طرح اٹھنا مکروہ ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک پاؤں کے بل اٹھنے
ہو جاتی ہے۔ اور یہی عمل دوسری رکعت میں بجا لائے اور جب پہلے تشہد میں بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور اپ
کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف کرے اور اپنے دائیں ہاتھ کو داہنے ران پر رکھے اور بائیں کو بائیں
سبابہ سے جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہے اشارہ کرے اور انگشت وسطیٰ اور انگوٹھے کو ملا کر ایک حلقہ بنائے ا
دونوں چھنگلیوں کو سمیٹ لے اور ابتدا سے تشہد کے آخر تک انگلیوں پر نگاہ رکھے۔ اور ایک روایت میں ا
کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس ساعت نہ کھلے کیونکہ وہ خدا کی درگا
اس کے پاس حاجات کرتا ہے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھے اور دائیں کو دائیں پر اور اپنے دل اور ا
انگلی پر لگائے۔ کیونکہ سبابہ انگلی کی نسبت کہا گیا ہے کہ یہ شیطان کو بھگا دیتی ہے اور اول سے آخر تک التحیا
اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا اٹھے۔ اور سورہ فاتحہ پڑھے اور رکوع بجا لائے اور سجدہ کرے اور چاروں رکعتیں ا
اور آخر کار تشہد کے واسطے بیٹھے اور پڑھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور التحیات کے پورا کرنے کے بعد یہ د
صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک
امام احمد رحمۃ سے ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم کے نام کے بعد ان کی آل کو بھی شریک کرے
بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم اور یہ آخری تشہد ہے اور چار چیزوں سے خدا کی درگاہ میں پناہ مانگنی مستحب
اے اللہ میں دوزخ کے عذاب سے امن چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے امن چاہتا ہوں۔ مسیح دجال کے ف
مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے امن کی درخواست کرتا ہوں اور اس کے بعد دعا مانگے۔ اے ا
کو میں جانتا ہوں۔ ان تمام کی میں تجھ سے نیکی چاہتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اس کی نیکی کی بھی درخواست
ان تمام شروں سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا ان سب سے امن مانگتا ہوں۔ اے اللہ
بندوں نے جو چیز تجھ سے طلب کی ہے میں تجھ سے اس کی نیکی کی درخواست کرتا ہوں۔ اور جس شر سے تیرے
نے تجھ سے پناہ مانگی ہے میں بھی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے بہشت مانگتا ہوں اور وہ ق
چاہتا ہوں جو بہشت کے نزدیک کر دیتا ہے اور میں دوزخ کے عذاب سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں ا
فعل سے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ جو اس کے نزدیک کر دیتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا

نفس پر صبر نہیں ہے کہ ایک شام سے آئندہ صبح میسر ہوگی یا نہیں ہوگی اور صبح سے تو شام تک زندگی رہیگی یا
نہیں معلوم کہ ہم کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے یا دوزخ کے کسی گڑھے میں ہمارے واسطے جگہ تجویز ہوئی۔
بلکہ خیال اور سال پر خوش نہیں ہونا چاہئے۔ اور پھر بڑا تعجب ہماری اس غفلت اور سہو پر ہے کہ تم کو اُ
ہے۔ اور اس سے غافل ہو رہے ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ ہماری زندگانی کا سفر آہستہ آہستہ منقطع ہوتا جاتا ہے۔
اور لمحہ میں ہماری حیاتی کا سلسلہ لپیٹے چلے جاتے ہیں۔ پس تم غفلت سے سر اٹھاؤ۔ آنکھیں کھولو۔ اور جو امر پیش آنے والا ہے
اس سے واقف اور ہوشیار ہو جاؤ اور اجل کے قاصد کی پیشوائی کرنے کے واسطے آمادہ رہو۔ کیونکہ اس کا آنا ضروری ہے
اور پھر اس کا کچھ علم نہیں ہے کہ ملک الموت اپنی رفاقت میں نیک بہشت میں پہونچینگے۔ اور اسکی نعمتوں اور حوروں کے مزے
چکھاوینگے یا کسی دوزخ کے گڑھے میں ڈالینگے۔ اور وہاں اس کی آگ کے مزے چکھنے پڑینگے جن کے ذائقہ کا بیان نہیں
ہوسکتا۔ اور اس کی لذت تحریر اور تقریر سے باہر ہے اور بشر کی یہ طاقت نہیں ہے کہ جو اسکی صفت اور حال بیان ہوا
ہے۔ اسکی حقیقت کو پہنچے اور اس کو پہچانے۔ دوزخ کے جو طرح طرح کے عذاب بیان ہوئے ہیں انکی کماحقہ سمجھ نہیں
ہوسکتی۔ ایک صالح آدمی کہتا ہے کہ مجھے اس سے تعجب آتا ہے۔ جو آدمی دوزخ کی آگ سے بھاگتا ہے اور اس کا خوف کرتا ہے
اسکو نیند کیونکر آتی ہے۔ اور جو بہشت کا طالب ہوتا ہے اسکو بہشت کے شوق میں آرام کسطرح آتا ہے۔ خدا کی قسم اس میں کوئی
شک نہیں۔ کہ اگر کوئی انسان بہشت کی طلب سے خالی ہو اور دوزخ کا خوف نہیں رکھتا تو وہ بھی ہلاکت میں گرتا چلا جاتا
ہے۔ اور اس کی بدبختی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور عمر اسکی طول پکڑ جاتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان بدبخت لوگوں کو
ہمراہ ہوگا جو عذاب میں گرفتار ہونگے اور اگر تیرے دل میں یہ گمان ہے کہ میں دوزخ کی آگ سے بھاگتا ہوں اور بہشت
کا طالب ہوں۔ تو اس صورت میں تجھے ایسا رہنا چاہئے۔ کہ طرح طرح کی آرزوئیں جو تجھ میں آراستہ کی گئی ہیں ان سے
مصروف ہوجاوے۔ اور مشقت اور کوشش کو اپنے اوپر لازم پکڑے اور نفس امارہ اور شیطان کے مکروں سے خوف کرے
کیونکہ ان کے آنے کے راستے بہت ہی باریک ہیں آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور وہ آگھس جاتا ہے۔ اور ان کا مکر حد سے زیادہ
بڑا ہے۔ اور انسان کو چاہئے۔ کہ اس دنیا سے جو ایک بڑی مکار ہے حد سے زیادہ ڈرتا رہے تاکہ اپنے دل فریب حسن
پر مائل نہ کرلے اور باطل لذتوں اور جھوٹوں اور اپنی مسری اور بارگی میں پھنسا لے۔ آدمیوں کے سردار رسول اللہ نے فرمایا
ہے دنیا کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو فریب دیتی ہے اور گذر جاتی ہے اور اپنے ضرر کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالے
فرماتا ہے دنیا کی زندگی تم کو فریب نہ دے اور فریب دینے والا تم کو خداوند تعالے سے فریب (نہ دے) اور فریب دینے والا
شیطان لعین ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ خدا سے خوف رکھے۔ اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے بھی ڈرے۔
بارگی اور خدا کے تمام حکموں کی حفاظت اور نگہبانی کرے اور منا ہی سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اور ظاہر اور
باطن کے جس قدر گناہ ہوں۔ ان سب کو ترک کر دے اور خدا کی طرف ہی راغب ہوجاوے۔ اور جہانتک ہوسکے اپنے
اور غیر کے حق میں نیک کوشش کرے اور اپنے پروردگار کا فرمانبردار رہے۔ اسکی اطاعت سے باہر نہ ہو۔ امر اور نہی
کے باب میں جیسا کہ خدا تعالے نے حکم دیا ہے اس کو بجالاوے۔ اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ اسکی طرف توجہ
تک نہ کرے۔ اور کسی کے حق میں خداوند تعالے نے جو تدبیر کردی ہے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ اعتراض کرنے
سے خداوند تعالے کو غصہ آتا ہے۔ خدا نے جو کچھ مناسب سمجھا ہے۔ وہ کردیا ہے لیکن انسان کو۔ لازم نہیں ہے کہ وہ اس
کے کئے ہوئے کام میں دخل دے۔ اسکی رضامندی کو ترک نہ کریں۔ خدا نے جو روزی قسمت میں لکھدی ہے اور رزق
عطا کیا ہے اسکو تسلیم کرلیں۔ اور اس پر صابر اور شاکر رہیں۔ اور اس پر عمل کریں رضائے مولے ہمارا اولے۔ اللہ تعالے
نے کسی کے حق میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہتر جان کر ہی لکھا ہے اور بندہ اسکی مصلحتوں کو نہیں سمجھتا۔ اس راز کو خداوند تعالے
نے پوشیدہ رکھا ہے نہ تو انسان انجام کو جانتا ہے اور نہ ہی یہ علم رکھتا ہے۔ کہ کیا ظاہر ہونے والا ہے اس لئے

کچھ پرواہ نہیں کرتے اور یہ بھی ان باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ جس سے ان کو منع کیا گیا ہے یہ امامت کے لائق نہیں
کچھ فضل اور کرامت نہیں رکھتے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی قرآن کے حرام کو حلال جانتا ہے
قرآن شریف پر ایمان نہیں لاتا۔ اور لوگوں کو اُسے امام بنانا لازم نہیں۔ اگر امام بنائیں تو اسکو بنائیں جو خدا کا عالم ہو
خوف کرنیوالا۔ اور جو آدمی اس کا خلاف کرینگے اور اس آدمی کو امام بنائینگے جو خدا کا عالم نہیں ہوگا۔ وہ ہمیشہ پستی او
میں پڑینگے۔ اور ان کے دین میں بھی کمی رہیگی اور خداوند کریم ان سے ناراض رہیگا۔ اور جنت سے دور رہینگے
لوگ نیکو کاروں کو اپنا پیشوا بناتے ہیں اور دین کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور رسول کی سُنت کی پیروی کرتے ہر
باتوں سے خدا کی قربت چاہتے ہیں۔ ان پر خداوند تعالےٰ کی رحمت ہو اور امام کو لازم ہے کہ لوگوں کی عیب گو
سے اپنی زبان کو بچائے رکھے اور لوگوں کو جو نیکیاں ہوں ان کو بیان کرے اور آدمیوں کو نیکی کرنے کا حکم
اور منکر کاموں سے منع کرے اور ان باتوں پر آپ بھی عمل کرے۔ اور نیکی کو اور نیکوکار لوگوں کو دوست رکھے اور
اور شریر آدمیوں سے بغض اور عداوت سے پیش آئے اور ہمارے رسول کو پہچاننے والا ہو اور ان کو نگاہ بھی رکھتا
اپنے حال کی نگرانی کرے اور حرامخوری اور حرام کاری سے بچا رہے۔ اور ہمیشہ خدا کی رضامندی کی کوشش کرنے وا
اگر اس کو تکلیف پہنچے تو اس پر صابر رہے اور خدا کا شکر کرے اور بدی سے اپنی آنکھیں بند رکھے۔ اور جو بات کر
حلم اور بُردباری سے کرے اور غیر عورت سے اپنی آنکھیں ڈھانپ لے۔ اور اگر کوئی آدمی اس سے جہالت سے سا
آئے۔ تو اس پر صابر رہے۔ اور اگر کوئی بدی کرے تو اس کے ساتھ نیکی کرے اور اگر کسی غیر عورت پر نظر جا پڑے تو ا
عیب کو چھپا دے اور اگر کوئی خوار کرنیوالی چیز دیکھے تو اس کو دفن کردے اور جاہل لوگوں سے چشم پوشی کرے
یا اللہ ان لوگوں کے شر سے ہم کو سلامت اور نگاہ رکھ اور ان میں شامل کر جو اس سے سلامت رہتے ہیں۔ ا
اس میں کوشش کرتا رہے کہ میں ان لوگوں میں ہی ہوں جو اپنی گردن کو خلاص کرنیوالے ہیں۔ اور یہ جانے کہ
بلند رتبہ چیز میں کر رہا ہوں۔ اور امام کو چاہئیے کہ جس بات کی اس کو تکلیف دی گئی ہے یعنے امامت کی اُس کی ر
عزت اور توقیر کے قائم کرنے میں کوشش کرے۔ اور کم سخن ہو اور جب مصلحت دیکھے تو اس وقت خاموش
امام کی ایک خاص حالت ہو اور عام لوگوں کی دوسری حالت ہو۔ اور جب محراب میں کھڑا ہو تو اس وقت یہ خیال کر
میں پیغمبروں کے مقام میں کھڑا ہوا ہوں اور رسولوں کا خلیفہ ہوں۔ اور خدا کی درگاہ میں جو جہان اور جہان
کا پروردگار ہے مناجات کرتا ہوں۔ اور بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنی نماز کو ختم کرے تاکہ اس کی ا
مقتدیوں کی جس کے لئے وہ امامت کرتا ہے سلامتی سے نماز ادا ہو اور تمام ارکان کے بجالانے سے اپنی نما
کرے۔ اور جو قوم اسکے پیچھے کھڑی ہو اپنے آپ کو ان کے ضعیف لوگوں میں شمار کرے۔ اور خداتعالےٰ امام سے
قرأت اور اس کے پیروؤں کی نسبت اس سے سوال کریگا۔ اور امام نے جو گناہ پہلے کئے ہیں۔ ان پر شرمندہ ہو
گذشتہ اوقات سے افسوس کرے اور جو لوگ اُس کے پیچھے ہوں۔ ان سے اپنے آپ کو بزرگ نہ جانے ا
سمجھے اور جس قدر اسکی ذمیمہ صفتیں اور ان کے بُرے اخلاق بیان کئے جائیں ان میں تعصب نہ کرے اور ام
کو دوست نہ رکھے کہ میری قوم کے لوگ میری تعریف کریں۔ اور اگر امام کی مذمت کریں تو اسکو مکروہ نہ جانے تو
مذمت دونوں کو یکساں سمجھے اور اپنے آپ کو ایسا کرے کہ اس کا جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو اور اپنے کھانے اور لب
پاک رکھے اور لباس میں فروتنی اختیار کرے اور اسلام کی رُو سے کسی حد کی مار نہ کھائی ہو۔ اور لوگوں کا اس پر بُرا
ہو۔ اور اپنے بھائیوں کی چغلی کھانے والا نہ ہو۔ اور لوگوں کے راز کو افشا اور ظاہر نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کی کسی
میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور اپنے بھائیوں سے کینہ نہ رکھے۔ اور اماموں اور تجارت اور رعایت کی کسی چیز
اختیار نہ کرے اور ناپاک کھانے والا امام نہ بنے اور ایسا امام نہ ہو جس کو امامت کی خواہش ہو۔ اور جو آدمی جا

ہاں امیدوار رہے جو معلوم نہیں اسکی نسبت ممکن ہے کہ نیک عمل ملے اور اس سے فائدہ ہو سکے۔ اللہ جلشانہ
جس چیز کو تم مکروہ جانتے ہو۔ ممکن ہے کہ وہ تمہارے واسطے نیک ہو اور ہو سکتا ہے کہ جس کو تم اچھا جانتے ہو وہ
بری ہو۔ اس بات کو اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ انسان کو ایسا رہنا چاہئے۔ کہ ہمیشہ اپنے مالک کی اطاعت
اور اسکی رضا اور قضا پر راضی ہو۔ اور اسکی بلا پر صابر اور اسکی نعمتوں پر شاکر رہے۔ اور خدا کے ناموں کا ذکر
اسکی نعمتوں کو یاد رکھے اور اسکی آیتوں کو یاد رکھے۔ اور جو ان میں حکم دیا گیا ہے اس کے موافق عمل کرے
جو اس میں اور لوگوں کے حق میں خدا نے جو مناسب تدبیر کر دی ہے۔ اس پر خدا کو تہمت نہ لگائے اور نہ
شکایت کرے اور آخری دم تک ایسا ہی رہے جو ایسا کریگا۔ اس کا کوچ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جو پاک ہیں
حشر میں پیغمبروں کے گروہ کے ساتھ ہوگا۔ اور خدا کی بہشت نعمتوں والی میں داخل ہوگا رب العالمین کی رحمت ۔۔
اور اگلوں پچھلوں کا مقصود ہے ٭

بارگاہ کے خاصوں کی نماز

خدا کی درگاہ کے جو خاص لوگ ہیں۔ اور دل کو بیدار کرنے کے واسطے خشوع کرتے ہیں۔ اور مراقبہ میں اپنے
رب کے پاسبان ہیں اور رحمان کے ہمنشیں اور انکی نماز کی صفت اس طرح بیان ہوئی ہے۔ ایک روایت میں وارد
ہے کہ عصام بن یوسف عصام خراسان میں ایک جامع مسجد میں گذرے اور وہاں ایک بڑے حلقے میں پہنچے۔ آپ نے ان سے پوچھا
کس کا گروہ ہے انہوں نے جواب دیا یہ حاتم کے گروہ کے لوگ ہیں۔ اور وہ زہد اور پرہیزگاری اور خوف اور امید کی نسبت
رکھتا تھا۔ عصام بن یوسف نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے ٹھہر جائیں۔ کہ میں ان سے نماز کا ایک
مسئلہ اگر میں سوال کا جواب لگیا۔ تو ہم بھی ان کے حلقہ میں بیٹھ جائینگے۔ اس لئے آپ حاتم کے پاس گئے اور ان کو
کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ نماز کیا ہے جواب دیا نماز کی معرفت پوچھتا ہے یا اس کے آداب۔ یوسف نے
پوچھا ہوں حاتم نے جواب میں فرمایا۔ کہ نماز کے آداب یہ ہیں جب کھڑا ہو تو خدا کے حکم سے کھڑا ہو۔ اور نماز پڑھنے
سے پہلے تو ثواب کی نیت سے چلے۔ اور نماز میں جب داخل ہو تو پاک نیت سے داخل ہو۔ اور تعظیم سے تکبیر کہے۔ اور
اچھی طرح آدا کرے اور رکوع میں عاجزی کرے۔ اور سجدہ میں متواضع ہو اور تشہد پڑھے اور اخلاص
اور رحمت کے ساتھ سلام پھیرے۔ اور اس کے بعد یاروں کے کہنے کے موافق یوسف نے نماز کی معرفت کی بابت پوچھا
تو آپ نے جواب دیا کہ معرفت یہ ہے کہ انسان بہشت کو تو اپنی داہنی جانب سمجھے اور دوزخ کو اپنی بائیں جانب خیال کرے
اور پل صراط ایسا جانے کہ وہ اس کے قدموں کے نیچے ہے اور میزان کو اپنی آنکھوں کے سامنے جانے اور اس پر یقین
کرے کہ میں اللہ تعالے کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اگر یہ یقین نہ آئے۔ تو سمجھے کہ اللہ تعالے مجھے دیکھ رہا ہے۔ یوسف نے پوچھا
اس طرح کی نماز کو کتنی مدت سے ادا کرتے ہو۔ جواب دیا تیس برس سے یہ سنتے ہی یوسف نے اپنے یاروں سے کہا
کہ پچاس برس کی نمازیں قضا کرلی چاہئیں۔ یعنے پھر پڑھیں۔ اس کے بعد پوچھا۔ آپ نے نماز کی یہ معرفت کہاں
سے سیکھی جواب دیا تمہاری کتابوں میں ہی یہ لکھی ہے جن کو تم ہمارے روبرو پڑھا کرتے تھے۔ اور ابی حازم اعرج کی حدیث بھی
اسی کے موافق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں دریا کے کنارہ پر تھا پیغمبر صلعم کے یاروں میں سے مجھے ایک آدمی ملا اس
نے کہا کیا تم اپنی دانست میں اچھی طرح نماز پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں۔ کیونکہ میں نماز کے فرائض کو اچھی طرح جانتا
ہوں اور رسول کی سنت سے پوری نیت رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا نماز میں قیام کرنے سے پہلے فرض کیا ہے۔ میں نے
جواب دیا پہلے پہل حدث اور خبث اور جنابت سے پاک ہونا۔ اور ستر عورت کا ڈھانپنا اور نماز پڑھنے کے واسطے
جس جگہ کھڑے ہو اس کو پاک کرنا اور نماز پڑھنے کے واسطے کھڑا ہونا نیت کرنی۔ اور قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ پھر پوچھا۔ تم مسجد کی طرف
نکلتے ہو تو کس نیت سے جاتے ہو جواب دیا زیارت کے واسطے۔ پھر پوچھا مسجد میں داخل کس نیت سے ہوتے ہو۔ میں نے کہا خدا

جلدی ہو جاتا ہے جب تم جمعہ کی نماز کے واسطے بلائے جاؤ تو اس وقت تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور بیع چھوڑ دو۔ اور پیغمبر
[خدا صلی اللہ علیہ وسل]م کے زمانہ میں یہ اذان ہوتی تھی اور ہمارے نزدیک اس کا ہونا واجب ہے اور ہمارے سوا دوسرے لوگوں کے نزدیک
پہلا مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں۔ کہ سنت ہے اور منارہ کے اوپر چڑھ کر جو اذان دی جاتی ہے۔ اس کا حکم اپنی خلافت
زمانہ میں عثمان بن عفان نے دیا تھا۔ اور اس میں عام لوگوں کی سہولت بھی کہ جو لوگ گاؤں و شہروں سے غیر حاضر ہوں
سب کو خبر ہو جاوے۔ اور یہ اذان حدیثہ و بدعت ہے او دوسرے امور کو باطل نہیں کرتی۔ اگر کوئی آدمی جامع مسجد میں حاضر
ہو وقت میں گنجائش دیکھے تو اسکو چار رکعت کا ادا کرنا مستحب ہے اور ان چاروں میں دو سو دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔
ہر ایک رکعت میں پچاس دفعہ۔ ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اس طرح نماز کو ادا کرے گا وہ اپنے مرنے سے پہلے
دیکھیگا۔ کہ بہشت میں میری جگہ کہاں ہے اور یا اسکی جگہ جو دوسری اس کو دکھائی دیگی۔ اس کے راوی ابن عمرؓ ہیں
جب جامع مسجد میں آئے۔ تو بیٹھنے سے پہلے اسکو نماز کی دو رکعت ادا کر لینی چاہئے۔ اور جامع مسجد سے خارج ہونیکا
طریق ہے اور جو باتیں اس سے متعلق ہیں وہ سب پہلے بیان کی گئی ہیں ؛

دونوں عیدوں کی نماز

دونوں عیدوں کی نماز ادا کرنی فرض کفایہ ہے کہ جس قدر لوگ بستے ہوں اگر ان میں سے کچھ عید کی نماز میں حاضر
ہو جائیں تو باقی جس قدر آدمی ہوتے ہیں ان سے نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ اور اگر گاؤں کے سب لوگ آپس میں مل جائیں۔
اس پر اتفاق کریں۔ کہ ہم عید کی نماز نہیں پڑھینگے۔ تو اس حال میں امام کو ان کے ساتھ لڑائی کرنی چاہئے۔ یہاں تک
کہ وہ توبہ کریں۔ اور اول وقت نماز کا وہ ہے جسوقت آفتاب بلند ہوتا ہے اور آخری وقت زوال آفتاب تک ہے۔
عید الضحٰی میں نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ قربانی کرنے کی فرصت مل جائے اور عید الفطر کی نماز
تاخیر کیجائے کیونکہ اس میں قربانی کرنی نہیں پڑتی اور انکی شرطوں میں یہ امور داخل ہیں۔ وطن میں ہونا۔ نمازیوں
کی تعداد کا ہونا۔ اور جمعہ کی مانند امام صاحب اور ہمارے امام احمد علیہ الرحمۃ سے ایک دوسری روایت میں وارد
ہوا ہے کہ ان شرطوں کا ہونا ضروری نہیں ہے اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ مستحب ہے کہ نماز کے اول وقت
جائے فاخرہ اور اچھا لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ جمعہ کی فضیلتوں میں بیان ہوا ہے۔ اور عید کی نماز کو جنگل
ادا کرنا بہتر ہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جامع مسجد میں پڑھیں اور عذر کے سوا جامع مسجد میں نماز پڑھنی مکروہ ہے
اگر عورتیں بھی نماز میں حاضر ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج اور ڈر نہیں ہے اور جانے کے وقت نماز میں سادہ
لباس بہتر ہے اور جب آنے لگے تو دوسرے راستے سے آئے اور یہی وجہ عید کی بزرگیوں میں بیان ہو چکی ہے اور
بلند آواز الفاظ سے پکاریں الصلوٰۃ جامعۃ اس کی دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سبحانک اللہم کے بعد سات تکبیریں
ہے۔ اور اس کے بعد اعوذ پڑھے اور دوسری رکعت میں قرأت پڑھنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہے اور ان کا طریق یہ ہے
ایک تکبیر کہتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور یہ کہے اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً واصیلاً وصلی اللہ
علی محمد النبی وآلہ وسلم تسلیماً۔ اور جب تکبیروں سے فارغ ہو تو اعوذ پڑھے اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور پھر سورہ سبح
اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں ہل اتٰک پڑھے اور اگر چاہے تو پہلی رکعت میں سورہ ق والقرآن المجید پڑھے اور
دوسری میں پڑھے اقتربت الساعۃ یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے اور اگر ان سورتوں کے سوا
دوسری سورتیں پڑھنی چاہے تو وہ بھی جائز ہیں اور سبحانک اللہم اور قرأت کے درمیان بھی اسی طرح ان دو تسبیحوں
کے بیچ ایک تسبیح کا پڑھنا جائز ہے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور دوسری کے بعد میں اعوذ کے ساتھ قرأت تک
جب عید کی نماز سے فراغت پائے تو نفلوں کے پڑھنے میں مشغول نہ ہو جائے۔ اور نہ اس کے پہلے کوئی نفل
بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر کو واپس آ جائے اور اس کے چلا جانے سے اس کے اہل و عیال کو خوشنودی

بعد انگلیوں کو چاٹ لینا اور چار ہی مستحب ہیں۔ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا۔ چھوٹا لقمہ کھانا۔ اور اس کھانے کو خوب چبانا اور جو کھانے میں شریک ہوں انکی طرف کم نگاہ کرنی۔ حسب پیغمبر خدا کھانا کھاتے تھے تو آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب جس میں ہم اشارہ کرتے ہیں نماز جمعہ و عیدین۔ نماز استسقا کسوف و خسوف قصر جمع اور نماز جنازہ کا مختصراً

جمعہ کی نماز کا بیان

نماز جمعہ فرض ہے اور اس کے فرض ہونے پر خدا تعالے کا قول دلیل دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نماز جمعہ کے واسطے تم کو بلایا جائے تو اس وقت تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے جمعہ کی نماز تمہارے اوپر فرض کردی ہے اور فرماتا ہے جو آدمی بغیر عذر کے جمعہ کی نماز کو چھوڑتا ہے خدا تعالے اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ پس جس آدمی پر یہ لازم ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھے۔ اس کو جمعہ کا فرض ادا کرنا بھی لازم ہے اور یہ اس وقت ہے کہ اپنے وطن میں موجود ہو۔ یا شہر یا کسی ایسے گاؤں میں مقیم ہو کہ اس میں چالیس آدمی بالغ اور آزاد موجود ہوں۔ اور اگر کوئی ایسا گاؤں ہو کہ اس میں چالیس آدمی موجود نہیں اور نہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں ایک دوسرے گاؤں سے اذان کی آواز رسائی دیتی ہے یا ایسی جگہ میں ہے کہ وہاں سے اذان کا قیام تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور یہ فاصلہ بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے تو ان صورتوں میں اس شخص کو واجب ہے کہ جمعہ کی نماز میں حاضر ہو اور اس سے محروم رہنا اس کو روا نہیں ہے اگر اس کو کوئی عذر ہے اور جماعت جمعہ کو ترک کرے تو اس حال میں وہ معذور ہوگا مثلاً بیمار رہے یا اس کے پاس ایسا مال ہے کہ اس کے ضائع ہو جانے کا اس کو خوف ہے یا اپنی غیر حاضری میں اپنے کسی عزیز کے مر جانے کا اندیشہ ہو یا اس کو مار دیا جانا یا پیٹا جانا یا ان میں سے کوئی ایک آتا ہے یا اور جماعت میں حاضر ہونے کا مانع ہو اور یا کھانا حاضر کیا گیا ہو اور اسکو اس کی حاجت ہو اور یا اس کو خوف ہو کہ اگر میں جمعہ میں حاضر ہوا تو مجھ کو حاکم گرفتار کرلیگا یا ڈرتا ہے کہ قرضخواہ مجھ کو پکڑ لیگا اور کوئی خبر پاس نہیں رکھتا۔ کہ گرفتاری کے وقت اسکو دیکر اپنا پیچھا چھوڑا سکے۔ اور یا مسافر ہے اور اس سے خوف کرتا ہے کہ اگر میں جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا تو پیچھے سے میرا قافلہ کوچ کر جائیگا۔ یا مال کے نقصان کا خوف کرتا ہے اور یا یہ امید رکھتا ہے کہ اگر میں جمعہ اور جماعت میں شامل نہ ہوں تو مجھے فلاں مال ملجائیگا۔ یا نیند اس پر اس قدر غالب ہو کہ نماز کا وقت گذر گیا ہو اور یا مینہ اور کیچڑ اور ہوا کا سخت طوفان ہو اور ان کے ضرر کا خوف ہو۔ ان سب صورتوں میں معذور ہے۔ اور جمعہ کی نماز دو رکعت ہے جو امام کے پیچھے ادا کیجاتی ہے۔ اور اگر جمعہ کی نماز فوت ہو جائے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے چاہے تو اکیلا پڑھ لے اور اگر چاہے جماعت کے ساتھ ادا کرے اور نماز جمعہ کا وقت زوال سے پہلے وہی وقت ہے جس میں نماز عید کو ادا کیا جاتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ وقت دن کی پانچویں ساعت ہے۔ اور اس کے انعقاد کی شرط یہ ہے کہ چالیس آدمی جمع ہو جائیں اور وہ ایسے ہوں کہ جمعہ کی نماز ان پر واجب ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پچاس آدمی موجود ہوں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر تین آدمی جمع ہو جائیں۔ تو اس حال میں بھی جمعہ پڑھنا جائز ہے اور نماز جمعہ میں بلند آواز سے قرات پڑھنی سنت ہے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورہ منافقین۔ اور اس باب میں دو روایتیں ہیں کہ جمعہ کی اقامت کے واسطے امام صاحب کا [illegible] ہونا شرط ہے یا نہیں۔ اور دو خطبوں کا پڑھنا جمعہ کی شروط میں داخل ہے اور نماز جمعہ سے پہلے کوئی سنت نہیں اور بعد میں کم سے کم دو رکعت پڑھنی سنت ہے اور زیادہ سے زیادہ چھ۔ اس روایت کو [illegible] نے نقل کیا ہے۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ نماز جمعہ کے پہلے چار رکعتوں کا پڑھنا مستحب [illegible] کریں۔ کیونکہ

نہیں دے سکتا اور جب جواب دینے پر قادر نہیں ہوتا۔ تو پھر اسکو گریں مارتے ہیں۔ اور فریاد کرتا ہے اور علی عیاذاً بچاتا
اور اسکی فریاد کو تمام مخلوقات سنتی ہے مگر جن اور انسان نہیں سنتے اور ساری مخلوق اسکو لعنت کرتی ہے یہاں تک کہ وہ مکڑی
بھی اس پر لعنت کرتی ہے جسکی گردن پر قصاب چھری رکھی ہوئی ہو اور گوں کہتی ہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اس کے گناہوں
کے سبب سے پانی کے برسنے سے محروم رہے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (ایسے گروہ کے لوگ ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان
پر لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت بھیجنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں) اور جب کوئی آدمی فساد برپا کرتا ہے اور اپنے
فساد کو پھیلاتا ہے تو سب جگہ اس کا مطلب پھیل جاتا ہے اور ہر ایک چیز پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ حیوان بھی اس سے الگ
نہیں رہتے۔ اور اگر کوئی نیکی کرتا ہے۔ تو اس کا پھل بھی ہر ایک چیز کو ملتا ہے اور انسان کا بڑا فساد خدا کی نافرمانی
ہے۔ اور کام کی اصلاح اس میں ہے۔ کہ خدا کی فرماں برداری کریں اور اسکی عبادت میں ثابت قدم رہیں۔ پس
امام ہو یا اس کا نائب۔ ان کو اذان اور اقامت کے سوا دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اور پہلی رکعت میں تکبیر
احرام کے سوا چھ تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور یہ اس کے سوا ہیں جو سجدہ کے بعد کھڑے ہونے
کے وقت کہی جاتی ہیں اور ایسا کرے جیسا کہ عید کی نماز میں بیان ہوا ہے اور ان دونوں تکبیروں میں اپنے پروردگار
کو یاد کرے۔ اور جب نماز پڑھ چکے تو اسکے بعد خطبہ پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز کے پہلے ہی خطبہ پڑھے۔
اور امام احمد رح سے ایک روایت میں منقول ہے کہ چاہے نماز کے اول میں خطبہ پڑھے اور چاہے اسکے بعد دونوں طرح
روا ہے۔ اور آپ کا یہ قول بھی ہے کہ اس نماز میں خطبہ پڑھنا سنت نہیں صرف دعا مانگنے پر ہی اکتفا کرے۔ پس جو
امام ہو اور چاہے اس کا نائب ان میں سے جو بات ان کو آسان معلوم ہو وہ کریں۔ اور جب خطبہ پڑھے تو تکبیر سے
خطبہ کی ابتدا کرے جیسا کہ عید کے خطبہ میں کیا جاتا ہے اور خدا کے رسول مقبول پر بڑی کثرت کے ساتھ درود بھیجے
اور اس آیت کو خطبہ میں پڑھے استغفروا ربکم انہ کان غفاراً یرسل السماء علیکم مدراراً الخ اور جب خطبہ کے پڑھنے
سے فراغت پالے تو اس کے بعد قبلہ کی طرف اشارہ کرے اور چادر کے کناروں کو الٹ دے یعنی جو کنارہ داہنے کندھے
پر ہو اسکو بائیں پر کرے اور جو بائیں پر ہو اسکو دائیں پر ڈال لے۔ اور باقی سب آدمی بھی ایسا ہی کریں اور اس کے
بعد سب آدمی اپنے اپنے گھروں کی طرف آجائیں اور آکر اپنی چادروں اور لباس کو بدل دیں۔ اور یہ فعل اس نیک
فال کیواسطے کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے قحط کو دور کر دے اور اس کا کرنا سنت ہے۔ اور عباد بن تمیم اپنے
چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیغمبر خدا لوگوں کے ساتھ نماز استسقا کے واسطے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے
ان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں قرأت کو ظاہر پڑھا اور اپنی چادر کو پھرایا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور
پانی برسنے کے واسطے دعا مانگی اور اس وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف کیا۔ اس لئے لازم ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے
دونوں ہاتھ اٹھائے اور جس طرح پیغمبر صلعم نے دعا پڑھی تھی اسی طرح پر دعا پڑھے اور آپ نے جو دعا پڑھی تھی اس کا مضمون
یہ ہے اے اللہ ہمارے واسطے پانی بھیج جو سقت ہے ہم کو خلاصی دینے والا ہو۔ اور اس کا منتہا اور انجام نیک ہو۔ اور خوشگوار
ہو۔ اور سیراب کرنیوالا اور زمین کے بیچ میں اثر کر جانے والا ہو۔ اور عام طور پر جاری ہونیوالا ہو اور بہت جاری
ہونے والا ہو۔ اے اللہ ہمارے پاس پانی بھیج اور ہم کو پانی سے ناامید ہونے والے لوگوں میں نہ بنا۔ اور ایسا پانی
عطا کر جو عذاب دینے والا اور ہماری کھیتی کو بہا لیجانے والا ہو۔ اور وہ ہم کو بلا میں گرفتار نہ کرے اور نہ ہی ہمارے
گھروں کو گرا دے۔ اور ہم کو غرقاب بھی نہ کر دے۔ اے اللہ شہروں میں اور تیرے بندوں میں بڑی افسردگی اور بلاء
پھیلی ہوئی ہے اور بہت تنگی اور مشقت لاحق ہو رہی ہے۔ اور ان باتوں کا گلہ تیرے پاس ہی ہے تیرے سوا ہم اور کسی کے
پاس گلہ نہیں کرتے۔ اے اللہ تو ہماری کھیتی کو سرسبز کر دے۔ اور جو جانور ہیں ان میں دودھ بھی زیادہ کر دے اور
ہمارے اوپر آسمان کی برکتیں نازل کر۔ اور اپنی برکت کی طفیل ہماری زمین پر پوشیدگی اگا دے جو زمین سی اور اصلاح آتی ہوئی

خاطر لاحق ہوتی ہے اگر اس کی تنگدستی اور تنگی کا باعث ہو اور اپنے اہل وعیال سے بیکار خلق سے مل آئے اور اپنے اہل پہلو میں کشادگی اختیار کرے کیونکہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ عید کا دن اس واسطے ہے کہ اس میں کھاؤ اور پیو اپنے اہل کے ساتھ لہو ولعب کرو۔ اور دونوں عیدوں اور ایام تشریق میں اس کا عام حکم ہے اور اگر عید کی نماز مسجد میں پڑھیں تو روا ہے۔ اور جب مسجد میں حاضر ہو تو تحیت مسجد کے واسطے نماز کی دو رکعت ادا کرے۔ کیونکہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے نماز کی دو رکعتیں ادا کر لے اور یہ حکم عام ہے دونوں عیدوں کے واسطے بھی ہے اور جب مسجد میں آئے اس وقت کے واسطے بھی ہے ۔ اور امام احمد نے جو نماز عید کے پہلے اور اس کے بعد سنتوں کے پڑھنے سے منع کیا ہے تو آپ کا یہ حکم صحرا میں دونوں عیدوں کی نماز پڑھنے کے واسطے فقط مسجد کے واسطے یہ حکم نہیں دیا گیا کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے عید کی نماز کے پہلے اور اس کے بعد کبھی نفلیں نہیں پڑھیں۔ اور اس قول کے راوی عمرو بن عبداللہ بن عباس و بن عمرو ہیں اور عید کی نماز رسول اللہ جنگل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور جب اپنی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو تحیت مسجد کو ضرور ادا کیا کرتے تھے۔ اس کو آپ نے ترک نہیں فرمایا۔ اور اگر کسی آدمی کی نماز عید فوت ہو جائے۔ تو پھر اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ قضا پڑھے اور اس میں اختیار رکھتا ہے کہ نماز ضحیٰ کی مانند تکبیر کے بغیر چار رکعتیں پڑھے اور یا نماز عید کی مانند مع تکبیر کے پڑھے۔ اور اس نماز میں اپنے اہل وعیال اور سب دوستوں کو جمع کرے۔ تاکہ اس کو ثواب عظیم عطا ہو اور آئیں بھی فوائد

استسقاء کی نماز

اگر بارش نہ ہو تو خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں بارش کے واسطے دعا مانگنی سنت طریق ہے اور نماز امام کے ساتھ قائم کی جائے۔ اور جس طرح دونوں عیدوں کی نماز کے واسطے چاشت کے وقت نکلتے ہیں۔ اسی طرح اس کے واسطے بھی اپنے احکام اور صفات اور مقامات میں نکلیں اور اس نماز میں بھی حدث اور چرک اور ناپاکی سے پاک اور صاف ہوں مگر نماز استسقا میں خوشبو لگانی مستحب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حالت فقر اور ذلت اور محتاجی کی حالت ہے اور حاجت کے مانگنے کی اس لئے اس میں اس حال میں نکلنا چاہئے۔ کہ سادہ فقر کا لباس ہو اور خشوع اور خضوع کرنے والے ہوں اور زاری اور عجز اور شکستگی اور انکساری کا اظہار کیا جائے اور اس بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں اور بچے اور حاجتمند لوگ اور ایسے دلوں کو گناہوں اور ظلموں لوگوں کے حقوں کے چھینے اور حسد و کینہ سے پاک رکھیں اور خدا کے حقوق کو ادا کریں۔ اور کفارہ اور صدقہ اور کثرت سے روزے رکھیں۔ اور ازسرنو توبہ کریں اور پھر مرنے دم تک اپنی توبہ پر قائم رہیں۔ اور ارادہ بھی کریں کہ ہم اس توبہ پر ثابت قدم رہیں گے۔ اور صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے دور رہیں۔ اگر ان کے پاس جائینگے تو یہ دوزخ میں ڈالا جائیگا اور صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب میں اپنے پروردگار سے شرم کریں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ سے تنہائی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہر ایک جلی اور خفی چیز کو وہ دیکھ رہا ہے اور سب کے حال کو جانتا ہے۔ اور جو لوگ زاہد اور نیکوکار اور اہل علم اور اہل فضل اور اہل دین ہوں انکو خدا کی جناب میں وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز پڑھنے کے واسطے نکلے حضرت عباس کا آپ نے ہاتھ پکڑا۔ اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور میرے ہمراہ حضرت نبی صلعم کے چچا ہیں میں ان کو تیری درگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں پس ان حضرت کے چچا ہی کی طفیل ہمارے واسطے پانی برسا۔ آپ ابھی وہاں سے لوٹے تھے کہ خدا نے اپنی رحمت سے مینہ نازل کیا اور تمام جہان کو سیراب کیا اور جب پانی نہیں برستا اور [illegible] ہو جاتا ہے تو یہ بھی ایک عذاب ہے جو لوگوں کے گناہوں کی شامت ہوتی ہے اور ہم گناہ [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کر بیٹھے ہیں تو اس قحط [illegible] اور تکبر اس کے پاس آ موجود ہوتے ہیں [illegible] آدمی ان کو [illegible]

فلاکتی ہے۔ اے اللہ تو ہم سے بھوک اور پیاس کی مصیبت اور سختی کو دور کر دے۔ تیرے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے جو انکی سختی کو ہم سے الگ کرے۔ اے اللہ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ کیونکہ تو بخشنے والا ہے۔ اس لئے برسنے والا ابر ہمارے اوپر نازل فرما اور اسی طرح یہ دُعا پڑھے۔ اے اللہ تو نے اپنے حضور میں دُعا کرنے کے واسطے ہم کو حکم دیا ہے۔ اور تو نے دعا کے قبول کرنے کا ہم کو وعدہ دیا ہے اسلئے تو نے جیسا ارشاد فرمایا ہے اسکے موافق ہم نے تیری بارگاہ میں دُعا کی ہے پس تو اپنے وعدہ کے موافق ہماری دعا کو قبول کر اور کہا گیا ہے کہ خطبہ میں قبلہ کی طرف منہ کرے اور اسی طرح پر ہی اسکو ختم کرے اور جب خطبہ ختم ہو چکے تو اسکے ختم ہوتے ہی دعا شروع کر دے۔ اور بہتر وہی ہے جو اوپر کہا گیا ہے کہ جب خطبہ سے فراغت پائے۔ تو اس وقت قبلہ کی طرف رخ کرے کیونکہ خطبہ لوگوں کو وعظ کہنا ہوتا ہے اور ان کو رغبت اور خوف دلاتا اور سب امور لوگوں کے روبرو بیان کئے جاتے ہیں۔ اس لئے خطبہ کے وقت لوگوں کے سامنے اپنا منہ کرے تاکہ وہ اچھی طرح توجہ کریں اور آواز ان کے کانوں میں پہونچے۔ اور ان کے دلوں میں اثر کرے۔ اور جب قبلہ کی طرف منہ کریگا۔ تو اس حال میں لوگوں کی طرف اسکی پیٹھ ہوگی۔ اور اسی صورت میں کھڑا ہوگا جیسا کہ نماز کے وقت آدمیوں کے آگے کھڑا ہوتا تھا +

نماز کسوف کا بیان

یہ نماز سنت موکدہ ہے اور اس کا وقت وہ ہے جب آفتاب اور ماہتاب کو گہن لگے۔ اور گہن پڑنے کے وقت سے لیکر اسکے چھٹنے تک رہتا ہے اور آفتاب یا ماہتاب گہن سے اس وقت چھوٹتے ہیں جبکہ ان میں پوری روشنی آجاتی ہے۔ اسکی اور بھی مفصل تشریح یہ ہے کہ جب آفتاب یا مہتاب میں گہن پڑنے لگے اور انکی رنگتی میں کدورت اور سیاہی آجاتے۔ اور انکی شعاع میں نقصان نمودار ہو۔ تو اس وقت نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور جبتک یہ علامتیں زائل نہ ہوں اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ اور جب یہ علامتیں دور ہو جائیں اس وقت اس نماز کا وقت بھی جاتا رہتا ہے۔ اور اس نماز کا جامع مسجد میں ادا کرنا سنت ہے۔ اور اس کے واسطے اس طرح آواز دی جائے کہ اے لوگو یہ نماز مسلمانوں کو جمع کرنے والی ہے۔ اور جب لوگ جمع ہوں تو اس وقت امام جماعت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے سبحانک اللھم پڑھے اور آعوذ پڑھے۔ اور جب یہ پڑھ چکے تو بعد میں سورہ فاتحہ پڑھے اور فاتحہ کے بعد سورہ بقر پڑھے اور اسکے بعد رکوع کرے اور رکوع لمبا کرے اور سو آیت کے برابر تسبیح پڑھے۔ اور اس کے بعد کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور یہ کہتا ہوا اپنا سر بلند کرے اور پھر سورۂ فاتحہ اور سورہ آل عمران پڑھے اور اس کے بعد پھر رکوع کرے مگر یہ دوسرا رکوع پہلے رکوع کی نسبت مختصر کرے اور اس کے بعد اپنے سر کو بلند کرے اور پھر دو طولانی سجدے کرے اور ہر ایک سجدہ میں اسقدر تسبیح پڑھے جو سو آیت کی مقدار کے برابر ہو۔ اور اس کے بعد دوسری رکعت کے واسطے اٹھے اور اس میں یہ دو سورتیں پڑھے۔ سورہ فاتحہ اور سورۂ نساء اور بعد میں ایک لمبا رکوع کرے پھر اپنے سر کو اٹھا کر سورہ فاتحہ اور سورہ مائدہ پڑھے اور جو سورتیں مذکور ہوئی ہیں اگر ان کو اچھی طرح نہیں جانتا تو پھر قرآن کی جو سورتیں اسکو یاد ہوں وہ پڑھے۔ اور ان کی تعداد مذکورہ بالا آیتوں کے برابر ہو۔ اور اگر دوسری آیتیں بھی یاد نہ ہوں۔ تو پھر قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور اس طرح پڑھے۔ کہ جس قدر پہلے قیام میں قرأت پڑھے اس کا دو ثلث دوسرے قیام میں پڑھے اور جب سجدہ سے سر اٹھا کر تیسرا قیام کرے تو اس میں پہلے قیام کے نصف کے برابر قرأت پڑھے اور چوتھے قیام میں جو آخری ہے تیسرے قیام کی قرأت کے دو ثلث کے برابر پڑھے اور ہر ایک قیام میں قرأت کا دو ثلث تسبیح پڑھے اور اسکے بعد رکوع میں جاوے اور پھر سلام کہہ کر فارغ ہو۔ پس چار رکوع اور چار سجدے [illegible] ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک رکوع زیادہ کریگا۔ اور اگر لوگ اس نماز میں [illegible]

پڑھا کرو اور ہم اس واسطے قصر کرتے ہیں کہ ہم مسافر ہیں۔ اور تبوک میں آنحضرت صلعم نے بیس روز تک قیام کیا تھا۔ اور اس زمانہ میں بھی آپ نے اسی نماز کو قصر فرمایا اور آپ کے اصحاب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رام ہرمز میں رسول صلعم کے صحابیوں نے سات ماہ تک قیام فرمایا تھا۔ اور وہاں بھی آپ نماز کو قصر کر کے پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ چھ ماہ تک آذربائیجان میں ٹھہرے رہے اور وہاں آپ نماز کی دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔
اور اگر کوئی آدمی مقیم ہے اور اس حال میں اس نے نماز کی نیت کی ہے اور اس کے بعد وہ مسافر ہو گیا ہے۔ مثلاً ایک کشتی جو اس کے شہر کے کنارے اور دیواروں سے متصل تھی اور ملاح نے اس کشتی کو چھوڑ دیا اور وہ شہر کی دیواروں سے باہر نکل گئی ہے تو اسکو وہ نماز پوری ادا کرنی لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی سفر کی حالت میں نماز کی نیت کرے اور اسکے بعد مقیم ہو جائے یا ایسے لوگوں کے پیچھے اقتدا کرے جو مقیم ہوں یا نیت کے بعد کسی ایسے آدمی کا اقتدا کرے کہ اس کے مقیم یا مسافر ہونے میں شبہ رکھتا ہے یا نماز شروع کرتے ہوئے قصر کی نیت نہ کرے تو ان تمام صورتوں میں اس آدمی کو اپنی پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور جو آدمی قضا پڑھنے والا ہو اسکو نماز میں قصر کرنا ناجائز ہے کیونکہ اس کو کامل نماز پڑھنی واجب ہے سفر کی حالت میں موثر نہیں ہوتی اور جب نماز کے ادا کرنے کے وقت میں ابتدا کرتے ہوئے نماز قصر کی نیت کر چکا ہے اور اس کے بعد اس نے قیام کی نیت کی ہے تو اس صورت میں اپنی پہلی نیت کے موافق ہی نماز پڑھے اور ایسا ہی اگر مقیم ہے اور اس نے نماز کی نیت کی ہے اور اس کے بعد سفر کی نیت کر دی ہے تو پھر بھی اسی پوری نماز پڑھے۔ اور اگر کوئی آدمی اس واسطے سفر کرتا ہے کہ اس میں کوئی گناہ کرے یا کھیلے یا لہو کو تازگی حاصل ہو۔ تو ان صورتوں میں اسکو نماز کا قصر کرنا مباح نہیں۔ اور اگر کوئی واجب سفر ہے جیسے کہ حج یا جہاد اور یا مباح سفر ہے جیسے کہ تجارت یا قرض مانگنے کے واسطے جاتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور کام درپیش ہے تو ان صورتوں میں نماز کا قصر کرنا جائز ہے اور اگر ہم معاصی میں کسی کے واسطے سفر مباح کر دیں اور اسکو سفر پر جانے کی اجازت دیدیں تو اسکے ہم ان امور میں مددگار ہونگے کہ وہ گناہ کرے اور گناہوں پر تمام ہے اور خداوند تعالیٰ کی عطا پر اس کو صلاحیت حاصل نہ ہوا اور یہ اصل میں اسکو اسکی بدی پر تقویت اور مدد دینی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے طاعت کے زور کو توڑنا اور منع کرنا ہے اور امام احمد کے نزدیک سفر میں تمام کرنا اور قصر کرنا دونوں جائز ہیں۔ اور قصر کرنا افضل ہے۔ اور ان کے نزدیک تمام اور قصر کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ روزہ کا رکھنا اور افطار کرنا ہے اور خداوند تعالیٰ نے روزہ ایسی جیسی اور نواہی کو ترک کر دیا۔ اور جن باتوں کی اجازت دی گئی ہے اور جن میں آسانی رکھی گئی ہے انکی پیروی کرنی بہتر ہے۔ اور اگر کوئی خودبینی اور عجز و نیاز اور خودداری کے سوا سفر میں نماز اور روزہ کے پورا کرنے کی نیت کرے تو اسکو یہ کہنا چاہیئے کہ سفر کے واسطے قصر اور افطار کی نیت بہتر ہے کیونکہ اس میں نفس کی خواری اور انکساری اور عاجزی ہے۔ اور ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے سوال کیا گیا ہے۔ کہ ہم قصر کرتے ہیں مگر ہمارے دل بیخوف ہیں اس صورت میں ہمارا کیا حال ہے اس نے جواب میں فرمایا کہ یہ صدقہ ہے جسکو خداوند تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کیا ہے اس لئے اس کے صدقہ کو قبول کرنا لازم ہے کیونکہ جو لوگ ایسی رخصتوں کو قبول کرتے ہیں خداوند تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے اور یہ لوگ انکی عزیمتوں جیسے اس کے ارادوں کو قبول کرنے میں بس جو آدمی سفر میں اپنی نماز تمام ادا کرتا ہے انکی نسبت تعجب پر تعجب ہے۔ اور سفر میں روزہ تو رکھتا ہے مگر ان کے عطیہ کو ترک کرتا ہے اور کبیرے گناہ کرتا ہے جیسے حرام خوری اور شراب نوشی وغیرہ ہے اور ریشمی لباس پہنتا ہے زنا کرتا ہے اور پچھلے راستے سے عورتوں یا لونڈوں کے ساتھ ایک بری بات کر ڈالتا ہے اور اصول میں برا اعتقاد رکھتا ہے اور ایسی ہی اور باتیں بھی کرتا ہے تو اس پر بہت ہی تعجب ہے ؛

نمازوں کا جمع کرنا

اگر سفر میں کوئی دو نمازوں کو جمع کرے تو جائز ہے مثلاً ظہر اور عصر کو ملا کر ایک وقت میں پڑھے اور مغرب اور عشا کو ایک وقت میں مگر سفر کیواسطے یہ شرط ہے کہ سولہ فرسنگ سے کم نہ ہو جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اگر اس سے سفر کم ہو تو پھر نمازوں کو

گروہ نماز پڑھ لے اور اگر چاہے تو ایسے کرے تو پہلے اور دوسرے فرقہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور اس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے کہ پہلے اور دوسرے
فرقہ کی نماز صحیح ہے یا نہیں اور جو کچھ خوف کے باب میں بیان ہوا ہے۔ ایسے وقت میں ہے کہ دشمن قبلہ کی طرف یا داہنی
یا بائیں جانب موجود ہو اور اگر دشمن قبلہ کی طرف نزدیک ہو اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں اور گھات میں لوگوں کے
ہونے کا شبہ نہ ہو۔ تو ایسے وقت میں بھی اگر خوف کی نماز ادا کرے تو روا ہے۔ اور امام کو لازم ہے کہ لوگوں کو بلحاظ کثرت
دو یا تین صفوں میں بانٹ دے اور نماز کی نیت کرے اور جب پہلی رکعت کے بعد سجدہ کرنے لگے سب لوگ بھی اسکے ساتھ سجدہ کریں
مگر پہلی صف جو امام کے متصل ہو وہ سجدہ میں نہ جائے کھڑی رہے اور حفاظت کرے اور جب امام دوسری رکعت کے لئے اُٹھ
کھڑا ہو تو اس وقت پہلی صف جو کھڑی رہی تھی سجدہ میں جائے اور پھر اُٹھ کر دوسری صفوں کے ساتھ شامل ہو اور جب دوسری
رکعت میں سجدہ کرے تو ایک صف جس نے پہلے امام کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ کھڑی رہے اور باقی سب امام کے ساتھ سجدہ میں
شریک ہوں اور جب تشہد میں بیٹھے تو اس وقت متابعت کرکے شریک ہوں اور امام کے ساتھ سلام پھیریں ایک روایت میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول صلعم نے
عسفان میں اسی طرح سے ہی نماز ادا کی تھی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی صف دوسری رکعت میں تاخیر کرے لیکن نماز میں رہے اور
دوسری صف پہلی کی جگہ چلی جائے اور نگہبانی کرے۔ اور اگر خوف بڑھ گیا ہے اور لڑائی شروع ہو گئی ہے تو جس طرح ہو سکے اسی طرح
نماز کو ادا کریں چاہے جماعت کے ساتھ اور چاہے فرداً فرداً سوار ہو یا پیادہ قبلہ کی طرف منہ ہو اور چاہے نہ ہو اشارہ سے
پڑھیں یا اشارہ کے بغیر غرض نماز میں رکوع سجود کرلیں اور ان سب و طہارت کو نہ بھولیں چاہے کچھ ہی ہو۔ اور اس میں دو
قول ہیں کہ جب یہ معلوم ہو کہ ہم قبلہ کو مقابل ہیں یا نہیں تو نماز شروع کریں یا نہ کریں اور اگر دشمن کو شکست ہو اور امن حاصل
ہو جائے تو پھر پہلے طریق پر نماز پڑھیں چار پایوں سے نیچے آجائیں اور قبلہ کی جانب منہ کریں اور اگر اطمینان کی حالت
میں نماز شروع کی ہو اور اس کے بعد خوف بڑھ گیا ہے تو پھر سوار ہو جائیں اور سوار ہو کر خوف کی نماز تمام کریں اگرچہ مارنے اور نیزہ
لگانے پر نوبت پہنچ گئی ہے یا لوٹتے یا شکست ہوتے بھاگنے کا موقعہ آپڑا ہے تو اس حال میں ہر ایک آدمی اسی طرح نماز
پڑھے جس طرح کہ درندہ جانور سے خوف کے وقت یا سیلاب یا آگ وغیرہ سے خوف کھانے کے وقت پڑھنے کے لئے حکم کیا گیا ہے
اور جب دشمن کی انتظار ہو اور یہ خوف ہو کہ شکست نہ ہو جائے تو اسی وقت میں بھی دو دو قولوں میں سے ایک کے موافق
اسی طرح خوف کی نماز ادا کرے ۔

نماز کے قصر کا بیان

جب کوئی آدمی اپنے گھر سے یا قوم کے خیمہ سے الگ ہو تو اسکو اپنی نماز میں قصر کرنا چاہئے یعنی چار رکعتوں کی بجائے دو رکعت
نماز ادا کرے جب سفر لمبا ہو اور وہ یہ ہے سولہ فرسنگ سے کم نہ ہو اور سولہ فرسنگ چار برید ہوتے ہیں اور چار برید اڑتالیس میل
ہاشمی ہیں۔ اور ایک برید چار فرسنگ کا ہوتا ہے پس چاہئے کوئی آدمی سفر پر جائے اور اسقدر سفر سے واپس آئے تو وہ
اپنی نماز کو کوتاہ کرے۔ اور اگر کسی گاؤں یا شہر میں پورا اقامت کا ارادہ کرے جو بائیس نمازوں تک ہو تو پھر وہ اپنی پوری
نماز ادا کرے کیونکہ اس صورت میں یہ شخص مقیم کا حکم رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اکیس نمازوں تک ٹھہرنے کا ارادہ کرے
تو اسکی نسبت دو روایتیں آئی ہیں ایک میں تو یہ ہے کہ قصر کرے اور دوسری میں یہ ہے کہ قصر نہ کرے اور اگر اس سے کم نماز
تک ٹھہرنا چاہے تو پھر قصر کرے یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اگر کسی شہر میں وارد ہو اور کسی معین حد تک
ٹھہرنے یا کوچ کرنے کی کوئی نیت نہیں کی۔ اور نہ علم بھی نہیں رکھتا کہ کب کوچ کرونگا صرف یہی ارادہ کئے ہوئے ہے
کہ آج یا کل کوچ کردونگا۔ تو اس حال میں نماز کو قصر کرے کیونکہ روایت میں ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ مکہ میں اٹھارہ
روز تک قیام فرمایا۔ اور اس قیام میں آپ نماز کو قصر کیا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ نے سترہ روز تک
قیام کیا تھا۔ اور ایک دوسری حدیث میں عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں مکہ کی فتح میں خدا کے رسول مقبول کے ساتھ حاضر
تھا اس جا میں آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور جو شہر کے لوگ تھے انکو فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو تم چار رکعت نماز

سے مرتے ہیں تو اسکے سرہانے پر کھڑا ہو اور اگر کئی قسم کے مرتے ہیں تو ان میں سے جو بہتر ہوں ان کو امام کے
اجائے۔ مثلاً مردوں میں مرد ہیں اور عورتیں ہیں غلام ہیں مخنث ہیں لڑکے ہیں تو سب سے پہلے مردوں
بعد غلاموں کی لاشوں کو اور ان کے بعد لڑکوں کو اور ان کے بعد مخنثوں کو اور ان کے بعد عورتوں کو اور
رتے ہیں کہ لڑکے غلاموں سے پہلے ہوں اور پھر باقی مردوں کی حیثیت میں دیکھے اور بعد اس کے بعد امام کے
کی لاش رکھی جائے جو علم اور دین اور پرہیزگاری اور قرآن پڑھنے میں افضل ہو اور بعض کا یہ قول
ود مرد کے لاسے ایک جگہ پر ہوں۔ تو عورت کی لاش کا درمیانی حصہ مرد کے سینے کے برابر رکھا جائے اور جس
کے واسطے کھڑا ہو تو دائیں بائیں دیکھ کر صفوں کو برابر کر لے جیسے کہ دوسری نمازوں کے لئے حکم ہے اور خدا
رش کی درخواست کرے اور اپنے گناہوں سے بھی توبہ کرے اور یاد کرے کہ قبر میں میری آرامگاہ کہاں ہے اور
سے کہ ایک دن مجھ کو بھی موت کا جام پینا پڑیگا اور اس کے پینے کے بغیر کسی کو کوئی چارہ نہیں۔ اور اس کا
واور جب اسکو پیش کیا جائیگا تو کوئی عذر نہیں چلیگا اس لئے اپنے دل کو حاضر کرنا چاہئے اور عاجزی اور
ماجے تاکہ اسکی عاجزی اور فروتنی دعا کی قبولیت میں مدد دے اور اس کے بعد نماز جنازہ پڑھے۔ اس کا طریق یہ ہے
الفا یہ ادا کرتا ہوں اور مذکر یا مونث کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد چار تکبیریں کہے اور پہلی تکبیر
پڑھے ابن عباس کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جب جنازہ پڑھو تو پہلے سورہ فاتحہ پڑھو اور دوسری
ما پر درود پڑھو جیسا کہ تشہد میں پڑھا کرتے ہو۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کے اٹھارہ صحابیوں سے
دریافت کیا۔ سب نے کہا کہ پہلے تکبیر پڑھو اور اسکے بعد سورہ فاتحہ اور پھر تکبیر پڑھو اور خدا کے رسول پر درود بھیجو اور
بعد میت کے حق میں جو دعا تمہیں اچھی معلوم ہو وہ کہو اور وہ سب دعاؤں سے آسان ہو اور اپنے نفس کے
باپ اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کہو اور اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے۔ اے اللہ ہمارے زندوں اور ہمارے
ے اور ہمارے جو لوگ حاضر اور غائب ہیں ان کو بخش اور جس قدر ہمارے چھوٹے اور بڑے ہیں ان کو معاف کر۔
ورمومن ہیں انہیں بخشدے۔ اے اللہ ہم سے جس کو تو زندہ رکھے اسکو سنت اور اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو
ت اور اسلام پر مار۔ تو جانتا ہے کہ ہماری بازگشت اور آرامگاہ کون ہے اور ہر ایک چیز پر تجھ کو قدرت ہے۔
بندہ ہے اور تیرے بندہ کا لڑکا ہے اور اب تیری بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے اور تو بہتر ہے جس کے پاس
ہم اسکی نیکی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ اے اللہ اگر یہ نیک ہو تو اسے اچھی جزا دے اور اے اللہ اگر یہ آدمی
سی رحمت سے اسکو بخشدے ہم تیری درگاہ میں اسکی شفاعت کے واسطے حاضر ہوتے ہیں۔ اسکے حق میں
قبول کر اور اس کو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے اور جس قدر اسکے جرم ہیں انہیں معاف
رنگ جگہ میں اسے آرام دے اور جس گھر کو اس نے چھوڑا ہے اس سے بہتر اسکو عطا کر۔ اور ہمیں یہ
اور اپنی اس عطا اور بخشش سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ممتاز فرما اسکے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور ہمیں
ر۔ اور چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے اے اللہ ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذا
اور بعض صحابیوں نے فرمایا ہے کہ جو آدمی نماز پڑھانے کے واسطے کھڑا ہو اور کچھ نہ پڑھے اور دائیں طرف
اور یا دونوں طرف پھیر دے تو اس صورت میں بھی نماز جنازہ جائز ہے یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔ اور ایک
اکرنے کو امام احمد رح روا رکھتے ہیں اور روایت میں آیا کہ رسول خدا کے پیچھے اصحاب نماز جنازہ پڑھنے کے بعد
ہی سلام پھیرا کرتے تھے اور وہ یہ ہیں علی ابن ابیطالب۔ عبداللہ بن عباس۔ ابن عمر۔ ابن عوف۔ ابو ہریرہؓ
ور روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے نماز جنازہ میں اسی طرح ہی طرف سلام پھیر لیا ہے۔ اور اگر کوئی اس
لڑھی چاہے تو یہ پڑھے حمد خدا کیلئے ہی ہے جو ہر ایک کو مارنے اور زندہ کرنیوالا ہے اور وہی ہے جو مردوں کو

ملا کر پڑھنا روا ہے اور اس میں اختیار رکھتا ہے کہ پہلی نماز کو دوسری نماز تک توقف کرے اور چاہے دوسرے وقت کی نماز کو پہلے وقت میں شریک کرے اور تاخیر کرنا مستحب ہے۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھ لے تو وہ ترتیب کو نگاہ رکھے یعنی پہلے وقت کی نماز کو پہلے پڑھے اور دوسرے وقت کی نماز کو پیچھے پڑھے اور جو پہلے وقت کی نماز کی نیت کرنے لگے تو جمع کی نیت کرے۔ اور دونوں نمازوں کے درمیان فرق نہ کرے۔ مگر فرق ہو تو اسقدر ہو جتنا کہ اقامت کے واسطے ہوتا ہے اور وضو کے لئے ممکن وضو ٹوٹ جائے اور اگر وہ فرض نمازوں کے درمیان سنتیں پڑھیگا تو اس صورت میں انکا جمع کرنا باطل ہوگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور بہتر طریق یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں سے فارغ ہو لینے کے بعد پڑھے اور فرضوں میں فرق نہ کرے اور اگر یہ چاہے کہ دوسرے وقت میں فرضوں کو جمع کرے تو پہلے وقت میں ہی نیت کر لینی ہی کافی ہوگی دوسری دفعہ نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ وہ پہلی نماز میں اسی نیت سے تاخیر کرتا ہے کہ اسکو دوسرے وقت میں جمع کریگا اور اگر اول وقت میں دوسرے وقت کی نماز کے جمع کی نیت کرے یا آخیر وقت میں نیت کرے تو اس میں کچھ فرق نہیں آتا اور اگر اول نماز کا وقت گذر جائے اور اس کے بعد نیت کرے تو اس صورت میں دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہیں ہے اور جب دوسرے وقت نماز کو جمع کرے تو اسکو پہلے اول وقت کی نماز پڑھنی چاہیئے اور اسکے بعد دوسرے وقت کی نماز پڑھے جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ نماز کے دو فرضوں کے درمیان سنت وغیرہ پڑھی جائے یا نہ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جائز نہیں ہے اور دوسری میں ہے کہ روا ہے۔ اور حضرت ابوبکر رض کہتے ہیں کہ قصر کی نماز اور نماز جمع نیت کی محتاج نہیں۔ اور اگر مقیم ترس رہا ہو تو مغرب اور نماز عشا کی نماز کو جمع کر سکتا ہے اور ظہر اور عصر کی نماز کے جمع کرنے کے باب میں دو روایتیں آئی ہیں۔ اور جب راستے میں کیچڑ ہو یا تند اور سرد ہوا چل رہی ہو۔ اس میں دو روایتیں آئی ہیں۔ اگر کوئی مینہ برسنے کے سبب دو نمازوں کو جمع کرنا چاہیئے۔ تو اسکو یقین ہونا چاہیئے کہ پہلی نماز کے شروع میں اور دوسری نماز تک السماء برستا رہیگا تو اس صورت میں دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ اگر دوسرے وقت کی نماز پر جمع کرنا موقوف رکھے تو چاہیئے اس وقت مینہ برستا ہو اور چاہے تھم گیا ہو برابر ہے۔ چونکہ پہلے وقت کی نماز کو اس نے اس واسطے آخیر میں کیا ہے کہ مینہ برس رہا ہے۔ اب اگر مینہ تھم بھی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ جو وقت گذر گیا وہ اب ملنا مشکل ہے۔ اور اس وقت میں جو جمع کرنیکے واسطے کہا گیا ہے تو یہاں واسطے ہے کہ لوگوں کے کپڑے بھیگنے سے بچیں اور راہیں تکلیف اور ایذا نہ پہونچے اور راہیں گھر سے نکلکر آنا جانا دشوار نہ ہو۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر جوتیاں بھیگ جائیں تو اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لو یہ صحیح حدیث ہے اور صحیح مسلم اور بخاری میں موجود ہے۔ اور مسافر اور مریض کیواسطے بھی جمع کرنیکے لئے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ مذکور ہوا ہے کیونکہ خدا نے ایک ہی حکم سے انکو یاد کیا ہے فرمایا ہے کہ جو تم میں سے بیمار اور مریض ہو اسکے واسطے دوسرے دنوں کی تعداد ہے۔ پس یہ اجازت کمزوری کے سبب دی گئی ہے اور مریض میں یہ سبب ظاہر ہے اور مسافر کا یہ حال ہوتا ہے کہ کبھی تو عیش کے ساتھ تیز گھوڑے پر سوار گلگشت کی سیر کرتا ہوا سفر میں جاتا ہے اور امارت اور مروت کے سبب سفر میں حاصل سکے اسکو ایسے سامان موجود ہوتے ہیں کہ وہ غریب کو مقیم ہونے کی حالت میں بھی نہیں ہوتے (جیسا کہ سعدی اس مضمون کی اسطرح تصریح کرتے ہیں ؎ منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ٭ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت) اور جب اس سامان اور جلال کے ہوتے ہوئے سفر میں اسکو اجازت دی گئی ہے کہ وہ نماز میں قصر اور جمع کرے تو مریض کا حال ان لوگوں کے حالات ہوتا ہے وہ تو دوسرے مسافروں سے ایسے خطرہ کے بہت سی حقدار ہیں ٭

نماز جنازہ

جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے اور ہمارے نزدیک اس کے مستحق یہ لوگ ہیں مرنے کے وصی اور پھر وقت کا سلطان اور پھر قریبی رشتہ دار اور امام کو لازم ہے کہ مُردے کے سینے کے برابر کھڑا ہو اور اگر عورت ہو تو اسکی لاش کے درمیان میں کھڑا

ہی اس پر نماز پڑھیں اسکو ویسے ہی دفن کر دینا چاہئے غسل دینا مشروع ہے چاہے مرد غسل دے چاہے عورت۔ روایت ہے کہ سعید خدا کے صاحبزادے جن کا نام ابراہیم تھا وفات پا گئے اس وقت ان کی عمر ۱۸ مہینے کی تھی اور انکو عورتوں ہی نے نہلایا تھا

فصل وہ پانچ امر کہ جو ساتھ کیا جائے اور اس کا غسل اور کفن اور خوشبو لگانے اور دفن کر نیکا بیان

غسل میت - کفن خوشبو لگانے اور دفن کرنے کا بیان ہر ایک مومن اور عاقل آدمی کو موت کا بہت یاد رکھنا مستحب ہے اور اس پر یقین رکھنا ضروری ہے پس جو اس پر یقین رکھتا ہے اسکو لازم ہے کہ اپنی موت کو بہت زیادہ یاد کرے اور اس کا منتظر رہے کہ موت آنیوالی ہے اور اس کے واسطے تیار رہے اسکے واسطے سامان مہیا کرے اور اسکی انتظاری کرے اور ہر ساعت توبہ کرتے رہے۔ ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے گناہوں سے بچے۔ فرضوں کو ادا کرے اور اپنا وصیت نامہ بھی لکھ چھوڑے اور اس سے کبھی غافل نہ ہو کہ تمام مخلوق کو ایک نہ ایک دن موت کا شربت پینا پڑیگا چاہے وہ گوارا ہو اور چاہے ناگوار۔ اس سے کسی صورت میں بھی گریز نہیں ہو سکیگا۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خود تمام لذتوں کو برباد کرنیوالی ہے [illegible] اس کو بہت یاد رکھو۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ موت کو بہت یاد کرو۔ اور اگر تم اسکو تنگدستی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ اسکو تمہارے لیئے کشادہ کر دیگی۔ اور اگر مفلسی کی حالت میں موت کو یاد کرو گے تو تونگر ہو جاؤ گے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ تم سے زیادہ دانا اور زیادہ مستحکم آدمی کون ہے زیادہ دانا وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اپنے کام میں زیادہ مستحکم وہ ہوتا ہے جو موت کے آنے کے واسطے تیار رہتا ہے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ان دونوں آدمیوں کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ دار غرور یعنے دنیا سے دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر کا خیال رکھنا۔ اور لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے بیٹا تو کوکل پر مت اٹھا رکھ کیونکہ موت اگر تم کو اچانک گھیر لیگی اور تو نیکی بہانہ تم کو نہیں دیگی اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مال رکھتا ہو تو اسے دو راتیں بھی نہ سونا مناسب نہیں مگر یہ کہ وصیت نامہ لکھا ہوا اسکے پاس موجود ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ حساب لیئے جانے سے پہلے اپنے نفسوں کا حساب کر لو اور اپنے عملوں کے تولا جانے سے پہلے تم انکو تول لو۔ اور عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے واسطے ایسے عمل کر کہ گویا ہمیشہ ہی زندہ رہیگا۔ اور آخرت کے لیے عمل کرے تو وہ اسطرح کر کہ گویا تو کل ہی مر جائیگا پس ہر مومن اور عاقل کو کوشش کرنا ہے کہ میرے نفس کے جو ذاتی اور لازمی حقوق ہیں موت سے پہلے ان کو ادا کر دوں اور گناہوں اور مظالم اور دوسروں سے بچوں اور اگر ایسا نہیں کریگا۔ وہ قطعی طور پر یقین کرے کہ بہت جلدی ہی اسکے مواخذہ میں گرفتار ہونے والا ہوں اور کل کو عذاب قبر میں گرفتار رہیگا اور وہ ایسا وقت ہوگا کہ توبہ حائل ہوگی۔ کوئی حیلہ باقی نہیں رہیگا ہوش اور حواس جاتے رہینگے اور اسکے اہل اور اسکے ہمسایہ جسقدر ہونگے وہ تمام مصیبت میں ہی اسکو اکیلا چھوڑ دینگے اور اس کے مال پر قابض ہو جائینگے دشمن۔ دوست۔ عورت مرد اور بچے وغیرہ مخالف اور اسکے والوں میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں ہوگی کہ وہ اس مصیبت سے اسکو چھوڑا سکے۔ اگر اس جگہ میں کوئی اس کا مددگار ہوگا تو وہ ہو گیے [illegible] معافی کرائی۔ توبہ کرنی۔ استغفار اپنی تقصیروں کا عذر نکالنا۔ اگر ان کے دور نہ ہونے سے امید ہے کہ خدا ہی رحم کرے تو ٹوٹی ہوئی کا مقام نہیں ہے۔ اور امید ہے کہ خداوند تعالے اپنی رحمت اور مہربانی سے ان امور کے باعث رحم فرمائیگا کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ اور جو لوگ اصحاب حقوق ہیں۔ اور ان پر خداوند تعالی راضی ہوتا ہے ان کو جلد اور بہشت میں عطا فرماتا ہے۔ اور ان میں بڑی بڑی نعمتیں مرحمت کرتا ہے۔ سمرہ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم اللہ کے رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی اثنا میں آپ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی۔ اور جس وقت نماز پڑھا کر لوٹے تو اس وقت آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ فلاں آدمی کی اولاد سے کوئی آدمی یہاں موجود ہے ایک آدمی نے عرض کی۔ کہ ہاں میں حاضر ہوں۔ فرمایا۔ کہ قرض کی علت میں فلاں آدمی یعنے میت جس پر جنازہ پڑھا گیا ہے قید کر دیا گیا ہے راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا۔ کہ اسی وقت اسکے اہل اور دوست ور حاضر ہو کر اس کا قرض ادا کرنے کے دریے ہو گئے۔ اور اس کے قرض کو ادا کرنا شروع کر دیا

بندہ کریگا عظمت اور کبریائی اسکے لئے ہے ملک اور قدرت وہی رکھتا ہے اور اس کے لئے تعریف ہے ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے
اے اللہ محمد پر اور اسکی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم اور اسکی آل پر درود بھیجا ہے اور اس پر رحمت اور برکت پہنچائی ہے تعریف
کیا گیا تو ہی ہے اور تو ہی بزرگ ہے۔ اے اللہ یہ شخص تیرا ہی بندہ ہے اور تیرے بندے کا لڑکا ہے اور تیری لونڈی کا لڑکا ہے تو نے
ہی اسکو پیدا کیا اور تو نے ہی روزی دی اور تو ہی مارنے والا ہے اور تو ہی جلانے والا ہے اور تو ہی اسکے بھید کو جانتا ہے ہم
تیری بارگاہ میں اسکی سفارش کرتے ہیں۔ تو ہماری سفارش کو قبول کرلے۔ اے اللہ اب تو اسکو اپنی رحمت کی ہمسائیگی میں
لے آ۔ تو صاحب وفا ہے اور سزاوار ہے اے اللہ تو اسکو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بچا اور اسے بخش دے
اور اس پر رحم کر۔ اور اسکو اور اسکے بزرگوں کو معاف کر اور اسکی آرامگاہ بزرگ بنا۔ اور اسکی قبر کو کھول دے اور اسکو برف کے پانی
اور سرد پانی سے نہلا اور اسکو گناہوں سے پاک کردے اور اسطرح پاک کر کہ جسطرح میلے کچیلے کپڑوں کو صاف اور پاک کیا جاتا
ہے اور اسکو اچھے گھر میں داخل کر اور اسکو ایسی جوڑی دے جو میلوں میں سے بہتر ہو۔ اور بہتر ہی اہل اسکو عنایت کر اور بہشت میں
اسے جگہ دے اور دوزخ کی آگ سے نجات دے اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ نیکوکار ہے تو تو اسکی نیکی کو بڑھا دے۔ اور اس نے جو نیکی
کی ہے اس کا اسکو عوض عطا کر اور اگر بدکار ہے تو اس سے درگذر کر۔ اے اللہ یہ تیرے حضور میں حاضر آیا ہے اور جس کے پاس
کوئی حاضر ہو جاتا ہے تو اس سب سے بہتر ہے یہ تیری رحمت کا محتاج ہے تو غنی ہے اور یہ فقیر ہے تو صاحب جود اور بخشش
ہے اور یہ مفلس اور محتاج اور تو اس سے بے پرواہ ہے کہ اسکو عذاب دے اے اللہ منکر نکیر کے سوال جواب کے وقت اسکی
زبان کو مدد دے اور قبر کے عذاب میں اسکو گرفتار کر کیونکہ اس عذاب کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ لوٹا
اور اسکے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس پر یہ پڑھے۔ اے اللہ یہ تیری لونڈی ہے اور تیرے بندے کی
لڑکی ہے اور اس کے بعد جو دعا مذکور ہوئی ہے اسکو ختم کرے اور امام احمد حنبل کے نزدیک پہلے اسکو جنازہ پڑھانا مناسب ہے
جس کے حق میں مرنے والے نے وصیت کی ہو یعنی مرتا ہوا وہ کہہ گیا ہو کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے۔ اس کے بعد ولی حقدار
ہے اور اسکے بعد ان رشتہ داروں کا حق ہے جو قریبی اور جدی ہوں اور اس کے بعد بیٹے کا حق ہے اور بعد میں بیٹے کی
اولاد کا درجہ وار اور پھر علاتی بھائی اور بھتیجے اور بھتیجے کے بیٹے کا حق ہے اور اس میں اختیار ہے کہ اگر عورت مرجائے تو اس کا
خاوند جنازہ پڑھائے یا بیٹا۔ اور صحابیوں نے ایک دوسرے کو نماز پڑھانے کی وصیت کی ہے روایت میں آیا ہے کہ ابوبکرؓ نے
عمر ابن خطاب کو یہ وصیت کی تھی۔ کہ میرے بعد میرے جنازے کی نماز پڑھائے۔ اور عمرؓ وفات پاتے ہوئے صہیبؓ کو وصیت
کر گئے تھے اور اس وقت اسکے بیٹے عبداللہ بھی موجود تھے اور ابو سریحہ نے زید بن ارقم کو اپنے جنازے پر نماز پڑھنے کی وصیت
کی اور ابو میسرہ نے شریح کو وصیت کی تھی اور عائشہؓ مرتے ہوئے ابوہریرہؓ کو وصیت کر گئی تھیں کہ میرے جنازے پر نماز جنازہ
پڑھائیں اور ام سلمہؓ سعید بن جبیر کو وصیت کر گئی تھیں۔ اور اگر لڑکا ہو تو اسکی دعا میں یہ پڑھے اے اللہ یہ تیرا ہی بندہ ہے اور
تیرے بندے کا لڑکا ہے اور تیری لونڈی کا لڑکا ہے اسکو تو نے پیدا کیا ہے اور تو ہی مارتا اور زندہ رکھتا ہے اے اللہ تو
ماں باپ کیلئے اس کو پیش خیمہ بنا اور ان کے لئے اجر کی زیادتی کا باعث کر اور نیز ان کے میزان کے پلڑے کے بھاری ہونے کا
سبب ہو لڑکے کے باعث ان کے والدین کا اجر بزرگ بنا اور ہم کو بھی اسکے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔
اس سے بچا اے اللہ ان کو پہلے نیکوکار اور مومن لوگوں میں ملا دے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی کفالت میں داخل کر۔ اور دنیا کے گھر
سے اسکو بہتر گھر عطا فرما اور جو اسکے اہل ہیں اسے بہتر اہل اسے دے دوزخ کے عذاب سے اسے نگاہ رکھ اے اللہ ہمارے اولاد
کو اور ہمارے بزرگوں کو اور ہمارے اگلوں کو اور جو ہم سے پہلے اس جہان سے چلے گئے ہیں سب کو بخش دے۔ اے اللہ ہم سے
تو جسکو زندہ رکھے اسکو اسلام پر رکھنا اور جس کو مارے اسکو ایمان پر مار اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو جیتے ہیں اور
مرگئے ہیں ان سب کو بخش دے اور اگر کسی بچے کا اسقاط ہو گیا ہو اور اس میں انسان کی سی صورت پائی جاوے تو اس پر
بھی نماز ادا کی جائے اور اگر صرف گوشت کا لوتھڑا ہی ہے اس میں انسان کے اعضا نمودار نہیں تو اسکو غسل نہ دیں اور نہ

اور جس قرض خواہ سے ان کا قرضہ ادا کر دیا گیا اور کوئی ایسا آدمی نہ رہا کہ وہ یہ کہے کہ میرا قرضہ باقی رہ گیا ہے سا
میں آ جائے کہ آپ نے اس طرح فرمایا تھا کہ قرضہ کی حالت میں فلاں آدمی پر جنت کے دروازوں کو بند کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رض
ہیں کہ ایک شخص اہل صفہ میں سے تھے وہ وفات پا گئے اور بعد میں خدا کے رسول کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اے اللہ کے
فلاں آدمی جو وفات پا گیا ہے وہ کچھ ایک دینار اور ایک درہم چھوڑ مرا ہے آپ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ سے اس کے
دو داغ ہیں اور اس کا نماز جنازہ پڑھو حالانکہ وہ مقروض تھا۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ انصار میں سے ایک
پر آپ حاضر ہوئے اور پوچھا کہ یہ آدمی کسی کا قرضدار تو نہیں ہے۔ لوگوں نے جواب میں عرض کی کہ ہاں قرضدار تو ہے
آپ اسکے جنازہ سے واپس لوٹے۔ حضرت علی رض نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس پر جو قرض
ادا کر دونگا۔ یہ سنکر رسول مقبول پھر اسکے جنازہ پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اور بعد میں فرمایا کہ اے علی جس طرح ا
مسلمان بھائی کی گردن کو آزاد کیا ہے اسی طرح خدا تیری گردن کو بھی آزادی اور خلاصی بخشی ہے اگر کوئی آدمی
مرنے کے بعد اسکے قرضہ کو ادا کر دے تو خداوند تعالیٰ اسکو بھی قیامت کے دن رہائی اور آزادی عطا فرماتا ہے
فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جو صاحب حق ہوگا خداوند تعالیٰ اسکے حق کو ادا کریگا یہاں تک کہ اگر کوئی بکری بے
سینگ ہوگی اور اس سینگ دار بکری سے اپنا حق لینا ہوگا تو سینگ دار بکری سے اس کا حق لیا جائیگا۔ اور آ
فرمایا ہے کہ ظلم کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ظلم قیامت کے روز تاریکی کا باعث ہے اور بخل سے بھی دور رہو خدا
اسکو دشمن جانتا ہے اور بخل بھی نہ کرو بخل سے پرہیز رکھو کیونکہ تم سے پہلے بخل نے بخیل لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے
عزیزوں اور دوستوں سے قطع کرنے کا باعث ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع کرو۔ اس لئے ان
کیا گیا۔ اور ان پر ظلم کرنے کا امر کیا ہے اس لئے ان پر ظلم کیا گیا ۔

بیمار آدمی کی بیمار پرسی کا بیان

اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کا پوچھنا واجب ہے اور جب کوئی اپنے بھائی کی بیمار پرسی کے لئے جائے تو اس کا چاہیے
تو وہ اسکے حال کی جانب نگاہ کرے اگر اس کو امید ہو کہ یہ شفا پا جائیگا تو خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں اسکی صحت
تندرستی کے واسطے دعا کرے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ مر جائیگا تو اس حال میں اسکو رغبت دلائے کہ اپنے گناہوں سے
اور اسکو یہ بھی بتا دے کہ یہ جو غریب بھائی ہیں اور تیرے مال کے وارث نہیں اُن کے واسطے یہ وصیت
[illegible] مال کا [illegible] ان کو دیا جائے اور اگر وہ غنی اور مالدار ہوں تو اس صورت میں ان لوگوں کو دیں [illegible]
علم اہل عمل اور [illegible] کر دیا ہو اور خدا کی یاد میں مشغول ہوں۔ اور جو [illegible]
دنیا کے [illegible] عابد اور پرہیزگار ہوں۔ اور جن کو عبادت اور [illegible]
علائق ترک کر لئے ہیں [illegible] کوشش کئے ہیں [illegible] پاک
شرک کی آمیزش سے [illegible] ان کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور [illegible] کرتے ہیں اور اپنی روزی خدا
کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا حال خدا سے استواری پالی اور اپنے ہاتھوں سے ناامید ہو جانا ہے اس لئے ا
کی توجہ اس میں ہوتی ہے کہ غیر کی طرف التفات او توجہ کرنے سے سلامت رہیں۔ اور ان کے حقوق دنیا کے رنگ
سے خدا کے سوا اسکے فضل سے پاک اور بے زوال ہوتے ہیں پس جو آدمی ان کو ایک نوالہ کھلاتا ہے
عطا کرتا ہے یا نیکی کرتا ہے یا کسی قسم کی انکی خدمت کرتا ہے یا انکی دعاؤں کے وقت میں کسی وقت میں آمین
یا کوئی نیک کلمہ بھی ان بزرگواروں کی شان میں کہتا ہے تو اس شخص کی بڑی خوش نصیبی ہے اور اس کے وا
کا باعث ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی کے خاص صاحب
اگر کوئی چاہے کہ خاص صاحب لوگوں کے سوا شہنشاہ کی بارگاہ میں رسائی ہو تو یہ ناممکن ہے جب تک کہ

ر کافور سے ان چادروں کو معطر اور خوشبودار کرلیں اور بعض نے کہا کہ کفن میں کرتا اور تہبند اور چادر شامل ہیں۔ اور تہبند
سے لپٹا ہوا ہو۔ اور پیراہن میں سینہ باندھیں۔ اور کفن میں جو تین کپڑوں کی لست کہا ہے اسکا باعث یہ ہے کہ
نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ اور ان میں پیراہن اور عمامہ نہیں
ام احمد رح نے عائشہ رض کی اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور اسی حدیث پر اس باب میں اپنے مذہب کی بنا کو مستحکم کیا ہے اور
رحنوط اور کافور کی خوشبو لیکر روئی میں لپیٹ دیں اور اس روئی میں سے کچھ تو میت کے چہروں میں رکھیں اور اوپر کو
ہ بھی باندھ دیں اور باقی خوشبو کو ان مقامات پر لگائیں سجدہ کے ساتوں مقام۔ دونوں رانوں کے گوشے۔ بغلوں کے نیچے
طرح۔ کانوں کے سوراخ۔ پیشانی۔ دونوں رانوں۔ دونوں ہتھیلیاں۔ دونوں آنکھوں کے حلقے مگر آنکھوں کے اندر
اگر اسکے پیٹ سے کوئی چیز باہر نکل آنے یا کسی چیز کے خارج ہونے کا خوف کرے تو ناک اور کانوں کے سوراخوں
پر کر دے او سبب ہے کہ میت کا تمام بدن کافور اور صندل سے معطر اور خوشبودار کرد سے نافع جو راوی ہیں کہ
دستور تھا کہ آپ میت کے تمام سوراخوں اور گڑھوں اور اعضاؤں کے جوڑوں کو کستوری سے پر کر دیتے تھے اور
جانے لگے تو میت کو کفن کی ملبوس چادروں کے اوپر لٹا دے اور اندر کی چادر کا ایک طرف کا کنارہ نصف بدن
جانب میں لپیٹے اور اس کے بعد دوسرا کنارہ نصف بدن کی بائیں طرف میں لپیٹے اور جس طرح اچھی طرح میت کو
دوا سکے بعد دوسری اور تیسری چادر کو اسی طرح لپیٹے جیسے پہلی چادر کو لپیٹا تھا پھر چادروں کے سروں کو سمیٹ
سر کے اوپر سے باندھ دے اور پاؤں کی طرف بھی اسی طرح جیں کر باندھے مگر چادروں کو ایسا نہ باندھے کہ ادھر ادھر
۔ اور جب میت کو قبر میں رکھیں تو اس وقت سروں کو کھول دیں اور کفن کو ڈھانپا نہ جائے اور عورت کے کفن
کپڑے ہیں۔ ازار۔ پیراہن اوڑھنی اور دو بڑی چادریں ان سب میں عورت کو دفنایا جاتا ہے اور جو ایسا ہو
کہ عورت کا سارا بدن چھپالے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عورت کے کفن کا پانچواں کپڑا وہ ہے جس سے دونوں پاؤں
جائے۔ اور اس کا ہونا مستحب ہے اور وہ دو چادروں میں سے ایک کے عوض میں ہوتا ہے اور عورت کے بالوں
میں اور میں لٹیں بنائیں اور ان کو سر کے پیچھے چھوڑ دیں۔ اور عورت کی میت ہو جائے مرد کی دونوں کہ اس طرح
جائے۔ جیسے دولہا اور دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس بعد ایک مرد یا عورت سے کفن میسر آ گئے جا سکے
تو پھر ایک ہی کپڑا اس کے واسطے کفایت کرتا ہے اور اگر کوئی محرم فوت ہو جائے تو اس کی میت کو بیری کی پون
دھوئیں اور خوشبو نہ لگائیں اور نہ ہی اس کے سر اور پاؤں کو ڈھانکا جائے۔ اور سیا ہوا کپڑا بھی نہ پہنائیں۔ اور اس
ہی میں دفن کیا جائے جو اس نے پہنے ہوئے تھے کیونکہ ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول
میں کھڑے ہوئے تھے اور وہیں ایک آدمی گھوڑے پر سوار کھڑا تھا اتفاقاً وہ آدمی اپنے گھوڑے کے اوپر
گھوڑے کے پاؤں کے نیچے روندا گیا اور مر گیا رسول خدا نے اسکی نسبت فرمایا کہ اس آدمی کو بیری کے پتوں کے پانی
پانی سے دھو ڈالو اور انہی کپڑوں میں ہی دفنا دو جو اس نے پہنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے سر کو نہ ڈھانکو
نے حشر کے روز اسکو اس حال میں اٹھائیگا کہ وہ لبیک کہتا ہوگا۔ اور اگر چار ماہ سے زیادہ عرصہ کے بچہ کا اسقاط ہو
سکو غسل دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھیں چاہے یہ ظاہر ہی ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ اور اسکو ایسے نام
کریں جس کا مرد اور عورت دونوں پر اطلاق ہو سکے اور چاہے اسکو مرد نہلائے اور چاہے عورت دونوں کے واسطے
ام عطیہ رض روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا کے بیٹے ابراہیم کو عورتوں نے غسل دیا تھا اور اس وقت اس کی عمر ۱۸ ماہ کی
سب اور بہتر امر یہ ہے عورت کو عورت غسل دے اور مرد کو مرد نہلائے اور اگر عورت اپنے شوہر کو غسل دے
پر کا اتفاق ہے اس میں کسی کو خلاف نہیں ہے۔ اور اگر شوہر عورت یا ام ولدہ کو غسل دینا چاہے تو ان باتوں میں دو
ام ولدہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے ہاں اولاد ہو۔ اور حضرت علی رض نے فاطمہ رض کو غسل دیا ہے اور

کو غسل دینے کے وقت جہاں تک ہو سکے اپنی آنکھوں کو چھپائے جائے مگر ستر عورت کی طرف تو ہرگز نہ دیکھے اور بہتر ہے کہ میت کو ایسے
کرتے میں غسل دے جو ہلکا اور کشادہ ہو اور اگر پیرہن تنگ ہے تو تیز ردوں سے اسکو چاک کر دے اور پھر میت کے جوڑ نرم کرے
مگر آسانی کے ساتھ نرم کئے جائیں اور اگر معلوم کرے کہ آسانی کے ساتھ نرم نہیں ہوتے تو پھر ان کو ویسے ہی رہنے دے کیونکہ اکثر
ہوتا ہے کہ نرم کرتے ہوئے میت کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور حضرت رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے میت کی ہڈیوں کا توڑنا ایسا
ہے جیسا کہ زندہ آدمی کی ہڈیوں کا توڑنا۔ اور اسکے واسطے ایسا کرے کہ میت کو آہستہ آہستہ یہاں تک اٹھایا کرے کہ وہ بیٹھنے کے
قریب ہو جائے اور اس کے بعد نرمی سے اسکے پیٹ کو ملے۔ اور اپنے ہاتھ پر کپڑے کا ایک لتہ لپیٹے اور جو جگہ سے نجاست
خارج ہوئی ہے اسکو بھی صاف کرے اور لتہ ہاتھ پر اس واسطے لپیٹا جاتا ہے کہ میت کے ستر عورت کو ہاتھ چھو نہ جائے۔ اور اس کے سوا یہ بھی ہے
کہ لتہ ہاتھ پر لپیٹنے میں نجاست کے صاف کرنے میں مدد ملتی ہے اور اگر باقی بدن کو بھی ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر لگائے تو یہ مستحب ہے اور دھوتے
ہوئے کوشش سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالتا جائے اور دھوتے ہوئے ہاتھ کے لتہ کی اس وجہ تجدید کرے کہ پہلا پھینک کر دوسرا لپیٹے
اور تین دفعہ ایسا ہی کرے اسکے بعد لتہ کو پھینک کر اپنے ہاتھ کو دھو ڈالے۔ اور میت کو با ترتیب ایسا ہی وضو کرا دے۔ جیسا کہ نماز کے
واسطے وضو کیا جاتا ہے آپ وضو کی نیت کرے اور بسم اللہ پڑھے اور اپنی دونوں انگلیوں کو تر کرے اور اس میت کی دونوں لبوں
کے درمیان میں لائے اور اس کے دانتوں کا مسح کرے اور ناک کو دونوں سوراخوں میں لیجا کر انکو بھی پاک کر دے اور پھر ناک اور منہ پر پانی ڈالے مگر اسکے
ناک منہ کے اندر ڈالے اس طرح کہ پانی اندر نہ جائے [illegible]۔ اور جب وضو کرا چکے تو بیری کے پتوں کا پانی جو تیار کر کے رکھا ہوا ہو اس سے
اس کے سر کو دھوئے اور میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے۔ اس کے بعد خالص پانی لے اور سر سے پاؤں تک اس پانی سے
دائیں طرف کا آدھا جسم دھوئے اور پھر بائیں طرف پھیر کر اسکی بائیں طرف کا نصف جسم دھوئے۔ اور سب غسلوں میں
بیری کے پتوں اور صاف پانی سے اسی طرح دھوئے جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ یعنی جب بیری کے پانی سے دھو چکے تو اس کے
بعد خالص پانی سے دھوئے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اور اگر میل کے دھونے کے واسطے اشنان کی حاجت پڑے یا ناخنوں کے
اندر سے میل نکالنے کے واسطے خلال کی ضرورت ہو تو اشنان اور خلال کا استعمال کرے۔ اشنان ایک قسم کی روئیدگی ہے اور
اس سے بھی صابن بناتے ہیں [illegible] اس [illegible]۔ اور جب خلال کے ذریعہ ناخنوں کے اندر میل صاف کرنے
لگے تو اس وقت خلال پر روئی لپیٹ لے اور بعد میں دونوں نتھنوں اور کانوں کے سوراخ کے اندر سے بھی چرک اور غلاظت
کو پاک کرے۔ اور جہاں چرک اور غلاظت ہو اس جگہ کو دھو ڈالے اور ہر ایک غسل میں اسی طرح وضو کرائے جیسا کہ بیان کیا
گیا ہے اور جب آخری غسل دینے لگے تو اس کے پانی میں کافور ملائے اور بعد میں کپڑے سے میت کے جسم کو خشک کر ڈالے کم سے کم غسل کی تعداد تین ہے
کم سے کم تین دفعہ غسل دے اور زیادہ سے زیادہ سات دفعہ۔ جس میں دو غسل دینے سے پاک نہ ہو تو پھر زیادہ سے زیادہ سات
مرتبہ تک دھوئے اور جب غسل کو ختم کرے اور طاق تعداد میں ختم کرے یعنی پانچ یا سات بار اور اگر غسل دینے کے بعد کوئی چیز
پیٹ سے خارج ہو تو سات دفعہ تک پھر غسل دے اور اگر اسکے بعد بھی کسی چیز کا نکلنا بند نہ ہو تو جس مقام سے کوئی چیز نکل رہی ہو اسکو
روئی سے بھر دے اور اگر [illegible] تو پھر بھی جاری رہے۔ اور بعض صحابیوں کا یہ قول ہے کہ جس مقام سے کوئی چیز نکل
رہی ہو اسکے بند کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ امام احمد رح کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے آپ کا یہ قول ہے کہ اگر غسل دینے کے بعد کوئی
چیز پیٹ سے خارج ہو تو دوسری دفعہ غسل دینے کی کوئی حاجت نہیں صرف نجاست کے مقام کو دھو دیا جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ غسل
میں [illegible] کی مانند میت کو وضو کرائیں اور بعد میں کفن پہنا کر لٹائیں۔ اور بہتر ہے کہ پہلی دفعہ بیری کے پتوں کے پانی سے غسل
دیں اور [illegible] خالص پانی سے اس طرح [illegible] غسل پورا کیا جاتا ہے۔ اور جب آخری دفعہ غسل دیں
[illegible] کافور [illegible] خشک کر لیں اور جب میت کو کفن پہنائیں تو کفن میں اسکو
[illegible] چیز نہ ہو۔ اور اگر
[illegible] دوسری پر پھیلایا جائے اور

جمعہ کے دنوں اور انکی راتوں میں نماز کی بزرگی

ابی سلمہ ؓ ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ جب کبھی تو اپنے گھر سے نکلے تو اس وقت دو رکعت نماز ادا کر لیا کر یہ نماز تمہاری بدی کو دور کر دیگی اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اس وقت بھی دو رکعت نماز ادا کر اس سے بھی تیری بدی دور ہو گی۔ اور انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کے وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور مسجد کی طرف چلا جائے اور جا کر اس میں نماز پڑھے تو ہر ایک قدم کے عوض میں اسکو نیکی عطا کیجاتی ہے اور اسکے مقابلہ میں بدی دور ہوتی ہے اور اسکی نیکی دس درجہ تک زیادہ کیجاتی ہے اور جب نماز کو ادا کر لیتا ہے اور طلوع آفتاب کے وقت واپس لوٹتا ہے تو اس کے بدن پر جسقدر بال ہوتے ہیں اسی قدر اس کو نیکیاں عنایت کیجاتی ہیں اور اسکے سوا ایک حج کا ثواب بھی اس کو ملتا ہے اور جب رکوع کرتا ہے تو خدا تعالے رکوع کے ہر ایک جلسہ میں دو ہزار نیکی عطا کرتا ہے۔ اور جو آدمی عشا کی نماز پڑھتا ہے اسکو عمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے اور عثمان بن عفان روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ نماز عشا ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہوتا ہے جو رات بھر نماز کو ادا کرتا ہے۔ اور ابی صالح ؓ نے ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ منافق لوگوں پر جسقدر عشا اور فجر کی نماز گراں گذرتی ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی نماز گراں نہیں گذرتی اور اگر ان لوگوں کو ان دونوں نمازوں کے ثواب سے واقفیت ہوتی تو وہ گھٹنوں کے بل چلکر بھی ان نمازوں میں حاضر ہوتے اور انہیں ادا کرتے اور ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ جو لوگ منافق ہیں اور ان نمازوں میں وقت پر حاضر نہیں ہوتے لکڑیاں اکٹھی کر کے ان کے ذریعہ سے ان کے گھروں کو پھونک دوں۔ اور عطا بن یسار ؓ ابوہریرہ ؓ سے راوی ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جو آدمی زوال کے بعد چار رکعت نماز ادا کرتا ہے اور انکی قرأت کو اچھی طرح پڑھتا ہے اور رکوع اور سجود بھی بخوبی بجالاتا ہے ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور رات کے وقت خداوند تعالے سے اسکے واسطے بخشش کی درخواست کرتے ہیں اور رسول خدا زوال کے بعد ہمیشہ چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے ان کا کبھی ناغہ نہیں کیا۔ اور ان رکعتوں کو طول دیا کرتے تھے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے آسمان کے دروازوں کو اس وقت میں کھول دیا جاتا ہے اور مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت میں میرے عمل آسمانوں پر اٹھائے جائیں لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ان چار رکعتوں میں سلام بھی پھیرا جائے جواب میں فرمایا سلام کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عصر کے پہلے چار رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ خداوند تعالے اُس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

یکشنبہ کے دن کی نماز

ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی یکشنبہ کے روز نماز کی چار رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایکبار سورہ فاتحہ اور آمن الرسول پڑھے تو جسقدر نصرانی مردوں اور عورتوں کی تعداد ہے۔ ان کے شمار کے موافق خدا تعالے اسکو نیکی عطا کرتا ہے اور اسکے سوا ایک پیغمبر کا ثواب اور بھی مرحمت ہوتا ہے اور حج اور عمرہ کا ثواب بھی اسکے نام پر لکھا جاتا ہے اور ہر ایک رکعت کے عوض میں ہزار نماز کا ثواب اور ملتا ہے اور ہر ایک حرف کے عوض میں اسکو بہشت میں ایک شہر ملتا ہے جو مشک کی خوشبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور حضرت علی ابن ابیطالب روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے یکشنبہ کی نماز بہت پڑھا کرو اور خداوند تعالے کو وحدہ لاشریک لہ جانو۔ اور اگر کوئی آدمی یکشنبہ کے دن نماز ظہر کے بعد پہلے فرض اور سنتیں پڑھ چکے چار رکعت نماز اور پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور الم سجدہ پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور تبارک الملک پڑھے۔ اور تشہد کے بعد سلام پھیرے۔ اور اس کے بعد اُٹھ کر دو رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ جمعہ پڑھے تو اس کے بعد جو حاجت رکھتا ہو خدا تعالے سے اسکی درخواست کرے اللہ جلشانہ اسکی حاجت پوری کردیگا۔ اور نصارے کی امداد اور مدد سے خدا اسکو بچا رکھیگا۔

دوشنبہ کی نماز کا بیان

ابوہریرہ ؓ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ دوشنبہ کے روز جب آفتاب بلند ہو تو جو آدمی دو

اگر مردے نے قرض چھوڑا ہو یا کوئی وصیت کر جائے۔ تو قرض اور وصیت دونوں پر کفن مقدم ہے یعنے پہلے کفن لیلیں اور اس کے بعد باقی امور پر عمل کریں۔ اور اگر کچھ مال نہ ہو تو جیتے جی کے زمانہ میں جس آدمی پر اس کا نان اور نفقہ واجب تھا کفن دینا بھی اسکو واجب ہے اور اگر کوئی ایسا آدمی موجود نہ ہو تو پھر اس کو سلطان بیت المال سے کفن دلا جائے اور عورت کا کفن بھی قرض اور وصیت پر مقدم ہے اور شوہر پر واجب نہیں ہے کہ عورت کو کفن دے اور بہتر یہ ہے کہ جو آدمی عورت کو غسل دیوے کا دم اٹھائے وہی اسکو دفن بھی کرے اور قبر اس قدر گہری کھودیں کہ وہ درمیانہ قد کے برابر ہو۔ اور طول میں تین ہاتھ اور ایک بالشت ہو۔ اور عرض میں ایک ہاتھ اور ایک بالشت۔ خدا کے رسول مقبول نے عمر بن خطاب سے فرمایا۔ کہ اے عمر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے واسطے اسقدر زمین کھودی جائیگی جو تین ہاتھ اور ایک بالشت طول میں ہوگی۔ اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت عرض میں اور تیرے اہل تم کو غسل دینگے اور اسکے بعد تم کو کفن پہنا دینگے اور تم کو خوشبو لگا دینگے اور پھر تم کو اٹھا کر لیجائینگے تاکہ اس میں تم کو دفن کر دیں۔ اور تیرے اوپر مٹی ڈالیں گے اور اس کے بعد تم کو وہیں چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں میں واپس آجائینگے الخ اور امام احمد رح کہتے ہیں کہ مردے کو سر کی طرف سے قبر میں اتارنا مستحب ہے اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو قبر کے پہلو کی طرف سے اتاریں جسطرح آسان معلوم ہو اور جیسے عورت کو غسل دینا عورتوں کے ذمہ ہے اسی طرح دفن بھی عورتیں ہی کریں اور اگر عورتیں دفن نہیں کر سکتیں معذور ہیں۔ تو پھر اس کے عزیز اور ذوی الارحام دفن کریں اور اگر ایسا بھی نہ ہوسکے تو وہ بیگانے آدمی دفن کریں جو صحیح ہوں۔ اور اگر عورت کو دفن کرتے ہوئے اسکی قبر کو پردہ میں کرلیں تو یہ مستحب ہے کیونکہ سر سے پاؤں تک عورت پردہ کے لائق ہے۔ ایک دفعہ حضرت علی رض ایک قوم کے لوگوں پر گذرے اس وقت وہ ایک میت کو دفنا رہے تھے اور اسکی قبر پر پردہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی قبر کے اوپر سے اس چادر کو کھینچ لیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ کام عورتوں کے واسطے کرنا چاہئے۔ اور قبلہ کیطرف منہ کر کے لاش کو قبر میں رکھدیں۔ تو اسکے بعد ہر ایک آدمی اس پر تین مٹھی خاک ڈالے یہ سنت طریق ہے۔ اور اسکے بعد اسکی قبر کو مٹی سے بھر دیں اور زمین سے ایک بالشت اونچی کریں۔ پھر اوپر پانی چھڑک دیں اور اوپر سنگریزے ڈالیں اور اگر قبر کو مٹی کی بجائے سے بنایا جائے تو یہ جائز ہے اور گچ سے پختہ بنانا مکروہ کہا گیا ہے۔ اور قبر کی صورت ایسی بنائی جائے جیسے اونٹ کی کوہان ہوتی ہے اور چوڑی یعنے عریض نہ بنائیں۔ اور جس نے فرمایا ہے پیغمبر صلعم کی قبر اور آپ کے دونوں یاروں کی قبریں اونٹ کے کوہان کی مانند ہیں اور قبر کے کام سے فراغت پائیں تو اس تلقین پڑھیں جس کا بیان آگے مذکور ہے مسنت طریق ہے ۔

ابو امامہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی تم میں سے فوت ہو جائے اور تم اسکی قبر کو برابر کر چکو تو اس کے بعد ایک آدمی تم میں سے اسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں فلاں عورت کے لڑکے اس آواز کو وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا اور پھر دوسری دفعہ کہے۔ اے فلاں فلاں عورت کے لڑکے یہ آواز سنکر مردہ قبر میں اٹھکر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کہے اس کے جواب میں میت کہتی ہے کہ تو نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ہے۔ خداوند تعالی نے تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے۔ مگر اے لوگو میرا کہنا تم کو سنائی نہیں دیتا۔ اس کے بعد میت سے کہے۔ کہ دنیا سے جس اعتقاد پر تو نے کوچ کیا ہے اسکو یاد کر۔ اور وہ گواہی ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں اور محمد خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور میں راضی ہوں اس بات پر کہ اللہ میرا ہی پالنے والا ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ اور محمد صلعم میرا رسول ہے اور قرآن ہمارا پیشوا ہے اور امام ہے اور جب یہ گواہی دیتا ہے تو اسکے بعد منکر اور نکیر کہتے ہیں کہ اب اس میت کے پاس ہمارا کیا کام ہے کیونکہ اسکو اپنی حجت بتلا دی گئی ہے اور تلقین کر دی ہے ایک آدمی نے اس وقت سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول مقبول اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو کیونکر پکارا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اسکو اسطرح پکارو اے اماں حوا کے لڑکے اور اگر [illegible] سلمان بھائیوں کے ساتھ راضی [illegible] تو وہ بھی [illegible]

ہے اور دو سو ہی اسکی برائیاں کم کر دیتا ہے اور اگر کوئی آدمی چار رکعت پڑھے تو اللہ تعالے اُسکے واسطے چار سو درجے بہشت میں بڑھا دیتا ہے اور اگر کوئی آدمی آٹھ رکعتیں ادا کرے تو خداوند تعالے اُسکے آٹھ سو درجے بہشت میں بلند کرتا ہے اور اس کے جسقدر گناہ ہوئے ہیں وہ سب معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اور اگر نماز کی بارہ رکعت ادا کرے تو اسکے عوض میں اللہ تعالے اسکو دو ہزار اور دو سو نیکیاں مرحمت فرماتا ہے اور دو ہزار دو سو برائیاں اسکی بخشدی جاتی ہیں۔ اور اسکے علاوہ دو ہزار دو سو درجے بہشت میں بڑھا دئے جاتے ہیں اور ابی صالح رض ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جمعہ کے روز صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور پھر آفتاب کے نکلنے تک مسجد میں بیٹھے اور خدا کو یاد کرے تو اسکے عوض میں خداوند تعالے اسکو ستر درجے بہشت میں عطا کریگا اور ہر ایک درجہ کے درمیان میں اسقدر فاصلہ ہوگا جسقدر کہ تیز رفتار گھوڑے کی دوڑ ہوتی ہے جو ستر سال دوڑے۔ اور اگر کوئی آدمی نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو بہشت میں پچاس درجے عطا کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک درجہ کے درمیان میں اسقدر فاصلہ ہوتا ہے جیسا کہ تیز قدم گھوڑے کی پچاس سال کی رفتار کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اور جو آدمی عصر کے وقت کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا حضرت اسمعیل کی اولاد میں سے آٹھ غلاموں کو آزاد کرتا ہے اور اگر کوئی مغرب کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو گویا وہ مقبول حج اور مقبول عمرہ ادا کرتا ہے اور مجاہد ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے روز نماز ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں یہ پڑھے سورہ فاتحہ ایک دفعہ۔ آیۃ الکرسی ایک دفعہ۔ قل اعوذ برب الفلق پچیس مرتبہ۔ اور دوسری رکعت میں ان سورتوں کو پڑھے ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک ہی دفعہ قل ہو اللہ احد اور تین دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور اسکے بعد سلام پھیرے اور سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ یہ پڑھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو یہ شخص اپنے مرنے سے پہلے ہی خواب میں اپنے پروردگار کی زیارت کا شرف حاصل کرلیگا اور یہ بھی دیکھ لیگا کہ بہشت میں میری جگہ کہاں ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم لوگ مدینہ سے بہت فاصلہ پر ایک جنگل میں رہتے ہیں اور اس قدر طاقت نہیں کہ ہر ایک جمعہ میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکیں آپ مجھے کوئی ایسی تدبیر بتائیں کہ میں اپنی قوم میں جمعہ کی فضیلت اور جماعت کی حاضری کی بزرگی حاصل کرسکوں اور اپنی قوم کے لوگوں کو بھی اس سے خبردار کروں۔ اس کے جواب میں خدا کے رسول نے فرمایا۔ اے اعرابی جمعہ کے روز جب آفتاب بلند ہو تو اس وقت نماز کی دو رکعت پڑھا کر اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق پڑھ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس اور اس کے بعد تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور پھر بیٹھکر سات دفعہ آیۃ الکرسی پڑھ اور اسکے بعد چار چار رکعت کرکے آٹھ رکعت نماز ادا کر اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور اذا جاء نصر اللہ پڑھو اور پچیس دفعہ قل ہو اللہ احد اور جب نماز پڑھ چکے تو اس کے بعد ستر دفعہ یہ پڑھو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اسی خدا پاک کی قسم ہے کہ جو مومن مرد یا مومنہ عورت اس نماز کو ویسا ہی ادا کریگی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو میں اسکا ضامن ہوتا ہوں کہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور ابھی وہ اپنی جگہ پہ ہی ہوگا۔ یعنی وہاں سے اٹھا نہیں ہوگا۔ کہ خداوند تعالے اسکو اور اس کے ماں باپ کو بخش دیگا۔ مگر اس کے والدین اسی حال میں بخشے جاسکینگے کہ وہ مسلمان ہونگے۔ اور عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا پکار کر یہ کہیگا کہ جسقدر تو نے پہلے گناہ کئے تھے وہ سب بخش دئے گئے ہیں۔ اب تو نئے سرے سے عمل شروع کر۔ اور آپ نے اس نماز کی بڑی فضیلت بیان کی تھی۔ اور اگر کوئی جمعہ کے دن میں اور جمعہ کے وقت کی نمازوں میں اٹھارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اسکی بہت سی فضیلتیں اور بزرگیاں ہیں۔ پس جو آدمی ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ اس پر عمل کرے ❖

ہفتہ کی نماز کا بیان

سعید رض ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ہفتہ کے روز نماز کی چار رکعت ادا کرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سلام پھیر کر

چنانچہ دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک دفعہ اور آیۃ الکرسی ایک دفعہ اور ایک دفعہ قل ہو اللہ احد اور ایک دفعہ ہی سورہ فلق پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو دس دفعہ استغفار پڑھے اور دس مرتبہ ہی رسول خدا پر درود بھیجے تو خداوند تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخشدیگا ۔ اور ثابت بنانی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی دوشنبہ کے روز نماز کی بارہ رکعت ادا کرے اور پھر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور نماز سے فارغ ہونیکے بعد بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور بارہ دفعہ ہی استغفار پڑھے تو قیامت کے روز ایک آواز دینے والا اسکو پکار کر یہ کہیگا ۔ کہ فلاں بن فلاں کس طرف کو ہے وہ حاضر ہو اور اگر خدا کی بارگاہ سے اپنے ثواب کا حصہ لیلے اور جب وہ حاضر ہوگا ۔ تو اسکو ایک ہزار بہشتی حلے دئے جاینگے اور اس کے سر کے اوپر شرف کا ایک تاج رکھا جائیگا ۔ اور اس کے بعد اسکو بہشت کی طرف لے جا کر حکم دینگے کہ آپ بہشت میں گھس جاؤ اور سو ہزار فرشتے بھی اس کے استقبال کے واسطے آئینگے اور ہر ایک فرشتے اپنے ہاتھ میں ایک تحفہ لیا ہوا ہوگا ۔ اور جب بہشت میں گھسیگا تو وہ فرشتے اسکے پیچھے پیچھے چلینگے اور ایک ہزار نور کے محلوں میں اسکی گذر ہوگی ٭

سہ شنبہ کی نماز

یزید رقاشی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی سہ شنبہ کے روز جب دوپہر دن نکل آتا ہے نماز کی دس رکعت ادا کرتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں آفتاب کے بلند ہونے کا وقت بیان ہوا ہے ۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور ایک دفعہ ہی آیۃ الکرسی اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد تو ستر روز تک اس آدمی کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی گناہ درج نہیں ہوتا اور اگر ستر روز کے اندر اندر ہی مر جائے تو اسکو شہید کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور اس کے ستر برس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں ٭

چہارشنبہ کی نماز

ابی ادریس خولانی نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی چہارشنبہ کے روز جب آفتاب بلند ہو جاتا ہے نماز کی بارہ رکعت ادا کرے اور پھر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور تین مرتبہ قل ہو اللہ احد اور تین مرتبہ معوذتین تو اس آدمی کو عرش کے پاس سے ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے ۔ اے خدا کے بندے خداوند تعالیٰ نے تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے ہیں اور قبر کے عذاب کی تنگی اور تاریکی بھی دور کر دی ہے اور قیامت کی سختی سے تجھے محفوظ رکھا گیا ہے اب تو آیندہ کے واسطے نیک عمل کر کسی طرح خدا پر ڈالیگا ۔ ڈال اور یہی اس میں تھا اور پھر اس دن سے اسکے عمل اسطرح لکھے جاتے ہیں جیسے کسی پیغمبر کے عمل لکھتے ہیں ٭

پنجشنبہ کی نماز کا مذکور

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی ظہر اور عصر کے مابین دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سو دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے ۔ اور دوسری میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سو دفعہ قل ہو اللہ احد اور جب نماز سے فارغ ہو تو بعد میں سو دفعہ میرے اوپر درود بھیجے تو اس آدمی کو خداوند تعالیٰ اس آدمی کا ثواب عطا کرتا ہے جو ماہ رجب اور شعبان اور رمضان میں روزے رکھتا ہے اور اسکو ایسا ثواب بخشا جاتا ہے جو کعبہ کے حاجیوں کو مرحمت ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے پر ایمان لانیوالے آدمی کا اس کو ثواب ملتا ہے اور ایسی بخشش ہوتی ہے جیسی کہ اس آدمی پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں پر توکل کرتا ہے ٭

جمعہ کی نماز کا بیان

علی ابن حسین علیہ السلام اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میں نے خدا کے رسول مقبول کو یہ کہتے سنا ہے کہ جمعہ کا سارا دن نماز پڑھنے کے واسطے ہے جو مسلمان جمعہ کے دن آفتاب بلند ہو یا اس سے کچھ زیادہ تو اس وقت کامل وضو کر کے اور ایمان اور ثواب کی نیت سے چاشت کی دو رکعت نماز پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے عوض میں اس کو بہت عطا فرماتا

سورت فاتحہ پڑھے اور دس دفعہ قل اعوذ برب الناس تو اس کا اجر اسکو یہ عطا ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک آسمان سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قیامت تک اس کے ثواب کو لکھتے رہتے ہیں ٭

پنجشنبہ کی رات کی نماز۔ ابی صالح رح ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس دن بیچ مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور پانچ مرتبہ آیۃ الکرسی اور پانچ مرتبہ ہی قل ہو اللہ اور پانچ دفعہ ہی معوذتین پڑھے اور جب نماز سے فراغت پاوے تو پندرہ دفعہ استغفار پڑھے اور اس کا جو ثواب ہو اس کو اپنے والدین کی طرف منتقل کر دے تو اس عمل کے کرنے سے وہ اپنے ماں باپ کا حق ادا کر دیتا ہے۔ اگر والدین نے اس کو عاق بھی کر دیا ہو۔ تو پھر ان کے حق سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور خداوند تعالے اسکو صدیقوں اور شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے ٭

شب جمعہ میں نماز کی فضیلت۔ جابر بن عبداللہ رح روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھے تو وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ گویا بارہ سال تک خداوند تعالے کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اس طرح کہ دنوں میں تو روزے رکھتا ہے۔ اور راتوں میں نماز ادا کرتا ہے۔ اور کثیر بن سلیم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات میں جماعت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کرتا ہے اور ان دو رکعت کے بعد دس رکعت نماز اور ادا کرتا ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد للہ پڑھے اور دس دفعہ قل ہو اللہ احد اور ایک دفعہ معوذتین اور پھر ان کے بعد وتر کی تین رکعت پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے داہنی کروٹ پر سو رہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا شب قدر کی رات میں رات بھر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں روشن دن اور روشن رات میں میرے اوپر بڑی کثرت کے ساتھ درود بھیجو اور یہ دن اور رات جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہے ٭

شنبہ کی رات کی نماز۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی شنبہ کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے تو اسکے واسطے خداوند تعالے بہشت میں ایک محل تیار کر دیتا ہے اور وہ ایسا آدمی ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک مومن مرد اور عورت کو دیتا ہے اور یہودیت سے بیزار ہوتا ہے اور یہ آدمی خداوند تعالے پر یہ حق رکھتا ہے۔ کہ اس کو بخش دیا جائے ٭

فرائض اور نوافل کے احکام۔ تو یہ ہی کی مجلس میں اوپر یہ مذکور ہو چکا ہے کہ فرائض کے احکام بجا لانے کے بعد نفلی نماز روزہ اور صدقہ کی طرف متوجہ ہوں اس لئے سب سے پہلے تو فرائض کے ادا کرنے کی سعی کریں۔ اور ان کے بعد دوسری نمازوں کی سعی کرنی چاہیئے جو دنوں اور راتوں میں ادا کی جاتی ہیں اور جس قدر فرائض قضا کر چکا ہو ان کے ادا کرنے کی سعی کرے تاکہ خدا کا فضل اور اسکی رحمت شامل حال ہو۔ اور فرائض کے تمام کو صاف کرنے تو اسکے بعد باقی چھوٹی موٹی نفلی نمازوں میں داخل ہو جاوے اور سعی کر کے ہر ایک کے حق کو ادا کرے ٭

نماز تسبیح۔ شیخ بالا ضرایتہ نے یہ اور وہ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس اور وہ ابو محمد حسن بن ابو محمد بن حلال سے اور وہ ابو حفص عمران واعظ سے اور وہ عبداللہ بن محمد بن بغوی سے اور وہ اسحاق بن اسرائیل سے اور وہ موسیٰ بن عبدالعزیز سے اور وہ حکم بن ابان سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے حضرت عباس بن مطلب سے ارشاد کیا کہ میرے چچا عباس میں تم کو آگاہ کرتا ہوں تم خبردار ہو جاؤ میں تم کو دس خصلتیں بتاتا ہوں اگر ان کو اختیار کرو گے۔ اور ان پر عمل کرو گے تو خداوند تعالے تمہارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیگا چاہے وہ پرانے گناہ ہوں اور چاہے نئے اور چاہے بھولے سے اور چاہے جان بوجھ کر کئے ہوں اور چاہے چھوٹے گناہ ہوں اور چاہے بڑے چھپا کے ہوں یا ظاہر سب معاف کر دیگے۔ اور وہ یہ ہیں چار رکعت نماز ادا کرو۔ اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھو اور اسکے سوا کوئی اور سورہ بھی۔ اور جب پہلی رکعت کی قرأت سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد کھڑا ہی کھڑا پندرہ دفعہ یہ کہنا چاہیئے۔ سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور اس کے بعد رکوع کرو

آیۃ الکرسی پڑھے تو اس قرأت کے ہر ایک حرف کے عوض میں خداوند تعالیٰ اس کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب عطا کر
ہر ایک حرف کے عوض میں اسکو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جسقدر ایک سال تک دن کو روزہ رکھنے والے اور
والے کو دیا جاتا ہے اور ہر ایک حرف کے عوض میں ایک شہید آدمی کا ثواب بھی اسکو عطف فرمایا جاتا ہے
اور ایک ہزار شہیدوں کے ہمراہ وہ عرش کے سایہ کے نیچے حاضر ہوگا ❊

رات میں نمازوں کی بزرگی

یکشنبہ کی رات کی بزرگی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ اگر
کو نماز کی بیس رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد للہ پڑھے اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ احد ا
الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ کے واسطے خدا کی درگاہ سے
درخواست کرے اور سو دفعہ ہی خدا کے رسول مقبول پر درود بھیجے۔ اور اس کے بعد لاحول ولا قوۃ الا
طاقت اور قوت کی خاص استدعا ہو اور پھر کلمہ تمجید پڑھ کر یہ کہے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ بابا آدم خدا کا
کا پیدا کیا ہوا ہے اور ابراہیم خدا کا دوست ہے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہے   و حضرت عیسیٰ روح اللہ
کے بھیجے ہیں تو اس آدمی کو ان لوگوں کی تعداد کے موافق اجر اور ثواب عطا ک   ا۔ جو خداوند تعالیٰ کا لڑکا
اور اس کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جانتے ہیں اور قیامت کے روز خداوند تعالیٰ اسکو ان لوگوں میں اٹھائیگا جو ام
اور خدا پر یہ واجب ہوگا کہ نبیوں کے ساتھ بہشت میں اس کو داخل کرے ❊

دوشنبہ کی رات کی نماز۔ اعمش رح حضرت انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ر
فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی دوشنبہ کی رات کو چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ
قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ الحمد پڑھے اور بیس دفعہ قل ہو اللہ ❊

اور تیسری رکعت میں ایک الحمد پڑھے۔ اور تیس دفعہ قل ہو اللہ احد۔ اور چوتھی رکعت
پڑھے اور چالیس دفعہ قل ہو اللہ احد اور پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے اور اس کے بعد پچھتر دفعہ قل ہو ا
اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ کے واسطے پچھتر دفعہ ہی آمرزش کی درخواست کرے   در پھر پچھ
مقبول پر درود بھیجے اور پھر جو حاجت رکھتا ہو خدا کی درگاہ میں اسکے پورا ہونے کی درخواست کرے تو خ
حاجت کو پورا کر دیگا اور جو نماز مذکور ہوئی ہے اس کا نام صلوٰۃ الحاجت ہے۔ اور ابی امامہ رض روایت
رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی دوشنبہ کی رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت بعد
اور قل ہو اللہ احد پندرہ دفعہ پڑھے اور جب سلام پھیر چکے واس کے بعد پندرہ دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے
استغفار تو اس آدمی کے نام کو خداوند تعالیٰ ان لوگوں کی فہرست میں داخل کریگا۔ جو اصحاب جنت ہونگے
میں ہی جانے والا ہو۔ اور اس کے جس قدر ظاہری گناہ ہونگے وہ سب کے سب معاف کر دینگے اور ہر ایک
اسکو حج اور عمرہ کا ثواب بھی عطا کرینگے اور اگر اس دوشنبہ سے لیکر آیندہ دوشنبہ تک کے درمیان وہ اور
تو شہیدوں میں داخل ہوگا ❊

سہ شنبہ کی رات کی نماز۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آد
نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور پانچ دفعہ اذا جاء نصر اللہ
بہشت میں اسکے واسطے ایک ایسا گھر تیار کرا دیتا ہے جو دنیا کی وسعت سے طول اور عرض میں سات گنا
چہار شنبہ کی رات کی نماز۔ روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی چہار شنبہ کی را
ادا کرے اور پہلی رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور دس دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رک

اور دنیا کا جو حاجت ہو تو ہی مہیا کرنے والا ہے اور تو ہی ہے جو ہر ایک عیب کی نگہبانی کرتا ہے اور ہر ایک مصیبت اور نقصان سے بچانے والا تو
ہی ہے اور تو ہی ہر ایک ناخوشی اور رنج کو دُور کرتا ہے تو دنیا اور آخرت میں اپنی رضا اور خوشی سے مجھے دلجمعی عنایت کر اور اپنی یاد
اور اپنا شکر نصیب کر اور اپنی عبادت کی نیکی لطف کر۔ اور مجھ سے راضی ہو اور اپنی رضامندی کے بعد اپنی رحمت سے مجھ کو جنت میں
داخل کر تو تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحیم ہے اور اگر سفر میں ہو تو مناسب ہے کہ ان دعاؤں سے اور بھی زیادہ دعائیں
پڑھے کیونکہ خدا کے رسول مقبول بہت دعا اکثر کیا کرتے تھے اور جو دعا آپ پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے۔ حمد اس خدا کے واسطے خاص ہے
جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور مجھے کوئی چیز پہلے نہیں دی گئی تھی۔ خداوندا دنیا کے اندیشوں اور زمانہ کی مصیبتوں اور رات اور دن کی
مصیبتوں میں تو مجھے مدد دے۔ ظالموں کی شرارت کے واسطے تو ہی میرے حق میں کافی ہے خداوندا تو سفر میں میری مدد فرما اور میرے
اہل میں میرا خلیفہ ہو اور جو تو نے مجھے روزی عطا کی ہے اس میں مجھ کو برکت دے۔ میرے نفس کو تو میری نظر میں خوار اور ذلیل کر اور لوگوں
کی نگاہوں میں مجھے بزرگی اور عزت بخش میری پیدائش اور سرشت میں استحکام اور مضبوطی دے۔ اور اپنی دوستی سے سربلندی بخش
تو کریم ہے اور میں تیری ذات سے اس کی درخواست کرتا ہوں۔ آسمانوں کو روشن کرنے والا اور تاریکی کو دور کرنے والا تو ہی ہے اور
پہلے اور پچھلے لوگوں کا کام تیری ہی ذات سے سنورا اور مستحکم ہوا ہے۔ تو میرے اوپر اپنا غصہ نہ کر اور اپنے قہر سے مجھ کو محفوظ رکھ
میں التجا کرتا ہوں کہ ہر ایک بات میں تو مجھے اپنی رضامندی اور خوشنودی عطا فرما اور کوئی کسی گناہ سے اپنی عبادت کی طاقت سے
رہائی نہیں پا سکتا اگر بچ سکتا ہے تو تیرے بھروسے سے بچ سکتا ہے خداوندا ہر حال میں تجھ سے میں اس کی درخواست
کرتا ہوں سفر کی سختی سے اور سفر سے بازگشت کرنے کے نقصان زیادتی کے تو بچی ہو جانتے ہیں اور ستم رسیدہ کی دعائیں تو ہی سننے
والا اور مدد دینے والا ہے۔ خداوندا سفر کی درازی اور اسکی مشکلوں کو میرے اوپر آسان کر دے اور نیکی اور اپنی رضا اور خوشنودی
کی طرف مجھ کو پہنچا دے جس قدر رحمتیں ہیں انکی نیکی کا میں تجھ سے ہی خواستگار ہوں کیونکہ ہر ایک چیز پر تجھے قدرت ہے اور جب
سفر کے لیے گھر سے نکلنے لگے تو وہ اس وقت یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے اللہ کے اوپر توکل کیا ہے۔ اور خدا کی مدد کے
سوا کسی کو قوت حاصل نہیں ہوتی۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو آدمی اس طرح خدا کی درگاہ میں درخواست کرتا ہے خداوند تعالیٰ
اس کو یہ جواب دیتا ہے کہ اس وقت میں تو نگاہ رکھا گیا ہے اور کفایت اور حمایت کیا گیا ہے اور جس وقت اپنے گھوڑے پر سوار
ہو تو اس وقت میں دفعہ تکبیر اور الحمد پڑھے اور یہ کہے کہ جس نے اسکو میرے تابع بنایا ہے وہ پاک ہے اور مجھ میں یہ قدرت نہ تھی
کہ میں اسکو اپنی طاقت سے تابع کرتا اور اسکو اپنے تابع بناتا تیری ذات پاک ہے اور تیرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ میں نے
اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کوئی بخش نہیں سکتا ابن عمر روایت کرتے
ہیں کہ خدا کے رسول مقبول جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اور سوار ہوتے تھے تو اس وقت یہ فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے اپنے اس
سفر میں پرہیزگاری کی درخواست کرتا ہوں اور ایسا عمل چاہتا ہوں جو تیری خوشنودی کا باعث ہو۔ اے اللہ تو میرے اوپر سفر کو آسان
کر دے اور زمین کی درازی کو کم کر اور اس کو طے کر دے۔ اے اللہ سفر میں میرا مددگار تو ہی ہے اور تو ہی میرے اہل میں خلیفہ ہے اور
اس جراح کے لیے اس میں ان کلموں کو اور زیادہ کیا ہے خداوندا میں سفر کی سختیوں سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں اور بازگشت کی بدی
اور اہل اور مال میں بد نظرے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور جب کسی گاؤں میں یا کسی شہر میں داخل ہو تو اس وقت اس کو یہ کہنا
مناسب ہے اے اللہ تو ساتوں آسمانوں کا پروردگار ہے اور ان تمام چیزوں کا پروردگار ہے جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا
ہے اور گمراہ کئے گئے شیطانوں کا تو پروردگار ہے میں اس گاؤں کی تجھ سے نیکی چاہتا ہوں اور اس کے لوگوں کی نیکی چاہتا
ہوں اور جو چیزیں دنیا میں موجود ہیں ان تمام کی تجھ سے نیکی چاہتا ہوں اور اسکی بدی اور اس کے لوگوں کی بدی سے تیرے
ہاں امن کی درخواست کرتا ہوں۔ اور ان کے سوا جس قدر اور چیزیں ہیں انکی بدی سے امن مانگتا ہوں اور نیکوں کی
دوستی عطا کر اور بدوں کی بدی کو مجھ سے دُور فرما۔

چور اور ڈاکو اور درندہ جانور سے بچنے کا بیان۔ جب کوئی آدمی سفر میں ہو اور چوروں اور ڈاکوؤں اور درندوں سے

اور رکوع میں بھی دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھو اور اس کے بعد رکوع سے سر اٹھا کر پھر دس دفعہ وہی تسبیح کہو اور پھر سجدہ میں جا کر اور پھر دس دفعہ سجدہ سے
سر اٹھا کر پڑھے پس سب تسبیحیں پچھتر ہوتی ہیں اور ہر ایک رکعت میں اس تعداد کو پورا کیا جائے۔ اگر ادا کرنے کی طاقت ہو تو ہر روز دن
میں اسکو پڑھنا چاہیئے اور اگر روزمرہ پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو ہر جمعہ میں ایک دفعہ ادا کیا کرو اور اگر ہر جمعہ میں بھی ایک دفعہ نہ ہو سکے
تو پھر ہر ایک مہینے میں اس نماز کو ایک دفعہ ادا کیا جائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ پڑھو اور اگر سال میں بھی ایک دفعہ
پڑھنے کی قدرت نہ ہو تو عمر بھر میں ہی ایک دفعہ پڑھ لو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ان چاروں رکعتوں میں یہ قرأت پڑھی جائے۔ پہلی
رکعت میں سورہ فاتحہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں ان سورتوں کو پڑھو سورہ فاتحہ اور سورہ اذا زلزلت۔ اور تیسری رکعت میں
پڑھیں فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون۔ اور چوتھی رکعت میں انکو پڑھیں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور ابو بصیر نے امام سے روایت
کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے جعفر بن ابیطالب سے ارشاد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ میں تم کو ایک چیز بخشتا ہوں اور ہوشیار ہو جاؤ میں تم پر
ایک عطا کرتا ہوں اور اسکے بعد آپ نے اوپر کی حدیث بیان فرمائی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے عمرو عاص
کو بھی یہی حدیث فرمائی تھی مگر اس حدیث میں قیام کی حالت میں دس تسبیحیں اور زیادہ کردی ہیں اور بعض روایتوں میں یہ تسبیح پانچ سو
مرتبہ ہے اور سب کو چار رکعتوں میں ادا کرنے کے واسطے امر ہوا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ان تسبیحوں کی تعداد ایک ہزار
دو سو مرتبہ ہے۔ ان تسبیحوں کے یہ چار جملے ہیں۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر جب ان چاروں کو تین سو میں ضرب
دیا جائے تو ایک ہزار دو سو ہو جاتے ہیں اور بعض علما کہتے ہیں کہ اس عمل کو جمعہ کے روز دو دفعہ کیا جائے۔ ایک دفعہ دن کو اور ایک
ہی دفعہ رات کو +

استخارہ کی نماز۔ اور دعا۔ محمد بن مسکویہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا نے مجھ کو استخارہ اسی
طرح سکھلایا ہے جیسا کہ قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو سوا فرض کے
دو رکعت نماز اور پڑھو اور اس کے بعد یہ کہو خداوندا میں تجھ سے تیرے علم کو دیکھ کر خیر کی درخواست کرتا ہوں اور تیری قدرت سے تجھ سے مدد اور استعانت چاہتا ہوں
میں قادر نہیں اور تو صاحب قدرت ہے میں نادان ہوں اور تو دانا ہے اور غیب کے علم کو جانتا ہے خداوند تو جانتا ہے کہ جو میرے دین اور میری دنیا اور میری آخرت اور
میرے انجام میں بہتر ہے اور جلدی یا دیر میں فائدہ دینے والی ہے ہی جو چیز میرے حق میں بہتر ہو اور مجھے فائدہ دینے والی ہو وہ
میرے واسطے مقدر اور آسان کر اور اس میں مجھے برکت دے اور اگر ایسی نہ ہو تو وہ مجھ سے دور کر اور جس جگہ میں ہوں وہاں میرے
واسطے نیکی آسان کر دے اور جب تک میں جیتا ہوں راضی رہوں مجھے اپنے حکم سے خوشنود کر تو ارحم الراحمین ہے اور جب کوئی آدمی
کسی طرف کو تجارت کے واسطے ارادہ کرے یا حج یا زیارت کو جانا چاہئے۔ تو وہ پہلے دو رکعت نماز ادا کرے اور اس کے بعد
یہ کہے اے اللہ اس طرف کو میں اس مقصد کے واسطے جانا چاہتا ہوں اور تیرے سوا میرا کوئی اور تکیہ اور بھروسا نہیں ہے اور
نہ ہی تیری ذات کے سوا کوئی اور امید ہے اور نہ ہی قوت ہے کہ میں اس پر توکل کروں اور نہ ہی کوئی تیرے سوا چارہ رکھتا ہوں
کہ اسکی طرف پناہ پکڑوں مگر تیرے فضل کا طلبگار ہوں اور تجھ سے تیری رحمت اور نیکیوں کی درخواست کرتا ہوں اور تیری عبادت پر
سکون چاہتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ اس راستہ میں مجھ کو کیا پیش آنے والا ہے اور کس کو میں دوست رکھتا ہوں اور کس کو مکروہ جانتا
ہوں اے اللہ اپنی کامل قدرت سے بلا کو مجھ سے دور کر دے اور ہر ایک سختی سے مجھے رہائی عطا فرما۔ اور اپنی رحمت اور لطف
اور اپنی مدد اور نگہبانی سے رحمت کے میدان کو میرے اوپر فراخ کر دے اور جس قدر کہ تو نے مجھے معافیاں عطا کی ہیں ان میں
سے ایک یہ معافی عنایت کر کہ میرا بوجھ مجھ سے ہلکا کر دے۔ اور جب یہ کہہ لے تو اسکے بعد منزل مقصود کی طرف چلا جائے
اور پھر یہ کہے اے میرے پروردگار تیرا حکم میرے اوپر ثابت ہے تو میری امید نیک کر دے اور جو چیز میرے خوف کا باعث
ہے اسکو مجھ سے دور اور الگ رکھ اور جو چیز میرے واسطے بہتر جانتا ہے اسکو میرے دین اور آخرت کے واسطے آسان اور
نیک کر دے اے میرے پروردگار میں اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اہل اور فرزندوں اور قریبیوں وغیرہ سے جو
کچھ میں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اس کا تو علم ہو اور تو اچھا عالم ہے اور سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور ہر ایک کا

خصومت کا بیان

اگر کوئی خصومت کو دور کرنا چاہے تو وہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے اور دوسری میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ دس بار پڑھے اور تین دفعہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد دس بار اور ایک دفعہ الھکم التکاثر پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد دس بار پڑھے۔ اور ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور پڑھنے کے بعد اس کا ثواب اسے دشمنوں کو بخشدے قیامت کے دن خدا نے چاہا تو وہ اسکے کام میں کافی ہوگا۔ اور جو نماز مذکور ہوئی ہے اسکو ان سات مندرجہ ذیل وقتوں میں پڑھے رجب مہینے کی پہلی رات میں اور ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کو اور ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں اور دونوں عیدوں کے روز میں اور عرفہ اور عاشورہ کے روز ۔

ماہ شوال میں نماز کی بزرگی

ابو نصر بن سانی اپنے باپ سے اور وہ ابو عبداللہ حسین بن عمر علاف سے اور وہ ابو القاسم قاضی سے اور وہ محمد بن احمد بن بدل سے اور وہ یعقوب بن عبدالرحمٰن سے اور وہ ابو بکر احمد بن جعفر مزدری سے اور وہ علی بن معروف سے اور وہ بن محمد بن محمود سے اور وہ یحییٰ بن شبیب سے اور وہ حمید سے اور وہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی ماہ شوال میں رات یا دن کو آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور پندرہ دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ستر دفعہ تسبیح پڑھے اور اس کے بعد پیغمبر خدا پر ستر دفعہ درود بھیجے تو میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا اور برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ اس آدمی کے دل پر حکمت کے چشمے کھول دیتا ہے اور اسکو دنیا کی بیماریاں دکھا دیتا ہے اور پھر اسکی دوا بھی بتلا دیتا ہے اور اس خدا لا یزال کی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی بنایا ہے کہ جو آدمی اس نماز کو اسی طرح ادا کریگا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو وہ ابھی آخری سجدہ میں ہی ہوگا خداوند تعالےٰ نے اسکو بخشدیگا اور جب وہ مریگا۔ تو شہید اور بخشا ہوا مریگا۔ اور جو بندہ سفر میں اس نماز کو پڑھتا ہے خداوند تعالےٰ اسکی منزل کو آسان کر دیتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر وہ آدمی قرضدار ہوتا ہے تو اس کا قرض بھی ادا کر دیا جاتا ہے اور اگر صاحب حاجت ہوتا ہے تو اس کی حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے جس خدا نے مجھ کو سچا نبی بنایا ہے مجھے اسی خدا پاک کی قسم ہے جو آدمی اس نماز کو پڑھتا ہے خداوند تعالےٰ اسکو ہر ایک حرف اور آیت کے عوض میں بہشت میں مخرفہ دیگا لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مقبول یہ مخرفہ کیا چیز ہے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ مخرفہ بہشت میں ایک درخت ہے۔ جس کے نیچے کوئی سوار سو برس تک سیر کرے تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہو پاتا ۔

قبر کا عذاب دور کرنے کی نماز

عبداللہ بن حسن نے حضرت علی رض سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ایک رکعت میں سورہ فرقان کا آخری رکوع پڑھے۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ مومنین سے یہاں تک پڑھے فتبارک اللہ احسن الخالقین یہ آدمی انسانوں اور جنوں کے مکروں سے بچا رہیگا اور جب قیامت کا روز ہوگا تو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور قبر کے عذاب اور فزع اکبر سے بچا رہیگا اور جو چاہے اسکو خواہش ہوگی۔ خداوند تعالےٰ اسکو قرآن سکھا دیگا۔ اور اسکے فقر کو دور کر دیگا۔ اور اس کو حکمت کا علم بخشیگا قرآن مجید کے مضمون اور اس کے اسرار سے اسکو واقف کریگا اور زندقہ سے اسکو آگاہی عطا فرمائی جاوے گی۔ اس کے دل کو اللہ تعالےٰ نور سے معمور کر دیگا۔ اور جب سب لوگ غم اور سختی کی بلا میں گرفتار ہونگے تو خدا تعالےٰ اسکو مصیبت سے نگاہ رکھیگا اور جب اور لوگ اندیشہ میں ہونگے تو اسکو خدا تعالےٰ محفوظ کریگا۔ اسکی آنکھوں میں روشنائی

سے بچنا چاہے تو وہ سفر میں اس دعا کو پڑھے خداوندا تو اپنی آنکھوں سے میری نگاہبانی کر کیونکہ وہ کبھی سوتی نہیں!
میری حفاظت کر کیونکہ تیرے رکن کا کوئی آدمی قصد نہیں کرتا اور اپنی قدرت سے میرے اوپر رحم فرما اور خدا کے
فرمایا کرتے تھے اگر کوئی آدمی یہ کہہ لے میں اسکو خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اور یہ نام ایسا ہے کہ آسمان
کوئی چیز اسکو ضرر نہیں دیتی اور وہ ہر ایک بات کو سنتا ہے اور ہر ایک چیز کو جانتا ہے اس آدمی کو صبح ہوتے تک
مصیبت نہیں پہنچتی - ابی یوسف خراسانی نے ابی سعید بن ابی رواحہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے
کے سفر میں راستہ بھول گیا اور اس وقت رات تھی۔ اسی اثنا میں اپنے پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی اسکے سنتے ہی
لاحق ہوئی - اور جب میں نے اس آواز پر کان لگائے تو معلوم ہوا کہ کوئی آدمی دعا پڑھ رہا ہے اور اسی درمیان میں
ہوا میرے پاس پہنچ گیا اور آکر کہا میں جانتا ہوں کہ تو راستہ بھول گیا ہے میں نے اسکو کہا کہ ہاں ایسا ہی
بعد اس نے کہا کہ تو میرے پاس آ میں تجھے ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تو اسکو پڑھ لیگا تو اس وقت تم کو
ہو جائیگی اور وحشت اور خوف کے وقت وہ تیری غمگساری کریگی۔ اور اگر تجھ کو نیند نہ آتی ہوگی تو اس کے پڑھتے
نیند بھی آجائیگی۔ میں نے اسکو کہا اب اے صاحب بتائیں وہ کونسی چیز ہے اس نے کہا پڑھ اس خدا کے نام سے شروع کر
ہمیشہ ہے اور اسکی دلیل بہت بزرگ ہے اور اسکی قدرت بڑی سخت ہے اور ہر روز وہ اپنی ایک شان میں ہے شیطان
کے ہاں اس سے مانگتا ہوں اور وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے کوئی گناہ سے لوٹ نہیں سکتا اور نہ ہی کسی کو طاعت پر قوت
مگر خدا کی امداد سے ہوتی ہے اور پھر جب میں نے اسکو پڑھا تو میرے دوست احباب مجھے اپنے پاس دکھائی دیئے ا
میں نے اس شخص کو تلاش کیا مگر وہ مجھے نظر نہ آیا۔ ابو بلال روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بھی میں اپنے اہل سے الگ
تھے بھی اس وقت یہ دعا پڑھی تھی جونہی اسکو پڑھا میں نے دیکھا کہ میرے اہل میرے پاس موجود ہیں - ابی دردا روایت
کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی ہر روز سات دفعہ یہ پڑھے خداوند تعالے ایسا مالک ہے کہ اس
کو نازل کیا ہے اور جو نیک لوگ اسکو کارساز ان کا وہ والی ہے اور وہ کافی ہے - اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہ
اس پر ہی توکل کیا ہے وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے۔ اسکے پڑھنے کے بعد اپنے دل میں جو ارادہ کریگا خدا
کو پورا کر دیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے اگر کوئی آدمی مصیبت کے
تو اسکی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں - وہ بردبار ہے اور کریم ہے اور پاک ہے
جلیل کا پروردگار ہے اور تمام حمد خدا کے واسطے ہی ہے اور وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے ؀

نماز کفارہ کا بیان - نماز کفارہ دو رکعت ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور گیارہ د
احد اور پچاس دفعہ یہ پڑھے فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم اور اس کے بعد سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے خداوندا تو
ہے اور نعمت دیتا ہے اور احسان رکھتا ہے اور تو ایسا ہے کہ ہر ایک زبان تیری تسبیح پڑھتی ہے سبکے واسطے
پر سے آگے ہی کشادہ ہیں۔ تو ہی ہے کہ محمد صلعم کے واسطے کافی ہونے والا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ
آگ سے تو نے ہی بچایا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھ سے تو نے ہی نجات دی ہے اور
یحییٰ علیہ السلام کے واسطے تو ہی کافی ہوا ہے۔ طوفان میں غرق ہونے سے حضرت نوح علیہ السلام کو تو
ہے اور لوط علیہ السلام کے واسطے اسکی قوم کے فحش کو تو نے ہی روکا ہے اور ہر ایک چیز کیواسطے تو ہی کافی ہے
اور آسیہ کیواسطے تو ہی کافی ہوا ہے۔ اور میرے ساتھ بھی [illegible] کے مقابلہ میں کافی رہنا تاکہ تیرے
ہلاکت سے مجھے خوف نہ رہے۔ تیرا نام ہر ایک چیز سے بہت ہی بزرگ ہے - جو آدمی اس دعا کو پڑھتا ہے
[illegible] کے واسطے کافی ہوتا ہے اور اس نماز کے پڑھنے سے آدمی کا غم اور الم جاتا رہتا ہے اور اس کی دشمنی
اور اس کی بدی اس سے جاتی رہتی ہے ؀

ذکر ہی ہو۔ اور میرا لباس تیری بعد ازاں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں تیرے نام کو بالکل پاک جانتا ہوں اور
تیری ذات کے نور کو بہت بزرگ اور برتر سمجھتا ہوں۔ مجھے رسوائی سے اس دنیا اور عذاب کی برائی اور اپنے بندوں کی برائی
سے نگاہ رکھ اور میرے واسطے نگاہبانی کے بیچ گھر بنا کر اور اپنی رحمت کا دروازہ کھول کر اس سے مجھ کو غنی بنالے
اور تنگی سے مالا مال کر تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے ؎

غم کا دور کرنا اور قرض کا ادا کرنا

ابی موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کسی آدمی کو کوئی غم اور اندوہ لاحق ہو وہ اس
دعا کو پڑھے اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا لڑکا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا حکم مجھ میں
جاری ہے۔ اور تو میرے واسطے عدل سے حکم جاری کرتا ہے۔ اے اللہ اپنے نام کی طفیل جو تو نے اپنی ذات کے واسطے
مقرر کیا ہے اور اپنی کتاب میں لکھا ہے یا مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے اور علم غیب میں اسکو برگزیدہ کیا ہے میرے
سینہ کو اپنے نور سے منور فرما اور اس کو روشنی کا باعث کر تاکہ وہ غم اور الم کو دور کرے۔ اور اسکی محبت عطا کر کیونکہ تو اس
انسان کا غم اور الم ضرور دور کر دیگا اور خوشی اور خرمی سے اس کے سینہ کو کشادہ فرمائیگا۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ اے
اللہ کے رسول اگر ان میں سے کوئی کلمہ یاد نہ رہے اور پڑھنے کے وقت وہ چھوٹ جائے تو اس حال میں وہ آدمی
نامکار ہوگا یا نہیں جواب میں فرمایا ہاں وہ شخص نامکار ہوگا۔ اس لئے آدمی کو چاہئے کہ ان کلموں کو اچھی طرح سیکھ کر یاد
کرلے۔ اور روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوبکر رض عائشہ رض کے پاس آئے۔ اور عائشہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے مجھ کو جو دعا سکھلائی
ہے اس کو تو نے سنا ہے آپ نے مجھ کو اور میرے صحابوں کو دعا بتلائی ہے اور ساتھ ہی ارشاد کیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر کوہ
احد کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسکا تمام قرض ادا کر دیگا اور وہ دعا یہ ہے اے اللہ غموں کے کھولنے والا اور غم
اور الم کو دور کرنے والا تو ہی ہے۔ اور بیچاروں کی دعا کو قبول کرنے والا ہے تو دنیا میں رحمان ہے اور آخرت میں رحیم ہے میں
تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے اوپر رحم کر اور اپنی رحمت سے غیر سے مجھ کو غنی کر دے۔ ایک دعا اور بھی اس باب
میں ہے اور اس کے راوی حضرت حسن بصری رح ہیں۔ آپ کے پاس آپ کے ایک بزرگ دوست آتے اور ان کی آپ
تعظیم کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ اے ابوسعید میں قرضدار ہوں آپ مجھے اسم اعظم سکھلا دو حسن بصری نے ان کو کہا
کہ اگر آپ کو اسم اعظم کے سیکھنے کی ضرورت ہے تو اٹھ کر وضو کرو انہوں نے وضو کیا اور اس کے بعد آپ نے اپنے دوست
سے کہا یہ پڑھو یا اللہ یا اللہ اللہ اے سچا اللہ تو ہے خدا کی قسم اللہ تو ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ اللہ اللہ۔
قسم ہے تیری تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو میرا قرض ادا کر۔ اور قرض کے ادا کرنے کے بعد مجھ کو روزی دے۔ اور جب
صبح ہوئی تو آپ کے اس دوست نے دیکھا کہ مسجد میں سو ہزار درہم جو کسی قسم کے سکہ کے ہیں اور کام کھرے ہیں ایک تھیلی میں
بھر کر رکھے ہوئے ہیں اور اس تھیلی کے سر پر مہر لگی ہوئی ہے اور اس کے اوپر یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تو اس سے بھی زیادہ
مانگتا تو ہم وہ بھی تم کو دیدیتے اور تم نے ہم سے بہشت کیوں نہ مانگا اس کے بعد وہ آدمی حسن بصری کے پاس آئے اور ان
کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور انہوں نے اپنے دوست کے ساتھ ان درہموں کو ملاحظہ کیا اور پھر آپ کے دوست نے کہا کہ مجھ
کو افسوس آتا ہے کہ میں نے اپنے خدا سے بہشت کو کیوں نہ مانگا۔ اس کے بعد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ کو
جو یہ اسم اعظم سکھلایا گیا ہے تو یہ تیری بھلائی کے واسطے سکھلایا گیا ہے اور تو اس کو چھپا کے رکھ ایسا نہ ہو کہ حجاج اس
کی خبر کو سن لے اگر وہ سن لیگا تو اسکی تعدی کے ہاتھ سے کسی کو رہائی نہیں ملیگی اور حضرت جبرائیل نے ایک اور دعا بھی
پیغمبر رسول ؐ کو سکھلائی ہے جب آپ مکہ سے نکلے اور قریش کے خوف سے دل ہوتے اور غم سے رہائی پانے اور
رزق کی کشادگی کے واسطے کوہ حرا کی طرف تشریف لے جانے کو تھے تو حضرت ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ اے محمد صاحب خدا وند تعالیٰ نے آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ ایک دعا بتلائی

عطا کی جائیگی۔ اور وہ ساری دوستی سے اسکے دل کو مالا مال کر دینگے اور خدا کے نزدیک وہ صدیقوں میں شمار ہوگا ٭

رفع حاجت کی نماز

ابی ہاشم رحہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالےٰ سے کوئی حاجت مانگے تو وہ پہلے کامل وضو کرے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں تو سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور امن الرسول آخر تک اور جب اسکو تمام کر چکے تو پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور بعد میں یہ دعا پڑھے اے اللہ اے ہر اکیلے کے غمگسار۔ اے ہر ایک تنہا کے یار۔ اے قریب کہ تو کسی سے دور نہیں ہے۔ تو ہر وقت حاضر ہے کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا تو غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں میں تجھ سے تیرے اس نام سے طاقت مانگتا ہوں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تجھے کبھی سستی اور خواب لاحق نہیں ہوتی۔ تو ہمیشہ قائم ہے سب لوگوں کے منہ عاجزی اور لجاجت سے تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور خفی آوازیں ہیں وہ سب تیری حضور میں عاجزی ظاہر کر رہی ہیں اور تمام دل تیرے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ تو محمد صلعم پر درود بھیج اور میرے کام میں کشادگی عطا فرما۔ اور میری جو حاجت ہے اسکو روا کر دے ٭

ظلم سے پرہیز کرنے اور اس کے دفع کرنے کا مذکور

حارث عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علی رضہ اور فاطمہ کو یہ دعا سکھلائی تھی اور ان میں ارشاد کیا تھا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت وارد ہو یا وقت کا بادشاہ تمہارے اوپر ظلم کرے یا گمراہ لوگ تم کو گمراہ کرنا چاہیں تو پہلے پورا پورا وضو کرو۔ اور اس کے بعد نماز کی دو رکعت ادا کرو۔ اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ اور یہ کہو اے غیب کی باتوں کے جاننے والے اور بھیدوں کے جاننے والے ہر ایک چیز کی بازگشت تیری طرف ہی ہے اور تو تمام دلوں کے روبرو حاضر ہے ہر ایک کا جاننے والا ہے خدا اور راللہ اور مددگار تو ہی ہے جو گروہ تیرے رسول کے دشمن ہیں انکو شکست دینے والا تو ہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے واسطے فرعون کو تو نے ہی سزا دی تھی ظالموں کے ہاتھ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو ہی نجات دینے والا ہے۔ نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے تو نے بچایا ہے اور تو نے ہی حضرت یعقوب کی اشکباری پر رحم کھایا ہے۔ ایوب علیہ السلام کی تکلیف کو تو نے دور کیا ہے یونس راتوں کی تاریکی سے دو الندوں کو تو نے نجات بخشی ہے۔ تو ہی ہر ایک نیکی کا پیدا کرنے والا ہے اور پھر ہر ایک نیکی کی طرف تو نے ہی ہم کو راستہ دکھلایا ہے اور نیکی کا صاحب بھی تو ہی ہے اور تو ہی صاحب خیرات ہے جس چیز کو تو مقدر جانتا ہے میں اس کے واسطے تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور غیب کا جاننے والا تو ہی ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور غیب کا جاننے والا تو ہی ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو پیغمبر صلعم اور اس کی آل پر درود بھیج اور اس کے بعد جو حاجت رکھتے ہو اس کو خدا وند تعالےٰ کی درگاہ سے طلب کرو۔ اللہ تعالےٰ اس کو پورا کر دیگا انشا واللہ تعالےٰ اور اس عمر ایک دوسری دعا کی روایت بھی فرماتے ہیں اور اس کو پیغمبر خدا نے احزاب کے روز بیان کیا تھا اور وہ دعا یہ ہے۔ اے اللہ میں تیرے ہاں اس کی درخواست کرتا ہوں۔ اور تیرے پاک نور اور تیری پاک بزرگی اور تیرے جلال کی برکتوں کے ذریعہ ہر ایک آفت اور رنج اور جنوں اور انسانوں کی ملامت سے امن چاہتا ہوں۔ اور نیکی سے جو کچھ تیری طرف سے مجھ کو پہنچے اس پر راضی ہوں۔ ہر حال میں میری پناہ تو ہی ہے میں تجھ سے ہی پناہ مانگتا ہوں اور میرے واسطے جائے امن بھی تو ہی ہے جسقدر گردن کش ہیں تیرے آگے ان سب کے سر خم ہیں اور خوار اور ذلیل ہیں۔ اپنی مخلوق کی حفاظت اور رعایت کی چابیاں تیرے خزانہ میں ہی جمع ہیں۔ اس لئے میں تیری ذات کے جلال کی طفیل تجھ سے ہی امن مانگتا ہوں اور ان باتوں سے محفوظ رہنے کی درخواست کرتا ہوں کہ تیرے نزدیک رسوا ہوں اور میری پردہ دری نہ کی جائے تیری یاد سے فراموشی نہ ہو۔ تیری شکرگذاری سے باز نہ رہوں رات دن میں سوتے ہوئے جاگتے ہوئے آرام میں سفر میں وطن میں تیری حفاظت میں رہنے کی درخواست ہے میرا شعار تیرا

تمام مہربانوں سے زیادہ رحیم ہے۔ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی عطا کر اور اپنی رحمت کے ساتھ دوزخ
کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اے اللہ تمام رحم کرنیوالوں میں سے زیادہ رحم کرنیوالا تو ہی ہے آمین۔ اے اللہ آمین۔ اے اللہ جہان
اور جہان کے لوگوں کی فریاد رسی کرنیوالا تو ہی ہے ۔

تیسری دعا۔ جس خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے تعریف اسکے واسطے ہی مخصوص ہے اس خدا کا کوئی شریک نہیں ہے سوا اور
کوئی خدا نہیں میں نے اسی پر ہی توکل کیا عرش عظیم کا پروردگار وہی ہے جو چیز اسکے ساتھ شریک کرتے ہیں اس سے وہ پاک اور بلند
ہے۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے چاہے ہم نے ظاہر میں کئے ہیں اور چاہے پوشیدہ اور اس کے سوا جو لغزش اور خطا
ہو جاتا ہے سب معاف کر اے اللہ دنیا اور آخرت میں ہم کو اپنی خوشنودی عطا فرما۔ اور نیک سچی اور کلمہ شہادت اور معرفت
پر ہمارا خاتمہ کر۔ اے اللہ ہماری عمر کا آخری حصہ نیک بنا اور نیکی پر ہمارے عملوں کا خاتمہ فرما۔ اور ہمارے واسطے دنوں میں سے
بہتر دن وہ ہے جس روز ہم تیرے سے پروردگار سے شرف حاصل کرینگے۔ ہر حال میں ہم تیرے ہاں اس حال سے نعمت کے زائل
ہونے سے تیری آفت سے تیرے کینہ سے ہم پناہ مانگتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو عافیت سے دور نہ رکھ۔ اے اللہ میں ان لوگوں
سے تیرے ہاں پناہ مانگتا ہوں بلا کی مصیبت دشمن کا خوش ہونا۔ نعمت کا بدل جانا قضا و قدر کی بدی تمام ناخوشیاں۔
ہراساں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری بہتر بخشش مانگتا ہوں رنج مجھ سے دور کر اور بیماری سے رہائش۔ اور ہمارے مردوں پر رحم
فرما۔ اور ہمارے جسموں کو صحت بخش اور اپنے واسطے ہمارے دین کو خالص کر۔ اے اللہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھ اور ہمارے سینہ کو کشادہ
کر دے اور ہمارے کاموں کا بندوبست اور انتظام کر اور ہمارے فرزندوں کی بھی پرورش فرما اور جو ہمارے گناہ ہیں۔ ان کو پوشیدہ
کر دے اور ہمارے بچھڑے ہوئے ہم سے ملا دے۔ اور اپنے دین میں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ میں تجھ سے نیکی اور بھلائی کی درخواست
کرتا ہوں۔ ہمیں دنیا اور آخرت کی نیکی عطا فرما۔ اور اپنی رحمت سے ہم کو مسلمان مار۔ اور دوزخ اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ رحم کرنیوالوں
میں سے تو سب سے زیادہ رحیم ہے۔ اور جہان اور جہان کے لوگوں کا پروردگار تو ہی ہے۔ اس دعا کے پڑھنے کے واسطے حکم دیا گیا
ہے اور خدا کے نزدیک اس کا بہت درجہ ہے چاہے امام ہو اور چاہے مقتدی اس کو لازم ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے سوا مسجد
کے اندر قدم نہ رکھے اور نہ ہی اس دعا کے بے اس مسجد سے باہر نکلیں اور حکم کیا گیا ہے کہ جب فارغ ہو جاتے تو اس وقت کھڑا ہو
اور خدا کی طرف راغب ہو جیسے جب نماز سے فراغت حاصل ہو جائے تو اس وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگو۔ انس بن مالک روایت کرتے
ہیں کہ خدا کے رسول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب امام محراب میں کھڑا ہو اور صفیں برابر ہو جائیں تو اس وقت خداوند تعالے نے
اپنی رحمت نازل فرمایا ہے۔ اور یہ رحمت پہلے اس امام کو پہنچتی ہے اور اسکے بعد ان لوگوں پر جاتی ہے جو امام صاحب کے داہنے جانب
کھڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر بائیں والوں کو پہنچتی ہے اور اس کے بعد وہ رحمت تمام لوگوں پر پھیل جاتی ہے اور فرشتہ اور ذکر یہ کہتا ہے۔ کہ
فلاں آدمی نے تو فائدہ اٹھایا ہے اور فلاں آدمی نے نقصان اور فائدہ اٹھانے والوں میں تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو خداوند تعالے
کے روبرو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے میں اور نقصان میں وہ رہتے ہیں جو دعا کرنے کے سوا ہی مسجد سے باہر چلے آتے ہیں اور
جب کوئی دعا کے سوا مسجد سے نکل آتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں کہتے ہیں کہ اے فلاں آدمی تو خدا کی نعمت سے بے پروا ہو گیا
ہے کیا تو نہ جانتا ہے کہ اسکی رحمت کے خزانہ میں تیرے جیسے کے واسطے کچھ نہیں تھا۔

قرآن کے ختم کرنے کی دعا۔ خداوند تعالے نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اور وہ بزرگ ہے۔ اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے
اور قلم کو پیدا کیا ہے اس نے دین کا راستہ بنایا ہے اور اس میں نور کو روشن فرمایا ہے۔ اور سب طرف میں اس نور کی شعاعیں
پھیلا دی ہیں۔ اور ہر ایک کے رزق کو اول سے ہی مقرر کر دیا ہے۔ اور فراخ کیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ سب کو دیتا ہے
اور مخلوق کو فائدہ بھی عطا کیا اور ضرر بھی۔ اور خدا نے پانی کو جاری فرمایا ہے۔ اور زمین پر چشموں کو رواں کیا ہے اور آسمان کی چھت
اسی نے قائم کی ہے جو محفوظ اور بلند ہے۔ اور اسی نے ہی زمین کا فرش بچھایا ہے اور چمکتے ہوئے چاند کو طلوع کیا ہے اور
اسکو رواں کیا ہے اس کا رتبہ بلند ہے اور پاک اور بزرگ ہے اور اسکی سلطنت سب پر غالب ہے کوئی ایسا نہیں ہے

ہے تاکہ میں تم کو سکھلاؤں۔ اور پھر جب اس کو آپ پڑھنے لگے تو خداوند تعالیٰ آپکے اور قریش کے درمیان میں ایک پردہ ڈال دیگا خدا کے سچے رسول نے فرمایا اے جبرئیل تو بھی سچا ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ بھی سچ ہے جو دعا آپ خدا کے ہاں سے لائے ہیں وہ مجھ کو سکھلا دیجئے اس کے بعد جبرائیل نے ارشاد کیا کہو اے سب بزرگوں کے بزرگ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی سراوزیر ہے سکھنے والے آفتاب کو تونے ہی پیدا کیا ہے اور تونے ہی اس کو روشنی بخشی ہے۔ تو خوفناک اور ترساک آدمی کی حفاظت کرنیوالا ہے اور اس کی درخواست کرنیوالے کو اس دینے والا ہے۔ شیر خوار بچے کو تو ہی روزی دیتا ہے اور شکستہ ہڈیوں کو درست کرنے والا تو ہی ہے۔ ظالموں کو تو ہی ہلاک کرتا ہے اور دشمنوں کو تو ہی مارتا ہے میں تیری درگاہ میں فقیروں اور بیمار لوگوں کی مانند تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ تو اپنے عرش کی عزت اور رحمت کی کلمہ کے طفیل جو سری کتابیں مذکور ہے اور اپنے آٹھوں ناموں کے سبب سے جو آفتاب کے اوپر لکھے ہوئے ہیں اور تیرے جلال کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے مقصود کو پورا کردے *

دعاؤں کا بیان

اس جگہ وہ دعائیں لکھی جاتی ہیں جو قرآن کو ختم کرنے اور نماز فرض کے بعد اور دوسری ضروری موقعوں پر پڑھی جاتی ہیں:-

پہلی۔ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد اس دعا کو پڑھا جائے۔ اے اللہ حمد اور شکر تیرے واسطے ہی مخصوص ہے اور از روئے فضل عظمت اور بزرگی تم کو ہی حاصل ہے اور سب نیکیاں تیری نعمت سے ہی تمام ہوتی ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے کشادگی کی درخواست کرتا ہوں تو دعا کرنے والوں کی دعائیں ہمیشہ قبول کرتا ہے اور کامل صبر اور تمام بلاؤں سے عافیت اور اندوہ سے سلامتی اپنی رحمت سے تو ہی عطا کرتا ہے اے اللہ تو رحمت کرنیوالوں میں سے زیادہ رحیم ہے تو ہمارے اجتماع کو مرحوم اجتماع کر۔ اور معصوم پراگندگی میں ہم کو پراگندہ کر۔ کسی کو ہم میں سے بدبخت نہ بنا اور نہ ہی محروم کر اور ہماری حاجت کو جو پورا کراپنے سوا کسی اور پر اس کو موقوف نہ رکھ۔ اور اپنی نعمت سے ہمارے دلوں کو غنی کردے۔ اور اپنے روبروشرم سے ہمارے منہ ڈھانپ لے اور اپنی رحمت سے دنیا اور آخرت کی نیکی ہم کو نصیب فرما تو تمام رحم کرنیوالوں میں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ اے اللہ صبح اور شام کی نیکی ہم کو نصیب کر اور قضاء و قدر کی نیکی عطا کر۔ اور صبح اور شام اور قضا اور قدر کی بدی ہم سے پھیر دے اے اللہ اس روز میں جس قدر تو نے نیکی اور عافیت اور سلامتی اور رزق کی فراخی نازل کی ہے اس میں تو ہمارا حصہ بھی کر۔ اور وافر حظ مرحمت فرما۔ اے اللہ تو نے جو بدی اور بلا اور شر اور فتنہ آج کے دن نازل کیا ہے اس سے مجھے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو نگاہ رکھ تمام رحم کرنیوالوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا تو ہی ہے *

دوسری دعا۔ اس خدا کے واسطے حمد ہے جس نے از روئے علم کے تمام چیزوں کو سمالیا ہے۔ اور شمار میں سب کو گن لیا ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ صاحب تکبر ہے صاحب عظمت ہے۔ جبروت اور عزت کی انتہا وہی ہے۔ وہ خداوند رحمت اور خداوند جلال ہے دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ غیب کے جاننے والا ہے اسکی قوت اور اس کا قہر اور غلبہ سخت ہے جس پر چاہتا ہے اس پر وہ مہربانی کرتا ہے ہر ایک چیز کو اسی نے بنایا ہے اور ہر ایک شئے کو اسی نے پیدا کیا ہے اور سب کو وہی روزی دینے والا ہے وہ پاک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اے اللہ ہماری صبح نیک کر۔ اور نہ ہی لوگوں میں ہم کو رسوا کر۔ اے اللہ ہم کو زمانہ کی سختیوں سے نگاہ رکھ اور اس کے مکروہات اور اسکی بدی اور شیطانی مقامات سے بچا اور دنیا سلطانی سے بچا۔ اور آج کے دن میں اور دوسرے دنوں میں ہم کو نیکی کی توفیق دے اور برائیوں سے دور اور محفوظ رکھ۔ اے اللہ ہم کو نیک بنا اور ہمارے دلوں کو بھی نیک کر اور ہمارے اخلاق اور افعال سب اچھے کر دے۔ اور ہمارے ماں باپ ہمارے دادے۔ ہمارے لڑکے ان سب کو دنیا اور آخرت میں نیک بنا اے اللہ جس طرح تو نے رات کو عافیت سے گذارا ہے اسی طرح ہمارا دن بھی سلامتی کے ساتھ بسر کرا اور ہمارے اوپر رحم فرما تو

راور نیک بخت آدمی تک ہم کو پہنچا دے اور ہم کو ایسے عمل میں مصروف کر جو نیک اور پسند ہو اور تو مرد بخشا ہے
ں کرنیوالا ہے رحمت یا ارحم الراحمین۔ اے اللہ جس طرح تو نے ہم کو قرآن کا تصدیق کرنیوالا اور جو کچھ قرآن
ے امر کا ماننے کرنیوالا بنایا ہے۔ اسی طرح اسکی تلاوت سے بھی تو ہم کو فائدہ پہنچا۔ اور اس کی عمدہ کلام کیطرف
گا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے نصیحت دے اور اس کے احکام کا جامع سا اور ادا ر اور ثوابی سے
حسین قرآن کو ختم کر چکوں تو اسکے بعد مجھ کو اپنے مقصود پر پہنچا دے اور ان لوگوں میں داخل کر جو ثواب کے
ہونے ہیں اور تیرے ذاکر اور ہر ایک کام میں تیری طرف رجوع کرنیوالے اور اس رات میں اپنی رحمت سے
ہے۔ اے اللہ ہم کو ان لوگوں میں شامل کر جو قرآن محمد کی حرمت کو نگاہ رکھتے ہیں اور اسکے مرتبہ کو بلند سمجھے
۔ اسکو حفظ کرتے ہیں تو اسکی عزت کی بزرگی کو بحال رکھتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو جیسے اسکے آداب ہیں
س کا ادب کرتے ہیں اور جب اس سے جدا ہوتے ہیں تو پھر بھی اسکے احکام کی بجا آوری اپنے اوپر لازم
اور جب قرآن کے مجاور ہوتے ہیں تو اس حال میں اسکی ہمسائیگی کو نیک جانتے ہیں اور اس کی تلاوت
ں رکھتے ہیں کہ ہر ایک انوار دیدار نصیب ہو اور سرائے آخرت کی نیکی ملے۔ قرآن مجید کی برکت سے ہم کو آخرہ
بچانے اور ان لوگوں میں داخل کر جو قیامت کے دن جنت کے دعوں میں حرایاں پھرتے ہونگے
صلعم کی ہمراہی میں ہونگے اور پیغمبر صلعم ان پر راضی اور خوشی ہو کر ان سے ملاقات کرینگے پس جو آدمی قرآن کے
کی تلاش کرتا ہے وہ بدبختی سے بری ہو جاتا ہے۔ اے اللہ جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے اور حاضر ہو کر اسکو سنتا
دعا پر آمین کہتا ہے اس کا خاتمہ بالخیر اور مبارک کر۔ اے اللہ جو لوگ گھروں کے مالک ہیں اسکے گھروں میں اور
مالک ہیں ان کے قصروں میں اور جو حدود کے مالک ہیں انکی حدوں میں اور جو لوگ اہل حرفہ ہیں اسکے حرفوں
ںکی برکتیں بھر دے تاکہ ان لوگوں پر بہشت کے دروازے کھل جائیں۔ خداوندا جو لوگ ہمارے ہم مذہب
ـور ہیں انکی قبروں میں روشنی اور فراخی عطا کر اور نیکی کے مقابلہ میں ان کو نیکی کی جزا دے اور بدی کے عوض
آمرزش اور رحمت نازل فرما جب یہ لوگ تیری طرف رجوع لائیں۔ اور توبہ کریں کیونکہ تو رحم کرنیوالوں
۔ سے زیادہ رحیم ہے اے اللہ تو موت سے بری ہے اور ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور موت کے بعد پھر
الناس پہنچائیگا تو محمد صلعم اور انکی آل پر رحمت نازل کر۔ اور اس مبارک رات میں ہمارا کوئی ایسا گناہ باقی نہ
تیری بخشش کے دامن میں نہ آجائے۔ اور کوئی غم اور کوئی سختی ایسی باقی نہ رکھ کہ اس سے رہائی نہ ہو۔ جو بدی
ے ہر ایک مرض سے شفا بخش۔ ہر ایک گرفتاری سے نجات دے اور جو صاحب بدی ہو اسکو دور
کے حق کو جو ہمارے اوپر واجب الادا ہو اسکو ادا کر دے اور جو چیز ہم سے کھوئی گئی ہے اسکو ہمارے پاس
کوئی گنہگار ایسا باقی نہ رہنے دے جسکو ہدایت نہ کرے اور اصلاح جسے کوئی رندہ جانی نہ رکھ اور نہ کوئی
ۃ کے سوا باقی رہنے دے۔ اور دنیا اور آخرت کی حاجتیں جو تیری رضا کے موافق ہوں پوری کر دے اور جس میں
ہے اس میں مجھ کو مدد دے۔ اور عافیت بخش اور ایسی مغفرت نازل کر تو تمام نعمت کرنیوالے لوگوں میں
رنے والا ہے۔ اے اللہ ہم کو عافیت دے اور اپنے بزرگ عفو اور بزرگ قصد اور قدیم احسان کی طفیل ہم کو
ہمیشہ نیکی کرنیوالا ہے اور بہت نیکی کرتا ہے ہمارے سردار اور بزرگ پر جو محمد صلعم ہیں درود پہنچا اور ان کو دوسرے
ی ہیں اور انکی آل پر اور اپنے فرشتوں پر سلام بھیج اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر
ہم کو رشد اور توفیق دے تاکہ ہم صالح عمل کریں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں۔ اے اللہ محمد صلعم پر
ـکے سبب سے تو نے گمراہی سے ہم کو سیدھی راہ دکھلائی ہے اور جہالت کی خواب سے ہم کو جگایا ہے اور
پیدا ہوں سے تیرا پیغام پہنچایا ہے وہ شہروں کے آفتاب ہیں اور گھوارون کے ماہتاب اور لوگوں کے واسطے

بہشت نصیب کر اور اپنی بخشش سے عذاب دوزخ سے نگاہ رکھ اور حشر کے روز ہماری پردہ دری نہ کر ایسا نہ ہو کہ ہم شرمساروں
کے گروہ میں داخل کئے جائیں ہمارے قبیح اعمال سے ہم کو رسوا نہ کر۔ اور حسن جمال ملاقات نصیب ہو اس روز رسوائی اور ذلت
کا لباس ہم کو نہ پہنا۔ رحمت کرنے والوں میں سے زیادہ رحم تو ہی ہے۔ تو نے ہم کو اسلام کی راہ دکھلائی ہے اور حکمت
اور قرآن سکھلایا ہے اور معرفت کی شناخت سے پہلے ہی تو نے ہمارے اوپر اسکی تعلیم کا احسان کیا ہے اور اسکی بندگی کے بجا سے
سے پہلے ہی اسکے واسطے ہم کو مخصوص کر دیا ہے اے اللہ جب ہمارے اوپر تیرا یہ عام فضل ہے اور جملا دراپنی دوست کے
سوا ہمارے اوپر تیرا یہ احسان ہے تو ہم کو یہ توفیق دے کہ ہم قرآن کے حق کو نگاہ رکھیں۔ اور اسکی آیتوں کو یاد کریں اور اس
کی محکم آیتوں پر عمل کریں اور اس کے متشابہات پر ایمان لائیں اور اسکی تدبیروں راہنمائی کی کریں اور اسکی مثالوں پر غور کریں
اور اسکے معجزوں پر فکر کریں اور اسکے نور اور اسکی حکمت کے دیکھنے کے واسطے بینائی عطا کر یہاں تک کہ اسکی صداقت میں ہم کو
کوئی شک باقی نہ رہے اور اسکے راستہ میں چلتے ہوئے ہمارے پاؤں میں کوئی کانٹا نہ چبھے۔ اے اللہ تو قرآن مجید کے
سبب ہم کو علم نافع پہنچا اور اسکی آیتوں میں اور اسکے حکم کے ذکر میں برکت عطا کر اور قبول فرما۔ خداوندا تو سمیع ہے تو علیم
ہے۔ تو ہم کو توبہ کی توفیق عطا کر کیونکہ تو ہی قبول کرنیوالا تو ہی ہے اور رحم کرنے والوں میں سے تو ہی زیادہ رحیم ہے۔ اے اللہ
قرآن کو ہمارے دلوں کے واسطے بہار بنا۔ اور ہمارے سینوں کے واسطے شفا اور ہمارے دلوں پر غموں کے زنگ کے واسطے
صیقل بنا اور اسکو ہمارے غموں کے دور ہونے کا سبب کر اور ہماری رہائی کا باعث بنا

اور اپنی طرف ہمارے دل کی کشش کا باعث بنا۔ اور اپنے بہشتوں کی طرف قرآن کو کشش کا وسیلہ کر۔ تیری رحمت کو ساتھ
بہشت ایک بہت بڑی رحمت ہے اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں کے واسطے روشنی بنا اور ہماری آنکھوں کے واسطے بینائی
اور ہماری بیماری کے واسطے دوا اور دوزخ کی آگ سے نجات دینے والا کر۔ اے اللہ قرآن کی برکت کے سبب ہم کو بہشتی خلعت
عطا کر اور اسکے درختوں کے سایہ میں ہم کو جگہ دے اور اپنی نعمتوں کو ہمارے اوپر پورا کر دے اور کینہ کو ہمارے دلوں سے نکال
ڈال اور جزا کے وقت ہم کو نامراد کر اور اپنی نعمتوں پر بٹھا کر اور ملاؤں پر صابر بنا اور ان گروہوں میں داخل نہ کر جن پر شیطان
نے اپنا اثر ڈال رکھا ہے کیونکہ اس قسم کے لوگ دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہوتے ہیں اور وہ زیاں کار ہو جاتے ہیں
ساتھ رحمت اپنی کے یا ارحم الراحمین اے اللہ قرآن کو ہمارے حق میں حجۃ بنا اور اسکے باعث ہم پل سے پھسلیں یا ہم ان
لوگوں میں شامل نہ کر جو پلصراط سے گذرنے والے ہیں۔ اور نبی صلعم کو جو ہمارے سردار ہیں قیامت کے روز انکو ہماری
طرف سے روگرداں نہ کر۔ اے ہمارے خدا۔ اے ہمارے پروردگار۔ اے ہمارے روزی دینے والے تو محمد صلعم کو ہمارا شفیع اور
سفارش قبول کیا گیا اور پیغمبر صلعم کے حوض کے کنارے پر ہمیں نازل کر اور اس میں سے خوشگوار ایک پیالہ بھر کر ہمیں عنایت کرے
ہم کو ایسا سیراب کر دے کہ اس کے بعد پھر کبھی پیاس لاحق نہ ہو۔ اور نہ ہی پھر رسوا ہوں اور نہ ہی ان لوگوں سے ہوں جو شرمندگی
کے باعث سر کو جھکانے والے ہوتے ہیں اور زیاں کار اور مغضوب لوگوں میں سے بھی نہ ہوں اور گمراہی بھی نصیب نہ ہو
ساتھ اپنی رحمت کے یا ارحم الراحمین اے اللہ قرآن سے ہم کو فائدہ دے تو نے اسکا رتبہ بہت بلند بنایا ہے اور اس کی کسوں
بھی بوسے ثابت اور برقرار رکھا ہے اور اسکی دلیل قوی کی ہے اور اسکی برکتوں کو ظاہر فرمایا ہے اور یہ عربی زبان فصیح میں
ہے۔ اے اللہ کہ تو پاکی اور عزت کا صاحب ہے تو نے اسی زبان مبارک سے فرمایا ہے جب ہم قرآن کو پڑھیں تو تو
بھی اسکی پیروی کر اور پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور روئے ترتیب کے قرآن تیری کتابوں میں سے بہت
پیچھے ہے اور از روئے کلام کے زیادہ واضح ہے اور حلال اور حرام کے رو سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس کا بیان محکم
ہے اور اسکی دلیلیں ظاہر ہیں۔ اور زیادتی اور نقصان سے پاک ہے قرآن میں عمدہ ادا کیا ہے وعید بیان کی گئی ہے اس
[illegible] ہے۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے جھوٹ نہیں آ سکتا۔ وہ اس حکیم کی طرف سے نازل ہوا ہے
[illegible] اے اللہ قرآن کے سبب سے ہم کو بزرگی عطا کر۔ اور اس کے ثواب کی زیادتی بخش اور

اس سے ظاہر ہے کہ جو آدمی قبر میں داخل ہونے سے پہلے عبادت کے واسطے اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے اللہ تعالٰے
اس پر خوش ہوتا ہے اور جو آدمی گذشتہ اور آیندہ کا خیال چھوڑ کر آج ہی اپنی عبادت کے کام میں مصروف و مشغول
ہو جاتا ہے اور آخرت کا توشہ تیار کرتا ہے اس میں سستی نہیں کرتا وہ اپنی تمام عمر آخرت کا توشہ جمع کرنے میں ہی بسر کرتا
ہے اور اس مہینے کے فراق میں حزن اور دریغ کریں اور اس پر سلام پہنچائیں اور اس کو اس طرح سے رخصت کریں۔ اے
رمضان کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو اے روزہ رکھنے اور راتوں میں جاگنے اور قرآن پڑھنے کے مہینے تیرے اوپر
سلام ہو۔ اے گناہوں کی بخشش اور آمرزش کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے برکتوں اور نیکی کے مہینے تیرے اوپر
سلام ہو۔ اے نعمتوں اور خوشنودی کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے بندگی اور عبادت کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو
اے روزہ داری اور تہجد کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو اے تراویح کے مہینے تیرے اوپر سلام۔ اے انوار و عرفان
کے مہینے تیرے اوپر سلام۔ اے عارف لوگوں کے حرز تیرے اوپر سلام۔ اے وصف کرنے والوں کے محبوب تیرے اوپر
سلام۔ اے دوستوں کے نور تیرے اوپر سلام اے عابدوں کے چراغ اور ہمارے مبارک مہینے گو تو رخصت کرنے کے
لائق تو نہیں ہے مگر ہم تجھے رخصت کرتے ہیں۔ اور اگرچہ تیری جدائی ہم کو ناگوار ہے مگر تجھ کو ہم جدا کرتے ہیں۔ تیرا دن تو
اس واسطے تھا کہ اس میں ہم روزہ رکھیں اور صدقہ دیں اور تیری رات قرات اور قیام کے واسطے تھی ہماری طرف سے تیرے
اوپر درود اور سلام ہو۔ اب ہم تیری انتظار کرینگے کہ تو واپس آکر اپنے دیدار سے فیض بخشتا ہے یا ہم ہی تیرے آنے
سے پہلے پہل ملک الموت کے پنجہ میں گرفتار ہو کر دنیا سے چل بسینگے اور اگر ہم یہاں سے چلے جائینگے۔ تو پھر تو فرق
ہے کہ تیرا مبارک قدم ہمارے ہاں نہیں پڑ سکتا۔ تو مبارک مہینہ ہے تیرے سبب سے ہمارے چراغ روشن ہیں۔ اور
ہماری مسجدیں بھی تجھ سے معمور اور آباد ہیں اور افسوس ہے کہ اب تو جاتا ہے اور چراغوں کے بازار کی وہ گرمی
سرد ہوتی ہے اور اس میں جو رادع پڑھا کرتے تھے اب ان کا پڑھنا بھی موقوف ہونے والا ہے۔ اور تیرے بعد
ہم اپنی پہلی عادت کی طرف ہی لوٹتے ہیں اور کہتے ہے جو عبادت کا مہینہ ہے جدا ہوتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ ہم کو
معلوم ہوتا کہ ہم میں سے مقبول آدمی کون ہے تاکہ اسکو اسکے عمل کی نیکی پر مبارکباد دیتے اور اس سے آگاہی
ہوتی کہ مطرود کون ہے اگر یہ معلوم ہوتا تو اس کے برے عملوں کے باعث سے اسکی تعزیت کرتے۔ اے مقبول تجھے
تو خوش ہو تجھے خدا کا ثواب اور اسکی خوشنودی اور ... اور آمرزش حاصل ہوئی ہے اور اس کی قبولیت اور نیکی اور
معافی ملی ہے اور اس کا احسان عطا ہوا ہے اور بڑی عنایت یہ ہوئی ہے کہ اسکی سزا سے تجھے ہمیشہ کیواسطے
رہائش مل گئی ہے اور اے مردود اور مطرود آدمی تیری بدبختی اور طغیان اور ظلم اور دشمنی اور عداوت اور پے در پے
نافرمانی۔ یہ ہر حال میں تیری مصیبت کو بڑھانے والی ہے تیری اس حالت میں خدا کا غضب اور خواری ہے۔ تیری
رونے والی آنکھیں کہاں ہیں اور تیری جاری آنسو کہاں گئے اور تیری ندامت اور حسرت اور افسوس کے دریا
کدھر ہیں۔ تو وقت نے وقت فریاد کر بیباک کہ اپنی گریہ زاری اور آہوں سے اس گناہ گردوں کو ہلا دے۔ اگر
آج کے دن یہ بات تیرے کام نہ آئیگی تو پھر کب آئیگی۔ تونے اپنی توبہ کو موخر کر دیا ہے اور اتنا جو حرام جمع کیا ہے۔
تو یہ کس واسطے کیا ہے۔ نہ تم کو آئندہ سال کا کچھ حال معلوم ہے اور نہ ہی جانتا ہے کہ تیری عمر کسقدر ہے۔ اکثر ایسے
لوگ ہوئے ہیں کہ انہوں نے امید کی کہ آیندہ سال تک ہم جیتے رہینگے۔ مگر انکی امید درمیان میں ہی منقطع ہو گئی
موت کے جوان اژدہاں کو نگل گئے اور بہت لوگوں نے چاہا کہ اس سال کی منزل کو طے کر کے ہم دوسرے
سال کی منزل تک پہنچ جائیں۔ مگر قضا نے ان کو نہ پہنچنے دیا درمیان میں ہی انکی زیست کم کر دی۔ اور ان کے
چلنے والے اعضاؤں کو ماندہ کر کے ناکارہ کر دیا کسی کو پہلی منزل میں ہی لے لیا۔ کسی کو دوسری میں اور وہ اپنے
مقصود تک ... نا کام دوسری سرائے میں چلے گئے اور بہت سے ایسے لوگ گذرے ہیں کہ انہوں نے اس واسطے

رست ہیں اور قیامت کے روز گنہگاروں کی شفیع ہے۔ اے اللہ محمدؐ پر اور انکی اولاد پر اور ان کے تمام صحابوں پر جو آپ کی مدد کے واسطے کمربستہ ہیں۔ اور آپ کی سنت پر چلنے والے ہیں درود نازل کر۔ رسول کو اسے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور سچائی سے ہی تو نے انکی تعریف کی ہے اور انکی علامت حلم مقرر کی ہے۔ اور احمد کے نام سے ان کو موسوم کیا ہے۔ اور امت کے واسطے قیامت کے روز انکی شفاعت کو قبول کر۔ اے اللہ جب تک ستاروں میں چمک ہے اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اس وقت تک محمد صلعم پر درود بھیج۔ نور رہتا ہے اور ہمیشہ قائم ہے اور اس وقت تک درود بھیج جب تک کہ بہت لوگ ان کا ذکر کرتے ہیں اور رات اور دن میں اختلاف واقع ہوتا ہے اور مہاجر اور انصار لوگوں پر بھی اپنی رحمت نازل کر ✤

وصیت کا بیان

اے لوگو خداوند تعالے نے تمہارے اوپر رحمت کا دروازہ کھولدیا ہے۔ تمہارے اس مہینے کی الوداع ہے جسکو خداوند تعالے نے بزرگی بخشی ہے اور اسکی قدر کو بلند کیا ہے۔ اور یہ بزرگی اور قدر کی بلندی دن کے روزوں اور رات کے قیام کرنے کے باعث سے ہے اور قرآن مجید کی نازل ہونے کے سبب سے اس میں اللہ تعالے بہائے اور رحمت کا دروازہ کھولتا ہے اور اسی خوشنودی عطا کرتا ہے اس رات کو اللہ تعالی نے سال بھر کا خلاصہ بنایا ہے اور اسلام کے احکام اور اسکے بڑے بڑے قواعد کا وسیلہ ہے اور دن کے روزہ کے نوروں اور رات کے قیام کے باعث سے خدا نے اس رات کو شرف بخشا ہے اسی رات میں اسی کتاب کو نازل فرمایا ہے اور جو لوگ توبہ کرنیوالے ہیں ان کے واسطے اس میں توبہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے ہر ایک دعا اس رات میں سنی جاتی ہے کوئی باقی نہیں رہتی اور جسقدر نیکیاں ہوں ان سب کو جمع کیا جاتا ہے اور ہر ایک نقصان کو دفع کر دیتے ہیں۔ اور ہر ایک عمل آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے جو آدمی اس رات کے دنوں کو غنیمت اور مبارک جانتا ہے وہ ظفریاب ہوتا ہے اور جو ان کو ترک کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے وہ زیاں کار اور نامراد ہوتا ہے رمضان کے مہینہ کو خداوند تعالی نے اس واسطے بنایا ہے کہ وہ تمہارے گناہوں کو اس میں پاک کرے اور تمہاری برائیوں کا اس میں کفارہ کرے جو آدمی اس مہینے میں عبادت اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ نور کا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے اور جو اسکی شرطوں کو پورا کرتا ہے اور اسکی حدوں کو نگاہ رکھتا ہے اسکو ہمیشہ خوشی اور سرور حاصل ہوتا ہے اس مہینہ میں یہ لوگ اہل فتنہ ہوتے ہیں۔ اور عبادت اللہ پارسا بنائے ہیں اور جو لوگ اہل کوشش اور شدت ہوتے ہیں انکو اور بھی زیادہ رغبت ہوتی ہے اس مہینے میں دلوں کے ویرانے آباد ہوتے ہیں اور جسقدر کسی کے گناہ ہوتے ہیں ان کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور مسجدوں میں لوگوں کا اژدہام اور اجتماع ہوتا ہے اور غلاموں کی خلاصی اور آزادی کے پروانے لئے ہوتے مالک بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اس مہینہ میں مسجدوں کو آباد کرتے ہیں۔ قندیلیں روشن کی جاتی ہیں قرآن کی آیتوں کا ذکر ہوتا ہے اور دلوں میں تجلیاں ہوتی ہیں اور جسقدر کسی کے گناہ ہوتے ہیں ان کو بخش دیا جاتا ہے مسجدوں میں نور کی قندیلیں لٹکاتے ہیں جو گنہگاری ہوتی ہیں اور پھر روزہ داروں کے استغفار کے سبب سے فرشتے اس نور کو اور بھی زیادہ بڑھاتے ہیں۔ اور خداوند تعالے جو غفار ہے ہر ایک رات میں افطار کے وقت چھ لاکھ گردنوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس رات میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جو صدقے دیئے جاتے ہیں ان میں بزرگی حاصل ہوتی ہے اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور جسقدر لغزشیں ہوتی ہیں۔ ان کو اللہ تعالے معاف کر دیتا ہے اور تمام آسمان کھولے جاتے ہیں اور نور سے بڑھ جاتے ہیں اور جو لوگ اس مہینے میں روتے ہیں انکی آنسوؤں پر رحم کیا جاتا ہے اور نیک کردار اور خوبصورت حوریں بہشت سے آواز دیکر یہ کہتی ہیں کہ اے روزہ داروں کے گروہ تمہارے واسطے خوشی ہو خداوند تعالے نے تمہارے واسطے عطایاں تیار اور آمادہ کر رکھی ہیں۔ تمہارے اوپر نازل کی ہیں اور تم ان میں چھپ گئے ہو اور زمین اور آسمانوں کے تمام لوگ تم پر خوش ہیں پس

کے خواستگار تو ہم کو اپنی درگاہ سے محروم اور ناامید نہ کر ہم ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار اور محتاج ہیں اور تیری قدرت کی امید کے قیدی۔ تیری رحمت کے آستانہ پر ہم اپنی جبہ سائی کر رہے ہیں۔ اور تیرے احسان کے امیدوار ہو کر تیرا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں تو ہماری شکستہ حالی پر رحم کر اور ہمارے پژمردہ اور کملائے ہوئے دلوں کو تازگی عطا فرما اور جس قدر ہمارے عیب ہیں انکو ڈھانپ دے اور جتنے ہمارے گناہ ہیں انکو بخش دے اور قیامت کے روز ہماری آنکھوں کو روشن کر اور اپنے نور چہرے کو جو جہان کو آراستہ کرنے والا ہے ہماری طرف سے نہ پھیر اور ہمارے عملوں کو قبول کر لے اور ہماری کوشش کو مشکور فرما۔ اور اس رات میں ہمارے واسطے وافر حظ بخش۔ اے اللہ اگر ہماری عمر آیندہ سال تک وفا کرے تو اس سال میں اس رات تک ہم کو برکت دے اور اگر تیرے حکم نے ہماری عمر کا ابھی سے خاتمہ کر دیا ہے تو ہمارے اور ماہ رمضان کے درمیان جو کچھ حائل ہے اسکو ہمارے پسماندوں کے واسطے نیک خلف بنا اور ہمارے گذشتہ عزیزوں کے اوپر اپنی رحمت فراخ کر دے اور ہم سب لوگوں کو اپنی رحمت اور بخشش کے سایہ میں لیلے اور اپنی جنت اور اپنی خوشنودی کے درمیان ہمارے رہنے کی جگہ مقرر کر اور جن کو تو نے نبیوں اور صدیقوں کی نعمت بخشی ہے اور شہیدوں اور نیکوکاروں کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنے نیک اولیا اور رفیق بنائے ہیں ان لوگوں کی صحبت نصیب کر۔ یقین ہے کہ تو اپنی رحمت کے احاطہ سے محروم نہیں کریگا تمام مہربانوں میں سے تو زیادہ مہربان ہے۔ اے اللہ جو لوگ اہل قبور اور گناہوں میں گرفتار ہیں اور انکی خلاصی کی صورت نظر نہیں آتی یہ وحشت کے قیدی ہیں جس سے انکی آزادی اور چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ غربت کے شہروں میں بساکر پڑے ہیں اور ان کے منہوں پر مٹی پڑی ہوئی ہے جس نے انکی خوبصورتی کو بگاڑ کر گم کر دیا ہے اور سانپ بچھو اور دوسرے جانور کیڑوں میں انکے بدنوں کو کھائے جاتے ہیں۔ اور یہی وہاں انکے ہمسایہ ہیں اور جمادات کی مانند یہ لوگ قبروں میں پڑے ہیں اور کچھ کلام نہیں کر سکتے۔ اور ان کے جو عزیز اور دوست تھے وہ بھی اپنی اپنی لحد میں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں اور گو پاس پاس ہیں مگر کوئی ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کر سکتا اور حشر کے دن تک اسی طرح خاموش اپنی اپنی جگہ پڑے رہینگے ان میں نیک بھی ہیں بدکار بھی ہیں قصوروار لوگ بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جو خدا کی راہ میں کوشش کرنیوالے تھے سب ہی قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اے اللہ جو آدمی ان میں سے خوشحال ہے اسکی خوشحالی اور بزرگی بڑھا۔ اور جو ان میں سے غمگین ہے اس کے غم کو دور کر اور اس کو سرور اور خوشی سے بدل دے۔ اے اللہ مسلمان مردوں پر کہ وہ بیابان اور مقیم ہیں اور تیری درگاہ میں انہوں نے عاجزی کی گردن جھکائی ہوئی ہے ان پر مہربانی کر۔ اور جب تک وہ لحد کی آغوش میں دابے پڑے ہیں اور تیری رحمت اور تیرے کرم پر تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے آرزومند ہیں کہ تیرے بلند درجوں کی طرف جائیں تو ان کی قبروں کو اپنی رحمتوں کے نازل ہونے کا محل بنا اور اپنی بخشش کر اور ان کے باپوں اور لڑکوں اور ان کے پسماندوں اور ان کے ساتھیوں اور ان کے دوستوں کو اس سے پہلے کہ ان کے وجود سے ان کے مکان ویران اور برباد ہو جائیں اور انکی صفائی کدورت سے بدل جائے اور انکی جانی کا رشتہ منقطع ہو اور زمین کے طبقوں کے نیچے جا کر اپنی جگہ بنائے۔ اور اس سے پہلے کہ مہربانی کا کلام اس کے حق میں لغزش کا کلمہ ہو جائے اور قطرہ سیل بنجائے اور دن رات وہ جائیں اور موت آسمان اور زمین والوں کو اپنی چادر میں چھپالے اور بوڑھے اس وقت یہ کہیں کہ ہائے بڑھاپا۔ اور جو لوگ اہل شباب ہیں وہ یہ کہیں کہ وائے رسوائی۔ اور بدکار کہیں کہ ہائے ناامیدی اور نوجوان آدمی یہ کہہ رہے ہوں وائے حسرت اپنی رحمت نازل کر اور اپنی بخشش سے مخصوص فرما یہ لوگ اپنے بُرے کاموں پر پشیمان ہو رہے ہیں اور خوف کے مارے انسے کانپتے ہیں اور ندامت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے منہوں پر خاموشی کی مہر لگائی گئی ہے بولنے سے عاجز ہیں اور اپنے نالائق کاموں کی شرمندگی سے سرنگوں اور جس چیز سے انکی دوستی تھی اسی سے خوفناک پائے جاتے ہیں اور یہ آرزو کرتے ہیں۔ کہ اچھا ہوتا ہم کو خدا پیدا ہی نہ کرتا۔ اے اللہ قوت کے چلانے والے ہر ایک آواز کو سننے والے اور موت کے بعد ہڈیوں کو پھر پوست کا لباس پہنانے والے تو محمد صلعم اور اس کی آل پر درود بھیج اور ہمارا کوئی گناہ اس رات

جو شوہاں صبح کی ہوتیں کہ ہم اس کو عید کے روز میں لگا بیٹھیں گے مگر جلد ہی ان کو دنیا کی سرا سے نکالا گیا اور جو شادیاں قبروں میں ان کی لحد کے کام آئیں۔ اکثروں نے عید کے واسطے عمدہ سے عمدہ لباس جمع کیے مگر آخر کار پہلے ہی وہ ان کا کفن سے اور بہت لوگوں نے عید فطر کا سامان کیا اور وہ ان کی قبر کا صدقہ ہوا اور دوسرے آدمیوں کے کام آیا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ ماہ رمضان کے روزے ہی رکھتے رہیں ایک سو اور روزے بھی رکھے اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ آیندہ سال میں ہم اس مہینہ کی زیارت کا شرف حاصل کرینگے مگر اس سے محروم رہجاتے ہیں پس لئے خدا کے سب وجہ یہ مبارک مہینہ ختم ہو جاتے تو اس وقت خداوند تعالے کا شکر بجالاؤ۔ اور اسکی جناب میں دعا مانگو۔ کہ ہماری نماز اور ہمارے روزے قبول ہو جائیں اور اس کے امیدوار رہو کہ خداوند ہمارے حقوق کو ادا کر دیگا خدا کی توفیق کی جو رسی ہے اسکو اچھی طرح مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لو اور اس کا یقین کرو کہ خدا ہمارے اور رحم کریگا۔ اب جو رمضان تشریف لے جاتے ہیں تو تم اسکو سمجھ لو کہ ہم کو ایک بزرگ مہینے کی عظمت سے فراق ہوتا ہے میاں اور وہ دار وادر رات کے وقت قیام کرنے والو کدھر ہو۔ او گزشتہ سالوں میں جو رمضان سے موافقت کرتے تھے اور رمضان کی راتوں میں تمہارے ساتھ نماز وغیرہ میں حاضر ہوتے تھے اور خدا کے سامنے حقوں پر عمل کرتے تھے وہ کہاں گئے اکثر ان میں سے ایسے ہیں کہ وہ اسے دالدین اور بھائی بھنوں اور ہمسائیوں اور قریبیوں سے الگ ہو کر ملک الموت کے پنجہ میں پھنس گئے ہیں جس کی صفت یہ ہے کہ لذتوں کو میٹ اور نابود کر دیتی ہے اور تمام ہوتیں اور آرزوئیں قطع کرتی ہے اور جماعتوں کو پراگندہ اور متفرق کر دیتی ہے جن کو موت نے گرفتار کر لیا ہے اب ان کے گھر خالی پڑے ہیں اور مسجدیں بیکار ہو رہی ہیں اور اپنی اپنی لحدوں میں آرام سے لیٹ رہے ہیں۔ اگر کوئی انکی لحد کو ٹھوکر لگا کے مار دے تو ان کو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ ہماری لحد کو کس نے ٹھوکر لگائی ہے اور کس نے روندا ہے وہاں نہ انکو اپنے نفسوں پر کچھ اختیار ہے نہ نفع سے کچھ غرض رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں رمضان کا کوئی کھٹکا ہے مرنے کے وقت میں اس انتظار میں پڑے ہیں کہ کس دن حشر ہو گا اور خدا کے روبرو ہم کو ملا دینگے اور لکھا ہے کہ جب مخلوق کو حشر کے میدان میں بلایا جائیگا۔ تو اس میدان میں تمام مخلوقات پریشانگی کی حالت میں دوڑ رہی ہو گی۔ اور اس دن کے خوف سے ان کے دل کانپ رہے ہونگے اور اسقدر خوف غالب ہو گا کہ اسکے باعث سے وہ چل نہیں سکینگے اور حساب کا اسا ڈر ہو گا کہ ان کا ستانا پانی پانی ہو رہا ہو گا۔ اور جب صور پھونکیں گے تو اس وقت سب جمع ہو جائیں گے۔ اے مسلمانوں جو آدمی اپنے نفس کو رمضان کے مہینے میں حرام سے باز رکھتا ہے اس کو لازم ہے کہ رمضان کے بعد بھی تمام مہینوں اور سال میں حرام سے اپنے آپ کو الگ رکھے۔ کیونکہ جس قدر مہینے ہیں ان سب کا خالق اور پیدا کرنے والا وہی ہے اور ہر ایک زمانہ میں وہ حاضر اور ناظر رہتا ہے دعا کرو کہ حق تعالے ہم کو اور تم کو اس مبارک مہینے سے جدا کرے تو اس وقت برکت دے اور اپنی متبرک رحمت سے ہمارے اور تمہارے سوچتے ہیں انکو پورا کر دے اور تمام کاموں میں برکت ڈالے۔ اور ہدایت کا راستہ دکھائے اے اللہ اس رات میں جو تونے آزادی بخشی ہے اور اپنی آمرزش اور رحمت اور خوشنودی عطا کی ہے اور اپنے احسان اور کرم اور جود اور آگ سے رہائی اور بہشت کی نعمتوں سے حصہ بخشا ہے اس میں اور بھی زیادتی کر دے اور اپنی رحمت سے ہمارے واسطے بزرگ حصہ مقرر کر دے تو تمام مہربانوں میں سے زیادہ مہربان ہے۔ اے اللہ جس طرح تونے ہمارے رمضان کے مہینہ کو خیر اور خوبی اور برکت سے گذار دیا ہے اسی طرح سارا سال بھی ہمارے اوپر زیادہ مبارک کر دے اور اس کے دنوں کو دوسرے دنوں سے زیادہ نیک بنا۔ اور روزوں اور رات کے وقت قیام کرنے سے جو ناچیز ہدیہ اس ماہ میں ہم نے تیرے ہاں بھیجا ہے اس کو قبول فرمالے اور جو گناہ اس ماہ میں ہم سے ہوئے ہیں وہ بخش دے اور لوگوں کے ظلم سے ہمیں رہائی عطا کر اور جس دن میں تیری ملاقات کی تمنا اور کہیں سے امید نہیں ہو گی اس دن میں میرے حال پر مہربانی کر۔ اے اللہ روزوں کے مہینہ میں [illegible] کیا ہے تو اس قصور اور کوتاہی سے تیرا لحاظ کر طلب ہوئے ہیں اور تیرے حقوق پورے ادا نہیں ہو سکے مگر ان کے اور رمضان بہت کم حصہ لیا ہے اور ہم تیری بارگاہ کے آستانہ پر گریاں ہیں اور تیری بخشش اور بہت کرم

ںد اور قصد کے بعد حاصل ہوتا ہے اور ارادہ ہر ایک سالک کے راستہ کی ابتدا ہے اور ہر ایک قصد کرنے والے
ل کا نام خدا وند تعالیٰ نے فرمایا ہے (جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں انکو مت ہٹا یہ لوگ اسکی رضا
کی خواہش رکھنے والے ہیں) پس اس سے ظاہر ہے کہ ان کے ہٹانے اور دور کرنے سے خدا نے اپنے رسول
ع کیا ہے۔ اور دوسری آیت میں فرمایا ہے (اپنے نفس کو ان لوگوں سے موافق کر جو صبح اور شام اپنے پروردگار
ہیں اور خدا کی مرضی چاہتے ہیں اور انکی طرف سے اپنی آنکھوں کو پھیر لے تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا
نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان سے موافقت رکھو اور ان سے ملاقات کرو اور انکی صحبت میں صبر اختیار کرو اور ان
ہیں فرمایا ہے (وہ حق تعالیٰ کی ذات کو چاہتے ہیں) اور اسکے بعد میں فرمایا ہے (انکی طرف سے اپنی دونوں
پھیر تو دنیا کی زینت کی خواہش کرتا ہے) پس اس سے ظاہر ہے کہ حقیقت میں ارادت حق تعالیٰ کی ذات کی
ی ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے وہ سب دنیا اور آخرت کی زندگی کی زینت ہے پس مرید تو وہ ہوتا ہے جس
ں کی تمام صفتیں موجود ہوں جو ایسا ہوگا وہ ہمیشہ خدا وند تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والا ہوگا۔ اور اسکی
نیوالا اور خدا کے سوا دوسری چیزوں سے اپنا منہ پھیر لیگا۔ اور اپنے پروردگار کی اطاعت کو سننے والا ہوگا
ں ایسا ہونا چاہتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ قرآن کے احکام کو عمل میں لائے اور سنت پر چلے اور ان کے سوا
کے سننے سے اپنے کانوں کو خالی رکھے اور خدا کے نور کا مشاہدہ کرتا رہے اور جو ایسا کریگا وہ اپنے میں اور اپنے
ں میں حق تعالیٰ کا فعل ہی دیکھیگا اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھیگا پس انسان کو واجب ہے کہ قرآن اور سنت
سوا اور خدا کے نور کا مشاہدہ کرنے کے بغیر جو کچھ ہے اسکو نہ دیکھے اس سے اپنی آنکھوں کو اندھا کر دے اور
لیٰ کی ذات کے سوا چیز کو فاعل نہ جانے تاکہ غیر کو اس محرک اور تدبیر کرنیوالے کا ایک سبب اور ایک آلہ خیال
ے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ لے اللہ جو آدمی سری دوستی اختیار کرتا ہے وہ اسکو دوسری چیزوں کے دیکھنے
ریتی ہے یعنے جہان کو آراستہ کرنے والا میرا جمال ایسا ہے کہ باقی تمام جہان کے محبوب ہیں انکا حسن
ں کی آنکھوں میں تیرہ اور تاریک دکھائی دیتا ہے اور جو آدمی میرا ذکر کرنے والا ہوتا ہے باقی تمام
دنیا میں انکے انسانوں سے اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ پس میرا دوست اور کسی چیز کو دوست نہیں
ی کسی دوسری چیز کا خواہشمند ہوتا ہے اور نہ خواہش کرتا ہے اس کا ارادہ خالص ہوتا ہے اور جب تک
ت خالص نہ ہو جب تک خدا کا خوف اسکے دل میں جگہ نہیں پاتا۔ اور جب انسان کے دل میں یہ خوف
و پھر خدا کے سوا جو کچھ ہوتا ہے اس تمام کو جلا دیتا ہے۔ خدا وند تعالیٰ نے فرمایا ہے (جب بادشاہ کسی گاؤں میں
سکو ویران کر دیتے ہیں اور جو اس میں عزت والے ہوتے ہیں ان کو خوار کرتے ہیں) یہی حال اس وقت انسان کے
ہے جب اس میں خدا کی دوستی جگہ پاتی ہے اور کہتے ہیں کہ محبت ایک سوزش ہے اور وہ ہر ایک مصیبت کو
ق ہے پس اس آدمی کی ملاقات کے غلبہ کی شدت سے ہوتی ہے اور اس کا کھانا فاقہ کے وقت اور
ضرورت کے وقت ہوتا ہے ہمیشہ اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہے اور اپنے حقیقی محبوب کی طرف اسکو رغبت
خدا کے بندوں کو نصیحت کرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے خلوت میں انس پکڑتا ہے اور خدا وند تعالیٰ کے
ں ان سے باندھتا ہے اور خدا کی رضا پر راضی ہوتا ہے اور اسکے حکم کو بجا لاتا ہے۔ اور ناجائز فعل پر نظر
دا کے سامنے شرم رکھتا ہے اور اپنی تمام کوشش اس میں صرف کرتا ہے کہ خدا کی دوستی حاصل ہو اور ہمیشہ
ہمیشہ ایسا سبب اور وسیلہ تلاش کرتا رہتا ہے جو اسکی بارگاہ تک پہنچائے اور اس میں رسائی دے اور گمنامی
قانع ہوتا ہے نہ طریق اختیار نہیں کرتا کہ لوگوں کی خوشامد اور تعریف کرے زیادہ نفلیں پڑھتا ہے اور
ے دل میں اپنے پروردگار کی الفت اور محبت کو بڑھاتا ہے تاکہ اسکی بارگاہ معلیٰ تک رسائی ہو اور اس کا نام

مبارک مہینہ میں بخشے گئے سوا باقی نہ رہجائے اور نہ ہی کوئی ایسا غم رہے جو فرحت کے ساتھ نہ بدلے نہ کوئی رنج ہو مگر اُس کو کھول دے اور نہ کوئی مبتلا مگر اُسکو عافیت دے اور نہ بدی والا مگر اس کو بدی سے ہٹا اور نہ کسی کا حق کھویا ہوا ہو اور وہ ظاہر ہو جائے اور نہ ہی کوئی ایسا گناہگار رہے جو تُو نہ بخشے ہر ایک مردہ کو اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور دنیا اور آخرت کی کوئی حاجت باقی نہ رہے جسے کہ پوری نہ ہو مگر یہ حاجت ایسی ہو کہ اس میں تیری خوشنودی ہو اور ہمارے واسطے نیکی اور جو چیز درست ہو گئی ہو اُسکے قضا کرنے پر آسانی سے مدد فرما تو تمام مخلوقوں سے اپنی رحمت کے ساتھ زیادہ مہربان ہے تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور والدین اور بھائیوں اور بہنوں اور اولاد اور قریبیوں اور دوستوں اور اُستادوں کو جن سے ہم نے کچھ پڑھا ہے اور جن کو پڑھایا ہے اور جن سے تعلیم پائی ہے اور جن میں علم داخل کیا ہے اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے تیری درگاہ میں دُعا کی درخواست کی ہے اور جن کے واسطے ہم نے آپ دعا مانگی ہے اور جو آدمی تیری راہ میں ہم کو دوست رکھتا ہے اور جسے ہم خود تیری راہ میں دوست رکھتے ہیں۔ اور ان میں جو زندہ ہے یا مر گیا ہے ان سب کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ بلاؤں کا دور کرنے والا تو ہی ہے اور دعاؤں کو بھی تو ہی قبول کرتا ہے۔ اور تو ہی دکھوں کے دُور کرنے والا ہے تو جن صفات سے موصوف ہے محمد صلعم اور اُس کی آل پر جو تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں درود بھیج اور قرآنی آیتوں سے جن کو اپنی کتاب میں تو نے مذکور فرمایا ہے ہم کو فائدہ پہنچا اور ہم میں جو عیب ہیں انکو قرآن کی تلاوت کی برکت سے پوشیدہ کر دے اور رمضان شریف کے روزوں کی برکت سے اور رات کے وقت میں قیام کی برکت سے اپنے نزدیک ہمارے درجے بلند کر دے اے پوشیدہ رازوں کے جاننے والے تو محمد صلعم اور اسکی آل پر درود بھیج۔ اور ہمارے گناہوں کو قرآن مجید کی برکت سے بخش دے اور اپنی طفیل ہماری بخششوں میں اور بھی زیادتی کو زیادہ فرما دے اور ہم میں سے جو بیمار ہیں انکو تندرستی دے اور مردوں پر رحم کر اور ہمارے دین اور دنیا میں جو وارد ہونے والے ہیں انکی اصلاح کر اور ہمارے گناہوں کا جسقدر بوجھ ہے اس کو ہلکا کر دے اور نیک لوگوں کی خصلت عطا کر جو نیک اور پاک ہیں اور ہمارے گناہوں اور ہماری لغزشوں کو بخشدے اور ہمارے دلوں اور سینوں کو کدورت سے صاف کر کے منور کر دے اور فکروں سے ہمارے دل صاف کر دے اور بار بار کے رنج ہمارے واسطے ادنیٰ سا کر تا کہ ہم کو تکلیف نہ دے اور بندوں کی بدی اور مکار آدمیوں کے مکر سے ہم کو بچائے رکھ اور جب تک زندہ ہیں اصحابوں کی دوستی پر قائم رہیں اور حشر کے میدان میں بھی ان کے ساتھ ہی ہم کو جمع کر اور تجھے اور اپنے دوسرے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخش اور دنیا اور آخرت میں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے نگاہ رکھ۔ اور تمام حمد خدا پاک کے واسطے ہی ہے جسکی حمدیں بے انتہا ہیں اور محمد صلعم اور اسکی آل اور اُس کے صحابوں اور اسکے پاک ازواجوں پر بے شمار درود ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ سلام ❊

آداب

مریدوں کے آداب

سالک خصوصاً طریق میں چلنے والے ہوتے ہیں اور گمراہ کرنیوالے نفس امارہ کی خواہشوں سے پاک ناپسندیدہ خصلتوں سے منزہ ہوتے ہیں یہ ابدالوں کے گروہ میں داخل ہیں۔ اور ان کے لوگوں میں شامل ہیں جو اہل ولایت اور واصلانِ حق ہیں انکے دل خدا کی ہدایت سے آراستہ ہوتے ہیں اس لحاظ سے کہ سننے والوں کو تکلیف اور زحمت لاحق نہ ہو کچھ مختصر حال بیان کیا جاتا ہے ❊

ارادت اور مرید اور مراد کا بیان

جس چیز کی عادت پڑ گئی ہو اسکے چھوڑ دینے کو ارادت کہتے ہیں اور تحقیقی معنے ارادت کے یہ ہیں کہ مصدوقی کے ساتھ خدا کی طلب میں اپنا دل لگائیں اور خدا کے سوا دوسری چیزوں کو ترک کر دیں۔ بس جب بندہ دنیا اور آخرت کی لذت کے خیالات دل سے مٹا دیتا ہے تو اس وقت اسکی ارادت خالص ہو جاتی ہے اور پہلے ہر ایک کام کا ارادہ ہوتا ہے اور

خدا کے عاشقوں کے گروہ میں لکھ لیں اور یہی اس آدمی کی مراد ہوتی ہے پس اسی وقت کو مراد کے نام سے پکارتے ہیں اور اس وقت میں سالک کا ظرف بقا الٰہی کی بوند
پر جوش ہو جاتا ہے اس کو اتار لیتے ہیں۔ اور اتار کر سبکدوش کر دیتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت اور مہربانی کے پانی سے اسکو نہلاتے
ہیں اور بالکل پاک صاف کیا جاتا ہے اور خدا کی ہمسائیگی میں اس کے لئے گھر تیار کرتے ہیں اور پھر طرح طرح کی واردات جلووں
سے اسکو سرفراز کرکے عزت بخشتے ہیں اور اسی کو خدا کی معرفت کہتے ہیں اسکو خدا سے ہی انس ہوتا ہے اور اسی سے ہی سکون
اور اطمینان ہوتی ہے اور جو کلام کرتا ہے وہ خدا کے حکم سے اسرار اور اسکی حکمت سے کرتا ہے اور جس لقب سے خداوند تعالیٰ
کے دوستوں کو پکارتے ہیں اس سے ملقب کیا جاتا ہے اور خدا کے خاصوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک ایسے
نام سے موسوم ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور خدا کے مقصودوں پر وارد ہو جاتا
ہے کیونکہ اس کام کے واسطے وہ مخصوص ہی کیا جاتا ہے مگر یہ اسرار ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی حضوری سے ہی ظاہر ہوتے ہیں
اس کے سوا ظاہر نہیں ہوتے پس جو کچھ سنتا ہے وہ خداوند تعالیٰ سے ہی سنتا ہے اور جو دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف ہی دیکھتا
ہے اور جب گویا ہوتا ہے تو خدا کے ساتھ ہی گویا ہوتا ہے اور اللہ سے ہی قوت پاتا ہے تاکہ اسکی عبادت میں زیادہ سے
زیادہ کوشش کرے اور جب آرام کرتا ہے تو اپنے پاک پروردگار کی طرف ہی آرام کرتا ہے اور جب سوتا ہے تو اس وقت
بھی اللہ کی یاد میں ہوتا ہے۔ اور ہر حال میں خدا تعالیٰ اسکی نگہبانی کرتا ہے پس اللہ جل شانہ کے امینوں اور اس کے
گواہوں میں سے ہوتا ہے اور خدا کی زمین کی میخ ہوتا ہے اور خدا کے بندوں اور اسکے شہروں اور اسکے دوستوں اور یاروں
کی نگہبانی کرتا ہے۔ خدا کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے میرا مومن بندہ نفلوں کے سبب سے ہمیشہ میرے
نزدیک ہوتا ہے اور میں اسکو اپنی دوستی سے سرفراز کرتا ہوں اور جس کو میں اپنا دوست مانتا ہوں تو میں اسکے کانوں اور
زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور دل میں سب جگہ اپنا جلوہ ڈالتا ہوں اس لئے وہ خود دیکھتا ہے مجھ سے ہی دیکھتا ہے اور جو سنتا
ہے وہ بھی مجھ سے ہی سنتا ہے اور مجھ سے ہی گویا ہوتا ہے اور مجھ سے ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور میری طاعت میں چلتا ہے۔
الغرض اس بندہ کی عقل بزرگ عقل ہوتی ہے اور اس کی ہوس اور ہوا کی حرکتیں آرام پکڑ لیتی ہیں کیونکہ خدا کی رحمت نے اپنی
آغوش میں اس کو لیا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس کا دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے اور بے انتہا فضلوں کی جائے۔ مراد پس اسی
کا نام مراد ہے۔ اے بندے اگر تو اس کو پہچاننا اور سمجھنا چاہتا ہے تو پہچان لے اور اس کے واسطے مذکورہ بالا باتوں پر عمل
کر اور ایک بزرگ یہ کہتے ہیں کہ مرید اور مراد دو مختلف امر نہیں۔ دونوں ایک ہی ہیں کیونکہ اگر خدا کی مراد یہ نہ ہوتی کہ مرید
خدا کا خواستگار ہو تو کوئی مرید نہ ہوتا پس خدا ہی چاہتا ہے تو مرید مراد کا ارادہ کرتا ہے اس کی خواہش کے سوا کسی کا ہونا ناممکن
ہے۔ اور جب اللہ چاہتا ہے تو اپنے بندہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنی طلب کی توفیق عطا فرماتا ہے اور بعض لوگوں نے
یہ کہا ہے۔ مرید تو مبتدی ہے اور جو مراد ہے وہ منتہی ہے۔ اور جو مرید ہوتا ہے وہ کوشش کرنے والا ہوتا ہے۔ اور
رنج اور مشقت کی بلا کو برداشت کرنے والا اور مراد وہ شخص ہے جو منزل مقصود پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اور رنج اور مشقت
کی بلا سے سبکدوش۔ اور مرید رنج دیا گیا ہے اور مراد سے نرمی کی گئی ہے۔ اور جو لوگ حق کا ارادہ کرنے والے اور اس کی
راہ میں چلنے والے گذرے ہیں ان پر خدا کی توفیق سے مجاہدہ کا دروازہ کھل چکا ہے اور جب اس مجاہدہ کی دہلیز پر جاتے
ہیں اور اس میں قدم رکھتے ہیں تو اس کے بعد بارگاہ کبریائی میں ان کو باریابی ہوتی ہے اور جب اس بارگاہ میں داخل
کرتے ہیں۔ تو محبت کے بوجھ سے انکی گردنیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور نوافل کی کثرت نہیں رہتی وہ بھی چھوٹ جاتی ہے اور
شہوتیں بھی دور ہو جاتی ہیں اور پھر ان کا اس کے سوا اور کوئی کام نہیں رہتا کہ باقی عبادتوں پر فرض اور سنت کو مقدم
کریں اور لوگوں کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اللہ کی حدوں اور اس کے مقام کو نگاہ رکھیں اور خدا کے سوا اور جو
کچھ ہے اس سے اپنے دل کو خالی کر دیں۔ پس یہ لوگ ظاہر میں تو خدا کی مخلوق میں ملے ہوتے ہیں اور
باطن میں خدا کے ساتھ۔ ان لوگوں کی زبانیں خدا کے حکم سے ہی گویا ہوتی ہیں۔ اور ان کے دلوں میں خدا کا نور و سرور

کے جلال اور اسکی عظمت پر پڑتی ہے تو اس وقت وہ بندہ اس کے طور پر اپنے نفس ہی کو پیش کر سکتا ہے اور ہستی کے سب ایسی ان باتوں سے خالی رہ جاتا ہے نفس اور صفات اور بازگشت اور قوت اور حرکت اور ارادہ اور دنیا اور آخرت کی آرزو۔ اور ایسے ملو بیت کی مانند ہو جاتا ہے جو صاف پانی سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس میں خدا کی توحید اور دوسری شریف جلوہ ڈالی ہیں اور ان کا ظہور تجلیات الٰہی سے ہی ہوتا ہے اس کے سوا اور کوئی ان کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس یہ آدمی تمام لذتوں سے خالی ہوتا ہے۔ اور اپنے مالک اور اسکے حکم کے واسطے ہمیشہ آمادہ اور تیار رہتا ہے۔ اور وہ تنہا بیٹھ سکتا ہے کیونکہ تنہائی خاص خدا کی ذات کے واسطے ہی موزوں اور زیبا ہے۔ یہ شخص بچے کی مانند ہوتا ہے کہ جب تک اس کو کھلایا نہ جائے کوئی چیز نہیں کھاتا۔ اور جب تک اسکو پہنایا نہ جائے کچھ پہنتا نہیں وہ خودی سے الگ ہوتا ہے اور خدا کی سپردگی میں ہی رہتا ہے جیسا کہ خداوند تعالے ارشاد فرماتا ہے (اصحاب کہف کو ہم دائیں اور بائیں کروٹیں پھیراتے ہیں) یہ شخص جسم کے اعتبار سے تو مخلوق میں موجود ہوتا ہے اور کاموں اور شغلوں اور اسراروں اور اپنے ظاہر اور باطن میں اور عادتوں میں عادات سے الگ ہوتا ہے پس اس حال میں اس شخص کا نام صوفی ہے کیونکہ مخلوق کی کدورت سے وہ صاف ہوتا ہے اور اگر چاہو تو اسکو خدا کے ابدالوں میں سے پکارو اور اگر چاہو تو عارف باللہ کہو اور اگر چاہو تو عارف بنفس خود ہو۔ اور پروردگار مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور اپنے دوستوں کو ہوا اور ہوس کی تاریکی سے نکالتا ہے اور نفس اور طبیعتوں کی گمراہی کو دور کرتا ہے اور اپنے ذکر اور معرفت اور علم اور اسرار اور قرب کے نور کی طرف ملاتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے اسرار کی معرفت کے بعد خاص ذات الٰہی کے نور پر پہنچ جاتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کا نور بھی خدا کی ذات ہی ہے۔ اور جس طرح نور عبد سے ظاہر اور منور ہوتا ہے اسی طرح خدا کی ذات کا نور اس پر ظاہر ہوتا ہے اور مومن آدمی کے دل میں خدا کے نور کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ طاقچہ کی مثال ہے۔ پس جو آدمی ایمان لاتے ہیں خداوند تعالے نے ذمہ لیا ہے کہ انکو گمراہی اور تاریکی سے نکالے اور نور ہدایت پر پہنچائے اور اللہ تعالے نے ان لوگوں کو اپنے بندوں کے راز سے آگاہ کیا ہے اور دلوں کی نیتوں پر واقفیت بخشی ہے اور دلوں کا ان کو نگہبان بنایا ہے۔ اور جو پوشیدہ بھید ہیں۔ ان کا امین مقرر کیا ہے اور چاہے یہ لوگ خلوت میں ہوں اور چاہے جلوت میں۔ ان کو دشمنوں سے نگاہ رکھا ہے۔ اگر شیطان انکو گمراہ کرنا چاہے تو وہ انہیں گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی نفس کو کبھی ہوا ان پر قابو اور غلبہ پاتی ہے کہ انکو گمراہی کیطرف لیجائے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے (اے شیطان اگر تو میرے خاص بندوں پر غلبہ پانا چاہے تو تم کو اس پر غلبہ حاصل نہیں ہوگا نہ ہی اس آدمی کا نفس سرکش ہوتا ہے اور نہ ہی شہوت اس پر غالب پاتی ہے۔ اور لذتوں کی طرف رغبت نہیں دلاتی جس سے وہ اہل الباطلوں میں جا پڑیں اور اہل سنت اور جماعت کے گروہ سے خارج ہو جائیں۔ خداوند تعالے فرماتا ہے (ہم اسکو بدی اور فحش سے باز رکھتے ہیں) اور وہ ہمارے مخلص بندوں کی مانند ہوتا ہے۔ پس اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کو اسی حفاظت اور نگہبانی میں لے لیا ہے اور اپنے جلال کے وعدے سے ان کے نفس کے غرور کو اور انکی سرکشی کو ان سے نکال دیا ہے اور ایسے مراتب سے ان کو سرفرازی بخشی ہے اور انکو توفیق دی ہے کہ عہد کا وفا کریں اور انکی خصلت میں اس بات کو داخل کر دیا ہے کہ وہ سچائی کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کریں اور مخلوق سے الفت کا رشتہ قطع کر دیں اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں۔ پس ان لوگوں نے فرائض کو ادا کیا ہے۔ اور خدا کی حدوں کو نگاہ رکھا ہے اور اسکے حکموں کو بجا لاتے ہیں۔ اور اپنے مرتبوں کو لازم پکڑ لیا ہے اور ہمیشہ خدا کی راہ میں ہی معروف اور مشغول رہتے ہیں اور صفائی اور پاکی کو اختیار کر رکھا ہے اور مؤدب ہیں اور ایسے عیال پر نفقہ فراخ کرتے ہیں اور پاک طیب رہتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اگر ان کو جہاد کرنا پڑے تو شجاعت اور مردانگی سے کام کرتے ہیں۔ اور انکی داد دیتے ہیں۔ ان لوگوں پر خدا کی دوستی اور ولایت ختم ہو گئی ہے اور جو لوگ خدا پر ایمان لاتے ہیں اللہ تعالے ان کا دوست ہے جیسا کہ فرمایا ہے خدا تعالے نیکوکاروں کا والی ہے اور بارگاہ شہنشاہی میں ان کا

سے اپنے دل کو صاف کرے اور خود سب سے زیادہ نیک بین اس کا پیرو ہو اور خدا کے حقوق کو ادا کرے اور اس کے دل کو لوگوں کی صحبت میں چین اور آرام نہ آئے۔ خلوتخانہ میں حاضر ہو کر خدا کی بارگاہ کی دہلیز پر بیٹھے اور وہاں لو لگا کر آرام پکڑ لے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلق ہو۔ اور متصوف اور صوفی کے درمیان فرق یہ ہے کہ متصوف ابھی مبتدی ہوتا ہے اور صوفی منتہی ہوتا ہے متصوف کا وصل اپنے محبوب سے یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے راستہ میں سفر کے آغاز میں ہے اور صوفی آدمی اس راستہ کی مشقت اور محنت کو تحصیل چکتا ہے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اور اپنے محبوب کے وصل سے شاد کام پس متصوف آدمی نے تو ابھی بوجھ کو اٹھایا ہوا ہوتا ہے اور صوفی اس بوجھ سے سبکدوش ہو تا ہے اور جب بوجھ اوپر سے اتر جاتا ہے۔ اور اس کا نفس خدا کی محبت کی آگ میں جل جاتا ہے اور ہوا اور ہوس اس سے باقی رہتی ہے نہ اسکو کوئی خواہش لاحق رہتی ہے اور نہ امید سے پاک ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کا نام صوفی رکھا جاتا ہے نہ صرف خداوند تعالےٰ کے بوجھ کو ہی اٹھاتا ہے اور تقدیر الہیٰ کے اس بار کو جو اسکی پشت پر ٹکا دیا جاتا ہے اور خداوند تعالےٰ جسقدر چاہتا ہے اس قدر سکھ دیتا ہے کوئی دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور اللہ تعالےٰ صوفی کو اپنے علموں اور حکمتوں کے چشموں سے جن کو اس نے ترتیب دے رکھا ہے دھو دھا کر صاف اور پاک کر دیتا ہے اور اس اور رستگاری کے مقام میں اسکو جگہ ملتی ہے اور ولیوں اور ابدالوں کی مانند پناہ ہوتا ہے اور اسکی بارگست اور اسکے مرجع کا مقام اور ان کے واسطے راحت اور خوشی اور دم لینے کی جگہ اور وہ اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اسے پروردگار کی بارگاہ کے فاتح میں آفتاب کی مانند چمکتا ہوا اور صوفی سمجھا جاتا ہے اور جو مرید متصوف ہوتا ہے وہ اپنے نفس اور شیطان کو فریب دیتا ہے اور ہوا اور ہوس سے دور رہتا ہے اور لوگوں کے فریب میں بھی نہیں آتا۔ بلکہ ان کو فریب دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کے واسطے اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہتا ہے اور اس میں کوشش کرتا ہے کہ شش جہت اور ان کے سوا باقی سب چیزوں کو ترک کرے اور اس سے پرہیز کرتا ہے کہ ان سے موافقت رکھے اور ان کو قبول کرے اور دل کی خواہش کے موافق ان میں مشغول ہو شیطان سے مخالفت رکھتا ہے اور دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے خویشوں اور قربیوں اور تمام لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور آخرت کی طلب میں مصروف ہوتا ہے اور اسکے بعد اپنے نفس کو ریاضت اور مجاہدہ میں ڈال دیتا ہے اور خدا کے حکم کے مطابق آخرت کی خواہش کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اس حصہ کی بھی کوئی پرواہ نہیں کھتا جو خدا نے اپنے دوستوں کے لئے انکی رغبت کرنے کے سبب سے جنت میں مقرر کیا ہے پس دونوں جہان سے الگ ہو کر اصل کھل سے بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اپنے خدا کے واسطے ہی بالکل مخصوص کر دیتا ہے اور اس حالت میں تمام علائق اور اسباب اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اہل اور اولاد اور اپنے قریبی بھی چھوڑ دئیے جاتے ہیں اور ان سے جدا ہو جاتا ہے اور تمام جہات کی خواہشیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں اور ان پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور شش جہت کے تمام دروازے ان کی آنکھوں پر کھول دیتے ہیں اور وہ خدا کی قضا پر جو جہان اور جہان کے لوگوں کا پالنے والا ہے راضی ہو جاتا ہے اور اس حال میں وہ جو فعل کرتا ہے اور ان لوگوں کے فعل کی مانند ہوتا ہے جو گذشتہ اور آئندہ حال کے عالم ہوتے ہیں اور پوشیدہ بھیدوں سے واقف اور اس چیز سے آگاہ ہو جاتا ہے جو اعضاؤں کو حرکت دیتی ہے اور دلوں اور ان کے مقصدوں میں پوشیدہ ہوتی ہے اور اس پر ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اس کو باب القرب کہتے ہیں۔ اور پھر انس اور الفت کی خلوتگاہ میں اس کی گذر ہوتی ہے۔ اور توحید کی کرسی پر بیٹھ کر جلوہ ڈالتا ہے اور محبوب حقیقی کی جو بارگاہ عالی ہے اسکی طرف سے پردے اسکی نظروں کے آگے سے اٹھا دئے جاتے ہیں اور خدا کی یگانگی کی سرائیں نازل ہوتا ہے اور عظمت اور جلال کو پہلے اس کے سامنے سے ایک طرف پر کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اسکو ایسی عظمت اور جلال کا جلوہ دکھایا جاتا ہے اور جب کبریائی شان کے اس شیدا کی نظر خداوند تعالیٰ

کو ترک کر دے اور اگر اس کے دل میں دنیا کی کوئی چیز باقی بھی رہ جائیگی تو اللہ تعالیٰ اس پر احسان کریگا اور اسکو ترک کرا دیگا اور وہ اپنے دل کو
مردہ پائیگا اور پارسا آدمی ہو جائیگا۔ اور اس سے خدا کے سوا اور کسی طرف توجہ نہیں کریگا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ اس پر خدا نے کونسا احسان کیا
ہے جسکی نسبت وعدہ کیا گیا ہے تو اسکے جواب میں اسکو یہ کہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو ایک رتبہ عطا کیا ہے اور اس کے اوپر اسکی استادگی
اور تمام بخشتا ہے اور پھر اس کی ہمت کے ذمہ ایک شرط لگا دی اور ہدایت کی کہ وہ اسکو پورا کرے اور جب وہ اس شرط کو پورا کرتا ہے۔
اور اس کے سوا دوسرے کسی کام میں مصروف نہیں ہوتا اور اسکی پوری پوری نگاہبانی کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف میں اپنے
نفس کو جوش وغیرہ نہیں کرنے دیتا اور ملک جبروت کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس پر قائم اور ثابت رہتا ہے اور اپنے نفس پر جبر
کرتا ہے اور اس جبروتی روز افزوں سے اس کو زیر کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ خوار اور پست ہو جاتا ہے اور جب یہ شہنشاہ جو
اسکے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو شہنشاہی ہیبت سے اس کے نفس کے غدود پگھل جاتے ہیں۔ اور یہی شہوتوں کا
اصل ہیں اور اس وقت میں اسکو دوسرا رتبہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے بعد اسکو ملک جلال کی طرف لیجاتے ہیں اور وہاں ادب
سکھایا جاتا ہے اور اسکے بعد جمال کیطرف لیجاتے ہیں اور وہاں پاک کرتے ہیں اور پھر ملک عظمت میں حاضر کیا جاتا ہے اور وہاں وضو
دھلا کر پاک اور صاف کرتے ہیں اور پھر روشنی کے ملک کی طرف لیجاتے ہیں اور وہاں اس کی خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد
خوشی کے ملک کی طرف لیجاتے ہیں اور وہاں لیجا کر فارغ البال کرتے ہیں اور اسکے بعد ملک ہیبت کی طرف لیجاتے ہیں اور اس جگہ ہیبت
دی جاتی ہے پھر رحمت کے ملک میں لیجاتے ہیں اور وہاں اس کو تازگی اور خوشی بخشی جاتی ہے اور دلاوری عطا کی جاتی ہے اور اس
کے بعد وحدانیت کے ملک میں پہنچاتے ہیں اور وہاں خوش پاک کرتے ہیں۔ اور پھر خدا کہلاتے ہیں اور اپنی مہربانی کا سکہ اس پر
ڈالتے ہیں اور جمعیت عطا کرتے ہیں۔ اور نگاہبانی کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی دوستی اسکو قوت دیتی ہے اور شوق اسکو رونق
کرتا ہے اور جو کشف کرتا ہے وہ اسکو خدا تعالیٰ کے پاس پہنچا دیتی ہے اور اسکو عزیز کر لیتی ہے اور اس سے قرب کا مناسب درجہ
حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکو ادب سکھلایا ہے اس سے آپ کلام کرتا ہے۔ اپنے احسان سے اس کے حوصلہ کو
فراخ کیا جاتا ہے اور پھر اسکو قبض دی جاتی ہے اور جس جگہ وہ ٹھہرتا اور رہتا ہے ہر حال اور ہر مکان میں پروردگار اس کے پاس
ہوتا ہے پس یہ شخص اپنے خدا کے قبضہ میں ہوتا ہے اور اسکے امینوں میں سے ایک امین ہے اور اسکے اسرار سے واقف اور جو
خبر خدا کے پاس سے اسکو پہنچتی ہے وہ اسکو خلق اللہ کے پاس پہنچاتا ہے اور جب اس مقام میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی
تمام صفتیں برطرف ہو جاتی ہیں اور نہ ہی کچھ اسکو رہتی ہے۔ اور نہ ہی حس۔ اور عقل اور دلوں کی انتہا اور اولیاؤں کے حالات کی
نہایت یہی ہے اور جس کا ان کو اپنے پروردگار کی طرف وعدہ دیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ اور جو چیز اس کے سوا ہے وہ پیغمبروں کیواسطے
ہی مخصوص ہے اور جو ولی کا درجہ ہوتا ہے وہ پیغمبروں کے درجہ کی ابتدا ہوتی ہے ان سب پر خدا کا درود اور اسکی رحمت نازل ہو اور
نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے کہ نبوت وہ کلام ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہو اور وحی ہے جسے جبرئیل علیہ السلام کا تشریف
لاتا اور اس کو روح اللہ بھی کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعہ جو امین تھا اپنے کلام کو تمام فرمایا ہے اور اس کلام
کا قبول کرنا اور اس کا ماننا لازم ہے اگر کوئی اسکی قبولیت سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ انکار کرنیوالا خدا کے کلام کا
منکر ہوتا ہے اور ولایت یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کسی کے دل میں کوئی بات بطور الہام کے ڈالی جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے
ولیوں کے حق میں الہام کا ذمہ لیتا ہے اور اسکے ساتھ ایک آرام ہوتا ہے اور پھر وہ حدیث معہ آرام کے محبوب کے دل میں
جا کر پکڑتا ہے اور اس کا دل اسکو قبول کرتا ہے اور ٹھنڈک پاتا ہے پس جو خاص کلام ہوتا ہے وہ تو پیغمبروں کے واسطے
ہی مخصوص ہے اور حدیث ولی آدمیوں کے واسطے ہے اور جو آدمی کلام کا منکر ہوتا ہے وہ کافر ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا کے کلام اور
وحی کا منکر ہوتا ہے اور جو آدمی صرف حدیث کو نہیں مانے وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ نادانی کے عالم میں ہوتا ہے اور نہ ماننے کے
سبب سے اس پر وبال ہوتا ہے اور حیرانی میں گرفتار رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کے اس الہام کا لحاظ نہیں کرتا جس کو خدا نے
اپنے ولی کے دل میں اپنی محبت کے سبب سے داخل کر دیا ہے اور داخل کرکے اس کے دل تک پہنچاتا ہے اور حدیث شبیہ

مرشد ملقب کیا ہے اور قربت کی خلعت سے ان لوگوں کو سرفرازی بخشی گئی ہے اور اسکی حضوری میں باریاب ہوئے ہیں اور ان کے
دل خدا کے اسراروں کے رازدار ہیں بصرف خدا کی ذات کی طرف ہی رجوع رکھتے ہیں اور اس کے سوا دوسری چیزوں سے انہوں
نے اپنا منہ پھیر لیا ہے یہاں تک کہ اپنے نفس سے بھی منحرف ہیں اور سب کے خالق اور مولا ہی سے اپنے دل کو لگا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
ان لوگوں کو اپنے قبضہ اختیار میں رکھتا ہے اور ان کو مقصد کیا ہے مگر ان کی اچھی ہی عقلوں کی نظروں سے ان کو قید میں
ڈالا ہے اور خداوند تعالیٰ نے ان کو اپنا امین بنایا ہے اور یہ لوگ خدا کے قبضہ میں ہیں اور اس کے مضبوط قلعہ کی حراست
میں رہتے ہیں اور اسی قربت کی خوشبو سے ان کے دماغوں کو معطر کیا ہے روحیا اور رحمت کے میدان میں یہ لوگ سیر کرتے پھرتے
ہیں۔ اور اسی حال میں اپنی زندگانی بسر کرتے ہیں۔ اور خدا کے سوا کسی غیر کی طرف مشغول نہیں ہوتے مگر اس عمل کی طرف
رجوع رکھتے ہیں جسکے کرنے کے واسطے حکم دیا جاتا ہے اور جب جسمانی عملوں کا وقت آتا ہے تو اس وقت اپنے دلوں کو معدوم
کر دیتے ہیں اور خدا کی نگاہبانی میں آمادہ ہو کر جسمانی اعمال کو بجا لاتے ہیں۔ اور دلوں کو اس واسطے معدوم کرتے ہیں کہ
شیطان شیطونگڑے اور نفس اور ہوا اور ہوس انہیں ضرر نہ پہنچائیں اس سلئے ان لوگوں کے نفس ان باتوں سے پاک
اور سلامت ہوتے ہیں شیطانوں کا غلبہ۔ نفس کی بدی۔ نفاق۔ غرور۔ اجر کا طلب کرنا شرک۔ گناہ ہو کی طرف
بازگشت کرنی۔ بلکہ ان عملوں میں جو ناگوار ہوتے ہیں خدا کی توفیق ان کے حال کو شامل رہتی ہے جسسے بچے رہتے ہیں۔
اور اپنے کسبوں میں بھی خداوند تعالیٰ کی توفیق کو برابر دیکھتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے سبب سے ہدایت کے راستہ سے
منہ نہیں پھیرتے اور جب احکام کو بجا لاتے ہیں اور عملوں سے فراغت پا لیتے ہیں تو اسکے بعد اپنے مرتبہ کی طرف انکو پھر واپس
بلالیا جاتا ہے جسکو انہوں نے پہلے اختیار کیا ہوا تھا اور اپنے دلوں میں اس مرتبہ کو وہ نگاہ بھی رکھتے تھے اور کبھی اس
حالت سے بھی دوسری حالت میں انکو منتقل کر لیا جاتا ہے اور جب یہ لوگ خدا تعالیٰ کے امینوں کا درجہ حاصل کرتے ہیں
تو اس وقت ان کو انس کے خطاب سے پکارا جاتا ہے اور خطاب کر کے کہا جاتا ہے کہ آج تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور
امین بن گیا ہے اور جب ان کو یہ رتبہ عطا ہو جاتا ہے تو اسکے بعد یہ لوگ کم کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ وہ ان لوگوں
کی مانند ہو جاتے ہیں جو کام میں خود مختار ہوتے ہیں اور ان کا کام ان کے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں
ہونے ہیں جہاں جاتے ہیں وہیں خدا کے قبضہ میں ہوتے ہیں اور جو کام کرتے ہیں وہ بھی خدا کی طرف سے ہی کرتے ہیں اسی طرح سے کچھ
جبرائیل کی زبانی خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرضوں کے ادا کرنے کے سبب جسقدر بندہ میرے نزدیک
ہوتا ہے اتنا اور کسی وقت میں نہیں ہوتا اور جب بندہ نوافل ادا کرنے کے سبب مراتب حاصل کرتا ہے اور اس بات کی
خواہش کرتا ہے کہ میں اسکو دوست بناؤں اور میں اسکو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو پھر میں اسکے کان اور اسکی آنکھیں اور زبان
اور ہاتھوں اور پاؤں پر ہو جاتا ہوں اور اس کے دل میں داخل ہو جاتا ہوں اور پھر وہ میرے ہی حکم سے سنتا ہے اور میری
ہی بابت سے دیکھتا ہے۔ تو مجھ سے گویا ہوتا ہے اور مجھ سے ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور مجھ سے ہی وہ طاقت پکڑتا ہے اس
حدیث کو اکثر جگہ مفصل کیا گیا ہے مگر اس جگہ پر اسکو مجمل سمجھنا چاہیئے۔ پس جو اس قسم کا بندہ ہو جاتا ہے اسکا دل اپنے پروردگار کی
محبت سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اسکے علم اور نور اور اسکی معرفت سے روشن اور معمور اور خدا کی ذات کے سوا کسی غیر کی گنجائش
اس کے دل میں نہیں ہو سکتی خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ میں ایسے بندے کو دیکھوں جو اپنے
تمام دل سے اللہ کی محبت رکھتا ہے تو وہ سالم کو دیکھے جو ابی حذیفہ کا بندہ ہے وہ ظاہر میں بھی خدا کے کام میں ہی چلتا پھرتا ہے
اور اس کا باطن بھی خدا کے نور سے ہی پُر ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی۔ کہ
الٰہا اے میرے مالک میں تجھ کو کس جگہ تلاش کروں۔ ارشاد ہوا کہ وہ کونسا گھر ہے جس میں میں سما سکتا ہوں اور وہ کونسا مکان ہے۔ کہ
جسمیں میرے جلال کی سمائی ہو سکتی ہے۔ اگر تم معلوم کرنا چاہتے ہو کہ میں کس جگہ ہوں تو مجھ کو اس پارسا کے دل میں دیکھو جس
نے دنیا اور مافیہا کو ترک کر دیا ہے اور ہر ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنی کوشش اور ہمت سے خدا کے سوا دوسری تمام چیزوں

میں ہے ۔ اور ان کا سے حاصل ہوتا ہے اور جب کرامت کے طلب کرنے کے واسطے مجبور کیا جاتا ہے تو بلاس کو کسطرح صبر پہنچا سکتی
ہے نفس پہنچا سکتی اور اسکی یہ طلب اسکے لیے اور پروردگار کے درمیان میں ہی ہوتی ہے ۔ عام لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے
اور نہ ہی وہ کسی کو آگاہ کرتا ہے مگر جب علمہ کا ظہور ہوتا ہے تو اس وقت ظاہر ہو جاتی ہے ۔ اور ولایت کی شرط میں یہ داخل ہے کہ
کرامت کو چھپایا جائے اور نبوت اور رسالت میں یہ شرط ہے کہ جو معجزات ہوں انکو ظاہر کیا جائے تاکہ نبوت اور ولایت کے
درمیان میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہو جائے اور مبتدی کو اسکی پابندی کرنی لازم ہے کہ تقصیرات اور کوتاہی کی جگہوں میں
نہ ٹھیرے اور جو لوگ جھوٹے اور قصور کرنے والے ہوں اسکے ساتھ میل جول نہ کرے ان سے بچا رہے یہ لوگ کمتکو کے فرزند
ہی ہوتے ہیں ۔ یہ اعمال اور کوشش اور اسلام اور ایمان کا صرف دعوے کرنے والے ہی ہوتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ انکے حق میں
فرماتا ہے (اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو بات تم آپ نہیں کرتے وہ دوسروں کو کس واسطے کہتے ہو خدا کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے
کہ جو بات آپ نہ کرو وہ اوروں کو کہو) او ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے (لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں
کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر تم نہیں سمجھتے) اور مبتدی کو اپنے خرچ میں تنگی کرنی نہیں چاہیئے اور اس بات میں بخیلی
نہ کرے جو آسانی کے ساتھ اس کے ہاتھ آتی ہو اور اگر کوئی چیز موجود ہو تو اس ڈر کا مارا کہ پھر ایسی نہیں ملیگی ۔ اس میں ہی صرف
کرنے یا افطار کرنے میں دریغ نہ کرے اور نفس کو اس کا نقص دلائے کہ گذشتہ زمانہ میں جتنے ولی ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے
انکو بخیل نہیں پیدا کیا جو چیزیں کو آسانی سے ملی ہے اس کے خرچ کرنے میں کسی نے بخیلی نہیں کی اور ہمیشہ ان باتوں میں
صابر رہے ہمیشہ کی خواری ۔ محرومی ہمیشہ کی بھوک ۔ گمنامی ۔ لوگوں کی مذمت میں راضی ہو اور اپنے کھانوں اور مجلسوں
اور اپنے قرضوں کو عطا کرے اور بخشش سے پیش آئے اور جو مشائخ اور عالم لوگ ہوں ان کی مجلسوں میں حاضر ہو ۔ اور
اس میں اوروں پر پیش دستی کرے اور جب مجلس میں جائے تو وہ خود تو بھوکا رہے اور باقی تمام جماعت کے لوگ سیر ہو کر کھائیں
اور باقی سب لوگ تو باعزت ہوں اور اسکو خواری نصیب ہو اور وہ خود بھی کوشش کرے کہ دوسرے آدمیوں کو عزت دے اور
آپ اپنے نفس کو واسطے ذلت اور خواری اختیار کرے اور اسکو پسند بھی فرمائے ۔ کیونکہ ایسا کرنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے
اور اگر کوئی آدمی ان باتوں پر راضی نہیں ہوگا اور ان باتوں کے برداشت کرنے پر اپنے نفس کو مضبوط اور ثابت قدم نہیں
بنائیگا ۔ تو وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچیگا اور نہ ہی اس سے کوئی کام نکلیگا پس اگر کوئی پوری رستگاری چاہتا ہے اور منزل مقصود
پر پہنچنے کا خواستگار ہے تو وہ ان تمام باتوں کو جو مذکور ہوئی ہیں اختیار کرے خدا تعالیٰ کی جناب میں گذشتہ گناہوں
کی آمرزش کا طالب اور اس کا منتظر ہی رہے اور زمانہ کی گردش اور خدا کی طاعت اور عبادت کی جس سے اسکو محبت
ہے سچی نگاہبانی کرے اور اپنی طاقت اور عبادت کو خدا کے سپرد کر دے ۔ اور اپنی حرکات اور سکنات میں خدا کی رضامندی
چاہے اور شیخوں اور ولیوں اور ابدالوں کی دوستی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا طلبگار ہو کیونکہ ان باتوں سے ہی ان
لوگوں کے گروہ میں داخل ہوگا جو ذوی العقول اور ذوی الالباب ہیں انکو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے اور اسی آنکھوں
کے ذریعہ غیب سے واقف کیا ہے انکے دل اور انکی نیتیں صاف ہیں پس مرید کی صفت یہ ہے جو بیان کی گئی ہے ۔ اور
جن باتوں سے پاک ہونے کے واسطے کہا گیا ہے جب تک ان سے پاک اور صاف نہیں ہوگا وہ اس لائق نہیں ہوگا
کہ اس کا نام مرید رکھا جائے ❖

شیخ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے وقت مرید کے آداب

مرید کے واسطے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ظاہر میں کبھی پیر صاحب کی مخالفت نہ کرے اور باطن سے بھی اس پر کوئی اعتراض
نہ کرے جو آدمی بظاہر ادب کو ترک کرتا ہے وہ گناہ کرتا ہے اور جو باطن میں پیر صاحب پر اعتراض کرتا ہے وہ اس کی روش
کا خواہاں ہے بلکہ مرید کو اپنے پیر کے واسطے اپنے نفس سے دشمنی کرنی چاہیئے اور پیر صاحب کے مقابلہ میں ہمیشہ اپنے نفس کو رد
اور توبیخ کرتا رہے اور ظاہر اور باطن دونوں طرح سے پیر کی مخالفت چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے اس کلام کا زیادہ ورد کیا کرے

کے وقت خدا کے علم سے ظاہر ہوتی ہے اور ولی کے دل میں راز کی بات جا ٹھیرتی ہے اور یہ حدیث جو بندہ کے دل میں جا کر
جگہ پکڑ لیتی ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ اپنے بندہ کے ساتھ خدا کی بڑی محبت ہوتی ہے اسی واسطے ہی دل میں جا گڑتی ہے۔
پس اس سے ظاہر ہے کہ بندہ کے دل میں حدیث کے مضمون کا جو نزول ہوتا ہے تو وہ خدا کی مدد سے ہی ہوتا ہے اور اسی کی
مدد سے قبول کرتا ہے اور آرام اور ٹھنڈک پاتا ہے +

مبتدی آدمی کا کام

مبتدی کو کیا کرنا چاہئے؟ ادنا یہ ہے پیر کا ادب کیونکر کرے اور جب شیخ صاحب اپنے مرید کو ادب سکھلائیں تو وہ کس طرح سکھلائیں
مرید کا اعتقاد اول ہی اول اس پر مضبوط کریں کہ گذشتہ بزرگان دین کو کار جو اہل سنت گذرے ہیں انکے طریق پر چلے اور نبیوں
اور رسولوں اور اصحابہ اور تابعین اور ولیوں اور صدیقوں کا عقیدہ اور طریق اختیار کرے اور کتاب میں اس کا مذکور ہو چکا
ہے قرآن شریف اور حدیث کے ساتھ تمسک کرے اور ان کے موافق جو اوامر اور نواہی اور اصول ہیں ان پر عمل کرے اور
ان دونوں یعنی قرآن اور حدیث کو اپنے بازو کی جوڑ قرار دے کیونکہ اس راستہ میں ان دونوں کے ذریعہ سے پرواز کریگا
یہ دونوں طریق انسان کو مقصود یعنی پروردگار تک پہنچانے والے ہیں۔ اور اس کے بعد صدق اور پھر کوشش اختیار کرے
اور یہاں تک اس میں ثابت قدم رہے کہ ہدایت کرنے والے اور دلیل پر رسائی ہو جائے اور بلا سکو کھینچ کر خدا کے راستہ پر پہنچا کر
کھڑا کر دیں اور اس کے بعد مرید کو مونس تلاش کرنی ملتفت کیجائے تاکہ وہ اس کا ان موقعوں پر مددگار ہو۔ ماندگی یعنی تاریکی
شہوت کا غلبہ لذت۔ ذمیمہ صفات نفس کی۔ گمراہ کرنے والی خواہشیں۔ اور بری طرح حق کے راستہ سے روکنے
والی اور باز رکھنے والی ہوا اور اس مونس سے اس کا دل الفت اور راحت اختیار کرے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو
لوگ ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم ان کو اسی راہ دکھاتے ہیں اور ایک حکیم کہتے ہیں جس نے طلب کیا اور
کوشش کی اس نے پالیا۔ پس اعتقاد کے سبب سے تو انسان کو حقیقت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور کوشش کرنے سے حقیقت
میں چلنے کے راستے دریافت ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا عہد اور پیمان خالص اور مضبوط کرے اور وہ اس طرح
ہوتا ہے کہ جو اس نے عہد کیا ہے اس کے خلاف دوسرے راستہ میں ایک قدم بھی نہ رکھے۔ اور اپنے منزل مقصود میں پہنچنے
تک اپنے ارادہ سے رکے اور اس سے باز نہ رہے اور ملامت کرنے والے لوگوں کی ملامت سے ہمت نہ ہارے اپنی ہمت کو
مضبوط رکھے۔ جو لوگ قول کے سچے ہوتے ہیں وہ اپنے قول سے نہیں پھرتے اور اگر کچھ کرامت حاصل ہو تو اس پر ہی قناعت
نہ کر بیٹھے گو یہ کرامت کوشش کے عوض میں بارگاہ صمدیت سے عطا ہوتی ہے مگر اس پر ہی قناعت کرنی اس کے اور خداوند تعالیٰ
کے درمیان ایک حجاب ہے اور جب حضوری حاصل ہو جائے تو پھر کرامت اسکو ضرر نہیں پہنچاتی یعنی حجاب روک دینے کا باعث
نہیں ہوتی کیونکہ یہ قدرت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے نمونوں اور اسکی علامتوں میں سے ہے اور
خدا تعالیٰ کی حضوری میں پہنچنا اسکی قدرت سے حاصل ہوتا ہے۔ پس حضوری کے ہوتے ہوئے کرامت اسکی ذات کی
کسی چیز کو ضرر نہیں پہنچاتی اس کو ضرر کیونکر پہنچ سکتا ہے وہ ولی صاحب ہوتے ہیں اور خدا کی زمین پر اس قدرت کا ایک
نمونہ اور اس سے جو خرق عادت ظاہر ہوتی ہے اور حکمت کا کلام اس سے اس کا کمال ظاہر ہوتا رہتا ہے اس آدمی کی حیات
اور خاموشی اور طبع کی گندگی اور فہم کا قصور۔ حرکات سکنات۔ غرض اس کا تمام تصرف سب پسند اور مصالح ہی ہوتا ہے
اور اسکی جان اور جسم کے مالک ہیں خداوند تعالیٰ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ کوئی جگہ خالی نہیں ہوتی جس میں حکموں کی
آمد و رفت نہ ہو اور ان کے سمجھنے سے انسانی عقلیں عاجز ہیں اور حیران اور اس وقت میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کو حکم دیا
جاتا ہے کہ کرامت کو طلب کر اور اس کے واسطے اس پر زور ڈالا جاتا ہے اور اس کو یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ کھٹکا جاتا ہے
کیا اگر میں طلب کی ترک کرونگا یا اسکی مخالفت کی گئی تو اس میں میری ہلاکت ہے میں بے ادب سمجھا ہونگا ثبات اور بقا اور
استقامت اور قربت اور خدا کی خوشنودی اور مردی کی اور اس کی محبت کی زیادتی خدا کا حکم بجا لانے اور اسی کی فرمانبرداری

ملعون کی لے آدم یہ لوٹا ہے اور یہ چھری ہے اور یہ گدہا ہے اور یہ بڑا پیالہ ہے اور یہ چھوٹی پیالی ہے سب کچھ بتلا دیا اور جب تعلیم اور
تہذیب دیگر فراغت پائی تو آپ کو ان خطابوں سے مخاطب کیا معلم۔ استاد شیخ اور حکیم اور طرح طرح کے لباس اور زیور پہنائے
اور طرح طرح کے علوم سے آپ کو امتیاز بخشی اور بہشت میں کرسی کے اوپر بٹھا دیا اور آپ کے گرد فرشتوں کو صف بستہ
کھڑا کیا اور جب فرشتوں نے جناب الٰہی میں اپنی لاعلمی ظاہر کی اور عاجزی جتلائی اور کہا تو پاک ہے ہم کو علم نہیں مگر جو تو نے
سکھایا تو اس وقت حضرت آدم کو ارشاد ہوا کہ ان کو سب چیزوں کے نام بتلا دو اس لئے آپ استاد ہے اور تمام فرشتے آپ
کے شاگرد ہوئے۔ اور ان کو تمام چیزوں کے نام سکھلائے جیسا کہ قرآن میں اسکی شہادت موجود ہے اور اس سے فرشتوں پر
حضرت آدم علیہ السلام کی بزرگی اور فضیلت ظاہر ہوئی اور ان کے اور خدا کے نزدیک آپ کو شرف دیا گیا اور حضرت آدم
متبوع ہوئے اور اور فرشتے آپ کے تابع اور اسکے بعد قضا کے موافق آپ نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے آپ کو
منع کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ کو بہشت سے دھکیل کر نکال باہر کیا اور ایک حالت سے دوسری حالت پر اور ایک مقام سے دوسرے
مقام پر منتقل کئے گئے اور آپ کو اسکی کوئی خبر نہ تھی۔ نہ تو اس جگہ کو اپنا وطن سمجھے تھے اور نہ ہی وہاں ٹھہرنے کا کوئی خیال
تھا اور نہ یہ گمان تھا کہ مجھ کو اس منزل کی سیر کرائی جائیگی۔ اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا گیا اور زمین کی
منزل پر پہنچے اور وہاں چلے پھرے تو انکو زمین سے خوف آیا اور زمین کی سطح پر ان چیزوں کو دیکھا جنکو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا
اور آپ پر ان بلاؤں کا بوجھ آ لاگیا بھوک۔ پیاس سوزش فصل اور پہلے اس سے آپ کو واقفیت نہ تھی اور اس واسطے
ان آپ کو پھر معلم اور مرشد اور استاد اور رہنما اور خبر دینے والے اور ادب سکھلانے والے کی حاجت ہوئی اس لئے پروردگار
نے جبرئیل علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ اور انہوں نے حکم خدا کے موافق آپ کے ساتھ دوستی کی اور جو دشوار امر تھے وہ آپ پر
ظاہر کر دیئے اور انہوں نے گندم کا بیج دیا اور بتلایا کہ ان کو اس طرح بویا جاتا ہے اور بونے کے بعد جب اس کا درخت بڑا ہو کر تیار
ہوا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا اس وقت آپ کو اس کے کاٹنے کا طریق اور ڈھنگ بتلایا گیا اور اسکے بعد یہ سکھلایا کہ گیہوں
کو خس و خاشاک وغیرہ سے اس طرح پر صاف کیا جاتا ہے اور پھر آٹا پیسنا بتلایا اور اس کے متعلق کا تمام ضروری سامان مہیا
کر دیا اور اس کے بعد آپ کو روٹی پکانی سکھلائی۔ چنانچہ جس طرح آپ کو تعلیم کی گئی تھی اس کے موجب آپ نے روٹی
پکائی اور جب پکا چکے تو بعد میں اسکے کھانے کا ڈھنگ سکھلایا پس آپ نے روٹی کھائی اور پھر جب آپ کو پاخانہ کی
حاجت ہوئی۔ تو اس سے آپ گھبرا گئے اور اس فکر میں پڑ گئے اب کیا کریں پھر اس مطلب کے واسطے آپ کو استاد کی حاجت
ہوئی اسکی ترکیب بھی جبرئیل علیہ السلام نے بتلائی۔ کہ اس طرح پاخانہ پھرنا چاہئے۔ اور طہارت کرنے کے واسطے ہدایت
کی اور عبادت کا طریق بتلایا اور حضرت آدم نے اپنے جسم کی سیاہی کو سفیدی سے بدلنے کی کوشش کی حضرت آدم علیہ السلام
کا جسم نورانی تھا۔ اور جب آپ پر پہلا ہی عتاب نازل ہوا۔ تو اس وقت وہ تیرہ ہو گیا اسلئے سیاہی کے دور کرنے کے واسطے
حضرت جبرئیل نے ایام بیض کے روزے رکھنے آپ کو بتلائے یعنی مہینے کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ
چنانچہ آپ نے اس پر عمل کیا اور ان تاریخوں میں روزے رکھنے سے آپ کے جسم کی سیاہی جاتی رہی اور تمام بدن نورانی ہو گیا
اور ان کے سوا اور بھی آپ کو بہت سے علم اور ادب سکھلائے پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام شاگرد
ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے معلم استاد ہے اور پیر اور استاد ہے پیچھے اسکے کہ حضرت آدم جبرئیل اور باقی تمام
فرشتوں کے پیر اور متبوع ہو چکے تھے اور سب سے زیادہ دانا تھے پس اسی طرح تغیر اور تبدل سے معاملہ بدل گیا۔ اور پھر حضرت
آدم علیہ السلام کے رشید فرزند حضرت شیث نے بھی اسی طرح اپنے والد ماجد سے تعلیم حاصل کی ہے اور آگے بھی سلسلہ وار
انکی اولاد نے تعلیم پائی ہے اور اس کے بعد حضرت نوح نے اپنی اولاد کو تعلیم دی ہے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اپنی
اولاد کے معلم ہیں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی ہے اور یعقوب علیہ السلام نے
بھی اپنی اولاد کو نصیحت کی ہے، اور موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کی تعلیم کی ہے اور بنی اسرائیل کو تعلیم دی

(اے اللہ ہم کو بخش دے اور ہم سے پہلے جو ہمارے مومن بھائی چل بسے ہیں ان کو بھی بخش دے اور ہمارے دلوں کو مومنوں کی طرف سے میلا نہ کر اے ہمارے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تو ہم پر مہربانی کرنے والا رحم کرنے والا ہے) اور اگر شیخ صاحب سے کوئی ایسا عمل معلوم ہو جو شرع کے خلاف ہو تو اشارہ اور ضرب المثل سے شیخ صاحب کو اس سے آگاہ کرے صریح نہ کہدے تاکہ پیر صاحب اس سے متنفر نہ ہو جائے اور اگر پیر صاحب میں کوئی عیب دیکھے تو اسکو چھپالے اور اپنے نفس پر تہمت لگائے اور کوئی تاویل تلاش کرے۔ اور اگر کوئی عذر نہ ملے تو پھر شیخ صاحب کے واسطے استغفار پڑھے اور ان کے حق میں دعا کرے کہ اے اللہ ان کو علم اور بیداری کی توفیق اور حمیت دے۔ اور انکی نگاہبانی کر اور انکی عصمت پر پورا پورا اعتقاد نہ رکھے اسکی دوسرے کو خبر نہ کرے اور جب دوسرے وقت انکی خدمت میں جائے تو یہ خیال کرلے کہ شیخ صاحب میں جو عیب دیکھا تھا وہ ضرور دور ہوگیا ہوگا۔ اور اس پر ثابت نہیں رہا اور اپنے پہلے رتبہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ پر نقل کر گئے ہونگے۔ شیخ سے جو کچھ پہلے ہوا ہے۔ وہ غفلت میں سرزد ہوا ہے اور دونوں حالتوں کے درمیان جو جدائی ہوئی ہے اس میں ہوا ہے۔ ایک حالت تو رخصتوں اور راحتوں اور عزیمت کے ترک کرنے اور سخت عمل کرنے کی ہے یہ تو ایسی ہے جیسی دو گھروں کے درمیان دہلیز ہوتی ہے اور دو منزلوں کے درمیان میں ایک سرا ہوتی ہے۔ اور پہلے گھر میں کھڑا ہوتا ہے تو ایک حالت ہوتی ہے اور جب چوکھٹ پر کھڑا ہوتا ہے تو یہ دوسری حالت ہوتی ہے اور ایک لباس سے دوسرے لباس میں نقل کرکے جاتا اور ایک ولایت سے دوسری ولایت میں پہنچا جو پہلی سے برتر ہو۔ یہ سب جدا جدا حالتیں ہیں کیونکہ ان میں روز بروز قرب الہی کی طرف آگے کو بڑھتے جاتے ہیں اور اگر شیخ صاحب غصے ہوں یا رنجش کے آثار ظاہر کریں یا مرید کی طرف سے چشم پوشی کریں تو مرید ان سے تعلق قطع نہ کرے بلکہ معلوم کرے کہ شیخ صاحب کی آزردگی کی وجہ کیا ہے اور ان کی کراہت میں جو اپنی بے ادبی یا تقصیر ہوئی ہو یا کوئی نافرمانی کی ہو تو اسکی نسبت اپنے پروردگار کی درگاہ میں توبہ کرے اور استغفار پڑھے اور آئندہ ویسا کرنے سے توبہ کرے اور اس کے بعد شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو اور جو قصور کر چکا ہے اس کا عذر کرے اور اپنی عاجزی اور تملق ظاہر کرے اور مخالفت کا خیال دل سے دور کرکے آئندہ کے واسطے دوستی چاہے اور ہمیشہ اسکے موافق رہے اور اسکو اپنے اور اپنے خدا کے درمیان وسیلہ گردانے تاکہ پیر صاحب کے ذریعہ سے خدا کی بارگاہ معلیٰ میں اس کی آسانی ہو جائے۔ جب کسی بیچارے کو بادشاہ تک پہنچنے کی راہیں معلوم نہیں ہوتیں تو اس کا حاجتمند ہوتا ہے کہ کسی بادشاہی دربان کے ساتھ دوستی پیدا کرے اور سلطنت کے خدمتگار اور خاص باریاب ہیں ان کا آسرا لے تاکہ وہ اس کو شاہی سیاست سے آگاہ کریں۔ اور بارگاہ میں جو تمام جہان کو پناہ دینے والی ہے حضوری کے آداب سکھلائیں۔ اور اسکو عرض و معروض کا طریقہ بتلائیں۔ اور آگاہ کریں کہ بادشاہ کے خزانہ عامرہ میں فلاں تحفے اور ہدیے کمیاب ہیں۔ اور ان کو مدت میں گذارنے کی زیادہ خواہش ہے تاکہ ان کو تیار کرے اور معلوم کرے کہ ان کو کونسے دروازہ سے لیکر داخل ہونا چاہئے۔ اور کس دروازہ سے داخل ہونے میں سلامت اور راحت ہوگی۔ اور اس دروازہ سے داخل ہونے میں بادشاہ کی حضوری نصیب نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکونگا اور اس مقام میں خوف اور خطرہ ہی خطرہ ہے پس اس باب میں اس کے محتاج ہیں کہ کوئی راستہ بتلانے والا اور خبردار کرنے والا ہو تاکہ وہ ہاتھ پکڑ کر اس کو اس مقام پر بٹھلا دے جہاں وہ بیٹھنے کے لائق ہو اور یا اس کو وہاں بیٹھنے کے واسطے اشارہ ہی کردے تاکہ درگاہ میں پہنچنے کے وقت اس کو ذلت نصیب نہ ہو اور اس الزام میں نہ دھرا جائے کہ یہ بڑا بے ادب اور احمق ہے۔ اور اس پر اعتقاد رکھے کہ اس جہان میں اللہ کی یہی عادت ہے کہ ایک پیر ہو۔ اور ایک مرید اور ایک تابع اور ایک متبوع ایک استاد ہو ایک شاگرد ایک آقا ایک غلام آدم سے لیکر قیامت تک۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکو سارے نام سکھلائے اور کام کے آغاز کو شروع فرمایا۔ اور نہ ایسا ہی ہوا کہ آدم کو شاگرد بنایا اور خدا آپ ان کے استاد بنے یا یوں کہو کہ آدم کو مرید بنایا اور آپ باری تعالےٰ شیخ صاحب بنے اور پھر ان کو اس طرح

کا حال قضا و قدر میں ہر ایک کی استعداد کے موافق ہی ہے اور بندہ کو اس مقام میں کوئی چارہ نہیں یہ معاملہ خداوند تعالیٰ
کی عنایت پر موقوف ہے اور یہ اسی کا کام ہے کہ وہ کسی کو آگے بڑھا دے اور کسی کو پیچھے ہٹا دے تبدیل و تغیر۔ کسی کو ولایت
بخشی۔ کسی کو معزول کر دینا بھی کرتا۔ تغیر بناتا۔ کسی کو عزت دینی کسی کو ذلت دینی۔ اور ان معاملات میں وہ مقررہ طریقے
پر اپنے احکامات جاری فرماتا ہے اور کسی کو ان کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ لوگوں کو اکثر یہ بات بھی خیال میں نہیں آسکتی کہ
اندھیری رات اور اس قدر وسیع جنگل اور گہرے سے گہرے دریا یہ کیا چیزیں ہیں۔ انسان کی عقل اس بات میں کام نہیں کرتی
او خداوند تعالیٰ نے اپنے علم میں ان سب کا احاطہ کر لیا ہے اور پیغمبروں اور رسولوں اور اپنے خاص ولیوں میں سے
جن کو ان اسراروں پر آگاہ کیا ہے اور کرتا ہے۔ ان میں سے دو آدمیوں کو ایک بھید کے جاننے پر متفق نہیں کرتا۔
اسلئے جو امور مقدرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں شیخ صاحب کے ساتھ مرید کا سروکار نہیں ہے اس میں ان دونو
کی راہیں مختلف اور جدا جدا ہیں شیخ صاحب کو تو کس طرف کی سیر کراتا ہے اور مرید کو کسی اور طرف میں نکال دیتا ہے۔
اور جب ان سب کے ظاہر اور باطن میں اختلاف پیدا کر دیا ہے تو پھر انکی صحبت اور آپس میں معانقہ کرنا کب ممکن ہو سکتا ہے
پس یہ امر یقیناً محال کیا گیا ہے اور اگر بالفرض صحبت اور معانقہ کا اتفاق ہو بھی جائے تو اس امر کو بتادو اور نادر سمجھنا
چاہیئے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس پر التفات اور اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ غالب یقین اسی پر ہو سکتا ہے جو ظاہر
ہو لیں جو پیر اور مرید اس حالت میں پہنچ جائے اور اپنے پروردگار کی محبت میں اسکو شیخ صاحب کی پرواہ نہ رہے تو اس پر
خدا کی رحمت ہے اور اگر ضرورت کے وقت رد کرے تو یہ جائز ہے اور یہ مرید کے آداب میں داخل ہے کہ بلا ضرورت
شیخ صاحب سے کچھ کلام نہ کرے اور نہ ہی اپنے ہنر اور کسی وصف کا کچھ اظہار کرے اور مرید کو پیر صاحب کے آگے اپنا
مصلیٰ نہیں بچھانا چاہیئے اور اگر نماز کے وقت بچھا دے تو اس کا مضائقہ نہیں ہے اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائیں
و بعد میں جلدی اپنا مصلے لپیٹ لے اور کمربستہ پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائے جب کہ وہ اپنے بچھاونے پر
بے رنج اور کسی تکبر کی کلفت کے سوا تکیہ لگائے ہوئے اکڑے بیٹھے ہوں اور اسکو اپنا وظیفہ قرار دیا ہوا ہو اور یہ حالت
شیخ صاحب کی ہی ہے مرید کی نہیں ہو سکتی۔ اور شیخ صاحب کے مصلے پر اپنا مصلے نہ بچھائے اس سے پرہیز رکھے۔ کیونکہ
ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے بلکہ پیر صاحب کے مصلے کے نزدیک بھی اپنا مصلے بچھانے سے پرہیز کرے اور اگر پیر صاحب
اجازت دیں تو پھر جائز ہے کیونکہ پھر نہ بچھانا صوفیہ گروہ کے نزدیک ادب کی ترک ہے۔ اور اگر شیخ صاحب کے روبرو
کسی مسئلہ کی بحث ہو رہی ہو اور مرید اس کے جواب دینے میں پورا ملکہ اور طاقت رکھتا ہے اور اس بات میں غافل
اور دلسوز ہے تو خود خاموش رہے او شیخ صاحب کی کلام کو کان لگا کر سنے اور اسکو عمل میں لائے کیونکہ شیخ صاحب
کی زبان پر جو کچھ جاری ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور اگر پیر صاحب کی کلام میں کوئی نقص اور
قصور دیکھے تو اسکو رد نہ کرے اور مرید کے دل میں خدا نے جو بصیرت کا نور بھرا ہے اور اپنا فضل اور کرم کیا ہے
اسکو اپنے دل کے خزانہ میں ہی چھپائے رکھے اور شیخ صاحب کے روبرو بہت باتیں نہ بنائے اور ایسا نہ کہے۔ کہ
شیخ صاحب نے مسئلہ میں خطا کی ہے اور چوک گیا ہے اگر شیخ صاحب کی کلام میں رخنہ اندازی کریگا تو بے ادب ہوگا۔ او
اگر بغیر سوچے سمجھے بے تحاشا اور بلا قصد کوئی بات منہ سے نکال بیٹھے تو فوراً خاموش ہو جائے۔ اور توبہ کرے کہ
آئندہ کے واسطے میں ایسی خطا نہیں کرونگا پس مرید کی طرایق میں ہے کہ خاموش رہے اسکے سوا اسکے واسطے اور
کوئی راستہ نہیں ہے اور جب سماع ہو رہا ہو تو اس حال میں پیر صاحب کے روبرو مرید کوئی حرکت نہ کرے مگر پیر صاحب
کے اشارہ سے حرکت کرنی جائز ہے اور اپنی طرف سے کوئی سا دلی حالت بھی ظاہر نہ کرے اور اگر شوق کا غلبہ
ہو جائے اور حالت طاری ہو اور اس سبب سے ہوش اور حواس جاتے رہیں تو جب ہوش جاتا رہے تو پھر اپنی
پہلی حالت پر آجائے اور ادب اور آداب کا جو طریق پہلے اختیار کیا ہوا تھا وہی اب پھر اختیار کرلے او باللہ تعالیٰ

ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے معلم ہوئے ہیں اور پھر محمد صلعم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم دی ہے آپ کو
وضو کرنا سکھلایا، نماز پڑھنی سکھلائی۔ مسواک کرنے کی وصیت کی۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے مجھ کو مسواک کرنے کی نصیحت
کی ہے، اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک میرے منہ میں دانت رہے ہیں اس وقت تک جبرائیل علیہ السلام نے مسواک
کرنے کی مجھ کو نصیحت کی ہے اور خانہ کعبہ کے پاس دو دفعہ میرے ساتھ نماز بھی پڑھی ہے۔ اور پھر ظہر کی نماز زوال
آفتاب کے وقت میرے ساتھ ادا کی ہے آخر حدیث تک بیان ہو چکا ہے اور پھر رسول کے اصحابوں نے تعلیم پائی ہے اور
پھر اصحابہ کے طالبان نے اصحاب سے اور ان کے بعد تبع تابعین نے تعلیم پائی ہے اور اسی طرح ہی ایک قرن کے
بعد دوسری قرن میں اور ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں تعلیم پاتے گئے ہیں اور یہی سلسلوں کا حال ہوا ہے ایک
نے دوسرے صاحب سے رہنمائی حاصل کی ہے اور اس کے قدم بقدم چلے ہیں اور ایک دوسرے کے مذہب کی پیروی
کی ہے اور ایک کے بعد اس کا دوسرا خلیفہ قائم مقام مقرر ہوا ہے۔ مثلاً موسیٰ بن عمران اور ان کا غلام اور حضرت یوشع
بن نون کا بھانجا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواری اور ابو بکر رض اور حضرت عمر رض نبی صلعم سے اور حضرت عثمان
اور حضرت علی اور تمام اصحاب اور اولیا اور صدیق اور ابدال اور استادوں اور شاگردوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے مثلاً
حسن بصری اور ان کے شاگرد عتبہ بن غلام اور سری سقطی اور ان کا غلام اور بھانجا اور ابی القاسم جنید وغیرہ وغیرہ پس جو مشائخ
لوگ ہیں وہ خدا تعالیٰ کا راستہ دکھلانے والے ہیں اور وہ دروازہ ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کا راستہ
ملتا ہے پس مرید کو اس سے کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ پیر کو اختیار کرے جیسا کہ مجمل طور پر بیان ہوا ہے پس یہ جائز
ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو برگزیدہ کرے اور اس کی تربیت اور نفسانی ہوا و ہوس اور
شیطان سے اس کی نگاہبانی کو اپنے ذمہ میں لے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو برگزیدہ کیا اور محمد مصطفیٰ صلعم کو اور اویس
قرنی رض اور دوسرے ولیوں وغیرہ کو اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کی تربیت کے سوا کوئی ولی دوسرے کو اسی طرف
نہیں کر سکتا۔ اور ہم نے جو بیان کیا وہ اغلب اور اکثر اور اسلم اور احسن ہے۔ پس مرید کو لازم ہے کہ جب تک خدا کی بارگاہ
میں اس کی پوری رسائی نہ ہو جائے وہ مرشد سے قطع تعلق نہ کرے اور درگاہ ایزدی میں پہنچ جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ
اس کی تربیت اور تادیب اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور جس قدر اسرار نہانی ہوتے ہیں ان پر اس کو مطلع اور واقف کر دیتا ہے اور
ان سے اکثر پیر صاحب بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ اور پھر جو خدا کی مرضی ہوتی ہے وہ کام اس سے لیتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے
کہ اس پر عمل کرے اور نہی سے بھی واقف کر دیتا ہے اور اس کی حالت میں بسط و کشاد ہوتی رہتی ہے۔ کبھی اس کو غیبی [illegible]
ہے اور کبھی خبر بتاتا ہے اور ساتھ ساتھ ہی اس کو معلوم ہوتی رہتی ہے اور جن چیزوں پر اس کے کام کے سرانجام کا مدار
ہوتا ہے ان سے اس کو آگاہی دی جاتی ہے پس یہ شخص خدا کے سوا اور جتنی چیزیں ہوتی ہیں۔ ان سب سے
بے پرواہ ہو جاتا ہے اللہ کے سوا اور کسی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کے دل میں ان چیزوں کی گنجائش ہی نہیں ہوتی ہے
خدا کے ادب کا نگاہ رکھنا خدمت کی رعایت اور جو طلب کرنی اور اس کی حرمت اور توقیر کرنی اس کے سوا دوسری کسی چیز کی اس
کے دل میں گنجائش نہیں رہتی اور جب اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو اس وقت پیر سے مرید کا تعلق قطع ہو جاتا ہے اور
شیخ کے پاس اس کا جانا حرام ہو جاتا ہے مگر یہ کسی صریح امر اور ملی خبر کی نسبت ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ شیخ اس کی
طرف جائے اور راستے یا مسجد میں ملاقات کا اتفاق ہو مگر یہ ملاقات قصداً نہیں ہوگی اور مرید کو جو یہ باتیں حاصل ہوتی
ہیں تو یہ اس استغنا کے باعث ہوتی ہیں جو حضوری میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس کو حاصل ہوتا ہے اور حال
کے قائم رہنے سے اور اس پر جو ولیت اور جاری اور غیرت سے برداشت کرتا ہے۔ اور یہ بھی بات ہے کہ پیر اور مرید دونوں
حکم الٰہی سے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کے حکم کی بجا آوری میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور خداوند تعالیٰ جب
چاہتا ہے دونوں کو اکٹھا کر دیتا ہے اور جب جدا کرنا چاہتا ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتا ہے کیونکہ ہر ایک

ہو تو پیر صاحب سے اُنکی اجازت نہ مانگے کیونکہ ایسا کرنا لائق اور مناسب نہیں ہے اور خدا کے واسطے جن چیزوں کو ترک کر دیا
ہو پھر اُنکی طرف بازگشت نہ کرے۔ پھیر عود کرنا مکروہ گناہ ہے۔ اور جو لوگ اہل طریق ہیں اُنکے نزدیک ارادہ کا توڑنا گناہ کبیرہ ہے
خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے (جو آدمی اپنی بخشش کو واپس کرتا ہے۔ وہ اُس کتے کی مانند ہے جو کہ قے کرڈالتا ہے اور پھر
اسکی طرف رجوع لاتا ہے) اور اگر کسی چیز سے پیر صاحب باز رہنے کے واسطے ارشاد کریں تو اسکی نسبت اُن کے فرمان کو بجالائے
اس کا بجالانا واجب ہے اور اگر پیر صاحب کے ارشاد کے برخلاف قیام میں کوئی تقصیر ہو جائے تو اس کو واجب ہے کہ پیر کو اطلاع
دے تاکہ اس تقصیر کا تدارک کرے اور مرید کے واسطے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں دُعا کرے کہ مرید کو توفیق دی جائے۔ اور اُس
کے واسطے آسانی اور رستگاری ہو +

مرید کو شیخ صاحب کا آداب سکھانا

جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو پہلے پہل پیر صاحب کے واسطے یہ امر لازم کیا گیا ہے کہ وہ مرید کو خدا کے لئے قبول
کرے نہ اپنے نفس کے لئے پیر کو لازم ہے کہ مرید سے نصیحت اور بھید کے ساتھ برتاؤ کرے اور اس پر مہربانی کی نگاہ رکھے اور جب
دیکھے کہ مرید کسی مشقت کے کرنے سے عاجز ہے تو اسکے ساتھ نرمی اور آسانی سے سلوک کرے اور اسکی اسطرح ہی تربیت
کرے جیسے مہربان ماں یا مشفق باپ اپنے فرزند یا غلام کی پرورش کرتا ہے اور جس بوجھ کے اُٹھانے کی اُس کو طاقت
نہ ہو وہ اسکے اوپر نہ رکھے۔ پہلے اس کو یہ حکم دے کہ نفس امارہ کی فرمانبرداری چھوڑ دے اور شرع کے جو جائز احکام ہیں
اُنکی پیروی کرے تاکہ اُنکی تعمیل کرنے سے طبیعت کی قید اور حکم سے چھوٹ جائے۔ اور نفس امارہ کی فرمانبرداری سے
رہائی پائے اور شرع کی اطاعت میں ثابت قدم ہو اور اس کے بعد اسکو والفض کی طرف متوجہ کرے۔ اور جب
مرید کو والفض کی طرف ملایا جائے تو وہ جواز کو محو کرے اور والفض کی طرف ہی متوجہ ہو جائے اور اگر حکم کے اسرار
میں مرید کے مجاہدہ کے صدق اور اُسکی عزیمت کو دیکھے اور خدا کے نور کو اس میں مشاہدہ کرے جیسا کہ ایسے مومنوں
اور اللہ کے ولیوں اور دوستوں کے حق میں ہوتا ہے تو پھر کسی امر میں بھی اس کے ساتھ نرمی نہ کرے۔ بلکہ
بجائے نرمی کے اسکو بڑی سخت ریاضتیں بتلائے اور ان کے شکنجہ میں مضبوط پکڑے اور اس سے اسکی آزادی کا
کوئی قصور نہیں آئیگا کیونکہ وہ مرید پیدا ہی اس کام کے واسطے کیا گیا ہے اور وہ کام اس کے حال سے موافقت رکھتا ہے
پس اسکو لازم ہے کہ اس کام کے آسان کرنے کے واسطے کسی قسم کی کوئی جانب روا نہ رکھے۔ اور پیر صاحب کو لازم
نہیں ہے کہ مرید کی کسی چیز کو اپنے آرام کے واسطے قبول کرے یا اس کے پاس مال ہو تو اس سے فائدہ اُٹھائے اور
اس کی خدمت سے فائدہ حاصل کرے یا خدا تعالیٰ سے اپنے حق الخدمت کا امیدوار ہو۔ ادب سکھلائے یا کسی شے کے
عوض میں اور اس لحاظ سے اسکو ادب سکھلائے اور ترغیب دے کہ اس سے خداوند تعالےٰ کی محبت اور اس کے
حکم کی بجاآوری اور عطا اور قبولی نصیب ہوگی۔ اور مرید جو پیر صاحب کے پاس جاتا ہے تو شیخ کے اختیار سے
نہیں بلکہ اسکو تقدیر الٰہی طلب اور کوشش کے واسطے کھینچ لاتی ہے تاکہ کوشش کرے اور پھر تقدیر الٰہی اسکو خداوند تعالےٰ
کے پاس پہنچا دیتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس پر ایک بخشش ہوتی ہے پس پیر صاحب کو واجب ہے کہ مرید
کو قبول کرے اور اسکے ساتھ نیکی کرے اسکو نرمی سے ادب سکھلائے اور مرید سے یا اُسکے مال سے پیر کو آسائش
حاصل کرنی نہیں چاہئے۔ اور اگر خدا تعالےٰ حکم دے اور مطلع کرے تو پھر استعمال میں لانا جائز ہے۔ اور اگر مرید اپنے مال سے نذر
کے طور پر کوئی چیز پیش کرے تو اسکو قبول کرے کیونکہ اس میں مرید کی اصلاح اور اُسکی رستگاری ہے۔ اس لئے کہ یہ
چیز پیر صاحب کا حصہ ہوتی ہے اور اب اس صورت میں اس نذر سے منہ پھیرنے کی کوئی اور سبیل نہیں ہے۔ پس اس
کو رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ بہتر کرے اسے کوشش کے ساتھ کہ جو مرید آوے اُسے اختیار کرے بلکہ خدا کی قدرت کا انتظار
کرے اور بعض بعض کی تکالیف اور اصرار کے جس شخص کو اللہ تعالےٰ بھیجے اُسے قبول کرے اور اُسکی درستی میں کوشش

بے جو اسرار اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں ان کو چھپائے رکھے جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ رقص سرود و راگ رنگ اور قیل و قال کو ہمارے مردانِ خدا جائز نہیں سمجھتے اس گروہ میں جنکی کرامت کا پہلے ذکر بھی ہو چکا ہے۔ یہ ان لوگوں کی خواہش کے موافق کہا گیا ہے جو کرتے ہیں اپنی مجلس میں اور سچی اور صدق یہ ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ سماع حال کے صدق کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے اور اشتیاق کے شعلہ کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور پھر اس قسم کے لوگ ایسے نائرہ اشتیاق میں جلتے ہیں اور اس میں جا بجا جلتے ہیں۔ اور بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اسکو وہی جانتے ہیں جو اس کو چکھتے ہیں جب یہ شوق اور وجد کی حالت میں ہوتے ہیں تو قوم میں ان کے پھڑکتے ہوئے اعضاء دکھائی دیتے ہیں۔ اور قوم کے خیالات سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ قوم کے لوگ تو ان باتوں میں مشغول ہوتے ہیں ‒ نفسانی لذتیں۔ ایسے ایسے یاروں اور دوستوں کی یاد و جان سے جدا ہو گئے ہیں جو اب مر گئے ہیں اور جو زندہ ہیں ان لوگوں کے شوق کی آگ بھی اس سے زیادہ بھڑکتی ہے۔ اور جو صادق مرید ہو سکتے ہیں اس کا ادنیٰ ہی حال ہوتا ہے انکی آگ دھیمی ہو لی ہے اور نہ بجھی ہے اس کے شعلے کبھی کم نہیں ہوتے ہیں اور اس کا جو محبوب ہوتا ہے وہ اس سے نہ غائب ہوتا ہے اور نہ دور۔ صادق مرید کے شوق کی آگ ہمیشہ شعلہ زن رہتی ہے اور ایسے حقیقی معشوق اور محبوب کی نزدیکی اور اسکی لذت اور اسکی نعمت میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور اس کے سرور کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے مطالب کا جو کلام ہوتا ہے وہ خدا کا کلام ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں مریداں باتوں سے بے زار ہو جاتا ہے۔ غزل۔ راگ رنگ۔ فریاد اور بجز عاجز ہونا اسے جو اخوان الشیاطین ہوتے ہیں اور نفس امارہ کی ہوا اور ہوس کے گھوڑوں پر سوار اور جو لوگ فریاد و عمل کرنے والوں کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور مرید کو حالت سماع میں کسی پر اعتراض کرنا نہیں چاہیئے۔ اور کسی کے ذوق اور طلب کا مزاحم نہ ہو۔ کوئی تو اس وقت ایسے شعر سننا چاہتا ہے۔ جو ترک اور زہد کے باب میں ہوں اور کوئی اس قسم کے دل کو نرم کرنے والے جنت اور حوروں کا شوق بڑھانے والے۔ آخرت میں خدا کے دیدار کی امید دلانے والے دنیا اور دنیا کی لذتوں اور شہوتوں سے دور کرنے والے۔ عورتوں اور مردوں کے ترک کرنے پر دل بڑھانے والے آفتوں اور فتنوں اور بلاؤں پر صابر کرنے والے اور خود فرزندوں کی محبت سے قطع تعلق کریں اور آخرت کی طرف منہ پھیریں پس ان سب کو شیخ صاحب کے حوالہ کر دے اور ان تمام باتوں کو شیخ کے حوالہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس تمام قوم کے آدمی شیخ صاحب کی ولایت میں ہوتے ہیں اور اگر سننے والا ارباب تمکین میں سے ہو تو وہ ظاہر میں تمام ادبوں کو نگاہ رکھے اور اپنے باطن میں تکلیف سے انکار کرے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ خود ہی خدا تعالیٰ کسی دوسرے کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ وہ گانے والے سے گانے کی دوبارہ خواہش کرے اور مانگنے والے کے دل میں آپ ہی آ جاتا ہے کہ دوبارہ ایسے کلام کو دہرائے ؎

مریدوں کے آداب

مریدوں کا آداب اپنے شیخ سے

مرید کو لازم ہے کہ جب شیخ سے اور سیکھنے کا ارادہ کرے تو اسکے دل میں اسباب کا ایمان اور صدق ہو اور اعتقاد ہو۔ کہ ہر قسم سے معترض نہ ہو اور کوئی آدمی نہیں ہے کیونکہ مطلب سب کا معانی کا ذریعہ ہوتے ہیں اور محض خدا کے لئے ہی اسے قبول کرے اور اس کے راز کو جو خدا اور تعالیٰ کو ساتھ ہو اپنے دل میں نگاہ رکھے اور کسی غیر آدمی کے پاس اسکو ظاہر نہ کرے مگر جو چیز اسکے حال کے واسطے بہتر ہو اور اس کو اس کا شیخ ظاہر کر دے۔ اور شیخ صاحب کی مخالفت نہ کرے اس سے خوف کرے کیونکہ شیخ صاحب کی مخالفت کرےگا تو یہ اس کے حق میں زہر ہلاہل ہی ہوگی اور مخالفت کے بہت سے طریق ہو سکتے ہیں سب سے پرہیز کرے اور ظاہر میں ہی نہیں بلکہ باطن سے بھی خلاف کرنے سے دور رہے اور اپنے احوال اور اپنے اسرار کو شیخ صاحب سے پوشیدہ نہ رکھے مگر پیر صاحب کو ہی اطلاع دے کسی اور کو آگاہ نہ کرے اور اگر کسی چیز کے ظاہر کرنے کے واسطے شیخ نے خود حکم دے دیا ہو تو اسکو ظاہر کر دے اور اگر کوئی امر شیخ پر دی

میں کچھ قصور اور کوتاہی روا نہ رکھے۔ ہمیشہ اتفاق کرے کیونکہ اس بات میں تاکید کی گئی ہے اور اپنے نفس کو صبر پہنچائے۔
اور اگر دیکھے کہ ان سے کوئی تقصیر ہوئی ہے تو ان کو بری کرنے کے لئے اس کے واسطے کوئی تاویل پیدا کرے اور عذر اور تلاش
کرے اور ان سے مخالفت اور مجادلہ اور نفرت نہ کرے ان کے عیبوں سے اپنی آنکھوں کو اندھا اور بند کرے اور اگر کوئی
ان میں سے مخالفت بھی ہو جائے تو چاہیئے واقع میں معاملہ اس کے کہنے کے برخلاف ہو بظاہر اس کے کہنے کو مان لے اور
ہمیشہ اپنے بھائیوں کی دلجوئی کرنی لازم ہے اور اس کام سے پرہیز کرے جس کو بھائی مکروہ جانتے ہوں اگرچہ انکی اس میں
بھلائی ہی ہو۔ اور کسی کے ساتھ حسد نہ کرے۔ اور اگر کسی بری بات کے سبب سے کسی کے دل پر کلفت کا غبار بیٹھ جائے
تو اس سے اس طرح خوشخوئی سے باتیں کرے کہ اسکے دل کا جسقدر رنج اور غبار ہو وہ تمام جاتا رہے اور اگر بھائیوں میں
سے کسی کو دیکھے کہ وہ وحشت اور غفلت کے آزار میں گرفتار رہے تو انکی اس بات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور ان
کو ایسا بھلا دے۔ کہ گویا میں اسکو جانتا ہی نہیں ۔

بیگانوں سے صحبت رکھنے کا مذکور

بیگانہ آدمیوں سے اپنے بھیدوں کو نگاہ رکھے اور ان پر شفقت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور ان کے مال ان کے
حوالہ کرے اور طریقت کے جو احکام ہوں وہ ان سے چھپائے اور انکے برے خلقوں اور انکے برتاؤ پر صبر کرے اور
جہانتک ہو سکے اس میں کوشش کرے کہ میں ان سے الگ ہو کر اپنی زندگی کو بسر کروں۔ اور اپنے دل میں اس
امر کا خیال بھی نہ لائے کہ میں ان لوگوں سے افضل اور بہتر ہوں اور انکی نسبت یہی خیال رکھے کہ یہ لوگ اہل سلامتی
میں سے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ ان سے درگذر کریگا۔ اور اپنے آپ کو یہ تعلیم کرے کہ اے تو ان کے ساتھ بڑی
تنگی اور مضبوطی سے پکڑا گیا ہے اور تجھے کھجور کی گٹھلی کے دھاگے اور چھلکے اور چھوٹی اور بڑی کی چیز کی نسبت پوچھا
جائیگا اور چھوٹے اور بڑے جسقدر گناہ ہوں گے وہ تجھ سے پوچھے جائینگے۔ اور سب عملوں کی نسبت حساب لینگے۔ اور جو
جاہل آدمی ہوتا ہے اس سے خداوند تعالےٰ درگذر کردیتا ہے۔ اور عالم آدمی کو آسانی کے ساتھ معاف نہیں کرتا پس
اس سے ظاہر ہے کہ جو عام لوگ ہیں وہ چنداں فکر نہیں رکھتے اور جو خاص ہیں وہ بڑے خطرہ میں ہیں ۔

مالدار آدمیوں کے ساتھ صحبت

جب امیروں سے ملے تو ان کو بڑے آدمی جانے اور جو چیز انکے دست قدرت میں ہو۔ اس کا طمع اور انکی امداد کی
ذات سے قطع کرے اور اس قسم کے جتنے خیالات ہوں ان سب کو اپنے دل سے نکال دے اور مالدار لوگوں کی عطا کی
امید سے اپنے دین کو بچائے رکھے۔ کیونکہ خدا کے سچے رسول نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا ہے کہ
اگر کوئی آدمی کسی مالدار کا کام اس امید پر کریگا کہ اس سے فائدہ اٹھائے تو اس کا دین دو حصے برباد ہو جائیگا پس جس کام کے کرنے
سے دین ناقص ہو اس سے خدا کی درگاہ میں اس کی درخواست کرنی چاہیئے اور اس قوم کی صحبت سے اس مانگنے جو دین میں
رخنہ ڈالے اور دین کی دوست آدمیوں کو مشکوک کرے اور ان کے مالوں کی روشنی اور انکی دنیا کی تازگی سے ایمان کا
نور مدھم پڑے اور مکدر ہو جائے حدیث میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مگر سفر میں یا مسجد یا سفر میں یا کسی
سرائے میں یا مجلس میں ان لوگوں کی صحبت کا اتفاق ہو تو نیک خلق کے ساتھ پیش آئے۔ ایسا کرنا بہتر ہے۔ اور
نیک خلق رکھنے کے واسطے عام حکم ہے اس سے مالداروں اور فقیروں کی صحبت میں بڑا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اور
اپنے آپ کو اچھا سمجھنا اور مالداروں پر اپنی فضیلت جتلانی مناسب نہیں ہے۔ بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ باقی سارے
لوگ ہم سے بہتر ہیں اور اس سے انسان غرور اور تکبر کی قید سے بھی آزاد ہو جاتا ہے اور فقیری کی بزرگی اپنی ذات کے
واسطے مت طلب کر اور نہ ہی ایسا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ ہم دنیا اور اکثر سب کے اثر سے محفوظ کئے گئے ہیں اور زہد
اور فقر کو بے قدر اور بے حقیقت جانے کیونکہ فرمایا ہے اگر کوئی آدمی اپنے آپ کو صاحب مرتبہ سمجھے گا تو اس کا کوئی

کرے اور مرید کی تربیت کے واسطے خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیر کو توفیق عطا کی جاتی ہے اور جو صاحب ارادہ مقصد ہوتا ہے۔ وہ جلدی برآمد ہو جاتا ہے اس لئے تکلیف سے پیر کو ڈرنا چاہئے اور اگر ایسا کریگا تو مرید کے حق میں حفظ اور توفیق کو کھو بیٹھیگا اور پیر کا یہ ذمہ ہوتا ہے کہ اپنی ہمت سے مرید کی تربیت کرے اور جب مرید میں کوئی خلل یا فتور دیکھے تو اپنے باطن میں اسکی طرف سے توبہ کرے اور پیر کے ذمہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ مریدوں کے اسرار کی نگاہبانی کرتا رہے اور مرید کا جو حال معلوم ہو کسی غیر کو اس سے آگاہ نہ کرے اور اگر ربانی بخششوں یا مریدوں کے ظاہر کرنے سے اسکو اسرار معلوم ہوں تو پھر بھی چھپائے رکھے دوسرے سے انکا ظاہر کرنا مناسب اور لائق نہیں ہے کیونکہ یہ اسرار امانت کے طور پر ہوتے ہیں یہ مشہور مثل ہے کہ نیک لوگوں کے سینے اسرار اور رازوں کی قبریں ہوتی ہیں پس مریدوں کے واسطے پیر صاحب راحت کا محل ہوتے ہیں اور ان کے بھیدوں کا گنجینہ اور انکی جائے پناہ اور ان کو دلیری تقویت دینے والا ہوتا ہے۔ اور امداد کرنے والا اور حق کے راستہ میں ثابت قدم رکھنے والا اور مریدوں کو ہمیشہ اس پر آمادہ رکھے کہ وہ خداوند تعالیٰ کے بھید سے واسطے اور اسکی مصاحبت کی طرف توجہ کرنے کے لئے تیار رہیں اس سے گریز نہ کریں اور جب دیکھے کہ مرید سے خلاف شرع کوئی امر سرزد ہوتا ہے تو علیحدہ ہو کر پوشیدہ اسکو نصیحت کرے اور ادب سکھلائے اور دوبارہ ویسا کرنے سے اسکو روکے اور ان باتوں سے بھی باز رکھے کہ اعتقادی یا عملی مسائل میں کوئی ایسی بات کرے جو کہ وہ ہو یا کسی ایسی حالت کا دعوے کرے جو ابھی تک اس میں نہ آئی ہو یا وہ اپنے علم پر مغرور رہا اور باوجود اس کے اس علم سے جاہل ہو ان سب باتوں سے مرید کو بچائے رکھے اور اسکے احوال اور اسکے عملوں کو جو اس کے غرور کا باعث ہوں مرید کی نگاہوں میں حقیر دکھائے تاکہ وہ مغرور ہو کر ہلاکت میں نہ پڑجائے۔ کیونکہ آدمی غرور کرتا ہے۔ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے گرا دیتا ہے اور اگر پیر صاحب تمام مریدوں کو نصیحت کرنیکا ارادہ کریں تو سب کو ایک جگہ میں اکٹھا کریں اور پھر اس طرح خطاب فرمائیں کہ ہم کو خبر دی گئی ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اسطرح کا دعوے کرتا ہے اور اسی اثنا میں جو باتیں بیان کرنیکے قابل ہوں ان کا ذکر کریں اور جو فساد و اصلاح کے متعلق ہوں۔ اور سب کو اسی طرح بالاشتراک نصیحت کرے اور ان کو خوف دلائے اور ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ ان سب سے ایک خاص آدمی کو خطاب کر کے نصیحت کرے ایسا کرنے سے وہ شرمندہ ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ متنفر ہو کر چلا جائے اور جو اسرار کی باتیں ہیں ان کو ظاہر کردے اور عیب اور بدگوئی کے واسطے زبان کھولے اور اس سے دوسروں کے دلوں میں بھی پیر صاحب کی صحبت سے نفرت آجائے اور اہل طریقت کے نزدیک متہم ہو جائیں اور ایسا ہونے سے مریدوں کے دلوں میں جو دوستی کا بیج بویا گیا تھا۔ اس میں خرابی اور ابتری واقع ہو جائیگی۔ اس لئے لازم ہے کہ کوشش کے ساتھ ایسا کرنے سے محترز رہیں اور اگر پیر صاحب کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضبط نہیں کرسکتے اور اپنے غصہ کے مغلوب ہیں اور اس کا تدارک انکی طاقت سے باہر ہے تو ایسی حالت میں ولایت کے منصب سے اپنے آپ کو معزول کریں اور مریدوں سے الگ ہو جائیں۔ اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوں اس کو ریاضت میں ڈالیں اور اس کے ساتھ جہاد کریں اور خود پیر کی تلاش کر کے اسکی خدمت میں پہنچیں اور اس سے ادب سیکھیں یہانتک کہ پیر صاحب کا مزاج اعتدال پر آجائے اور ان کے اخلاق کو تہذیب شائستہ کر نتیجہ صاحب ان ذکر کیگئی عادتوں میں گرفتار رہوگا اور طریقت کے مریدوں سے قطع تعلق نہ کریگا۔ تو یہ امر صلاحیت سے بعید ہوگا +

بھائیوں اور ان کے سوا دوسرے لوگوں اور اغنیا اور فقراء سے صحبت

بھائیوں کے ساتھ جوانمردی اور سخاوت سے پیش آوے اور اپنے اوپر انکو ترجیح دے اور اگر ان سے کوئی تقصیر سرزد ہوئی ہو تو انکو معاف کردے اور انکی خدمت کی شرط بجا لاوے اور ان کا ساتھ دے اور ان پر کوئی اپنا حق ثابت نہ کرے اور ہم میں کسی سے اپنا حق مانگے۔ اور اسکو تسلیم کرے کہ تم سب کا مجھ پر حق ہے اور ان کا ساتھ دے اور جوان کا حق ہو اس کو ادا کرے اور سچائی سے محبت رکھے اور جو کچھ وہ کہیں یا کریں ان سے موافقت اختیار کرے۔ اس

اور جن کے سامنے ان کا دل وابستہ ہے اور اگر کوئی فقیر آدمی اپنے حال کا ذکر کرنے لگے تو خاموش ہو کر اسکو سے
اور تذکرہ کے درمیان جوش جوئی اختصار کرے۔ اور خوش دل رہے اور ترش رو اور تلخ گو نہ ہے اور تیز نظر سے کبھی
اسکی طرف نہ دیکھے اور جب فقیر کوئی حاجت مانگے اور پاس موجود نہ ہو تو اسکو نرمی اور ملائمت سے جواب دے۔ اور
اس کو غم اور ناکامی کی حالت میں واپس نہ پھیریں آیندہ کے واسطے اسکو مدد دینے کا وعدہ کریں۔ اگر تہیدستی اور
ناکامی سے پھیرا جائیگا تو اس پر اس کو غصہ آئیگا۔ اور فقیر آدمی جب اپنا راز ظاہر کرتا ہے اور محروم رہتا ہے
تو اس سے اس کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور افسوس آتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسکی طبیعت غالب آجاتی ہے اور
اس کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور پھر اس حالت میں نادانی کے سبب سے غصہ کرتا ہے اور اپنے پروردگار پر بھی اعتراض
کرتا ہے کہ کیا میرے نصیب میں فاقہ ہی تھا۔ اور میری قسمت میں یہ کیوں لکھا کہ میں اپنی حاجت اوروں کے پاس
لے جاؤں اور انکی بخشش اور عطا سے اپنی حاجت روائی کروں۔ اور اس حال میں اس کے دل کی بصارت نہیں
رہتی بلکہ دل اندھا ہو جاتا ہے اور ایمان کے نور کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کا مواخذہ ہوگا تو تم بھی اس میں گرفتار
ہو کر دھرے جاؤ گے کیونکہ وہ فقیر جو معاصی جیسے گناہوں میں پڑا ہے اور دل کی شورش اور ادب کا تارک ہوا ہے تو اس کا
باعث تم ہی ہوئے ہو اور اکثر فقیر آدمی سوال کے رد کرنے اور سوال کے رد ہونے کے سبب سے ثواب اور معرفتوں اور
علوم اور مصلحتوں کی دریافت سے جو سوال میں پوشیدہ کی گئی ہیں پردہ میں ہو جاتے ہیں۔ پس اس فقیر کے واسطے یہ
اچھا ہوتا۔ کہ سوال کرنے سے صبر کرتا۔ اور ادب کے طریق کو نگاہ رکھتا۔ اور لوگوں سے سوال نہ کرتا۔ تو اس صورت میں اسکو نفس کی
اور دل کی اور گھر کی تونگری حاصل ہو جاتی اور خدا کی محبت اور وصل کے لشکر اس کے پاس آموجود ہوتے اور وہ اسکو اپنی راحت
اور رحمت اور مہربانی اور رعایت میں لیتے اور اپنی نگہبانی میں اسکو پالتے اور خداوند تعالٰی کے اس قول کے مضمون
میں آجاتے (نیکوکار آدمیوں کے کام کے سنوارنے کو خداوند تعالٰی اپنے ذمہ لیتا ہے) اور جو فقیر خدا کی حفاظت میں
آجاتا ہے اللہ تعالٰی اسکو نگاہ رکھتا ہے با غیرت ہوتا ہے سب چیزوں سے بے نیاز ہوتا ہے کیونکہ سب چیزیں خدا
کے پاس سے اسکے ہاں موجود رہتی ہیں۔ اسکو کسی چیز کی طلب کے واسطے جانا نہیں پڑتا۔ اور قاصد تلاش کرتے
ہوئے خود اسکے پاس آتے ہیں اور انوار اور اسرار سے اس کے باطن کو پُر کر دیتے ہیں اور خوشبوؤں سے اس کے دماغ کو بساتے
ہیں اور فقیر صاحب کو اسکی خبر بھی نہیں ہوتی وہ اپنے مولا میں ہی مشغول ہوتا ہے اور اس حال میں ہی محو رہتا ہے۔
جس نے اپنے پروردگار کی طرف کھینچ لیا ہے اور مخلوق میں ملنے اور نفس اور ہوا کی پیروی کرنے سے باز رکھا ہے اور
دنیا کی خواہشوں کی قید اور آخرت کی تاریکی سے اسکو رہائی دی ہے اور جو لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں۔ وہ اس روز
اپنے کام میں خوش اور خرم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے پروردگار کے واسطے دنیا میں اپنی جانیں اور اپنا مال بیچ دیا
تھا جیسا کہ خداوند تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے (مومنوں سے خداوند تعالٰی نے ان کا مال اور انکی جانوں کو خرید لیا ہے۔ اس
سبب سے بہشت ان کے واسطے خاص ہوا ہے) اور دنیا میں ان لوگوں نے اپنی تہیدستی اور مفلسی پر صبر کیا اور
اپنے نفسوں میں اور اپنے مال میں اور اپنی اولاد میں اپنے تصرف کو دخل نہ دیا۔ اور امر اور نہی کے سوا ہی ان تمام
باتوں کو خداوند تعالٰی کے سپرد کر دیا اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کرنے اور مصائب سے باز رہے اور اپنے آپ کو خداوند تعالٰی
کی تقدیر کے سپرد کیا۔ اور لوگوں سے الگ ہو گئے۔ اور گوشہ تنہائی کو اختیار کر لیا۔ اور نفسانی خواہشوں اور ارادوں
سے اپنے دل کو خالی کیا۔ پس اس کے عوض میں خداوند تعالٰی نے ان لوگوں کو بہشت عطا کیا اور ایسے شغل
میں انکو مصروف عطا کی جس پر نہ ہی کسی کی آنکھیں پڑیں اور نہ ہی کانوں نے ان کو سنا اور نہ ہی اس کا خیال کسی انسان
کے دل میں گذرا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے (کہ قیامت کے روز اہل بہشت اپنے کام میں خوشحال ہونگے۔ پس
قرآن سے ثابت ہے کہ فقیر کو اس کام کے عوض میں جو مذکور ہوا ہے بہشت حاصل ہوا ہے۔ اور جب فقیر نے

رغبت نہیں ہوگا۔ اور تونگر کو فقیر کا ادب کرنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ نیکی کرے اور تونگر کی نیکی یہ ہے کہ اپنے کیسہ سے نکالے اور جو کچھ ہو فقیر صاحب کے پیش کرے کیونکہ تونگر کے پاس جو مال ہوتا ہے اس مال کا وہ خلیفہ ہوتا ہے جو اس کا مالک نہیں ہوتا۔ اور فقیر کا ادب تونگر کے ساتھ یہ ہے کہ اسکے مال کی طمع اپنے دل سے نکال دے اور اس طرف سے بالکل بے پروا ہو جائے۔ بلکہ دنیا اور آخرت کی بھی کوئی پرواہ نہ رکھے دنیا کی جتنی چیزیں ہیں ان میں سے کسی پر اپنا دل نہ لگائے بلکہ خیال کو بھی جگہ نہ دے اور اسکی آلائش سے دل کو پاک اور صاف رکھے اور اس امر کا امیدوار رہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو منور کردیگا اور نور ہی نور دل میں رہ جائے۔ اس کے سوا کسی غیر کا دخل نہ ہو۔ اور خدا کے نور کے سوا اور کوئی چیز اسکے دل کو روشنی اور طاقت بخشنے والی نہ رہے اگر اس روش کو اختیار کریگا اور ایسی حالت بنائیگا تو فقر رنج اور دکھ کے خداوند تعالیٰ اس پر اپنا فضل کریگا اور اپنا کرم اس کے حال کے شامل رکھیگا +

فقیروں کے ساتھ صحبت رکھنے کا ذکر

جب کوئی فقیروں کی مجلس میں ہو تو کھانے اور پینے اور پہننے کی جسقدر نفیس چیزیں ہوں اور ان کے سوا اور ہر قسم کی لذتیں ان سب فقیروں کا حق اپنے حق پر مقدم سمجھے اور اس بات میں ان لوگوں کو برگزیدہ کرے اور انکے روبرو اپنے نفس کو ناچیز اور حقیر جانے اور کسی حال میں بھی اپنے آپ کو ان لوگوں سے بزرگ نہ جانے۔ البتہ ایک روایت میں وارد ہے کہ ابی سعد بن احمد بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ بیس سال تک میں فقیروں کی صحبت میں رہا اور اس عرصہ میں میرے اور ان کے درمیان کوئی ایسی بات نہ ہوئی کہ وہ مجھ سے آزردہ ہوتے یا میں ان سے ناراض ہوتا اور کوئی ایسی نفرت انگیز بات نہ ہوئی۔ کہ ان کو مجھ سے وحشت پیدا ہوتی۔ لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ ان میں کیونکر بسے اپنا حال بیان فرمائیں۔ جواب میں انکو فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ میں اپنے نفس پر ہی ہمیشہ بدگمان رہا ہوں اور جب میں انکے پاس جاتا تھا تو اس وقت خندہ پیشانی ہوتا تھا اور خوشی اور نرمی اور مدارات کیا کرتا تھا۔ اور ان کا ادب کرتا اور ان کے واسطے ہدیہ تحفہ لاتا تھا اسباب میں سے کوئی اور سبب پیش آتا تھا اور فقیروں کے ساتھ جب یہ سلوک کیا جائے تو اس میں اپنے آپ کو ان پر بزرگی نہیں دینی چاہیئے بلکہ ان تمام باتوں کے قبول کرنے میں فقیروں کا احسان مانیں اور ان پر اپنا احسان جتانے میں خوف کیا جائے۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس نے تم کو اس کام کی توفیق دی ہے اور اس کام کا تم سے سرانجام کرایا اور اس کام کے کرنے کے واسطے خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے دوستوں اور خاصوں میں شمار فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا نبی صلعم نے اہل قرآن وہی اہل اللہ اور اسکے خاص ہیں پس اہل قرآن وہی ہوتا ہے جو قرآن پر عمل کرتا ہے اور جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا وہ اہل اللہ میں شمار نہیں ہوسکتا۔ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی خدا کے حرام کو حلال جانتا ہے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتا پس احسان اس شخص کا ہے جو تمہارے عطیہ کو قبول کرتا ہے نہ تمہارا۔ اور فقیروں کی صحبت کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ فقیر صاحب سوال کریں تو انکو دیں بلکہ سوال کے بغیر ہی انکی حاجت کو پورا کر دیا جائے اور اگر اتفاق سے کوئی فقیر تم سے قرض لے تو بظاہر تم اسکو قرض دے دو اور باطن میں یہ ارادہ کرو کہ جو کچھ میں نے فقیر صاحب کو دیا ہے وہ انکی خدمت میں نذر گذرانی ہے اور فقیر صاحب کو تو اپنے اس ارادہ کی خبر نہ کرو۔ اور اس کے کسی قریبی دوست کو بتلا دو کہ میں نے جو کچھ دیا ہے وہ تحفہ کے طور پر دیا ہے اور فقیر صاحب کو خبر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اسکو خبر کریگا تو تمہاری بخشش اور عطا کا احسان اٹھانا اسکو گراں اور ناگوار گذریگا۔ اور فقیر کی حاجت روائی سے بہت جلدی اسکی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ انتظار میں فقیر صاحب کا وقت مکدر ہو جائے۔ فقیر ابن الوقت ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے (آدم کا فرزند ابن الوقت ہے) اسکو بہر صورت اور وقت حاصل نہیں ہوتا کہ وہ آئندہ کے واسطے انتظار کرے۔ جب تم کو معلوم ہو کہ فقیر صاحب اکیلے نہیں ہیں عیالدار ہیں تو اس حال میں صرف اکیلے فقیر کی ذات پر ہی احسان نہ کرو بلکہ اپنی طاقت کے موافق ان تمام لوگوں کے ساتھ احسان کرو جو فقیر سے تعلق رکھتے ہیں۔

سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو میری خطا کو معاف کر دے ۔

فقیر صاحب کے فقر کے آداب

فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنے فقر پر اس طرح مہربانی اور شفقت کرے جیسی کہ مالدار آدمی اپنے مال پر مہربانی کرتا ہے اور اسکو ضائع
ہو جانے سے بچانے میں کوشش کرتا ہے اس میں بڑی احتیاط کرے کہ اس کا فقر دور نہ ہو جائے اور خدا سے یہ درخواست
نہ کرے کہ میرا فقر تونگری سے بدل جائے اور تونگری کے اسباب اور مال کی زیادتی اور اپنے عیال و اطفال کی معاش حاصل
کرنے کے واسطے کسب اور حرفت میں کوشش نہ کرے اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف نہ دے اور نہ ہی اس خیال
سے کسب اور حرفت میں کوشش کرے کہ وہ پارسائی میں تنگی کے وقت میرے کام آئیگا۔ فقیری کی شرط یہ بیان
کی گئی ہے کہ اس مقدار پر ہی قناعت کرے جو اس کے واسطے کافی ہو اس سے کسی حال میں زیادہ طلب نہ کرے اور
خدا کے حکم کے موافق اور اس خوف کا مارا کہ مبادا نفس گناہ میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جائے اپنے نفس پر رحم کرے۔ خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے (اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے اوپر رحمت کرنیوالا ہے) اور یہ حرام ہے کہ نفس کو اپنے حق سے
محروم رکھا جائے اور کھانے پینے اور لباس میں ایک مقدار مقرر کرے اور وہ اسقدر ہو کہ فقیر کی حاجت روائی ہو جائے
تاکہ خدا کے حکم بجا لانے میں کمزور نہ ہو جائے جیسا کہ نماز کی شرطیں اور اس کے ارکان اور واجبات کا بجا لانا اور
نفس کی جسقدر لذتیں ہوں انکو ترک کر دے۔ اور اس پر اعتقاد کرے کہ اگر میری قسمت میں ہے تو مجھ کو طلب کرنے
کے بغیر ہی مل جائیگا بلکہ خدا کے فعل کی انتظار کرے اور حظ نفسانی کا خواہشمند نہ ہو اور اگر بیماری کی حالت میں حکما کوئی چیز
کھانی پڑے تو اسکو حکم کی بجا آوری کے طریق پر کھالے کیونکہ مرض میں اگر کوئی حظ نفس کی چیز دوائی کے طور پر لیگا تو جائز
ہے جیسا کہ صحت کی حالت میں قوت لا یموت کھائی جاتی ہے اور جسطرح مالدار اپنے مال سے لذت پاتا ہے اس لذت سے
اپنے فقر کی لذت کو زیادہ جانے اور اپنی خواری اور گمنامی اور انکساری کو بہت زیادہ پسند کرے اور اس بات کو اچھا نہ جانے
کہ لوگ اسکو قبول کریں اور اس کی طرف قصد کریں اور اسکے پاس جمع ہوں اور شرط یہ ہے کہ اس کا دل حال کی صفائی
کے سبب سے مال کے نہ ہونے کی حالت میں زیادہ خوش ہو کیونکہ جسقدر مال کم ہوگا اس کے دل کی خوشی اور طاقت اور نور
بڑھ جاویگا اور نیکوں شعاریں اسکو خوشی زیادہ ہوگی اور اگر یہ اسکے دل کو تاریک کرے اور اس میں وحشت آجائے اور اس
سبب سے اپنے پروردگار پر غصہ کرے پس جانے کہ وہ فتنہ میں پڑ گیا ہے اور ایسی حالت فقر میں اس نے کوئی خطا گناہ کیا
ہے پس لازم ہے کہ اپنے پروردگار کی جناب میں توبہ کرے اور مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے نفس کی سرکوبی اور تلاش اور
ملامت میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے فقیر کو لازم ہے کہ جسقدر اس کا عیال زیادہ ہو اسی قدر رزق کے کام میں اس کا دل زیادہ
آرام پکڑنیوالا اور اپنے اللہ پر زیادہ بھروسہ کرنیوالا اور عیال کو واسطے خدا کے احکام بجا لانے میں اپنا ہر کوشش کرے اور خدا کو وعدہ
باطل نہ جانے اور آرام پکڑے کیونکہ خداتعالیٰ کے پاس ان کا رزق موجود ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے پس جو کچھ اس کے
مقدر میں لکھا گیا ہے وہ اسکو اپنے یا غیر کے ہاتھ سے ضرور ہی مل جائیگا۔ پس فقیر اس خدمت سے اپنے آپ کو الگ کرے
اور خلقت اور خالق کے درمیان بیہودہ کوشش نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ویسا کرے جیسا کہ خداتعالیٰ نے کا حکم ہے
اور خدا کے حکم پر کچھ اعتراض نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی غصہ ظاہر کرے اور خدا پر تہمت نہ لگائے اور اللہ تعالیٰ
نے جو روزی پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اس میں کوئی شک نہ لائے اور نہ ہی لوگوں کے روبرو خدا کا گلہ کرے۔ بلکہ
خدا کے حضور میں ہی شکایت کرے اور اسکی درگاہ میں عرض معروض کرے کہ اسکی جناب زاری کی جائے اور یہ درخواست
کرے کہ مجھ کو توفیق اور صبر عطا ہو اور عیال کے حق میں جو حکم ہے اس کے بجا لانے کی قوت ملے اور قضا و قدر پر
خوشنودی کی توفیق بخشی جائے کیونکہ خدا نے اسکو عیال دیا ہے اور اسکی پرورش کا بوجھ اسکی گردن پر رکھا گیا ہے
دعا مانگے کہ آسانی سے اس کو روزی عطا ہو اگر دعا مانگیگا تو جلدی ہی خداتعالیٰ اس کی دعا کو قبول کر لیگا۔ اور خداتعالیٰ

ایسا کام شروع کیا تھا۔ تو اس وقت اس نے بہشت کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا یعنے اس معاملہ کو خدا کے سپرد ہی
کر دیا تھا اور گھر جانے سے پہلے اپنا ہمسایہ بنایا جیسا کہ اس بابت رابعہ عدویہ کا قول ہے کہ گھر بنانے سے پہلے
اپنا ہمسایہ بناؤ۔ اور جیسے خداوند تعالے فرماتا ہے وہ لوگ خدا کی ذات اور اسکی رضامندی چاہتے ہیں اور
اپنی بعض قدیمی کتابوں میں خداوند تعالے نے فرمایا ہے (بندوں میں سے زیادہ دوست میرے نزدیک
وہ بندہ ہے جو بخشش کے سوا میری عبادت کرتا ہے تاکہ وہ میری ربوبیت کے حق کو ادا کرے اور پیغمبر صلعم نے
فرمایا ہے اگر اللہ تعالے بہشت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی آدمی اپنے خالق کی عبادت نہ کرتا سب اس سے
غافل رہتے۔ اور حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے اگر بہشت اور دوزخ کو نہ پیدا کیا جاتا۔ تو کوئی آدمی ایسا نہ ہوتا جو خدا
کی عبادت اور اسکی فرمانبرداری کرتا۔ اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے پرہیزگاری اور بخشش کے لائق وہی لوگ ہیں)۔
پس جب فقیر آدمی ان صفتوں سے جو بیان ہوئی ہیں موصوف ہو جاتا ہے اور ماسوا کی محتاجی کو چھوڑ کر صرف خداوند تعالیٰ
کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور غیر کے تعلقات سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے تو وہ ان چیزوں سے فانی ہو کر سچا مرید
بنتا ہے اور جو کچھ خداوند تعالیٰ کے ماسوا ہے اس سے پوشیدگی میں بڑھتا ہے۔ اور اس لائق ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ
کا کرم اس کے شامل حال ہو اور خداتعالے بھی اسکے اشتیاق میں زیادتی کر دیتا ہے اور اس کو بڑے بڑے خلعتوں اور
نوروں اور نعمتوں اور پاک حیاتی اور ابدی زندگی سے سرفرازی بخشتا ہے جیسا کہ خدا نے اپنے دوستوں اور محبوں کو
اپنی مبارک کلام میں وعدہ دیا ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کے واسطے کس چیز کو پوشیدہ کیا گیا ہے بدلے
اس کے جو کرتے تھے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے ارشاد کیا ہے کہ میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے
واسطے اس چیز کو آمادہ کیا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اسکی خبر سنی ہے اور نہ ہی کسی آدمی کے دل
میں اس کا کچھ خیال گذرا ہے۔ اور ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس بات کی شہادت چاہتے ہو تو خدا کے اس فرمان کو پڑھو۔
فرماتا ہے کسی نفس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کونسی چیز اس کے واسطے پوشیدہ کی گئی ہے الخ اور اگر کسی فقیر صاحب کا دل
غنی ہو اور عیال کے واسطے یا اپنی ذات کے واسطے اپنا حال بیان کر کے تم سے کوئی چیز مانگے تو وہ اپنے مولا کا حکم بجا لاتا
ہے اور اپنے حال کے ظاہر کرنے میں خدا کی فرمانبرداری سمجھتا ہے اور سوال نہ کرنے میں اپنے مالک سے ڈرتا ہے کیونکہ
خداوند تعالے نے اسکو سوال کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور اگر سوال کرنے کو ترک کرے تو ترک بھی کر سکتا ہے خداوند تعالے
نے فرمایا ہے (تم میں سے بعض آدمیوں کو ہمارے بعض دوسرے آدمیوں کی آزمائش کے واسطے ہم نے بنایا ہے
کہ کیا تم صبر کر سکتے ہو یا نہیں کر سکتے) اور فقیر کی جو حالت بیان ہوئی ہے وہ ہمیشہ برقرار نہیں رہتی بلکہ جلدی ہی دور ہو
جاتی ہے اور اس تونگری سے بدل جاتی ہے جس کو قسام ازلی نے اسکی قسمت میں لکھ دیا ہے اور اسکو اپنے مالک کی قربت
اور بخشش سے ہمیشہ کی عزت نصیب ہوتی ہے۔ اے لوگو کہ ظاہر میں تو تم تونگر ہو اور دل کے فقیر ہو اگر تم فقیر کو خالی ہاتھ
پھیروگے تو یہ یاد رکھو کہ تم اپنے آپ سے جاہل ہوگے اور اپنے آغاز اور انجام کی تم کو کوئی خبر نہیں ہوگی۔ اور اس کے
عوض میں اللہ تعالے تم کو عذاب دیگا اور تونگری کا خلعت تمہارے اوپر سے اتار لیگا اور تم محتاج ہو جاؤ گے اور در
بدر خاک بسر بھٹکتے پھرو گے۔ اگر تم ظاہر کے تونگر اور دل کے فقیر ہوئے تو تمام چیزوں سے محتاج ہو کر بھیک مانگو گے
اور جن چیزوں کو قسام ازل نے تمہاری قسمت میں ہی نہیں لکھا انکی نسبت بھی سوال کرنے کی حرص اور محبت کبھی ختم نہیں
ہوگی یہ عذاب سب سے زیادہ سخت ہے کہ جو چیزیں قسمت میں نہ ہوں انسان انکی تلاش میں پڑ جائے اور اگر تم عذاب
سے بچ سکتا ہے تو اسی صورت میں بچ سکتا ہے کہ اپنی قدرت کا ہاتھ دستگیری کرے اور جو چیز گناہ ہو اس پر تم کو آگاہی بخشے
اور پھر تو اسکی درگاہ میں توبہ کرے اور تجھ سے جو تقصیر ہوئی ہو اسکے بخشنے کے واسطے درخواست کرے۔ اور تجھ سے جو تقصیر
ہو گئی ہو اسکا اقرار کرے۔ خدا کی درگاہ کے دروازہ کی دہلیز پر اپنا سر رکھے اور زاری اور عاجزی کرے اور یہ کہے اے رحم کرنیوالے

دوسری وجہ ایسے بندوں کو بلاؤں میں گرفتار نہیں کرتا کیونکہ وہ ایسے بندوں کو جو الحاح اور زاری سے سوال کرتے ہیں دوست رکھتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پروردگار کی اپنے بندہ سے اور سوالاکی علام سے اور غنی کی فقیر سے تمر کی حالی ہے اور بندہ اکڑنے اور غرور اور تکبر سے خارج ہو جاتا ہے اور تواضع اور خاکساری اور حاجتمندی کی طرف رجوع کرتا ہے اور جسکی بندہ میں یہ صفات موجود ہو جاتی ہیں تو جو چیزیں عادت میں اسکے ثواب کے واسطے درکار ہوتی ہیں وہ سب اس کے واسطے جمع ہو جاتی ہیں جو اسکی قبولیت کا باعث ہیں۔ اور فقیر کو چاہیے کہ آیندہ وقت کی فکر نہ رکھے بلکہ اپنے وقت کے حکم میں ہو دوسرے وقت کو نہ جھانکے اور اُسکے حال اور حدود اور شرائط کی نگاہبانی ہی کرے اور اُن آداب کو نگاہ رکھے جو اس کے حال کے لائق ہوں۔ اور خدا کے سوا جو باقی چیزیں ہوں۔ ان سب سے اپنی آنکھیں بند کرلے اور سرنگوں ہو۔ چاہے کوئی چیز اعلےٰ ہو اور چاہے ادنےٰ کسی کی طرف بالکل توجہ نہ کرے اور عمر کے حال کے حرص نہ کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ماسوا اس سے کسی چیز کی طرف توجہ کرنے میں فقیر کی ہلاکت ہوتی ہے۔ جو لوگ اہل حال ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے سلامتی اور نعمت ایسی ہی حاصل ہوتی ہے جیسی کہ بعض کو غذاؤں سے تندرستی اور دولت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا آدمی ان غذاؤں کو کھائے تو وہ ان کے کھانے سے بیماری کی بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور جیسے بیمار کے واسطے وہی غذا کھانی لازم ہے جس کے لئے طبیب اجازت دیتا ہے اسی طرح فقیر کو بھی چاہیئے کہ وہی حالت اختیار کرے جس کی اس کو اجازت دی گئی ہو اور اپنی حالت کو اپنے مالک کی قدرت کے ہاتھ میں سپرد کرے کہ وہ جیسے اسکو چاہے رکھے اپنے نفس کو خدا کے ارادہ پر چھوڑے۔ اپنے ارادہ سے کسی چیز کا خواہش مند نہ ہو اور نہ ہی اپنے آپ کسی دوسرے حال اور مقام کی خواہش کرے اگر ایسے آپ خواہش کریگا تو اس سے اس کا نفس گمراہ ہو جائیگا اور ہلاکت میں گرفتار ہوگا اور اس مالک کے حکم کی انتظار کرے جو ہر ایک کو مارنے والا اور زندہ کرنے والا ہے۔ اور ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دیتا ہے۔ اور کسی پر عطا کی ہے کسی کو محتاج بناتا ہے کسی کو تونگر کسی کو ہنساتا ہے اور کسی کو رلاتا ہے جو امور بیان ہوئے ہیں یہ خود اختیاروں کو دور کرتے ہیں اور جیسی پروردگار کی قربت اور نزدیکی بخشتے ہیں اور جو اہل علم اور صاحب طریقت پہلے گذر چکے ہیں ان کا طریق یہی ہوا ہے اس لئے انکی پیروی ہی اختیار کی جائے اور اس کا انجام اور اسکی نہایت پروردگار کی طرف ہی ہے اور فقیر کے اوصاف میں امر داخل ہے کہ ہر گھڑی موت کے واسطے تیار رہے اور اس کا منتظر ہو اس ارادہ کا پختہ ہونا فقیر کے فقر کو امداد دیتا ہے اور اس دنیا میں جو ایک ناپائدار مقام ہے جسقدر دکھ اور تکلیفیں پہنچی ہوں ان سب کے خیال کو اپنے دل سے بھلا دے کیونکہ اس سے تمام امیدیں کم ہو جاتی ہیں اور نفس ٹوٹ جاتا ہے اور دنیاوی آرزوؤں کی کھٹک کم ہو جاتی ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو چیز لذتوں کو دُور کرتی ہے اسکو زیادہ یاد کرو اور منصب ہے اور فقیر کے آداب میں سے یہ ہے کہ مخلوقات کی یاد کو دل سے نکال دے اور جب فقیر کسی امیر کے پاس جائے تو اس سے جو کچھ حرص اور لالچ یا لگاؤ جو کچھ وہ دے اس کو خوشی سے قبول کرے اس کو حقیر نہ جانے کیونکہ ایسے سامان اور اسباب سے فقیر کھانے والا ہوتا ہے خلائق سے فائدہ اٹھانے کی نسبت فقر کو اسی فقیری ہی بہتر کہی گئی ہے اور تونگر اپنی تونگری کی مدد میں ہیں۔ اور اگر فقیر عیالدار ہو اور تنگی میں ہو تو اپنے عیال پر تنگی نہ کرے اور نہ ایثار کرے۔ غنی کے لئے اور اگر دیکھے کہ عطا میں نفس خوش ہوتا ہے تو پھر تنگی کرنی روا رکھی گئی ہے اور تنگی اور صبر پر عیال کی موافقت کرے اور خدا کی رضا پر راضی ہو اور خدا کی موافقت میں کوشش رکھے اور اس کے رزاق مطلق ہونے کا یقین کرے۔ اور دلوں اور زبانوں اور اعضا اور نفسوں سے جو باطنی اور ظاہر ہوتے ہیں جب ان کو دیکھ لے تو پھر ان باتوں کا اندیشہ نہ کرے حرج کرنا۔ منع کرنا۔ تیار کرنا نگاہ رکھنا۔ اور اگر تنگ دست ہو تو اس حالت میں پرہیزگاری اور احتیاط کو ترک نہ کرے اگر شرع کے رو سے کوئی امر حلال نہ ہو تو ایسا نہ کرے کہ محتاجی کے سبب اس کا استعمال کرلے اور شرع کی حدوں سے باہر نکل جائے۔ یہ حالت دین کو ہلاک کر دیتا ہے

موافقت کیا کرے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ جو پیغمبروں کے گروہ میں ہیں ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ لوگوں کی عقل کا جو مدار ہے اسکے موافق ان سے گفتگو کریں اور مومن کو لازم ہے کہ سب کے ساتھ معاشرت کی خوبی اور خوش خلقی سے زندگانی بسر کرے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے ساتھ بڑائی سے اور جو اسکے برابر ہیں اسکے ساتھ بخشش اور احسان اور ایثار سے

غیر صاحب کے کھانے کے آداب

حریص اور خدا سے غافل ہو کر کھانا نہ کھائے جب کھانے لگے تو اس وقت اپنے دل میں خدا کو یاد کرے اور اسکو کبھی نہ بھولے اور جب کھانے پر بیٹھے تو جو آدمی اس سے رتبہ میں زیادہ ہو اس سے پہلے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے۔ اور اگر کوئی آدمی غیر ہو تو اس کو کھانے میں شریک ہو سکے اسلئے نہ کہے اور ایسا بھی نہ کرے کہ خدمت اور تواضع کے واسطے کوئی چیز اپنے آگے سے اٹھا کر دوسرے کے آگے رکھے۔ خوشی کے طور پر بھی ایسا نہ کرے صاحب دعوت ہو تو اسکو ایسا کرنا درست ہے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی خدمت ہی ہوتی ہے اور اگر کوئی آدمی صاحب طعام ہو۔ تو اسکو یہ تکلیف نہ دے کہ کیا میسر ہے لاؤ کھاؤ اور جس جگہ کھانا کھانے کے واسطے بٹھلائیں وہیں بیٹھا رہے ایسا نہ کرے کہ اس جگہ سے اٹھ کر کوئی اور جگہ پسند کرے اور جو لوگ ساتھ کھا رہے ہوں ان سے پہلے ہی اپنا ہاتھ کھانے سے ہٹا نہ لے ایسا کرنے سے وہ بعد میں کھانا کھانے سے شرمندہ ہونگے اور سیر ہونے سے پہلے ہی اپنا ہاتھ کھانے سے ہٹا لینگے۔ اور جب تک صاحب کھانا کھلانے پر جمے ہوئے ہوں اور کھانے پر انکی نظر جمی ہو اس کے آگے سے کھانا نہ اٹھائے۔ لیکن یہاں تک کہ اس حد تک کہ خلاف شرع نہ ہو اسکو کھانا کھلانے پر اصرار کرے اور جب دو آدمی ایک ہی دسترخوان پر بیٹھیں تو ان میں ایک دوسرے کو لقمہ دینا لازم نہیں اور اگر اسکے سامنے پانی میں کھا جاتے تو اسکو پی لے چاہے ایک قطرہ ہی ہو اور صاحب دعوت خدمت کے واسطے آکر کھڑا ہو تو اسکو منع نہ کیا جائے۔ اور اگر خود وہ اپنے مہمان کے ہاتھ دھلانے جائے تو اس سے بھی اسکو نہ روکے اور اگر امیروں کے ساتھ کھائے تو انسانیت سے کھانا کھائے اور فقیروں کے ساتھ طعام کے ایثار کرنے سے کھائے اور بھائیوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے اور دل میں کھانے کا خیال نہ رکھے۔ جب کھانا حاضر کیا جائے تو اس وقت ہمکو کھانا چاہئے اور اپنے نفس کو کسی کھانے کا شائق نہ بنائے شاید وہ کھانا اسکی قسمت میں نہ ہو۔ اور جب وہ اس کی قسمت میں نہیں ہے تو وہ اسکو کبھی نہیں کھا سکیگا اور خدا کی طرف سے بھی [illegible] بڑھائیگا۔ اور کھانے کے شوق کے باعث خدا تعالے کی طاعت اور عبادت سے محروم رہیگا پس جب منہ پھیریگا اسی سے اور اپنے حال میں مشغول ہوگا تو سلامت رہیگا جو کھانا اسکی قسمت میں ہوگا وہ آپ ہی اسکے روبرو آجائیگا اور جب کوئی کھانا سامنے لائے تو اس وقت اسکو خوشحال فرمائے اور خدا کا شکر بجا لائے جو ان حقیقی ہے اس کا مقصود کھانا ہی نہ ہو۔ اور اپنا دل اس میں لگائے رکھے اور کھانے کی باتیں کرتا رہے بلکہ اپنے نفس کو سمجھائے کہ تو بیمار ہے اور جب تک کوئی تندرست نہ ہو کھانے پینے اور دوسری خواہشوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور خواہش اور آرزو سے تجھے مرض لاحق ہے اور [illegible] اور شافی خدا تعالے ہے اور اس صورت میں یہ بات ہے کہ جب کسی بندہ کی صحت خدا تعالے کے اسکی بابت ہو تو وہ اسکو کھائے اور وہ اسکی تندرستی کی دوا ہے اور اسکے سوا جو دوسرے کھانے اور شربت ہوتے ہیں ان میں اس کے واسطے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور اپنے حال کی نگاہداشت کرے اور چیزوں کی خواہشوں کو اپنے دل سے نکالنے میں مشغول ہو اور اپنی تمام حرکات اور سکنات کو اس طرف متوجہ کرے کہ وہ ہمیشہ اپنے پاک پروردگار سے آرام لیتا رہے۔

اپنے ساتھ فقیر کے آداب

فقیر کے پاس اسی جو چیز ہو مثلاً پہننے کے قسم کا کپڑا۔ جائے نماز۔ پانی کا کوزہ یا اسی قسم کی کوئی اور چیز وہ اسے یاروں سے دریغ نہ رکھے اور اگر اس کے یاروں میں سے اسکی جائے نماز کو کوئی کھائے تو اس سے وحشت ناک نہ ہو جائے اور کسی دوسرے کی جائے نماز پر قدم نہ رکھے اور جو آدمی اس سے رتبہ میں زیادہ بزرگ ہو اسکے مقابلہ کے اور اپنا مصلے نہ بچھائے اور اگر کوئی اپنا ہاتھ اس کے یار کی طرف لمبا کرے تو اسکو منع نہ کرے اور کسی دوسرے کے یار کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے اور کسی فقیر سے اپنی

صورت میں ہو جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ جیسے شرع سے باہر نہ ہو اور اگر اس کے بھائی کسی چیز میں اس کی مخالفت کریں تو صابر رہے اور جس بات میں مخالفت کرتے ہیں اُسے دور کر دے اور بردباری اختیار کرے اگر وہ اذیت بھی پہنچائیں تو صبر بھی کرے بھائیوں کی طرف سے ایسے امور میں کینہ نہ رکھے دخل نہ ہو ان سے مکر نہ کرے فریب اور دغا نہ دے۔ انکی غیبت نہ کرے جب وہ غائب ہوں اور ان کو اسکے منہ پر برا نہ کہے اور جب بھائی پاس موجود نہ ہوں تو انکی تعریف کرے اور جس قدر ممکن ہو ان کے عیب کو پوشیدہ رکھے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اسکی بیمار پرسی کو جائے۔ اور اگر کسی ضروری شغل میں مصروف ہو اس کے سبب سے نہیں جا سکتا اور صحت پانے کے بعد فارغ ہوا ہے تو اس وقت جائے اور جا کر سلامتی پر اس کو مبارکباد دے۔ اور اگر آپ مریض ہو جائے اور اس کے بھائی پوچھنے کے واسطے نہ آئیں تو ان کو معذور رکھے اور اگر وہ بیمار ہوں تو اپنا عوض نہ لے خود انکی بیمار پرسی کے واسطے جائے اور جس نے اخوت کا پیوند قطع کیا ہوا ہے اس سے پیوستگی اور ملاوٹ کا طریق اختیار کرے اور اگر کسی بھائی نے اس کو محروم کر دیا ہو تو بعد اس کو محروم نہ کرے اسی طرف سے جہاں تک دے سکتا ہے اس کو دے اور اگر کسی نے اس پر ظلم کیا ہو تو اسکو بخش دے اور اگر کسی نے برائی کی ہو اور پھر عذر چاہے تو اس کے عذر کو قبول کر لے اور اپنے نفس کو ملامت کیا کرے اور جو کچھ اس کے اپنے ملک میں ہو اسکو اپنے بھائیوں کا ملک ہی سمجھے اور جو بھائیوں کا ملک ہو اس میں اُن کی اجازت کے بغیر اپنا کچھ حق نہ جانے اور اپنی تمام حرکتوں اور سکونوں میں پرہیزگاری کو اختیار کرے اور اس کو بھول نہ جائے اور اگر اس کے بھائیوں میں سے کوئی نہ چاہے کہ اس کے مال سے بہرہ یاب ہو اور سوال کرے تو خوشی اور نرمی سے اسکو قبول کرے۔ کیونکہ خداوند کریم نے اسکو اس لائق بنایا ہے کہ اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرے اور اسکی حاجت کو پورا کرے اور جہاں تک ہو سکے اُدھار لینے سے پرہیز کرے اور اگر دوسرا آدمی کوئی چیز اُدھار کے طور پر مانگ لے تو جہاں تک ہو سکے اسکو نہ کہے کہ اب مجھ کو واپس دے دے بھائی کو ہی بخش دے کیونکہ اس چیز سے اس کی دلبستگی ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس نے پہلے حاجت روائی کے واسطے مانگ کر لی تھی شاید ابھی تک اسکی حاجت باقی ہو اور دی ہوئی چیز کا مانگنا نامردی اور مروت سے بعید ہے اور شرع میں ہدیہ اور ہبہ کی گئی چیز کا واپس لینا نادرست ہے۔ اور اگر اس نے قدرت ہوتے ہوئے کچھ لیا ہو تو عاریت دینے میں جلدی کرے اور اگرچہ کوئی آدمی روز مرہ ادھار مانگے تو اس سے اس کو منع نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اسکو لائق نہیں کہ کوئی مال لے کر علیحدہ ہو جاوے۔ کیونکہ وہ تو امین ہے اور امین کے اپنے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہوتی اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا ہر ایک کے ملک میں وہی چیز ہوتی ہے جس کا وہ خود مالک ہوتا ہے پس انسان اس کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں اس کی لگام ہے اور انسان کے ہاتھ میں جس قدر چیزیں ہیں ان سب کو خداوند تعالیٰ کا ملک ہی جانے اور جتنے انسان ہیں سب خدا کے بندے ہیں اور اس کے ملک میں سب مساوی درجہ میں ہیں۔ اور جو چیز کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو اس میں شرع کے حکم کے موافق عمل کرے اور پرہیزگاری کو نگاہ رکھے تاکہ ان لوگوں کے گروہ میں داخل نہ ہو جو رذیل ہیں اور ہر چیز کو مباح رکھتے ہیں۔ اور اگر دہر کو مصیبت اور واقعہ نصیب ہو تو جہاں تک ہو سکے اپنے بھائیوں سے اپنا حال پوشیدہ رکھے تاکہ اس کا حال سن کر بھائی تکلیف میں نہ پڑیں اور اسی طرح اپنے غم اور رنج کو بھی چھپائے رکھے۔ کیونکہ ظاہر کرنے سے بھائی صاحبان تشویش میں پڑتے ہیں اور انکے سرور اور انکی فرحت اور راحت اور عیش میں خلل آتا ہے۔ اور جب دیکھے کہ میرے بھائی غم اور الم میں گرفتار ہیں اور ظاہر میں وہ خوش اور شاد معلوم ہوتے ہیں تو خوشی ظاہر کرتا ہوا انکی مدد کرے اور ان کی جو اندرونی حالت ہے اور اسی اور غم و فکر ہے وہ ان پر ظاہر نہ کرے اور کسی ایسی چیز سے ان کا معاملہ نہ کرے جس سے ان کو کراہت آوے اور ان سے کسی چیز کا خلاف بھی نہ کرے۔ اور جب فقیر صاحب کے دل میں وحشت آ جائے تو سب کو نگاہ رکھے اہل مجلس پر اپنے دل کو لگائے تاکہ اس کی وحشت دور ہو جائے۔ اور ہر ایک کے ساتھ معاشرت میں ایسا سلوک کرے کہ وہ بہتر کی حد سے باہر نہ آ سکے اور جو امور شرع کے خلاف نہ ہوں فقیر صاحب ان میں انکی

اہل اور عیال کے ساتھ فقیر صاحب کے آداب

ہل اور فرزندوں سے سکونت رکھے اور یہ شرع میں حکم ہے اس کے موافق ان کے نان و نفقہ کی خبر گیری کرتا ہے
طاقت رکھتا ہے اور اگر اس قدر سامان ہاتھ آئے جو ایک دن کے واسطے کافی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے روز کے واسطے
سے کچھ بچا نہ رکھے مگر یہ حکم اسی چیز کے واسطے ہے جو ایک دن کے لئے ہی ملی ہو اور اگر حاجت سے زیادہ اس کو ملی
ل میں اگلے دور کے واسطے جو بچ رہے بچا رکھے مگر اپنے نفس کے واسطے بچا رکھنے کا حکم نہیں ہے اہل و عیال کے
ملتا ہے۔ اور پہلے عیال کو کھلائے اور آپ بعد میں انکی مرضی سے کھائے اور اپنے عیال کے آگے ایسا ہے
نگار اور وکیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ غلام اپنے مالک سے کرتا ہے اور ایسے
ست کرنی اور ان کے واسطے تکلیف برداشت کرنی اور انکی بھلائی میں کوشش کرے کہ خدا کے احکام کی بجا اور
ے نفس کی پرواہ کرے اسکو بالائے طاق رکھے پہلے اپنے عیال کی خدمت کرے اور آپ اس غرض کے واسطے
عیال کو کھلانے کے واسطے باقی رہوں اور کھلانے کا یہ باعث بھی ہے کہ میں ان سے اپنے نفس کی پیروی کرا
پاس جاڑے سے بچنے کے واسطے اوڑھنا اور بچھونا موجود ہے اور گرمیوں میں وہ مروحہ کے دستے کا محتاج ہو گیا
فروخت کرڈے اور اس سے اپنی حاجت روائی کرے۔ اور اگر فقیر کے پاس ایک دن کے واسطے کافی خوراک
کے وقت میں جو اس نے کسب کیا ہے وہ ایک روز کے خرچ سے اس قدر زیادہ ہے کہ اس کے عیال
دوسرے دن میں بھی کھا سکتے ہیں تو وہ اس سے زیادہ کسب نہ کرے اور دوسرے روز اسی چیز پر
ے جو گذشتہ روز میں بچا رکھی تھی۔ کیونکہ طریقت میں یہ واجب کیا گیا ہے کہ کھانے سے کام لے اور اگلے روز کی
ں پر رکھے اور اگر وہ بہ قلت اور بھوک اور پیاس پر صبر اور توکل کر سکتا ہے اور ان کے اس توکل کرنے سے اس
بھوکے مرتے ہیں ان کو صبر نہیں ہو سکتا تو ایسا توکل کرنا جائز نہیں۔ ایسی حالت میں اپنے عیال کا ساتھ نہ
نہ دے۔ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور کسب کرنے پر آمادہ ہو اور جہاں تک کر سکے کسب کرے۔ اور جب اپنے
انکی طاعت دیکھے۔ اور شرع کی پوری ملاحظہ کرے تو اس حال میں اسکو واجب ہے کہ حلال اور مباح کسب
کھلائے تاکہ انکی طاعت اور صلاحیت میں نقصان نہ آئے اور اچھا پھل دے اور احتیاط رکھے کہ
ے ان کو ہرگز نہ کھلائے کیونکہ یہ فعل گناہوں کا ثمرہ پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کے عمل کو پاک کرے اس میں
ے کہ باطن کی صفائی اور صدق حاصل ہو تاکہ خداوند تعالیٰ اس کے عیال اور اس کے کاروبار میں برکت دے
دگی اور نیک کاموں کی اس کو توفیق کرے جو آدمی اپنے اور خدا کے درمیان نیک کام کرتا ہے اس کا تعلق
اور عیال کے درمیان میں خداوند تعالیٰ نیک کر دیتا ہے و مارسول اللہ صلعم نے جو شخص سنوارے اس چیز کو
اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے تو سنوار دیگا اللہ اس چیز کو جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہے اور اس کا اہل
لوگوں کے ہے اور اگر کوئی مہمان آئے تو جو کچھ آپ کھاتے وہی مہمان کو کھلائے اور اپنے اہل و عیال کو بھی ہی
ے سنگدست نہیں خرچ میں فراخ دستی رکھتا ہے تو دعوت کا سامان اچھا و کافی کرے تاکہ تمام لوگ
سیر ہو جاویں اور بچ بھی رہے اور اگر گھر میں تھوڑی اور قلت اور تنگی ہے۔ تو سب سے پہلے مہمان کو کھلائے مگر
شرط ہے کہ اس کے عیال بھی اس شخص کو پسند کریں۔ اور راضی ہوں اور اگر کھانے سے کچھ بچ رہے تو وہ برکت کے
عیال کو کھلائے پس خداتعالیٰ اس کا اچھا انجام کرے گا اور ان کے رزق میں برکت دیگا اور فراخی دیگا۔ کیونکہ
مان وارد ہوتا ہے تو اپنے رزق کو وہ اپنے ساتھ لاتا ہے اور کھاتی کرا الگ ہو جاتا ہے اور اہل خانہ کے گناہ ہوتے
ی اپنے ساتھ لئے جاتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ اگر کسی فقیر کو دعوت میں بلا میں اور وہ عیالدار ہے اور اس کو
ر نہیں کہ اپنے عیال کے کھانے کے واسطے سامان بہم پہنچا سکے تو اسکو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے عیال کو تو

کی خواہش نہ کرے بلکہ آپ ہر ایک آدمی کی خدمت کرے اور فقیروں کے پاؤں دبائے اور اگر کوئی دوسرا آدمی پاؤں دبانے چاہے تو اُسکو نہ روکے اور اگر حمام میں جانیکا اتفاق ہو تو اس جگہ جو آدمی خدمت پر مقرر ہو اسکو اپنا بدن نہ ملنے دے اور اگر ایک دوسرے کا بدن ملنا چاہیں تو اُنکو جائز ہے وہ ایک دوسرے کو منع نہ کریں اور جو تہ پاجامہ بازار یا اسکی کسی دوسری چیز کی طرف نظر کریں تو وہ ہرایک تنگ ہو کر اپنی چیز کو ہٹالے اسکی سنبھال کے واسطے اس کو لینے سے سرا در زیادہ لائق اور مناسب سمجھے اور جب کھانے کا وقت ہو تو فقیر صاحبان کو انتظار نہ کرانی جائے تو ایسا ہی دوسرے کاموں میں کرے یعنی ہرایک امر میں انکے دل کو آزردہ نہ ہونے دے کیونکہ انتظار کرنا ایک بوجھ اٹھانا ہے اور جب کسی فقیر کو دعوت کے واسطے بلایا جائے تو اسکو انتظار نہ کرائیں کیونکہ انتظار حرارت اور دل تنگی کا باعث ہے اور ایسی چیز کو جمع نہ کرے جو اس کے واسطے ممکن ہو اور اگر کھانا زیادہ نہ ہو کم ہو تو اس صورت میں آنے والے لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھائے جب وہ کھا چکیں اور کچھ بچ رہے تو پھر کھائے اور اس میں کوشش کرے کہ میں فقیروں کی ایسے کھانے سے دعوت کروں جو عمدہ اور لطیف ہو اور پاکیزہ ہے اور وہ انکی مرضی کے موافق بھی ہو۔ اور اگر کسی گروہ میں شامل ہو تو یہ مناسب نہیں ہے کہ ان سے الگ ہو کر کوئی چیز اکیلا کھانے پائے۔ اور اگر کوئی چیز ہاتھ لگے تو وہ لا کر سب فقیروں کے آگے پیش کر دے اور اگر فقیر صاحب کسی جماعت کے ساتھ شامل ہے اور بیمار ہو گیا ہے اور دوا کرانے کی حاجت ہوئی ہے تو اس کو علاج کے واسطے اجازت لینی چاہیئے۔ اور اگر کسی سرائے یا مدرسہ میں اُترے اور وہاں کوئی شیخ یا خادم موجود ہو تو اُن سے اجازت لے اور ان کی رائے کے خلاف نہ کرے اور جو ان کا حکم ہو اس کا پابند رہے اور اگر کسی قوم میں جائے اور اس میں شمولیت اختیار کرے تو اس قوم کا جو طریق ہو اس سے موافقت کرے اور جب طلبہ یا قرآن پڑھنے لگے تو اس وقت انکی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے بلکہ اپنے وظیفوں اور وردوں کو ان سے چھپا لے رکھے اور اگر وارد ہونے والے فقیر صاحب خدا کے اُن خاصوں میں سے ہیں جو خدا اور انکے راز ہیں۔ تو اسکو اپنی آواز کا بلند کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس قسم کے فقیر کے جسقدر کام ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہی ہوتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ ہی ہرایک کام کی اجازت دیتا ہے اور وہی منع کرتا ہے اور ان کے لئے تم ہی لوگوں کے دلوں کو مسخر اور مہربان کرتا ہے اور انکی دوستی سے دلوں کو پُر کرتا ہے اور ان کے دلوں میں عزت اور ہیبت وارد کرتا ہے اور فقیروں کے مجمع میں فقیر کو ورد اور وظیفہ کے سوا اپنی آواز کا بلند کرنا لازم اور مناسب نہیں ہے اور در پردہ مجمع میں کسی ایک کے ساتھ کانا پھوسی نہ کرے اور جہانتک ہو سکے کھانے کا تذکرہ اور دنیاوی گفتگو کرے اور فقیروں کے مجمع میں چاہیے صورت ہی سے کچھ نہ پوچھے۔ لکھے بلکہ لکھے ہوئے پر عمل کرنے والا ہو اور اپنے دل اور حال کی نگہبانی اور حفاظت کرے اور ان دونوں میں ترقی کرے۔ اور ان کے روبرو بہت سی نفلیں پڑھے۔ اور جب اسکی جماعت کے لوگ روزہ رکھنا شروع کریں تو وہ بھی روزہ رکھے اور جب افطار کریں تو اس وقت افطار کرے ان کا ساتھ دے روزہ رکھنے میں ان سے الگ ہو جانے۔ اور جب تک باقی فقیر جاگتے رہیں وہ بھی جاگتا رہے اور اگر نیند زیادہ غلبہ پا جائے تو انکے درمیان میں سے اٹھ جائے اور الگ جا کر سو رہے اور اسقدر سوئے کہ جواب کا غلبہ جاتا رہے اور فقیر صاحب کو یہ مناسب نہیں ہے کہ فقیروں سے کوئی چیز مانگنے میں پیش دستی کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا فقیر کوئی چیز مانگے تو وہ دیدے اس سے انکار نہ کرے چاہیے وہ طلب کی گئی چیز تھوڑی مقدار ہی میں ملتا ہو اور ایسا نہ کرے کہ فقیر کو انتظار کرائے اور اس کے دل کو رنج پہنچائے اور اگر کوئی فقیر مشورہ کرے تو سوچ سمجھ کر اس کا جواب دے بے جواب دینے میں جلدی نہ کرے اور درمیان میں بات نہ کاٹے بلکہ اسکو مہلت دے تاکہ جو کچھ وہ کہنا چاہتا ہے اسکو کہہ لینے دے اور جواب دینا ہو اور اسکا دینے جواب نہ دے اور جب کوئی بات کہے اور اسکو تمام کر چکے تو اس پر غور کرے اور جب لطف دیکھے تو اس سے اتفاق کرے اور اسکی وجہ بھی بیان کر دے اور جس امر کو اپنے نزدیک زیادہ درست پائے اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے اور ایسے طور پر کہ جس سے وحشت دشمنی پائی جاتی ہو اور جب کھانا کھانے لگیں تو اس وقت کھانے کی نہ تو بسم اللہ کہیں اور نہ ہی اسکی ابتدا کریں ٭

اور صاحب جو ہیں ان کو قلت سے کیا کام انکی ہمت کی کمر تو ہر حال میں کثرت شغل میں جو مضبوطی کے ساتھ باندھی گئی ہے اور خدا
کی توفیق انکے شامل حال ہے اور خدا کی رحمت کا ان پر ہمیشہ نزول ہو رہا ہے ہمیشہ ان کے سر پر ایک سایہ سا موجود رہتا ہے جو نگہبانی
کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کا مطلب ان کی بغل میں ہوتا ہے اندر ہی اندر اس کا لطف لیتے رہتے ہیں اور اپنی
محبوب کی لذت اور اس کا عکس ان کے دل میں ہر لحظہ رہتا ہے اور یہ لوگ دل اور جان سے خدا کی درگاہ پائے عمل
ہوتے ہیں۔ اور تمام دنیا سے بے نیاز اور لاپرواہ اور ہر وقت خدا کی مدد ان کی مددگار رہتی ہے اور اس مضمون کا ورد ان کی
زبان پر ہوتا ہے کہ ہر لحظہ دمبدم خدا کی یاد ہماری زبان پر ہے اس سے غم اور دکھ سب جاتے رہتے ہیں لیکن اس سے
علامت ہے کہ جب فقیر صاحبان سفر میں ہوتے ہیں تو وہ ان کے حال میں ان کی معونت اور قوت عطا فرماتا ہے۔ جس کام
کے یہ لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ لائق اور زیادہ نیک ہے کیونکہ سفر کے سبب
سے ان کو ان لوگوں سے دور رہنے کی خوشی نصیب ہوتی ہے جو نفسوں کی مانند ہے اور نصاریٰ کی صلیب اور شیطان
کے حربہ سے بھی ان لوگوں کا حربہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور سفر کے آغاز میں فقیر کو اپنے دل کو نگاہ رکھنا چاہیئے۔
اور غفلت کے ساتھ وطن سے نہ نکلے اور اس میں کوشش کرے کہ اپنے محبوب حقیقی کی یاد دل سے فراموش نہ ہو جائے
اور دنیاوی اغراض کے واسطے فقیر کو سفر کرنا مناسب نہیں بلکہ سفر کرتے سے خداوند تعالیٰ کی طاعت کے ادا کرنے کا
ارادہ کرے حج کرنے کے واسطے نکلے یا شیخ صاحب سے فیض اور برکت حاصل کرنے کے واسطے نکلے یا پاک جگہوں میں سے
کسی جگہ کی زیارت کے واسطے جائے۔ اور اگر اس کا دل کسی ایسی جگہ لگ جائے جو تمام بزرگوں اور پاکوں سے پاک
اور صاف ہے اور اسی زندگانی کے ایام وہاں اچھی طرح آرام سے کٹتے ہوئے نظر آئیں۔ تو وہاں دائمی سکونت کو اپنے
اوپر لازم کرلے اور وہاں جدائی اختیار نہ کرے اور اگر وہاں سے جدا ہونے کے واسطے حکم الٰہی اور باطنی الہام ہو تو اس
وقت اس جگہ کو چھوڑ دے اور اگر قضا و قدر اسکو وہاں سے ہٹا دے تو پھر بھی اس جگہ سے ہٹ جائے کیونکہ اس قسم کے
لوگوں کو مقبولین میں شمار کیا گیا ہے۔ یعنی قضا و قدر کے تصرف میں ہوتے ہیں اور نفسانی ہوا و ہوس اور آرزوں
اور امیدوں سے بالکل پاک صاف۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی راہ میں فنا فی اللہ کیا ہوا ہے اور
حق تعالیٰ کے محبوب اور اس کے مختار ہوتے ہیں اور فقیر کو چاہیئے کہ اگر کہیں اسکو لوگوں میں کوئی مرتبہ ملے اور قبولیت
کا درجہ پائے تو اس جگہ سے نکل بھاگ جائے اور یہ اندیشہ کرے کہ لوگوں کی قبولیت کے سبب سے خدا کی درگاہ میں
محجوب ہو جاؤں اور خدا کی حضوری سے مجھ کو نا امید نہ کردیں اور جب تک انسان کا دل خواہشوں اور آرزوں
کی طرف میل رکھتا ہے اس کو قبولیت نصیب نہیں ہوتی۔ اور فقیر صاحب کا یہ حال ہوتا ہے کہ ہوا اور ہوس اس کے پاس
پھٹکنے نہیں پاتی اور لوگوں کا وجود اس کے پاس کوئی چیز نہیں رکھتا اور نہ ہی انکی قبولیت کا اس کے دل پر کچھ اثر ہوتا ہے
مخلوق کا خیال فقیر صاحب کے دل سے خارج ہوتا ہے اور وہ اپنے دل کو نگاہ رکھنے کے واسطے جاتا ہے۔ اور دربانوں
کی مانند ہوتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے کہ لوگوں کا دل اس کی طرف رجوع نہ ہو اور دل میں شرک خفی پیدا نہ ہو
جائے اس سے خالص توحید میں پراگندگی آجاتی ہے۔ اور فقیر سفر میں اپنے یاروں کے ساتھ نیک تعلق رکھے اور ان سے نیکی
کرے اور جس قدر خلاف ہوں ان سے درگذر کرے۔ اور کسی چیز میں ان کے ساتھ جھگڑا نہ کرے مخالفت سے دور
رہے اور ہمیشہ یاروں کی خدمت میں ہی مشغول رہے اور کسی یار سے اپنی خدمت کرانے سے پرہیز رکھے اور سفر میں ہمیشہ
باطہارت رہے اگر پانی میسر نہ آئے تو تیمم کرلیا کرے جیسا کہ اس کو وطن میں پاک رہنا مستحب ہے۔ اسی طرح اس کو سفر میں
طہارت سے رہنا مستحب ہے وضو مومن کا ہتھیار ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اور ہر ایک موذی سے وضو
انسان کو امان میں رکھتا ہے اور نو عمر لڑکوں کی صحبت اختیار نہ کرے۔ اور سفر میں بالخصوص ان سے دور رہے کیونکہ
اس قسم کے جوان شیطان کی دوستی اور ... کی شہوت کے سبب ہلاک ہوتے ہیں اور ان باتوں کے قریب پہنچتے ہیں

فاقہ میں پڑا رہنے دے اور آپ دعوتوں میں جا کر اپنا پیٹ بھرے اور ایسی جو اہل کو مقدم جانے اور طلب اور ترتیب میں بھی ناچار ہے کہ عیال کو بھی دعوت میں لے جائے اور اس ذلت کو گوارا کرے۔ پس اس حالت میں دعوت سے باز رہے اور اپنے عیال کے ساتھ صبر و شکر کرے۔ اور دعوت کرنے والے دانا اور جوانمرد آدمی کو جو فقیر صاحب کے عیال سے آگاہ ہے صرف اکیلے فقیر کی دعوت کر لینی ہی مناسب نہیں بلکہ عیال کا انتظام بھی کرے اور اس فکر سے مہمان کے دل کو فراغت بخشے اور اسکو کہدے کہ مہمان کے واسطے جو کچھ تجھے درکار ہو اسکو اپنے ساتھ لیجانا۔ اور فقیر پر یہ واجب کیا گیا ہے کہ اپنے اہل اور عیال کو ظاہری اور شریعت کا علم سکھلائے اور علم کی مخالفت کرنے کے واسطے کچھ نہ دے تھوڑا سا تو ... ہے سے بھی باز رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور فقیر آدمی اپنی اولاد کو بازار میں حرفت سیکھنے کے واسطے نہ بھیجے ان کو دین کے احکاموں کی تعلیم دے اور انکو ہدایت کرے کہ دنیا کو ترک کریں۔ اگر وسائل سے اسقدر طاقت بھی نہ کریں کہ محتاج ہو جائیں اور صبر ہاتھ سے جاتا رہے اور اس سے اس کو رسوائی عائد حال ہو اور مجبور ہو جائیں کہ لوگوں کے دروازوں پر جا کر گداگری کریں۔ اس لئے اپنے عیال اور نفس کو کسب کی طرف مشغول کیا جائے۔ اور اس قدر کسب کیونکہ اس کو لوگوں کی پروا نہ رہے اس سے شرع کی حدوں کی حفاظت ہوتی ہے اور اپنی اولاد کو تعلیم بھی دے کہ والدین کے حق کو نگاہ رکھیں اور عاق ہونے کی بدنامی اپنے اوپر نہ لیں اس سے دور رہیں اور خدا کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اور جیسا کہ آداب نکاح میں بیان کیا گیا ہے صبر کی بزرگی اور طاعت کے فائدے ان کو بتلا دے۔

سفر میں فقیروں کے آداب

باب آداب میں ان کا ذکر کیا گیا ہے مومن کا سفر یہ ہے کہ وہ بری صفتوں سے نکلکر نیک صفات اختیار کرے ہوا اور ہوس سے نکلے اور خدا کی رضا کا طالب ہو تاکہ اپنی پرہیزگاری کو درست کرے اور جب اپنے شہر سے سفر کرنے لگے تو جو اس کے دشمن ہوں انکو راضی کرلے اور اپنے والدین سے اجازت لے تاکہ جن کے فرمان کے تابع ہے ان سے اجازت لیلے کیونکہ یہ لوگ حق رکھتے ہیں جیسے چچا خالو دادا۔ دادی اور دوسرے اسی درجہ کے لوگ پس جب یہ سب لوگ راضی ہو کر سفر کی اجازت دیں تو اس وقت خدا کا نام لیکر چل کھڑا ہو۔ پس اگر وہ عیالدار ہے اور دیکھتا ہے کہ سفر کرنے سے عیال کو ضرر پہنچیگا یا ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہے تو اس حال میں فقیر صاحب کو سفر جانا نہیں اور اگر ان کی خوراک کا بندوبست کر دے یا انکو اپنے ساتھ لیجائے تو پھر سفر پر جانا درست ہے خدا کے سچے رسول نے فرمایا ہے کہ کسی انسان کا ان لوگوں کو ضائع کرنا جن کو وہ رزق پہنچاتا ہے دنیا میں یہی گناہ اس کے واسطے کافی ہے۔ فقیر جب سفر میں ہو تو اپنے دل کو اپنے ساتھ کے لئے دل لگا ... روانہ ہو اسکے خیالات کو دل سے خالی کر ڈالے یہاں تک تمام چیزوں کے خیال کو چھوڑ دے۔ تو اس سے بالکل فارغ البال ہو جائے۔ ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ابراہیم بن شیبہ کے ساتھ جنگل میں تھا آپ نے مجھ سے فرمایا جو چیزیں پاس رکھتے ہو اور ان سے تعلق ہے انہیں پھینک دو۔ ان کے کہنے سے میں نے تمام چیزوں کو پھینک دیا۔ مگر ایک دینار کو پاس رکھا اس کو نہ نکالا۔ آپ نے فرمایا جو چیز پاس ہے اس سے بھی دل کو مشغول نہ کرو اس لیے میں نے اس دینار کو بھی پھینکدیا اس کے بعد فرمایا کہ اچھی طرح سوچ لو۔ کوئی اور چیز تو پاس نہیں جوتی کا ایک تسمہ یاد آگیا میں نے اس کو بھی نکال کر پھینکدیا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم کو ایک تسمہ کی محتاجی بھی نہ ہوئی۔ پس جو آدمی اللہ تعالے کے ساتھ دل کے صدق سے معاملہ کرتا ہے ایسا ہی اس کا حال ہوتا ہے وہ بھی کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا اور وطن میں جو بیٹھے بٹھائے کرتا تھا سفر میں ان میں کوتاہی کرنی مناسب نہیں۔ سفر اس کا باعث ہوتا ہے کہ حال میں زیادتی ہو اس واسطے نہیں ہے کہ سفر میں مزاج اور اعمال میں خلل آجائے

اگر قصر کی اجازت ہے۔ تو ان لوگوں کے واسطے جو ضعیف اور کمزور آدمی ہوتے ہیں۔ اور جو خاص

تجربہ شدہ۔ نفس کی بری ہوا و ہوس تھمے۔ ان جوانوں کی صحبت میں بڑے خطرے ہیں اور اگر فقیر صاحب اُن لوگوں کے
ساتھ رہے جو شیخ اور عالم ہیں اور با عمل اور سمجھ کی پیروی کی جاتی ہے اور خطا سے محفوظ ہیں اور نیکی کی تعلیم دینے والے
امام اور رہنما۔ خدا کے عذاب سے خوف دلانے والے۔ آداب سکھلانے والے اور بُرے اخلاق سے پاک کرنے والے تو ان
کے ساتھ اس کو کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہو یا یہ مرد جوان ہوں اور چاہے جو دسال پیر ان میں سے جس کی صحبت چاہیے
اس کی صحبت میں رہے کیونکہ یہ لوگ خالق اور مخلوق کے درمیان قاصد ہیں اور جب کسی شہر میں وارد ہو اور اس
میں کوئی شیخ صاحب رہتے ہوں تو لازم ہے کہ اسکو پہلے سلام کرے اور اسکی خدمت کرے اور انکی حرمت اور عزت نگاہ رکھے
اور تعظیم بجا لاوے تاکہ اس طریق سے ان سے فائدہ اٹھائے۔ فائدہ سے محروم نہ رہے۔ اور جب فقیر صاحب کو شیوخ
سے ملنے کا شامل ہو تو ایسا نہ کرے کہ اپنے یاروں سے الگ ہو کر اکیلا ہی اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور اگر یاروں میں سے کسی کو
کوئی عذر ہو جو اس کے ٹھہرنے کا باعث ہو تو اس کا ساتھ دے اور اپنے یار کو ضائع نہ کرے۔ خداوند تعالیٰ اس
کو تو اس کی توفیق دیگا ٭

فقیر صاحب کے راگ سننے کے آداب

راگ سننے کے واسطے قصد اور ارادہ نہ جائیں اور نہ اپنے اختیار سے اس طرف منہ کریں اور اگر اتفاق سماع کا ہو
جائے تو سننے والا ادب سے وہاں بیٹھے اور اپنے پروردگار کی یاد میں اپنے دل کو لگائے اور اس میں غفلت اور فراموشی نہ
آنے دے اور جب راگ کی آواز کانوں میں پڑے تو ایسا خیال کرے کہ قرآن پڑھنے والے قاری کی آواز ہے۔ اور
سمجھے کہ وہ خدا کی طرف سے کہتا ہے اور رغبت یا خوف یا انس یا عتاب یا زیادتی جو خدا کی عبادت سے یار ہے کے سبب
ہو اسکو ایسا ہی سمجھے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی خطاب ہو رہا ہے اور جو کچھ سن رہا ہے غصہ سے وہ اسکو ترغیب
دینے والا یا ڈرانے والا ہے یا دل لگانے کے واسطے ہے یا وعظ ہے یا اس کے عبادت کے قیام میں زیادتی کرنے کی
رغبت ہے پس اس وقت جلدی کرے اسکی طرف جو اس پر وارد ہو رہا ہے اور ان اشاروں کو بجا لائے۔ اور اگر سماع ایسا
ہو کہ گویا قاری کی زبان اسی کی زبان سے یہ تصور ہو کہ قاری کے کلام کی جانب خداوند تعالیٰ خطاب کر رہا ہے تو اس حال
میں سماع کے سننے سے جو کچھ اس کا دل چاہے وہ کر گزرے مگر اس شرط کو نگاہ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ کریں کرائیں وہ خدا کی
سنت اور شریعت کے آداب کے موافق ہو غرض طریقت جو سلوک سے مراد ہے اور جذب میں جو مکاشفہ سے مراد ہے شریعت
کے آداب کے موافق کیا جائے ان کے خلاف میں قدم رکھنا جائز نہیں ہے اور جب صوفیوں کی سماع کی مجلس میں حاضر ہو تو
فقیر کو چاہیئے کہ جہاں تک ہوسکے سکون اختیار کرے اور شیخ صاحب کی بزرگی کو نگاہ رکھے اور اگر کوئی امر فقیر صاحب پر غلبہ
کرے تو غلبہ کے اندازہ کے موافق ہی حرکت کرے اور جب غلبہ جاتا رہے تو سکون اختیار کرے تاکہ شیخ صاحب کی
بزرگی کو نگاہ رکھے اور فقیر صاحب کو یہ اندیشہ کرنی لازم نہیں ہے کہ تم قرآن شریف کی بجائے غزلیں پڑھو جیسا کہ
آجکل زمانہ میں لوگوں کی عادت ہو رہی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنے تصرف کی خواہش اور تجرد میں صادق نہیں اگر
ان میں صادق ہوتے تو پاک کلام کے سننے کے سوا ان کے دل اور اعضا حرکت میں نہ آتے کیونکہ صادق لوگوں
کے نزدیک ہی کلام پاک محبوب ہے کیونکہ اسی میں ان کے محبوب کی صفت ہوتی ہے اور اس میں اولیاء کا تذکرہ
ہوتا ہے اور اگلے اور پچھلے اور گذرے ہوئے اور آنے والے بزرگوں کا مذکور کیا جاتا ہے اس کلام میں محب اور
محبوب کا ذکر ہوتا ہے مرید اور مراد اور عتاب۔ اور محبت کا دعویٰ کرنے والوں کی ملامت ہوتی ہے اور اس کے سوا
اور نصیحتیں ہوتی ہیں پس جب ان لوگوں کی راستی اور صدق میں خلل واقع ہوگا۔ تو ان کا دعوے بھی بےگانہ اور دروغ
ہوگا۔ اور عاشقانہ رسم اور عادت پر جو انکی استادگی ہوگی اس میں نہ نایقینی نہیں ہوگی۔ عشق باطنی معرفت کی راستی
کشف حقائق۔ علوم غریبہ۔ انکا علم اسرار۔ قرب حق۔ انس و وصال حبیب اور ان باتوں سے بھی محروم ہونگے عالموں کی

خرقہ قوم کی موافقت میں ڈالا گیا ہو اسکے واسطے قوم سے ہی حکم لیا جائے جس کو قوم دلائے اسکو دیدیں اور اگر خرقہ ڈالنے کے
وقت فقیر کی نیت کچھ نہ ہو تو اس حال میں فقیر سے حکم لیں اور اسکو کہدیں کہ ابھی تک یہ خرقہ تمہارے اختیار میں ہی ہے اسکی
نسبت مرضی ہو اس کے مطابق کرو۔ حاضران مجلس کو اس میں کوئی اعتبار نہیں اگر پیر صاحب بھی مجلس میں حاضر ہوں تو وہ بھی
اس خرقہ پر کچھ اعتبار نہیں رکھتے کیونکہ صاحب خرقہ نے اسکی نسبت ایسا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا اور طریقت میں ارادہ ظاہر
کرنے کے سوا اسکے واسطے کوئی دلیل نہیں اور اگر فقیر صاحب یہ جتائے کہ حالت سماع میں خدا تعالیٰ کی طرف سے
مجھے اشارہ ہوا ہے کہ میں اس خرقہ سے باہر آؤں۔ اور خرقہ کسی کو عطا کرنے کے ارادہ کے سوا ہی میں نے اس کو
اتار کر پھینک دیا ہے تو اس کے واسطے طریقت میں ایک دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس بادشاہ نے اس کو خلعت
یعنی خرقہ عطا کیا تھا اسی نے اس سے اس کو ننگا کیا ہے اور اسی کے اشارہ سے اس نے پھینکا ہے اور وہی اس کو دوسرا خلعت عطا
کریگا اس لئے جب فقیر خدا کے حکم سے اپنے خرقہ سے باہر آجاتا ہے تو اسکی بجائے وہ خدا کی درگاہ سے نورانی خلعت میں لپٹتا ہے
اور اس پر خدا کے الطاف اور رحمت نازل ہوتی ہے اس لئے اس کا خرقہ اگر پیر صاحب ہوں تو ان کو پہنچتا ہے وہ لیلیں اور
اگر وہ نہ ہوں تو ان فقیروں کو لینا روا ہے جو مجلس میں حاضر ہوں اور گانے بانٹنے والے جس کو چاہیں دیکر رخصت کر دیں
اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس خرقہ پر درویش کا حکم ہی ہے دوسروں کی نسبت وہ اس کے دینے کے واسطے زیادہ لائق ہے
اور اہل دنیا جو مجلس میں حاضر ہوتے ہیں ان میں سے اکثروں کا یہ طریق ہے کہ اس خرقہ کو خرید لیتے ہیں اور پھر صاحب
خرقہ کو ہی لوٹا دیتے ہیں یہ اس کو طریقت میں پسند نہیں کرتے اور اگر خرقہ کے خریدنے والا کوئی جوانمرد اور صاحب ہمت
آدمی ہے اور فقیر دوست ہے اور یہ امر اسکی عادت میں ہے کہ وہ فقیروں کے ساتھ نیکی کیا کرتا ہے تو اسکو خرید کر واپس دینا
جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیا گیا اور اصل میں یہ طریق ایک قسم کا سوال ہے جس میں عوض طلب کیا جاتا ہے اور لطف
سے سوال ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فعل بدعت اور رذیل ہے وجہ یہ ہے کہ جب فقیر اپنے خرقہ سے باہر آتا ہے
تو وہ حال کے وقت میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرے نفس میں اسی ہے اور اس کو لباس سے بیزاری حاصل ہے
اور اگر پھر وہ اسی خرقہ کو پہن لے تو وہ اپنے نفس کو فضیحت کرتا ہے اور اسکو دروغگو قرار دیتا ہے اور ایسا کرنا ناپسندیدہ
کام ہے اس کو یہ ہرگز لائق نہیں ہے کہ جس خرقہ سے وہ باہر آتا ہے اور اتار کر پھینک دیتا ہے دوسری دفعہ پھر اسکو قبول
کرے اور اگر اس خرقہ کے واسطے پیر صاحب اشارہ کریں اور اس کو دوبارہ پہننے کے واسطے اجازت دیں تو بلا روک ٹوک وہ
اپنے پیر صاحب کا حکم بجا لائے اسکو پہن لے اور جب پیر صاحب چلے جائیں تو پھر اپنے مال سے اس خرقہ کو اتار
ڈالے اور کسی اور فقیر کو بخش دے اور اگر جماعت میں ہو تو ان میں مساوات کا لحاظ رکھے اور پیر صاحب بھی جماعت کے لوگوں
میں ڈٹے ہوئے ہیں اور وہ اس خرقہ کے واسطے حاضرین میں سے کسی ایک فقیر کے واسطے مخصوص کر دیں تو پیر صاحب
کا جو حکم ہوگا وہ جائز ہوگا وہ جس کو چاہیں اسکو دلوا دیں اور اگر کوئی فقیر اپنے خرقہ سے باہر آئے اور پھر اس کو واپس
دے مگر اس کی یہ عادت ہے کہ جس خرقہ سے وہ باہر آتا ہے اس کو وہ نہیں پہنا کرتا اور دوسرے فقیروں نے اپنے
خرقہ کو واپس لے لیا ہے اور اس کے پیر صاحب موجود اور خاموش ہیں تو اس کو اپنا خرقہ واپس لینا لازم نہیں
ہے وہ اپنی عادت پر ثابت قدم رہے دوسرے فقیروں کی پیروی سے اپنی حالت اور عادت کو نہ توڑے اور اگر پیر صاحب
موجود نہیں تو پھر اس کو جماعت کی موافقت کرنی چاہیئے۔ اپنے خرقہ کو وہ بھی واپس لیلے تاکہ اسکی قوم کے جو درویش
ہوں وہ شرمندہ نہ ہوں اور ان کو اس فقیر پر غصہ نہ آئے اور جب واپس لے چکے تو پھر مجلس کے فقیروں پر ہی اس کو
عطا کرے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو دے جو اس مجلس میں نہ ہو پس فقیروں کے آداب یہ ہیں۔ جو اختصار کے طور پر بیان
کئے گئے ہیں اور جو باتیں رباط اور سمایات اور جوتا پہننے سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی رسم کا اجرا بطور تحفہ پیدا ہوا ہے ان کو
طفیل جول اور حصر اور اشارہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس جگہ ان کا بیان نہیں کیا گیا اور اکثروں کو آداب شرع کے مانند

مذکورہ بالا صفتیں جس میں ہوتیں تو امتحان کے وقت وہ اپنے دعوے میں صادق اور ثابت قدم نکلتا اور ساری باتیں اس کے عمل کے موافق ہوتیں اور ابو الحفص علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تمہارا نفس ایک تاریک خانہ ہے کا چراغ اس کا باطن ہے اس کا اخلاص اور اس کی توفیق اس چراغ کا نور ہے اور جس آدمی کے دل فیق الٰہی شامل نہیں ہوتی۔ اس میں اندھیرے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور ابو عثمان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کوئی آدمی دوسری چیزوں کو اپنے نفس سے اچھا نہ سمجھے وہ اپنے نفس کے عیبوں کو نہیں دیکھتا۔ اور یہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ سب آدمیوں میں سے ہلاک ہونے والا وہ شخص ہے جو اپنے عیب کو نہیں پہچانتا اور اس میں نہیں کہ گناہ کفر کے قاصد ہیں اور ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں نفس کی کوئی بھی نہیں کہ میں اس کو شمار میں لاتا۔ اور سری سقطی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ان لوگوں کی ہمسائیگی سے دور رہنا چاہئے بازاری قرأت پڑھنے والے۔ دولتمند عالم۔ اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مخلوق میں چھ چیزوں فساد پڑا ہے پہلی۔ کہ آخرت کے عمل میں نیت کی سستی ہو۔ دوسری یہ ہے کہ لوگوں کے جسم ان کی آرزوؤں میں گروہ ہو جائیں تیسری یہ ہے کہ موت کے قریب ان کی امیدیں لمبی ہوں۔ چوتھی یہ کہ خدا کی رضامندی اختیار کیجائے۔ پانچویں نفس امارہ کی ہوا اور ہوس کی پیروی کرنا۔ اور پیغمبر صلعم کی سنت سے اپنے دینا۔ چھٹی یہ ہے کہ اگلے بزرگوں سے جو لغزشیں ہو گئی ہیں ان کو اپنے نفس کے واسطے حجت گردانیں اور پوشیدہ صفات کو چھپا دیں ✤

مجاہدہ کی اصل کا بیان

کی اصل یہ ہے کہ اپنی خواہش کی مخالفت کیجائے۔ اور جن چیزوں سے اس کو الفت ہو ان سے اپنے نفس کو کر دے۔ اور دنیا کی ان لذتوں اور آرزوؤں کے خلاف کرے جنکی طرف اس کو الفت اور میلان ہو جب میں معلوم کرے کہ نفس کا خیال شہوتوں کی طرف چلا گیا ہے تو اسکو پرہیزگاری اور خدا کے خوف کے پس جب دیکھے کہ نفس سینہ زوری کرتا ہے اور عبادتوں کے مقام اور حکم الٰہی کی موافقت سے گریز اس وقت خوف کا چابک پکڑ کر اس سے اپنے نفس کو راستی کی جانب ہانکے اور ہوا و ہوس اور نفسانی طرف سے اس کے منہ کو دوسری طرف پھیر دے ✤

مجاہدہ کو تمام کرنیوالے امور

کا کمال اور اتمام مراقبہ سے ہوتا ہے۔ اور مراقبہ وہ ہے جس کی طرف پیغمبر خدا نے رہنمائی کی ہے حضرت اسلام نے ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا کہ احسان کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسکو دیکھ رہے ہو اور اگر بظاہر وہ تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اس پر یقین کرو دیکھ رہا ہے کیونکہ مراقبہ یہ ہے کہ بندہ کو یہ علم ہو اور ہر وقت اُس کو یہ خیال رہے کہ میرا پروردگار میرے واقف ہے۔ اور مراقبہ ہر ایک نیکی کا اصل ہے اور بندہ اس مرتبہ کو اس وقت ہی پہنچتا ہے جب کہ وہ بندہ یاد کر کے وقت اپنے حال کی اصلاح اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان کی اچھی طرح نگاہبانی کرے اور خدا کی راہ میں جو سانس نکلیں ان کا نگاہبان رہے اور اس پر یقین کرے تعالیٰ میرا نگاہبان ہے اور میرے دل کے نزدیک ہے۔ اور اسکے تمام احوال کو جانتا ہے اور اس کے چلنے ان سب کو دیکھتا بھالتا ہے اور اس کی تمام باتوں کو سنتا ہے۔ اور بعض بزرگوں کا قول ہے کہ چار چیزوں سے مجاہدہ تمام ہوتا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کو پہچانیں۔ دوسری یہ ہے کہ نفس کو جو خداوند ہے خوب سمجھیں ۔ تیسرا اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ ہمارا نفس ہم کو اکثر برے کاموں کی طرف ہی رغبت

ہوئے مشکل ہے کیونکہ ان چیزوں سے آفت آتی ہے اور وہ یہ ہیں طبیعت کا سقم عادت کا بڑھانا۔ فساد صحبت۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ
طبیعت کا سقم کیا چیز ہوتی ہے جواب دیا وہ یہ ہے کہ آدمی حرام کھاتے۔ پھر میں نے سوال کیا ملازمت عادت کس کو کہتے ہیں جواب
دیا وہ یہ ہے کہ آدمی جان بوجھ کر حرام اور غیبت سے فائدہ اٹھاتے۔ اس کے بعد میں نے پوچھا فساد صحبت کیا چیز ہے۔
جواب میں فرمایا کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش کرے انسان اسکی پیروی کرے۔ اور نصر آبادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ
تمہارا نفس تمہارا قید خانہ ہے جب تو اس قید خانہ سے نکلیگا تو راحت ابدی حاصل کریگا اور ابوالحسن وراق علیہ الرحمۃ کہتے
ہیں کہ ابتداء حالات کی سعادتیں جو سب سے شاندار ہم کو ملا کرتا تھا وہ یہ تھا کہ جو چیز فتوح کے طور پر ہم کو ملے ہم یہ اسی عمر کو دینا
پسند کریں اور کہ جب ہم کو معلوم ہو جاوے تو ایک رات بھی نہ گذاریں۔ اور اگر کوئی آدمی ہمارے ساتھ برا پیش آتا تو ہم
اپنے نفس کے واسطے اُسے بدلا نہ لیتے بلکہ اُسکے پاس عذر کرتے اور تواضع کرتے تھے۔ اور جب کوئی آدمی ہمارے دلوں
میں حقیر نظر آتا تھا تو ہم اسکی خدمت میں کمربستہ ہو جاتے تھے۔ عام لوگوں کا مجاہدہ تو یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری اعمال کو پورا کریں اور خواص کا مجاہدہ
تو یہ ہے کہ وہ بری عادتوں سے اپنے احوال کو پاک کریں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رنج اور تکلیف بھوک اور پیاس برداشت کرنا تو آسان ہو جاتا
ہے مگر جو بری عادتیں پڑ جاتی ہیں ان کا علاج کرنا بہت ہی مشکل اور سخت ہو جاتا ہے اور اگر کبھی لوگوں کی تعریف
اور مدح اور نیک ذکر کرتے ہیں اور اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ بھی نفس کی آفتوں میں سے ایک آفت ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا
ہے کہ انسان اس واسطے عبادت کے بڑے بڑے بوجھ اٹھاتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہیں اور وہ اپنی تعریف سے اس
کا حال یہ ہوتا ہے کہ نفاق کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اور اس بدعادت کی علامت یہ ہے کہ جب لوگ اس کی تعریف کرنی ترک
کر دیتے ہیں۔ تو اس وقت اس کا نفس عبادت کیطرف سے سست اور کاہل ہو جاتا ہے اور اس کے نفس کی جو عادتیں مخفی
ہیں اور فخر کرنی اور کاذب دعوے وہ معلوم نہیں ہو سکتے ان کا پتہ اس وقت ہی لگتا ہے جب ان کے امتحان کا موقع
آجاتا ہے کیونکہ وہ ڈرنے والوں کی مانند اسی وقت خوف کرتا ہے۔ جب کہ خوف میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جیسا کہ
خوف کے مقام میں خداوند تعالیٰ سے خوف کرنا چاہئے۔ اسی وقت میں ہی خوف کرتا ہے۔ اور جب نفس کا مختار
ہوتا ہے تو اس وقت اس کا نفس خوف سے بالکل امن میں ہوتا ہے۔ اور حسد اور وعدے اور دعوے ہوتے ہیں ان
سب کو بھول جاتا ہے اور نیکوکار لوگوں کا یہ قول ہے کہ پرہیزگار آدمی کی پرہیزگاری کی جب تک آزمائش نہ ہوئے جب
وہ اپنے نفس کیطرف محتاج ہوتا ہے۔ اس سے پرہیزگاری کی شرطیں چاہتا ہے اور اگر ایسا ہوگا تو اپنے آپ کو لوگوں
میں بزرگ کہلانے والا ہوگا۔ اور نفس کو اپنے فضل پر مغرور پائیگا۔ اور نفس ان لوگوں کی جو عارف ہوتے ہیں ہمیشہ
تعریف کرتا رہتا ہے اور انسان جب کسی غرض کا محتاج ہوتا ہے تو اس وقت اس سے صدق نفسی نہیں ہو سکتی
اگر تم اس وقت میں اس صدق نفسی کی درخواست کرو تو وہ اس میں جھوٹا نکلیگا۔ اور نفس پرہیزگاری کا مدعی بھی ہوتا ہے مگر اس کا
یہ دعوےٰ سے اُس وقت تک ہے کہ اس کی آزمائش نہ ہو۔ اور متواضع ہونے کا مدعی بھی ہوتا ہے اور تواضع کا دعوے کا
صدق بھی اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ اس کو غیظ اور غضب ہو اور دعوے کے خلاف اس سے کوئی امر وقوع میں
نہ آئے اور تمنا اور غرور اور حق کے طور پر ان امور کا مدعی بھی ہوتا ہے۔ سخاوت کم۔ ایثار۔ دل کی تونگری۔ جوانمردی
غیرت وغیرہ۔ اور دوسرے ستودہ خلق جو ہمارے ولیوں اور ابدالوں اور اشراف لوگوں میں موجود کئے گئے ہیں
مگر جب تم نفس میں ان خصلتوں کی تلاش کروگے اور اس کو آزماؤگے تو ان کا اس میں نام اور نشان بھی نہیں پاؤگے
صرف ایک دھوکے کی ٹٹی ہی ہوگی جیسا کہ جب آدمی جنگل میں ہوتا ہے اور سراب کے ملنے میں دور سے ریت کو
دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ پانی کا چشمہ ہوگا۔ اور جب پانی پینے کے شوق میں اس کے پاس پہنچتا ہے تو وہاں پانی کا
نام اور نشان بھی نہیں ہوتا۔ اگر صدق دل اور اخلاص کی درستی اور یکسوئی ہوتی۔ تو لوگوں کے دکھانے کے واسطے
نیک عمل نہ کرتا اور نہ ہی ظاہری آرائش سے اپنے آپ کو آراستہ کرتا کیونکہ اس کے جائزہ اور ضرر کے مالک لوگ

رکھتا ہے اور اس کے دل میں جو خطرہ آتا ہے اور نیم کا اشارہ ہوتا ہے اور وسوسہ اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور ظاہری
یا باطنی کوئی حرکت ہوتی ہے ان سب سے خداوند تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کوئی اس سے خالی نہیں ہوتا۔ اور یہاں علما کا مقام
ہے جو حق کے ساتھ باقی ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ سے فانی اور خوف کرنے والے پرہیزگار عارف اور شہوات کے
ترک کرنے والے اور شیطان علیہ اللعنت سے بچا رہتا ہے جو خدا کا دشمن ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے جنگ
کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور مجاہدہ کرنے کی ہدایت کی ہے اور ظاہری باطنی طاعت اور گناہوں سے
بچا رہنے کے واسطے امر کیا ہے۔ اور اپنے بندوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ شیطان نے جو خدا کی دشمنی کی ہے وہ نافرمانی
کرنے میں کی ہے۔ اس کے بندہ کو جو بشر اور زمین کے خلیفہ تھے یعنی آدم علیہ السلام حکم کے موافق سجدہ کرنے سے
انکار کیا اور آدم کی اولاد کو ضرر پہنچایا۔ اور شیطان نہیں سوتا جبکہ آدمی سو جاتا ہے اور جب تک غافل نہیں ہوتا وہ بھی اس
سے غفلت نہیں کرتا۔ خواب یا بیداری میں جب تک انسان سستی نہیں کرتا وہ بھی اپنے کام سے نہیں چوکتا غرض یکمشت اچھی
طرح ہاتھ دھو کر انسانوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا ہے کہ جس طرح بن پڑے انسان کو ہلاک کروں
کار ضرب۔ حیلہ بازی وغیرہ سے جس طرح اس سے بن پڑتا ہے اپنا کام نکالتا ہے کوئی دقیقہ اس میں اٹھا نہیں رکھتا
اور اس کام کے واسطے شیطان کے ظاہری باطنی آلات جن کی آرزو رکھتا ہے اور طاعت اور معصیت میں اس
کو خوشگوار لگتے ہیں یہ ہیں کہ کسی طرح خدا کے بزرگ لوگ اپنی عبادت پر مغرور ہو جائیں اور عقائد دام فریب میں پھنس
اور غافل ہوں اور ایسا محبوب ہے کہ غریب آدمی کو گناہ اور تکبر یا غرور میں گرفتار کرنے سے ہی اس کا کلیجہ ٹھنڈا
نہیں ہوتا۔ اس کا اصلی مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک بس چل سکے اس کو دوزخ میں لے جاؤں اور اپنا ساتھی بناؤں جیسا کہ
خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (شیطان اپنے گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخ میں اس کے ہمنشین ہوں) پس جب بندہ
کو معلوم ہو گیا ہے کہ شیطان کی خصلتیں اور عادتیں یہ ہیں تو اس کو لازم ہے کہ حق اور باطل میں تمیز کرے اور
شیطان کے مکر کی طرف سے اپنے دل کو خوب ہوشیار رکھے اور ہر وقت چوکنا رہے اور ذرا بھی غفلت اور سہو اختیار
نہ کرے ہمیشہ اس سے سخت جنگ اور جدل رکھے اور ظاہر اور باطن میں شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی
دقیقہ باقی نہ چھوڑے اور جس چیز کی طرف وہ رغبت اور خواہش دلائے۔ اس طرف سے بڑی کوشش کے ساتھ روگردانی کرے
اور خدا کی درگاہ میں التجا اور زاری کرے کہ میں شیطان پر غالب آؤں ہر وقت ایسے کاموں میں خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے
تاکہ اس قدر قوی دشمن پر اس کے فضل سے اسکو غلبہ نصیب ہو اور بڑی الحاح اور زاری سے عجزی اور محتاجی اور بے نوائی
اور بے نوائی کا اظہار کرے اور مدد مانگے کیونکہ خدا کی مدد کے سوا جو سب کونوں کا مالک ہے اور دونوں جہان کا شہنشاہ ایسے
زبردست دشمن سے انسان کو جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اس واسطے اس مطلق بادشاہ کی درگاہ میں فریاد رسی ضروری
ہے جہاں تک ہو سکے بڑی گریہ زاری اور الحاح اور عاجزی سے دعا مانگے۔ کہ اے اللہ ابلیس لعین پر مجھ کو غالب کر دے اور رات ہو
یا دن۔ خلوت ہو یا جلوت ہر حال میں ظاہر اور باطن میں اسکی درگاہ پر ذلیل اور خوار ہو کر کوشش کرے تاکہ خدا کے
نزدیک اس کی کوشش حقیر اور ناچیز ثابت ہو۔ غرض شیطان لعین خدا اور اس کے بندوں کا دشمن ہے اور مخلوق
میں سے وہ پہلا شخص ہے جس نے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اور اس کی مخلوق کے مرنے والوں میں سے وہ پہلا
ہے یعنی جس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ مر گیا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے دوسری مخلوق میں
سے جو آدمی پہلے مرتا ہے وہ ابلیس ہے اور ابلیس وہ شخص ہے جس نے خدا کے دوستوں اور اس کے پیغمبروں اور
صدیقوں سے اور ان لوگوں سے جو خدا کے برگزیدہ تھے دشمنی کی ہے۔ پس بندہ کو واجب ہے کہ شیطان کے ساتھ
جنگ و جدل کرنے کو جہاد اکبر جانے اور اس پر یقین کرے کہ میں ہر وقت اپنے خدا کے نزدیک ہوں اور خداوند تعالیٰ
کی درگاہ کی قربت کی جو بزرگی ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہے

دلائیگا - چوتھی یہ ہے کہ جو عمل کرے وہ خاص خداوند تعالے کے واسطے ہی کرے اور اگر کوئی آدمی ساری عمر خدا کی عبادت میں کوشش کرے اور نہ پہچانے انکو اور نہ ان پر عمل کرے - تو اسکو اپنی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ جاہل ہی رہیگا - اور دوزخ کی آگ کی طرف اسکی بازگشت ہوگی - البتہ اس صورت میں کچھ امید ہوسکتی ہے کہ خدا کا فضل اپنا کام کرے اور خداوند تعالے کی معرفت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ اپنے دل کو خدا کی درگاہ میں حاضر رکھے اور اس پر قائم بھی رہے اور اس راز کا حافظ رکھا اور اس پر یقین لائے کہ اللہ تعالے حاضر ہے اور دانا ہے اور میرے دل کے احوال کو جانتا ہے اور اس کا نگاہبان ہے اور وہ یگانہ ہے جو خوبی حاصل ہوتی ہے وہ خدا سے ہی ہوتی ہے اور خدا کے ملک میں کوئی اسکا شریک نہیں اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے - اور جس بات کی اس نے ضمانت کی ہے اس کو ہم پہنچا دیگا اور جو چیز اس سے مانگی جائے اسکی اسکو کچھ کمی نہیں ہے اسکے عطا کرنے کے واسطے وہ تونگر ہے اور وہ جو وعدہ کرتا ہے اسکو پورا کرنے والا ہے خدا کے جسقدر وعدے ہیں وہ سب سچے ہیں - اس نے جسقدر وعدے کئے ہیں ان سب کا وفا کریگا اور خدا کا ایک مقام ہے اس میں اسکی تمام مخلوقات بازگشت کریگی - اللہ جلشانہ قصوں اور تصرفات کا چشمہ ہے جس کو وہ ثواب دینا چاہیگا - اس کو ثواب دیگا - اور جس کو عذاب دینا چاہیگا اسکو عذاب دیگا - اور اسکی ذات اور صفات میں کوئی اسکی مانند نہیں اور بندوں کے واسطے اسی کی رحمت اور دوستی کافی ہے خدا تعالے ہر ایک آواز کو سنتا ہے - اور ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے اور اسکو کوئی ایسا کام پیش نہیں آتا جو دوسرے کام سے اسکو غافل کر دے وہ پوشیدہ اور بہت پوشیدہ تمام چیزوں کو جانتا ہے اور ان تمام باتوں کو سمجھتا اور سمجھتا ہے دلی راز - دل کے خطرے - وسوسے - ارادے - خواہشیں - حرکتیں - وسواس - پلک کا جھپکنا - اشارہ چشم اور باریک اور اس کے اوپر اور نیچے جو کچھ ہے سب سے واقف ہے اور رطب و یابس جو کچھ ہو چکا ہے او ہو نیوالا ہے سب سے آگاہ ہے - اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عزیز ہے اور حاکم - اور تحقیق ہم پورا بیان کر چکے ہیں اس کا اللہ تعالی کی معرفت کے باب میں پہلے ہے - اور جب کوئی آدمی پورے یقین اور علم سے اس معرفت کو لازم طور پر اختیار کرتا ہے تو یہ اس کے ہر ایک عضو اور جسم کی ہر ایک رگ اور پٹھے اور ہر ایک بال اور پوست میں سرایت کر جاتی ہے - اور اسی طرح اس بات کو بھی یقین میں لائے کہ خداوند تعالے میرے اوپر قائم ہے اور میرے تمام حال کو جانتا ہے - اور میری تمام چیزوں کو اس کا علم محیط ہو رہا ہے - کوئی ایسی چیز نہیں جو اس سے چھپی ہوئی ہو - خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور سب سے عمدہ اور اچھی خلقت بنائی ہے - اور صورت کی جو تصویر کی عطا کی ہے - جب آدمی کے دل میں یقینی طور پر یہ علم آجائے اس کی سب ان امور میں صحیح ہو اور عقل انکو اچھی طرح سمجھ لے تو اس وقت وہ اپنے نفس کا محاسبہ کر لیتا ہے - اور معرفت سے اسکو کامل حصہ ملجاتا ہے - اور خدا کی محبت بھی اس پر قائم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے اس کو بڑا مرتبہ عطا ہوتا ہے - اور ان ساری باتوں میں خوف الہی اس کی مصاحبت میں رہتا ہے - اور اس آدمی کا بدن اور دل تمام گناہوں سے محفوظ اور نگاہ رکھا جاتا ہے اور جب تک کہ تمام مشغلوں کو چھوڑ نہ دے وہ اس مرتبہ کو حاصل نہیں کرسکتا - پس انسان کو لازم ہے کہ وہی شغل اختیار کرے جو ان کے امور کی طرف اس کو راستہ دکھلانے والے ہوں - اور اس قسم کا آدمی ہمیشہ خوف الہی میں رہتا ہے - اس سے آگاہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ خداوند تعالے کی گرفتوں اور اس کے قہر سے ڈرتا رہتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ میرے اوپر قادر اور توانا ہے اپنے گذشتہ اور آئندہ گناہوں سے ڈرتا رہتا ہے اور شرم کے سبب سے بھی خوف میں رہتا ہے کیونکہ یہ علم رکھتا ہے اللہ تعالے میرے نزدیک ہے اور میرا جو حال ہے اسکو وہ دیکھ رہا ہے اور جو اس کی اور قصد اور خطرہ اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی محبت سے اس کا دل بھرا رہتا ہے - پس جو بندہ ایسے خدا کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے وہ عقلمند ہوتا ہے اور خدا کی محبت میں تمام مکروہ امور سے پرہیز

ہیں تو اس وقت اس کا سچ اور جھوٹ سب ظاہر ہو جاتا ہے اور آزمائش کے وقت اس کی ساری قلعی کھل جاتی ہے غرض نفس بہت ہی بری بلا ہے خدا نے اپنے بندوں پر نازل کی ہے پس آدمی کو مناسب ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفس کی جانچ پڑتال کرتا رہے اور اس کا محاسبہ رکھے جہاں تک ہو سکے پورے طور پر نفس کی حفاظت اور نگاہبانی کی جائے نفس کی ہر ایک خواہش میں اس کا مخالف رہے اور آمادہ رہے کہ ہر وقت نفس کا محاربہ کرے مگر یہ بغیر ریاضت کے ناممکن و محال ہو کر رہیگا اور اس بات کا خیال رکھے کہ نفس کا کوئی دعوےٰ سچا نہیں ہوتا اور جسقدر وہ سعی اور کوشش کرتا ہے اس میں اس کی اسی خرابی اور ہلاکت ہی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی نفس کی تعریف کرنی چاہئے تو نہیں کر سکتا اور جو کچھ اس کی تعریف کی گئی ہے اور کئے ہیں اس سب سے حضرت نفس بڑھے ہوئے ہیں۔ غرض نفس شیطان کا گھر ہے اور اس کی آرامگاہ ہے اور شیطان کے گفتگو کرنے اور حکومت کرنے کا مقام ہے اور ہمیشہ اس کا ہمدم اور یار رہتا ہے۔ پس جب بندہ کو نفس کی یہ سب تعریف معلوم ہو جائے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے تو انسان کے روبرو نفس ہمیشہ خوار اور ذلیل رہتا ہے اور بندہ نے نفس پر جو حکومت اور قدرت حاصل کی ہے تو وہ خداوند تعالےٰ کی مدد سے کی ہے اور جب بندہ میں یہ خصلتیں جمع ہو جائیں۔ تو وہ خداوند تعالےٰ سے دعا مانگے کہ اللہ جلشانہ ان خصلتوں پر قائم رہنے کے باب میں اس کو مدد دے اور ایسے نفس سے کبھی غافل نہ ہو اور نفس اسکو جو حکم دے اس پر کبھی عمل نہ کرے جو آدمی نفس کی مخالفت پر قائم ہوتا ہے اور اس کو ادب دینے پر طاقت رکھتا ہے وہ خدا کے فضل سے تمام خصلتوں پر قادر ہو جاتا ہے۔ پس بندہ پر لازم ہے کہ خداوحدہ لاشریک لہٗ کی راہ میں اپنے قصد کو تمام امور پر مقدم کرے اور اس ارادہ میں خداوند تعالےٰ کے سوا اور کسی چیز کے خیال کو اپنے دل میں نہ لائے اور اگر غیر کا خیال دل میں لائیگا تو اس حال میں اسکو نیکی کی توفیق عطا نہیں ہوگی اور اللہ تعالےٰ اس آدمی کو اس کے نفس کے سپرد ہی کر دیگا اس لئے ہر وقت اسے پاک پروردگار کے ہاں سے اپنی توفیق کی درخواست کرے اور اسی سے مدد مانگے اور خدا کی رضامندی کو ہر ایک کام میں مقدم جانے اور خدا کے اوامر اور نواہی پر عمل کرے اور ان سب کاموں میں اللہ جلشانہٗ کی ذات کے سوا اور کسی کو دخل نہ دے اگر اس پر عمل کریگا تو خدا کی توفیق اور اس کی رحمت رہنما ہوگی۔ اور خداوند تعالےٰ اسکو دوست رکھیگا اور تمام برائیاں اس سے دور رہینگی۔ اور ان ولیوں اور علماؤں اور برگزیدہ لوگوں کا لباس اس کو مرحمت کیا جائیگا جو اس اعلےٰ مرتبہ پر پہنچے ہیں اور جو عمل خداوند تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں انسان اللہ تعالےٰ کے اوامر اور نواہی کو پہچانتا ہے اور ان کو سمجھتا ہے۔ جن کاموں کے کرنے کے واسطے خداتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ تو طاعت ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے وہ معصیت ہے پس انسان ان دونوں کی خلوص دل سے تعمیل کرے اور قرآن کے احکامات اور سنت نبوی پر عامل ہو اور لازم ہے کہ جب اس پر عمل کو کرے تو اس میں خدا کے سوا دوسری کوئی چیز حائل نہ ہو اور ایسے لوگوں کے طریق کو اختیار نہ کیا جائے جنہوں نے ظاہری گناہوں کو چھوڑ دیا اور باطنی گناہوں کو نہ چھوڑا ہو جو تمام گناہوں کا اصل اصول ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ نہیں کیا کہ جو صرف ظاہری گناہ ہی ترک کریگا اس کو آخرت کا ثواب عطا ہوگا اللہ جلشانہ اس کا ضامن نہیں ہوا۔ اگر کوئی بندہ فاسد اور ناجائز ارادہ سے ظاہری عبادت کرے پس کوشش کرے تو اس کی وہ عبادت گناہ ہوتی ہے اور دنیا اور آخرت کا عذاب اس پر نازل ہوتا ہے اور جسمانی تکلیف ہونے کے سوا دنیا کی تمام لذتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور آخرت کے اجر سے بھی محروم رہتا ہے پس انسان کو واجب ہے کہ وہ صدق اور خلوص سے اپنے دل کو آراستہ کرے اور اس خوبی سے اسکو رونق دے اور اخلاص اور تقوےٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے اور اس سے اسی سنت کو دوست رکھے اور ایسے ارادہ کا محاسبہ کرتا رہے اور جسقدر کوشش اور طلب کرے وہ درست سنت سے ہو اور جسقدر قصد کرے وہ خالص کیے طلب کرنے میں کرے اور جو کلام ہو وہ توحید میں ہو اور عمل اور حال میں اسکی طاعت کرے اور گناہوں سے دور رہنے کے واسطے اپنے

[illegible]

اور خوب کوشش کرے اس سے عاجز نہ ہو کیونکہ جو آدمی اس بات میں عاجز اور ملول ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کو دوزخ نصیب ہوتی ہے اور اس پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑتا ہے اور شیطان لعین کی جو خدا کا دشمن ہے امید پوری ہوتی ہے اور ایسے بندہ پر وہ قبضہ پا لیتا ہے اور شیطان کی خواہش اور اس کی علت غائی یہ ہے کہ خدا کی جناب سے بندہ کو مردود کردے اسی واسطے وہ طرح طرح کے بیہودہ وسوسوں میں بندہ کو گرفتار کرتا ہے یہانتک کہ آخر کار اس بندہ پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آجاتا ہے اور اپنے نفس کے اختیار میں ہی اس کو چھوڑ دیتا ہے جس سے وہ آدمی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے اور شیطان علیہ اللعن کی دوستی میں دوزخ میں جا گرتا ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اس پر بھی ایمان لاؤ کہ شیطان لعین بڑا کمبخت ہے اور بڑا شریر ہے۔ اس سے بڑھ کر تمہارا کوئی دشمن نہیں۔ اس موذی سے تم ہمیشہ ڈرتے رہو۔ کیونکہ اس بات میں دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہے یا تو انسان اس زبردست دشمن کے قبضہ میں آکر ہلاکت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یا ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت اور اس کا فضل اور کرم اسکی دستگیری کرتا ہے اور اس کے مکر اور فریب کے دام سے چھوڑا کر بچا لے۔ میں خدا کے ہاں جو کریم اور رحیم ہے خدا کے شیطان کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے رہائی پانے کی ہم کو طاقت نہیں ہے اگر ہے تو خدا کی قدرت اور طاقت سے ہی ہے اور یاد رکھو کہ نفس ہم کو زیادہ برائی کیطرف ہی مائل کرنیوالا ہے۔ پس یہی مناسب ہے کہ جب نفس کو کسی جگہ پر رکھے یا اس میں داخل کرے تو وہ ایسی جگہ ہی ہو جو خداوند تعالیٰ نے اس کے واسطے مقرر فرمائی ہے اور نفس کی ویسی ہی صفت کرے جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور اس پر ویسا ہی قابو رکھے جیسا خدا نے فرمایا ہے نفس شیطان سے بھی بڑھ کر انسان کا دشمن ہے۔ بلکہ شیطان کی ایک آفت ہی کم نہ تھی یہ اور بھی مرتے ملے ان دونوں سے خدا بچائے۔ اور شیطان کو نفس کی مدد سے ہی بندہ پر قابو ہوتا ہے اس کے سوا نہیں ہوتا۔ پہلے وہ نفس کو ہی طرح طرح کی آرزوؤں اور خواہشوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور جب ان خواہشوں میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس بیچارہ کی دونو خوار بلاؤں میں شامت آجاتی ہے۔ اس لئے بندہ کو اپنی طبیعت میں غور کرنی اور دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی چیز کی خواہش رکھتا ہے اور وہ خواہش اس میں کیونکر پیدا ہوئی ہے اور اس کی پیدائش ضعیف ہو اور باوجود اس کے اسکی طمع بہت زیادہ اور قوی ہے اور باطل دعووں کا مدعی ہے تو وہ خداوند تعالیٰ کی فرمانبرداری کے احاطہ سے باہر ہوگا اور آرزو اور حرص کا بندہ۔ ایسے آدمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بجائے خوف کے آرزوؤں اور خواہشوں کو اسی جگہ میں سمجھتا ہے اور اسکی سچائی جھوٹ ہوتا ہے اور دعوے باطل۔ اور اس کی ہر ایک چیز فریب ہوتا ہے۔ اس کا کوئی کام لائق نہیں ہوتا اور وہ جو دعویٰ کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے اس میں کچھ بھی صدق نہیں ہوتا۔ اس لئے بندے کو چاہیئے کہ دنیا کی ظاہری حالت پر مغرور نہ ہو اور جس امر کیطرف اس کا نفس اسکو مائل کرے اسکی امید نہ رکھے اگر نفس کی زنجیر کھول کر اسکو رہا اور آزاد کر دیگا تو وہ بدی میں پڑ جائیگا۔ اور قابو سے باہر ہو جائیگا اور اس کی خواہش پر چلا اور جو کچھ اس نے کہا وہ کیا تو ہلاکت میں گرفتار ہو جائیگا۔ اور اگر نفس کے محاسبہ میں غافل ہوا تو اس حال میں مغرور ہو جائیگا اور اگر نفس کی مخالفت نہ کر سکا اس سے عاجز رہ گیا۔ تو اس صورت میں غرق ہو جائیگا۔ اور نفس امارہ کی خواہشوں کی پیروی کی تو اس حال میں دوزخ کی آگ میں جا پڑیگا۔ انسان کا نفس بڑا بیوقوف ہے نیکی اور بھلائی کی طرف نہ کبھی رخ نہیں کرتا۔ یہ تمام بلاؤں کا سردار ہے اور تمام برائیوں اور رسوائی کی کان اور شیطان کا خزانہ ہے اور اس کی بازگشت کی جگہ۔ اور خدا کے سوا نفس کی برائیاں کو خدا کے سوا کوئی اور آدمی پہچان بھی نہیں سکتا۔ غرض حضرت نفس کی صفتیں یہ ہیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ اور جب خدا کا خوف ظاہر کرتا ہے تو اس میں امن ہوتا ہے اور جب سچائی کا مدعی ہو تو اس میں وہ جھوٹا ہوتا ہے اور جب دیکھو کہ نفس اپنے عمل میں خلوص ظاہر کر رہا ہے۔ تو جان لو کہ یہ سب اس کا مکر اور فریب ہے اور جب حقیقتیں ظاہر ہوتی

کوئی اس عمل کا بجا لانا اپنے ذمے سمجھے اور اس پر ثابت قدم رہے تو اسکو قسم کھانے کی ترک کرنے پر آمادگی اور سعادت دی
ہوتی ہے اور جب اس عمل کا عادی ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف سے ایک نور کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے
اور اپنے دل میں اس کے فائدہ کو بھی مشاہدہ کرلیتا ہے اور یہ فائدہ ایسے مدارج میں ترقی کرتا جاتا ہے اور اس کے درجہ کو
بڑھاتا ہے اور اس کے قصد اور بینائی میں قوت آتی ہے اور اپنے بھائیوں اور ہمسایوں کی نظروں میں بزرگی حاصل ہوتی ہے
اور ہر ایک آدمی اس کے فرمان کا تابع ہوجاتا ہے اور جو آدمی اس کو دیکھتا ہے وہ اسے پہچانتا ہی ہے اور اس سے خوف
کھاتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ چاہے کوشش سے ہو اور چاہے ہنسی سے جھوٹ بولنا بالکل چھوڑ دے کیونکہ جب کوئی شخص
اس پر عامل ہوتا ہے تو اس کو اپنے نفس پر قابو مل جاتا ہے اور اسکی زبان بھی سچ بولنے کی عادی ہوجاتی ہے اور اس کے
سینہ کو اللہ تعالیٰ کھول دیتا ہے اور اس کی دانش کے آئینہ کو جلا ہوجاتا ہے یہاں تک کہ گویا وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں
اور اگر کسی کو سنے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو اسکو ملامت کرنی چاہیئے اور جھوٹ کے سبب سے اسکی طرف سے اپنے
دل میں عار کرے۔ اور اس کے حق میں دعا مانگے کہ خداوند تعالیٰ اس کے جھوٹ کی عادت کو دور کردے۔ اس
سے دعا کرنے والے کو بھی ثواب عطا ہوگا۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر کسی سے وعدہ کرے تو اسکو وفا کرے یا وعدہ ہی نہ کرے
۔ ایسا وعدہ کے وفا کرنے سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی جائز عذر رکھتا ہے اور اسکے سبب سے اس نے وعدہ کو وفا نہیں
کیا تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں اور یا ایسا کرے کہ وعدہ کرنے کی عادت کو ہی چھوڑ دے اور جو آدمی اس پر عمل کریگا
اس کا قصد راست اور مضبوط ہوگا اور سیدھے راستے پر ہی رہیگا اور وعدہ کا خلاف کرنا دروغ گوئی ہوتا ہے۔
اور جو آدمی مذکورہ بالا عمل پر عامل ہوتا ہے خداوند تعالیٰ اسکے واسطے سخاوت اور حیا کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اپنے
احباب اور دوستوں کے دل میں اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور خدا کی درگاہ میں اس کو بڑا رتبہ حاصل ہوجاتا ہے
چوتھی خصلت یہ ہے کہ خدا کی مخلوق میں سے کسی کو بُرا نہ کہے اور نہ ہی کسی جان کو دکھ پہنچائے یہاں تک کہ ضعیف کیڑے سے
بھی اگر کوئی زیادہ کمزور جان ہو تو اسکو بھی ایذا نہ دے جو لوگ نیکوکار اور راست کردار ہوتے ہیں یہ بات ان کے اخلاق
میں داخل ہے اور جو ایسا آدمی ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ بانی میں رہتا ہے اور اس کی عاقبت بخیر ہوتی ہے کیونکہ
وہ دنیا میں اپنے درجوں کا ذخیرہ جمع کرلیتا ہے اور اسکو مہلک چیزوں سے نجات ملجاتی ہے اور خلقت کی آزار سے
محفوظ اور نگاہ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس دل کو اسکے بندوں پر مہربان کردیتا ہے اور اپنی قربت اور نزدیکی میں
اس کو جگہ دی جاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ لوگوں میں سے کسی کے حق میں بُری دعا نہ کرے۔ اگر کسی نے اس پر ظلم
بھی کیا ہو تو پھر بھی بددعا نہ کرے اور ظالم آدمی کو نہ ہی اپنے کردار سے اور نہ ہی اپنی زبان سے اس کے ظلم کی پاداش
دے۔ ظالم آدمی کے ظلم کا محاسبہ اپنے پروردگار کے سپرد کردے نہ ہی اپنے قول سے ظالم کی مزاحمت کرے اور نہ
ہی فعل سے کیونکہ ایسا کرنے سے بزرگوں اور شیخوں نے منع کیا ہے۔ جو آدمی ان خصلتوں کو اختیار کرتا ہے اس
سے اس کا درجہ بلند ہوجاتا ہے دنیا میں بھی اسکو بڑے بڑے رتبے عطا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی اور ہر ایک
آدمی کے ہاں چاہے وہ نزدیک ہو اور چاہے دور اسکی محبت اور اُلفت بڑھ جاتی ہے اور اسکی دعا کو قبولیت کا درجہ
عطا ہوجاتا ہے اور مسلمانوں کے دل میں اس کی عزت اور مرتبہ زیادہ ہوتا ہے اور چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں
سے کسی کے حق میں شرک اور کفر و نفاق کی گواہی نہ دے ایسا کرنے سے اہل قبلہ کے ساتھ مہربانی اور عطوفت پائی جاتی
ہے اور درجہ کے بلند ہونے کا باعث ہے اور یہ پیغمبر صاحب کا طریقہ ہے جو آدمی اس درجہ کو حاصل کرلیتا ہے۔ وہ
خداوند تعالیٰ کے علم میں دخل در معقولات دینے سے دور رہتا ہے اور خدا کے غضب سے بھی بچا رہتا ہے اور
خدا کی رضا اور اسکی بے انتہا رحمت کے بہت ہی نزدیک ہوجاتا ہے اور جن دروازوں سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
کو رحمت عطا فرماتا ہے [illegible]

ہے کہ ہمیشہ شیطان کی گردشوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے اس سے کبھی غفلت نہیں کرنی چاہئے اور شیطان کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ تباہ اور ہلاک کرنے کے واسطے اپنے ہتھیاروں کو تیز کرے اور اپنے مکر اور فریب کے دام میں پھنسا لے نئی نئی آرزوئیں جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہی نئی چیزیں بظاہر تو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور نادان آدمی ان کو سمجھتا ہے کہ وہ سراسر نور اور روشنی ہیں حالانکہ وہ بالکل شک اور تاریکی ہوتی ہے شیطان بندہ کے واسطے طاعت کے سینکڑوں دروازے کھول دیتا ہے۔ اور کھولنے کے ساتھ ہی یہ چاہتا ہے کہ اگر تھوڑی سی لغزش بھی کرے تو اس کے سارے عمل حبط اور برباد کر دئے جائیں پس اے ایمان لانے والے مسلمانوں تم ہمیشہ اس سے ڈرتے رہو۔ اور شیطان کے جتنے فریب ہیں ان سب کو یاد رکھو جیسا کہ قرآن کا ورد کیا جاتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ آدمی طاعت اور عبادت کے وقت اس طرح ڈرتا اور کانپتا رہے جیسے کوئی چور آدمی چوری کرنے کے وقت اپنے برے کام سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ اور اگر بندہ کے دل میں کوئی ایسا خیال آجائے کہ وہ نفس امارہ کی خواہشوں میں مشغول کر دیتا ہے یا کوئی اور ایسی ہی فکر پیدا ہو تو اس میں سوچ سمجھ کر چلے بغیر سوچے سمجھے جلدی نہ کرے۔ اور علما کی مانند اپنے نفس کے ساتھ آہستگی اور نرمی کرے اور فقیہ لوگوں کے ساتھ صحبت رکھے۔ یہ لوگ خدا کے عالم ہوتے ہیں۔ اور اس کے اوامر اور نواہی پر عمل کرنے والے۔ انکی صحبت میں خدا شناسی کے راستہ کی طرف راہبری ہوتی ہے اور درد کی دوا بھی بتاتے ہیں جو ہمیشہ کے واسطے صحت دینی ہے اور دنیا کے رنجوں سے چھٹکارا ہو جاتا ہے دوسری مجلس میں اس کا بیان پہلے کیا گیا ہے اور کسی انسان کو لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے عمل کے جاننے کے سوا ہی ان باتوں پر مغرور ہو جائے کہ میں بہت نماز پڑھتا ہوں اور بہت سے روزے رکھتا ہوں اور ظاہر میں بہت سی نفلیں ادا کرتا ہوں اس کا کام اس حال سے ہوگا کہ کثرت سے جو قیام کرتا ہے اور روزے رکھتا ہے اور نفلیں پڑھتا ہے وہ سب نفس کے حیلے اور اپنے دشمن کے بہلانے سے ہوں اور اپنے خداوند تعالیٰ کی معرفت کے واسطے اور جو آدمی ایسا کرتا ہے اس کو علم اور دانش کی زیادتی سے ممتاز کیا جاتا ہے پس انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے ظاہری اور باطنی عملوں میں اچھی طرح غور کرے جو عمل کرتا ہے اگر اس کو صدق سے خاص خداوند تعالیٰ کے واسطے کرتا ہے تو اسکو خداوند تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اس کو اس کا اجر عطا کیا جاتا ہے اور اگر وہ خلوص سے نہیں ہوتا اس میں غیر کو بھی شریک کرتا ہے تو اس کے عمل کو خداوند تعالیٰ رد کر دیتا ہے اگر انسان کا عمل صالح ہوتا ہے تو اسکی تمام خصلتیں بھی پاک ہوتی ہیں۔ اور اسکی عقل درست ہوتی ہے اور اس کا جو کام ہوتا ہے وہ ٹھکانا ہے۔ اور جو لوگ خدا کے دوست اور اس کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ ان سے اسکی نشانی ظاہر ہوتی ہے اور یہ لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ خدا کی طرف ہی ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں اور خدا سے ہی یہ لوگ کلام کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں بھی فقط خدا ہی خدا بستا ہے جو کچھ لیتے ہیں وہ خدا کے نام پر ہی لیتے ہیں اور خدا کے نام پر ہی دیتے ہیں یہ ایسے اعمال ہیں اور ہر حال میں اس قسم کے لوگ فانی فی اللہ ہوتے ہیں۔ اور نفس کی ہوا اور ہوس سے بالکل دست بردار اور اس پر صابر اور شاکر کہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ اور انسان کو واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کی آرزوؤں پر تہمت لگائے اور اپنے دین کو بھی متہم کرے اور اس کو یہ خطاب کرے کہ ابھی تک جیسی کہ چاہئے ویسی معرفت تم کو حاصل نہیں ہوئی اور اسی طرح ابلیس اور نفس کو بھی متہم کرے تا کہ اس کے مکر اور فریب سے خلاصی پا جائے۔

دس خصلتوں کا بیان

جو لوگ اہل مجاہدہ اور اہل محاسبہ اور خداوند ان قصد ہوتے ہیں ان میں دس خصلتیں ہوتی ہیں۔ ان کی ان لوگوں نے اپنے نفس کے واسطے آزمائش کی ہے ان لوگوں نے حبیب اللہ کے حکم سے ان کو قائم اور مضبوط رکھا۔ تو وہ بزرگ مرتبوں پر پہنچ گئے اور وہ دس خصلتیں یہ ہیں۔ پہلی خدا کی قسم چاہئے سچی ہو چاہئے جھوٹی جان بوجھ کر یا بھول کر ہرگز نہ کھائے اور جب

عاقبت کے توشوں میں سے بہتر توشہ اور ان چیزوں میں سے آخری چیز ہے جن کا ارسدہ پر باقی رہتا ہے اور جس بندے میں یہ خصلت پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک اور بلاؤں سے بچا لیتا ہے اور اسکی امداد سے وہ ان مرتبوں کو طے کر لیتا ہے جو خداوند تعالیٰ کی نصیحت کے بابت ہیں۔ اور ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جو خدا کے دوست اور اس کے برگزیدہ ہیں اور شیطان لعین سے دور ہو جاتا ہے جو خداوند عالم کے دشمنوں میں سے ہے اور یہ خصلت خدا کی رحمت کا ایک دروازہ ہے۔ اس میں مکر جاتا رہتا ہے غرور کا رستہ کٹ جاتا ہے۔ جاہ اور جلال کے خیال سے کنارہ کشی حاصل ہو جاتی ہے اور اپنے سر پر بندگی کے تاج کو رکھ لیتا ہے۔ یہ عبادت کا مغز ہے اور زاہدوں کی بندگی کی انتہا اور عابدوں کی علامت اور اس سے زیادہ اور کوئی چیز بزرگ نہیں اور باوجود ان خصلتوں کے ہونے کے عالم اور دوسرے لوگوں کے ذکر سے اپنی زبان کو روکے رکھے اور یہ تب ہی کر سکیگا کہ اس خصلت کو اختیار کر لیگا۔ یعنی اپنے دل سے کینہ اور نافرمانی اور تکبر کو نکال دے۔ اور اسکی زبان ظاہر اور باطن کے موافق ہو اور اس کا قصد بھی ظاہر اور باطن میں ایک ہی ہو۔ اور اسکی کلام بھی ایک ہو دو رنگ نہ ہو۔ اور خیر خواہی میں تمام لوگوں کا اس کے روبرو ایک ہی درجہ ہو یعنی سب سے یکساں خیر خواہی کرے اور کسی کو نصیحت کرنیوالا نہ ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی کو بدی سے یاد کرے یا اسکے نزدیک کسی کی بُرائی بیان کیجائے اور اس سے اس کا دل خوش ہو تو یہ عابدوں کے واسطے آفت ہے اور زاہدوں کو ہلاک کرنیوالی بات ہے اور نصیحت کرنے میں ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بدی سے یاد کرے اور دوسرے کی برائی سنکر خوش ہو مگر جن لوگوں کو خدا نے یہ توفیق دی ہے کہ وہ اپنی زبان کو نگاہ رکھیں اور اپنی رحمت سے ان کے دل کو معمور اور آباد کر دیا ہے وہ ان بلاؤں سے بچے رہتے ہیں +

توکل کا بیان

اس بات میں اللہ جلشانہ کا کلام اصل اور کافی سند ہے فرماتا ہے جو شخص توکل کرتا ہے خدا اس کے واسطے کافی ہوتا ہے اور فرمایا ہے اگر تم ایماندار ہو تو خدا پر توکل کرو۔ اور عبداللہ بن مسعود راوی ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے حج کے زمانہ میں خدا نے مجھے اپنی امت کے لوگوں کو دکھایا اور میں نے ان سب کو دیکھا۔ میری امت کے لوگوں سے میدان اور پہاڑ بھرے ہوئے تھے۔ اور جب میں نے اپنی امت کے لوگوں کی اس قدر کثرت دیکھی اور ان کے حال کو ملاحظہ کیا تو مجھ کو پہلے معلوم ہوئی یہ کثرت اور انکی ہیبت کہ تم خوش ہوئے میں نے جناب باری میں عرض کی کہ ہاں میں خوش ہوا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ان میں ستر ہزار وہ آدمی شامل ہیں جو حساب کے بغیر ہی بہشت میں داخل ہونگے اور وہ لوگ ہیں جو نہ تو داغ دیتے ہیں نہ بد فالی پکڑتے ہیں اور نہ وہ افسوں پڑھتے ہیں اور خدا پر توکل رکھتے ہیں عکاشہ محصن کا بیٹا اس وقت اٹھا اور انہیں نے خدمت میں عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول مقبول آپ میرے واسطے خداوند تعالیٰ کے ہاں دعا مانگیں تا کہ میں بھی اس جماعت کے لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا اے اللہ تو اس کو ان لوگوں میں شامل کر دے۔ اس کے بعد ایک اور آدمی اٹھا اور عرض کی کہ اے خدا کے رسول میرے واسطے بھی دعا فرمایئے تاکہ میں بھی اس جماعت میں ہو جاؤں۔ آپ نے اسکو فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے اس معاملہ میں سبقت لے گیا ہے اور توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دے اور تدبیر کی تاریکیوں کو چھوڑ کر خدا کی رضا اور اس کے احکاموں کے فرمان کے مطابق میں چلے اور اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ قسمت میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ الٹ نہیں سکتا قسمت کا لکھا نہیں مٹیگا اور جو قسمت میں نہیں لکھا وہ ملتا نہیں پس اپنے دل کو آرام اور تسکین دے اور خداوند تعالیٰ نے جو وعدے کیے ہیں انکی انتظار رکھے اور اس پر یقین رکھے کہ وہ اپنے اقرار کا سچا ہے جو اس نے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کریگا۔ اور توکل کے تین درجے ہیں ایک توکل ہے دوسرا تسلیم اور تیسرا تفویض ہے جو متوکل آدمی ہوتا ہے وہ تو خدا کے وعدہ سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے اور جو صاحب تسلیم ہوتا ہے وہ خدا کے علم پر کفایت کرتا ہے اور صاحب تفویض خدا کی رضا پر راضی

ظاہر میں نظر کرے اور نہ ہی باطن سے اور جتنے گناہ ہیں ان سب سے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو محفوظ اور نگاہ رکھے اس سے نیک عمل انسان کے دل اور اسکے باقی تمام اعضاوں میں سرایت کر جاتے ہیں اور ان کو وہ دنیا اور آخرت کے واسطے جمع کرتا ہے ہم خدا کے ہاں دعا کرتے ہیں کہ وہ ان خصلتوں کے حاصل ہونے اور ان پر عمل کرنے کی ہم کو توفیق دے اور نفسانی خواہشوں کو ہمارے دل سے دور رکھے آٹھویں یہ ہے کہ کسی آدمی پر اپنا بوجھ نہ ڈالے بلکہ ساری مخلوق کا خود بوجھ اٹھائے۔ اور اگر کسی چیز کی اسکو محتاجی ہو تو اسکی طرف سے بے نیاز رہے اس طرح کی بے نیازی سے عابدوں کو عزت حاصل ہوتی ہے اور ان کو پرہیزگاری کا شرف عطا ہوتا ہے اور اس کے سبب سے اس کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ لوگوں سے نیک کام کرائے اور بدی سے باز رکھے۔ اور تمام لوگ اس سے راستی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ جب کسی بندہ میں یہ خصلت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو غنی کر دیتا ہے اور خدا پر اس کو وثوق اور توکل حاصل ہوتا ہے۔ اور جو اس کی نفسانی خواہش ہوتی ہے وہ دبی رہتی ہے نہ پاک کرطری نہیں ہوتی۔ اور دوسرے لوگ بھی اس سے راستی اور صدق اختیار کرتے ہیں یہ خصلت مومنوں کی عزت اور پرہیزگار لوگوں کے شرف کا باعث ہے اور جو آدمی اخلاص کے دروازہ میں ہونا چاہتا ہے اس کے واسطے یہاں سے بہت نزدیک راستہ ہے۔ نویں خصلت یہ ہے کہ بندہ کو لازم ہے کہ وہ اپنے طمع کا ہاتھ کسی کی طرف نہ بڑھائے۔ اور جب دوسرے لوگوں کا جاہ و حشم اور ان کے مال اور انکی دولت کو دیکھے تو وہ اپنے نفس کی ہوا اور ہوس کو نہ بڑھائے اس سے انسان کو بڑی عزت حاصل ہوتی ہے اور اس کو غنا و خالص نصیب ہوتا ہے اور بایک بڑے ملک کی سرداری سے ممتاز رہتا ہے اور ایسا کرنے میں آدمی کو بڑا فخر ملتا ہے اور صاف یقین اور کافی توکل نصیب ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے اعتماد کے دروازوں میں سے یہ خصلت ایک دروازہ ہے اور پرہیزگاری کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اس سے انسان کی پرہیزگاری اور عبادت کامل ہو جاتی ہے اور جو لوگ دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ انکی ایک علامت ہے۔ دسویں تواضع ہے اس خصلت کے اختیار کرنے سے بندہ آدمی کے مقام میں مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور خدا اور خلق اللہ کے ہاں اس کی عزت اور اس کا درجہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اور دنیا اور آخرت کے جو کام کرنے چاہتا ہے ان پر اس کو توانائی اور قدرت حاصل ہو جاتی ہے جتنی عبادتیں ہیں یہ خصلت ان سب کی جڑ ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ سب عبادتوں کا ایک مجموعی درخت ہے۔ جس میں شاخ اور جڑ سب کچھ شامل ہے اور اس خصلت کے باعث بندہ ان نیکو کار لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جو شادی اور غمی ہر حالت میں خدا کی رضا پر راضی رہتے ہیں یہ خصلت پرہیزگاری کا کمال ہے۔ اور تواضع یہ ہے کہ انسان ہر ایک آدمی کو ہر ایک بات میں اپنے آپ سے بہتر جانے اور اپنے دل میں یہ سمجھے کہ خدا کے نزدیک اس کا درجہ میرے سے کئی درجے بہتر ہے چاہے وہ بندہ اس سے چھوٹا ہی ہو اور اس کا یقین اس طرح اپنے دل میں بٹھاتا ہے کہ اس نے تو خدا کی نافرمانی نہیں کی اور میں نے اسکی نافرمانی کی ہے اس لئے کوئی شک نہیں کہ وہ آدمی مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ آدمی اس سے بڑا ہو تو پھر یہ خیال کرے کہ اس نے خدا کی طاعت اور عبادت مجھ سے زیادہ کی ہے۔ اس لئے مجھ سے بڑا اور بہتر ہے اور اگر وہ عالم آدمی ہو تو اس طرح اپنے دل کو سمجھائے کہ میرا باطن تو اندھا ہے اور علم کی دولت سے جو ایک دولت عظمیٰ ہے بے نصیب ہوں میرے جو افعال ہیں وہ تو نادانستہ اور جہالت کے سبب سے ہیں اور جو عالم صاحب کے افعال اور اعمال ہیں وہ علم اور دانش کی رو سے ہیں اور اگر وہ جاہل آدمی ہو تو اس کی نسبت یہ خیال کرے کہ یہ آدمی جو نافرمانی کرتا ہے تو صرف جہالت اور ناواقفی سے کرتا ہے اور مجھے علم ہے میں باوجود علم کے ہونے کے گناہ کرتا ہوں پس میرا کیا انجام اور کیا حال ہوگا۔ اور اگر کوئی کافر آدمی ہو تو اس کی نسبت اپنے دل کو اس طرح سمجھائے کہ ممکن ہے کہ یہ آدمی مسلمان ہو جائے اور اس سے اسکی عاقبت بخیر ہو اور خدا نخواستہ اگر [illegible] کا دروازہ ہے۔ اور

کی طرف توجہ کرے اور خدا کے سوا دوسروں کا بھروسا ترک کر دے۔ اور نوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان اپنی تدبیر کو درمیان میں نہ لائے بلکہ خدا کی تدبیر میں فنا کر دے اپنا وکیل اور کارساز اور مددگار خدا کو ہی سمجھے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے بندوں کی وکالت کے واسطے خدا کافی ہے اور بزرگوں کا قول ہے کہ بندہ نا چیز ہے اور اس کا خدا پر توکل کرنا اس کے واسطے ایسا ہی کافی ہے جیسا کہ ابراہیم نے اپنے رب کو اپنا دوست تصور کیا تھا اور وہ اس کے واسطے کافی ہوا۔ جب جبرائیلؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے پوچھا کہ مجھ سے تو کوئی حاجت رکھتا ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ انسان ہر ایک طرف سے اپنے دل کو نکال لے اور اس خالق پر بھروسہ کرے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ لوگوں نے سہل بن عبداللہ سے سوال کیا کہ بندہ متوکل کب ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب خلق اللہ کی طرف سے آدمی کا دل دور ہو جائے اور خدا کی جانب نہایت قرب حاصل کرے اور حاتم اصم سے پوچھا کہ آپ کو جو توکل حاصل ہوا ہے یہ کیونکر ہوا ہے۔ جواب میں فرمایا چار خصلتوں سے۔ پہلی تو یہ ہے کہ میں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ جو میری روزی ہے اس کو میں ہی کھاؤں گا میرے سوا کوئی دوسرا آدمی اس کو نہیں کھا سکتا۔ اس لئے میں اپنی روزی کی فکر نہیں کرتا۔ دوسری یہ ہے میں اس بات کو جانتا ہوں کہ جو میرا کام ہے اسکو میرے سوا اور کوئی نہیں کریگا اس واسطے ہمیشہ میں اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں کبھی اس سے غافل نہیں ہوتا تیسری یہ ہے کہ میں یہ علم رکھتا ہوں کہ موت اچانک آنے والی ہے پس میں اس کے واسطے جلدی کرتا ہوں چوتھی یہ ہے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر حالت میں میں اپنے پروردگار کے سامنے ہوں۔ اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس واسطے ہر حال میں میں اس سے شرم کرتا ہوں۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے پوچھا کہ توکل کیا ہے آپ نے جواب دیا توکل یہ ہے کہ اگر تم اژدہا کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈالو اور وہ کلائی تک نگل جائے۔ تو اس وقت بھی تمہارے دل میں خدا کا خوف ہی ہو۔ اس کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو۔ جب میں نے آپ کا یہ جواب سنا۔ تو بایزید بسطامی کے پاس شہر بسطام میں آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے فرمایا۔ کہ اے ابوموسیٰ عبدالرحمٰن نے تم کو جو جواب دیا ہے اس سے تمہارے دل کی تسلی نہیں ہوئی میں نے کہا کہ آپ بھی اسکی حقیقت کو مجھ پر ظاہر کر دیں فرمایا اگر تم پہلے ہی میرے پاس آتے تو توکل کی حقیقت میں تم کو بتلا دیتا اب دروازہ پر جاؤ اور اس کے جانب سے اسے سوال کا جواب تلاش کرو عرش کے دروازہ پر جس سانپ نے حلقہ کیا ہوا ہے۔ اگر وہ تمہارے اور حملہ آور ہو تو خدا کے خوف کے سوا تم نے اور کوئی خوف اپنے دل میں نہ لانا۔ اس کے بعد میں آپ کے پاس سے رخصت ہوا اور دوسل میں سا اس جگہ ایک سال میں نے بسر کیا اور پھر زیارت کے لئے شیخ بایزید کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تمہاری زیارت کو آیا۔ زیارت کرنیوالے کو مرحبا ہو پس ایک ماہ تک میں آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ اس عرصہ میں میرے دل میں جو اندیشہ آتا۔ دریافت کرنیکے سوا ہی شیخ کی طرف سے اسکی مجھ کو خبر ہو گئی اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب میں آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہوں اور کچھ فائدہ کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مخلوقات کا فائدہ کوئی فائدہ نہیں آپ رخصت ہو جائیے

اسلئے میں آپ سے رخصت ہوا اور اس بات ہی فائدہ سمجھا۔ ... وہیں ... جنگل میں آپ نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ پر سوار دیکھا۔ اس نے اسی اثنا میں اپنے اونٹ کو بٹھلا کر اس کی نکیل ایک جگہ پر لٹکا دی اور آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے کہا اے اللہ میرے لوٹ کے آنے تک یہ اونٹ اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ سب کچھ تیری حمایت میں چھوڑتا ہوں۔ یہ کہکر وہ مسجد حرام میں چلا گیا۔ اور جب وہاں سے فراغت پا کر لوٹا اور آ کر اپنے اونٹ کو دیکھا تو وہ مع اسباب کے جو اس پر تھا چوری ہو گیا تھا۔ جب اس نے اونٹ کو نہ پایا تو اپنا سر اس نے آسمان کی طرف اٹھایا اور یہ کہا اے اللہ جو میرا مال چوری گیا ہے وہ میرے پاس سے نہیں گیا۔ بلکہ میری گرانی اور

رہتا ہے اور اس پر عامل ہوتا ہے کہ جو سری صاحب میں ام بیر الہی) جدا اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل شروع ہے اور تفویض اعلیٰ درجہ ہے اور تسلیم درمیانی۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ توکل مومن آدمی کی صفت ہے اور تسلیم ان لوگوں کی صفت ہے جو خدا کے ولی ہیں اور تفویض موحدوں کی صفت ہے اور فرمایا ہے کہ توکل عام لوگوں کی صفت ہے اور تسلیم خاص لوگوں کی صفت ہے اور تفویض انکی صفت ہے جو خاص الخاص ہیں اور فرمایا ہے کہ توکل پیغمبروں کی صفت ہے اور تسلیم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صفت ہے اور تفویض ہمارے سید محمد مصطفےٰ صلعم کی صفت ہے اور ابراہیم خلیل اللہ کو جو کامل توکل حاصل ہوا ہے جو حضرت کے نام سے موسوم ہے وہ اس وقت ہوا ہے جب آپ کو آگ میں پھینکنے کے واسطے گوپھنی میں بٹھایا گیا اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ اس وقت تم کو کوئی حاجت ہے آپ نے جواب میں انکو فرمایا کہ تم سے مجھے کوئی حاجت نہیں۔ اور آپ نے یہ جواب اس واسطے دیا تھا کہ خدا کے سوا آپ کی ذات مبارک میں اور کوئی بات نہ تھی اور خدا کے سوا دوسری کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ توکل کا پہلا مقام یہ ہے۔ کہ بندہ اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھوں میں اس طرح ڈال دے جیسے مردہ کو مردہ شو کے ہاتھوں میں ڈالا جاتا ہے جس کروٹ پر چاہتا ہے اسی پر مردے کو مردہ شو الٹ دیتا ہے اور وہ خود اپنی ذات میں کوئی حرکت اور حیلہ نہیں رکھتا پس متوکل آدمی کی نظر خداوند تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے نہ اس سے کچھ مانگتا ہے اور نہ ہی اس سے کچھ پوچھتا ہے اور عنایت اور فضل ایزدی کو رد نہیں کرتا اور نہ ہی منع کرتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تقدیر الٰہی پر شاکر رہنا ہی توکل ہے اور حمدون کہتے ہیں۔ کہ توکل یہ ہے انسان خداوند تعالیٰ کی تحفظ اور امید کی رسی کو مضبوط پکڑ لے۔ اور ابراہیم خواص علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کسی چیز سے خوف اور امید نہ رکھے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل۔ یہ ہے کہ ہمیشہ کو ایک ہی دن پر رکھے۔ اور کل کے روز کا غم اور فکر اپنے دل میں نہ آنے دے۔ اور ابو علی رودباری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی توکل کو نگاہ رکھنا چاہے تو اس کے واسطے تین درجے ہیں

پہلا یہ ہے کہ کوئی چیز مل جائے تو خدا کا شکر کرے۔ اور اگر نہ ملے تو صبر کرے اور دوسرا درجہ یہ ہے چاہے کچھ ملے اور چاہے نہ ملے۔ دونوں حالتیں اس کے نزدیک برابر ہوں۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر نہ ملے تو اس وقت شکر کرے تو دوست رکھے اور یہ جانے کہ خداوند تعالیٰ کی مرضی اسی میں تھی۔ جعفر کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم خواص نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ کے سفر میں تھا۔ میں نے ایک وحشی کو دیکھا۔ میں اس کے پاس گیا اور جا کر اس کو کہا تم جن ہو یا انسان ہو۔ اس نے جواب دیا میں تو جن ہوں اس کے بعد میں نے اس سے کہا تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا میں مکہ کو جانا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا۔ تمہارے پاس توشہ اور سواری کچھ بھی نہیں کیونکر سفر کرے گا اس نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا توکل کیا ہے۔ اس نے کہا خدا سے لینا توکل ہے اور سہل کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ جو بندوں کو روزی دیتا ہے اس کو پہچانیں۔ اور فرمایا ہے کہ توکل اس وقت درست ہوتا ہے جب یہ خیال پختہ ہو جائے کہ آسمان تانبے کی مانند ہے اور زمین لوہے کی طرح۔ نہ تو آسمان سے پانی برستا ہے اور نہ زمین سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور باوجود اس کے یہ یقین ہو کہ اللہ جل شانہ مجھے ہرگز نہیں بھولے گا کیونکہ آسمان اور زمین کے درمیان وہ اس کو روزی پہنچانے کا ضامن ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ توکل اسکو کہتے ہیں کہ روزی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور بعض بزرگوں کا قول یہ ہے۔ کہ توکل یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے خدا کے سوا اور کسی کی مدد نہ مانگے اور نہ ہی کسی غیر کو اپنی روزی کا خزانچی سمجھے اور خدا کے سوا کسی کو اپنے کام کا دیکھنے والا نہ جانے۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان سراپا خدا کی حمایت اور شفقت

چاہتا ہوں کہ اس سواری کو چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا گھٹنا باندھ دے اور توکل کرو۔ اور بعض بزرگوں
نے فرمایا ہے کہ متوکل شیرخوار بچہ کی مانند ہوتا ہے بچہ اندازاً اپنے پاس آنے والی کسی چیز کو نہیں پہچانتا مگر اپنی ماں کے پستان
کو پہچان لیتا ہے اس طرح متوکل آدمی بھی کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا اگر اس کو بھروسا ہوتا ہے تو اپنے پروردگار پر ہی
ہوتا ہے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ دل سے تمام شبہوں کو دور کیا جائے اور ان کے دور کرنے کے بعد
اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کریں اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ جو کچھ خدا کے دست قدرت میں
ہے اس کی نسبت اس پر ہی تکیہ کیا جائے اور جو کچھ خلائق کے ہاتھوں میں ہے اس سے ناامید ہوں۔ اور بعض کہتے
ہیں کہ توکل یہ ہے کہ روزی کے فکر سے انسان اپنے دل کو خالی کر دے ❖

حسن خلق کا بیان

اخلاق کے باب خدا کے قول کو دلیل میں لایا گیا ہے جو اپنے رسول مقبول کے حق میں فرمایا ہے۔ ارشاد کیا ہے۔ اے محمدؐ
تیرے اخلاق سب اچھے ہیں۔ روایت ہے کہ انس بن مالک نے پیغمبر خدا سے پوچھا ایمان کے رو سے مسلمانوں میں
سے بہتر آدمی کون ہے آپ نے فرمایا لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق حسنہ ہوں کیونکہ بندہ کی خصلتوں
میں سے سب سے بہتر خصلت حسن خلق ہے۔ اس سے انسان کا ذاتی جوہر معلوم ہوتا ہے اور یہ جوہر نیک
اخلاق میں ہی پوشیدہ ہے جو اسی پیدائش میں نامی اور گرامی جوہر ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلعم کو معجزے
اور کرامات اور بزرگی کے دینے کے سوا حسن خلق سے خاص کر مخصوص فرمایا ہے۔ اور جس طرح آپ کے نیک خلقوں
کی تعریف کی ہے ویسی اور کسی چیز کی تعریف نہیں کی۔ فرمایا ہے (اے محمد صاحب تو اپنے نیک خلقوں کے سبب سے
بزرگ ہے)۔ اور بزرگ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کے نیک خلقوں کی جو تعریف کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے
لوگوں کو دونوں جہان کی نعمتیں بخش دی ہیں اور آپ صرف اپنے پروردگار پر ہی کفایت کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ
بزرگ خلق اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی معرفت میں اپنے عقل کے ساتھ جھگڑا نہ کرے اور نہ ہی خدا سے جھگڑا کرے اور
فرمایا ہے کہ بزرگ خلق اس کو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایذا پہنچائیں تو ان کا آزار کچھ تاثیر نہ کرے۔ مگر یہ اس وقت ہو کہ جب
آدمی خدا کے مشاہدہ میں مصروف ہو اور ابوسعید خراز کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے صرف خدا کے ساتھ
ہی سروکار رکھا ہے اور کسی طرف سے بس نہ کھایا۔ جنید کا قول ہے کہ حارث کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ تین
چیزوں کو تین چیزوں سے کامل کیا گیا ہے۔ خوبروئی کو صیانت سے اور خوش کلامی کو سچائی سے کامل کیا ہے اور
امانت کی تکمیل وعدہ کے پورا کرنے سے کی ہے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو آدمی خوش خلق ہوتا ہے وہ اپنے
آپ کو ہیچ جانتا ہے اور دوسرے آدمی کو بزرگ سمجھتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ نیک خو آدمی کی علامت یہ ہے۔ کہ
دوسرے لوگوں کو آزار سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ محنت اٹھاتا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تم
اپنے مال سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے ہو۔ تمہیں چاہئے کہ فراخ حوصلہ ہو اور کشادہ دلی سے بخشش اور
کرم کے دروازہ کو کھول دو ❖

خدا کے ساتھ نیک خوئی

اللہ جل شانہ کے ساتھ اچھا خلق اس کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے سب احکام کو دل سے ادا کرے۔ اور جس سے منع
کیا ہے اس سے باز رہے اور اپنا استحقاق عوض کا قائم کرنے کے سوا ہر حالت میں خدا کی طاعت اور عبادت میں
کمربستہ اور مستعد رہے اور قضائے الٰہی نے جو کچھ مقدر میں لکھ دیا ہے اس پر صابر اور شاکر رہیں اور اس میں کمی و
بیشی کی خواہش نہ کریں۔ کیونکہ اس کی اس میں گنجائش نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اعتراض کریں۔ اور خدا کو
وحدہٗ لاشریک لہ سمجھیں اور بغیر شک اور شبہ کے اس پر یقین لائیں کہ خداوند تعالیٰ اپنے وعدہ کا سچا ہے ذوالجلال

صمامت سے چوری گیا ہے اس کے بعد طاؤس کا بیان ہے کہ اسی اثنا میں ایک شخص ابا قبیس نام پہاڑ سے اترا اس نے بائیں ہاتھ میں اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور اسکو کھینچے ہوئے لا رہا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تھا اور وہ گردن میں لٹک رہا تھا وہ اونٹ کو کھینچے ہوئے اعرابی کے پاس آیا اور آکر اس کو کہا کہ اپنا اونٹ لے لو اور جو چیزیں تمہاری اس کے اوپر لائی ہوئی تھیں ان کا بھی جائزہ دے لو میں نے ابا قبیس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جواب دیا کہ ایک آدمی پہاڑ کے سر پر مجھے ملا ہے وہ ایک خوش خرام گھوڑے پر سوار تھا۔ جونہی مجھ سے دو چار ہوا اس نے مجھ کو کہا اے چور آدمی تم اپنا ہاتھ میرے آگے بڑھا دو میں نے اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھا دیا۔ اس نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اور ایک دوسرا پتھر اٹھا کر اوپر سے دے مارا اس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ جو اب میرے گلے میں لٹک رہا ہے اور اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ اب تو پہاڑ سے نیچے اتر جا اور اس اونٹ کو مع ان چیزوں کے جو اس کے اوپر لدی ہوئی ہیں مالک کے حوالہ کر دے۔ اس لئے میں نے اپنا ہاتھ کٹانے کے بعد اس کے کیے پر عمل کیا ہے اور میرا یہ ماجرا ہے۔ اور حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی خدا پر کما حقہٗ توکل کرے تو وہ اسکو اس طرح روزی پہنچائے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے جو صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آجاتے ہیں۔ اور مجاہد بن کعب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بزرگ بننا چاہتا ہے تو وہ خداوند تعالیٰ سے خوف کرے اور جو غنی ہونے کی خواہش رکھتا ہے وہ اس چیز پر زیادہ بھروسا کرے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے بہ نسبت اس کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور حضرت عمر رض دو شعروں کے اس مضمون کو مثال میں لایا کرتے تھے کہ لیے اوپر کام کو آسان کر لو کیونکہ سب چیزوں اور سب کاموں کا اندازہ خداوند تعالیٰ کے اندازہ کے موافق ہوتا ہے جو چیز تم کو نہیں ملنے والی وہ ہرگز نہیں ملیگی اور جو چیز پہنچنے والی ہے۔ وہ ضرور پہنچیگی تم سے دور نہیں رہیگی۔ یحییٰ بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ آدمی متوکل کب ہوتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ انسان اس وقت متوکل بنتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر راضی ہو۔ اور بشر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم متوکل ہیں مگر وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں اگر وہ متوکل ہوتے تو وہ اس کام پر راضی ہوتے جو خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اور ابو تراب نخشی کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کی بندگی میں مصروف کرے اور خدا کے رازق ہونے پر اپنا دل لگائے۔ اور کفایت پر آرام پکڑے۔ اگر کوئی چیز مل جائے تو اس پر شکر کرے اور اگر نہ ملے تو صابر ہو رہے۔ اور ذوالنون کہتے ہیں۔ کہ توکل یہ ہے۔ کہ انسان تدبیر کو ترک کردے اور اپنے زور اور اپنی قوت کو ہیچ جانے۔ ایک شخص نے توکل کے بارہ میں ذوالنون سے سوال کیا۔ آپ نے اس کو جواب دیا کہ ارباب اور اسباب سے قطع تعلق کرنا توکل ہے اس کے بعد سائل نے کہا کہ آپ اور بھی اس کی زیادہ تشریح فرمائیں آپ نے فرمایا توکل یہ ہے کہ نفس کو خداوند تعالیٰ کی بندگی میں مشغول کیا جائے اور غرور سے اس کو خالی کریں اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہر ایک طمع سے دل کا تعلق قطع کریں مگر کسب حلال کے واسطے جو ظاہری کوشش کی جاتی ہے اور جو مسنون ہے وہ دل کے توکل کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ کیونکہ یہ ارادہ بندہ کے دل میں مضبوط ہوتا ہے کہ لقا مر الٰہی برحق ہے اور توکل کی جگہ دل ہے اور ایمان کی حقیقت یہی ہے اور اگر کوئی آدمی کسب کرنے سے انکار کرے تو وہ سنت سے انکار کرنے والا ہوگا۔ اور جو آدمی توکل سے انکار کرتا ہے وہ ایمان کا منکر ہوتا ہے اگر کسی چیز کے ملنے میں کسی سبب سے انسان کو دشواری لاحق ہو۔ تو اس کو تقدیر الٰہی سے جانے اور اگر آسانی سے ملجائے تو اسکو بھی بشت ایزدی سے سمجھے پس متوکل آدمی کا جو جسم ہے وہ تو چیزوں کے حاصل کرنے کے واسطے ظاہر میں حرکت کرتا ہے اور جو دل ہے وہ خدا کی تقدیر پر اور اس کے وعدہ پر بھروسا کر کے صابر رہتا ہے۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار تھا اور اسی حال میں وہ رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں

شکر کا بیان

اصلیت اللہ جل شانہ فرماتا ہے اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہاری نعمت کو زیادہ کروں گا اور عطا علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں
ئشہ رض کی خدمت میں عرض کی کہ حضور صلعم سے جو آپ نے بہت عجیب بات دیکھی ہے وہ فرمائیں یہ سُنکر آپ نے
مایا کہ خدا کے سچے رسول کا ایسا کونسا حال ہے جو تعجب پیدا کرنے والا نہ ہو۔ ایک رات خدا کے رسول مقبول
ں تشریف لے آئے۔ اور میرے ساتھ بستر استراحت پر آرام کیا جونہی آپ کے جسم نے میرے جسم کے
۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر کی بیٹی مجھے جلدی سے اجازت دیدے کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ کی عبادت
ہو جاؤں۔ میں نے جواب میں عرض کی کہ گو مجھ کو آپ کی مصاحبت سے بہت محبت ہے اگر آپ کی یہی خواہش
ں کو منظور کر لیتی ہوں اور اجازت دیتی ہوں کہ آپ خدا کی عبادت میں ہی مصروف ہوں۔ اس لئے آپ
رہ لیا اور اس سے وضو کیا اور وضو کرنے میں بہت سا پانی گرایا اور جب وضو کر چکے تو نماز میں کھڑے ہو گئے
دمے ہی رونا شروع کر دیا۔ اور اس قدر روئے کہ آپ کے سینہ مبارک پر آنسو جاری ہو پڑے اس کے
د رکوع کیا اور رکوع میں روتے اور پھر سجدہ میں روتے اور پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر روئے اور رات بھر آپ
ال کبھی بیٹھے نماز میں روتے ہی رہے یہاں تک کہ بلال تشریف لائے اور آکر آپ کو فجر کی نماز کی اطلاع دی
آپ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ اسقدر کیوں روتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے
م گناہ بخش دئیے۔ آپ نے جواب دیا کہ کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں خدا کے شکر کرنے والے بندوں میں داخل نہ
ہو سکتا ہے کہ میں خدا کا شکر بجا نہ لاؤں کیونکہ خدا نے میرے اوپر اس آیت کو نازل فرمایا ہے کہ آسمان
پیدائش میں آخر تک نشانیاں ہیں۔ اور جو لوگ اہل تحقیق ہیں ان کے نزدیک شکر کی حقیقت یہ ہے
نے والے کی نعمت کا عاجزی اور فروتنی سے اقرار کیا جاوے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی ذات کے ان معنوں میں
ہے فرماتا ہے کہ تمہارا پروردگار شکور ہے اور شکور کے معنے یہ ہیں کہ اپنے شکر کرنے والے بندوں کو شکر کے
جزا دیتا ہے اس لئے شکر کی جزا شکر ہی ہوتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے بدی کا عوض بدی ہے۔ اور بزرگ
کر کے معنے یہ ہیں کہ جو آدمی اپنے ساتھ نیکی کرے اس کو نیکی سے یاد کیا جاوے۔ اور خدا کے واسطے بندہ کا
کہ خدا کے احسان پر اسکی تعریف کرے اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ہو کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے احسان سے یاد کرے اور بندہ کا احسان
یہ خداوند تعالیٰ کی عبادت کرے اور ایک خداوند تعالیٰ کا احسان یہ ہو کہ اپنے بندہ کو نعمت عطا فرمائے اور زبان اور دل سے اپنے اندر کی نعمتوں
کا شکر ہے ایک یہ کہ زبان سے شکر ادا کیا جاوے اور عاجزی کے ساتھ اسکی نعمت کا اعتراف کریں۔ دوسرا قسم اور
ہا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ انسان عبودیت کے عہد کا وفا کرے اور خدمتگزاری اور دل سے شکر کرنے پر
ہے اور بساط شہود کی حرمت کو نگاہ رکھے۔ اور فرماتا ہے کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اگر اپنے یار کا کوئی عیب دیکھے
دہ کر دے۔ اور کانوں کا شکر یہ ہے کہ اگر کوئی عیب سُن لے تو اس کو چھپائے رکھے غرض اللہ جل شانہ کی نعمتیں
شکری اور نافرمانی سے دور رہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ عالم لوگوں کا ایک شکر یہ ہے کہ قول اور
فق ہو اور خدا کے اوامر اور نواہی بیان کریں اور عابدوں کا ایک شکر یہ ہے کہ ان کے اعمال خدا کی اطاعت
ں۔ اور جو لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں ان کا ایک شکر یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہیں یعنی
نیک خواہش اور معرفت اور نیکی میں ترقی کریں اور جو خدا کی اطاعت اور عبادت بجا لاتے ہیں وہ خدا کی توفیق
سمجھیں۔ اور یہ لوگ جو عزلت کا گوشہ اختیار کرتے ہیں اور فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور فروتنی اور اپنے قصور
رار کرتے ہیں اور ہر حال میں نیاز مندی کو ملحوظ رکھتے ہیں یہ سب شکر ہے۔ اور ابو بکر وراق کہتے ہیں کہ
یہ ہے کہ انسان احسان کو دیکھے اور اس کی حرمت کو نگاہ رکھے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نعمت

مصری رحمۃ اللہ سے لوگوں نے سوال کیا۔ سب سے زیادہ غم میں کون ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ جس آدمی کے اخلاق بُرے ہوں۔ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے اپنے کپڑوں کو پاک کرو اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے اخلاق کو نیک بناؤ اور فرمایا ہے ظاہر اور باطن کی نعمتیں پوری تمہارے اوپر عام کر دی ہیں۔ ظاہر کی نعمت حسن ہے اور وہ بھی کامل ہے۔ اور باطن کی نعمت اخلاق ہیں یہ بھی عطا فرمائی ہے اور ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ دنیا میں تم کبھی خوش بھی ہوئے ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہاں دو مرتبہ خوش ہوا ہوں۔ ایک دفعہ تو اس وقت ہوا ہوں کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک کتا آیا اور آتے ہی ٹانگ اٹھا کر اس نے میرے اوپر پیشاب کر دیا۔ اور دوسری مرتبہ اس وقت خوش ہوا ہوں کہ میں اپنے خیال میں بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور آتے ہی بلا سبب اس نے تان کر مجھے ایک گھونسہ مارا۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ اویس قرنی کو جب لڑکے دیکھا کرتے تھے تو آپ کو ڈھیلے مارا کرتے تھے آپ نے انکو فرمایا کہ لڑکو اگر تم ڈھیلے مارنے کے واسطے مجبور ہو بیٹھے تم نے ضرور ہی مارنے ہیں تو چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اُٹھا کر مارا کرو تاکہ میری ٹانگوں میں زخم نہ پڑ جائیں اور ان سے خون نہ بہے۔ میں نماز پڑھا کرتا ہوں اگر خون بہیگا تو میں نماز سے معذور ہو جاؤنگا۔ احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیاں دیں اور آگے آگے آپ جا رہے تھے اور وہ پیچھے پیچھے تھا۔ جب احنف اپنے قبیلہ کے لوگوں کے پاس پہنچے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے۔ اور اس آدمی کو فرمایا کہ اے یار جسقدر اور بخارات تمہارے دل میں بھرے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی اسی جگہ میں ہی نکال لو۔ ایسا نہ ہو کہ میری قوم کے نادان آدمی تمہاری گالیاں سن لیں اور وہ تم کو ان کا دنداں شکن جواب دیں۔ حاتم اصم سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آدمی ہر ایک کی باتوں کو برداشت کرے آپ نے جواب دیا کہ ہاں ہو سکتا ہے مگر نفس سے اس کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا۔ اس نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے دوسری دفعہ پکارا پھر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے اسکو فرمایا کہ اے غلام تو میری آواز کو سنتا ہے یا نہیں سنتا۔ جواب دیا کہ اس میں تو شک نہیں کہ میں آپ کی آواز کو سن رہا ہوں فرمایا اگر سنتا ہے تو جواب کیوں نہیں دیتا۔ اس نے عرض کی کہ بولنے اور جواب دینے میں اس واسطے میں نے سستی کی ہے کہ آپ سے مجھ کو آزار پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں یہ سنکر آپ نے غلام کو فرمایا۔ کہ خدا کی بابرکات ذات کے تصدق میں تم آزاد کئے گئے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نیک خلق یہ ہے کہ ظاہر میں تو لوگوں سے میل جول رکھے اور باطن میں ان سے جدا رہے۔ اور فرمایا ہے کہ نیک خلق ہے کہ اگر لوگوں کی طرف سے ایذا پہنچے تو اسکو قبول اور برداشت کیا جائے اور بغیر رنج اور قلق کے لوگوں کے حق کو ادا کریں۔ اور فرمایا ہے انجیل میں وارد ہے کہ اے میرے بندے جب تجھے غصہ آئے تو اس وقت مجھ کو یاد کر اور جب مجھے غصہ آویگا۔ تو اس وقت میں تجھے یاد کرونگا۔ مالک بن دینار کو ایک عورت نے کہا۔ اے ریاکار! آپ نے فرمایا کہ اے عورت تو نے میرا نام پہچانا جسے بصرہ والے بھول گئے تھے۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تین آدمی تین چیزوں کے بغیر پہچانے نہیں جاتے۔ بردبار اور حلیم غصہ کے وقت پہچانا جاتا ہے اور دلیر اور شجاع کو لڑائی کے وقت میں پہچانتے ہیں اور بھائی حاجت کے وقت پہچانا جاتا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جو چیز مجھ میں نہ ہو۔ میرے واسطے وہ نہ کہی جاوے جواب میں اللہ جلشانہ نے فرمایا۔ کہ اس بات کو اپنی ذات کے واسطے بھی میں نے نہیں رکھا اور جب اپنے واسطے اس کو پسند نہیں کیا۔ تو تیرے واسطے کیونکر کرتا ہوں ✦

ے ساتھ ہوتا ہے) اور فرمایا ہے کہ حمد تو ہر سانس رہوتا ہے اور شکر جو اس کی نعمتوں پر ہوتا ہے ٭
ایک صحیح روایت میں وارد ہے۔ کہ سب سے پہلے جو لوگ بہشت میں داخل ہونے کے
بلائے جائینگے۔ وہ حمد کرنے والے ہوں گے۔ اور جو چیز ان سے دور ہو گئی ہو۔
کیا ہوگا اور جو عطا ہوئی ہے اس کا شکر بجا لاتے ہونگے ایک روایت میں وارد ہے کہ ایک بزرگ ذکر
ں کہ ایک بڈھے آدمی کو میں نے سفر میں دیکھا وہ بہت سن رسیدہ تھا میں نے اس سے حال پوچھا۔
جواب میں بیان کیا کہ جوانی کی ابتدا میں ہی اپنے چچا کی بیٹی سے میری محبت تھی اور وہ بھی مجھ کو چاہتی تھی اور
ے اور پیار سے پیش آتی تھی۔ خدا کی مرضی سے اس کے ساتھ میرا عقد ہو گیا۔ شب زفاف میں یعنی ہم بستر
ی پہلی رات میں ہی ہم نے ایک دوسرے کو کہا کہ خدا وند تعالیٰ نے ہم دونوں کو آپس میں جو اصلت کی دولت
ہے۔ اس کے شکرانہ میں ہم نماز پڑھیں اس لئے ہم دونوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی یہاں تک کہ تمام رات
ہی پڑھتے رہے کوئی نماز سے فارغ نہ ہوا۔ اور جب دوسری رات آئی تو اس میں بھی شکرانہ کے واسطے نماز
وع کی اور وہ تمام رات بھی نماز میں ہی بسر کر دی اور آئیندہ رات کو بھی ایسا ہی ہوا۔ یہاں تک کہ اسی طرح
د رہ گئے۔ اور شرم ہے کہ شاید اسی سال گذرے ہر رات میں جو آئی تھی۔ ہم آپس کی مواصلت کے شکرانہ
یں نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے او اسی حال میں ہی اس کو بسر کر دیتے تھے اس گفتگو کے وقت اس بڑھے
ی بھی پاس موجود تھی اس نے اسکی طرف مخاطب ہو کر کہا کیوں بی بی جان جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سچ ہے
ں نے جواب دیا کہ ہاں یہ بالکل ٹھیک اور درست ہے ٭

صبر کا بیان

ر کے باب میں اللہ جل شانہ کا کلام کافی دلیل ہے۔ فرمایا ہے۔ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر کراؤ اور اللہ
تاکہ تم کو اس سے رستگاری نصیب ہو جائے) اور فرمایا ہے صبر کرو اور صبر خدا کی مدد سے ہوتا ہے۔
ہوا نہیں ہوتا۔ اور عائشہ رض نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب صدمہ پہنچے
ت صبر کرنا بہتر ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ ایک شخص پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
یا اللہ کے رسول حضور میرے پاس مال تھا وہ سب تلف ہو گیا ہے اور میرے جسم کو بیماری نے کمزور اور لاغر
۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی بندہ کا مال ضائع نہ ہو اور کوئی بیماری اس کو رنج اور دکھ نہ دے تو اس آدمی میں
ور جو لی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ جب اپنے کسی بندے کو دوست بناتا ہے تو اس کو مصیبت میں گرفتار
۔ اور اس کو صبر عطا کرتا ہے۔ اور روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جب کسی بندے کو خدا کے ہاں
رجہ ملنے کو ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنے عمل سے حاصل نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اس پر بیماری کی بلا نازل کی
بس وہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور روایت میں ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (جب کوئی آدمی بدی
اس کو اس بدی کے موافق ہی جزا دی جاتی ہے) حضرت ابوبکر صدیق رض نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول
ب نازل ہوئی ہے تو اس کے بعد خلاصی کیونکر ہوگی۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تم کو بخشے
بیمار ہوا کرتے اور جب کسی بلا میں گرفتار ہوتے ہو تو اس وقت صبر نہیں کیا کرتے ہو اور کوئی غم اور الم تم کو لاحق نہیں
تمام باتوں کا اجر برے عملوں کا عوض ہوتا ہے یعنے بندہ جو گناہ کرتا ہے ان کا کفارہ ہوتا ہے پس صبر
پر ہوتا ہے ایک تو خدا کے واسطے ہوتا ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ انسان خدا کے احکام بجا لانے اور جن
سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہے اور دوسرا صبر خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے وہ اس طرح ہے کہ
تقدیر پر صابر اور شاکر رہے اور تیسرا صبر خدا کے اوپر ہوتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ خدا نے روزی

کا شکر یہ ہے کہ خدا کی نعمت میں آدمی اپنے آپ کو طفیلی جانے۔ اور ابو عثمان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ شکر سے
عجز کی معرفت ہو جیسے اس کا علم ہو کہ میں اس کے شکر سے عاجز ہوں۔ اور فرمایا ہے شکر پر شکر کرنا کامل شکر ہے اور
اس طرح ہوتا ہے کہ تو اپنے شکر کو خداوند تعالیٰ کی توفیق سے سمجھے اور خدا کی وہ توفیق تمام نعمتوں سے زیادہ بزرگ ہے
پس تجھ پر لازم ہے کہ خدا کے شکر پر شکر کرے اور پھر اس کے شکر کے شکر پر شکر کرے یہاں تک کہ اس کی کوئی حد نہیں اور فرمایا
ہے کہ خدا کی نعمت کو سارمدی سے خدا کی طرف منسوب کریں۔ اور جنید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ انسان کا شکر یہ ہے کہ وہ
اپنے آپ کو اس لائق نہ جانے کہ میں نعمت کا مستحق اور اسکے لائق ہوں۔ اور فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنی عطا کی گئی نعمت کا
شکر کرتا ہے وہ شاکر ہوتا ہے۔ اور اگر کسی کی نعمت گم ہو جائے اور اس پر شکر کرے تو وہ شکور ہوتا ہے۔ اور بعض
بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو نعمت کے ملنے پر شکر کرتا ہے وہ شاکر ہوتا ہے۔ اور نعمت کے ضائع ہو جانے پر جو شکر کرتا
ہے وہ شکور ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ شاکر آدمی وہ ہوتا ہے جو عطا پر شکر گذار ہوتا ہے اور شکور اس کو کہتے ہیں جو بلا پر
صابر ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو کچھ کسی کو ملے اگر اس پر شکر کرے تو وہ شاکر ہوتا ہے۔ اور اگر کسی کو دیر تک نہ ملے
اور اس پر شکر کرے تو وہ شکور ہے اور شبلی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ انسان نعمت کے دینے والے کو دیکھے۔
نعمت کو خود دیکھے۔ اور فرمایا ہے کہ شکر یہ ہے کہ جو نعمت حاصل ہو اسکو زوال اور ضائع ہونے سے نگاہ رکھیں اور جو مفقود ہو
اس کی تلاش کریں۔ اور عثمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ عام لوگوں کا شکر تو کھانے اور پینے اور پہننے میں ہوتا ہے اور خاص
لوگوں کا شکر اس پر ہوتا ہے جو ان کے دلوں پر معانی ظاہر ہوتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (میرے شکر گذار بندے
تھوڑے ہیں)۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں۔ اے پروردگار میں تیرا شکر کیونکر ادا کروں حالانکہ خود شکر ہی تیری
نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور فرمایا کہ اے داؤد اب تو نے اب شکر کیا ہے۔
اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کے احسان کے عوض میں ویسا احسان نہ کر سکو تو زبان سے اس کا شکر کرو۔ اور
فرمایا ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی بخشش کی خوشخبری سنائی۔ تو اس وقت آپ نے خدا
سے زندگانی کے زیادہ ہونے کی التجا کی آپ سے سوال کیا گیا کہ یہ درخواست کس واسطے کی ہے جواب دیا شکر
ادا کرنے کے واسطے کی ہے۔ پہلے تو اس واسطے عمل کیا کرتا تھا۔ کہ آمرزش اور بخشش حاصل ہو اور اب تیرا شکر کروں گا
اس کے بعد جناب باری کے حکم کے موافق فرشتے نے اپنے بازو پھیلا دئیے۔ آپ کو ان پر بٹھا کر آسمان پر لے گئے
بیان کرتے ہیں کہ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کا گذر ایک چھوٹے سے پتھر پر ہوا۔ اس میں سے بہت سا پانی نکل
رہا تھا اس کی حالت کے دیکھنے سے آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ اسی اثنا میں خداوند تعالیٰ نے اس پتھر کو گویائی عطا کی۔ پیغمبر
نے اس سے پوچھا کہ تیرا یہ کیا حال ہو رہا ہے اس نے جواب میں عرض کی۔ کہ اللہ کی کلام میں جب سے میں نے
سنا ہے (جس آگ کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں تو اس سے خوف کرو) اسی وقت سے میں ڈر کا مارا اللہ تعالیٰ کی ڈر کے
مارے رو رہا ہوں۔ جب پیغمبر خدا نے پتھر کا یہ جواب سنا تو اس کے واسطے خدا کی درگاہ میں دعا کی کہ اس کو آگ کے عذاب
سے رہائی دی جائے۔ وحی نازل ہوئی۔ اور ارشاد ہوا کہ اسکو آگ کے عذاب سے نجات دی گئی اس کے بعد پیغمبر خدا
چلے گئے۔ اور پھر دوسری دفعہ بھی اس پر گذر ہوئی۔ اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ آپ نے اس سے پانی جاری دیکھا
اس حال سے آپ کو پھر تعجب ہوا۔ اور پھر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے پتھر کو پھر خدا نے گویا کیا۔ اور زبان حال سے جواب دیا کہ
پہلے جو گریہ تھا وہ خوف اور غم کے سبب سے تھا اور اب جو گریہ ہے تو یہ شکر اور خوشی کے جوش کے باعث سے ہے۔
اور بزرگوں نے ارشاد کیا ہے جو آدمی شاکر ہوتا ہے اس کی نعمت ہمیشہ زیادتی اور ترقی میں رہتی ہے کیونکہ وہ نعمت
کو دیکھتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم شکر کروگے۔ تو میں تم کو زیادہ نعمت دونگا۔ اور صابر خدا کی پناہ میں
رہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ اسکو بلا سے بچائے رکھتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے (جو لوگ صبر کرنے والے ہیں

اور آسائش جانے ۔

رضا کا بیان

اس کا اصل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ (خدا تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے) یعنی خدا مسلمانوں سے راضی ہوا اور مسلمان خدا سے راضی ہوگئے ۔ اور فرمایا ہے میں مسلمانوں کو اپنی رضا مندی اور رحمت کی خوشخبری دیتا ہوں ۔ اور حضرت ابن عباسؓ ابن عبدالمطلبؓ راوی ہیں ۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی خدا تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوا۔ اُس نے ایمان کی لذت چکھ لی ۔ اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی موسیٰ اشعری کو لکھا کہ خیریت اس میں ہے کہ ہر حال میں تم خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو ۔ اور اگر تم کو خدا کی رضا پر راضی رہنے کی طاقت ہو تو بہتر ورنہ اس حال میں صبر کر ۔ اور قتادہ رحمۃ خدا کے اس کلام کی تفسیر میں فرماتے ہیں (جب ان میں سے کسی کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ تمہارے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو غم کے مارے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے آخر آیت تک) کہ یہ عرب کے مشرکوں کا حال تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بُرے کام کی نسبت خبر دی ہے پس مسلمان آدمی کو لائق ہے کہ خدا نے جو کچھ اس کے حق میں پسند فرمایا ہے اس پر راضی ہو ۔ اور انسان کے نفس کی خواہش سے اس کے حق میں خدا تعالیٰ کی تجویز ہر صورت میں بہتر ہوتی ہے ۔ پس اے آدم کے فرزند جس امر کو تو مکروہ جانتا ہے وہ تیرے واسطے بہتر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے تجھے خدا تعالیٰ سے خوف کرنا واجب ہے اور اس کے حکم پر راضی اور خوش رہنا لازم ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بہت ممکن ہے کہ جس چیز کو تم اپنے حق میں مکروہ جانتے ہو وہ تمہارے واسطے نیک ہو ۔ اور جس کو تم اپنے حق میں دوست سمجھتے ہو وہ تمہارے واسطے بری ہو ۔ اس امر کو خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے) یعنی تمہارے دین اور دنیا کی جو بہتری ہے اس کو خدا ہی اچھی طرح جانتا ہے اور لوگوں کی نیکیوں کے جو دفتر ہیں وہ برابر لپیٹ کر رکھے جا رہے ہیں ۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ عبادت کریں اور احکامات کو بجا لائیں اور بُرے کاموں سے باز رہیں اور تقدیر الٰہی پر شاکر رہیں ۔ اور بندہ کے کام کے سرانجام کا جو فائدہ اور ضرر ہے اس کو مجمل طور پر چھپا دیا گیا ہے اس لئے بندہ کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کرے ۔ اور جو کچھ خدا نے قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر خوش رہے اور اللہ تعالیٰ کو کوئی الزام نہ لگائے ۔ اور اس بات پر یقین کرے ۔ کہ ہر ایک آدمی پر جو رنج اور مصیبت عائد ہوتی ہے وہ اس کے مقدر میں ہوتی ہے ۔ اور اس کا باعث نفسانی خواہشیں اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور ناخوشنودی ہوتی ہے پس جو آدمی خدا کی قضا پر راضی ہوتا ہے ۔ اس کو ہمیشہ کی راحت عطا ہوتی ہے اور جو ناراض ہوتا ہے اس کی بدبختی اور رنج بڑھ جاتا ہے ۔ اور دُنیا میں جو کچھ کسی کی تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ اس کو ضرور ہی ملتا ہے ۔ اور جب تک کوئی آدمی نفس کی ہوا اور ہوس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا فرمانبردار رہتا ہے وہ قضائے الٰہی سے ناراض ہوتا ہے ۔ نفسانی خواہش انسان کو خدا کے حکم کے خلاف ترغیب دیتی ہے اور اگر اس کے موافق کرے تو اس کا رنج اور اس کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے ۔ راحت اور آرام اس میں ہے کہ انسان اپنے نفس کی ہوا و ہوس کے خلاف کرے کیونکہ جو آدمی ایسا کرتا ہے وہ خدا کی قضا اور رضا سے موافقت کرتا ہے ۔ اور یہ دونو چیزیں ایسی ہیں کہ ضرور ہی پیش آنے والی ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی ہوا اور ہوس کی موافقت کریگا ۔ تو اس کو ضرور ہی رنج اور الم کا سامنا ہوگا کیونکہ ایسا کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا ہوتا ہے معاذ اللہ سبحانہ اور جب ہوائے نفس کا غلبہ ہو تو یہ جنگ ضرور ہوتا ہے اور اگر نہ ہو تو نہیں ۔ اور جو لوگ اہل علم اور اہل طریقت ہیں انہوں نے رضا کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے یعنی کہ رضا حالات میں سے ہے اور اس میں کسب کو کچھ دخل نہیں ۔ یا مقامات سے ہے اور اس میں کسب کو دخل ہے ۔ اہل عراق میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ رضا احوالوں میں سے ایک حال ہے ۔ اور انسان کے کسب کو اس میں دخل نہیں ۔ بلکہ وہ نازل ہوتی ہے اور تمام احوالوں کی طرح دل

دینے اور اس کے فراخ کرنے اور کافی اور مددگار ہونے اور آخرت کا ثواب دینے کے لئے جو وعدہ فرمایا ہے اس پر صبر
کے ساتھ انتظار کرے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ بندہ ایسے کام پر صبر کرے
اور دوسرا یہ ہے کہ جو کام بندہ کا نہیں اس پر صبر کرے اور کام پر صبر کرنا دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ اس کے متعلق خدا
کے جو احکام ہوں ان میں صبر کرے اور دوسرا یہ ہے کہ خدا کے جو نواہی ہیں ان سے باز رہے اور جو بندہ کا کام نہیں اس میں
اس طرح صبر ہوتا ہے کہ بندہ پر جو مصیبت اور رنج وارد ہوتا ہے اور خدا وند تعالیٰ سے لگاؤ رکھتا ہے اس میں صابر ہو
جیسے جسمانی مصیبت ہے اور روحانی رنج اور بیماری وغیرہ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر کرنے والے آدمی تین طرح پر
ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو ڈر سے صبر کرتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو خوف کے بغیر صبر کرتے ہیں اور تیسرے
وہ ہیں جو سراپا صبر ہی صبر ہوتے ہیں۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے سوال کیا۔ کہ صابروں پر سب سے
زیادہ سخت صبر کونسا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ خدا کے بیچ صبر کرنا۔ اس شخص نے کہا یہ نہیں ہے آپ نے
پھر جواب دیا خدا کے واسطے صبر کرنا اس نے کہا یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے پھر جواب دیا خدا کے ساتھ
صبر کرنا اس نے کہا یہ بھی نہیں اس کے بعد شبلی نے اس کو فرمایا۔ اگر یہ بھی نہیں ہے تو تم ہی بتلاؤ وہ کونسا ہے اس شخص
نے کہا سب سے زیادہ سخت صبر خدا سے صبر کرنا ہے۔ حضرت شیخ شبلی صاحب نے جوں ہی یہ قول سنا ایک ایسا بلند
نعرہ مارا کہ اس سے پایا گیا۔ کہ عنقریب ہی آپ کی روح قالب عنصری سے پرواز کر جانے کو ہے اور اس قول کے
معنی بالتفصیل عوارف میں مذکور ہیں۔ اور حضرت جلیل رہ کہتے ہیں کہ مسلمان کے واسطے دنیا سے آخرت کا سفر
کرنا بہت سہل ہے مگر یہ مشکل کام ہے کہ خدا کے مقابلہ میں مخلوق سے جدائی اختیار کی جائے اور اس سے بھی زیادہ
سخت ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ کر خداوند تعالیٰ کی طرف رغبت کریں۔ اور خدا کے ساتھ صبر کرنا سخت مشکل ہے اور جنید
رحمۃ اللہ علیہ سے صبر کی نسبت پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ صبر ہے کہ منہ بنانے کے بغیر تھوڑا تھوڑا کڑوا گھونٹ پئیں اور حضرت
علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ ایمان کے جسم کا سر صبر ہے اور فرمایا ہے کہ یہ پیغمبر صلعم کا مقولہ ہے۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ
علیہ کہتے ہیں۔ کہ صبر کے معنے یہ ہیں کہ انسان مخالفت سے دور رہے اور غم اور غصہ کو آرام کے ساتھ برداشت کرے اور
باوجود تنگ دستی اور فقیری کے معیشت کے میدان میں تونگری کا اظہار کرے۔ اور فرمایا ہے صبر یہ ہے کہ انسان بلا کو
اچھی طرح ادب کے ساتھ جھیلے۔ اور فرمایا ہے کہ صبر ایک تونگری ہے اور اس کا اظہار بلا کے نازل ہونے کے وقت شکوہ
اور شکایت نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اور فرمایا صبر یہ ہے کہ آدمی بلا کے وارد ہونے کے وقت نیکی اور حسن صحبت کے ساتھ
قائم اور ثابت قدم رہے جیسے کہ انسان خورسندی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بندگی اور طاعت کا سب
سے نیک اور اچھا اجر صبر ہے اس سے بڑھ کر اس کا اور کوئی اجر نہیں ہو سکتا۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (جب
لوگوں نے صبر کیا ہے ضرور ان کو ہم زیادہ نیک چیزوں سے اجر دینگے جیسا کہ وہ کرتے تھے) اور فرمایا ہے (صبر کرنے والوں
کو ان کا اجر بے حساب پورا دیا جاتا ہے) اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ صبر ہے کہ انسان خدا کی راہ میں ثابت قدم
رہے اور آزار اور بلا جو اس پر وارد ہو اس کو کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے قبول کرے۔ اور فرمایا ہے کہ خدا کے
احکام پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی کو قائم اور مضبوط رکھنا صبر کے خواص ہیں۔ اور یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں
کہ زاہدوں کے صبر سے عاشقوں کا صبر زیادہ سخت ہوتا ہے اور مجھے تعجب آتا ہے کہ عاشق کیسے صبر کرتے ہیں۔
اور اس کے بعد آپ نے اس مضمون کا شعر پڑھا میں سب چیزوں میں صبر کر سکتا ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سے صبر
کروں۔ اور فرمایا شکایت کا نہ کرنا صبر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ صبر یہ ہے کہ اپنے خدا سے مدد مانگے اور اس کے
آگے اس کی درخواست کریں۔ اور فرمایا ہے کہ صبر خدا تعالیٰ کے نام سے مشابہ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ صبر ہے
کہ انسان راحت اور محنت دونوں حالتوں میں آرام خاطر سے یکساں رہے اور یہ تفسیر ہے کہ بلا اور سختی کو آرام

کے معنی پوچھے گئے (قضا کے بعد میں تجھ سے تیری رضامندی چاہتا ہوں) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا
پہلی رضا یہ ہے کہ رضا پر قصد کرے اور قضا کے بعد رضا یہ ہے کہ خدا کی رضا پر راضی ہو۔ ایک روایت
ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ بن ابی طالب رضی کی خدمت میں کہا گیا۔ کہ ابو ذر کہتے ہیں میں امیری سے
یا وہ دوست رکھتا ہوں۔ اور تندرستی سے بیماری کو اچھا جانتا ہوں اور زندگانی سے موت اچھی معلوم
۔ حسن رضی نے اس مقولہ کو سن کر فرمایا۔ خدا تعالیٰ ابو ذر پر رحمت کرے مگر جو آدمی خدا پاک کے حسن انتخاب
ہے اور اسی چیز کی خواہش کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں مقدر کر دیا۔ اس کے سوا
نہیں چاہتا۔ وہ لوگوں میں سے زیادہ نیک آدمی ہے۔ بشر حافی سے فضیل بن عیاض نے فرمایا دنیا میں جیا
مل ہے کیونکہ جو آدمی رضا پر راضی ہوتا ہے وہ یہ خواہش نہیں رکھتا۔ کہ میں اپنے مرتبہ سے اور بھی اوپر چڑھ
ضیل کا یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ اس میں ہر حال پر رضا ہوتی ہے اور تمام خیر رضا میں ہی ہے
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ میں نے تم کو اپنی ہمکلامی اور اپنا پیغمبر بنانے کے واسطے تمام لوگوں سے
ہے۔ اس لیے میں تمہیں جو چیز عنایت کرتا ہوں اس کو لے لو۔ اور تم اس واحدہ خلعت پر شکر
نے والا اور ایسا ہی محمد مصطفیٰ صلعم سے فرمایا ہے کہ اے محمد صلعم دنیا کی حیاتی کی تازگی کے واسطے جو
کو دی گئی ہیں۔ ان کے سوا اوروں پر آنکھ نہ کھول۔ اور ان کی امید میں نہ للچا۔ غرض خدا نے اپنے
کی تعلیم دی ہے اور اپنے حال کی نگہداشت کے واسطے ارشاد کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ راضی بقضا
فرمایا ہے (جو تیرے واسطے تیرے رب کا رزق ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے) اور وہ یہ ہے۔
مبر، قناعت۔ علم۔ دین کی ولایت۔ پیشوائی۔ اور جو چیزیں دی گئی ہیں وہی بہتر اور لائق ہیں۔ بس
ان میں وہ سب حال کی نگہداشت اور رضا میں موجود ہیں۔ اور جو دوسری چیزیں ہیں اور حال کے
۔ ان کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ کیونکہ اپنی طرف سے چیزوں کی طرف توجہ کرنے میں دو باتیں پائی جاتی
وہ چیز نصیب میں ہوگی اور یا نہیں ہوگی کسی دوسرے کی قسمت میں ہوگی۔ اور یا یہ ہے کہ وہ کسی کے
نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو صرف آزمائش کے واسطے ہی پیدا کیا ہے۔ بس جو چیز نصیب
وہ تو ضرور مل جائیگی۔ چاہے تم اس کی تلاش کرو اور چاہے نہ کرو۔ بس نہیں لائق کہ تجھ سے ظاہر ہو
درحرص اس کی تلاش میں۔ اور جو عقل مصلحت اندیش ہے اس کے نزدیک بھی حرص ناپسندیدہ ہے
پھر کسی دوسرے آدمی کے نصیب میں ہے تو تلاش کرنی ناحق کا رنج اور تردد ہوگا۔ کیونکہ اس
طرح رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور نہ ہی خود وہ چیز تمہارے پاس آسکتی ہے۔ اور اگر دوسری بات
ہو وہ چیز کسی کے نصیب میں بھی نہیں صرف ایک آزمائش ہی آزمائش ہے۔ تو عقلمند کو اس کی طرف
ہی رغبت کرنی نہیں چاہیئے۔ اور ایک قوم کے لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ قضا پر رضا یعنی راضی ہونا یہ ہے
سے تمہاری دوستی ہو اور کسی اور کو مکروہ جانتے ہو۔ تو یہ دونوں تمہارے نزدیک یکساں ہوں۔
کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ قضا کی تلخی پر صبر کیا جائے۔ اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ رضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
ن چوں اور چرا نہ کریں۔ اور خدا کے جو احکام ہیں ان کے آگے گردن جھکا دیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں
ہے کہ تدبیر میں نیک اور بد کی تمیز نہ کریں۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں۔ کہ اپنے اختیار کو ترک کر دینا رضا ہے
یا قول ہے کہ جو لوگ اپنے دل سے اختیار کی جڑ کو بالکل اکھاڑ کر نکال پھینکتے ہیں۔ وہ اہل رضا میں بس
کے لوگ ہوتے ہیں وہ نفسانی خواہشوں کو اپنے دل میں نہیں آنے دیتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے
درخواست کرتے ہیں۔ اور حکم کے نازل ہونے سے پہلے ہی خیال کو اپنے دل میں دخل دیتے ہیں اور

میں حلول کرتی ہے۔ اور احوال کا یہ حال ہے کہ وہ حلول کرنے کے بعد زائل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے سوا دوسرے
وارد ہو جاتے ہیں۔ اور خراسانیوں کا یہ قول ہے کہ رضا مقامات میں سے ایک مقام ہے اور توکل کا انجام ہے
جب توکل انتہا کی حد کو پہنچ جاتا ہے تو اس وقت بندہ کسب کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور ان دونوں
قولوں کی مطابقت کے واسطے یہ کہنا ممکن ہے کہ رضا کی ابتدا بندے کا کسب ہے یعنے اس کو بندہ کسب سے
حاصل کرتا ہے اور وہ مقامات میں سے ہے اور اس کی نہایت احوالوں میں سے ایک حال ہے اور یہ کسب سے حاصل
نہیں ہوتا۔ غرض جو آدمی رضا پر راضی ہو جاتا ہے وہ تقدیر الٰہی پر اعتراض نہیں کرتا۔ اور ابو علی دقاق کہتے ہیں۔ کہ
رضا یہ نہیں ہے۔ کہ انسان خود بلا اور مصیبت کا متلاشی ہو۔ بلکہ رضا یہ ہے کہ انسان خدا کے حکم اور اس کی رضا
میں کوئی اعتراض نہ کرے اور شیخ صاحبوں نے فرمایا ہے کہ قضا پر راضی ہونا خداوند تعالیٰ کی درگاہ کا ایک بڑا
فراخ دروازہ ہے اور وہ دنیا کی بہشت ہے جو آدمی رضا سے آراستہ ہوتا ہے اور خوشی اور خرمی سے اس کے
پیش آتا ہے۔ اس کو خداوند تعالیٰ کی درگاہ سے بزرگی کا مرتبہ عطا ہو جاتا ہے۔ ایک شاگرد نے اپنے
اُستاد سے سوال کیا بندہ کو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے۔ اُستاد نے اس کو
جواب دیا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی پوشیدہ ہے ظاہر نہیں۔ شاگرد نے کہا ایسا نہیں
ہے بندہ کو ظاہر معلوم ہو جاتا ہے۔ پوچھا کیونکر ہو جاتا ہے جواب دیا کہ جب بندہ اپنے دل میں متوجہ ہو اور اس
کو خدا تعالیٰ سے راضی پائے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ استاد صاحب نے یہ سنکر فرمایا تو نے
بہت اچھا کہا ہے اے لڑکے جب تک کہ خداوند تعالیٰ بندہ سے راضی نہ ہو اس وقت تک بندہ ہرگز راضی
نہیں ہوتا۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ خدا ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے۔ اور مذکور ہے۔ کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ باری میں عرض کی۔ کہ اے اللہ مجھے وہ عمل بتلا کہ جب میں اس کو کروں تو تو میرے
اوپر راضی ہو۔ ارشاد ہوا۔ کہ اے موسیٰ تم کو اس کے کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سنکر
رو پڑے اور روتے ہوتے ہی سجدے میں گر گئے۔ اسی اثناء میں خدا تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ اے عمران
کے بیٹے میری خوشی اس میں ہے۔ کہ تو میرے حکم پر خوش رہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو
تسلیم اور رضا کا مقام ملجائے تو وہ خدا کی رضا کو خوشی سے قبول کرلے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رضا کی دو قسمیں ہیں ایک تو خدا کے
ساتھ رضا کا ہونا اور دوسری خدا سے رضا ہے۔ خدا کے ساتھ جو رضا ہے وہ تو تدبیر کے وقت ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ رضا اس طرح ہو کہ حق تعالیٰ
لہ الملک کہنے کے واسطے حکم دے۔ اور بعض کا قول ہے کہ رضا یہ ہے کہ کسی کے دائیں پر دوزخ کی جائے۔ تو وہ یہ نہ
کہے کہ دوزخ کا اس طرف پر ہونا اچھا نہیں۔ اگر بائیں طرف پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور فرماتا ہے کہ رضا یہ ہے کہ
انسان کراہیت اپنے دل سے نکال دے۔ یہاں تک کہ اس میں صرف خوشی اور سرور ہی رہجائے رابعہ عدویہ سے
سوال کیا گیا۔ کہ انسان کب قضا پر راضی ہوتا ہے جواب دیا اس وقت راضی ہوتا ہے جب کہ مصیبت میں اسی طرح خوش
ہو۔ جیسا کہ وہ نعمت میں خوش ہوتا ہے ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شبلی نے حضرت جنید رح کے روبرو یہ پڑھا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنید نے شبلی کو فرمایا کہ آپ کا سینہ تنگ ہے اسی واسطے یہ قول صادر ہوا ہے اور سینہ کی
تنگی اس واسطے ہے کہ قضا پر رضا کو ترک کر دیا ہے۔ ابو سلیمان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ
سے بہشت کا سوال نہ کریں اور اگر آگ جلا دینے کا خطرہ بھی ہو تو اس کے ہاں اس کی درخواست نہ کریں۔ اور ذوالنون
مصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تین علامتوں سے رضا کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ خدا کی قضا میں اپنا اختیار
ثابت نہ کرے۔ دوسری یہ کہ قضا کے بعد اس کی تلخی کو نہ معلوم کرے۔ تیسری یہ کہ بلا کی حالت میں خوش بخت رہے۔
اور ابو النون مصری رح کہتے ہیں۔ کہ رضا یہ ہے کہ قضا کی تلخی کے ساتھ دل کی خوشنودی ہو۔ ابو عثمان سے پیغمبر صلعم کے

شریک بنانا۔ جو آدمی اپنے جیسے لوگوں سے طامع ہوتا ہے وہ نہیں جانتا۔ کہ وہ اپنے نفع
نہ ہی دے سکتے ہیں۔ اور نہ روک سکتے ہیں۔ پس جو لوگوں سے طمع کرتا ہے وہ مخفی بادشاہ
ت سمجھتا ہے پس جب تک کوئی آدمی تمام چیزوں کو چیزوں کے پیدا کرنیوالے کیطرف تعلق نہ جانے
یا اس لئے آدمی کو چاہیئے۔ کہ وہ خدا کے سوا کسی اور سے سے نہ مانگے۔ اور بزرگ فرماتے
س کی شاخیں بھی ہیں۔ اس کی جڑ تو یہ ہے غفلت کرنی ہے اور اس کی شاخیں یہ ہیں لوگوں
کاری لوگوں کی نظروں میں زیب اور آرائش کرنی۔ ان کے رونق مرتبہ اور عزت کی خواہش
سلام نے اپنے حواریوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ طمع ہلاک کرنے والی اور بہکانے والی چیز ہے
ے بزرگ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دنیا کی ایک چیز کی خواہش کی اور اس میں طمع کیا اسی
مجھ کو آواز دیکر کہا۔ کہ مرید کو حرص نہ کرنی چاہیئے۔ نہ اس کے حق میں اچھی نہیں کیونکہ جو کچھ وہ
لی اسکو عطا کر دیتا ہے۔ اور خدا کے ایسے بندے دنیا میں موجود ہیں۔ کہ وہ چیزوں کے مالک
اور اس سے طمع نہیں رکھتے بلکہ طمع جو ان سے پوشیدہ اور دور رہتا ہے اور جب وہ دل سے طمع
لیئے آپ سے ہی ان کے پاس آجاتا ہے اور ان کو اس کا علم ہو جاتا ہے کہ طمع ہر حال میں نقصان
توکل اور عارف ہیں ان کے درجوں میں سے سب سے کم درجہ ہے اگر کسی مرید کے دل میں
سے دوری حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے جیسے آدمی سے طمع کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ نا عالم ہے اور
اسے اور پھر طمع کرنے سے خوف نہیں رکھتا ۔

سچائی کا بیان

ہ۔ اے ایمان لانے والے لوگو خدا سے خوف کرو۔ اور ان لوگوں سے صحبت رکھو جو سچے ہیں۔ اور
) کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ جب کوئی بندہ راستی اختیار کرتا ہے اور ہمیشہ سچ بولتا
رہتا ہے تو اللہ جلشانہ اسکو صدیقوں میں لکھ لیتا ہے اور جو جھوٹا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا اپنا
ولوں یعنی جھوٹے لوگوں کی فہرست میں لکھ دیتے ہیں۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت داؤد
کی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اپنے دل میں مجھے صادق سمجھتا ہو تو اس کو ظاہر میں لوگوں
ں اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تمہارے کام کے سر انجام پانے کے واسطے راستی ستون اور راستی
پیغمبری کا دوسرا درجہ ہے۔ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے۔ جو لوگ راستباز ہیں وہ پیغمبروں اور صدیقوں
سوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور صادق کا لفظ صدق سے اسم لازم ہے اور صدیق صدق
اور صدیق اس آدمی کو کہتے ہیں جس سے ہمیشہ صدق ظہور میں آئے۔ اور سچ بولنا اس کی
) میں داخل ہو اور اس کا ظاہر اور باطن راستی سے آراستہ ہو۔ پس عمل کا سچا ہوتا ہے وہ
ع وہ ہوتا ہے جو قول اور فعل اور حال میں راستی رکھتا ہو۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی
ا مرے سامنے ہو تو وہ راستی کو اختیار کر لے۔ کیونکہ جو لوگ راستباز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے
ب حسد علیہ الرحمہ۔ کہتے ہیں کہ سچا دل میں چالیس بار پھرتا ہے اور ریاکار چالیس برس تک
اور فرمایا ہے کہ جا او بدلتا لیئے سچا ہے اور جو اس کا کلام ہے وہ بھی سچا ہے۔ اور فرمایا ہے
ناموں میں سچ کے بلیں سے درگذر نہ کرے۔ اور فرمایا ہے کہ سچا کلمہ جو دو والا ف کر دیتا ہے۔ کہ
ے۔ اور فرمایا ہے کہ صدق کا اختیار کرنا انسان کو حرام سے زبان کے ساتھ روکتا ہے اور فرمایا ہے
پورا عمل کرتا ہوتا ہے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بندہ شرع کے حکم میں اپنے

جب اللہ کا کوئی حکم وارد ہوتا ہے جس کی انہیں انتظار ہوتی ہے اور یہی حال ہوتا ہے تو بڑے ذوق اور شوق سے
اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور بڑی خوشی اور فرحت سے اس کو قبول کر کے بجا لاتے ہیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں۔ کہ
اللہ جل شانہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر آسمان سے طوفان پر کوئی حکم وارد ہو تو اس کو نعمت کبریٰ سمجھتے ہیں اور
عطائے عظمیٰ جانتے ہیں۔ اور خدا کی اس نعمت کے شاکر ہوتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور سرور کے بعد
ایسی نعمتوں میں اس بات کو دیکھیں کہ ان میں ہی مشغول رہنا ان کے واسطے نقصان کا باعث ہے کیونکہ اس
شغل میں سچ حقیقی کی طرف سے دل اور حجاب ہو جاتا ہے اور جب ایسا ہوا تو جانو ملاقات نہ ہوئی۔ اور ان کے دل
اپنے اصلی مقام سے غائب ہو گئے اور پستی میں گر گئے۔ حالانکہ دلوں کا مقام ہمیشہ ہی بلند رہتا ہے وہاں بلا کا کوئی کام نہیں
اور نہ ہی وہاں تک اس کا گذر ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں اور اس کی بخششیں بے شمار ہیں۔ اگر
وہ چاہے تو دم بھر میں گدا کو تخت نشین کر دے۔ اس کے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں اور نہ ہی تعجب انگیز ہے۔ اور
قضا پر رضا دینے میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ خدا کے سوا اور طرف سے اپنی امید کے رشتہ کو بالکل قطع کر دے
جو آدمی خدا کے سوا دوسری طرف طمع رکھتا ہے اللہ جل شانہ نے اس کی مذمت کی ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ
یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اپنے جیسے مخلوق سے کسی چیز
کی امید رکھتا ہے وہ ملعون ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے اپنے جلال اور اپنی بزرگی
اور عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی آدمی میرے سوا کسی دوسرے سے کوئی امید رکھے۔ تو میں اس کی امید کو منقطع کر دیتا
ہوں۔ اور میں لوگوں سے وہ امید رکھتا ہے ان میں ہی اس کو ذلیل اور خوار کرتا ہوں اور اپنی قرب سے بھی اس کو
الگ کر دیتا ہوں۔ اور اپنے وصل سے محروم رکھتا ہوں۔ پس کیا تم میرے سوا کسی دوسرے آدمی سے یہ امید رکھ
سکتے ہو کہ وہ سختی کے وقت فریاد رس ہو۔ جس قدر سختیاں ہیں وہ سب میرے ہاتھ میں ہیں اور در حقیقت میں ہی ہوں اور
میں ہی سب کی امید کو پورا کرنے والا ہوں اور تم میرے سوا غیر سے امید رکھتے ہو اور اپنے خیالات کے موافق
حاجت براری کے واسطے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو۔ اور ان کے دروازوں کا حال یہ ہے کہ ان پر قفل
لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی چابیاں میرے قبضہ میں ہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اگر کوئی بندہ خلقت کو چھوڑ کر میرا دامن پکڑے تو میں جانتا ہوں کہ اس کے دل کی نیت کیا ہے۔ اگر
تمام آسمان اور زمین اور جس قدر مخلوق ان میں ہے سب ملکر اس کو رنج پہنچانا چاہیں۔ تو میں ان سے اس کی
خلاصی کرا دیتا ہوں۔ اور اگر کوئی بندہ میرے واسطے کے سوا مخلوق سے حاجت کی درخواست کرے تو میں آسمان
سے اس کے اسباب کو قطع کر دونگا۔ اور اس کے پاؤں کے نیچے کی جس قدر زمین ہے اس کو شورستان بنا دونگا۔ اور
اس کے بعد دنیا میں اس پر رنج اور مصیبت وارد کرونگا۔ اور وہ اسی میں ہی ہلاک ہو جائیگا۔ اور بعض اصحابوں نے روایت
کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص لوگوں سے عزت کا خواستگار ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے
اور فرمایا ہے۔ جو آدمی کسی اپنے جیسے بندہ پر تکیہ کرتا ہے وہ خوار اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور بنی آدم سے اس کا طمع اور
اسکی دلی فکر اس کی خواری اور ذلت کے واسطے کافی ہوتی ہے اور اس کو دو چیزیں دی جاتی ہیں۔ دنیا میں تو اس کو
ذلت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کی زیارت سے محروم رہ جاتا ہے
اور اس کے رزق میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو لوگ مرید اور حق کے طالب ہیں۔ اگر وہ
طامع ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے جو ان کو زیادہ ضرر دینے والی ہو۔ اور ان کے دلوں کو یہی چیز ہے
جو سب سے زیادہ ضرر پہنچاتی ہے۔ اور ان کے دلوں کو خوار اور ویران اور تاریک کرتی ہے اور خدا سے دور رکھتی ہے
اور ان کے ارادوں کو پریشان کرتی ہے۔ طمع کا ہونا شرک کا ہونا ہے اور تم کو اس سے ضرور ڈرنا چاہئے۔ کہ جن نے

نفس یا کسی غیر کے واسطے سستی کرے تو وہ سچائی کی بو تک نہیں سونگھتا۔ اور ابو سعید قرشی کہتے ہیں کہ صادق آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنی موت کے واسطے تیار ہو اور یہ شرم کرے چاہے اس کا راز ظاہر تمام ہی ہو جائے۔ کیونکہ سب پر کھل جاتے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو) اور فرمایا ہے کہ صدق قصد سے توحید کی صحت ہے اور فرمایا ہے کہ اصل صدق اس میں ہے کہ جس جگہ جھوٹ بولنے کے واسطے چھٹکارا نہ ہو سکے اس جگہ بھی سچ ہی بولے اور فرمایا ہے جو آدمی صادق ہوتا ہے اس میں تین خصلتیں ہوتی ہیں اور ان میں وہ خطا نہیں کرتا پہلی یہ ہے کہ اس کی عبادت میں شیرینی ہوتی ہے دوسری مخلوقات اس سے خوف کھاتی ہے۔ تیسری اس کی کلام میں نیکی ہوتی ہے۔ اور ذوالنون کہتے ہیں راستی اور سچائی اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے جس پر اس سے وار لیا جاتا ہے رسی کو یہ دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ صدیقوں کا اپنے نفسوں سے باتیں کرنا ان کا پہلا گناہ ہے اور لوگوں نے صدق کے باب میں فتح موصلی سے سوال کیا۔ آپ نے لوہاروں کی بھٹی میں جس میں آگ دھک رہی تھی اپنا ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے آگ کے انگاروں کی مانند لال ہوا ہوا لوہا نکالا اور اس کو اتنے عرصہ تک اپنے ہاتھ پر رکھا کہ وہ سرد ہو گیا اور اس کے بعد فرمایا صدق اس کو کہتے ہیں۔ اور حارث محاسبی سے سوال کیا گیا کہ صدق کی علامت کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ صادق آدمی وہ ہوتا ہے کہ اگر اس کی عزت اور رتبہ جو لوگوں میں ہے کم ہو کر سب خاک میں مل جائے تو پھر بھی کچھ پرواہ نہ کرے اور جو نیک عمل کرتا ہے لوگوں کو اس کی ذرا بھی خبر نہ ہونے پائے بلکہ خبر کرنے کو اچھا نہ جانے اور اگر اس کی برائی پر لوگ واقف ہوں تو اس کو برا نہ سمجھے اور اگر اس کو برا جانے گا۔ تو اس سے پایا جائیگا۔ کہ وہ لوگوں میں اپنی عزت چاہتا ہے اور رتبہ کے کم ہونے پر افسوس کرتا ہے اور صدیق لوگوں کے اخلاق سے یہ بات دور ہے کہ لوگوں میں اپنی عزت اور رتبہ کے خواستگار رہیں اور اس کی ترقی چاہیں۔ یہ امر صدیقوں کی عادت میں داخل ہی نہیں اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دائمی فرض کو ادا نہ کرے تو اس کے موقت فرض قبول نہیں کیا جاتا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ دائمی فرض کونسا ہے۔ جواب دیا گیا وہ سچائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی صدق دل سے اپنے پروردگار کا طالب ہو تو اللہ جلشانہ اسکے دل کے آئینہ کو مصفا کر دیتا ہے۔ اور اس کو جلا دیتا ہے۔ پس جو لوگ صدق دل سے اپنے پروردگار کے خواستگار ہوتے ہیں۔ ان کا دل مصفا مجلا ہو جاتا ہے اور اپنے دل کے صاف آئینہ میں دنیا اور آخرت کی ہر ایک چیز کو مشاہدہ کر لیتے ہیں ◆ فقط

تمام شد

ہر مذہب و ملت کے ماننے والے مرد و زن و بچہ کے لئے اکسیر
کتاب علی المرتضیٰ
یعنی حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ایک اپنی تحریر فرمودہ کتاب کا نہایت ہی سلیس و بامحاورہ اُردو ترجمہ
رہبر کامل
اس نادر و نایاب اور مبارک کتاب کو بکمال کوشش و جستجو حاصل کرکے زبان عربی سے زبان بامحاورہ اُردو ترجمہ کیا گیا ہے
ایک موزون تقطیع خورد کے قریباً سوا پانسو صفحات پر ختم ہوتا ہے
یہ وہی اصلی صحیفہ ہے جس کو اول جناب امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے خود بنفس نفیس بذات
اپنے قلم مبارک سے رقم فرما کر جمع فرمایا اور آپ کے بعد مشہور زمان علامہ دوران حضرت عثمان جاحظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک مکمل کتاب
کی صورت میں مرتب کر دیا۔ پھر اس کتاب مستطاب کی پوری پوری ترتیب و تکمیل تو حضرت اکمل علامہ عبد الواحد محمد بن عبد الواحد آمدی تمیمی علیہ الرحمہ نے
فرمائی اور اس کو غرر الحکم و درر الکلم موسوم فرمایا۔ اور اب اس کا نہایت ہی سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ بشکل کتاب بنام
رہبر کامل کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور کی طرف سے زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔
اس میں جناب علی المرتضیٰ کے ہزارہا حکمت آمیز نکات و پُر اثر نصائح و کلمات، حقائق اسرار لطائف، اقوال و معارف
درج ہیں۔ اور حضرت کی تعلیم پاک متعلق علم حکمت و اخلاق و آداب نیک اعمال و افعال وغیرہ کا ایک گراں بہا خزانہ
ہے۔ جو کہ دین و دنیا کی تمام کارآمد باتوں اور مشکل کشائیوں اور صاحب روایتوں پر جامع و حاوی ہے۔ الحق ہر ایک دیندار
اور دنیادار کے لئے اس کا پایا جانا نہایت اچھی طرح بآرام زندگی بسر کرنے اور دنیا و عاقبت میں حصول عزت و خوشنودی حاصل
کرنے کا ایک ایسا محکم و عجیب دستور العمل ہے۔ جس کو مد نظر رکھنے سے ہر وقت ہر طالب سعادت کو خواہ وہ کسی مذہب
ملت کا ہو پوری پوری ہدایت و رہنمائی اور یقینی کامیابی نصیب ہو سکتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اس پاک تعلیم اور علم کے
ماخذ و منبع خود بدولت خاص جناب امیر المومنین سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ جو کہ سینہ بسینہ خود علم لدنی کے
سرچشمہ سے سیراب اور علم الٰہی کے اسرار سے واقف تھے۔ اور جن کی شان والاشان میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے یہ حدیث شریف خاص اپنی مبارک زبان فیض ترجمان سے فرمائی ہے۔ کہ انا مدینۃ العلم و علی بابھا یعنی میں
علم کا شہر ہوں اور علی المرتضیٰ اس شہر کے دروازہ ہیں۔ اس کے علاوہ خود جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ کا ایک اپنا قول مبارک
بھی یہ ہے کہ "میرے سینہ میں علم کا ایک بے شمار خزانہ موجود ہے" پس ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ یہ کتاب اسی شہر کا ایک باب اور
بے شمار خزانہ علمی کا ایک بیش بہا حصہ ہے۔ جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے۔
اس کی نصیحتوں کے مقابلے میں سچے موتیوں کی لڑیاں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں
مبارک ہیں وہ لوگ جو اسکے مطالعہ دلی سے بہرہ ور ہوسکیں۔ اور دین و دنیا میں اس سے ہر طرح کا استفادہ و استفاضہ
حاصل کریں۔ ہدیہ فی جلد صرف ایک روپیہ دس آنے
(محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا)
مہتمم کتب خانہ اسلامی پنجاب ... دروازہ - لاہور

۴۹۲/۵
نوارد